سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

(سوموار12، منگل13، جمعرات15، جمعتہ المبارک16، سوموار19۔اگست2013)
(یوم الاثنین4، یوم الثلاثہ5، یوم الخمیس7، یوم الجمع8، یوم الاثنین11۔شوال المکرم1434ھ)

سولھویں اسمبلی: چوتھا اجلاس

جلد4(حصہ اوّل): شمارہ جات : 1تا5

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

چوتھا اجلاس

سوموار، 12۔اگست2013

جلد 4: شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	----------	1
2۔	ایجنڈا	----------	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	----------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	9
5۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	10
6۔	چیئرمینوں کا پینل	----------	11

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تعزیت	
7۔	قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید) کے جواں سال بیٹے اور معزز ممبر چودھری غلام مرتضیٰ کی والدہ ماجدہ اور کوئٹہ میں دہشت گردی میں آفیسرز اور اہلکاران کی وفات پر دعائے مغفرت	11
8۔	مقامی حکومت کے نئے نظام پر بحث کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	12
	سوالات (محکمہ جات اوقاف و مذہبی امور)	
9۔	قواعد معطل ہونے کی وجہ سے وقفہ سوالات نہ ہو سکا اس لئے تمام نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے	13
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
10۔	مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث (۔۔۔جاری)	21
11۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	46
	قرارداد	
12۔	کوئٹہ میں خودکش حملہ میں شہید ہونے والے پولیس افسران و اہلکاران کے لئے خراج تحسین کا پیش کیا جانا	47
13۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	49
	قرارداد	
14۔	کنٹرول لائن پر بھارتی جارحیت کی پُرزور مذمت	50
15۔	مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث (۔۔۔جاری)	52

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	منگل،13۔اگست2013	
	جلد 4:شمارہ 2	
16۔	ایجنڈا	66
17۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	68
18۔	نعت رسول مقبول ﷺ	69
19۔	لوکل گورنمنٹ کے نئے نظام پر بحث کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	70
	سوالات (محکمہ صحت)	
20۔	قواعد معطل ہونے کی وجہ سے وقفہ سوالات نہ ہو سکا اس لئے تمام نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے	71
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
21۔	لوکل گورنمنٹ کے نئے نظام پر بحث(۔۔۔جاری)	99
	جمعرات،15۔اگست2013	
	جلد 4:شمارہ 3	
22۔	ایجنڈا	156
23۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	158
24۔	نعت رسول مقبول ﷺ	159
	حلف	
25۔	نومنتخب خاتون ممبر اسمبلی کا حلف	160
	سوالات (محکمہ مواصلات وتعمیرات)	
26۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	160
27۔	نشان زدہ سوال اور اس کا جواب (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)	193

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	توجہ دلاؤ نوٹس	
28۔	لاہور:35لاکھ روپے کی ڈکیتی کی تفصیلات ----------	194
29۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	196
	قرارداد	
30۔	مصر میں فوج کے ذریعے منتخب صدر کی برطرفی اور احتجاج کرنے والے عوام کے قتل عام کی پُرزور مذمت ----------	197
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
31۔	مسودات قانون (ترمیم) پنجاب بوائلرز اینڈ پریشر ویسلز اور پنجاب اینیملز سلاٹر کنٹرول مصدرہ2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	203
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
32۔	مسودہ قانون لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	204
	تحاریک استحقاق	
33۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی) ----------	205
	تحاریک التوائے کار	
34۔	پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کو پی ایم ڈی سی کی منظوری کے بغیر چلانے سے سینکڑوں فارغ التحصیل اور داخلہ لینے والے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری) ----------	206
35۔	پنجاب کے پرائیویٹ اور سرکاری میڈیکل کالجوں میں جاری الائیڈ ہیلتھ سائنسز پروگرامز (AHS) بند کرنے سے ہزاروں طلباء وطالبات کا مستقبل غیر محفوظ ہونے کا خدشہ(۔۔۔جاری) ----------	207

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
36۔	دریائے راوی لاہور میں زہریلا پانی اور کوڑا کرکٹ ڈالنے سے زیر زمین پانی بھی زہریلا ہونے کا خدشہ (۔۔۔جاری)	208
37۔	لاہور میں متروکہ وقف (ہندو اوقاف) کی سینکڑوں کنال اراضی خلاف قانون و پالیسی ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کے نام منتقل (۔۔۔جاری)	209
38۔	فیصل آباد کھرڑیانوالہ شیخوپورہ روڈ پر طویل لوڈشیڈنگ کے خلاف احتجاج کرنے والوں پر پولیس کا لاٹھی چارج، چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کرنا (۔۔۔جاری)	210
39۔	ڈی ایف او چھانگا مانگا کا عرصہ دراز سے قائم مزدوروں کی بستی کو بذریعہ بلڈوزر گرانا (۔۔۔جاری)	211
40۔	لاہور کی سڑکوں پر ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب کو متعدد ون ویلرز ہلاک و زخمی	212
41۔	پنجاب میں ہیپاٹائٹس کے مرض میں مسلسل اضافہ	213
42۔	پنجاب میں لاکھوں گاڑی مالکان قیمت ادا کرنے کے باوجود نمبر پلیٹوں سے محروم	214
43۔	ویکسین کو سٹور کرنے کے لئے خریدے گئے کولڈ رومز میں سے اکثر بند ہونے کی وجہ سے ویکسین ضائع ہونے کا خدشہ	215
44۔	صوبہ میں ہیپاٹائٹس کے بڑھتے ہوئے مرض کو روکنے کے لئے ضروری ادویات اور انجکشن فوری مہیا کرنے کا مطالبہ	216
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
45۔	مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب مصدرہ2013	217
46۔	مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب مصدرہ2013	217
47۔	مسودہ قانون (ترمیم) (ریلیف) مصارف زندگی ملازمین2013	218

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
48۔	مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت برائے غیر ہنر مند کارکنان، پنجاب مصدرہ2013	218
49۔	مسودہ قانون (ترمیم) دکانیں وکاروباری ادارے پنجاب مصدرہ2013	219
50۔	مسودہ قانون (ترمیم) معاوضہ کارکنان پنجاب مصدرہ2013	219
51۔	مسودہ قانون (ترمیم) نفاذ (انٹرنیشنل سسٹم) اوزان وپیمانے پنجاب مصدرہ2013	220
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
52۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب سروس ٹریبونلز مصدرہ2013	221
	جمعتہ المبارک، 16۔اگست2013	
	جلد 4: شمارہ 4	
53۔	ایجنڈا	229
54۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	231
55۔	نعت رسول مقبول ﷺ	232
	سوالات (محکمہ جات صنعت، تجارت وسرمایہ کاری)	
56۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	233
57۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	256
	تحاریک التوائے کار	
58۔	پنجاب کے ادارہ صحت میں متعدی بیماریوں اور سانپ کے کاٹے کے علاج کے لئے ادویات کی عدم دستیابی	261
59۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مین بازار میں سینکڑوں چھابڑی فروش اور ریڑھی بانوں کو بغیر پیشگی نوٹس کے بے دخل کرنے سے پریشانی کا سامنا	262
60۔	مین بازار ٹوبہ ٹیک سنگھ کے دکانداروں کا ٹی ایم اے کے عملہ سے ساز باز کر کے سینکڑوں چھابڑی فروشوں کو بے دخل کرنا	263

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
61۔	ضلع میانوالی کے حلقہ پی پی۔46 کے قصبہ علووالی کی سڑکوں اور قابل کاشت رقبہ کو مون سون کی بارشوں اور دریائے سندھ کے سیلابی ریلے سے بچانے کے لئے دفاعی بند تعمیر کرنے کا مطالبہ	266
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
62۔	پنجاب پنشن فنڈ برائے سال2010 کی رپورٹ پر عام بحث	268
	سوموار،19۔اگست2013	
	جلد 4:شمارہ 5	
63۔	ایجنڈا	273
64۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	275
65۔	نعت رسول مقبول ﷺ	276
	سوالات (محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)	
66۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	277
67۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	310
	قرارداد	
68۔	"ایکسپریس نیوز" کے کراچی دفتر پر ہونے والے حملے کی پُرزور مذمت	311
	توجہ دلاؤ نوٹس	
69۔	سرگودھا: اشتہاریوں کی فائرنگ سے اے ایس آئی کی ہلاکت کی تفصیلات	312
70۔	ماڈل ٹاؤن لاہور میں14 لاکھ روپے کی ڈکیتی کی تفصیلات	314
	تحاریک التوائے کار	
71۔	پاکستان اور صوبہ پنجاب میں سیلاب اور بھارت کی جانب سے پانی چھوڑنے سے تباہ کاریاں	315

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
72۔	مسودہ قانون لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	317
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
73۔	مسودہ قانون(ترمیم)اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب مصدرہ2013 ----------	317
74۔	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(29)/2013/921.Dated: 7th August, 2013. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Muhammad Sarwar,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Monday, 12th August, 2013 at 3:00 p.m. in the Provincial Assembly Chambers, Lahore.

Dated Lahore, the
7th August, 2013

MUHAMMAD SARWAR
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،12۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات اوقاف ومذہبی امور)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) مسودہ قانون کا پیش کیا جانا

مسودہ قانون کمیشن برائے حیثیت خواتین پنجاب2013

ایک وزیر مسودہ قانون کمیشن برائے حیثیت خواتین پنجاب2013ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) عام بحث

"مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث"

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردار شیر علی گورچانی
وزیر اعلیٰ	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	میاں محمود الرشید

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا، ایم پی اے	پی پی۔237
2۔	سردار عاطف حسین خان مزاری، ایم پی اے	پی پی۔250
3۔	جناب احسان الحق باجوہ، ایم پی اے	پی پی۔281
4۔	ڈاکٹر نوشین حامد، ایم پی اے	ڈبلیو۔356

3۔ کابینہ

1۔	راجہ اشفاق سرور	:	وزیر محنت وانسانی وسائل
2۔	کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ	:	وزیر تحفظ ماحولیات
3۔	جناب شیر علی خان	:	وزیر توانائی، معدنیات وکان کنی*
4۔	جناب تنویر اسلم ملک	:	وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات وتعمیرات*

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-10/2013 مورخہ 11۔جون2013 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (12۔اگست تا 2۔ ستمبر2013) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-10/2013 مورخہ 28۔اگست2013 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (12۔اگست تا 2۔ ستمبر2013) تفویض کیا گیا۔

6

5۔	جناب محمد آصف ملک	:	جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری
6۔	جناب بلال یٰسین	:	وزیر خوراک
7۔	رانا ثناء اللہ خان	:	وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ وزیر قانون و پارلیمانی امور *
8۔	محترمہ حمیدہ وحید الدین	:	وزیر ترقی خواتین، ایس اینڈ جی اے ڈی * وزیر ٹرانسپورٹ *
9۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر خزانہ، آبکاری و محصولات *
10۔	رانا مشہود احمد خان	:	وزیر سکولز ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن *، امور نوجواناں * کھیلیں *، آثار قدیمہ اور سیاحت *
11۔	میاں یاور زمان	:	وزیر آبپاشی
12۔	جناب عبدالوحید چودھری	:	وزیر جیل خانہ جات
13۔	ملک ندیم کامران	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
14۔	میاں عطاء محمد خان مانیکا	:	وزیر سماجی بہبود و بیت المال
15۔	ڈاکٹر فرخ جاوید	:	وزیر زراعت
16۔	جناب آصف سعید منہیس	:	وزیر خصوصی تعلیم
17۔	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر اوقاف و مذہبی امور
18۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر امداد باہمی
19۔	چودھری محمد شفیق	:	صنعت، تجارت اور سرمایہ کاری
20۔	محترمہ ذکیہ شاہنواز خان	:	وزیر بہبود آبادی، انفارمیشن و کلچر *
21۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	وزیر انسانی حقوق اور اقلیتی امور، صحت *

7

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

جناب مصطفیٰ رمدے

6۔ ایوان کے افسران

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی : رائے ممتاز حسین بابر

ڈائریکٹر جنرل (پارلیمانی امور اینڈ ریسرچ) : جناب عنایت اللہ لک

9

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

سوموار،12۔اگست2013

(یوم الاثنین،4۔شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4بج کر51منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا ﴿۴۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُوا اللّٰهَ ذِكۡرًا كَثِيۡرًا ﴿۴۱﴾ وَّ
سَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِىۡ يُصَلِّىۡ عَلَيۡكُمۡ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ
لِيُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ؕ وَكَانَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَحِيۡمًا ﴿۴۳﴾
تَحِيَّتُهُمۡ يَوۡمَ يَلۡقَوۡنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمۡ اَجۡرًا كَرِيۡمًا ﴿۴۴﴾

سورۃ الاحزاب آیات 40تا44

محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبرؐ اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے (40) اے اہل ایمان اللہ کا بہت ذکر کیا کرو (41) اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو (42) وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔ اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے (43) جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا تحفہ (اللہ کی طرف سے) سلام ہوگا اور اُس نے ان کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے (44)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ایسا کوئی محبوبؐ نہ ہوگا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے
ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو تیرے دَر سے
اِک لفظ نہیں ہے جو تیرے لب پہ نہیں ہے
دل گریہ کناں اور نظر سوئے مدینہ
اعظم تیرا اندازِ طلب کتنا حسین ہے

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر: میں پہلے سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کیا جائے۔

چیئرمینوں کا پینل

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے:

1۔ جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا، ایم پی اے پی پی۔237
2۔ سردار عاطف حسین خان مزاری، ایم پی اے پی پی۔250
3۔ جناب احسان الحق باجوہ، ایم پی اے پی پی۔281
4۔ ڈاکٹر نوشین حامد، ایم پی اے ڈبلیو-356

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محمد سبطین خان صاحب!

تعزیت

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید) کے جواں سال بیٹے اور معزز ممبر چودھری غلام مرتضیٰ کی والدہ ماجدہ اور کوئٹہ میں دہشت گردی میں آفیسرز اور اہلکاران کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ چند دن پہلے قائد حزب اختلاف پنجاب میاں محمود الرشید صاحب کے جواں سال بیٹے کا انتقال ہوا۔ میرے خیال میں اس پر ہمارا پورا ایوان، پورا پنجاب اور پورا پاکستان افسوس کا اظہار کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے قابلِ عزت ممبر چودھری غلام مرتضیٰ صاحب کی والدہ کا بھی چند دن پہلے انتقال ہوا تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں پہلے اُن کے لئے فاتحہ پڑھنی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! پچھلے دنوں کوئٹہ میں دہشت گردی کا ایک واقعہ ہوا اُس میں ہمارے جو بھی جوان اور آفیسرز شہید ہوئے یا ہماری کنٹرول لائن پر جو جوان شہید ہوئے ہیں میری یہ گزارش ہو گی کہ اُن کے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ہم اُن کے لئے بھی فاتحہ خوانی کر دیتے ہیں لیکن اُس کے لئے فائل تیار ہو رہی ہے تو آپ سب نے مل کر اُس پر resolution پاس کرنا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔اس پر ایک متفقہ قرارداد آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر سانحہ کوئٹہ میں شہید ہونے والوں کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ لوکل گورنمنٹ بل پر جو بحث ہو رہی ہے وہ جاری رہے لیکن آپ کے پاس بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ایک چیز طے ہوئی تھی کہ اسی بحث کے دوران سانحہ کوئٹہ اور دیگر دہشت گردی کے جو واقعات ہوئے ہیں اُن کی مذمت کے لئے اور ہمارے جو آفیسرز و جوان ان واقعات میں شہید ہوئے ہیں اور خاص طور پر فیاض احمد سُنبل ڈی آئی جی، جو کہ بڑے ہی بہادر، فرض شناس اور بہت ہی اچھے آفیسر تھے تو اُن تمام شہداء کی families کے لئے اظہارِ تعزیت کے طور پر اس بحث کے دوران وہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

مقامی حکومت کے نئے نظام پر بحث کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42,64,71,84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہِ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42,64,71,84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہِ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42,64,71,84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہِ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

قواعد معطل ہونے کی وجہ سے وقفہ سوالات نہ ہو سکا اس لئے تمام نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے

سوالات

(محکمہ جات اوقاف و مذہبی امور)

ضلع لاہور۔ مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ کے زیر کنٹرول کل کتنی سرکاری مساجد ہیں نیز یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا ان سرکاری مساجد میں خطیب، امام اور مؤذن کی تعیناتی محکمہ کی طرف سے کی جاتی ہے؟

(ج) کیا سرکاری مساجد کے بل اور دوسرے اخراجات محکمہ برداشت کرتا ہے یا علاقے کے مخیر حضرات برداشت کرتے ہیں؟

(د) کیا سرکاری مساجد میں بچوں کی دینی تعلیم کے لئے مدرسے بھی موجود ہیں نیز ان کا انتظام و انصرام کیسے چلایا جاتا ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) محکمہ اوقاف و مذہبی امور کے تحت قائم خود مختار ادارے، اوقاف آرگنائزیشن کے زیر کنٹرول ضلع لاہور میں وقف شدہ 114 مساجد ہیں۔ جس کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! اوقاف آرگنائزیشن کی زیر تحویل مساجد میں عملہ مساجد (خطباء /آئمہ و مؤذنین وغیرہ) کی تعیناتی محکمہ کی طرف سے کی جاتی ہے۔

(ج) اوقاف آرگنائزیشن کے زیر کنٹرول مساجد کے جملہ اخراجات (تنخواہ عملہ، بل بجلی، خرید صف /دریاں وشامیانہ جات، ختم قرآن وغیرہ) محکمہ دیتا ہے علاوہ ازیں مساجد کی مرمت اور تزئین وآرائش کے اخراجات بھی محکمہ ہذا برداشت کرتا ہے۔ تاہم مخیر حضرات بھی مساجد کے متفرق اخراجات میں معاونت کرتے ہیں۔

(د) اوقاف آرگنائزیشن کے زیر کنٹرول مساجد میں ناظرہ وحفظ القرآن و تجوید و قرأت کا باقاعدہ انتظام موجود ہے۔ مزید برآں لاہور شہر کی 17 اہم مساجد کے ساتھ مدارس و جامعات قائم ہیں ان میں علیٰحدہ سے مدرسین تعینات کئے ہوئے ہیں۔ ان مدارس میں سے ایک مثالی مدرسہ دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور سے ملحقہ "جامعہ ہجویریہ" ہے۔ جس میں شہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ (ایم اے) تک تعلیم کا انتظام موجود ہے اور جامعہ ہذا میں مقیم طلباء کے لئے قیام وطعام کے انتظام بھی محکمہ کرتا ہے۔ علاوہ ازیں جامع مسجد نیلا گنبد لاہور میں قائم ادارہ "جامعہ عربیہ رحیمہ" میں بھی تجوید وقرأت اور درس نظامی کی ابتدائی کلاسز کا انتظام موجود ہے۔ مزید برآں دربار حضرت میاں میر سے ملحق دو مدارس قائم ہیں جن میں علیٰحدہ علیٰحدہ طلباء وطالبات کے لئے حفظ وناظرہ اور تجوید وقرأت کے انتظامات موجود ہیں۔

بہاولپور: جامع مسجد الصادق کی آمدن و دیگر تفصیلات

*71: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور شہر میں جامع مسجد الصادق شاہی بازار کا انتظام محکمہ اوقاف کے پاس ہے اس مسجد کی ملکیت کتنی دکانیں اور زرعی رقبہ ہے؟

(ب) مالی سال 12-2011 کے دوران اس مسجد کی تزئین وآرائش پر کتنی رقم خرچ کی گئی، کیا کیا کام ہوئے اور مسجد سے منسلک جائیداد سے کل کتنی آمدن ہوئی؟

(ج) کیا مسجد کے ساتھ کوئی لائبریری ہے، اگر نہیں تو کیا محکمہ اس مسجد کے لئے لائبریری بنانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) یہ درست ہے کہ جامع مسجد الصادق بہاولپور واقع شاہی بازار کا انتظام محکمہ اوقاف کے پاس ہے اس مسجد سے ملحقہ 255 دکانات ہیں، مسجد سے ملحقہ زرعی رقبہ نہ ہے۔

(ب) مالی سال 12۔2011 میں جامع مسجد الصادق بہاولپور کی تعمیر و مرمت پر کل رقم -/1,04000 روپے خرچ ہوئے (مرمت واٹر سپلائی پائپ لائن + خصوصی مرمت لواٹری بلاک) اور سال 12۔2011 میں مسجد سے منسلکہ جائیداد سے ہونے والی کل آمدن مبلغ -/3183000 روپے ہے۔

(ج) مسجد مذکور سے منسلک کوئی لائبریری موجود نہ ہے اور نہ ہی اس مقصد کے لئے کوئی بجٹ مختص ہے۔

لاہور: داتا دربار ہسپتال کی نرسز کو ڈریس الاؤنس اور میس الاؤنس دینے کی تفصیلات

*316: **جناب محمد ثقلین انور سپرا:** کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پورے پنجاب کے ہسپتالوں میں جو نرسز بھرتی کی جاتی ہیں ان سب کا ایک ہی criteria ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ پنجاب نے نوٹیفکیشن نمبر SO(ND)2-26/2004(VOLII) مورخہ 19-01-2012 کو جاری کیا جس کے مطابق پنجاب بھر کے ہسپتالوں میں کام کرنے والی نرسز بالترتیب گریڈ 16 اور 17 کے لئے Dress Allowance اور Mess Allowance کی مد میں دس ہزار اور سات ہزار پانچ سو روپے ماہانہ کا اضافہ کیا گیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ داتا دربار ہسپتال لاہور جو محکمہ اوقاف کے انڈر کام کر رہا ہے میں کام کرنے والی نرسز حکومت پنجاب کی فراہم کردہ اس سہولت سے محروم ہیں اور انہیں ابھی تک یہ ماہانہ اضافہ نہیں دیا گیا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ ہسپتال میں کام کرنے والی نرسز کو کب تک یہ الاؤنسز دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) داتا دربار ہسپتال لاہور اوقاف آرگنائزیشن پنجاب کے زیر اہتمام کام کر رہا ہے جو کہ ایک خود مختار ادارہ ہے جس کے اپنے قواعد وضوابط ہیں جن کے تحت نئی بھرتیاں عمل میں لائی جاتی ہیں۔

(ب) یہ درست ہے، لیکن اس مذکورہ نوٹیفکیشن کا اطلاق تب ہو گا جب محکمہ ہذا اس کو بعد از منظوری اوقاف بورڈ اپنائے گا۔

(ج) مذکورہ نوٹیفکیشن کو منظوری کے لئے اوقاف بورڈ میں پیش کیا جائے گا جو اپنے مالی وسائل دیکھ کر اس کو adopt کرنے کا فیصلہ کرے گا۔

(د) اوقاف آرگنائزیشن پنجاب ایک خود مختار ادارہ ہے نوٹیفکیشن کو adopt کرنے کا فیصلہ اوقاف بورڈ نے اپنے مالی وسائل مدنظر رکھتے ہوئے کرنا ہوتا ہے جس کے بعد اس کو adopt کرنے یا نہ کرنے کی بابت فیصلہ کیا جائے گا۔

ضلع پاکپتن: محکمہ اوقاف کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*385: **جناب احمد شاہ کھگہ:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع پاکپتن میں صوبائی محکمہ اوقاف کا کل کتنا رقبہ ہے، کتنا رقبہ بنجر اور کتنا کاشت ہوتا ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

کل رقبہ	قابل کاشت رقبہ	بنجر / غیر کاشتہ
1543 کنال 5 مرلے	1471 کنال 6 مرلے	71 کنال 19 مرلے

تفصیل برفلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پاکپتن: مزارات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*386: **جناب احمد شاہ کھگہ:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پاکپتن میں کل کتنے مزار محکمہ اوقاف کے زیر کنٹرول ہیں؟

(ب) سال11۔2010 اور سال12۔2011 کے دوران ان مزارات سے حاصل ہونے والی آمدن واخراجات کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیراوقاف ومذہبی امور (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) پاکپتن میں کل 6مزارات محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر کنٹرول ہیں۔

(ب) سال 11۔2010اور سال 12۔2011کے دوران ان مزارات سے حاصل ہونے والی آمدن واخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال11۔2010		سال12۔2011	
آمدن	اخراجات	آمدن	اخراجات
3,77,31,425	1,28,58,866	4,54,91,509	1,51,59,687

ہر دربار کی آمدن واخراجات کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: اوقاف کی زمین پر قبضہ کی تفصیلات

*406: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔144اور145 میں اوقاف کے پاس کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔144اور145 لاہور اوقاف کی زمین پر اوقاف کے ملازمین کی ملی بھگت سے لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) کیا حکومت اوقاف کی اس زمین کو جو آبادی میں آچکی ہے لیز پر غریب لوگوں کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراوقاف ومذہبی امور (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) پی پی۔144اور145 میں 211کنال 10مرلے وقف رقبہ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام وانصرام ہے جس کی تفصیل برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ ان اراضیات کو سالانہ پٹا پر بذریعہ نیلام عام نیلام کیا جاتا ہے۔

(ج) کوئی وقف رقبہ ایسا نہ ہے جس پر آبادی قائم ہو چکی ہے۔

ضلع راولپنڈی:مزارات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*415:جناب اعجاز خان:کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ اوقاف کے کل کتنے مزارات کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) سال13۔2012کے دوران ان مزارات سے حاصل ہونے والی آمدن واخراجات کی تفصیل بیان کریں؟

وزیراوقاف ومذہبی امور(سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ اوقاف کے زیرانتظام کل 25مزارات ہیں جن کی تفصیل برفلیگ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال13۔2012کے دوران ان مزارات سے حاصل ہونے والی آمدن واخراجات کی تفصیل برفلیگ(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع راولپنڈی: محکمہ اوقاف کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*418:جناب اعجاز خان:کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ اوقاف کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کتنا رقبہ بنجر اور کتنا کاشت ہوتا ہے یہ رقبہ محکمہ خود کاشت کرتا ہے اگر ٹھیکہ پر دیا جاتا ہے تو کس اتھارٹی کی منظوری سے؟

(ج) کتنے رقبہ پر لوگ غیر قانونی قابض ہیں توکب سے؟

(د) کیاحکومت ان غیر قانونی قابضین سے یہ رقبہ واگزار کروانے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک؟

وزیراوقاف ومذہبی امور(سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ اوقاف کا کل رقبہ 2188کنال 11مرلہ ہے۔

(ب) بنجر رقبہ تعدادی 900کنال اور قابل کاشت رقبہ 1288کنال 11مرلہ ہے۔ محکمہ اوقاف اراضی خود کاشت نہیں کرتا بلکہ زرعی مقاصد کے لئے برسرعام سالانہ پٹا پر نیلام کرتا ہے۔ قواعد کے مطابق اراضی سالانہ پٹا پر دینے کے لئے شیڈول نیلام کی منظوری کے مجاز ڈائریکٹر اسٹیٹ اوقاف پنجاب ہیں۔

(ج) ضلع راولپنڈی میں وقف اراضی تعدادی 56 کنال 3 مرلہ عرصہ 40 سال سے ناجائز قبضہ میں ہے۔

(د) محکمہ ہذا وقف رقبہ ناجائز قابضین سے واگزار کروانے کا مصمم ارادہ رکھتا ہے اور اس بابت پنجاب وقف پراپرٹیز آرڈیننس 1979 کی شق 8 کے تحت ناجائز قابضین کو نوٹسز جاری کئے جاچکے ہیں۔

لاہور: حضرت باباشاہ گوہر پیر کے سالانہ عرس کے لئے فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*559: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حضرت باباشاہ گوہر پیر (محمود بوٹی) لاہور کے سالانہ عرس پر رنگ روغن، لائٹوں اور لنگر کے لئے سالانہ کتنا فنڈ دیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف کے ملازمین اور افسران مل کر فنڈ میں خورد برد کرتے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان افسران اور ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) دربار حضرت شاہ گوہر پیر محمود بوٹی لاہور کی سالانہ عرس گرانٹ برائے سال 13۔2012 مبلغ -/25,000 روپے خرچ کئے گئے جو کہ لنگر و لائٹوں اور دیگر عرس انتظامات کے سلسلہ میں تھے جبکہ محکمہ اس دربار شریف پر رنگ و روغن کے لئے سال 13۔2012 میں مبلغ -/94,000 روپے خرچ کر چکا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ محکمہ اوقاف دربار شریف کی امور مذہبیہ کمیٹی کے ساتھ مل کر عرس کی تقریبات اور اخراجات کرتا ہے۔

(ج) اگر کوئی شکایت ہو گی تو مناسب کارروائی کی جائے گی۔

بہاولپور: دربار حضرت محکم الدین سیرانی کی آمدن و خرچ کی تفصیلات

*592: **میاں محمد شعیب اویسی:** کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) دربار حضرت محکم الدین سیرانی خانقاہ شریف (بہاولپور) سے سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کتنی آمدن سالانہ ہوئی ہے؟

(ب) ان سالوں کے دوران اس دربار پر کتنی رقم کس کس کام پر خرچ ہوئی، تفصیل سال اور کام وار بتائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ دربار ہذا کی بلڈنگ کی چھت اور غسل خانہ جات کی حالت درست نہ ہے، زائرین کے بیٹھنے کے لئے فرش ٹوٹ پھوٹ چکا ہے اور ان کے لئے کمروں کی حالت بھی خراب ہے؟

(د) کیا حکومت اس دربار کے درج بالا کام کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) دربار حضرت محکم الدین سیرانی خانقاہ شریف (بہاولپور) کی آمدن بالترتیب سال 12۔2011 اور 13۔2012 مبلغ۔/24,23,125 روپے اور 27,40,329 روپے ہے۔

(ب) ان سالوں کے دوران دربار پر ترقیاتی کام کے سلسلے میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔

(ج) ہاں! یہ درست ہے کہ دربار ہذا کی بلڈنگ کی چھت اور غسل خانہ جات کی حالت قابل مرمت ہے۔

(د) جی، ہاں! حکومت اس دربار پر سال 14۔2013 میں درج ذیل کام کروانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

فرشبندی صحن مسجد (2400) مربع فٹ ماربل۔ تبدیلی و درستی وائرنگ بجلی، تعمیر نوالیواٹری بلاک (18 عدد) تنصیب خاردار تار سکیورٹی انتظامات اور خصوصی مرمت دربار (مرمت چھت۔ تبدیلی بیم، بالے، پھٹیاں، فریسکو، ٹائل روفنگ وغیرہ)

سرکاری کارروائی

بحث

مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، قواعد کو معطل کیا جاتا ہے۔ حزبِ اختلاف کی طرف سے بحث کا آغاز ہو گا۔ جی، سردار شہاب الدین صاحب!

سردار شہاب الدین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی ہے کہ آپ نے مجھے بحث کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ میں مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے محترم وزیر لوکل گورنمنٹ راناثناء اللہ خان صاحب موجود ہیں۔ یہاں لوکل گورنمنٹ بل 2013 پر بڑی اچھی بحث کا آغاز ہوا، اس مسودے کو پڑھنے کے بعد جو بنیادی بات میرے علم میں آئی وہ آئین کا آرٹیکل A-140 ہے۔ اگر آئین کے آرٹیکل A-140 کو پڑھا جائے تو اس میں clear cut ہے کہ اگر ہمیں لوکل گورنمنٹ سسٹم لانا ہے تو ہمیں نچلی سطح پر اختیارات دینے ہیں یعنی مالی، انتظامی اور سیاسی اختیارات دینے چاہئیں۔ اگر لوکل باڈیز ہیں تو یہاں بل کے پورے مسودے میں لوکل گورنمنٹ ہی لکھا ہوا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کو ہم لوکل گورنمنٹ یا لوکل باڈیز کہیں؟

جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے منسٹر لوکل گورنمنٹ سے یہ گزارش ہو گی کہ اس ایوان کو واضح طور پر بتانا چاہئے کہ لوکل گورنمنٹ سسٹم کا جو مسودہ پیش کیا گیا ہے اس میں آئین کے آرٹیکل A-140 کے مطابق political, administrative and financial power منتقل ہو رہی ہیں یا نہیں؟ اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ مسودہ جو پیش کیا گیا ہے اگر ایوان نے اسے اسی طرح پاس کر دیا تو بہت سے وکلاء صاحبان اس کو کورٹ میں چیلنج کریں گے کہ یہ آئین کے آرٹیکل A-140 کے خلاف ہے۔ اس وجہ سے بلدیاتی الیکشن میں تاخیر ہو سکتی ہے۔ اس لوکل گورنمنٹ بل پر بحث میں بڑی لمبی چوڑی تقاریر ہوئی ہیں اس پر میں راناثناء اللہ خان صاحب کا بہت شکر گزار ہوں کہ اپوزیشن کو بھی انہوں نے دعوت دی اور کمیٹی میں فورم کو بڑا open رکھا جس میں تمام معزز ممبران نے حصہ لیا۔ میرے علم میں ایک یہ بات آئی ہے کہ کیا ہم اس سسٹم میں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے جو باتیں کی ہیں اگر وہ پوری ہو جائیں تو کیا یہ بل unanimously پاس ہو جائے گا؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! بالکل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اچھا، مہربانی۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آخری بات یہ عرض کروں گا کہ پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ(ن) کی جانب سے لندن میں محترمہ بے نظیر بھٹو(شہید) اور موجودہ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف صاحب نے COD پر دستخط کئے تھے اس کو بھی اس بحث میں مدنظر رکھیں کہ یہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہیئں۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ میرے پاس 9 نام آئے ہیں۔ اگر اور صاحبان بھی بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو وہ اپنا نام لکھوا دیں۔ جناب محمد سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ اس کے علاوہ میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ اور لاء منسٹر سے صرف تھوڑی سی clarification چاہوں گا بلکہ یہ لفظ بھی ٹھیک نہیں ہے میں اپنے سمجھنے کے لئے ایک وضاحت چاہوں گا کہ ہمیں stress اس بات پر دینا چاہئے کہ آرٹیکل A-140 جو کہ categorically بڑی وضاحت کے ساتھ کہتا ہے کہ آپ نے administrative and financial powers کو through لوکل گورنمنٹ سسٹم grass-roots level تک پہنچانا ہے۔ اب جو 2013 کا لوکل گورنمنٹ بل ہے جو چند دنوں کے بعد ایوان میں رپورٹ کے ساتھ lay ہو گا اگر تو اس میں آرٹیکل A-140 کو مدنظر رکھ کر ترامیم یا تجاویز چاہے وہ اپوزیشن کی طرف سے ہیں یا حکومت کی طرف سے ہیں انہیں شامل کیا گیا تو ہم پنجاب کی عوام کے لئے متفقہ طور پر لوکل گورنمنٹ کا قانون پاس کریں گے اور ایک نیا نظام لائیں گے تو ہمیں اس پر خوشی ہو گی۔

جناب سپیکر! جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے یا جہاں تک میرا علم مجھے یاد دلاتا ہے وہ یہ ہے If I am not wrong کہ یہ پہلا بلدیاتی قانون ہو گا جو ایک proper political Government دے رہی ہے۔ اس سے پہلے جتنے بھی بلدیاتی نظام آئے چاہے وہ 1979 یا 2001 کا بلدیاتی نظام تھا یا اس طرح کے جتنے نظام آئے وہ ڈکٹیٹروں کے ذریعے آئے۔ ڈکٹیٹر جنرل الیکشن کرانا نہیں چاہتے تھے تو

انہوں نے بلدیاتی نظام اتنا مضبوط بنایااور وہ بلدیاتی نظام کو prolong کرنا چاہتے تھے تاکہ عوام settled down ہو جائے۔اب میری گزارش یہ ہے کہ کسی فوجی آمر کی طرف سے جو بھی بلدیاتی نظام آیا چاہے وہ1979 والا تھا یا2001 والا تھااور اس میں اگر کوئی ایسی خوبیاں ہیں جن سے grass roots level پر عوام کو فائدہ پہنچتا ہے تو ہمیں ان سے مستفید ہونے میں میرے خیال میں کوئی ہچکچاہٹ یا پریشانی نہیں ہونی چاہئے بلکہ ہمیں ان کو بھی دیکھنا چاہئے۔ ہمارے subconscious یا back of our minds میں صرف ایک point ہونا چاہئے کہ ہمیں وہ بلدیاتی نظام دینا ہے جو آرٹیکل 140-A کے ساتھ چلے اور اس کے اندر رہتے ہوئے ہم عوام کے لئے اختیارات کو نیچے grass-root level تک پہنچائیں۔

جناب سپیکر! مجھے یاد آتا ہے کہ بلدیات کا بنیادی مقصد یہ ہوتا تھا کہ ہم مقامی سطح پر عوام کو اختیارات دیں تاکہ لوگوں کو لاہور، کراچی، کوئٹہ، پشاور اور اسلام آباد کے چکر نہ لگانے پڑیں بلکہ عوام کو ان کے جائز حقوق مقامی سطح پر ملیں۔اب اس میں مجھے تھوڑا بہت اختلاف نظر آرہا ہے جو میں نے اس نظام کے حوالے سے Bill کے کچھ صفحات پڑھے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہیلتھ اتھارٹی اور ایجوکیشن اتھارٹی پر میری بہت ساری reservations ہیں جو اس لئے ہیں کہ جب آپ ناظم یا چیئرمین بناتے ہیں، میں یہاں ناظم کا نام لینا نہیں چاہوں گا کیونکہ میرے دوستوں کو بُرا لگے گا اس لئے میں چیئرمین کہہ دیتا ہوں اور ناظم نہیں کہتا۔چیئرمین، وائس چیئرمین، میئر یا ڈپٹی میئر جو ہم بنانا چاہ رہے ہیں تو اگر اُن کے پاس یہ کنٹرولنگ اتھارٹیاں نہیں ہوں گی تو وہ کیا کریں گے ؟اب ایک سکول چاہے وہ پرائمری ہے، مڈل ہے، ہائر سیکنڈری ہے، تعلیمی اداروں میں کالج ہیں یا ہسپتال ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں کا concern چیئرمین یا میئر زیادہ effectively ان کو look after کر سکتا ہے اور ہماری نسبت جو ہم پنجاب یا لاہور میں بیٹھے ہیں وہ زیادہ توجہ اور اچھے طریقے کے ساتھ ان میں بہتری لا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسرے نمبر پر لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلے ایک responsibility ہوتی تھی کہ فلاں صاحب would be responsible for that matter in the concerned district e.g. for law and order situation لیکن اس میں مجھے اتنی clarity نظر نہیں آئی کہ لاء اینڈ آرڈر کے ذمہ دار وہ چیئرمین صاحب ہوں گے، ڈی پی او صاحب ہوں گے، متعلقہ ڈسٹرکٹ کے ڈی سی او صاحب ہوں گے یا لاہور سے بیٹھ کر اس کو کنٹرول کیا جائے گا۔اس کے علاوہ ایک بہت بڑی ambiguity چیئرمین، میئر یا ڈپٹی میئر کی suspension کے بارے میں

ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ concerned House کے پاس vote of noconfidence کے اختیارات ہونے چاہئیں نہ کہ ہم صوبہ کے ہیڈ کوارٹر میں بیٹھ کر اس کو کنٹرول کریں۔

جناب سپیکر! کسی سابقہ دور میں ایک ٹاؤن کمیٹی ہوا کرتی تھی اور یہ ٹاؤن کمیٹی وہ بچہ ہے جس کو دو ہیال قبول کرتے ہیں اور نہ ننھیال قبول کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹاؤن کمیٹی بہت چھوٹا سا ایک یونٹ ہوتا ہے جو immediately یونین کونسل کے بعد آتا ہے۔ اس کے لئے اگر گورنمنٹ کوئی ٹاؤن کمیٹی بنانا چاہتی ہے تو پھر اس کے لئے سپیشل فنڈز بھی رکھے چاہے وہ فنانس کمیشن کے ذریعے ملیں لیکن اس کی کوئی determination کی جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ جو ٹاؤن کمیٹی ہو گی اس کی کام کرنے کی limits کیا ہوں گی، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ٹاؤن کمیٹی عوام پر اتنے زیادہ ٹیکس لگا دے کیونکہ یہ یونین کونسل اور میونسپل کمیٹی کے درمیان آئے گی۔ اگر وہ taxation کرے گی تو پھر بھی عوام پر بوجھ آئے گا لہذا اس میں کچھ ambiguity ہے جسے دُور ہونا چاہئے۔ یونین کونسل کے بعد direct میونسپل کمیٹی، میونسپل کمیٹی کے بعد میونسپل کارپوریشن اور میونسپل کارپوریشن کے بعد میٹروپولیٹن کارپوریشن ہے جس کی وضاحت نہیں کی گئی۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں درمیان میں ضلع کونسل بھی ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! وہ ضلع کونسل rural کے لئے ہے لیکن میں urban کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ آپ بھی بالکل بجا فرما رہے ہیں کہ اگر اس کی بھی position بہتر ہو جائے گی تو اچھا ہو جائے گا۔ دیکھیں، اگر یہ ایوان متفقہ طور پر نئے بلدیاتی نظام کے Bill کو پاس کرتا ہے تو لوگ اپنے آپ کو زیادہ safe and secure محسوس کریں گے اور اس کا پنجاب میں بہت زبردست impact جائے گا بلکہ لوگ یہ کہیں گے کہ گورنمنٹ نے فراخدلی دکھائی ہے کیونکہ اپوزیشن کی تعداد تھوڑی تھی وہ چاہے انتالیس، چالیس، اکتالیس یا بیالیس لوگ تھے، اگر یہ انہیں neglect بھی کر جاتے تب بھی یہ Bill پاس ہو جانا تھا لیکن انہوں نے فراخدلی دکھاتے ہوئے اپوزیشن سے بھی تجاویز لی ہیں۔ ہم اپوزیشن سے ہیں یا میرے دوست گورنمنٹ بنچوں سے ہیں لیکن We belong to same community کیونکہ بنیادی طور پر ہم سیاستدان ہی ہیں۔ کوئی آدمی پاکستان مسلم لیگ (ن) میں چلا گیا، کوئی پاکستان تحریک انصاف، کوئی جماعت اسلامی، کوئی پاکستان پیپلز پارٹی یا کسی دوسری جماعت میں چلا گیا لیکن پنجاب میں بہت اچھا تاثر جائے گا کہ اپوزیشن نے بہتر تجاویز دی ہیں کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ چیف منسٹر پنجاب صرف پاکستان مسلم لیگ (ن) کے چیف منسٹر نہیں ہیں بلکہ وہ پورے پنجاب کے چیف منسٹر

ہیں۔ اسی طرح آپ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سپیکر نہیں بلکہ پورے پنجاب اور اس ایوان کے Custodian ہیں۔ یہ ایک اچھاimpact جائے گا کہ اپوزیشن نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور عوام کی بہتری کے لئے ان کی تجاویز کو صرف اس وجہ سےlooked down upon نہیں کیا گیا کہ وہ اپوزیشن کی طرف سے آئی ہیں بلکہ جہاں اپنے صوبے اور ملک کی بات ہو اس میں کوئی گورنمنٹ یا اپوزیشن نہیں ہے بلکہ ہم سب سے پہلے پاکستانی ہیں اور انشاء اللہ ہم پاکستان اور اس صوبہ کے لئے اپناrole play کرنا چاہ رہے ہیں اور میرے خیال میں ہمیں کرنا بھی چاہئے کیونکہ یہی ہمارا گھر اور یہی base ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کیونکہ ٹاؤن کمیٹی والی بات بھی ہو گئی اورrural and urban والی بات بھی ہو گئی لیکن یونین کونسل پر ہمارا آج بھی یہی مؤقف ہے کہ directالیکشن کرایا جائے اورdirect الیکشن کروا کرmultiple vote basis پر الیکشن کرایا جائے جس میںwards نہ ہوں بلکہ جو یونین کونسل میں جیت کر آئے وہی چیئرمین بن جائے یعنی چیئرمین اور وائس چیئرمین پینل کے ساتھ لڑے۔ یونین کونسل کا جو چیئرمین ہے وہی اس یونین کونسل کی representationاپنے ضلع میں جا کر کرے۔ میرا خیال ہے کہ میں نے آپ سے بہت ٹائم لے لیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ٹائم کی فکر نہ کریں اور جتنا مرضی آپ بولیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! آپ کی اس فراخدلی پر بہت شکریہ۔ میں آخر میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ نظام تو سارے ہی اچھے ہوتے ہیں لیکن ان کیimplementation ہونی چاہئے۔ جیسے کہتے ہیں کہ matter وہ چیز کرتی ہے کہ man behind the gun اس پر ہمیں اپنی نیک نیتی کے ساتھ کام کرنا چاہئے۔ ہم پنجاب کی بھلائی کے لئے انشاء اللہ محنت سے کام کریں گے اور امید ہے کہ ہماری جائز تجاویز پر عمل بھی کیا جائے گا تاکہ اس میں پوری عوام کا فائدہ اور بہتری ہو۔

جناب سپیکر: چودھری صدیق صاحب آپ کی طرف غصے سے دیکھ رہے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! مجھے تو اس وقت ان کے چہرے پر مسکراہٹ نظر آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے میری طرف چہرہ کر کے مسکرایا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر!اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت لوں گا۔آپ کا بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترم میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں مشکور ہوں کہ مقامی حکومت کے بل پر عام بحث میں حصہ لینے کے لئے آپ نے موقع عنایت فرمایا ہے۔ میری چند ایک گزارشات ہیں اور کوشش کروں گا کہ میں مختصر گزارشات پیش کروں۔اس میں اس معزز ایوان کی رائے یا وزارت قانون کی رائے جو بھی ہو کہ اس کی composition کیسی ہو، جیسی بھی ہو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جیسی بھی یہ چاہیں گے ہو جائے لیکن میری گزارشات یہ ہیں کہ ایک تو الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہیئں کیونکہ مقامی حکومتیں سیاسی نرسریاں ہیں جہاں سے تربیت لے کر لوگ صوبائی اسمبلیوں، پارلیمنٹ اور سینیٹ کے الیکشن میں حصہ لے کر آگے جائیں گے تو بہتری آئے گی اور برطانیہ کی مثال یہاں پیش کر سکتے ہیں کہ وہاں پر مقامی حکومتیں نرسریاں ہیں جہاں سے پارلیمنٹ میں لوگ آگے جاتے ہیں جیسا کہ ہمارے پنجاب کے گورنر چودھری محمد سرور صاحب بھی انہی نرسریوں سے تربیت لے کر پارلیمنٹ کے ممبر بنے اور "لارڈ" بھی بننے والے تھے کہ پاکستان اور پنجاب کے لئے یہ قربانی دی اور وہ سب کچھ چھوڑ کر پاکستان میں تشریف لائے ہیں تاکہ پنجاب کی اور پاکستان کی خدمت کر سکیں اور اسی لئے انہوں نے گورنری کا عہدہ قبول کیا ہے۔

جناب سپیکر!اگر جماعتی بنیادوں پر الیکشن نہیں ہوں گے تو پھر ہوتا یہ ہے کہ جس کا دل چاہتا ہے وہ الیکشن میں حصہ لینے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے اور آئندہ جب صوبائی اسمبلی یا پارلیمنٹ کے الیکشن ہوتے ہیں تو وہاں پر پھر یہ تضادات کھل کر سامنے آتے ہیں کہ بھئی آپ نے میری اس وقت مخالفت کی تھی اور اس نے میری مخالفت کی تھی۔جب جماعتی ٹکٹ پر الیکشن ہوں گے تو ظاہر ہے کہ ہر کوئی اپنی اپنی جماعت میں گھس جائے گا اور پھر اس کے پلیٹ فارم سے ان کی تربیت شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر!میری دوسری گزارش یہ ہے کہ الیکشن direct ہونے چاہیئں اور اس میں بیوروکریسی کا کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہئے۔اس حوالے سے اگر کوئی خدشات بھی پائے جاتے ہیں کہ impeachment کا یا no confidence کا بھی عمل دخل رکھا جا سکتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بیوروکریسی کااردو ترجمہ کیا بنے گا؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!نوکر شاہی۔

جناب سپیکر: نہیں۔یہ جمہوریت ہے اور نوکر شاہی یہاں نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!نوکر شاہی ابھی بھی عملی طور پر ہے اور آپ سے معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ ایسے الفاظ استعمال نہ کریں کیونکہ ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔آپ کی مہربانی ہو گی اور وہ آپ کے بھائی ہیں،آپ کے ملک کے ہیں اور آپ کے ساتھی ہیں۔وہ نوکر شاہی نہیں ہیں کیونکہ اللہ کے فضل وکرم سے ہم شاہ کے غلام نہیں ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔آپ کا بہت شکریہ اور تصحیح کرنے پر میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں اس میں مالی اختیارات مانگتا ہوں کہ مالی اختیارات بھی مقامی حکومتوں کو حاصل ہونے چاہیئں۔اگر انہیں مالی اختیارات نہ دیئے گئے تو نیچے یہ "انتشار" پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔مالی اختیارات سے میری مراد یہ ہے کہ ڈویلپمنٹ کا تمام کام یعنی ترقیاتی منصوبے مقامی حکومتوں کو دے دیئے جانے چاہیئں۔پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کو قانون سازی اور پالیسی سازی کے اختیارات ہونے چاہیئں تاکہ وہ اداروں پر کنٹرول اور balance رکھیں اور پارلیمان کا صرف یہی role ہونا چاہئے۔اگر یہ بھی خدشہ ہو کہ مالی اختیارات جیسا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ پچھلے ادوار میں 40۔ارب روپے کی کرپشن ہوئی تھی تو اس پر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی بٹھا سکتے ہیں،اس پر ایک محتسب بٹھا سکتے ہیں اور اس پر ایک آڈٹ سسٹم قائم کیا جا سکتا ہے۔پچھلے نظاموں میں آڈٹ کا کوئی نظام نہیں تھا جس کی وجہ سے کرپشن ہوتی رہی ہے۔

جناب سپیکر!اس بل میں پیش کئے جانے والے پنچایتی نظام پر مجھے اختلاف ہے کہ یونین کونسل یا Village Council کی سطح پر پنچایتی نظام یا پنچایت قائم کی جائے گی جو کہ نہ صرف ناکافی ہے بلکہ پنچایتی نظام جیسا کہ انگریز کے دور میں بھی موجود رہا اور پاکستان بننے کے فوراً بعد بھی یہ نظام جاری رہا۔بھارت میں بھی یہ نظام آج تک جاری ہے اور وہاں جب پنچایت فیصلہ کرنے بیٹھتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ بھگوان کرسی پر بیٹھ گیا یعنی جب "پنچ" کرسی پر بیٹھتا ہے تو اس کے فیصلوں کو قانونی تحفظ بھی حاصل ہوتا ہے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ ہر گاؤں میں الیکشن کے ذریعے پنچایت قائم کی جائے اور اسے اختیارات دیئے جائیں جبکہ پنچایت کے اختیارات اور فیصلوں کو قانونی تحفظ بھی حاصل ہو

جس سے ہماری عدالتوں پر بوجھ کم ہو جائے گا اور انصاف اور قانون کی حکمرانی شروع ہو جائے گی جیسا کہ اب یہاں پر نہیں ہے۔ قانون کی حکمرانی ہے نہ انصاف کی حکمرانی ہے اس لئے یہ چھوٹے موٹے چلنے والے جھگڑوں کی بات جب پنچایت میں جاتی ہے یا پولیس کی تفتیش میں جاتی ہے تو دونوں دھڑے خانہ کعبہ کو سر پر اٹھا کر پیش ہوتے ہیں اور سچائی کا کوئی پتا نہیں چلتا کہ وہاں پر کیا ہو گا۔ ہر گاؤں میں پنچایتی نظام ہونا چاہئے اور میں نے گزارش کی ہے کہ جماعتی بنیادوں پر الیکشن ہونا چاہئے کیونکہ اس سے ہماری civil society کے اندر conflicts اور contradictions ختم اور کم ہوں گی۔ آج جو conflicts اور contradictions ہمارے معاشرے کے اندر موجود ہیں انہیں ختم کرنے کے لئے واحد ذریعہ یہی ہے کہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں جس سے conflicts اور contradictions کم ہوں گی اور قومی اتفاق رائے بنے گا جو کہ بہت بڑی طاقت ہے اور قومی اتفاق رائے ہی "گیدڑ سینگھی" ہے اس سے بڑی کوئی طاقت نہیں۔ ہم آج فخر سے یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک ایٹمی قوت ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ ہم ایٹمی قوت کے ہوتے ہوئے بھی کمزور ترین قوم ہیں اور کمزور ترین قوم اسی وجہ سے ہیں کہ ہم conflicts اور contradictions میں الجھے ہوئے ہیں۔ ہماری civil society کے اندر موجود تضادات کی وجہ سے ہمارا قومی اتفاق رائے نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چیئرمین صاحب! آپ میاں محمد رفیق صاحب کی بات غور سے سن رہے ہیں؟

(اس مرحلہ پر چودھری عبدالرزاق ڈھلوں چیئرمین سپیشل کمیٹی نمبر II نے اپنی نشست پر بیٹھے ہوئے سر "ہاں" میں ہلایا)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ہم اور ہماری قوم انہی تضادات کی وجہ سے آج دہشت گردی میں پھنسی ہوئی ہے اور ہمیں مختلف قسم کے درپیش مسائل اسی conflicts اور contradictions کی وجہ سے ہیں، قوم کے اندر دھڑے بندیوں کی وجہ سے ہیں۔ ڈکٹیٹر اور فوجی حکمران نے اپنے مفادات کے لئے اپنی حکومت کو چلانے کے لئے موقع پرست اور مفاد پرست لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کیا جس کی وجہ سے یہ سارے تضادات ابھر کر سامنے آئے ہیں۔ آج ہمیں جو مشکلات امن عامہ کے حوالے سے اور لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے درپیش ہیں وہ انہی تضادات کی وجہ سے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر نپولین کی ایک مثال پیش کرنا چاہوں گا اور آپ کی توجہ چاہئے کیونکہ یہ بہت اہم بات ہے جو میں اس معزز ایوان کے اندر کرنا چاہ رہا ہوں کہ نپولین نے یہ بات کی تھی کہ "کسی ملک کے 50/100 بدمعاش، ہزار یا لاکھ بدمعاش آبادی کے تناسب سے ملک اور قوم کو اتنا نقصان نہیں

پہنچا سکتے جتنا نقصان اس ملک اور قوم کو اس کی بے حسی پہنچاتی ہے۔ یہ اس بے حسی کا ہی نتیجہ ہے کہ آج ہماری civil society کے اندر کچھ لوگ موقع پرست ہیں، کچھ لوگ مفاد پرست ہیں اور باقی کے لوگ بے حس ہیں یعنی باقی ساری قوم بے حس ہے جس کی وجہ سے چلنے والا ہمارا نظام کئی خرابیوں سے بھرا پڑا ہے۔ بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہے، گیس کی لوڈ شیڈنگ ہے اور تعمیر و ترقی کے حوالے سے ہم اپنی ضرورت کی اشیاء بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ پانی کا مسئلہ سر فہرست ہے کہ آج لوگ "انرجی، انرجی" کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی بھی آپ کو پانی کی کمی کا مسئلہ ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پانی کی کوئی بات نہیں کرتا کیونکہ انرجی تو آپ کوئلے سے بنا سکتے ہیں، سولر سے بنا سکتے ہیں، fuel سے بنا سکتے ہیں لیکن پانی H_2O کو مصنوعی طریقے سے نہیں بنایا جا سکتا۔ ہندوستان نے ہمارے تین دریاؤں پر قبضہ کر رکھا ہے، 35 منصوبے اس نے مکمل کر لئے ہیں جبکہ 65 منصوبے بنانے کا اس کا ارادہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ لوکل گورنمنٹ پر بات کریں، مہربانی ہو گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں تضادات کی بات کر رہا ہوں جو کہ اہم issue ہے۔ یہ تضادات کی offshoot ہے جو مقامی حکومت اور ان الیکشن کی وجہ سے ہماری قوم تضادات کا شکار ہے لہذا ان تضادات کو ختم کرنے کے لئے یا ملک و قوم کو درپیش مسائل کو ختم اور دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہوں، direct الیکشن ہوں، انہیں مالی اختیارات دیئے جائیں۔ اگر کرپشن کا کوئی خطرہ ہو تو اس پر آڈٹ بٹھایا جا سکتا ہے، اکاؤنٹس کمیٹی بٹھائی جا سکتی ہے اور اس پر میں ایک مثال آپ کو دینا چاہوں گا کہ مئی 2012 میں لوکل گورنمنٹ سیکرٹری نے مجھے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی بنایا اور وہاں کے ڈی سی او نے ایک سال تک اس نوٹیفکیشن کو ہوا تک نہیں لگنے دی۔ جب ہماری اسمبلی dissolve ہونے والی تھی تو مجھے کہا گیا کہ بھئی ان اداروں کا آڈٹ کر دو میں نے اس وقت کہا کہ "کھان پین نوں بھاگ بھری تے دھون بھنوان نوں جمعہ" آپ لوگ کھا پی گئے ہو اب جب سال ختم ہو رہا ہے تو مجھ سے کہہ رہے ہو کہ ان کی صفائی کر دو۔

جناب سپیکر: آپ ان کا کیس پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں لے آئیں۔

میاں محمد رفیق: میری یہی گزارشات ہیں کہ اس میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا بھی وجود رکھیں تاکہ مقامی حکومت میں جو کرپشن پائے جانے کا خوف ہے اس کو ختم کیا جاسکے اور اسی سے ان کا آڈٹ بھی ہو سکتا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔آپ نے بہت اچھی باتیں کی ہیں ایک بات کے سوا۔(قہقہہ)

جناب عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔آج ہم جس بل پر یہاں بحث کر رہے ہیں بد قسمتی سے بلدیاتی نظام کا کریڈٹ ہمیشہ ڈکٹیٹروں کو دیا گیا ہے اور ہر بندہ یہ کہتا ہے کہ جب بھی اس ملک میں مارشل لاء آیا یا ڈکٹیٹر کی حکمرانی ہوئی ہے تو بلدیاتی ادارے بنے ہیں، بلدیاتی اداروں کو اختیارات ملے ہیں اور بلدیاتی اداروں نے نئے ڈویلپمنٹ کے کام بھی کئے ہیں۔ بد قسمتی سے جب بھی اس ملک میں کسی بھی سیاسی جماعت کی حکومت آئی ہے انہوں نے بلدیاتی اداروں کو neglect کیا ہے، بلدیاتی الیکشن ہی نہیں کرائے اور اگر کرائے ہیں تو اس طرح کرائے کہ تمام اختیارات ایم این ایز اور ایم پی ایز کے پاس ہی رہے ہیں۔ان کو صرف برائے نام سسٹم دیا گیا۔

جناب سپیکر: اس کا جواب محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ دیں گی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ پاک نے ہمیں موقع دیا ہے کہ یہاں دس کروڑ لوگوں کے representative بیٹھے ہیں میری یہ خواہش ہو گی کہ ہم پارٹی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر ذاتی مفاد، سیاسی مفاد اور لوکل مفاد سے بالاتر ہو کر ایک ایسا ایکٹ بنائیں جو مثالی ہو۔اس نظام کی جو اصل روح ہے جو ہمارے آئین کے آرٹیکل 140(A) میں بھی دی ہوئی ہے کہ آپ grass root level پر مالیاتی، انتظامی اور سیاسی اختیارات دیں۔ میری being an public representative not a opposition member یہ خواہش ہے کہ ہم سب یہاں بیٹھے ہیں اور ہمارے پاس موقع ہے کہ ہم تاریخ رقم کریں اور ایک ایسی بنیاد رکھیں جس پر کل آنے والے لوگ فخر کر سکیں۔ہر قسم کی ذاتی، سیاسی اور پارٹی وابستگی سے بالاتر ہو کر پنجاب کے دس کروڑ عوام کو اور پنجاب کے دس کروڑ عوام کے درپیش مسائل کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم یہ بل بنائیں۔اس بل کا جو مسودہ دیا گیا ہے اس میں کافی کوتاہیاں ہیں میں نہیں سمجھتا کہ وہ جان بوجھ کر کی گئی ہیں شاید اس وقت حالات ہی ایسے ہوں لیکن اس مسودے میں سب سے بڑی کوتاہی یہ ہے کہ انتظامیہ کو جو public representative ہے،

ضلع کونسل ہے، میونسپل کمیٹی ہے یا میونسپل کارپوریشن ہے ان کو انتظامی اختیارات بالکل نہیں دیئے گئے۔ اگر آپ کسی بھی public representative ادارے کو انتظامی اختیارات نہیں دیتے اس کا مطلب ہے کہ آپ اس ادارے کو وہ کام نہیں کرنے دینا چاہتے جو کام اس کی ذمہ داری ہے۔ اگر انتظامیہ براہ راست پنجاب گورنمنٹ کے ماتحت ہو گی اور local representative کسی دوسری پارٹی کا ہو گا، ضلع کونسل، میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن کا سربراہ کسی دوسری پارٹی کا ہو گا تو ہمارا ایک رجحان ہے یا کہہ لیں کہ ایک سیاسی ماحول ہے کہ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ leg pulling کی جائے اس لئے میرا یہ concern ہے کہ اگر کہیں بھی اپوزیشن کی ضلعی حکومت بنی، اس کو میں ضلعی حکومت نہیں کہنا چاہتا کیونکہ یہ بل کسی طرح بھی ضلعی حکومت کے required parameters پر پورا نہیں اترتا۔ اگر صوبے میں ایک پارٹی کی حکومت ہو گی اور کسی ضلع میں دوسری پارٹی کی حکومت ہو گی تو پھر کھینچا تانی اتنی ہو گی کہ اس سے عوام کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ ضلع کونسل سے شروع کریں، ضلع کونسل کے چیئرمین، ڈی سی او اور ضلعی انتظامیہ کے اختیارات اس طرح balance کر جائیں کہ کوئی بھی ضلعی انتظامیہ، ضلع کونسل کے public representative کو victimize نہ کر سکیں اور public representative، ضلعی کونسل کے چیئرمین یا ضلع کونسل کے ممبران انتظامیہ کو ناجائز طور پر victimize نہ کر سکیں۔ ان اختیارات کو ضلعی، تحصیل اور یونین کونسل کی سطح پر balance کرنا بہت ضروری ہے۔ ہمارے فنانس کے مسائل ہیں تو آپ ان کو فنانس کے اختیارات اس طرح نہ دیں کہ وہ ان کو استعمال کرتے ہوئے بھی ڈریں بلکہ فنانس کے اختیارات ان کو پورے دیں تاکہ وہ علاقے کی خدمت کر سکیں۔ ہاں جہاں کرپشن کا احتمال ہے، جہاں ہم سمجھتے ہیں کہ اختیارات کا ناجائز استعمال ہے وہاں check and balance کے لئے ایسا mechanism بنائیں جو کسی کی بھی طرف داری میں نہ ہو، جو آپ کو ایسی واضح picture دے جس سے آپ ان کو کنٹرول کر سکیں۔ آپ نے اس میں سے ہیلتھ کو نکال دیا، ایجوکیشن کو نکال دیا اگر ضلع کونسل کے پاس ہیلتھ اور ایجوکیشن کے اختیارات نہیں ہوں گے تو پھر آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہ لوکل گورنمنٹ ہے، کس طرح آپ کہہ سکتے ہیں کہ وہ لوگوں کے مسائل حل کرے گی؟ آپ ضلع کونسل کو ہیلتھ اور ایجوکیشن کے اختیارات دیں۔ وہاں ہمیں problems کیا آتی ہیں عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ posting اور تبادلوں کے مسائل آتے ہیں اور وہ لوگ اپنے اختیارات کو misuse کرتے ہیں اس کے لئے میری یہ تجویز ہے کہ آپ ضلع کے elected representative ہیں تو ان سے اوپر ایک کمیٹی بنا دیں اور ان کے check and

balance کے لئے اختیارات میں ایسا توازن پیدا کریں کہ جو ایم پی ایز کی کمیٹی ہو وہ ان کو victimize نہ کر سکیں اور ضلع کونسل والے اپنے اختیارات کا ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ اگر آپ صرف اس وجہ سے تعلیم اور صحت ضلع کونسل کو نہیں دینا چاہتے کہ وہاں کرپشن ہوتی ہے، وہاں posting تبادلوں پر لوگوں کے اثر ورسوخ استعمال ہوتے ہیں تو اس کے لئے آپ ضلع میں ایم پی ایز کی ایک کمیٹی بنادیں لیکن خدا کے لئے یہ ہیلتھ اور ایجوکیشن کے جو اختیارات ہیں ان کو ضرور دیں تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمارے پاس اختیار ہی نہیں ہے ہم کام کیا کریں، میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایم پی ایز اور ایم این ایز سے جو لوکل باڈیز کا کام ہم لے رہے ہیں، جو ان سے نالیاں پکی کروا رہے ہیں، جو ان سے سڑکیں پکی کروا رہے ہیں، ہسپتال اور سکولوں کے مسائل ہیں ان سے ان کو نکالا جائے اور ان کو اپنے اصل کام پر لگایا جائے۔ ہمارا اور ایم این ایز کا کام پالیسی سازی ہے، قانون سازی ہے نہ کہ یہ ہے کہ اگر کہیں ٹرانسفار مر جل جائے تو ایم پی ایز کو فون ہو رہے ہیں، نالی بند ہو جائے تو ایم پی ایز کو فون ہو رہے ہیں، صفائی نہیں ہوئی اور کچرا نہیں اٹھایا گیا تو ایم پی ایز کو فون ہو رہے ہیں۔ ایم پی ایز کو خود بھی اس سے اوپر آنا چاہئے اور یہ اختیارات ان کو دے دینے چاہئیں جن کا یہ کام ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ آپ نے آبادی کی بنیاد پر وارڈ کی سطح پر، یونین کونسل کی سطح پر، ٹاؤن کمیٹی اور میونسپل کارپوریشن پر جو تقسیم کی ہے اس میں اس طرح ہے کہ پانچ لاکھ کی آبادی پر اگر آپ کمیٹی بنا رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ بہت بڑا ایریا بن جاتا ہے۔ اس کو اگر تین لاکھ کی آبادی پر لایا جائے تو پھر چھوٹے علاقوں میں وہ بہتر طریقے سے کام کریں گے اور لوگوں کو بہتر طریقے سے خدمات دے سکیں گے جس کام کے لئے انہوں نے آپ کو منتخب کیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے اوپر ٹاؤن میونسپل کمیٹی ہے تو اگر آپ تین لاکھ کی آبادی پر میونسپل کمیٹی بنا رہے ہیں تو میونسپل کارپوریشن کو ہمیں کم از کم دس لاکھ کی آبادی تک جانا چاہئے اگر اس سے اوپر چلے گئے تو elected representative خدمات صحیح طریقے سے deliver نہیں کر پائیں گے کیونکہ جتنا ایریا بڑا ہو گا اتنے مسائل زیادہ ہوں گے اور وہاں کے representatives کا رابطہ لوگوں سے کم ہو گا اس لئے گورنمنٹ کو سوچنا چاہئے کہ ہم جتنا بڑا ایریا کریں گے اتنا ہی لوگوں کے مسائل زیادہ ہوں گے جو حل ہونا مشکل ہوں گے۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ جب تک آپ یونین کونسل کے چیئرمین کو انتظامی اختیارات نہیں دیں گے وہ اپنی خدمات deliver نہیں کر پائیں گے۔ اگر آپ صرف برائے نام خانہ پُری کے لئے یا سپریم کورٹ کے آرڈر کو implement کرنے کے لئے کر رہے ہیں تو پھر آپ جو مرضی

کریں۔اگر آپ اصل روح کے مطابق کرنا چاہتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ انتظامی اختیارات، تھانے کے اختیارات، کچہری کے اختیارات اور مصالحتی کمیٹی کے اختیارات یہ سب آپ یونین کونسل level پر دیں تو پھر بہترین سروسز ملیں گی۔اگر ایک یونین کونسل جو کہ 30ہزار لوگوں پر مشتمل ہے تو تقریباً ہر بندہ ایک دوسرے کو by name, by face بلکہ ہر طرح سے جانتا ہے اور ان کے مسائل کی جڑ کا بھی پتا ہوتا ہے۔ان کا کوئی بھی dispute ہو اس کی جڑ کا اس کو حقیقتاً پتا ہوتا ہے اور وہ بہتر طریقے سے معاملات طے کر سکتے ہیں جو کہ ضلع یا تحصیل یا کچہری میں نہیں ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر!میں چاہتا ہوں کہ تھانہ بھی یونین کونسل کے under کر دینا چاہئے ، ہمیں مصالحتی کمیٹی بھی یونین کونسل کے under کرنی چاہئے اور ان کے financial اختیارات اور development کے فنڈز direct صوبے سے یونین کونسل کو جانے چاہئیں، تحصیل کو دیں اور نہ ہی ضلع کو دیں۔اس طرح آپ کی آدھی کرپشن ختم ہو جائے گی۔یونین کونسل کے ناظم کے لئے کرپشن اسی لئے بھی ممکن نہیں ہے کہ وہ ہر روز لوگوں کو face کرتا ہے۔جب وہ گھر سے نکلتا ہے تو اس سے لوگ پوچھنا شروع کر دیتے ہیں کہ آپ نے یہ کام کیا،یہ اس طرح کیا اور یہ ٹھیکہ کس کو دیا۔میں سمجھتا ہوں کہ مالیاتی اختیارات بھی grass-root level اور یونین کونسل level پر دے دیں گے تو ہم سمجھیں گے کہ ہم نے کچھ کیا ہے۔ہماری تو سب کی یہ خواہش ہے کہ ہماری جو سپیشل کمیٹی بنی ہے اس میں ہمارے بڑے اچھے دماغ اور لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم وہاں پر پارٹیوں کے لئے نہیں، پاکستان مسلم لیگ(ن)، پاکستان تحریک انصاف اور پیپلز پارٹی کے لئے نہیں بلکہ پنجاب کے عوام، پنجاب کے مسائل اور وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ایکٹ بنائیں۔ اس طرح بنائیں کہ maximum favour صوبہ پنجاب کے اس غریب شخص کو ملے جو کہ grass-root level پر جس کی ضرورت ہے۔بلدیاتی نظام میں ہر بندہ effective ہو گا، یہ ورک سسٹم ہے جس سے پنجاب کے ہر شخص کو روزانہ کسی نہ کسی صورت میں واسطہ پڑتا ہے۔اگر باہر اس کی گلی میں کچرا پڑا ہے وہ بھی اس بلدیات کا مسئلہ ہے،اس کو ہسپتال میں دوائی نہیں مل رہی تو وہ بھی بلدیات کا مسئلہ ہے اور اس کے بچوں کو سکول میں داخلے نہیں مل رہے تو وہ بھی بلدیات کا مسئلہ ہے۔اس کو ہم اتنا comprehensive اور public friendly بنائیں،ہو سکتا ہے کہ ہمیں اس میں سیاسی نقصانات ہوں،ہو سکتا ہے کہ ایم پی ایز کی اتھارٹی کم ہو اور ہو سکتا ہے کہ ایم این ایز کی اتھارٹی بھی کم ہو لیکن ہم یہاں پر کوئی اتھارٹی اور اختیارات لینے نہیں آئے بلکہ ہم یہاں پر سروسز دینے آئے ہیں اور عوام کی خدمت کرنے آئے ہیں ہمیں یہ قربانی دینی ہو گی۔

اپنی نمبر داریاں اور اجارہ داریاں قربان کرنی ہوں گی اور اپنے اختیارات surrender کرنے ہوں گے۔ ہم صرف قانون سازی کریں، ہم صرف پالیسی سازی کریں اور یہ جتنے بھی کام ہیں اگر ہم یونین کونسل level پر دے دیں گے تو میرا خیال ہے کہ ہماری کافی ساری پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔ ہم سے لوگوں کی ناراضگیاں بھی ختم ہوں اور بہتر انداز میں کام ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ تیمور مسعود صاحب!۔۔۔ تشریف فرما ہیں؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! پانی پینے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد ارشد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں محمد منیر صاحب!

میاں محمد منیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت مہربانی، آپ نے مجھے بولنے کا موقع فراہم کیا۔ ہم بات تو یہ کر رہے ہیں کہ ہمیں یہ Bill متفقہ طور پر پاس کرنا چاہئے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن بنچوں کی طرف سے کچھ ایسی تجاویز آ رہی ہیں کہ جن پر عمل کرنا شاید مشکل ہو جائے اور اگر کل کو یہ اس نظام کا حصہ بن جاتی ہیں تو پھر مورد الزام مسلم لیگ کو ٹھہرا دیا جائے گا تو میری یہ گزارش ہے کہ میں سابق چیئرمین بھی ہوں۔ اس نقطہ نظر سے میں یہ چند تجاویز دینا چاہتا ہوں کہ چاہے کسی طرح کا سسٹم یا نظام ہو لیکن اگر اس کو proper طریقے سے چلا لیا جائے اور جو اختیارات جس کے پاس ہیں ان کے مطابق اگر یہ سلسلہ چلتا رہے تو کوئی بھی قباحت نہیں ہوتی۔ میری پہلی گزارش یہ ہے کہ یہ الیکشن غیر جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس میں participate کرنے کا موقع مل سکے۔ اگر پارٹی کی بنیاد پر الیکشن ہوتے ہیں تو پھر شاید بہت سے ایسے لوگ جو عوام کی خدمت کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں ٹکٹ نہ ملنے کی صورت میں وہ ان الیکشن سے باہر ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ جو یونین کونسل کی level پر متناسب نمائندگی کا سسٹم متعارف کرانے کی بات ہو رہی ہے۔ یہ تجربہ ماضی میں بھی ناظم اور نائب ناظم کے ساتھ ہوا۔ اس میں لوگوں سے ووٹ مانگنے کی بجائے امیدواروں نے عدالتوں کا رخ کیا اور پھر عدالتوں میں جا کر اپنے آپ کو گنتی میں اوپر لا کر کونسلر بنے اور پھر انہیں اپیل کا حق بھی اپنے ضلع میں نہ دیا گیا اور وہ دوسرے ضلع میں جا کر اپیل کرے تو کونسلر کی اتنی پوزیشن نہیں تھی کہ وہ وہاں جا کر اپیل کرے۔ مجھے اس بات کا قوی خدشہ ہے کہ اگر یہ متناسب نمائندگی کی بات ہوئی تو پھر بہت سے کونسلر کے فیصلے عدالتوں میں ہوں گے نہ کہ ووٹوں کی بنیاد پر ہوں۔

جناب والا! یونین کونسل کا چیئرمین اور ضلع کونسل کا ممبر دونوں الگ الگ ہونے چاہئیں کسی بھی ایک شخص کے سر پر دو ٹوپیاں نہیں ہونی چاہئیں۔ اگر ایک شخص ضلع کونسل کا ممبر ہے اور وہ یونین

کونسل کا چیئرمین بھی ہے تو اس کا زیادہ رجحان ضلع کونسل کے ممبر کے طور پر کام کرنے پر ہوتا ہے وہ اپنی یونین کونسل میں بطور چیئرمین شاید ہی کبھی آئے اسی لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس سسٹم کو بہتر طریقے سے چلانا ہے تو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سسٹم میں لانا چاہئے اور پھر یہ علیحدہ علیحدہ الیکشن ہونے چاہیئں۔

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ یہاں پر میونسپل کمیٹی کے لئے 30ہزار سے 5 لاکھ تک کی آبادی کی بات ہو رہی ہے۔ یہ بہت بڑا فرق ہے جہاں پر 30ہزار کی آبادی والا ایک چھوٹا سا ٹاؤن ہے اس کو آپ 5لاکھ کی آبادی کے برابر ایک ہی مقام دے رہے ہیں کیونکہ آپ کے بہت اضلاع بھی پانچ لاکھ کی آبادی کے نہیں ہیں تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس کو کم کر کے 30ہزار سے اڑھائی لاکھ کی آبادی تک کیا جائے تاکہ آپ کے کم از کم اضلاع کا status تو different ہو۔ جہاں تک اس نظام میں سب سے بڑی خرابی اور قباحت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ چیئرمین کے خلاف عدم اعتماد چھ مہینے کے بعد ہوتا ہے۔ چیئرمین ابھی کرسی پر بیٹھتا نہیں تو کونسلز کی blackmailing کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے میری یہ گزارش ہے کہ اگر پانچ سال کے عرصہ کے لئے یہ انتخابات ہونے ہیں تو اس میں عدم اعتماد کا پیریڈ دو سال کے بعد ہونا چاہئے اور اگر چار سال کے لئے ہونے ہیں تو عدم اعتماد کا پیریڈ ڈیڑھ سال کے بعد ہونا چاہئے اور ناکامی کی صورت میں پانچ سال والی مدت میں ڈیڑھ سال بعد پھر second attempt ہونی چاہئے اور اگر چار سال ہے تو پھر سال کے بعد attempt ہونی چاہئے تاکہ جو شخص منتخب ہو کر آتا ہے وہ لوگوں کی خدمت کر سکے اور اس شہر کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کر سکے۔ اگر وہ کرپشن میں ملوث ہے یا اس پر اس طرح کے الزامات ہیں تو چیف منسٹر پنجاب یا کسی بھی صوبے کا ہے وہ اسے فارغ کر سکتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس نظام میں عدم اعتماد کی بنیاد پر چیئرمین کو بے پناہ blackmail کیا جاتا ہے اور پھر جائز اور ناجائز کام کونسلر اپنے کرواتے ہیں اور genuine کام کی طرف سے چیئرمین کی توجہ ہٹ جاتی ہے۔ دوسری طرف چیئرمین کو پابند کیا جائے کہ وہ کسی صورت میں ایوان کے اختیارات نہیں لے سکے گا جونہی کوئی شخص چیئرمین بنتا ہے تو اس کے فوراً بعد وہ اپنے گروپ کی میٹنگ بلاتا ہے کیونکہ وہ majority میں ہوتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ ایوان کے اختیارات مجھے دے دو تو وہاں پر کونسلر بے چاروں کی اتنی پوزیشن نہیں ہوتی کہ وہ انکار کر سکیں۔ وہ ایوان کے اختیارات چیئرمین کو دے دیتے ہیں تو پھر چیئرمین اپنی مرضی کے ساتھ فیصلے کرتے ہیں اور بہت ساری جگہوں پر ایوان کو پوچھا بھی نہیں جاتا۔

جناب والا!ایجوکیشن اور ہیلتھ کی بات ہے۔ایجوکیشن اور ہیلتھ آج پوری دنیا میں سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔ میونسپل کمیٹی کے بلدیاتی سسٹم میں،ایجوکیشن جو ہے آپ ڈسٹرکٹ کی سطح پر یا اس کے بعد کارپوریشن کی سطح پر دیکھ لیجئے کہ سکولوں کا حال کیا تھا وہاں پر نہ تو بچوں کے پاس کوئی سامان ہوتا تھا، بڑی مشکل سے میونسپل کمیٹی اپنے اساتذہ کی تنخواہیں پوری کرتی تھی یہ ایک سسٹم جو پنجاب گورنمنٹ کے زیر سایہ چل رہا ہے اسے چلنا چاہئے اور اس میں بہتری کی تجاویز لانی چاہیئں۔ ایم این ایز اور ایم پی ایز کا اس میں کوئی خاص اختیار نہیں ہوتا، صرف ایک ٹرانسفر کی بات ہے اس پر بھی سارا سال ban لگا رہتا ہے۔ چھٹیوں کے آخری دنوں میں definitely transfers ہونی ہوتی ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ایجوکیشن کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے بڑے فورم پر رہنا چاہئے۔ جہاں تک ہیلتھ کی بات ہے تو آر ایچ سی اور بی ایچ یو جب تک ضلع کونسلوں کے پاس تھے تو ان کی حالت زار بھی دیکھ لیں ضلع کونسل کے ممبران صرف اپنی من مرضی کرنے کے لئے وہاں بیٹھے ہوتے تھے، مریضوں کو دیکھنے والا کوئی نہیں ہوتا تھا۔آج ہمیں ہیلتھ کو improve کرنا ہے،لوگوں کو دیہاتوں میں ہیلتھ کی بہترین سہولیات دینی ہیں اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ یا صوبائی گورنمنٹ سے زیادہ بہتر اور کوئی فورم نہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ سنٹر کے پاس بھی نہ ہو یہ صرف صوبوں کے پاس ہو۔اگر ہم دیہاتوں کا سارا نظام ضلع کونسلوں اور میونسپل کمیٹی کو دے دیتے ہیں تو وہاں پر بہتری کا کوئی چانس نہیں۔ ضلع کونسل کے ممبر نے بی ایچ یو یا آر ایچ سی سے ووٹ نہیں لینے اس کی توجہ ہمیشہ نالی اور سڑکوں پر ہوتی ہے اور آج ہمارے شہری جن مسائل سے دوچار ہیں وہ فراہمی آب اور نکاسی آب ہے۔ لوگ گندہ پانی پی رہے ہیں، لوگوں کے گھروں میں صاف پانی نہیں آتا، سیوریج بند پڑے ہیں، گلیاں گندے پانی سے بھری ہوئی ہیں۔یہ اس طرح کا سسٹم،اس کی صفائی ستھرائی اور بہت سے معاملات ہیں جو ہمارے اس بلدیاتی نظام سے منسلک ہیں، ہمیں ان کو بااختیار کرنا چاہئے اور اس ایوان کو یہ طاقت دینی چاہئے کہ ان کے فیصلوں پر بیوروکریسی سے بھی عملدرآمد کروائیں۔ شکریہ۔بہت مہربانی

جناب سپیکر: آپ کی بھی بہت مہربانی۔ تیمور صاحب آ گئے ہیں یا نہیں؟

جناب محمد سبطین خان: وہ پانی پینے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ پانی گاؤں سے پینے گئے ہیں؟(قہقہہ)

جناب محمد سبطین خان: بتا کر واتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جناب ظہیر الدین خان!

جناب ظہیر الدین خان علیزئی: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ لوکل باڈیز کے حوالے سے میرے بھائیوں نے جو بھی گزارشات کی ہیں بالکل صحیح ہیں۔ چند points ہیں جن پر ہم سب کو متفق ہونا چاہئے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بہت سی این جی اوز اور مختلف لوگوں کے ساتھ ہماری اس موضوع پر discussions ہوئی ہیں تمام لوگوں کا خیال یہ ہے کہ سب سے پہلے برائی کی جڑ کو ختم ہونا چاہئے اگر آپ برائی کی جڑ کو ختم کر سکتے ہیں تو وہ آپ صرف through direct elections کر سکتے ہیں۔ جب تک آپ direct elections نہیں کروائیں گے یہاں سے بُرائی ختم نہیں ہو گی۔ آپ کے کونسلر بنتے ہیں، سب لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ تمام کونسلر حضرات چند ہزار روپوں کی خاطر بِک جاتے ہیں اور جو لوگ بِکتے ہیں انہوں نے آگے آ کر کیا deliver کرنا ہے لہذا سب سے پہلے ضروری ہے کہ direct elections ہوں تبھی آپ ایک بہتر راستے پر جا سکتے ہیں۔ ہمارے جو مختلف محکمہ جات ہیں جیسے سالڈ ویسٹ مینجمنٹ ہے، واسا ہے، یہ تمام چیزیں ہیں جن کو لوکل باڈی effect کرتی ہے، مجھے نہایت افسوس کے ساتھ اس ایوان میں بتانا پڑ رہا ہے کہ ہم نے اپنے شہر ملتان میں دیکھا ہے کہ آپ کی حکومت کے چند لوگوں، مسلم لیگ (ن) کے چند لوگوں کے گھروں میں واسا اور سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے ملازمین ڈیوٹیاں دے رہے ہیں اور ان پر کوئی check and balance نہیں ہے، ڈائریکٹر حضرات اور ای ڈی اوز بیٹھے ہوئے ہیں لیکن وہاں پر کوئی check and balance نہیں ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا اہم یہ کہتے ہیں کہ لوکل باڈی الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونا چاہئے غیر جماعتی بنیادوں پر نہیں ہونا چاہئے۔ آئین کے آرٹیکل 140(A) میں بھی mention کیا گیا ہے کہ لوکل باڈی الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونا چاہئے۔ جماعتی بنیادوں پر الیکشن کروانے کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم وہ جماعتیں، وہ پارٹیز پبلک کو direct جوابدہ ہوں گی کہ وہ کیا deliver کر رہی ہیں اگر نہیں تو کیوں deliver نہیں کر رہی ہیں، اسی طرح ہمارا تمام focus اسی چیز پر ہے کہ direct elections ہوں اور powers نیچے grass root level پر جانی چاہئیں۔ ہماری پارٹی کا بھی یہی منشور ہے، خان صاحب کا بھی یہی منشور ہے ہم لوگ grass root level پر powers دینا چاہ رہے ہیں جب تک grass root level پر powers نہیں دی جائیں گی تب تک ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ جیسے میرے بھائی نے بتایا کہ ایک جونیئر ناظم یا کونسلر وہ لوگ پبلک کے ساتھ direct attach ہوتے

ہیں تو ہمیں grass root level پر تمام تر powers دینی چاہیئں۔ میری صرف دو گزارشات ہیں جماعتی بنیاد پر اور direct elections، جب تک آپ direct election نہیں کروائیں گے آپ کا سسٹم صحیح نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! نمبر 2 میں اس چیز سے ہٹ کر آپ کی تھوڑی سی توجہ چاہتا ہوں کہ ملتان میں نشتر ہسپتال میں ابھی ایک بچی کی death ہوئی ہے اور وہ اس وجہ سے ہوئی ہے کہ رات کے بارہ بجے مجھے وہاں سے ایک بندے کی کال آئی اور اس نے کہا کہ میری بچی میری آنکھوں کے سامنے جا رہی ہے اور میں کچھ کر نہیں پا رہا جب ہم نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے تو یہ پتا چلا کہ پچھلے چار دن سے وہ بچی جس وارڈ میں داخل تھی اس کو وہاں سے فارغ کر دیا گیا اور کہا کہ آپ آئی سی یو میں شفٹ ہو جائیں ہم آپ کا علاج نہیں کر سکتے، پچھلے چار دن اس کا والد آئی سی یو کے چکر لگاتا رہا مگر آئی سی یو میں اس بچی کو داخل نہیں کیا گیا کیونکہ وہاں پر کوئی bed ہی خالی نہیں تھا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! note کریں اور آپ ذرا اُٹھ کر بیٹھیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! وہ سو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ سو نہیں رہے کچھ سوچ رہے ہیں۔

جناب ظہیر الدین خان علیزئی: جناب سپیکر! منسٹر ہیلتھ یہاں پر نہیں بیٹھے۔ میں چاہ رہا تھا کہ وہ بھی اس چیز کو سُنتے۔ یہ پتا چلا ہے کہ نشتر ہسپتال کے آئی سی یو میں صرف بیس beds ہیں تو نشتر جیسے ہسپتال کے آئی سی یو میں بیس beds ہونا ایک مذاق ہے یہ وہ ہسپتال ہے جو پورے جنوبی پنجاب کا بوجھ اٹھاتا ہے وہاں پر خیبر پختونخواہ اور بلوچستان سے بھی لوگ آتے ہیں۔ نشتر ہسپتال کی حالت آپ کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا میں آپ کے علم میں ایک اور بات لانا چاہتا ہوں کہ نشتر ہسپتال میں ایک برن یونٹ ہے جو پچھلے کئی مہینوں بلکہ ڈیڑھ سال سے بند پڑا ہے اس کی بلڈنگ تعمیر ہو چکی ہے مگر اس کو operational کرنے کے لئے فنڈز نہیں ہیں۔ یہاں پر جتنے بھی کیسز آتے ہیں وہ تمام کھاریاں میں شفٹ ہو جاتے ہیں۔ یہ ملتان شہر کی ایک اہم ضرورت ہے لہذا اس پر فوکس کیا جائے۔ اس کے علاوہ آئی سی یو کے ساتھ وہاں پر ایچ ڈی یو بنایا گیا ہے جو کہ آئی سی یو کا ہی ایک حصہ ہے لیکن وہ بھی operational نہیں ہے اور پچھلے کئی سالوں سے بند پڑا ہے وہاں پر beds ہیں نہ وہاں پر کوئی عملہ ہے، کوئی کام کرنے والا بندہ بھی نہیں ہے۔ یہ چند گزارشات ہیں ان کا آپ نوٹس لیں اور وہاں کی حالت بہتر کی جائے۔

جناب سپیکر: آپ ہمیں لکھ کر بھی بھیجیں۔

جناب ظہیر الدین خان علیزئی: جی، بالکل لکھ کر بھی بھجوادیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، احمد شاہ کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں تھوڑی سی معذرت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے اُردو بولنے میں دشواری ہوتی ہے، میں کم پڑھا لکھا ہوں اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اس کی معافی چاہتا ہوں۔

جناب محمد سبطین خان: آپ پنجابی میں بات کر لیں۔

جناب سپیکر: وہ اُردو جانتے ہیں، بول لیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جب سندھ اسمبلی میں سندھی بولی جا سکتی ہے تو پنجاب اسمبلی میں پنجابی کیوں نہیں بولی جا سکتی؟

جناب سپیکر: وہ اچھے طریقے سے اُردو بول سکتے ہیں۔ جی، فرمائیں!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں اس اسمبلی میں نیا آیا ہوں، میں نے یہاں پر ایک اچھا روّیہ دیکھا ہے میں اس کو سراہنا چاہتا ہوں۔ پچھلے دور میں جب بھی میں ٹی وی کے سامنے بیٹھا ہوتا تھا تو اجلاس کے حوالے سے جو بھی خبر آتی تھی اس میں غیر اخلاقی بات ہوتی تھی، کافی معاملات گڑبڑ نظر آتے تھے مگر اب حکومتی پارٹی اور اپوزیشن کا رویہ اچھا ہے اور سب اخلاق کے دائرے میں رہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: الحمد للہ۔ اللہ نظر بد سے محفوظ فرمائے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: اس میں زیادہ تر share حکومتی بنچوں کا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو شاباش دیتا ہوں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: ماشاء اللہ۔ یہ ایک اچھی روایت ہے۔ یہ جو بلدیاتی نظام کی باتیں ہو رہی ہیں، آپ کا تجربہ مجھ سے زیادہ ہے اور دوسرے ساتھی بھی یہاں تشریف رکھتے ہیں جو کہ مجھ سے سینئر ہیں ان کی خدمت میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے جب بلدیاتی الیکشن وارڈ سسٹم کے تحت ہوتے تھے، ایک گاؤں کا وارڈ ہوتا تھا جس میں چھوٹا ممبر منتخب ہوتا تھا، میں بھی اس وقت چھوٹا ممبر ہی تھا۔ ہر پولنگ والے دن یہی خبر آتی تھی کہ فلاں چک میں فلاں آدمی قتل ہو گیا ہے۔ اس طریق کار میں

مسائل بہت زیادہ تھے لیکن اس کے بعد جب آٹھ سالہ فوجی دور آیا،اس میں انہوں نے یہ طریق کار اپنایا تھا کہ ایک ممبر پوری کونسل سے ووٹ لے گا جس کی وجہ سے لڑائیاں کم ہو گئیں کیونکہ اس طریق کار کے تحت اگر ایک گاؤں میں کسی کو مشکل درپیش آتی تھی تو وہ اپنے گاؤں کی بجائے دوسرے گاؤں سے الیکشن لڑتا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ بلدیاتی نظام میں بھی کوئی ایسا طریق کار وضع کرنا چاہئے جس سے یہ لڑائیاں کم ہو جائیں کیونکہ سب لوگ مقامی ہوتے ہیں اور ان کی آپس میں tussle ہوتی ہے اگر کوئی ووٹ نہیں دیتا تو اگلے ہی دن اس کا حقہ پانی بند ہو جاتا ہے۔اس قسم کے جتنے بھی مسائل ہیں ان کے متعلق میری یہ گزارش ہو گی کہ حکومت اور اپوزیشن کے تمام ساتھی اس پر سنجیدگی سے غور کریں۔ ممبر کا الیکشن اگر پوری کونسل سے ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی تجویز ہو گی اور باقی دوستوں کو بھی اس بارے میں سوچنا چاہئے۔

جناب سپیکر!دوسری میری گزارش یہ ہے جو میں نے بھی سنی ہے کیونکہ میں خود تو انگریزی پڑھ نہیں سکتا،انہوں نے بتایا ہے کہ وہاں پر ایک عورت کو نمائندگی دی جا رہی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ جب ہم ہر معاملے میں عورتوں کو برابری کی سطح پر لا رہے ہیں تو اس بل میں بھی عورتوں کو زیادہ نمائندگی دینی چاہئے،اس سے ان کے حوصلے بلند ہوں گے۔اسی طرح میری یہ بھی گزارش ہے کہ اس بل میں جو یہ شرط رکھی گئی ہے کہ اقلیتی نمائندہ وہاں پر موجود ہو گا جہاں ان کے کم از کم پانچ سو ووٹ ہوں گے۔ میرے خیال میں تو یہ مناسب بات نہیں ہے،اس حلقے میں اگر صرف تین چار اقلیتی لوگ رہائش پذیر ہیں تو ان کو بھی وہاں سے elect ہونے کا حق حاصل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ترقیاتی فنڈز چیئرمینوں کی disposal پر ہونے چاہئیں ان کو استعمال کرنے کا صوابدیدی اختیار بھی ان کے پاس ہی ہونا چاہئے کیونکہ اس طرح وہ اس رقم کو مقامی طور پر بہتر طریقے سے خرچ کر سکے گا۔ میں پچھلے دور میں دو دفعہ یونین کونسل کا ناظم رہا ہوں اور یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اگر آج میں اس ایوان میں کھڑا ہوں تو اسی کی بدولت ہی کھڑا ہوں۔ میں نے اپنے دونوں tenures میں اپنی کونسل میں،جہاں پر 9 گاؤں تھے وہاں پر عوام کو تقریباً چھ سو پُلیاں بنا کر دی ہیں جو کہ ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ ہمیں اگر فنڈز ملے ہیں تو ہم نے عوام کو چھ سو پُلیاں بنا کر دی ہیں۔

جناب سپیکر:چھ سو پُلیاں؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جی، چھ سو پُلیاں۔ میں اس کی وضاحت بھی کر دوں کہ چھوٹی پُلی زمیندار کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی دور میں مجھے ضلع کونسل کی طرف سے ساڑھے سات کلو میٹر سڑک بھی ملی تھی جو میں نے اپنے علاقہ میں بنوائی ہے اور آج اس کا ثمر ہے کہ مجھ جیسا چھوٹا آدمی بھی ادھر اسمبلی میں منتخب ہو کر آ گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہم نے یہ باتیں بھی سنی ہوئی ہیں کہ قومی اور صوبائی اسمبلی کا کام ہی صرف قانون بنانا ہے باقی کام بلدیاتی اداروں کا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ funding بھی نچلی سطح تک آنی چاہئے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا نظام آ جائے، میرے سمیت باقی دوست جو اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ صرف قانون ہی بنائیں۔ باقی کام بلدیاتی اداروں پر چھوڑ دینا چاہئے اور funds بھی ان اداروں کی طرف منتقل ہونے چاہئیں کیونکہ اس سے عام آدمی کو فائدہ ہو گا، ایک عام آدمی کو جب ایک پُلی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اس سلسلے میں ایم پی اے کو جا کر ملتا ہے، ڈی سی او کو ملتا ہے اور نہ ہی وہ ضلع کے چیئرمین کو ملتا ہے بلکہ وہ اپنی یونین کونسل کے ممبر کو ملتا ہے۔ اس کے بعد بھی اگر بات نہیں بنتی تو پھر وہ چیئرمین یا ناظم کو جا کر ملتا ہے۔ جب آپ نے اتنے پیسے لگانے ہیں اور آپ یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس کا نچلی سطح تک فائدہ ہو تو پھر میری یہ گزارش ہو گی کہ یونین کونسل کو ہی بااختیار بنایا جائے۔ اگر اس ساری exercise کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے تو پھر سب مل کر چیف جسٹس صاحب کی منت کریں کہ اس پیسے کو فضول ضائع نہ کیا جائے اور اس پیسے کو بجلی بنانے میں صرف کر دیا جائے۔ اگر اس کا فائدہ ہو تو پھر بے شک آپ اس سسٹم کو لے آئیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ یہاں پر یہ بھی بات ہوئی ہے کہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر کروائے جائیں یا غیر جماعتی بنیادوں پر کروائے جائیں؟ میں تو کہوں گا کہ جماعتی انتخابات زیادہ بہتر ہیں اگر آپ غیر جماعتی انتخابات کروائیں تو اس کا انجام بُرا ہو گا کیونکہ جب ممبر بن جاتے ہیں تو پھر جو پیسے والا ہوتا ہے وہی ضلع کا ناظم اور چیئرمین بن جاتا ہے۔ Direct election میں یہ ہو گا کہ ہر ایک کا ذہن بنا ہوا ہو گا، اگر کوئی چھوٹا ممبر بھی بن جائے گا تو وہ آگے جا کر بدل نہیں سکے گا کیونکہ وہ پارٹی کی طرف سے پابند ہو گا اور اس سے لوگوں کو زیادہ relief بھی ملے گا۔ اس وقت ملک اور صوبوں میں جمہوری حکومتیں قائم ہیں لہذا اختیارات کو نچلی سطح پر منتقل کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! فوجی جب بھی آئے ہیں بے شک وہ زبردستی آئے ہیں لیکن انہوں نے اختیارات نچلی سطح تک منتقل کئے ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ان کے جو اچھے اقدامات ہیں وہ ہمیں اپنا لینے

چاہیئں اور جو pointsاچھے نہیں ہیں ان کو آپ نہ اپنائیں۔ یہ جو کہا جارہا ہے کہ یہ بلدیاتی نظام ضیاء الحق کے دور والا ہے، میری یہ گزارش ہے کہ یہ تو بتیس چونتیس سال پہلے کا نظام ہے اب تو نئی نسل آ گئی ہے اور ان کی نئی demandsہیں، نئی مشکلات ہیں اور عام آدمی اس کا فوری حل چاہتا ہے۔اب یہ پرانا دور نہیں ہے کہ کسی زمیندار کو کہا کہ میرا کام کر دینا،اب تو وہ پوچھتے ہیں کہ میرا کام ہوا ہے یا نہیں ؟آپ یقین کریں کہ یہ تمام حالات جو ایک مقامی کونسلر جانتا ہے وہ یونین کا ناظم یا چیئرمین بھی نہیں جانتا۔ جو چیئرمین یا ناظم جانتا ہے وہ ہم نہیں جانتے۔ ماشاءاللہ یہاں پر سب بڑے پڑھے لکھے لوگ بیٹھے ہیں اور سب مجھ سے زیادہ سمجھدار ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ہم کوئی ایسا کام کریں کہ یہ ملک اور صوبہ ہمیں ہمیشہ یاد رکھے۔اس وقت ہماری اسمبلی کا ماحول بھی بڑا اچھا ہے، دوستانہ ہے، جو تجاویز ہم سے لی گئی ہیں ان میں سے جو اچھی تجاویز ہیں ان کو اس بل میں شامل کریں۔اگر ہماری کوئی تجویز اچھی نہیں ہے تو آپ ہمیں بتائیں اس سے بہتر تجاویز پیش کی جائیں گی۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ چیئرمین ضلع کونسل کو ہٹانے کی جو بات کی گئی ہے اس پر میری اپنی رائے ہے، میرا تو خیال ہے کہ آدمی جب منتخب ہو کر آ گیا ہے اس کو کام کرنے کا پورا موقع ملنا چاہئے۔ عدم اعتماد تو ہونا ہی نہیں چاہئے کیونکہ جب وہ چیئرمین بنتا ہے تو اس وقت بھی وہ ووٹوں سے ہی بنتا ہے اس لئے اس کو کام کرنے کا پورا موقع ملنا چاہئے تاکہ وہ اس چکر میں نہ رہے کہ میرے خلاف تحریک عدم اعتماد آ جائے گی اور یہ مجھے ہٹا دیں گے۔ جب اس کا ذہن اس بات سے ہٹ جائے گا تو وہ کام بھی اچھے کرے گا اور ایک منتخب نمائندہ سب کے لئے برابر ہوتا ہے۔ اگر اس کے پاس فنڈز ہوں گے تو وہ اپنے گھر نہیں رکھے گا وہ ہمیشہ عوام پر لگائے گا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اچھا نظام لانا چاہئے، پہلے سے بہتر لانا چاہئے اور اگر ہم بہتر نظام نہ لا سکے تو پھر پیسا ضائع کرنے کی بجائے جیسا کہ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ اس کو بجلی کی مد میں خرچ کر دیا جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ رانا محمد ارشد صاحب اپنی تقریر کل کرنا چاہتے ہیں، اس کے بعد حنا پرویز بٹ صاحبہ !آپ بولنا چاہیں گی ؟

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر!میں کل بات کروں گی۔

جناب سپیکر: اس کے بعد جناب محمد وحید گل!

جناب محمد وحید گل: اج ای بولاں گے۔

جناب سپیکر: ضرور بولو۔ ماشاء اللہ !تسی بڑے اچھے مقرر او، تے سُروچ بولیا جے۔تہاڈی بڑی مہربانی(قہقہے)

جناب محمد وحید گل: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریمo بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo ساری تعریفیں اس رب کائنات کے لئے جو ہم سب کا خالق و مالک ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارک پر کروڑوں درود و سلام۔

جناب سپیکر!اس وقت بہت اہم بحث چل رہی ہے جس کا تعلق پنجاب کے باسیوں کے مسائل حل کرنے سے ہے۔ معزز ایوان کے معزز ممبران نے بڑی اچھی اچھی تجاویز پیش کی ہیں لیکن میں اپنی بات یہاں سے شروع کروں گا کہ ابھی اپوزیشن کی جانب سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس بل کو اگر متفقہ طور پر پاس کر لیا جائے تو بڑا اچھا اقدام ہوگا اور پورے ملک کے اندر بھی ایک بہترین messageچلا جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ اپنے صوبے کی حد تک رہیں، پورے ملک کی طرف نہ جائیں۔

جناب محمد وحید گل: جی، ٹھیک ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ اگر ہم اس بل کو متفقہ طور پر پاس کریں گے تو پورے ملک میں ایک اچھاmessage جائے گا۔

جناب سپیکر: خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

جناب محمد وحید گل: لیکن میرے خیال میں ایسا ہو گا نہیں کیونکہ میں جب دیکھتا ہوں کہ حکومتی بنچوں کی طرف سے یہ بڑا کمال کام کیا گیا اور پہلے دن سے یہ کہا گیا کہ جو مثبت تجاویز آئیں گی ان کو اس بل میں شامل کر لیا جائے گا،اس کے بعد جناب سپیکر آپ نے اس کے اندر کیا کمال کام کر دکھایا کہ اپوزیشن اور حکومتی بنچوں پر مشتمل ایک سپیشل کمیٹی بنادی جس کا روزانہ کی بنیاد پر اجلاس بھی ہوتا ہے اور جس میں دونوں اطراف سے اچھی تجاویز دی جاتی ہیں لیکن مجھے لگتا اس طرح سے ہے کہ اگر اپوزیشن چاہے تو یہ بل متفقہ طور پر پاس ہو سکتا ہے مگر جب[********] پھر تو حکومت جو مرضی کر لے میرے خیال میں متفقہ طور پر بل پاس نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: آپ نااُمیدی کی بات نہ کریں،آپ کی مہربانی۔Let's hope for the good.

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر52الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد وحید گل: جناب والا! جو حق ہے وہ دیا جائے۔ اس کے بعد یہاں پر ہیلتھ اور ایجوکیشن کی بات ہوئی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے پچھلے دور کے اندر SWM سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کمپنی بنائی، ٹرانسپورٹ کمپنی بنائی۔ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ ان دونوں کمپنیوں کے شاندار نتائج نکلے ہیں۔ آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ ٹرانسپورٹ کمپنی کی بدولت بڑے شہروں میں اعلیٰ قسم کی نئی ٹرانسپورٹ مہیا ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: گل صاحب! Come to the local government مہربانی

جناب محمد وحید گل: یہ لوکل باڈیز کا ہی issue ہے۔ میں نے ٹرانسپورٹ کی مثال دی ہے میں اس پر آتا ہوں کہ اگر ہیلتھ اور ایجوکیشن پراتھارٹی بنے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اپنا کام اسی طرح سے انجام دے گی اور اس کے نتائج بھی بہتر طور پر آئیں گے۔ میری تجویز اور رائے یہ بھی ہے کہ جس طرح یہاں پر بات ہوتی ہے اور میں اکثر اپنے ممبران کو سنتا ہوں کہ ہمارے زیادہ سے زیادہ ورکر یا لوگ لوکل باڈی کے اندر adjust ہو جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ مقامی طور پر ہمارے مسائل کس طرح سے حل ہوں گے۔ ہم افراد کی تعداد پر نہ جائیں کہ وہ پانچ، سات یا گیارہ ہونی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وتیرہ ڈکٹیٹر حکومتوں کا ہوا کرتا ہے کہ وہ اکیس افراد رکھ کر ان کو اختیارات نہیں دیتے بلکہ ان کا مطمع نظر صرف یہ ہوتا ہے کہ اگر یونین کونسل کے اندر اکیس افراد ہوں گے اور وہ دس دس افراد کو بھی لے کر آئیں گے تو وہ جلسہ بھرنے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہو سکتے ہیں۔ مسئلہ افراد پر نہیں ہونا چاہئے بلکہ دونوں اطراف سے اس پر consensus ہونا چاہئے۔ میں بھی بلدیاتی کونسلر رہا ہوں پورے علاقے میں ایک ہی کونسلر ہوتا تھا۔ ایم پی اے بھی ایک ہی ہوتا ہے ایم این اے بھی ایک ہی ہوتا ہے۔ ہم پہلے اللہ کی مہربانی سے مسائل بہتر طور پر حل کرتے تھے لیکن مشرف دور کے اندر اکیس افراد وہ رزلٹ نہیں دے سکے جو ایک بلدیاتی کونسلر دیتا تھا۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ خواتین کی بات ہوتی ہے ہمیں اس بات سے اعتراض نہیں ہے کہ اس کے اندر ایک خاتون ہو دو ہوں یا چار خواتین کا combination آئے لیکن اس بات پر ضرور consensus ہونا چاہئے کہ جتنی بھی خواتین آئیں وہ منتخب ہو کر آئیں۔ جب وہ منتخب ہو کر آئیں گی تو ان میں وہ خواتین بھی آ سکتی ہیں جنہوں نے اپنے علاقوں کے اندر کسی نہ کسی تنظیم کے ساتھ یا کسی جماعت کے ساتھ کام کیا ہوتا ہے۔ اگر وہ اس طرح سے آئیں گی تو زیادہ بہتر ہو گا۔ اسی طرح سے اگر اقلیتی ممبر بھی منتخب ہو کر آئے گا تو وہ اپنی کمیونٹی اور علاقے کے لئے زیادہ بہتر کردار ادا کر سکے گا۔

جناب سپیکر! میری یہ بھی تجویز ہے کہ آپ اس بل کے ذریعے سے جو بھی پنچایتی یا مصالحتی کمیٹی بنانا چاہتے ہیں اسے کم سے کم پانچ لاکھ روپے کے لین دین کا اختیار ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: کتنا؟

جناب محمد وحید گل: اسے پانچ لاکھ روپے کے لین دین کا اختیار ہونا چاہئے۔ چونکہ پولیس کا اختیار نہیں ہے اس کے لئے عدالتوں میں جانا پڑتا ہے جس سے ایک غریب آدمی پر یہ ایک extra بوجھ پڑتا ہے اس لئے میری تجویز ہے کہ ان مصالحتی کمیٹیوں کے پاس پانچ لاکھ کے لین دین کا اختیار ہونا چاہئے۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جب ایک خاتون عدالت سے خلع لیتی ہے اور جب اسے خلع مل جاتی ہے تو پھر اسے بعد میں مصالحتی کمیٹی کے چیئرمین کے پاس آنا پڑتا ہے اور تین ماہ تک اس کا کیس مصالحتی عدالت کے اندر چلتا ہے اور اس کے بعد طلاق کا سرٹیفکیٹ جاری ہوتا ہے۔ جب غریب بچیوں پر ظلم اور زیادتی ہوتی ہے تو وہ خلع کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہیں لہذا میری تجویز ہے کہ پھر دو چیزیں ہونی چاہئیں اگر عدالت کے ذریعے ہونا ہے تو پھر انہیں حکومت کی جانب سے free of cost وکیل دیا جائے یا پھر اس کا اختیار بھی مصالحتی کمیٹی کے پاس ہو کہ اگر وہ کسی بچی کے خلع کے معاملے میں مناسب سمجھتی ہے تو اس پر فیصلہ دے۔ مصالحتی کمیٹی کا اختیار بھی کسی فرد واحد کے پاس نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس کے اندر بھی ایک خاتون کو لازمی طور پر شامل کیا جائے چونکہ یہ بچیوں کی زندگی کا اہم ترین معاملہ ہوتا ہے۔ جہیز کا سامان دلوانے کا اختیار بھی مصالحتی کمیٹی کے پاس ہونا چاہئے چونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب کسی بچی کو طلاق یا خلع ہو جاتی ہے تو وہ بے چاری کئی کئی سالوں تک عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہے یہ ظلم اور زیادتی کی بات ہے۔

جناب سپیکر! میرے خیال میں میری ساری باتیں ادھر اچھی لگ رہی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ باتیں پورے ایوان کے لئے اچھی ہیں۔

معزز ممبران: خواتین کے حقوق کی بات بھی کریں۔

جناب محمد وحید گل: جس ویلے خواتین دے حقوق دا بل پیش ہویا اس وقت ایس تے گل کراں گے۔

جناب سپیکر! میں سمجھ گیا آں۔ اسی طرح سے پانی کا بڑا اہم مسئلہ ہے اگر ہم اسے واسا سے نکال کر۔۔۔

جناب سپیکر: ذرا راجن پور جا کر دیکھیں۔

جناب محمد وحید گل: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

جناب محمد وحید گل: اگر پانی کو پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا سے نکال کر locally سطح پر لے آئیں تو میں سمجھتا ہوں صاف پانی کے مسائل بہتر طور پر حل ہو سکتے ہیں۔ میں اس لئے جناب کی وساطت سے پورے ایوان کو دعوت دیتا ہوں کہ ہم نے locally سطح پر چار ہزار لوگوں کو پینے والا صاف پانی چنگا پانی کے نام سے پروگرام دیا ہے اور سیوریج کا نظام دیا ہے جسے ہم خود چلاتے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت اچھا۔ شاباش۔

جناب محمد وحید گل: میں آپ کو اور پورے ایوان کو دعوت دیتا ہوں کو آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔ اگر ایسی سکیموں کو لوکل گورنمنٹ میں شامل کر کے ان پر عملدرآمد کرایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے صوبے کی عوام کی بہتر طور پر خدمت کر سکیں گے۔ بڑی مہربانی

جناب سپیکر: یہ قواعد کی معطلی کی تحریک ہے۔ وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان صاحب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کوئٹہ میں ہونے والے خود کش دھماکے میں شہید ہونے والے پولیس افسران اور اہلکاران کو خراج تحسین پیش کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ میں محرک سے کہوں گا کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کوئٹہ میں ہونے والے خود کش دھماکے میں شہید ہونے والے پولیس افسران اور اہلکاران کو خراج تحسین پیش کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کوئٹہ میں ہونے والے خود کش

دھماکے میں شہید ہونے والے پولیس افسران اور اہلکاران کو خراج تحسین پیش کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کوئٹہ میں ہونے والے خود کش دھماکے میں شہید ہونے والے پولیس افسران اور اہلکاران کو خراج تحسین پیش کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

کوئٹہ میں خود کش حملہ میں شہید ہونے والے پولیس افسران واہلکاران کے لئے خراج تحسین کا پیش کیا جانا

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ہونے والے فیصلہ کے مطابق یہ قرارداد حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں طرف سے مشترکہ طور پر پیش کی جارہی ہے۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان بلوچستان میں ہونے والے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔

یہ ایوان پولیس لائنز کوئٹہ میں خود کش حملے میں شہید ہونے والے پولیس افسران اور اہلکاران کی شہادت کو ایک قومی سانحہ قرار دیتا ہے۔اس حملے میں D.I.G(Operations) فیاض احمد سُنبل اور تیس کے قریب دیگر افسران اور اہلکاران شہید ہو گئے تھے۔ فیاض احمد سُنبل شہید ایک نہایت دلیر، پیشہ ور اور فرض شناس آفیسر تھے جن کی خدمات کو ہمیشہ اچھے الفاظ میں یاد کیا جائے گا۔

یہ ایوان شہید ڈی آئی جی اور دیگر شُہداء کے اہل خانہ سے بھی اظہار تعزیت کرتا ہے اور دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ شُہداء کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان بلوچستان میں ہونے والے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔

یہ ایوان پولیس لائنز کوئٹہ میں خود کش حملے میں شہید ہونے والے پولیس افسران اور اہلکاران کی شہادت کو ایک قومی سانحہ قرار دیتا ہے۔اس حملے میں D.I.G(Operations) فیاض احمد سُنبل اور تیس کے قریب دیگر افسران اور اہلکاران شہید ہو گئے تھے۔ فیاض احمد سُنبل شہید ایک نہایت دلیر،پیشہ ور اور فرض شناس آفیسر تھے جن کی خدمات کو ہمیشہ اچھے الفاظ میں یاد کیا جائے گا۔

یہ ایوان شہید ڈی آئی جی اور دیگر شُہداء کے اہل خانہ سے بھی اظہار تعزیت کرتا ہے اور دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ شُہداء کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔"

اس قرار داد کی مخالفت نہیں کی گئی۔یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان بلوچستان میں ہونے والے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔

یہ ایوان پولیس لائنز کوئٹہ میں خود کش حملے میں شہید ہونے والے پولیس افسران اور اہلکاران کی شہادت کو ایک قومی سانحہ قرار دیتا ہے۔اس حملے میں D.I.G(Operations) فیاض احمد سُنبل اور تیس کے قریب دیگر افسران اور اہلکاران شہید ہو گئے تھے۔ فیاض احمد سُنبل شہید ایک نہایت دلیر،پیشہ ور اور فرض شناس آفیسر تھے جن کی خدمات کو ہمیشہ اچھے الفاظ میں یاد کیا جائے گا۔

یہ ایوان شہید ڈی آئی جی اور دیگر شُہداء کے اہل خانہ سے بھی اظہار تعزیت کرتا ہے اور دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ شُہداء کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور، رانا ثناء اللہ خان نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کنٹرول لائن پر جاری بھارتی جارحیت کی مذمت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کنٹرول لائن پر جاری بھارتی جارحیت کی مذمت کے سلسلے میں ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کنٹرول لائن پر جاری بھارتی جارحیت کی مذمت کے سلسلے میں ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کنٹرول لائن پر جاری بھارتی

جارحیت کی مذمت کے سلسلے میں ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

کنٹرول لائن پر بھارتی جارحیت کی پُرزور مذمت

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ قرارداد بھی مشترکہ طور پر پیش کی جارہی ہے۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان کنٹرول لائن پر جاری بھارتی جارحیت کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ بھارت نے پہلے پاکستان پر اپنے دو فوجیوں کی ہلاکت کا جھوٹا الزام لگایا اور پھر اس کی آڑ لے کر اس کی security forces تواتر سے بلا اشتعال فائرنگ کر رہی ہیں اور پاک فوج کے ساتھ ساتھ عام شہریوں کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنا کر بین الاقوامی قوانین کی مسلسل خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔

یہ ایوان بھارتی جارحیت کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں پر اظہار غم کرتا ہے اور مرحومین کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملے کو بین الاقوامی سطح پر اُٹھایا جائے اور عالمی برادری کے ذریعے بھارتی جارحیت اور اس کے جارحانہ عزائم کا نوٹس لے کر اسے بین الاقوامی قوانین کی پابندی پر مجبور کیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان کنٹرول لائن پر جاری بھارتی جارحیت کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ بھارت نے پہلے پاکستان پر اپنے دو فوجیوں کی ہلاکت کا جھوٹا الزام لگایا اور پھر اس کی آڑ لے کر اس کی security forces تواتر سے بلا اشتعال فائرنگ کر رہی ہیں اور پاک فوج کے ساتھ ساتھ عام شہریوں کو اپنی

جارحیت کا نشانہ بنا کر بین الاقوامی قوانین کی مسلسل خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔

یہ ایوان بھارتی جارحیت کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں پر اظہار غم کرتا ہے اور مرحومین کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملے کو بین الاقوامی سطح پر اُٹھایا جائے اور عالمی برادری کے ذریعے بھارتی جارحیت اور اس کے جارحانہ عزائم کا نوٹس لے کر اسے بین الاقوامی قوانین کی پابندی پر مجبور کیا جائے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان کنٹرول لائن پر جاری بھارتی جارحیت کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ بھارت نے پہلے پاکستان پر اپنے دو فوجیوں کی ہلاکت کا جھوٹا الزام لگایا اور پھر اس کی آڑ لے کر اس کی security forces تواتر سے بلا اشتعال فائرنگ کر رہی ہیں اور پاک فوج کے ساتھ ساتھ عام شہریوں کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنا کر بین الاقوامی قوانین کی مسلسل خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔

یہ ایوان بھارتی جارحیت کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں پر اظہار غم کرتا ہے اور مرحومین کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملے کو بین الاقوامی سطح پر اُٹھایا جائے اور عالمی برادری کے ذریعے بھارتی جارحیت اور اس کے جارحانہ عزائم کا نوٹس لے کر اسے بین الاقوامی قوانین کی پابندی پر مجبور کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اب ہم بقیہ کارروائی کی طرف چلتے ہیں۔اب میں چودھری محمد صدیق کو مقامی حکومت کے نئے نظام پر بحث کے لئےfloor دیتا ہوں۔

جناب محمد صدیق خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میں اپنا پورا تعارف کرانا چاہوں گا کہ میرا نام محمد صدیق ہے۔آپ کبھی چودھری اور کبھی صادق کہتے ہیں تو میری درخواست ہو گی کہ مجھے محمد صدیق کہا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے کاٹ کر اسے ٹھیک کیا ہے اور محمد صدیق خان لکھا ہے۔کیا آپ "خان" بھی نہیں لکھتے ہیں؟

جناب محمد صدیق خان: "خان" لکھتا ہوں لیکن بنیادی طور پر میرا نام محمد صدیق ہے۔

جناب سپیکر: تو آپ کا نام "محمد صدیق خان" ہے؟

جناب محمد صدیق خان: جی،ہاں۔

جناب سپیکر: اب میں کیا کروں کہ جس نے آپ کا نام لکھا ہے اُس کی آپ کچھ ڈانٹ ڈپٹ کریں گے لہذا اب میں اُس کا نام نہیں لینا چاہتا۔ میں نے درستی کر دی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: بہت مہربانی۔جناب سپیکر!میں عرض کرتا چلوں کہ آپ نے شفقت فرمائی اور مجھے ٹائم دیا۔ میرے انتہائی قابل قدر دوست اس august House کے ممبر جن کا Treasury Benches سے تعلق ہے انہوں نے اس لوکل گورنمنٹ بل پر اپنی تقریر میں فرمایا کہ اس مسودے کو اپوزیشن اور گورنمنٹ کو unanimously approve کرنا چاہئے لیکن ان کی ڈوریں کہیں اور سے ہلائی جاتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اگر کہیں پر اس طرح کے الفاظ ہیں تو اُن کو حذف کر دیا جائے۔ جی، محمد صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے اُس معزز ممبر سے درخواست کروں گا کہ الحمدللہ جہاں بھی developed democracies ہیں وہاں manifesto پر الیکشن ہوتے ہیں۔ لوگ manifesto پر ووٹ دیتے ہیں تو 11 مئی کو جس الیکشن کا انعقاد ہوا تو میں نے

بحیثیت سیاسی کارکن اُس الیکشن میں پی ٹی آئی کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا، اُس کے manifesto کو پڑھا اور اُس manifesto کو لے کر پبلک میں گیا اور پبلک نے اُس manifesto کی بنیاد پر مجھے ووٹ دیا اور جس کی بنیاد پر میں آج اس معزز ایوان میں موجود ہوں۔ میں ایک نظریے کا پیروکار ہوں۔ فطرت نے انسان کو دو چیزیں عطا کی ہیں ایک اُس کی spirit ideology اور دوسری اُس کی social and political ideology تو میں ایک نظریے اور ایک سوچ کے ساتھ یہاں آیا ہوں تو وہ نظریہ مجھے مجبور کرتا ہے کہ ہم نے power grass root level پر لے کر جانی ہے۔ پبلک کے اندر اعتماد پیدا کرنا ہے اور پبلک کو یہ ذمہ داری سونپنی ہے جو آئین پاکستان اقتدارِ اعلیٰ کی مالک اس ملک اور اس صوبہ کی عوام کو دیتا ہے ہم اُس spirit میں چاہتے ہیں کہ نچلی سطح تک اختیارات جانے چاہیئں تو میں اس بل کے Preamble پر بات کروں گا کہ لوکل گورنمنٹ سسٹم 2001 جو exist کر رہا ہے جس میں ہم ترمیم کر کے ایک نیا سسٹم لے کر آ رہے ہیں۔ ہم اس لوکل گورنمنٹ سسٹم کو rationalize and organize کر رہے ہیں۔ ہم نے Article-148(A) کے تحت good governance کو promote کرنا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ administrative and financial powers devolve کرنی ہیں۔

جناب سپیکر! میں عرض کرتا چلوں کہ ہم جس سسٹم میں ترمیم کرنے جا رہے ہیں تو Article-148(A) جو کہتا ہے اور جتنی میری عقل اور شعور ہے وہ تو یہ کہتی ہے کہ مزید powers devolve کی جائیں۔ آپ نے پہلے گفتگو کی کہ بیوروکریسی سے کیا مقصد لیا جاتا ہے تو میں عرض کرتا چلوں کہ ہماری چھوٹی عقل کہتی ہے. They are public servants کیونکہ وہ Public Treasury سے salaries لیتے ہیں تو Public Treasury کے مالک اس صوبہ کے عوام ہیں جو tax payers ہیں جو اس صوبے کا انتظام چلانے اور اس صوبے کی عوام کی welfare کرنے کے لئے ٹیکس دیتے ہیں۔ اس ٹیکس کے executers are public servants. اور یہ public servants اس صوبے کے عوام کی طرف سے آنے والے ٹیکس کی رقم سے اپنی تنخواہیں لیتے ہیں اور اپنا نان و نفقہ چلاتے ہیں اس لئے وہ public servants ہیں تو میں عرض کرتا چلوں کہ اس صوبے کی عوام کو مزید empower کرنا ہے لیکن اگر آپ Local Government Ordinance 2001 دیکھیں تو اُس میں devolve departments 50 کئے گئے اور ہر ڈسٹرکٹ کے اندر گیارہ ای ڈی اوز ان کو execute کر رہے تھے تو civil servants کی حیثیت as an executer تھی اور اُن کو

representatives elected نے vision دینا تھا تو پبلک کے نمائندوں کو empower کیا گیا۔ میری عرض یہ ہے کہ آج اس Act proposed میں Municipal Services کے علاوہ کچھ بھی نہیں دیا جارہا۔یہاں پر Education and Health Authorities کی بات کی گئی تو اُس کے لئے آپ Constitution دیکھیں اور اُس کے functions دیکھیں کہ representatives elected کے پاس کون سا اختیار ہو گا؟اُنہیں تو صرف ایک liaison کی حیثیت دی گئی ہے یعنی اُس اتھارٹی کے اندر اُن کی ایک liaison ship ہو گی تو میں درخواست کروں گا کہ کسی بھی جمہوری معاشرے میں powers کو devolve کیا جاتا ہے، centralize نہیں کیا جاتا۔ اس بل کے ذریعے سے ساری powers centralize کی جارہی ہیں۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ This Bill is totally contrary with the Article-140(A) and totally inconsistent. اس لئے میں powers کے حوالے سے اس بل کی مخالفت کرتا ہوں۔جہاں تک election participation کی بات کی جارہی ہے Article-32 کہہ رہا ہے کہ gender gap کو ختم کیا جائے، gender balance-ship لائی جائے تو مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ جہاں ایک یونین کونسل میں چار خواتین ممبران تھیں آج وہاں ایک خاتون کا ذکر کیا گیا، پھر دو خواتین کا ذکر کیا گیا تو میں سمجھ رہا ہوں کہ جہاں Article-32, gender balance-ship کی بات کرتا ہے کہ gender gap کو ختم کیا جائے وہاں میں سمجھتا ہوں کہ اس بل میں gender balance-ship میں ایک gap create کیا جارہا ہے تو اُس حوالے سے میری یہ ذمہ داری ہے کہ میں آئین پاکستان کے ہر آرٹیکل کے تقدس کو پامال نہ ہونے دوں یعنی اُس کا خیال رکھوں اور اُس کی اطاعت کروں اس لئے یہ میری ذمہ داری ہو گی کہ Article-32 کے تحت خواتین کو زیادہ سے زیادہ participation کا right دیا جائے۔

جناب سپیکر!اب میں Local Bodies Election System کی بات کرتا ہوں۔آج rural and urban کی جو division کی جارہی ہے کیا villagers کو ایک ایسی environment نہیں چاہئے جو صاف وشفاف ہو، pollution سے پاک ہو، جس میں disposal garbage کا انتظام ہو، sanitation system ہو، صحت و صفائی ہو، کیا villagers کو اس چیز کی ضرورت نہیں ہے تو کیوں یہ division create کی جارہی ہے؟ پوری دنیا میں دیکھیں کہ rural and urban division کو ختم کر دیا گیا ہے لیکن آج ہم اکیسویں صدی میں ہیں لیکن پھر 1979 کی طرف جارہے ہیں۔ 1960 کا بلدیاتی نظام بھی ایک ڈکٹیٹر نے دیا تھا، 1979 میں بھی ایک ڈکٹیٹر نے بلدیاتی نظام دیا تھا

اور2001 میں بھی ایک ڈکٹیٹر نے بلدیاتی نظام دیا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ 2001 کا جو ڈکٹیٹر تھا اور اس نے جو اچھا کام کیا وہ یہ ہے کہ اس نے اس ملک کی عوام کو empowerment دی۔ ہماری خواتین کو اپنے حقوق کے حصول کے لئے ایک حق دیا اور ایک participation دی، 1861 کا انگریز کا ایکٹ ختم کر کے چھوٹے level پر احساس ذمہ داری پیدا کیا گیا کہ آپ اس ملک کے ذمہ دار شہری ہیں، آپ نے اپنے مسائل کا حل خود ڈھونڈنا ہے اور آپ نے خود اپنے لئے وسائل پیدا کرنے ہیں۔ میں نے آج اخبار میں پڑھا ہے کہ contradiction آئی ہے کہ اس میں check and balance کا کوئی mechanism موجود نہیں تھا، کس میں موجود نہیں تھا میں پوچھتا ہوں کہ provincial government کا financial check and balance کیا ہے؟ Auditor General of Pakistan ہے۔ وہاں pre audit system, post audit system, special audit system under the constitutional authority of Auditor General of Pakistan ہے۔ میں نے آج ہی کسی اخبار میں پڑھا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے یہ بات آئی کہ وہی mechanism لایا جا رہا ہے تو پہلے دن جب یہ Bill پیش ہوا تھا تو میں نے یہی بات کہی تھی الحمد للہ آج اس بات کو پذیرائی ملی ہے اس لئے میں عرض کرتا چلوں اور میری درخواست ہو گی کہ کوئی بھی ایکٹ Constitution کے کسی آرٹیکل کو overrule نہیں کر سکتا۔ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 140-A اور آرٹیکل 32 کی کیوں violation کی جا رہی ہے؟ میری درخواست ہو گی کہ اس spirit سے جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ پہلے 50 ڈیپارٹمنٹ devolve تھے اور 11 ای ڈی اوز تھے۔ اس میں ایک بہت بڑا flaw تھا کہ Law and Order کی powers پہلے ڈسٹرکٹ ناظم کے پاس تھیں۔ اب اس میں کہیں ذکر نہیں کیا گیا کہ وہ powers کس کو transfer کی جائیں گی۔ There is no mention in this Bill کون Law and Order کو کنٹرول کرے گا۔ اگر ہم پھر وہی مجسٹریسی نظام لے کر آئے تو میں سمجھتا ہوں کہ separation of judiciary کا جو concept تھا اس میں وہ ساری چیزیں under question آئیں گی۔ میری درخواست ہو گی کہ ہم اس چیز کو دیکھیں، ہماری باگیں کسی کے ہاتھ میں نہیں ہیں الحمد للہ ہم عوامی نمائندے ہیں ہم عوام سے ووٹ لے کر آئے ہیں manifesto کے تحت ووٹ لے کر آئے ہیں، ہم اس کے سامنے جواب دہ ہیں اس لئے ہم اپنے قول و فعل میں تضاد پیدا نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر! تیسری بات non party basis election ہیں تو بھئی آپ نے COD پر دستخط کئے ہیں اس میں سیکشن 10 پر کیوں دستخط کئے تھے؟ لیڈروں کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہوتا اور ان کی جو کمیونٹی ہوتی ہے، جو followers ہوتے ہیں وہ اس کو follow کرتے ہیں اس لئے میں درخواست کروں گا کہ party basis پر الیکشن ہونے چاہیئں اور according to section of COD 10 ہونے چاہیئں۔ آپ اپنے لیڈر کے وعدے اور دستخط کی حفاظت کریں۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: جی، جناب محمد صدیق خان صاحب! جاری رکھیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں اپنی بات پھر وہیں سے شروع کروں گا تو میں عرض کر رہا تھا کہ جو non party basis election کی بات کی گئی بالخصوص کونسلرز کی تو اس میں میرے خدشات ہیں کہ یہ الیکشن maneuver کرنے کی ایک سازش ہے with due apology میں اس معزز ایوان کے سامنے درخواست کرتا ہوں، حکومتی بنچوں کی جو تعداد ہے اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کو جو mandate ملا ہے اس کے مطابق کیوں غیر جماعتی انتخابات کرائے جا رہے اور کیوں powers نہیں دی جا رہی ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اگر واقعی genuine mandate ہے تو میرے نقطہ نظر سے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے like minded لوگ الیکشن جیت کر آئیں گے۔ ان پر کیوں اعتماد نہیں کیا جاتا، کیوں ان کو powers نہیں دی جاتیں؟ ان کو powers دینی چاہیئں۔ یہ کہتے ہیں کہ پچھلے سسٹم میں کرپشن تھی، میں سمجھتا ہوں کہ اس کرپشن کو روکنے کے لئے آج بھی وہی سسٹم لایا جا رہا ہے، وہی mechanism adopt کیا جا رہا ہے اس لئے میری درخواست ہو گی کہ الیکشن سسٹم میں کرپشن، دھونس اور دھاندلی کو روکنے کے لئے party basis election ہونے چاہیئں تاکہ یہ horse trading اور جو loyalty change کرنے کا concept ہے اس کو ختم کرنا چاہیئے اس طرح ہم ایک مہذب قوم کے طور پر دوسری قوموں کے سامنے آئیں گے۔ ہمیں اپنی اپنی پارٹیوں کے منشور کے ساتھ منسلک رہنا چاہیئے۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ یہ درخواست کروں گا کہ اس صوبہ کے عوام پر رحم کرتے ہوئے عوام کو بیوروکریسی کے شکنجے سے نجات دلائیں۔ اس کے لئے جب تک grass-root level تک powers devolve نہیں کی جائیں گی اس وقت تک میں نہیں سمجھتا کہ اس صوبہ کی عوام کو یقینی انصاف فراہم کیا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! میری آخر میں اتنی درخواست ہو گی کہ قوانین قوموں اور عوام کی میراث ہوتے ہیں تو ہم ایک ایسا قانون چھوڑ کر جا رہے ہیں کہ ہم عوام سے اختیارات لے کر centralize کر رہے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم عوام کو relief دینے کے لئے اختیارات کو مزید devolve کریں جو اختیارات پہلے ہی 2001 کے قانون میں موجود ہیں اس میں مزید اختیارات اور powers دیں جس سے صوبہ کے عوام کو relief ملے گا اور یہ صوبہ ترقی کرے گا۔ اس طرح صوبہ میں ایک ایسی لیڈر شپ پیدا ہو گی جس کے اندر انتظامی، سیاسی اور ایک بہترین financial manager کی صلاحتیں پیدا بھی ہوں گی اور اجاگر بھی ہوں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد ان کا اگلا level یہ ایوان یا اس سے بڑا ایوان ہو گا جس میں وہ بہتر طریقے سے perform کر سکیں گے۔ میری یہی درخواست اور یہی گزارش ہے کہ آپ آرٹیکل 140-A کے تحت جو پہلے پچاس محکمے devolve ہوئے ہیں جو گیارہ یا تیرہ گروپوں کی صورت میں موجود ہیں آپ ان کو ختم کر کے صرف میونسپل سروسز اس صوبہ کے عوام کو دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ میں ایجوکیشن اور ہیلتھ کی بات کرتا ہوں میں ایجوکیشن اور ہیلتھ اتھارٹی کی بات نہیں کرتا اس میں صرف liaison-ship دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ independent corporate body کا جو concept ہے اس کے اندر overlapping ہے۔

جناب سپیکر! تیسری بات لوکل گورنمنٹ کمیشن کے حوالے سے ہے کہ میرے نقطہ نظر سے یہ جو سسٹم دیا گیا ہے اس کے تحت کوئی بھی اپنا function اپنی سوچ اور ضمیر کے مطابق deliver نہیں کر سکتا لہذا میری درخواست ہو گی کہ check and balance کا ایسا mechanism دیا جائے جس میں وہ اپنے ضمیر کے مطابق دیانتداری سے اپنا function deliver کر سکے، لوگوں کو services دے سکے، لوگوں کو انصاف دے سکے اور ان کا معیارِ زندگی بڑھا سکے۔ **وما علینا الاالبلاغ**

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! جھنگ سے متعلقہ کچھ لوگ جو ہماری اسمبلی کے ہی ملازمین ہیں اُن کی طرف سے میرے notice میں ایک چیز لائی گئی ہے جسے میں آپ کی اجازت سے یہاں بتانا چاہتی ہوں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے گزارش کرنا چاہوں گی کہ ضلع جھنگ میں ایک گاؤں موضع جو گیرہ ہے جس کا آدھا حصہ دریا بُرد ہو چکا ہے اس آدھے حصہ کو بچا لیا جائے کیونکہ اس

میں ایک جامع مسجد ہے، لڑکیوں اور لڑکوں کے دو پرائمری سکول ہیں جن کے لئے فوری طور پر اگر کوئی احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں تو انہیں بچایا جا سکتا ہے۔ میری اس ایوان اور جناب سے گزارش ہے کہ اس موضع کے لئے فوری طور پر کچھ بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ لکھ کر ہمارے پاس بھیجیں پھر ہم اس کا کوئی notice لیتے ہیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: چودھری امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے کل کے لئے گزارش کی تھی۔

جناب سپیکر: چلیں، میں کل کے لئے آپ کا نام لکھ لیتا ہوں۔

جناب امجد علی جاوید: جی، کل کے لئے کر دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ انصاری صاحب! پہلے تو آپ اپنی سیٹ پر پہنچیں۔

حاجی محمد الیاس انصاری: جناب سپیکر! میں بھی کل اس پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، یہ بھی کل بات کریں گے۔ سید محمد محفوظ مشہدی صاحب!

سید محمد محفوظ مشہدی: جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ میری باری آ گئی ہے۔ میں صرف دو باتیں کروں گا جو بڑی مختصر ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں کیونکہ یہ سارا سسٹم پنچایتی ہے۔ اگر جماعتی طور پر الیکشن ہوں گے تو پارٹی بازی ہو جائے گی۔ پہلے ممبران اسمبلی party based ہیں اور یہ بھی پارٹیاں بن جائیں گی تو اس میں قوم کو کیا ملے گا؟ دوسری گزارش یہ ہے کہ میں نے یہاں تقاریر سنی ہیں اور ہر تقریر سے میں خوش ہوا ہوں کیونکہ میرے مطالعہ میں اضافہ ہوا ہے لیکن اپوزیشن کے چھ مقررین کی تقریر بالکل ٹھیک ہے اور ان کی بات سچی ہے کہ ڈکٹیٹروں نے اسمبلیوں کی قوت توڑنے اور ان کو مؤخر کرنے کے لئے بلدیات کو بااختیار بنایا تھا۔ جب یہ خود مانتے ہیں تو اب اسمبلیاں موجود ہیں لہذا متقابل نہیں کروانا چاہئے اور ڈکٹیٹروں کا اس میں کوئی احسان نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اپنا مفاد دیکھا تھا۔ اب ہمیں مل جل کر اپنی قوم، ملک اور صوبے کا فائدہ دیکھنا چاہئے اور وہ فائدہ فقط اس بات پر ہے کہ الیکشن غیر جماعتی بنیادوں پر ہوں، پنچایتوں کو مؤثر کیا جائے اور ڈکٹیٹروں کی احسان مندی کے آگے سَر نہ جھکایا جائے۔ ان کی قباحتیں اختیارات سے تجاوز کر گئی تھیں تو ان کو اگر balance کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لہذا میں انہی دو باتوں پر اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار وقاص حسن مؤکل صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں بھی اپنی بات کل کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، یہ بھی کل کے لئے کہہ رہے ہیں۔ جناب وحید اصغر ڈوگر صاحب!

جناب وحید اصغر ڈوگر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج تک اس ملک میں جتنے بھی بلدیاتی الیکشن ہوئے ہیں وہ کسی ڈکٹیٹر نے کرائے ہیں۔ اس بات سے سارا ملک بخوبی آگاہ ہے کہ ڈکٹیٹر کے اقدامات بدنیتی پر مبنی ہوتے تھے اور انہوں نے جو سسٹم بنایا اس میں بدنیتی شامل تھی۔ آج تک کسی democratic گورنمنٹ نے بلدیاتی الیکشن نہیں کرائے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ democratic گورنمنٹ کی بھی اس میں بدنیتی شامل ہوتی تھی۔ چونکہ پہلی مرتبہ کوئی democratic گورنمنٹ بلدیاتی الیکشن کروا رہی ہے لہذا اس میں بدنیتی کا عنصر شامل نہیں ہونا چاہئے اور grass roots level سے democratic values کو سامنے آنا چاہئے۔ ہم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی بات نہیں کرتے بلکہ more decentralized گورنمنٹ جو کہ یونین کونسل کی سطح پر ہونی چاہئے اس کی بات کرتے ہیں۔ ایک یونین کونسل کی سطح پر یونین کونسل کے لوگوں کے ووٹوں سے ایک elected گورنمنٹ ہونی چاہئے جو بالکل بااختیار ہو کیونکہ لوکل گورنمنٹ کا concept یہ ہے کہ ایک مسئلہ جو میانوالی کے گاؤں یا ایک یونین کونسل میں درپیش آتا ہے تو اس کا علم لاہور میں رہنے والے لوگوں کو نہیں ہوتا بلکہ اس کی معلومات ضلع میانوالی میں رہنے والے لوگوں کو بھی نہیں ہوتیں اس لئے یونین کونسل کی سطح پر حکومت ہونی چاہئے جو پوری بااختیار ہو اور مالی وانتظامی اختیارات بھی اس کے پاس ہونے چاہئیں۔ یونین کونسل کی سطح پر لوگوں کو پتا ہوتا ہے کہ اُن کو پرائمری سکول کہاں پر چاہئے، اس میں کتنے اساتذہ چاہئیں، ڈسپنسری کہاں ہونی چاہئے اور اس میں ان لوگوں کو ایک سے زائد ڈاکٹر یا کتنا عملہ چاہئے؟ میری request ہے کہ یونین کونسل کی سطح پر ایک بااختیار حکومت ہو جس کے لئے میں یہی کہوں گا کہ اس میں بدنیتی شامل نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! باتیں تین چار ہی ہیں جن پر اپوزیشن اور گورنمنٹ کا اختلاف ہے۔ سب سے پہلی بات direct الیکشن کی ہے اور آپ کو پتا ہے کہ indirect الیکشن کی کیا قباحتیں ہیں کیونکہ اس میں ممبران کی خرید وفروخت ہوتی ہے جس کا سب کو پتا ہے۔ اگلی بات یہ کہ پارٹی بنیاد پر الیکشن ہونے چاہئیں اور گورنمنٹ سیکٹر میں اس پر کوئی anxiety نہیں ہونی چاہئے بلکہ الیکشن اگر پارٹی بنیاد پر ہوں گے تو grass roots level سے پتا چلے گا کہ کون سی پارٹی کتنی مقبول ہے؟ اس کے علاوہ multi ward

system ہو کہ کونسلر جو کم از کم ایک یونین کونسل کی سطح کی personality ہونا چاہئے اور اس کی یونین کونسل کی سطح پر پہچان ہونی چاہئے نہ کہ وارڈ سسٹم پر ہو۔ میں خود ایک ڈاکٹر اور practicing سرجن ہوں اس لئے مجھے صحت کے مسائل کا بخوبی پتا ہے۔ اس Bill میں ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹی کی تجویز ہے کہ اس پر صوبے کا کنٹرول ہوگا جو بالکل غلط بات ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ یہ اتھارٹی لوکل باڈی کے کنٹرول میں ہونی چاہئے۔ میں ایک بات اس ایوان میں کرنا چاہوں گا کہ ہمارا ایک طبقہ جو گلی کوچوں میں نظر آتا ہے اس کی representation کسی level پر بھی نہیں ہے اور وہ ہمارے معاشرے کے disable لوگ ہیں۔ ضلعی سطح پر ان کی representation یا nomination ضرور ہونی چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج ہم لوکل گورنمنٹ بل 2013 پر بات کر رہے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کسی صوبے اور ملک کے لئے اسی طرح اہم ہے جس طرح سے اس ملک کی باقی تین صوبائی اسمبلیاں، سینیٹ اور قومی اسمبلی ہیں۔ ہمارے یہاں پر موجود عوام کے لئے یہ ستون اتنا ہی اہم ہے جس طرح ہمارے ملک کی ترقی اور جمہوریت کے لئے باقی اسمبلیاں ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس اسمبلی کی بنیاد کے لئے آج ہم یہاں بیٹھے ہیں اور ہم اس کے مستقبل کا فیصلہ کرنے جا رہے ہیں کیونکہ ماضی کے جو سسٹم رہے ان پر بہت سارے اعتراضات ہیں اور اگر ہم ایک نیا سسٹم بنانے جا رہے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ اس نئے سسٹم کی جو بنیاد یہاں طے ہونی ہے تو اب ہمارے کندھوں پر وہ ذمہ داری ہے کہ ہمیں اسے کس طرح سے مضبوط کرنا ہے اور کس طرح سے ایک عام آدمی کو ریلیف دینا ہے۔

جناب سپیکر! مجھ سے پہلے میرے بہت سارے ساتھیوں نے اس معزز ایوان میں بات کی اور میں سمجھتی ہوں کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ لوکل گورنمنٹ سسٹم جب آئے تو یہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہوں۔ جب جماعتی بنیادوں پر بڑی اسمبلیاں معرض وجود میں آسکتی ہیں تو پھر جماعتی بنیادوں پر لوکل باڈیز سسٹم کو متعارف کیوں نہیں کرایا جا سکتا اور یہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر کیوں نہیں ہو سکتے؟ اس پر میرا اصرار اس لئے بھی ہے کہ میں سمجھتی ہوں کہ آج اس ملک کی دو بڑی سیاسی جماعتیں پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہان نے چارٹر آف ڈیموکریسی پر دستخط کئے اور چارٹر آف ڈیموکریسی کی روح صرف اور صرف یہ تھی کہ اس ملک کے اندر جو سابقہ انداز سیاست تھا اسے بدلا

جائے اور ان سربراہان کی سوچ اسی لئے قابل تحسین یا قابل سلام ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہ انداز سیاست ترک کر کے ایک نئے انداز سیاست کی بنیاد رکھنے کے لئے، جمہوریت کی مضبوطی کے لئے اور پاکستان کے آنے والے مستقبل کو مضبوط کرنے کے لئے اس معاہدے پر دستخط کئے گئے۔آج ایک بھاری mandate لے کر منتخب ہونے والی جماعت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ان کے سربراہ اور ان کے Head نے جب دوسری سیاسی جماعت کے ساتھ یہ معاہدہ کیا تو اس پر عملدآرمد کرائیں کیونکہ آپ کے پاس بھاری mandate ہے اور آپ کو کسی چیز کا خوف نہیں ہونا چاہئے اور آپ کو جماعتی بنیادوں پر یہ الیکشن کرانا چاہئے تاکہ آپ کے grass-root level پر جو نمائندے ہیں وہ بھی منتخب ہوں اور ساری سیاسی جماعتیں جمہوری process کا حصہ بنیں۔

جناب سپیکر! جس طرح مجھ سے پہلے ساتھیوں نے بات کی کہ اگر یہ بل متفقہ طور پر پاس ہوتا ہے تو ایک بہت بڑا credit پنجاب اسمبلی کو جائے گا لیکن سادہ اور سیدھی بات ہے کہ حکومتی بنچوں سے مجھے یہ توقع نہیں کہ وہ اتنا بڑا دل کریں گے کہ اپوزیشن کے معزز ممبران کی جائز و ناجائز تمام تجاویز کو مان لیں۔اگر یہ مان لیں تو واقعی یہ ایک تاریخ کا ریکارڈ بنے گا۔اگر ہم کہیں کہ جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لئے جمہوری حکومت یہ قدم اٹھا رہی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ پچھلے پانچ سال بھی پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت تھی اور ان کے پاس ایک role model set کرنے کا ایک سنہری موقع تھا اور اگر باقی صوبے الیکشن نہیں کروا رہے تھے تو یہ بلدیاتی انتخابات پانچ سال پہلے بھی ہو سکتے تھے لیکن صوبہ پنجاب کی بدقسمتی ہے کہ جو بھی ناگزیر وجوہات تھیں ان کی وجہ سے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس میں پورا پاکستان شامل ہے صرف صوبہ پنجاب کی بات نہیں ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ کی حکومت تھی اور آپ کے پاس اکثریت تھی اور باقی صوبے اگر نہیں کر رہے تھے تو پنجاب کر سکتا تھا لیکن پنجاب نے وہ پہلا قدم نہیں اٹھایا اور میں اسی لئے گزارش کر رہی ہوں کہ پنجاب اب پہلا قدم اٹھانے جا رہا ہے تو اسے خوبصورت طریقے سے اٹھایا جائے جس طرح باقی دو صوبوں نے بلدیاتی انتخابات جماعتی بنیادوں پر کرانے کا یہ فیصلہ کیا ہے تو میرا خیال ہے کہ ہمیں بھی اس طرف چلنا چاہئے اور اس میں ہچکچانا نہیں چاہئے۔بلدیاتی نظام کی ضرورت اس لئے ہے کہ grass root level تک اختیارات کی منتقلی کی جائے اور ہمارے جو نمائندے منتخب ہوں وہ اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے ایک عام آدمی کو ریلیف دے سکیں۔ وہ ایک عام آدمی جو شاید کسی بڑے سرکاری افسر کے دفتر میں بغیر اجازت کے اور اس افسر کی مرضی کے بغیر نہیں گھس سکتا تو وہ اپنے

چنے ہوئے عوامی نمائندے کے پاس بلا ہچکچاہٹ آرام کے ساتھ جا کر اپنے مسائل کو بیان کر سکتا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ جو بل ہمارے پاس ہے اس کے اندر نہ صرف بیوروکریسی کو جس طرح سے استعمال کیا گیا اور جس طرح سے ہمارے عوامی نمائندے جو اس وقت ان ایوانوں میں بیٹھے ہیں انہیں اس سسٹم کا حصہ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے، اس کو نہیں ہونا چاہئے اور تمام کے تمام اداروں کو اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے کام کرنا چاہئے تبھی کسی ادارے کے کام کرنے کی ایک حقیقی روح جو ہے اس پر صحیح طریقے سے عملدرآمد ہو سکے گا۔ جب ہم تمام اختیارات صحیح معنوں کے اندر عوامی نمائندوں کو دیں گے وہ چاہے لوکل باڈیز کا حصہ ہوں، لوکل گورنمنٹ کا حصہ ہوں یا صوبائی اسمبلی کا حصہ ہوں جو بھی پارلیمنٹ ہے اس کے پاس جب طاقت ہوتی ہے تو وہ اپنے لوگوں کے مسائل کو صحیح طریقے سے حل کرنے کی نہ صرف کوشش کرتی ہے بلکہ اس پر عملدرآمد بھی کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر! ایک بہت ہی اہم point ہے جو ابھی تک کی discussion میں میرا خیال ہے کہ میرے سامنے نہیں آیا اور شاید کسی نے اس کی نشاندہی کی ہو کہ بلدیاتی الیکشن کی حلقہ بندیوں کے لئے ہماری صوبائی حکومت کا کوئی کردار نہیں ہونا چاہئے کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ کہاں کہاں سے حلقوں کو توڑا جائے گا۔ یہ کام الیکشن کمیشن کا ہے اور میرا خیال ہے کہ الیکشن کمیشن کو ہی فیصلہ کرنا چاہئے کہ حلقوں کی حد بندی کیا ہے اور پنجاب حکومت کی یہ ذمہ داری نہیں ہونی چاہئے کیونکہ حلقہ کی حد بندی الیکشن کمیشن کی ذمہ داری ہے اور یہ الیکشن process کا حصہ ہے۔ ہمارے بھائی یہاں پر بیٹھے ہیں اور میں ایک بات کہوں گی کہ جب کمیٹی میں اسے discussion میں لائیں، بدقسمتی سے کہوں گی کہ جب بھی یہاں بلدیاتی نظام آیا تو کنٹونمنٹ میں الیکشن نہیں ہوتے تو اب ہماری حکومت اور ہم جو بل بنا رہے ہیں تو کنٹونمنٹ کے متعلق کیا فیصلہ ہو گا؟ کیا اب بھی ایک جمہوری حکومت ڈکٹیٹر کی حکومت کی برابری کرتے ہوئے کنٹونمنٹ کو ٹیکس فری اور الیکشن فری زون قرار دے گی یا اس پر بھی آپ کی کمیٹی کوئی فیصلہ کرے گی تاکہ اسے بھی بل کا حصہ بنایا جائے اور کنٹونمنٹ کو بھی اس الیکشن میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہاں پر ہم نے خواتین کی بات کی لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح خواتین کی نمائندگی تینوں Parliaments میں ہے تو اسی طرح لوکل گورنمنٹ کی جو اسمبلی بننے جارہی ہے تو یہاں پر خواتین کی نمائندگی کو برقرار رکھنا چاہئے اور اسے کم نہیں کرنا چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ grass-root level پر جو خواتین کام کرتی ہیں ان کے اندر ایک حقیقی جذبہ بھی ہوتا ہے اور جب وہ ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کام کرتی ہیں تو ان لوگوں کے مسائل کو صحیح طرح سے سمجھتی بھی ہیں اور انہیں

حل کرانے کا انہیں موقع ملنا چاہئے لہذا وہ زیادہ تعداد کے اندر آئیں اور ہمیں ایک یا دو کی حد مقرر نہیں کرنا چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جمہوری حکومتوں کے رویّے جمہوری ہونے چاہئیں اور تعداد کو کم نہیں بلکہ بڑھانا چاہئے۔ اگر پہلے تعداد تیرہ تھی تو اب پندرہ یا سولہ ہونی چاہئے۔ اس کی بجائے آپ دو یا ایک کی بات کر رہے ہیں جو کہ لمحہ فکریہ ہے کیونکہ پنجاب کی 50/52 فیصد آبادی بھی ہو تو اس کے لئے خواتین جن کا حصہ اور contribution ہر چیز میں زیادہ ہے تو معاشرے کا ایک اہم ستون کھڑا کرنے جا رہے ہیں۔ اگر اس میں ان کی نمائندگی کم کر دیں تو یہ بہت فکر کی بات ہے۔ جوڈسٹرکٹ کی سابقا اسمبلیاں تھیں ان میں کونسلروں کے لئے اعزازیہ نہیں ہوتا تھا۔ میں یہاں request کروں گی کہ اس چیز کو بھی make sure کیا جائے کہ اگر ایک کونسلر عوام کی خدمت کے لئے دن رات ایک کرتا ہے تو میرا خیال ہے کہ جہاں بڑی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو اعزازیہ دیا جاتا ہے چاہے وہ جتنا بھی ہے تو وہاں کونسلر کے لئے بھی اعزازیہ مختص ہونا چاہئے تاکہ وہ اپنی کارکردگی زیادہ بہتر طریقے سے ادا کر سکے۔ سب کے حالات ایسے نہیں ہوتے کہ وہ اپنی جیب سے لوگوں کے مسائل حل کر سکیں یا ان کے لئے چائے پانی کا انتظام کر سکیں۔ میرا خیال ہے کہ اعزازیہ کا لفظ بھی اسی لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے کونسلروں کے لئے یہ کمیٹی اعزازیہ دینے کا فیصلہ کرے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ کہوں گی کہ تقریباً میرے تمام بھائیوں نے یہ بات کی ہے کہ بلدیاتی نظام ہمیشہ فوجیوں نے متعارف کروایا ہے۔ مجھے بھی یہ بات کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ واقعی یہ نظام ضرور فوجیوں اور جوڈکٹیٹر آتے رہے ہیں انہوں نے متعارف کروایا ہے لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ انہوں نے ہمیشہ نیشنل اور صوبائی اسمبلیوں کے اختیارات کو محدود کرنے کے لئے، ان کو divide کرنے کے لئے، divide and rule کی پالیسی اختیار کرتے ہوئے لوکل باڈیز کے اختیارات زیادہ کئے، ان کو زیادہ فنڈز allocate کئے تاکہ ہمارے آپس کے تنازعات اس سسٹم کا حصہ رہیں اور یہ تنازعات کبھی ختم نہ ہوں۔ اب جمہوری دور ہے اور جمہوری دور کی خوبصورتی یہ ہے کہ ہمیں تمام نقائص اپنے آئین سے بھی دور کرنے ہیں اپنے سسٹم سے بھی دور کرنے ہیں تاکہ ہمارے ادارے مضبوط ہوں اور وہ اپنا اپنا role صحیح طریقے سے ادا کر سکیں۔ اگر صوبائی اسمبلیوں نے اختیارات اپنے پاس رکھنے ہیں اور نچلی سطح پر یہ اختیارات نہیں دینے، ہمارے پاس ایک role model set ہے کہ 58(B) کی تلوار صدر پاکستان آصف علی زرداری نے ختم کی، اپنے تمام اختیارات پارلیمنٹ کو تفویض کئے اور پارلیمنٹ کو مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ میرا خیال ہے کہ آج ہم پارلیمنٹ میں موجود ہیں تو ہماری

ذمہ داری ہے کہ ہم سے نیچے جو اسمبلی بننے جارہی ہے ہم اُن کے اختیارات کو اپنے قبضے میں نہ رکھیں بلکہ ان کے اختیارات ان کو واپس کر دیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ میرے پاس جو لسٹ تھی وہ مکمل ہو چکی ہے اب اجلاس کل مورخہ 13۔اگست2013 صبح10.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

66

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،13۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

68

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

منگل،13۔اگست2013

(یوم الثلاثہ،5۔شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 15 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ ذِكۡرٗا كَثِيرٗا ۝٤١ وَسَبِّحُوهُ بُكۡرَةٗ وَأَصِيلٗا ۝٤٢ هُوَ ٱلَّذِي يُصَلِّي عَلَيۡكُمۡ وَمَلَٰٓئِكَتُهُۥ لِيُخۡرِجَكُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِۚ وَكَانَ بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ رَحِيمٗا ۝٤٣

سورۃ الاحزاب آیات41تا43

اے اہل ایمان اللہ کا بہت ذکر کیا کرو(41)اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو(42)وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے(43)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

میرے سینے میں یاد محمدؐ ہونٹوں پہ ذکر مدینہ
تاجدارِ حرم کے کرم سے آ گیا زندگی کا قرینہ
اُن کی چشمِ کرم کی عطا ہے میرے سینے میں اُن کی ضیاء ہے
یاد سلطانِ طیبہ کے صدقے میرا سینہ ہے مثلِ نگینہ
ہر خطا پر میری چشم پوشی ہر طلب پر عطاؤں کی بارش
مجھ گنہگار پر کس قدر ہیں مہرباں تاجدارِ مدینہ
دل شکستہ ہے میرا تو کیا غم اس میں رہتے ہیں شاہِ دو عالم
جب سے مہماں ہوئے ہیں وہ دل میں دل میرا بن گیا ہے مدینہ

لوکل گورنمنٹ کے نئے نظام پر بحث کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 27، قاعدہ 42 قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 27، قاعدہ 42 قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 27، قاعدہ 42، قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

قواعد معطل ہونے کی وجہ سے وقفہ سوالات نہ ہو سکا اس لئے تمام
نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے

سوالات

(محکمہ صحت)

لاہور: ہسپتالوں میں برن یونٹ و بستروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*21: میاں نصیر احمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں موجود کون کون سے سرکاری ہسپتالوں میں برن یونٹ موجود ہیں، ان میں بستروں کی تعداد کیا ہے ہر ہسپتال کی علیٰحدہ علیٰحدہ فہرست فراہم کی جائے؟

(ب) ان ہسپتالوں میں جلے ہوئے مریضوں کے داخلے کی اوسط تعداد کیا ہے؟

(ج) جلے ہوئے مریضوں کو علاج کے حوالے سے کیا کیا سہولیات ہسپتالوں میں فراہم کی جارہی ہیں؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) لاہور میں میو ہسپتال میں برن یونٹ موجود ہے جو کہ آٹھ بیڈز پر مشتمل ہے یہ برن یونٹ سرجری وارڈ سے منسلک ہے لہذا اگر ایمرجنسی میں مزید بیڈز کی ضرورت پڑے تو سرجری وارڈ سے مہیا کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جناح ہسپتال لاہور میں 65 بیڈز پر مشتمل برن یونٹ کی عمارت مکمل ہو چکی ہے۔ برن یونٹ کے equipment کی خریداری کے لئے Tenders جاری ہو چکے ہیں۔ جن میں سے چند equipment آ چکی ہیں اور امید ہے کہ یہ برن یونٹ اکتوبر کے آخر میں کام شروع کر دے گا۔ اس کے علاوہ لاہور کے ہر تدریسی ہسپتال کے سرجری وارڈ میں جلے ہوئے مریضوں کے علاج معالجہ کے لئے علیٰحدہ سے بیڈز مختص کئے گئے ہیں جہاں پر سرجری کے ماہر سرجنز کی نگرانی میں تمام سہولیات بشمول سرجری کی سہولت بھی مہیا کی جاتی ہے کیونکہ جنرل سرجن ایسے مریضوں کے علاج معالجہ کے لئے تربیت یافتہ ہوتے ہیں اسی طرح یکی گیٹ ہسپتال لاہور کے بھی ٹراما سنٹر میں تین بیڈز پر مشتمل برن یونٹ قائم کیا گیا ہے جہاں پر جلے ہوئے مریضوں کو تمام سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

(ب) میو ہسپتال کے برن یونٹ میں سال2012میں173مریض داخل ہوئے جبکہ 2013میں جولائی تک73مریض داخل کئے گئے ہیں اس طرح ماہانہ تقریباً13مریض داخل ہوتے ہیں۔

(ج) جلے ہوئے مریضوں کو تمام طبی سہولیات بشمول ابتدائی طبی امداد، زخموں کو دھونا، مرہم پٹی کرنا، Isolationوارڈ میں رکھنا، تربیت یافتہ عملہ کے ذریعے ادویات وغیرہ مہیا کی جاتی ہیں اور اگر جلے ہوئے مریض کو پلاسٹک سرجری کی ضرورت ہو تو اس کی پلاسٹک سرجری بھی کی جاتی ہے۔

خسرہ کی بیماری پر کنٹرول کرنے کی تفصیلات

*38:جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب بالخصوص لاہور شہر میں خسرہ جیسے موذی مرض سے بچوں کی اموات واقع ہو رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں چھوٹے بڑے تمام ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں خسرہ کی ویکسینیشن دستیاب ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جس علاقہ اور گھر میں خسرہ کی تشخیص ہو جاتی ہے، اس گھر کے ارد گرد رہنے والے تمام بچوں کی ویکسینیشن کی جاتی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خسرہ جیسے موذی مرض کو کنٹرول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں خسرہ کی وباء ہے اور اس سے بچوں کی اموات واقع ہو رہی ہیں۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ لاہور اور پنجاب کے دوسرے اضلاع میں کسی بھی جگہ خسرہ کی ویکسین کی کمی نہ ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ جس گھر میں خسرہ کی تشخیص ہو جاتی ہے وہاں اور ارد گرد کے تین کلو میٹر کے علاقہ میں Mass Measles Vaccination فوری کی جاتی ہے اور خسرہ سے بچاؤ کے انجکشن لگائے جاتے ہیں۔

(د) نومبر2012میں صوبہ سندھ سے شروع ہوئی جوابھی تک جاری ہے۔ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے صوبہ میں خسرہ کے کنٹرول کے لئے تمام احتیاطی اقدامات کئے۔ پنجاب کے مختلف اضلاع میں دسمبر 2012 سے خسرہ کے کیسز سامنے آنا شروع ہوئے، جواب تک جاری ہیں۔ پنجاب میں بیماری کی روک تھام اور ویکسینیشن کی بہتری کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے۔

1۔ محکمہ صحت نے 29۔نومبر 2012 کو مختلف اضلاع میں خسرہ کی روک تھام کے لئے گائیڈلائنز بھجوائیں اور دسمبر 2012 میں تمام (EDOs(Health کو الرٹس جاری کئے۔

2۔ دسمبر 2012 میں ضلع رحیم یار خان کی تحصیل صادق آباد اور ضلع راجن پور کی تحصیل روجھان جو کہ صوبہ سندھ کے ساتھ ملحقہ ہیں وہاں 6ماہ سے 10 سال کے بچوں کو خسرہ کے حفاظتی ٹیکے لگائے گئے تاکہ اس کے پھیلاؤ کو روکا جاسکے۔

3۔ 3۔جنوری 2013 کو ای پی آئی سٹیئرنگ کمیٹی کی میٹنگ ہوئی جس میں ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ پنجاب، ڈائریکٹر ای پی آئی پنجاب، امراض بچگانہ کے پروفیسرز اور WHO اور یونیسیف کے نمائندوں نے شرکت کی تاکہ صوبہ میں خسرہ کے کنٹرول کے لئے پالیسی وضع کی جاسکے۔

4۔ 2013۔01۔07 کو صوبائی سطح پر خسرہ کانفرنس منعقد کی گئی جس کی صدارت وزیراعلیٰ پنجاب کے مشیر خواجہ سلیمان رفیق نے کی۔ اس کانفرنس میں تمام ڈویژن کے ڈائریکٹرز ہیلتھ، 36 اضلاع کے ای ڈی اوز (صحت)، ٹیچنگ ہسپتالوں کے ایم ایس صاحبان اور WHO اور یونیسیف کے نمائندوں نے شرکت کی۔ خسرہ کے کنٹرول کے لئے تمام ای ڈی اوز کو ہدایات جاری کی گئیں۔ ٹیچنگ ہسپتالوں کے ایم ایس صاحبان کو خسرہ کے مریضوں کی روزانہ رپورٹنگ کے لئے ہدایات دی گئیں۔

5۔ 9۔فروری 2013 کو چیف سیکرٹری پنجاب نے تمام اضلاع کے ڈی سی اوز کو خسرہ کنٹرول کے لئے کئے جانے والے اقدامات میں تعاون کی ہدایات جاری کیں۔

6۔ PITB کے تعاون سے آن لائن ڈیٹا ٹرانسفر کا سسٹم جاری کیا گیا۔

7۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں خسرہ کے حوالے سے آگاہی مہم شروع کی گئی۔

8۔ تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں ڈی ایچ کیو، ٹی ایچ کیو اور دیہی مراکز صحت میں خسرہ کے مفت علاج کے لئے علیٰحدہ وارڈ قائم کئے گئے۔

9۔ صوبے میں خسرہ کی ویکسین کی کوئی کمی نہ ہے۔

10۔ 20۔اپریل سے 7۔ مئی 2013 کے دوران لاہور میں خسرہ کی خصوصی مہم چلائی گئی جس کے دوران 6ماہ سے 10 سال تک کے 26 لاکھ بچوں کو خسرہ کے حفاظتی ٹیکے لگائے گئے۔

11۔ WHOاور یونیسیف کے تجزیہ کے مطابق 95فیصد سے زائد بچوں کو ٹیکے لگائے گئے۔اب لاہور میں خسرہ سے متاثرہ بچوں کی تعداد میں خاطر خواہ کمی ہو گئی ہے۔

12۔ 13۔2012کے دوران حکومت پنجاب نے اپنے ذرائع سے 701ملین روپے کی ویکسین خرید کی۔

13۔ پنجاب کے 12اضلاع میں خسرہ مہم 24۔جون سے شروع ہو چکی ہے جبکہ مزید6اضلاع میں 28۔جون سے شروع کی جائے گی اور باقی 17اضلاع میں جولائی کے پہلے ہفتے میں شروع کی جائے گی۔

14۔ 13۔06۔07کو وزیر اعلیٰ پنجاب کی زیر صدارت ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں صوبے میں خسرہ کی صورتحال کا جائزہ لیا گیا۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے تمام صوبے میں خسرہ مہم چلانے کا حکم دیا اور چیف سیکرٹری پنجاب کو خسرہ کی صورت حال کے بارے میں باقاعدہ میٹنگ کرنے کی ہدایات جاری کیں ۔انہوں نے مزید کہا کہ خسرہ کے نازک مریضوں کو سینئر سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی زیر نگرانی (آئی سی یو)اور سپیشل وارڈ میں رکھا جائے اور سینئر ڈاکٹرز شام کے وقت بھی خسرہ کے مریضوں کو چیک کیا کریں۔

15۔ خسرہ مہم کے دوران مانیٹرنگ کے لئے مختلف اضلاع میں صوبائی سیکرٹریز کا بھی تقرر کیا گیا ہے۔

16۔ 19۔جون2013کو جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے خسرہ اور ڈینگی کی روک تھام کے لئے منعقد اجلاس کی صدارت کی جس میں خسرہ کے خلاف مہم کا جائزہ لیا گیا اور احکامات صادر کئے گئے۔

17۔ فیز۔I میں پنجاب کے 18اضلاع میں خسرہ مہم کے دوران 16ملین بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگائے جائیں گے ۔یہ مہم 24۔جون سے شروع کی گی ہے جو کہ 7۔جولائی تک جاری رہی۔ اس مہم میں اب تک ایک کروڑ پانچ لاکھ سے زائد بچوں کو ٹیکے لگائے جا چکے ہیں جبکہ اس سال کے آخر میں باقی اضلاع میں خسرہ مہم کی فیز۔II مکمل کی جائے گی۔

ساہیوال ڈویژن: غیر قانونی میڈیکل سٹورز کی تفصیلات

*39:جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ساہیوال ڈویژن کے تمام اضلاع میں میڈیکل سٹورز اور میڈیکل پریکٹیشنرز بغیر لائسنس ادویات فروخت کرتے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو2008سے اب تک ایسے کتنے میڈیکل سٹورز اور پریکٹیشنرز کے چالان کئے جا چکے ہیں اور ان کی موجودہ پوزیشن کیا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ادویات کا کاروبار کرنے کے لئے ڈرگ سیل لائسنس بنوانا ہر فارمیسی اور میڈیکل سٹور والے کی ذمہ داری ہے۔ پروپرائیٹر قانوناً پابند ہے کہ ادویات کی خرید و فروخت کرنے سے ڈرگ سیل لائسنس متعلقہ لائسنسنگ اتھارٹی (ای ڈی او ہیلتھ) سے بنوائے اور ادویات کو کوالیفائیڈ پرسن کی موجودگی میں فروخت کرے۔ لائسنس بننے والی تمام شرائط پوری ہونے پر سائٹ کی انسپکشن کی جاتی ہے اور انسپکشن کے بعد انہیں لائسنس جاری کر دیا جاتا ہے۔ بغیر لائسنس ادویات کی خرید و فروخت روکنے کے لئے ایک مربوط نظام موجود ہے، ڈرگز انسپکٹرز اپنے حلقہ میں موجود میڈیکل سٹورز اور فارمیسیز کا معمول کے مطابق دورہ کرتے رہتے ہیں اور اگر کوئی بھی شخص بغیر لائسنس ادویات کا کاروبار کرتا پایا جائے تو اس کا چالان کر دیا جاتا ہے ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسرز ہیلتھ ساہیوال، اوکاڑہ اور پاکپتن شریف کی رپورٹس کے مطابق ان کے اضلاع میں اس وقت کوئی بھی فارمیسی یا میڈیکل سٹور بغیر لائسنس کے نہیں چل رہا تاہم اگر ان کے نوٹس میں کوئی میڈیکل سٹور آتا ہے جو کہ بغیر لائسنس کے ہو تو اس کا فوراً چالان کر دیا جاتا ہے اور قانون کے مطابق سخت کارروائی کی جاتی ہے میڈیکل ڈاکٹر یا میڈیکل پریکٹیشنرز جو کہ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کے ساتھ رجسٹرڈ ہو وہ اپنے کلینک میں صرف indoor مریضوں کے لئے ادویات کی dispensing بغیر لائسنس کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی پریکٹیشنر بغیر ڈرگ سیل لائسنس کے ادویات رکھ سکتا ہے اور نہ ہی ان کی خرید و فروخت کر سکتا ہے۔

(ب) ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسرز ہیلتھ ساہیوال، اوکاڑہ اور پاکپتن شریف کی رپورٹس کے مطابق 2008 سے لے کر اب تک ساہیوال ڈویژن کے چالانوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نام ضلع	تعداد چالان	مقدمات جن کا عدالت فیصلہ سنا چکی ہے۔	زیر التواء مقدمات
ساہیوال	35	20	15
اوکاڑہ	65	28	37
پاکپتن شریف	08	05	03

رحیم یار خان: شیخ زید ہسپتال میں ڈائیلسز مشینوں سے متعلقہ تفصیلات

*50: قاضی احمد سعید: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں گردوں کی صفائی کے لئے کتنی مشینیں فراہم کی گئی ہیں؟
(ب) کیا یہ درست ہے کہ ایک کے سوا ساری مشینیں خراب ہیں۔ جو مشینیں خراب ہیں یہ کب سے خراب ہیں اور کیوں، یہ مشینیں کب تک ٹھیک ہو جائیں گی؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں گردوں کی صفائی کے لئے دس مشینیں فراہم کی گئی ہیں۔
(ب) جی نہیں۔ یہ درست نہ ہے، بلکہ اس وقت شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں گردوں کی صفائی کی سات مشینیں صحیح حالت میں کام کر رہی ہیں اور مریضوں کو صحت کی سہولیات بہم پہنچا رہی ہیں جبکہ باقی تین مشینیں خراب ہیں جو کہ ناقابل مرمت ہیں اور اپنی مدت پوری کر چکی ہیں۔ ان کو condemn کروانے کے لئے طریق کار تکمیل کے مراحل میں نہ ہے۔ ڈائیلسز مشینوں کی سروس اور مرمت Karachi(Toray) اور Freshens(Lahore) کمپنیاں کرتی ہیں۔

بہاولپور۔وکٹوریہ ہسپتال میں ڈائیلسز مشینوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*55: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاول وکٹوریہ ہسپتال میں گردوں کی صفائی کے لئے کتنی ڈائیلسز مشینیں فراہم کی گئی ہیں؟
(ب) ان میں سے کتنی مشینیں چالوں حالت میں ہیں اور کتنی خراب ہیں؟
(ج) جب مشینیں خراب ہوتی ہیں تو مرمت کروانے کا کیا طریق کار ہے اس طریق کار پر بروقت عمل کیوں نہیں ہوتا؟
(د) یہ تمام مشینیں کب تک درست ہو جائیں گی؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) بہاول وکٹوریہ ہسپتال میں گردوں کی صفائی کے لئے 113 ڈائیلسز مشینیں فراہم کی گئی ہیں۔
(ب) مذکورہ ہسپتال میں اس وقت گردوں کی صفائی کی تمام مشینیں چالو حالت میں ہیں اور کوئی بھی مشین خراب نہ ہے۔
(ج) جو مشین خراب ہو جاتی ہے، اگر مشین وارنٹی میں ہو تو متعلقہ کمپنی کے انجینئر کو بلوا کر چیک کروائی جاتی ہے اور متعلقہ کمپنی اسے دوبارہ ٹھیک کرتی ہے اور اگر وارنٹی ختم ہو چکی ہو تو پھر

ٹینڈر اشتہار اخبار میں دیا جاتا ہے اور کم بولی دینے والی فرم سے خراب مشین کو ٹھیک کروایا جاتا ہے اور اس عمل میں کوئی تاخیر نہ کی جاتی ہے۔

(د) مذکورہ ہسپتال میں اس وقت کوئی بھی ڈائیلسز مشین خراب نہ ہے بلکہ تمام مشینیں صحیح ہیں اور مریضوں کو طبی سہولیات فراہم کر رہی ہیں۔

لاہور۔پی آئی سی میں بیڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*92: **میاں محمد اسلم اقبال:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کتنے بستروں پر مشتمل ہے اور اس کا سال13۔2012 کا بجٹ کتنا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس کو توسیع دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

(ج) یہاں جو کنٹریکٹ ملازمین ہیں کیا حکومت ان کو مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) یہاں پر سی ای او(CEO) لگانے کا کیا criteria ہے؟

(ہ) یہاں پر 13-2012 میں کل کتنے مریضوں کا سرکاری اخراجات پر علاج ہوا، کل کتنے مریض زکوٰۃ فنڈ سے مستفید ہوئے؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور 347 بیڈز پر مشتمل ہے اس کا سال 13۔2012 کا کل بجٹ ایک ارب، 40 کروڑ، 14 لاکھ 80 ہزار روپے ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سر دست پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، لاہور کی توسیع کا کوئی منصوبہ نہ ہے۔

(ج) حکومت پنجاب اب تمام میڈیکل آفیسرز اور وومن میڈیکل آفیسرز کو بذریعہ PPSC مستقبل بنیادوں پر بھرتی کر رہی ہے۔ تاہم گریڈ 1 سے 15 تک کے کنٹریکٹ پر بھرتی دیگر ملازمین کو مستقل کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبری DS(O&M)(S&GAD)5-3/13 بتاریخ 01-03-2013 صوبائی اور ضلعی سطح پر محکمانہ کمیٹیاں تشکیل دی ہیں۔ نوٹیفکیشن کی کاپی Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی

ہے۔اسی طرح گریڈ16اوراوپر کے ملازمین کو مستقل کرنے کے لئے علیٰحدہ نوٹیفکیشن نمبر DS(O&M)(S&GAD)5-3/13بتاریخ 2013-03-01جاری کیا ہے۔ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے مذکورہ نوٹیفکیشن تمام محکموں کے سربراہان کو بذریعہ چٹھی نمبر E&A(HEALTH)2-13/13مورخہ 13-03-09کومزید کارروائی کے لئے بھیج دیا ہے۔

(د) پنجاب میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹیٹیوشینز ایکٹ 2001کے سیکشن 7کے تحت بورڈ آف مینجمنٹ اپنی تجاویز و سفارشات ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو بھجواتا ہے۔یہ سفارشات گریڈ20کے سینئر پروفیسرز پر مشتمل ہوتی ہیں جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب ایک سمری پر منظوری دیتا ہے۔

(ہ) سال 13-2012میں پی آئی سی ،لاہور میں کل 3لاکھ 79ہزار 1سو 85مریضوں کا علاج سرکاری خرچے پر ہوا۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ 189مریض زکوٰۃ فنڈ سے مستفید ہوئے۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: سروسز ہسپتال سمن آباد کی تکمیل و دیگر تفصیلات

*94: **میاں محمد اسلم اقبال:** کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سروسز ہسپتال سمن آباد لاہور جو کہ 40بستروں پر مشتمل تھا کب تک مکمل ہو جائے گا مذکورہ ہسپتال2009میں مکمل ہونا تھا جو کہ نہیں ہوا،وجہ بیان کی جائے؟

(ب) ہسپتال کے ابتدائی نقشہ اور موجودہ نقشہ میں کیا تبدیلی کی گئی ہے؟

(ج) ہسپتال میں ڈاکٹرز اور نرسز کی رہائش گاہیں کب تک بن جائیں گی؟

(د) مذکورہ ہسپتال میں پارکنگ کی تفصیلات بیان کی جائیں؟

(ہ) یہاں کون سے شعبہ جات شروع کئے جائیں گے؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) سمن آباد میں ہسپتال کی تعمیر کی منظوری2009میں نہ ہوئی ہے بلکہ 25بستروں پر مشتمل ہسپتال کی تعمیر کی منظوری 12-اپریل2012کو ہوئی جس کا تخمینہ لاگت 176.465ملین روپے ہے۔تخمینہ لاگت کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس کا کل رقبہ پانچ کنال تین مرلہ ہے۔PC-Iفارم کے مطابق مذکورہ ہسپتال کی تعمیر جون 2014تک مکمل ہونی متوقع ہے۔

(ب) پہلے 60/40 بستروں پر مشتمل ہسپتال کی تعمیر زیر غور تھی لیکن جگہ کی کمی کے باعث ہسپتال کو25 بستروں تک محدود کر دیا گیا ہے۔

(ج) جگہ کی کمی کے باعث ڈاکٹرز اور نرسز کی رہائش گاہوں کی تعمیر کا منصوبہ شامل نہ ہے۔

(د) پارکنگ کے لئےbasement کو تجویز کیا گیا ہے۔

(ہ) مذکورہ ہسپتال میں زچہ بچہ ،سرجری ،ڈینٹل ،ہومیو پیتھک اور جنرل میڈیسن کے شعبہ جات شروع کئے جائیں گے۔

لاہور: پی آئی سی کی ایمرجنسی میں توسیع کا معاملہ

*97: جناب اعجاز خان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور کی ایمرجنسی صرف 25تا30 بیڈز پر مشتمل ہے جو کہ بہت کم بستر ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہاں پر آنے والے مریضوں کو بیڈ کی بجائے ویل چیئر پر ہی طبی امداد دی جاتی ہے جس سے دل کے مریضوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) کیا حکومت پنجاب فوری طور پر اس مسئلہ کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور 347 بیڈز پر مشتمل ہے جبکہ اس کی ایمرجنسی 30 بیڈز پر مشتمل ہے اور ضرورت پڑنے پر پانچ اضافی بیڈز لگا دیئے جاتے ہیں۔

(ب) اگر مریضوں کی تعداد مقررہ 35 بیڈز کی تعداد سے زیادہ ہو جائے اور اگر کسی مریض کی حالت زیادہ سیریس ہو تو ہنگامی بنیادوں پر اضافی بستر مہیا کر دیئے جاتے ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب عوام کو بہترین طبی سہولیات مہیا کرنے کے لئے رات دن کوشاں ہے۔تاہم ایمرجنسی کی توسیع کے لئے پی آئی سی کی انتظامیہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس کے لئے قابل عمل منصوبہ منظوری کے لئے پیش کرے۔

لاہور: چلڈرن ہسپتال میں تھیلیسیمیا کے مریض بچوں اور لواحقین کو مناسب سہولیات فراہم کرنے کا معاملہ

*100: میاں نصیر احمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کے لئے صرف چلڈرن ہسپتال میں علاج کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کے لئے چلڈرن ہسپتال میں مناسب بندوبست نہ ہے، ایک ایک بستر پر ایک سے زائد مریض بچے پڑے رہتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہاں صفائی کے معیار کا خیال نہیں رکھا جاتا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بچوں کے لواحقین کے لئے اٹھنے بیٹھنے کا مناسب انتظام نہ ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سلسلے میں کب تک اور کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کا علاج صرف چلڈرن ہسپتال لاہور میں ہی ہوتا ہے بلکہ اس کے علاوہ گنگارام ہسپتال، لاہور میں بھی تھیلیسیمیا کے مریضوں کے لئے گیارہ بیڈز پر مشتمل وارڈ موجود ہے جس میں بچوں سمیت روزانہ اوسطاً90مریضوں کو علاج معالجہ کی مکمل سہولیات فراہم کی جاتی ہیں، اس کے علاوہ میو ہسپتال لاہور کی پیڈز وارڈ میں بھی تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ جناح ہسپتال لاہور کی بچہ وارڈ میں بھی اس مرض میں مبتلا بچوں کو طبی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں، مزید برآں کچھ نجی فلاحی اداروں جیسا کہ سندس فاؤنڈیشن، فاطمید فاؤنڈیشن میں بھی اس مرض میں مبتلا بچوں کو سہولت فراہم کی جاتی ہے تاہم یہ صرف خون کی فراہمی تک محدود ہے۔

(ب) چلڈرن ہسپتال لاہور تھیلیسیمیا کے ان تمام مریضوں کو جو تھیلیسیمیا کلینک میں رجسٹرڈ ہیں علاج کی سہولیات اور ادویات OPD میں مفت فراہم کر رہا ہے۔ ان رجسٹرڈ مریضوں کی تعداد 200 سے زیادہ ہے اور ان میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے جبکہ ان کو ادویات کی فراہمی پر مبلغ 20لاکھ روپے سے زائد ماہانہ گرانٹ آتی ہے۔ ان ادویات کے علاوہ مختلف قسم کے ٹیسٹ اور دوسرے شعبہ جات جیسے کارڈیالوجی، شعبہ معدہ وجگر اور اینڈوکرائنالوجی سے بھی ضرورت پڑنے پر معاونت حاصل کی جاتی ہے۔ چونکہ یہ ادارہ نہایت اعلیٰ طبی سہولیات فراہم کرتا ہے لہذا مریضوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔

(ج) اس ہسپتال میں صفائی کا بہترین انتظام ہے جس کی تعریف بین الاقوامی وفود بھی کر چکے ہیں۔ یہ ادارہ اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے جو کہ State of the Art سہولیات وعلاج معالجہ بہم پہنچا رہا ہے۔

(د) بچوں کے لواحقین کے لئے بیٹھنے کا مناسب انتظام موجود ہے اور لواحقین کے لئے تین عدد شیڈز موجود ہیں ان کے ٹھہرنے کے لئے 150 بستروں پر مشتمل سرائے موجود ہے۔

(ہ) ہسپتال انتظامیہ حکومت پنجاب کی نگرانی میں نہ صرف تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کو بلکہ تمام مریض بچوں کو صحت کی بہترین سہولیات کی فراہمی کے لئے کوشاں ہے اور آئندہ بھی دستیاب وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کو صحت سے متعلقہ تمام سہولیات فراہم کرے گی۔ حکومت پنجاب Bone Marrow Transplant کی سہولیات بھی مہیا کرنے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کر رہی ہے اور جلد ہی یہ سہولت چلڈرن ہسپتال لاہور میں مہیا کر دی جائے گی جس سے تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کے علاج معالجہ کی جدید سہولیات میسر ہوں گی۔

ضلع اوکاڑہ: بنیادی مرکز صحت میں ڈاکٹر کی تعیناتی و عمارت کی تفصیلات

*123: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک فیض آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں بنیادی مرکز صحت میں عرصہ دراز سے کوئی ایم بی بی ایس ڈاکٹر نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں علاج معالجے کی کوئی سہولت نہ ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو بصیر پور اور دیپالپور جانا پڑتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں ڈاکٹر اور دوسرے سٹاف کے لئے تعمیر کی گئی عمارتیں خستہ حال ہو چکی ہیں اور ان میں سے کوئی عمارت رہائش کے قابل نہ ہے؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں ایم بی بی ایس ڈاکٹر تعینات کرنے اور بلڈنگ کی تعمیر و مرمت کا ارادہ رکھتی ہے، ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ بی ایچ یو فیض آباد میں ایم بی بی ایس ڈاکٹر تعینات نہ ہے۔ تاہم دیگر عملہ بشمول ڈسپنسر وغیرہ تعینات ہے۔ اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ عوام الناس کو صحت کی بہترین سہولیات فراہم کرنے کے لئے دن رات کوشاں ہے اور اس مقصد کے لئے ڈاکٹرز کی کمی کو پورا کرنے کے لئے حکومت پنجاب PPSC کے ذریعے مستقل بنیادوں پر 2000 میڈیکل آفیسرز اور 400 وومن میڈیکل آفیسرز بھرتی کر رہی ہے۔ جیسے ہی PPSC بھرتی کا عمل مکمل کر کے سفارشات محکمہ کو ارسال کرے گا، تو BHU فیض آباد سمیت ضلع اوکاڑہ میں خالی ڈاکٹرز کی دیگر اسامیوں پر بھی ڈاکٹرز تعینات کر دیئے جائیں گے۔

(ب) جی نہیں! یہ درست نہ ہے بلکہ مذکورہ BHU میں صحت کی بنیادی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔ اس سنٹر میں جنوری2013 سے 30۔ جون2013 تک 4188 مریضوں کا علاج کیا گیا اور مفت ادویات فراہم کی گئیں۔ چونکہ فیض آباد میں بنیادی مرکز صحت ہے اور یہاں پر دوسرے مراکز صحت کی طرح صحت سے متعلقہ بنیادی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں تاہم لوگ پیچیدہ بیماریوں کے لئے RHC Basirpur اور THQ دیپال پور جاتے ہیں۔

(ج) BHU فیض آباد کی سٹاف کالونی ضلعی حکومت کی طرف سے فنڈز فراہم نہ کرنے کی وجہ سے مرمت نہیں ہو سکی تاہم جو سٹاف تعینات ہے وہ مقامی ہے لہذا وہاں رہائش کو ترجیح نہیں دیتے جبکہ چوکیدار رہائش پذیر ہے۔

(د) جی ہاں! حکومت پنجاب مذکورہ سنٹر پر MBBS ڈاکٹر بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ حکومت پنجاب PPSC کے ذریعے 2000 میڈیکل آفیسرز اور 400 وومن میڈیکل آفیسرز مستقل بنیادوں پر بھرتی کر رہی ہے۔ جیسے ہی PPSC بھرتی کا عمل مکمل کر کے سفارشات محکمہ کو ارسال کرے گا تو BHU فیض آباد سمیت ضلع اوکاڑہ میں خالی ڈاکٹرز کی دیگر اسامیوں پر بھی ڈاکٹرز تعینات کر دیئے جائیں گے۔ تاہم مریضوں کو طبی سہولیات کی فراہمی کے لئے دیگر عملہ تعینات ہے اور طبی سہولیات بشمول مفت ادویات فراہم کر رہا ہے۔ مزید یہ کہ جیسے ہی ضلعی حکومت کی طرف سے فنڈز فراہم کئے جائیں گے، رہائشی عمارت کی مرمت کر دی جائے گی۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں ڈاکٹرز و دیگر اسامیوں کی تفصیلات

*157: محترمہ شمیلہ اسلم: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں، کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) مذکورہ ہسپتال میں درجہ چہارم (خاکروب) کی کتنی اسامیاں ہیں اور کتنی خالی ہیں اور کیوں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں صفائی کا انتظام انتہائی ناقص ہے اس بارے میں حکومت کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ڈی ایچ کیو، ہسپتال وہاڑی میں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی کل 284 اسامیاں ہیں جن میں سے 67 ڈاکٹرز کی جبکہ 217 پیرا میڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں ہیں جن میں سے 249 اسامیاں پر ہیں جبکہ 35 اسامیاں خالی ہیں جن میں ڈاکٹرز کی مختلف شعبہ جات میں 12 جبکہ پیرا میڈیکل سٹاف کی 22 اسامیاں خالی ہیں۔ تفصیل "Annex"A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ ہسپتال میں خاکروب کی 32 اسامیاں منظور شدہ ہیں جبکہ 5 پانچ اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) مذکورہ ہسپتال 231 بیڈز پر مشتمل ہے جبکہ منظور شدہ سٹاف 125 بیڈز کے حساب سے ہے جس کی وجہ سے صفائی کا معیار برقرار رکھنے میں مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ ڈی ایچ کیو ہسپتال، وہاڑی میں نئے شعبہ جات (شعبہ امراض ہڈی و جوڑ، شعبہ امراض دل، شعبہ امراض گردہ و شعبہ حادثات) شروع ہیں جن پر سٹاف خصوصاً صفائی کے عملے کی اسامیاں منظور کروانے کے لئے SNE بھیجی گئی تھی جس پر اعتراض لگا کر واپس کر دیا گیا۔ اعتراض دور کر کے دوبارہ SNE محکمہ صحت کو ارسال کر دی گئی ہے۔ (کاپی "Annex"B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) عملے کی منظوری کے بعد صفائی کے معیار کو مزید بہتر بنایا جائے گا تاہم عملہ کی کمی کے باوجود ہسپتال انتظامیہ صفائی کے معیار کو بہترین رکھنے میں ہمہ تن مصروف ہے۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*158: محترمہ شمیلہ اسلم: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی کب اور کتنی لاگت سے تعمیر کیا گیا، یہ ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہے اور یہاں روزانہ کتنے مریض علاج کے لئے آتے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں سی ٹی سکین مشین، ڈیجیٹل لیبارٹری اور ایم آر آئی مشینیں نہ ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں یہ مشینیں نصب کرنے کاارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال، وہاڑی 1976 میں تعمیر کیا گیا۔ مذکورہ ہسپتال 231 بیڈز پر مشتمل ہے۔ اس ہسپتال میں روزانہ تقریباً 1100 مریض علاج معالجہ کے لئے آتے ہیں۔

(ب) مذکورہ ہسپتال میں سی ٹی سکین اور ایم آر آئی مشینیں نہ ہیں جبکہ ڈیجیٹل لیبارٹری کام کر رہی ہے جس میں درج ذیل آلات موجود ہیں۔

Electric Digital Incubator, Hematology Analyzer, Electric Blood Bank Refrigerator, Digital Water Bath, Digital Centrifuge Machine Micro Lab, Elisa Machines etc.

اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ حال ہی میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی کی اپ گریڈیشن کی منظوری دی ہے جس کا کل تخمینہ لاگت 517.237 ملین روپے ہے جس میں 213.900 ملین روپے مشینری فرنیچر و بیڈنگ کلاتھنگ کے لئے مختص ہیں۔ بلڈنگ کی تعمیر کا کام بھی شروع ہو گیا ہے جو کہ انشاء اللہ اپریل 2014 میں مکمل ہو گا۔ مذکورہ ہسپتال کی اپ گریڈیشن میں سی ٹی سکین مشین کی فراہمی و تنصیب بھی شامل ہے۔ اپ گریڈیشن کے منصوبہ میں شامل تمام مشینری و آلات بلڈنگ کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد خرید / فراہم کی جائے گی۔

چنیوٹ:بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*163:جناب محمد ثقلین انور سپرا:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔76 جھنگ / چنیوٹ میں کل کتنے RHCsاور BHUs کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان میں بالترتیب ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں، کتنی اسامیوں پر کہاں کہاں ڈاکٹر کام کر رہے ہیں،ان کے نام کیا ہیں اور باقی کون سی اسامیاں منظور شدہ ہیں ان پر کون کون لوگ کام کر رہے ہیں،ان کے نام مع سنٹرز بتائے جائیں؟

(ج) اگر درج بالا سنٹروں میں ڈاکٹرز کی یا باقی عملہ کی اسامیاں خالی ہیں تو حکومت کب تک یہ اسامیاں fill کر دے گی؟

وزیر صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) پی پی۔76 چنیوٹ اور جھنگ دونوں اضلاع میں واقع ہے جبکہ پی پی۔76 چنیوٹ میں کوئی RHC نہ ہے جبکہ 9 بی ایچ یوز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے،BHU 191JB،BHU BHU،BHU 245 JB،BHU 225 JB،BHU 241JB،203JB،200JB منگینی،BHU ٹھٹھہ شاہ محمد، جبکہ پی پی۔76 جھنگ میں RHC 1اور BHUs 5 ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے، RHC مکھیانہ،BHU چک نمبر165، BHU خانوانہ، BHU چک نمبر170، 231 BHU،BHU سلطان پور۔

(ب) آر ایچ سی مکھیانہ میں SMO،MO،WMOاور ڈینٹل سرجن کی ایک ایک اسامی منظور شدہ ہے۔اسی طرح ہر بی ایچ یو پر میڈیکل آفیسر کی ایک ایک اسامی منظور شدہ ہے۔RHC مکھیانہ میں ڈاکٹر ظفر اقبال SMO،ڈاکٹر شاہ جہاں MO،ڈاکٹر سعدیہ رشید WMOاور ڈاکٹر فوزیہ صنم ڈینٹل سرجن تعینات ہیں۔اسی طرح بی ایچ یو سلطان پور میں ڈاکٹر محمد عابد کام کر رہا ہے جبکہ ڈاکٹر ظفر اقبال بی ایچ یو 203 میں تعینات ہے جبکہ ڈاکٹر محمد وسیم، بی ایچ یو 191، ڈاکٹر فہد فیاض بی ایچ یو 241، ڈاکٹر احمد فاروق بی ایچ یو 245، ڈاکٹرز کریا طارق بی ایچ یو 225 اور ڈاکٹر کاشف نواز بی ایچ یو 223 پر Pay Purpose کے لئے تعینات ہیں جبکہ کام الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں کر رہے ہیں۔دیگر منظور شدہ اسامیاں اور ان پر تعینات عملہ کی تفصیل (Annex-A&B)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب PPSC کے ذریعے 2000 میڈیکل آفیسرز اور 400 وومن میڈیکل آفیسرز مستقل بنیادوں پر بھرتی کر رہی ہے۔ جیسے ہی PPSC بھرتی کا عمل مکمل کر کے سفارشات محکمہ کو ارسال کرے گا تو ان خالی اسامیوں پر ڈاکٹرز تعینات کر دیئے جائیں گے۔
دیگر خالی اسامیوں کی بھرتی پر حکومت پنجاب نے فی الحال پابندی عائد کر رکھی ہے، جیسے ہی یہ پابندی ختم ہو گی تو خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

صوبہ میں خسرہ کی وباء کی تفصیلات

*169A: سردار وقاص حسن مؤکل: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خسرہ کی وباء صوبہ میں انتہائی شدت اختیار کر گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ خسرہ کی وباء سے سینکڑوں بچے وفات پا گئے ہیں؟

(ج) حکومت خسرہ کی وباء کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں خسرہ کی وباء ہے اور اس سے بچوں کی اموات واقع ہو رہی ہیں۔

(ب) اب تک پنجاب میں 180 بچے خسرہ سے وفات پا چکے ہیں۔

(ج) نومبر 2012 میں صوبہ سندھ سے شروع ہوئی جو ابھی تک جاری ہے۔ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے صوبہ میں خسرہ کے کنٹرول کے لئے تمام احتیاطی اقدامات کئے۔ پنجاب کے مختلف اضلاع میں دسمبر 2012 سے خسرہ کے کیسز سامنے آنا شروع ہوئے، جواب تک جاری ہیں۔ پنجاب میں بیماری کی روک تھام اور ویکسینیشن کی بہتری کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے:-

(1) محکمہ صحت نے 29 نومبر 2012 کو مختلف اضلاع میں خسرہ کی روک تھام کے لئے گائیڈ لائنز بھجوائیں اور دسمبر 2012 میں تمام (Health) EDOs کو الرٹس جاری کئے۔

(2) دسمبر 2012 میں ضلع رحیم یار خان کی تحصیل صادق آباد اور ضلع راجن پور کی تحصیل روجھان جو کہ صوبہ سندھ کے ساتھ ملحقہ ہیں وہاں 6 ماہ سے 10 سال کے بچوں کو خسرہ کے حفاظتی ٹیکے لگائے گئے تاکہ اس کے پھیلاؤ کو روکا جا سکے۔

(3) 3۔جنوری2013کوای پی آئی سٹیئرنگ کمیٹی کی میٹنگ ہوئی جس میں ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ پنجاب، ڈائریکٹر ای پی آئی پنجاب، امراض بچگانہ کے پروفیسرز اور WHOاور یونیسیف کے نمائندوں نے شرکت کی تاکہ صوبے میں خسرہ سے کنٹرول کے لئے پالیسی وضع کی جاسکے۔

(4) 07-01-2013 کو صوبائی سطح پر خسرہ کانفرنس منعقد کی گئی جس کی صدارت وزیراعلیٰ پنجاب کے مشیر خواجہ سلیمان رفیق نے کی۔ اس کانفرنس میں تمام ڈویژن کے ڈائریکٹرز ہیلتھ، 36 اضلاع کے ای ڈی اوز (صحت)، ٹیچنگ ہسپتالوں کے ایم ایس اور WHO اور یونیسیف کے نمائندوں نے شرکت کی۔خسرہ کے کنٹرول کے لئے تمام ای ڈی اوز کو ہدایات جاری کی گئیں۔ ٹیچنگ ہسپتالوں کے ایم ایس صاحبان کو خسرہ کے مریضوں کی روزانہ رپورٹنگ کے لئے ہدایات دی گئیں۔

(5) 9۔فروری2013کو چیف سیکرٹری پنجاب نے تمام اضلاع کے ڈی سی اوز کو خسرہ کنٹرول کے لئے کئے جانے والے اقدامات میں تعاون کی ہدایات جاری کیں۔

(6) PITB کے تعاون سے آن لائن ڈیٹاٹرانسفر کا سسٹم جاری کیا گیا۔

(7) پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں خسرہ کے حوالے سے آگاہی مہم شروع کی گئی۔

(8) تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں ڈی ایچ کیو، ٹی ایچ کیو اور دیہی مراکز صحت میں خسرہ کے مفت علاج کے لئے علیٰحدہ وارڈ قائم کئے گئے۔

(9) صوبے میں خسرہ کی ویکسین کی کوئی کمی نہ ہے۔

(10) 29۔اپریل سے 7۔ مئی 2013 کے دوران لاہور میں خسرہ کی خصوصی مہم چلائی گئی۔ جس کے دوران 6 ماہ سے 10 سال تک کے 26 لاکھ بچوں کو خسرہ کے حفاظتی ٹیکے لگائے گئے۔

(11) WHOاور یونیسیف کے تجزیہ کے مطابق 95 فیصد سے زائد بچوں کو ٹیکے لگائے گئے۔ اب لاہور میں خسرہ سے متاثرہ بچوں کی تعداد میں خاطر خواہ کمی ہو گئی ہے۔

(12) 2012-13 کے دوران حکومت پنجاب نے اپنے ذرائع سے 701 ملین روپے کی ویکسین خرید کی۔

(13) پنجاب کے 12 اضلاع میں خسرہ مہم 24۔ جون سے شروع ہو چکی ہے جبکہ مزید 6 اضلاع میں 28۔ جون سے شروع کی جائے گی اور باقی 17 اضلاع میں جولائی کے پہلے ہفتے میں شروع کی جائے گی۔

(14) 13/06/07 کو وزیراعلیٰ پنجاب کی زیر صدارت ایک اعلیٰ سطح اجلاس میں صوبے میں خسرہ کی صورتحال کا جائزہ لیا گیا۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے تمام صوبے میں خسرہ مہم چلانے کا حکم دیا اور چیف سیکرٹری پنجاب کو خسرہ کی صورتحال کے بارے میں باقاعدہ میٹنگ کرنے کی ہدایات جاری کیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ خسرہ کے نازک مریضوں کو سینئر سپیشلسٹ

ڈاکٹروں کی زیر نگرانی (آئی سی یو)اور سپیشل وارڈ میں رکھا جائے، سینئر ڈاکٹرز شام کے وقت بھی خسرہ کے مریضوں کو چیک کیا کریں۔

(15) خسرہ مہم کے دوران مونیٹرنگ کے لئے مختلف اضلاع میں صوبائی سیکرٹریز کا بھی تقرر کیا گیا ہے۔

(16) 19۔جون2013 کو جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے خسرہ اور ڈینگی کی روک تھام کے لئے منعقد اجلاس کی صدارت کی جس میں خسرہ کے خلاف مہم کا جائزہ لیا گیا اور احکامات صادر کئے گئے۔

(17) فیز ون میں پنجاب کے 18 اضلاع میں خسرہ مہم کے دوران 16 ملین بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگائے جائیں گے۔ یہ مہم 24۔جون سے شروع کی گئی ہے جو کہ 7۔جولائی تک جاری رہے گی۔اس مہم میں اب تک ایک کروڑ پانچ لاکھ سے زائد بچوں کو ٹیکے لگائے جا چکے ہیں جبکہ اس سال کے آخر میں باقی اضلاع میں خسرہ مہم کی فیز۔II مکمل کی جائے گی۔

ضلع راولپنڈی:انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ میں بھرتی کی تفصیلات

*267:جناب اعجاز خان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2008 سے آج تک انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ ضلع راولپنڈی میں پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر،اسسٹنٹ پروفیسر اور سینئر رجسٹرار کی کتنی پوسٹوں پر بھرتی کی گئی؟

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتا جات اور تجربہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) اگر بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ نیز میرٹ بنانے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(د) کیا حکومت غیر قانونی بھرتی کی تحقیقات کروانے اور حق دار افراد کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کریں؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ضلع راولپنڈی میں کوئی بھی انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ نہ ہے بلکہ یہ ادارہ لاہور میں موجود ہے۔ مذکورہ ادارہ میں یکم جنوری 2008 سے آج تک تین پروفیسرز، تین ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور آٹھ اسسٹنٹ پروفیسرز بھرتی کئے گئے جبکہ سینئر رجسٹرار کی پوسٹ مذکورہ ادارہ میں منظور شدہ نہ ہے۔

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیلAnnex-Aایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) بھرتی کی تفصیلAnnex-Bایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تمام بھرتی /تقرری رولز کے مطابق مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد ہوئی اور کسی بھی قسم کی غیر قانونی بھرتی نہ ہوئی ہے۔

ملتان:ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*286:جناب جاوید اختر:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان میں کل کتنے ہسپتال ہیں؟

(ب) کتنے ہسپتالوں میں پوسٹ مارٹم کی سہولت موجود ہے؟

(ج) کتنے ہسپتالوں میں برن یونٹ قائم ہیں؟

(د) ان برن یونٹس میں2012کے دوران کتنے مریض آئے اور کتنے مریض صحت یاب ہوئے، ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ملتان میں سرکاری ہسپتالوں کی تعداد آٹھ ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ نشتر ہسپتال ملتان
2۔ سول ہسپتال ملتان
3۔ فاطمہ جناح وومن ہسپتال ملتان
4۔ چلڈرن کمپلیکس ہسپتال ملتان
5۔ نشتر پاک اٹلی برن یونٹ ملتان
6۔ چودھری پرویزالہیٰ انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ملتان
7۔ ٹی ایچ کیو ہسپتال شجاع آباد ملتان
8۔ ٹی ایچ کیو ہسپتال جلالپور پیروالا ملتان

مزید برآں آٹھ رورل ہیلتھ سنٹرز 77بنیادی مراکز صحت اور 13 سٹی میڈیکل سنٹرز کام کر رہے ہیں۔

(ب) ملتان میں نشتر ہسپتال ملتان، ٹی ایچ کیو ہسپتال شجاع آباد، ٹی ایچ کیو ہسپتال جلالپور پیر والا اور تمام RHCs پر پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے۔

(ج) ملتان میں برن یونٹ صرف نشتر ہسپتال ملتان میں ہے جو کہ حال ہی میں پاک اٹلی برن یونٹ اٹلی کے تعاون سے ملتان شہر میں تعمیر کیا گیا ہے۔ مزید برآں اس ہسپتال نے نومبر 2012 سے کام کرنا شروع کیا ہے۔

(د) نومبر 2012 تا جولائی 2013 میں 492 مریض ان ڈور میں داخل ہوئے۔ آؤٹ ڈور مریض صرف سوموار کو دیکھے جاتے ہیں اور ہر سوموار کو تقریباً 50 مریض آتے ہیں، ماہانہ تقریباً 200 مریض آؤٹ ڈور میں چیک کئے جاتے ہیں باقی دن منگل، بدھ، جمعرات، جمعہ، ہفتہ اور اتوار نشتر ہسپتال کی ایمرجنسی اور وارڈ میں refer ہوتے ہیں۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال شیخوپورہ میں بستروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*320: **جناب فیضان خالد ورک:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ ہسپتال شیخوپورہ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) اس میں مریضوں کے لئے کون کون سی طبی مشینری موجود ہے اور کون کون سی نہ ہے اور یہ کب تک ہسپتال کو فراہم کر دی جائے گی؟

(ج) اس ہسپتال کو 12-2011 اور 13-2012 کے دوران طبی مشینری کی خرید کے لئے کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی؟

(د) اس رقم سے کون کون سی نئی طبی مشینری خریدی گئی؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال، شیخوپورہ 512 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال شیخوپورہ میں درج ذیل طبی مشینری موجود ہے۔ کیمسٹری اینالائزر برائے لیبارٹری ٹیسٹ، ہیماٹالوجی اینالائزر برائے لیبارٹری ٹیسٹ، الٹرا ساؤنڈ مشین، ایکسرے مشین، ای سی جی مشین، ایکو کارڈیوگرافی مشین، ای ٹی ٹی مشین، اینستھیزیا مشین، ڈینٹل یونٹ، کارڈیک مانیٹر، پلس آکسی میٹر، آٹوکلیو، سکر مشین، ڈایاتھری مشین،

نیبولائزر، ہیلو جن آفتھلمک سکوپ، ریٹنو سکوپ، انکوبیٹر، فوٹو تھراپی مشین، سلیکٹرا مشین برائے لیبارٹری ٹیسٹ۔

جو طبی مشینری نہ ہے اس کی تفصیل Annex-Aایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مطلوبہ مشینری کا PC-Iبناکر بھیج دیا گیاہے اور یہ طبی مشینری 2013۔تا 2015تک ملنے کا امکان ہے۔

(ج) ڈی ایچ کیو ہسپتال، شیخوپورہ کو سال 12۔2011میں طبی مشینری کے لئے کوئی رقم نہ دی گئی تھی لیکن سال 13۔2012کے دوران 28لاکھ روپے کی گرانٹ دی گئی تھی جس کا اشتہار اخبار میں دیا جاچکا تھا لیکن مالی سال ختم ہونے کی وجہ سے یہ 14۔2013میں ایڈیشنل گرانٹ کے طور پر مل جائے گی۔

(د) ابھی تک اس رقم سے کوئی مشینری نہ خریدی گئی ہے۔ مذکورہ رقم سے طبی مشینری 14۔2013میں خریدی جائے گی۔

شیخوپورہ:ڈسپنسریوں اور مرکز صحت کی تعداد و دیگر تفصیلات

*321:جناب فیضان خالد ورک:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔166 شیخوپورہ میں کتنی ڈسپنسریاں اور مراکز صحت ہیں؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی مالیت کی کون کون سی ادویات ان سنٹرز کو فراہم کی گئیں؟

(ج) ان سنٹرز سے روزانہ کتنے مریض مستفید ہو رہے ہیں؟

(د) ان سنٹرز میں کس کس گریڈ کی کون کون سی اسامیاں خالی ہیں یہ خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) حلقہ پی پی۔166 شیخوپورہ میں کوئی بھی گورنمنٹ ڈسپنسری نہ ہے جبکہ 10بی ایچ یوز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ عمونکے، چھاپہ، مرزا ورکاں، ورن، کالو کے، گھنک، رنیکے، مدوالہ خورد، میاں کلاں اور ساہو کی ملیاں۔

(ب) مالی سال 13۔2012میں 60ہزار روپے کی ادویات ہر بنیادی مرکز صحت کو فراہم کی گئیں، جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مراکز صحت پر روزانہ تقریباً تین سو کے قریب مریض علاج معالجہ کی سہولیات سے مستفید ہو رہے ہیں۔

(د) مندرجہ بالا10بنیادی مراکز صحت میں سے صرف 4پر میڈیکل آفیسرز گریڈ17کی جگہ خالی ہیں جبکہ باقی تمام عملہ اپنے فرائض منصبی احسن طریقے سے سرانجام دے رہا ہے۔مزید برآں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے محکمہ صحت حکومت پنجاب2000میڈیکل آفیسرز اور 400وومن میڈیکل آفیسرز مستقبل بنیادوں پر بھرتی کر رہا ہے ،PPSCسے سفارشات موصول ہونے پر مذکورہ سنٹرز پر بھی ڈاکٹرز تعینات کر دیئے جائیں گے۔تاہم BHUعمونکے میں حال ہی میں ایک LHVکی ٹرانسفر ہونے کی وجہ سے ایک سیٹ خالی ہوئی ہے جس پر جلد ہی تعیناتی کر دی جائے گی۔

نارووال: شکر گڑھ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال میں سہولیات کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*372:جناب ابو حفص محمد غیاث الدین:کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع نارووال شکر گڑھ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال شکر گڑھ کے عوام کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مریضوں کو ضرورت کے مطابق ادویات نہ ملتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں جدید قسم کے آلات موجود نہ ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈاکٹر صاحبان مریضوں کا خود علاج کرنے کی بجائے لاہور یا سیالکوٹ مریضوں کو بھیج دیتے ہیں ایسے میں اکثر مریض راہ میں ہی دم توڑ جاتے ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتال میں تعینات اکثر ڈاکٹروں نے اپنے پرائیویٹ کلینک کھول رکھے ہیں، ہسپتال میں آنے والے مریضوں بالخصوص ولادت کے کیسوں کا علاج ہسپتال کی بجائے اپنے ذاتی کلینکوں میں کرتے ہیں اور منہ مانگے پیسے لیتے ہیں؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موجودہ حالات کے مطابق مشینری مہیا کرنے اور مریضوں کو سہولیات دینے اور ماہر لیڈی ڈاکٹر جو کہ گائنی سپیشلسٹ ہو کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) جی،ہاں! یہ درست ہے کہ شکر گڑھ ٹی ایچ کیو ہسپتال شکر گڑھ کے عوام کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ ایمر جنسی وارڈ میں مریضوں کو 24 گھنٹے مفت ادویات فراہم کی جاتی ہیں،اسی طرح لیبر روم میں بھی100 فیصد مفت ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔اوران ڈور میں بھی گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق مفت ادویات مہیا کی جاتی ہیں جبکہ آؤٹ ڈور میں بھی مریضوں کو موجود ادویات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

(ج) مذکورہ ہسپتال میں ٹی ایچ کیو ہسپتال کے لیول کے تمام جدید آلات مثلاً لیبارٹری،ایکسرے مشین،ای سی جی مشین،ڈینٹل یونٹ وغیرہ موجود ہیں۔

(د) ٹی ایچ کیو ہسپتال شکر گڑھ میں تمام ممکنہ طبی سہولیات بہم پہنچائی جاتی ہیں تاہم سیریس مریضوں جیسا کہ دل کے امراض اور دماغ کی چوٹوں کے سیریس مریضوں اور ہڈیوں اور جوڑوں کے آپریشن کے مریضوں کو ابتدائی طبی امداد کے بعد مزید بہتر علاج کے لئے لاہور بھیجنا پڑتا ہے۔اس کے علاوہ ایسے مریض جن کو مذکورہ ہسپتال میں طبی سہولیات فراہم نہ کی جاسکیں ان کو ڈی ایچ کیو ہسپتال نارووال یالاہور ریفر کر دیا جاتا ہے۔

(ہ) ڈیوٹی کے دوران کوئی ڈاکٹر پرائیویٹ کلینک میں کام نہیں کرتا اور نہ ہی قانوناً وہ ایسا کر سکتا ہے تاہم ڈیوٹی اوقات کے بعد کچھ ڈاکٹرز پرائیویٹ کلینکس پر کام کرتے ہیں جو کہ Non Practice Allowance نہیں لیتے۔

(و) حکومت پنجاب ہسپتال انتظامیہ کی درخواست پر مطلوبہ طبی مشینری فراہم کرے گی۔نیز حکومت پنجاب PPSC کے ذریعے 2000 میڈیکل آفیسرز اور 400 وومن میڈیکل آفیسرز مستقل بنیادوں پر بھرتی کر رہی ہے جیسے ہی PPSC بھرتی کا عمل مکمل کر کے سفارشات محکمہ کو ارسال کرے گا،ٹی ایچ کیو ہسپتال میں بھی ڈاکٹرز تعینات کئے جائیں گے تاکہ عوام کو طبی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے۔

تحصیل بھیرہ میں ٹی ایچ کیو کا قیام

*399:ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ :کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ابھی تک تحصیل بھیرہ ضلع سرگودھا میں ٹی ایچ کیو ہسپتال نہیں بنا جو کہ ہر تحصیل کے عوام کی بنیادی ضرورت ہے ؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مالی سال14۔2013میں ٹی ایچ کیو ہسپتال بھیرہ بنانے کاارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) تحصیل لیول ہسپتال بھیرہ تعمیر ہو چکا ہے ،اور مشینری ،طبی آلات اور فرنیچر خرید کیا جا چکا ہے، سٹاف کی منظوری ہو چکی ہے ،اب ضلعی حکومت نے فنڈز مہیا کرنے ہیں تاکہ مذکورہ ہسپتال کو فنکشنل کیا جاسکے۔ ضلعی حکومت سے مالی سال14۔2013میں یہ فنڈز مانگے گئے لیکن ضلعی حکومت نے فنڈز کی دستیابی نہ ہونے کی وجہ سے صوبائی حکومت سے فنڈز کے حصول کے لئے کیس بھیج دیاہے۔ فنڈز کی فراہمی کے بعد تحصیل لیول ہسپتال بھیرہ فنکشنل ہو جائے گا۔

(ب) تفصیل جز(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ٹراما سنٹر تحصیل بھیرہ میں ڈاکٹرز و سٹاف کی تعیناتی کا مسئلہ

*401:ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ :کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیایہ درست ہے کہ حکومت نے عوامی ضروریات کے پیش نظر تحصیل بھیرہ ضلع سرگودھا میں ٹراما سنٹر منظور کیااور کیااس کی بلڈنگ بھی مکمل ہو چکی ہے ؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ وہاں پر ابھی نہ کوئی ڈاکٹر تعینات کیا گیاہے اور نہ ہی متعلقہ عملہ ؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ ٹراما سنٹر میں ڈاکٹرز اور متعلقہ عملہ تعینات کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تواس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) تحصیل بھیرہ ضلع سرگودھا میں ٹراما سنٹر منظور نہ ہوا ہے اس لئے بلڈنگ کی تعمیر بھی نہ ہوئی ہے۔ تاہم آر ایچ سی بھیرہ کو اپ گریڈ کر کے ٹی ایچ کیو level ہسپتال بنا دیا گیا ہے اور اس کی عمارت مکمل ہو چکی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز(الف) میں درج ہے کہ تحصیل بھیرہ ضلع سرگودھا میں ٹراما سنٹر منظور ہوا ہے اور نہ ہی بلڈنگ کی تعمیر ہوئی ہے لہذا ڈاکٹرز اور عملہ تعینات نہیں ہو سکتا ہے۔

(ج) تفصیل جز(ب) میں درج ہے۔

ضلع گجرات: سول ہسپتال کی عمارت کی تعمیر کی تفصیلات

*422: میاں طارق محمود: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔113 ڈنگہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات سول ہسپتال کو اپ گریڈ کر کے نئی عمارت کا کام دو سال سے شروع ہے جو محکمہ بلڈنگ نے ابھی تک مکمل نہیں کیا اس کی کیا وجہ ہے کہ یہ سکیم full funding تھی اور کام بند پڑا ہے؟

(ب) مذکورہ کام کب شروع کیا گیا اس کا تخمینہ لاگت کیا تھا، کتنا کام مکمل ہوا ہے، کتنا بقایا ہے یہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ای ڈی او (صحت) گجرات کی رپورٹ کے مطابق سول ڈسپنسری ڈنگہ کو اپ گریڈ کر کے 30 بستروں پر مشتمل سول ہسپتال بنائے جانے کی ترقیاتی سکیم ڈی سی او، گجرات کی چٹھی نمبری DDC/GRT/2010(21) بتاریخ 24-01-2011 کے تحت منظور ہوئی۔ بلڈنگ کی تعمیر کا کام ضلعی محکمہ بلڈنگ نے مورخہ 16-06-2011 کو شروع کیا۔ اس سکیم کے تمام فنڈز 12-2011 میں الاٹ کر دیئے گئے جس پر بلڈنگ کی تعمیر کا کام بہت تیزی سے ہوا لیکن ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس مزید ترقیاتی فنڈز کی کمی کی وجہ سے تعمیر کا کام روک دیا گیا۔

(ب) بلڈنگ کی تعمیر کا کام ضلعی محکمہ بلڈنگ نے مورخہ 16-06-11 کو شروع کیا۔ تخمینہ لاگت کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بلڈنگ کی تعمیر کی لاگت	29.500ملین روپے
فراہمی مشینری وآلات	20.000ملین روپے
ٹوٹل تخمینہ لاگت	49.500ملین روپے

اس سکیم پر بلڈنگ کی تعمیر کے لئے ابھی تک 22.238 ملین روپے کے فنڈز خرچ ہو چکے ہیں جبکہ مزید 7.262 ملین روپے کے فنڈز مزید درکار ہیں تاکہ سکیم مکمل ہو سکے۔

ہسپتال کی تعمیر کا 75 فیصد مکمل ہو چکا ہے عمارت کی تعمیر کی پوزیشن درج ذیل ہے۔

1۔ مین بلڈنگ فرشوں کی رگڑائی کا کام جاری ہے۔

2۔ رہائشی کوارٹرز فرشوں کی رگڑائی کا کام جاری ہے۔

3۔ چار دیواری کا کام مکمل ہو گیا ہے۔

فنڈز کی دستیابی پر بلڈنگ کا بقایا کام مکمل کر دیا جائے گا۔

ضلع گجرات: رورل ہیلتھ سنٹر میں سٹاف کی کمی و دیگر تفصیلات

*423: میاں طارق محمود: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔113 ضلع گجرات میں رورل ہیلتھ سنٹر دولانوالہ میں سٹاف کی کمی ہے یہ کب تک پوری کر دی جائے گی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ہسپتال میں ڈینٹل سرجن کی پوسٹ بھی ہے اور ڈاکٹر بھی موجود ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ہسپتال میں ڈینٹل چیئر نہیں ہے جس کی وجہ سے ڈینٹل سرجن کام نہیں کر سکتا، ڈینٹل چیئر کب مہیا کی جائے گی اور مذکورہ آر ایچ سی میں تمام سہولتیں کب تک فراہم کر دی جائیں گی؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب کے خصوصی ایم پی اے پیکج کے تحت رورل ہیلتھ سنٹر دولانوالہ سکیم کی تعمیر ڈی سی او، گجرات کی A.A نمبر 10/GRT/DDC (29) بتاریخ 10-12-09 کے تحت منظور ہوئی۔ جس میں 35.000 ملین بلڈنگ اور 15.000 ملین مشینری کے لئے دوران مالی سال 11-2010 مہیا کئے گئے۔

بلڈنگ کی تعمیر کے بعد محکمہ صحت گجرات نے 30-06-11 کو سارا سامان مشینری و آلات وغیرہ خرید لیا اور SNE کی منظوری کے لئے محکمہ صحت گورنمنٹ آف دی پنجاب کو لیٹر لکھا

جس کی منظوری 12-03-06 کو حکومت پنجاب محکمہ صحت کی چٹھی نمبری SO(H-I)7-2012/6 بتاریخ 12-03-06 کے تحت موصول ہوئی جبکہ ضلعی حکومت گجرات کی طرف سے ان اسامیوں کے لئے بجٹ چٹھی نمبری DO (F&B)/GRT/2012(3)3 بتاریخ 12-04-26 کے تحت جاری کیا گیا۔ اس طرح آر ایچ سی دولانوالہ نے مورخہ 12-05-28 سے اپنا کام باقاعدہ طور پر شروع کر دیا لیکن گورنمنٹ سے جو پوسٹیں منظور ہوئیں وہ منظور شدہ PC-I کے مطابق نہ تھیں، منظور نہ ہونے پر پوسٹوں کی منظوری کے کیس پر کام جاری ہے، جو پوسٹیں منظور نہ تھیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ میڈیکل آفیسر کی ایک، چارج نرسز کی دو، ہومیو ڈاکٹر کی ایک، لیڈی ہیلتھ وزیٹر کی ایک، حکیم کی ایک، دواساز کی ایک، دوا کوب کی ایک، ہومیو ڈسپنسر کی ایک، ڈریسر کی ایک، ڈسپنسر کی دو، مڈوائف کی ایک جبکہ ٹیوب ویل آپریٹر کی ایک، وارڈ سرونٹ کی ایک، نائب قاصد کی دو جبکہ واٹر کیریئر کی ایک اسامی شامل ہے۔

گورنمنٹ کی طرف سے بھرتی پر سے پابندی اٹھانے کے بعد خالی اسامیوں پر تعیناتی کر دی جائے گی لیکن رورل ہیلتھ سنٹر میں سٹاف کی کمی پورا کر دی گئی ہے اور دوسرے ہیلتھ سنٹروں سے عملہ ٹرانسفر کر کے لگا دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس ہسپتال میں ڈینٹل سرجن کی پوسٹ منظور شدہ ہے اور اس پر ڈینٹل سرجن بھی تعینات ہے۔

(ج) ترقیاتی فنڈز کی کمی کی وجہ سے ڈینٹل یونٹ مہیا نہ کیا جا سکا ہے لیکن ڈینٹل یونٹ کا انتظام کر دیا گیا ہے جو کہ ایک ہفتہ کے اندر مہیا کر دیا جائے گا۔

صوبہ میں دودھ میں ملاوٹ کرنے والی فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*452: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں دودھ کی ملاوٹ کے خلاف حکومت پنجاب نے کوئی ٹاسک فورس بنائی اور نہ ہی کوئی عملی اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ب) کیا حکومت پنجاب دودھ میں ملاوٹ کرنے والی فیکٹریوں کے خلاف خصوصی ٹاسک فورس بنا کر کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ہر تحصیل و ضلع میں ایک مستقل نظام موجود ہے، لوکل اتھارٹی اپنی علاقائی حدود کے اندر باقاعدگی سے اس نظام کو چلا رہی ہے۔

(ب) پنجاب فوڈ اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے جس نے اپنا کام شروع کر دیا ہے اور اس کا دائرہ اختیار تمام پنجاب تک پھیلانے کے لئے عمل پیرا ہے۔

لاہور: گورنمنٹ ہسپتال کوٹ خواجہ سعید میں ہیپاٹائٹس کے مریضوں کے لئے لیبارٹری قائم کرنے کی تفصیلات

*454: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہسپتال کوٹ خواجہ سعید لاہور میں ہیپاٹائٹس کی تشخیص کے لئے لیبارٹری نہ ہے جس بناء پر پی پی۔143، 144، 145 لاہور کے لوگوں کو ہیپاٹائٹس کے مریضوں کو چیک کروانے کے لئے علاقہ سے دور ہسپتالوں میں جانا پڑتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پی پی۔143، 144، 145 کے لوگوں کے لئے گورنمنٹ ہسپتال کوٹ خواجہ سعید لاہور میں ہیپاٹائٹس کی تشخیص کے لئے لیبارٹری قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) یہ درست نہ ہے کیونکہ گورنمنٹ کوٹ خواجہ سعید ہسپتال لاہور میں ہیپاٹائٹس کے مریضوں کے لئے جدید ترین کمپیوٹرائزڈ لیبارٹری قائم ہے جس میں تمام قسم کے ٹیسٹ بشمول ہیپاٹائٹس بی، سی کئے جاتے ہیں، ہیپاٹائٹس بی اور سی کے تمام قسم کے ٹیسٹ جن میں سکریننگ کے ذریعے آلیزیا(Elisa) کے ذریعے اور جدید ترین مشینری پر پی سی آر(PCR) ٹیسٹ بھی کئے جاتے ہیں اور اس سے حلقہ پی پی۔144، 143، 141 اور 145 وغیرہ کے علاوہ بھی باقی وہ تمام مریض اس لیبارٹری سے مستفید ہوتے ہیں جو اس ہسپتال میں آتے ہیں لہذا کسی بھی ہیپاٹائٹس کے مریض کو کسی دوسرے ہسپتال میں نہیں بھیجا جاتا۔

(ب) کوٹ خواجہ سعید ہسپتال لاہور میں پہلے ہی ہیپاٹائٹس کے مریضوں کے لئے جدید ترین کمپیوٹرائزڈ لیبارٹری کام کر رہی ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

لوکل گورنمنٹ کے نئے نظام پر بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اب ہم نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر عام بحث شروع کرتے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ راولپنڈی شہر کے حالات کی طرف دلوانا چاہتا ہوں کہ اس وقت سیلاب کی وجہ سے تقریباً پورا راولپنڈی ڈوبا ہوا ہے۔ ہمیں انتظامیہ کی نااہلی اور کرپشن کی وجہ سے یہ حال دیکھنا پڑ رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جب ہم نے قواعد کو معطل کر دیا ہے اور جس کے لئے آپ سے اجازت طلب کی ہے۔ اب ہم اس پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں کہ اس کا باقاعدہ طریق کار ہے۔ دیکھیں! میرے بھائی اس قواعد کے مطابق آپ بھی چلیں اور مجھے بھی چلنے دیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آپ کو ٹائم دے دیں گے۔Let me start it.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر میں اس وقت راولپنڈی کے عوام کی آواز اس ایوان میں نہیں اٹھا سکتا تو مجھے اس ایوان میں بیٹھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کیوں نہیں، ہم آپ کی بات سنیں گے۔ میں نے آپ سے گزارش کی ہے کہ ابھی آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بات ضرور سنی جائے گی اور میں آپ کو ٹائم ضرور دوں گا۔ بڑی مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!اس وقت راولپنڈی کے عوام جس عذاب سے گزر رہے ہیں اگر یہاں پر بات نہ کی جائے تو بہت بڑی ناانصافی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ دیکھیں!آپ کی طرف سے دو نام میرے پاس ابھی آئے ہیں۔ایک نام سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کا ہے اور دوسرا نام نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔اس کے علاوہ اگر آپ کوئی نام اور دینا چاہتے ہیں تو ہمیں پہنچادیں۔ خواجہ نظام المحمود صاحب کا نام بھی آگیا ہے اور بھی کوئی صاحب نام دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔ قاضی احمد سعید صاحب کا نام بھی لکھیں،ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا صاحبہ، محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ،رانا محمد ارشد صاحب،ملک محمد احمد خان صاحب،جناب افتخار احمد صاحب،جناب امجد علی جاوید صاحب ،جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ)صاحب ،حاجی محمد الیاس انصاری صاحب اور جناب ذوالفقار علی غوری صاحب، یہ نام جو میں نے بولے ہیں ابھی تک میرے پاس یہ نام آئے ہیں اگر کوئی اور صاحب بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو وہ اپنے نام مجھے پہنچادیں۔اب میرے خیال میں سردار وقاص حسن مؤکل صاحب سےstart کرتے ہیں۔جی،ان کا مائیک کھولیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اس سے پیشتر کہ آپ کوئی بات شروع کریں۔ میں میاں محمد اسلم اقبال صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ میری بات سن جائیں۔آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!شکریہ۔ میرے خیال میں اب تک بلدیاتی مسودہ پر بہت سارے معزز ممبران نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔اس Bill کے حق میں اور اس کے خلاف بہت ساری باتیں ہوئی ہیں۔ میں اس بحث کے اندر تین چار سوالات آپ کے سامنے یا آپ کی وساطت سے حکومت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ حکومت وقت کے مطابق پہلا بلدیاتی نظام ہے جو کہ democratically elected government تیار کر رہی ہے۔ اس وقت سے پہلے والے جتنے بھی بلدیاتی نظام ہیں ہم ان کی برائیاں کر رہے ہیں اور ان کی خامیاں ڈھونڈ رہے ہیں لیکن کیا ہمارے ذہن میں یہ بات ہے کہ اس سے پچھلے نظام کو بھی introduce ہونے میں دو سال کا وقت لگا تھا۔1999 سے لے کر2001 تک Act actual پیش ہوا تھا۔ ہمیں ایسی فی الحال سوائے اس کے کہ 15۔اگست کی deadline ہے اور ہم نے سپریم کورٹ میں جاکر یہ جواب پیش کرنا ہے کہ اس پر کام کر رہے ہیں، کوئی ایسی مجبوری نہیں کہ ہم اس چیز پر دو مہینے بھی نہ لگا سکیں۔ ہم دن رات ایک کر رہے

ہیں،اپوزیشن اور حکومت کے تمام ممبران اس میں participate کر رہے ہیں، سپیشل کمیٹی بنی ہوئی ہے تو کیوں نہ ہم ایک ایسا مسودہ لے کر آئیں جو آنے والے سو سال میں بھی چیلنج نہ ہو سکے اور جس کے اندر کوئی خامی نہ ہو۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس وقت ہو گا کہ جب ہم اس پر بھرپور انداز سے discussion کریں اور اس کے ایک ایک نکتہ پر اپنا وقت صرف کریں یہ دیکھیں کہ جس نظام کو ہم متعارف کرنا چاہ رہے ہیں وہ actually عام آدمی کی بہتری کے لئے ہے بھی یا نہیں؟

جناب سپیکر!اس ایوان میں جب بھی یہ بحث ہوئی اپوزیشن کی طرف سے ایک ہی point categorically present کیا گیا کہ یہ مسودہ آئین کے خلاف ہے۔یہ آئین کے مطابق یا آئین کی شق (140-A) کے مطابق مالی، سیاسی اور administration کے اختیارات grass root level تک ٹرانسفر کئے جانے چاہیئں لیکن اس مسودہ میں اب تک کی بحث میں کسی طرح سے بھی یہ present نہیں کیا گیا کہ ان تینوں میں سے کوئی ایک چیز بھی کسی elected member کے پاس جا رہی ہے یا نہیں اور اگر جا رہی ہے تو کیسے جا رہی ہے؟اس کے علاوہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس نظام میں ایک دفعہ پھر سے ہم elected members اپنے ہاتھوں سے حکومت بیوروکریسی کو دے رہے ہیں۔ پچھلے ساٹھ پینسٹھ سالوں میں جو ہوتا آیا ہے کہ پھر سے وہی ہر کام کے لئے دفتروں کے دھکے،ملازمین، کلرک، ہیڈ کلرک اور اس سرکاری افسر کے پاس جانا پڑے گا جس کی دادرسی کے لئے ہم نے ان ممبران کو elect کر کے کھڑا کرنا ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں اگلی بات جو کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پہلے ہی اس ملک کے اندر خیبر پختونخواہ اپنا بلدیاتی نظام لا رہا ہے، سندھ والے اپنا بلدیاتی نظام لا رہے ہیں، بلوچستان والے اپنا اور پنجاب والے اپنا بلدیاتی نظام لا رہے ہیں۔ ایک ملک کے چار صوبے اپنا الگ الگ بلدیاتی نظام present کر رہے ہیں اور ہم پنجاب کے اندر شہروں اور دیہاتوں کی تفریق میں پڑے ہوئے ہیں کہ شہر میں بلدیاتی نظام اور ہو اور گاؤں میں اور ہو۔ میں مانتا ہوں کہ شاید مسائل میں فرق ہو لیکن اس کا تو یہ مطلب ہے کہ کل کو ایک صوبائی اسمبلی دیہات کی ہو گی اور ایک صوبائی اسمبلی شہروں کی ہو گی۔ میرے خیال میں ہمیں at least اس کے اندر اپنی uniformity رکھنی چاہیئے کہ بلدیاتی نظام صوبے کے ہر شہری کے لئے ایک جیسا ہو،اس کے اندر کسی قسم کی کوئی discrimination نہ ہو کہ اگر آپ گاؤں میں رہتے ہیں تو کسی اور بلدیاتی نظام کے through چلنا ہے اور اگر آپ شہر میں رہتے ہیں تو کسی اور بلدیاتی نظام کے through چلیں۔اس کے علاوہ میرے نقطہ نظر سے جو سب سے بڑا اہم مسئلہ ہے وہ یہ

ہے کہ اس نظام کے تحت duplication of authority ہو گی ،اس مسودہ کے مطابق محکمہ صحت الگ کام کرے گا، ضلع کی اتھارٹی الگ کام کرے گی۔ اگر ایسا نہیں ہے تو اس سوال کا جواب ہونا چاہئے کہ آنے والے وقت میں یا اس نظام کے رائج ہونے کے بعد ای ڈی او ایجوکیشن کا کیا role ہو گا، ای ڈی او ہیلتھ کا کیا role ہو گا؟ ایک ضلع میں کم از کم پانچ سو سے لے کر پندرہ سو یا دو ہزار تک ملازمین ای ڈی او ہیلتھ یا ایجوکیشن کے محکمہ سے related ہوں گے تو کیا ان کو بھی ہم تنخواہیں دیں گے اور اتھارٹی بھی وہی کام کر رہی ہو گی، کیا ہم duplication کو ختم کرنے کی بجائے بڑھانے کی طرف جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: چیئرمین عبدالرزاق ڈھلوں صاحب! آپ کے متعلق بات ہو رہی ہے، note کیا کریں۔ آپ کی مہربانی۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ان کو الگ الگ بنچوں پر بٹھائیں۔

جناب سپیکر: معزز ممبران! ان سے تھوڑا دور ہٹ جائیں مہربانی کریں، گپ شپ کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ Be careful.

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ان کو باہر بھیج دیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! کیا آنے والے وقت میں حکومت پنجاب ای ڈی او ایجوکیشن اور ای ڈی او ہیلتھ کو بھی تنخواہیں دے رہی ہو گی اور جو نئی اتھارٹیز بنیں گی ان کو بھی تنخواہیں دے رہی ہو گی؟ ظاہری بات ہے کہ سٹاف ہو گا، عملہ ہو گا، resources چاہئے ہوں گے، بلڈنگ ہو گی، transportation ہو گی کیا وہ خرچہ بھی ہم دیں گے اور کس مقصد کے لئے دیں گے؟ اس کا مقصد ہے کہ ای ڈی اوز کو ختم کر دیا جائے کیونکہ جب ہر ضلع میں اتھارٹی بن جائے گی تو ای ڈی او ایجوکیشن یا ای ڈی او ہیلتھ کا کیا کام ہے؟ کیا یہی ہو گا کہ پہلے آپ اتھارٹی کے پاس جاؤ اور پھر آپ ای ڈی او ایجوکیشن کے پاس جاؤ۔ ان سوالوں کے جواب عوام کو اور ہمیں ملنے چاہئیں تاکہ ہمیں پتا ہو کہ آنے والا انظام بہتری لا رہا ہے یا آکالیف میں اضافہ کر رہا ہے؟ میں زیادہ وقت اس لئے نہیں لوں گا کیونکہ میں اس سپیشل کمیٹی کا ممبر بھی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے لئے سپیشل دو منٹ بھی ہیں، آپ دو منٹ مزید لے لیں۔ (قہقہہ)

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی۔ اس بل کے اندر بہت زیادہ ابہام ہیں تقریباً ہر بات generalize کر کے لکھی گئی ہے، کسی قسم کی کوئی specifications نہیں ہیں۔ میں ایک عام شہری ہونے کے ناتے، ممبر اسمبلی ہونے کے ناتے، اس بل کے اندر سے جواب کم اور سوال زیادہ ہی پڑھ سکا ہوں۔ کیونکہ میرے نقطہ نظر سے یہ بل صرف اور صرف اس وقت اس آرڈر یا اس حکم کی تعمیل کے لئے بنایا جا رہا ہے جس کی deadline 15th August ہے نہ کہ اس عوام کے لئے بنایا جا رہا ہے جس نے آخر میں اس سے مستفید ہونا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم کس منہ سے اپنے حلقوں کی عوام کے سامنے کھڑے ہو کر اس بات کے جوابدہ ہوں گے کہ ہم ان کی بہتری کے لئے ایک نظام لائے ہیں جبکہ ان کی بنیاد ہی غلط ہے۔ اگر پچھلے پانچ سالوں میں اس نظام کا draft ہی نہیں بن سکا، اگر بنا ہے تو present نہیں ہوا، present ہوا ہے تو approve نہیں ہوا کیونکہ میں پچھلی اسمبلی کا حصہ نہیں تھا اس لئے شاید میری معلومات کم ہیں لیکن پچھلے پانچ سالوں میں یہی اسمبلی، یہی حکومت اس بل کے ساتھ کیا کرتی رہی ہے؟ اور آج ایک آرڈر کے پیچھے ہم عوام کی بہتری کا نعرہ لگانے والے ہم کسی اور کے حکم کی تعمیل کے ہاتھوں مجبور کھڑے ہیں۔ میرے نقطہ نظر سے یہ ایک وہ بنیادی سوال ہے جس پر ہمیں گہری اور لمبی سوچ رکھنی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ اپوزیشن کا criticism اس نقطہ نظر سے نہ دیکھا جائے کہ ہمارا کام صرف criticize کرنا ہے بلکہ ہمارا کام تو صرف اور صرف یہ ہے کہ اس مسودے یا بل میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو اس کو ظاہر کرنا ہے۔ اگر حکومت ان تجاویز کو consider کر لے گی تو یہ حکومت کی مہربانی ہو گی۔ انشاء اللہ آنے والے وقت میں ہم بہتری کے لئے اپوزیشن کریں گے نہ صرف اس لئے کہ تنقید برائے تنقید کی جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا تشریف فرما ہیں؟

ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا: جی، جناب!

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا: جناب سپیکر! اٹھارہویں ترمیم کا جو process شروع ہوا ہے، لوکل گورنمنٹ آرڈیننس اس کی طرف ایک بہت بڑا step forward ہے اور یہ بہت ہی welcome ہے۔ لوگوں کے مسائل ان کے دروازے پر حل کرنے کے لئے یہ ایک بہت ہی بڑا step forward ہے۔ اس مسودے پر

بہت سے comments ہوئے ہیں، یہاں بھی ممبران نے کئے ہیں Review Committee میں بھی یہ بات ابھی تک under discussion ہے۔ایک دو چیزیں ہیں جو میں highlight کرنا چاہتی ہوں جس پر ابھی تک focus نہیں ہوا ہے۔میرے خیال میں یہ گورنمنٹ کی ideology کے بہت reflective ہے۔ایک تو سب سے پہلے یہ ہے کہ اس کی service orientation بہت ہے، یہ realize کرتے ہوئے کہ ایجوکیشن اور ہیلتھ provincial and local governments کی سب سے بڑی social responsibility ہے۔اس کے علاوہ development authorities بنانے کی تجویز پیش کی گئی ہے اور ان کو لوکل گورنمنٹ میں شامل کیا گیا ہے۔یہ بہت ہی بڑا step forward ہے نہ صرف یہ کہ ان کو ذمہ داری دی گئی ہے بلکہ ایک لوکل گورنمنٹ کمیشن بنایا گیا ہے جو اپنے اپنے علاقوں میں performance indicators کی basis پر ان کا social audit کرے گا کہ service provision کیسی ہے۔ یعنی کہ delivery service پر accountability کی جائے گی۔.This is a very big step forward جس پر میرے خیال سے ہم لوگوں کو appreciate کرنا چاہئے اور پہلے کبھی اس پر ہم نے اتنا focus نہیں دیکھا ہے۔چونکہ development authorities بہت important local subjects ہیں چاہے وہ ایجوکیشن ہو یا ہیلتھ ہو اس لئے اس میں local representation زیادہ ہونی چاہئے جیسا کہ مسودے میں دیا گیا ہے لیکن اہم بات یہ ہے کہ چیئرمین اور وائس چیئرمین elected ہوں تاکہ ان کی accountability ہو، میرے خیال میں Review Committee کو اسے consider کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری ایک اہم بات جو اس مسودے میں نظر آ رہی ہے وہ گورنمنٹ کا focus on accountability and transparency ہے۔ایک focus کافی نہیں ہو پایا اس ایوان میں وہ یہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ آڈٹ کو بہت tightened کیا گیا ہے تاکہ کرپشن اور leakages کے chances کم ہوں.That needs to be appreciated نہ صرف یہ بلکہ Right of Information Act لایا گیا ہے تاکہ ہم سب جان سکیں کہ لوکل گورنمنٹ میں کیا ہو رہا ہے؟ یہ ایک اور ایسی بات ہے جو کہ بہت positive step forward ہے۔ایک چیز میں اور کہنا چاہوں گی کہ جہاں ہم لوکل گورنمنٹ کو strengthen کر رہے ہیں ہمیں ان کو بھی دینا چاہئے تاکہ وہ اپنی service deliver کر سکیں۔ نہ صرف ان کو ہمیں پوری طرح سے administrative set up دینا چاہئے

بلکہ ہمیں ان کو financial resources بھی دینے پڑیں گے تاکہ جو ذمہ داری ان کو دی گئی ہے اور آپ ان کا آڈٹ کرنے والے ہیں کہ انہوں نے perform کیا ہے یا نہیں کیا ہے تو آپ کو انہیں financial resources بھی دینے ہیں ۔ اچھی بات یہ ہے کہ مسودے میں Provincial Finance Commission کی تجویز ہے جو کہ بہت positive step forward ہے ان سے ensure ہو گا کہ لوکل گورنمنٹ کو ان کے financial resources مل رہے ہیں لیکن ایک گزارش اور ہے جو کہ میرے خیال سے گورنمنٹ کو سوچنی چاہئے کہ وہ Provincial Finance Commission میں لوکل گورنمنٹ کی representation بڑھانی چاہئے اس وقت چودہ ممبران کا Provincial Finance Commission ہے جس میں صرف چار لوکل گورنمنٹ کے representatives ہیں۔ میری suggestion یہ ہے کہ اس میں لوکل گورنمنٹ کی representation کی تعداد بڑھانی چاہئے ۔ ایک اور بہت important aspect جو میرے خیال سے پہلے بھی discuss ہوا ہے وہ rural and urban divide ہے۔ مسودے میں یہ کہا ہے کہ efficiencies improve کرنے کے لئے ہے لیکن ہمیں یہ realize کرنا ہے کہ economies of scale اور cost of production یہ بہت important aspects ہیں جن کو ہمیں لوکل گورنمنٹ کے context میں سوچنا پڑے گا۔ اگر ایک ہی ڈسٹرکٹ میں ایک ہی گورنمنٹ ہوتی تو 37 Governments ہوتیں اب چونکہ ہم الگ الگ کر رہے ہیں تو ہماری cost of provisions بہت زیادہ بڑھ جائیں گی میرے خیال سے Review Committee کو اس کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ ایک اور aspect جو rural and urban divide کے لئے important ہے وہ یہ ہے کہ پنجاب میں rural and urban linkages بہت important ہیں۔ جس طرح ہمارے صوبے کی development ہو رہی ہے یہ ہم کو کسی طرح strengthen کرنی ہے اور لوکل گورنمنٹ میں ایک بہت important طریقہ ہے اس کو آگے بڑھانے کا۔ ایک اور final بات یہ ہے کہ Review Committee کو اس بارے میں ضرور سوچنا چاہئے کہ آپ جب rural and urban divide الگ کر دیں گے تو یہ bottom up planning نہیں ہو پائے گی تو یہ ایک aspect ہے جو میرے خیال میں Review Committee کو سوچنا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے جو آخری بات کی ہے وہ دوبارہ بتائیں۔

ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا:جناب سپیکر!میں یہ کہہ رہی ہوں کہ rural and urban divide جو کہ مسودے میں propose کیا گیا ہے،اس میں انہوں نے دو تین rationale بتائے ہیں کہ یہ کیوں کیا گیا ہے۔ایک تو انہوں نے یہ بتایا ہے کہ efficiency ٹھیک نہیں ہے and so and so forth خود وہ بات ہم سوچ سکتے ہیں اور وہ تھوڑی بہت debatable بھی ہے لیکن اس کے کچھ disadvantages بھی ہیں ایک تو یہ ہے کہ economies of scale in administration نہیں ہو پائے گا،دوسرا cost of collection in administration بہت بڑھ جائے گی۔آپ خود سوچیں پہلے تو thirty-seven District Governments تھیں،جب آپ rural and urban divide کریں گے تو اس کا manifold increase کر دیں گے تو اس سے ظاہر ہے کہ cost of administration and overheads بھی بڑھ جائیں گے۔اس کے علاوہ میری تیسری important بات یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں rural and urban linkages بھی ایک positive پہلو ہے جو کہ ہمیں دوسرے صوبوں میں نظر نہیں آتا اور جب آپ rural and urban divide کریں گے تو وہ advantage بھی give up کر دیں گے۔شکریہ

جناب سپیکر:آپ کا بہت شکریہ۔محترمہ نبیلہ حاکم علی خان!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:ڈاکٹر صاحب!آپ کی مرضی ہے۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان:جناب والا!میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایم پی ایز ہاسٹل میں الاٹمنٹ کے سلسلے میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جس میں الاٹمنٹ کے لئے قرعہ اندازی ہونی ہے۔میری یہ گزارش ہو گی کہ اس سلسلہ میں جتنا جلدی کوئی فیصلہ ہو سکے تو کریں۔۔۔

جناب سپیکر:یہ بات اس ایوان کے اندر کرنے کی نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں،ہم مل بیٹھیں گے اور اس مسئلے پر بات کر لیں گے۔بہت شکریہ

ڈاکٹر صلاح الدین خان:جناب والا!وہاں پر ایم پی ایز نے کمروں پر قبضہ کیا ہوا ہے ان کے خلاف کیا action لیا گیا ہے؟

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔ایسی بات یہاں کرنے کی ضرورت نہیں ہے آپ میرے چیمبر میں آ کر بات کریں۔آپ کو یہ بھی پتا ہونا چاہئے کہ یہ میرا prerogative بھی ہے۔

خواجہ محمد نظام المحمود:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

خواجہ محمد نظام المحمود:جناب والا!میری گزارش یہ ہے کہ حالیہ بارشوں کی وجہ سے ہمارے علاقہ میں ضلع ڈیرہ غازی خان کے رود کوہیوں کی وجہ سے بہت نقصانات ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر:یہ بات حکومت کے نوٹس میں ہے۔

خواجہ محمد نظام المحمود:جناب والا!ہمارے ضلع ڈیرہ غازی خان میں ابھی تک کوئی ہنگامی کارروائی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر:وزیر صاحب!ان کا پوائنٹ نوٹ کریں۔عارف عباسی صاحب کدھر گئے ہیں؟محترمہ نبیلہ حاکم علی خان!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔محترمہ حنا پرویز بٹ!

محترمہ حنا پرویز بٹ:جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے لوکل گورنمنٹ بل2013پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔First of all addressing the question of rural areas and Dr Ayesha Ghous کیونکہ سپیشل کمیٹی میں یہdecideبھی ہوا تھا کہ urban areasکے مسائل میں فرق ہوتا ہے۔That's why the divide existsاوراسی وجہ سے ایک فنانس کمیشن بنایا گیاto properly channelize the finances between the rural and urban areas.تو ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہrural areasکے مسائل بالکل مختلف ہیں as compared to urban areas. That is why the divide exists.اور اس کو urbanizationکی طرف لانے کے لئے سپیشل کمیٹی کے اندرcity council and village councilکاconceptآیا تھا۔Now answering one of my opposition members جنہوں نے ابھی ابھی بات کی ہے کہ جتنا لوکل باڈیز الیکشن میں ٹائم زیادہ لگے گا اتنا ہیdevolving powerمیں بھی ٹائم زیادہ لگے گا۔لوکل باڈی کاpointہی یہ ہے کہ آپ یونین کونسل کے ممبر کو powers transferکریں،جتنا آپ ٹائم اور لیں گے تو اتنی ہی اس میں دیر لگے گی۔

Three thousand four hundred and sixty four union council members are made to dissolving power to them. So I think that the opposition just for the sake of opposition does criticize.

نہ کرے بلکہ اس بل کو مانے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کو کوئی تجویز نہ دیں بلکہ اپنی تجاویز پیش کریں اور اپنی بات کریں۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب والا! first of all میں یہ عرض کروں گی کہ:

All of the democratic countries, such developed countries like the US, UK

اور یہاں تک کہ انڈیا، ایران، عراق سب ملکوں میں لوکل گورنمنٹ کے الیکشن non party basis پر ہوتے ہیں کیونکہ

whoever person is responsible, the well reputed person, the well knowledgeable person regardless of whatever party that person belongs to, he should be the notable candidate for the people.

اور یہاں تک کہ UK میں تو Sheriffs بھی عوامی نمائندگی کی بنیاد پر appoint ہوتے ہیں So that Secondly, the Punchayat کہ is important non party basis پر الیکشن ہوں System پنچایت پہلے بھی exist کرتی تھی لیکن first time اس بل میں پنچایت کے فیصلوں کو legal documentation ملی ہے۔اس طرح کئی دفعہ ہوا ہے کہ گاؤں میں پنچایت کے فیصلے ہوئے ہیں لیکن وہ by court approve نہیں ہوتے تھے۔اب جو پنچایت کے فیصلے ہوں گے وہ law enforcing agencies کو ماننے پڑیں گے۔ That is a very good point of Punchayat system جو کہ introduce ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ women representation میں خود I am a very strong advocate of women empowerment but I don't believe کہ دو کی جگہ چار خواتین ہونی چاہیئں۔اس میں وہ خواتین ہونی چاہیئں جو actually آپ کی problems address کر سکیں، اگر ایسی خواتین ہیں جو چار ہیں مگر صرف خانہ پُری کرنے کے لئے ہیں exactly they are not doing anything تو وہ آپ کے sessions attend کرتی ہیں اور نہ ہی آپ کے بل میں کوئی changes کر سکتی ہیں اس لئے ایسی خواتین نہیں ہونی چاہیئں two from a union council out of thirteen members is an appropriate representation ایک suggestion میری یہ ہے کہ جو ایل ڈی اے، واسا، لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی اور اس کے علاوہ

ویسٹ مینجمنٹ کمپنیThat should come under the District Authority کیونکہ وہ اگر District Authorityکےunder آئے گی تو لوگوں کے مسائل حقیقت میں حل ہوں گے۔یہاں پر ایک بات بار بار بیوروکریسی کے متعلق ہوتی ہے۔

Bureaucracy is important. Elected people are also important but bureaucracy is important because they are the actual consultants. They know ins and outs. They are educated people so they should be a part of the system.

اس کے علاوہ پہلے بھی جتنےprojects آئے ہیں،جب موٹروےintroduce ہوئی تب بھی بہت تنقید ہوئی۔ جب پنجاب گورنمنٹ نے Metro bus system introduce کیا تب بھی اپوزیشن کی طرف سے بہت تنقید ہوئی،جب دانش سکول سسٹمintroduce کیا تب بھی تنقید ہوئی۔اس وقت میٹرو بس سروس پر لاکھ دو لاکھ بندہ روزانہtravel کر رہا ہے

This is for the betterment of the country. Similarly the Local Government Bill that is being passed, it is for the betterment of the country.

اور اس کیclauses کو اگرthoroughly پڑھا جائے تو یہbetterment for the country ہیں۔

So I think whole-heartedly the opposition should agree with it and pass the Bill. Thank you.

جناب سپیکر: شکریہ۔خواجہ محمد نظام المحمود!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔رانا محمد ارشد!

رانا محمد ارشد: شکریہ۔جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میں اپنے تمام معزز ممبران کو آج 13۔اگست ہے لہذا یوم پاکستان کے 67ویں یوم آزادی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ تو کل ہے۔

رانا محمد ارشد: ان کو ایڈوانس مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: یعنیin advance?

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! میں تو On the floor of the House یہ کہوں گا کہ حقیقت میں تو 3۔جون 1947 کو پاکستان وجود میں آگیا تھا جب آل انڈیا ریڈیو پر پاکستان کی تقسیم کو announce کیا گیا تھا، حقیقت میں تو 27۔رمضان المبارک کو پاکستان معرض وجود میں آیا تھا یہ تو ہماری 14۔اگست کی ایک date ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسلامی ملک ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں Let's come to the point now.

رانا محمد ارشد: میں اپنے تمام ساتھیوں کو جشن آزادی کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ لوکل گورنمنٹ بل پر آجائیں۔

رانا محمد ارشد: جناب والا! یہ جو لوکل گورنمنٹ بل ہے اس پر اپوزیشن اور حکومتی پارٹی کے ممبران نے کافی discussion کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ first time ہے کہ ایک ایسا بل بن رہا ہے جس پر سب کو openly discussion کرنے کا موقع ملا ہے اور مجھے یہ بھی یاد ہے کہ ہمارے معزز جرنلسٹ بھائیوں کو بھی اس بل کے سلسلے میں on board لیا گیا اور ان کے دو نمائندے بھی ہمارے ساتھ سپیشل کمیٹی میں بیٹھتے رہے گو میں اس کمیٹی کا ممبر نہیں تھا لیکن دونوں اطراف سے ہمارے پچاس پچاس، تیس تیس ممبران اس کمیٹی میں بیٹھ کر اپنی رائے دیتے رہے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا message ہے۔اب میں چاہتا ہوں کہ ایک ایسا بل بننا چاہئے جس میں اوپر سے لے کر نچلی سطح تک اقتدار شفٹ ہونا چاہئے اور عملی طور پر ہونا چاہئے۔1960 کا ایک بل تھا وہ بھی ماشاءاللہ ایک ڈکٹیٹر صاحب نے بنایا، اس کے بعد 1979 والا، اس کے بعد 2001 میں ایک سسٹم آیا وہ بھی ماشاءاللہ ایک ڈکٹیٹر صاحب نے دیا جن کی عمر اب ستر سال ہو چکی ہے، ابھی کل انہوں نے اپنی سالگرہ سب جیل میں منائی ہے۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ یہ ایک ایسا بل بننا چاہئے جس میں اس وقت ہماری قیادت کا جو وژن ہے، میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا وژن اس بل میں نظر آنا چاہئے، اس کی جھلک نظر آنی چاہئے۔2001 میں نظام تو تبدیل ہو گیا یونین کونسل میں ناظم اور نائب ناظم تو بنا دیئے گئے تحصیل کی سطح پر بھی بن گئے، ضلع کی سطح پر بھی بن گئے لیکن وہ کرپشن کا بازار اب بند ہونا چاہئے جس نے پاکستان کی عوام کے taxes سے جمع کی ہوئی پونجی کو بے دریغ لٹایا۔ایک ہی گلی، ایک نالی یونین کونسل کا ناظم بناتا تھا وہی تحصیل میں بھی پاس ہوتی تھی اور وہی پھر ڈسٹرکٹ کونسل میں بھی پاس ہوتی تھی۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان کا آڈٹ ہر صورت میں ہونا چاہئے۔ جیسا کہ 144 تحصیلوں کا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو کس نے روکا ہے؟.You are the Government

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! میں عوام سے ووٹ لے کر آیا ہوں، میری یہ رائے ہے کہ اس پر ایک ایسا بل بننا چاہئے جس میں check and balance ہو کیونکہ ہم ultimately عوام کو جوابدہ ہیں اور عوام ہمیں کرپشن کا راستہ کھولنے کی اجازت نہیں دے گی۔ میری یہ درخواست ہو گی کہ یونین کونسل کے چیئرمین اور وائس چیئرمین عوام سے direct ووٹ لے کر منتخب ہوں اور وائس چیئرمین کو بھی اختیارات دیئے جائیں۔ پچھلے دور میں نائب ناظم کے پاس کوئی اختیار نہیں تھا لیکن میرا خیال ہے اب یہ وائس چیئرمین بااختیار ہوں گے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا خیال ہے یا اس Local Government Bill میں وائس چیئرمین کو کچھ اختیارات دیئے گئے ہیں؟

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! انشاءاللہ وائس چیئرمین بااختیار ہوں گے۔ میں یہ بھی چاہوں گا کہ ٹاؤن کمیٹی کا سائز minimum کیا جائے اور اس کو پندرہ سے پچیس ہزار آبادی تک محدود رکھا جائے۔ اسی طرح تیس ہزار سے زیادہ آبادی پر میونسپل کمیٹی بنائی جائے تاکہ وہاں پر عوام کو اچھے طریقے سے facilitate کیا جا سکے۔ میونسپل کارپوریشن کی آبادی پانچ لاکھ سے کم کر کے تین لاکھ کی جائے۔ پچاس ہزار سے لے کر تین لاکھ تک میونسپل کارپوریشن کی آبادی ہونی چاہئے۔ 15 لاکھ سے زیادہ آبادی پر میٹروپولیٹن بنائیں۔

جناب سپیکر! پنچایت سسٹم میں مقامی سطح پر منتخب ہونے والے کونسلروں کو بھی بطور ممبر شامل کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ پنچایت میں پڑھے لکھے ریٹائرڈ اساتذہ یا ملازمین کو بھی بطور ممبر شامل کیا جائے اور ان کی تعداد پچاس فیصد ہونی چاہئے۔ یہی میری تجاویز ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ Local Government Bill معزز ممبران کی تجاویز کو شامل کرنے کے بعد final کیا جائے گا۔ ایوب خان بی ڈی ممبروں کے ذریعے صدر منتخب ہوا اور اُس نے اس نظام کو اپنے مفاد کے لئے بے دریغ استعمال کیا۔

جناب سپیکر: آپ اپنے آپ کو اس Bill تک confine کریں اور اِدھر اُدھر نہ جائیں۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! یہ ہسٹری ہے، مادر ملت نے صدر کا الیکشن contest کرنا تھا اور ایوب خان کو پنتالیس سو بی ڈی ممبران نے ووٹ دے کر اس ملک کا صدر بنایا تھا۔ اس ملک پاکستان کے لئے جو خواب

علامہ اقبال اور قائداعظم نے دیکھا تھا ہمیں اس طرف جانا ہے اور انشاء اللہ ہم اُن کے خواب کے مطابق اس ملک کی تعمیر کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ قاضی احمد سعید صاحب!

قاضی احمد سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے کہ پاکستان سے باہر دنیا میں اور خاص طور پر یورپ میں جب کوئی حکومت جاتی ہے تو نئی آنے والی حکومت پہلی حکومت کے نظام اور منصوبوں کو جاری رکھتی ہے یا ان میں موجود چند خامیوں کو دُور کر دیتی ہے۔ ہماری بد قسمتی ہے کہ پاکستان یا پنجاب میں جب کوئی حکومت جاتی ہے تو نئی آنے والی حکومت اس کے تمام منصوبہ جات کو ختم کر دیتی ہے۔

جناب سپیکر: قاضی صاحب! آپ اس Local Government Bill کی طرف آئیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ آپ میری عرض تو سُن لیں۔ میاں محمد شہباز شریف نے اپنی پچھلی حکومت کے پورے پانچ سال مکمل کئے ہیں۔ خادم اعلیٰ پنجاب اُس وقت all in all تھے تو پھر انہوں نے لوکل باڈیز کے الیکشن کیوں نہیں کرائے، کیا قباحت اور رکاوٹ تھی؟

جناب سپیکر: اس ہسٹری میں جائیں گے تو پھر آپ کو نقصان ہو گا اس لئے اس بات کو چھوڑ دیں اور آگے چلیں۔

قاضی احمد سعید: جی، اچھا۔ آپ جیسے فرما رہے ہیں ویسے ہی کر لیتے ہیں۔ Local Government Act, 2013 کا جو مسودہ پیش کیا گیا ہے یہ 1979 اور 2001 کے Local Government Acts کو ملا کر بنایا گیا ہے۔ 1985 سے 1997 تک پنجاب میں پاکستان مسلم لیگ جو آج کل مسلم لیگ (ن) ہے کی حکومت رہی ہے۔ انہوں نے 1979 کے ایکٹ کے تحت بلدیاتی الیکشن کرائے۔ جب پرویز مشرف کی حکومت آئی تو انہوں نے Local Government Act, 2001 پاس کروا کر 2001 اور پھر 2005 میں بلدیاتی الیکشن کروائے۔ یہ موجودہ Local Government Act, 2013 ان تمام قوانین کو ملا کر تیار کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! جب تک لوکل باڈیز کو مالی اور انتظامی اختیارات حاصل نہیں ہوں گے تو اس وقت تک عوام کو ان کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ بیوروکریسی یہ چاہتی ہے کہ مالی اور انتظامی اختیارات ہمارے پاس رہیں۔ اس Local Government Act, 2013 میں ایک افسوسناک بات یہ ہے کہ ضلع

کونسل اور میونسپل کمیٹی کے چیئرمین کو ہٹانے اور suspend کرنے کے اختیارات وزیر اعلیٰ کو دیئے گئے ہیں حالانکہ ان لوکل باڈیز کا ایک اپنا سسٹم ہے۔ان کا ایوان ہے، منتخب ممبران ہیں جو کہ تحریک عدم اعتماد کے ذریعے اپنے چیئرمین کو ہٹا سکتے ہیں اور اس کا مواخذہ کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف نام کا بلدیاتی نظام ہو گا جبکہ اصل میں تمام اختیارات لاہور اور بیوروکریسی کے پاس ہوں گے۔

جناب سپیکر!اس Local Government Act, 2013 کے حوالے سے میری دوسری تجویز یہ ہے کہ اس کے تمام ممبران الیکشن کے ذریعے منتخب ہوں۔یہ نہ ہو کہ پانچ، چھ یا سات ممبران تو منتخب ہو کر آئیں اور باقی ممبران کو select کر لیا جائے۔ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ چیئرمین، وائس چیئرمین اور دوسرے منتخب ممبران کو مالی اور انتظامی اختیارات ملنے چاہئیں لیکن ان پر check and balance ضرور ہونا چاہئے۔ میری یہی درخواست ہے کہ اس ایکٹ میں اختیارات بیوروکریسی کو نہیں بلکہ منتخب نمائندوں کو ملنے چاہئیں۔اسی طرح ان کو ہٹانے کا اختیار بھی ارباب اختیار لوگوں کی بجائے ضلع کونسل، میونسپل کمیٹی یا یونین کونسل کے ممبران کے پاس ہونا چاہئے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ملک محمد احمد خان صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!اس بل پر بات کرنے سے پہلے اگر تاریخی حوالے سے تھوڑا سا اس کا جائزہ لے لیں تو بہتر ہو گا۔اس بل کے اچھے پہلو بھی ہیں اور اس کے اندر کچھ ایسی چیزیں ضرور ہیں کہ جن کو مزید بہتر کیا جا سکتا ہے۔Basic Democracies, 1959 کا جو آرڈیننس پاس کیا گیا اس کے پیچھے ایک خاص mind set تھا اور اُس وقت صدر ایوب خان کی ایک intention تھی۔انہوں نے بی ڈی ممبران create کئے اور ان کے ذریعے اپنی legitimacy demand کی۔Franchise of vote نہ ہوئی، عام آدمی کو ووٹ کا حق نہ دیا گیا بلکہ انہی بی ڈی ممبران کے ذریعے صوبائی legislatures، قومی اسمبلی اور Presidential election کو conduct کروایا گیا۔اس کی جو نیت اور منشا تھی وہ ہمارے سامنے آ گئی اور وقت نے اس کو ثابت بھی کر دیا۔اُس وقت صدر ایوب خان نے ایک تقریر کی تھی جس کو notorious speech کہا جا سکتا ہے جس کا بعد میں آنے والے وقتوں نے تعین کیا کہ ان کے سوچنے کا انداز غلط تھا۔اُس وقت جنرل ایوب خان نے یہ کہا کہ "یہ آج ہم ایک جمہوریت کا خاکہ اپنے ملک میں لے کر آ رہے ہیں۔ ہمیں اپنی intelligence اور اپنے لوگوں کی ضروریات کے مطابق device system کرنا چاہئے نہ کہ کسی adopted system کو لینا چاہئے۔ہمیں Western Democracy کی طرف دیکھنا ہے، ہندوستان اور نہ ہی برطانیہ کی مثال لینی چاہئے۔ہم

ایک ایسا نظام دیں گے جو indigenous ہو گا۔ وہ ہم اپنے طور پر create کریں گے اور وہ ہمارے لوگوں کی tailor-made ضرورتوں کو پورا کرے گا۔" یہ ان کی speech on record ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد 1979 میں جنرل ضیاء الحق نے اپنے ایک Proclamation Order میں لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کا قانون دیا اور اس پر الیکشن conduct کروائے گئے۔ اس کا بھی مدعا سامنے تھا۔ جنرل ایوب بھی ایک ریفرنڈم کرانا چاہتے تھے۔ اس میں مماثلت یہ ہے کہ جب یہ dictators کوئی لوکل باڈی کا قانون دیتے ہیں تو اس کے پیچھے ایک خاص سوچ کارفرما ہوتی ہے۔ جنرل ایوب نے بھی ایک ریفرنڈم کرایا جو کہ ایک shame referendum تھا۔ جنرل ضیاء الحق نے بھی 1984 میں ایک shame referendum کرایا اور پھر 2001 میں جنرل مشرف آ گئے۔ انہوں نے بھی Local Government Laws کو تھوڑا سا ایک step آگے لے جانے کا عندیہ دیا اور کہا کہ میں District Governments formulate کروں گا۔ اس کے لئے انہوں نے این آر بی کا چیئرمین جنرل تنویر نقوی کو بنایا۔ این آر بی نے اس کے اوپر بڑی لمبی چوڑی debates کروائیں۔ انہوں نے اس میں سوسائٹی کے تمام لوگوں، وکلاء کو involve کیا اور پھر ایک قانون سامنے لے کر آئے۔ لوکل گورنمنٹ کا جو قانون 2001 میں آیا اس نے پچھلے دو قوانین کی ہیئت کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا۔ اس نے Local Governments کو District Governments کا نام دیا۔ ناظم اور نائب ناظم کی صورت میں academically ایک بااختیار آفس سامنے رکھا لیکن financial powers devolve نہ کیں۔ اس کے پیچھے ان کی بھی ایک منشا تھی اور اس کے پیچھے بھی ایک ایسی سوچ کارفرما تھی کہ کسی طرح سے مجھے legitimacy ملے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے تینوں فوجی حکمرانوں جنرل ایوب خان، جنرل ضیاء الحق اور جنرل پرویز مشرف نے local bodies کے laws کا سہارا لیا اور تینوں نے تین مختلف قوانین دیئے۔ Basic Democracies, 1959 کا قانون مکمل طور پر علیحدہ ہے۔ 1979 والا لوکل گورنمنٹ کا law مکمل طور پر الگ اور 2001 کا ضلعی حکومتوں کا قانون ایک بالکل نئے نظام کے طور پر سامنے لایا گیا۔ اب اگر آپ ایک تقابلی جائزہ لیں تو جو قوانین West میں رائج ہیں چاہے وہ Los Angeles کی District Governments یا City Governments ہوں، چاہے وہ انگلینڈ کی Borough Councils کا قانون ہو اور چاہے وہ سری لنکا کا قانون ہو وہ 2001 کے ضلعی حکومتوں کے قانون سے بالکل مختلف ہیں۔ یہ 2001 کا ضلعی حکومتوں کا قانون قدرے مفصل تھا۔ اس میں بہت ساری تفصیلات دے دی گئیں۔ اس میں Municipal services کی

definitions کو بڑا واضح کیا گیا۔ وہ ان قوانین کو جن کے ذریعے نیچے تک empowerment ہوتی ہے سامنے تو لائے لیکن اس میں بھی بدنیتی کارفرما تھی اور وہ اختیارات نیچے تک منتقل نہ کئے گئے یعنی financial powers devolve نہ کی گئیں۔ جب کسی بُری نیت کے ساتھ کوئی کام کیا جاتا ہے، جب اپنی legitimacy تلاش کرنے کے لئے فوجی ڈکٹیٹر Basic Democracies, Local Governments or District Governments کا سہارا لے کر referendums کروائیں گے تو اس کے نتیجے میں confusion create ہو گی۔ صفحے پر چاہے جتنے مرضی اچھے الفاظ لکھ دیں لیکن عملی طور پر وہاں پر ایک confusion create ہو گی۔ 2001 کے قانون کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہاں پر ایک confusion create ہوئی۔ وہاں پر یہ confusion create ہوئی کہ Revenue Authorities کیسے کام کریں گی؟ دس پندرہ سال تک نہ صرف صوبہ پنجاب بلکہ پورا پاکستان ایک مخمصے کا شکار رہا اور اس کے نتیجے میں ایک utter confusion پھیلی رہی۔ جب سیاسی حکومت آئی تو اس نے اس سارے پروگرام کو rollback کر کے ایک اچھا اور مربوط نظام دینے کی کوشش کی اور اب Punjab Local Government Bill, 2013 آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ تینوں قوانین کتاب پر تو بہت اچھے لگے لیکن جب نیت سامنے آئی تو پتا چلا کہ یہ District Governments کے نام پر ایک فراڈ کر کے اپنی legitimacy تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اب اس موجودہ Bill میں پانچ بڑے important points ہیں۔ پہلا point یہ ہے کہ آپ دیہات کی سطح پر پنچایت سسٹم رائج کرنا چاہتے ہیں۔ ذرا تصور کیجئے اور آپ اس کا ایک picturesque لیں۔ آپ دیہات کی سطح پر پنچایت کا نظام لانا چاہتے ہیں اور اس کا اختیار یونین کونسل کو دے رہے ہیں۔ آٹھ یا دس دیہات پر مشتمل ایک یونین کونسل ہو گی جس کو Village Council کا نام دیا جا رہا ہے تو اس Village Council کے اندر سے ایک پارٹی جیت کر آئے گی۔ چیئرمین اور وائس چیئرمین direct ووٹ لے کر آئیں گے۔ پنچایت کونسل یا مصالحتی انجمن کی نامزدگی کا اختیار یونین کونسل کے پاس ہو گا اور میرے نزدیک یہ ایک flaw ہے۔ جب یہ قانون عملی طور پر on ground جائے گا تو اپنے ثمرات نہیں چھوڑ سکے گا۔ ہندوستان میں Village Council کا ایک رائج طریق کار ہے۔ ہندی زبانی میں "پنچ" Head کو کہتے ہیں تو پنچ سے پنچایت اخذ ہوا اور اس پنچایت کا Head ایک elected بندہ ہوتا ہے۔ اس گاؤں یا دیہات کے لوگ اس کو ووٹ کے ذریعے منتخب کرتے ہیں اور اس کے پاس اختیارات ہوتے ہیں۔ ان کی C.R.P.C اور Penal Code کے اندر یہ

provided ہے کہ جو small track cases ہوں گے ان کو یہ سنیں گے۔ وہاں پر تین tracks کام کرتے ہیں۔ کچھ offences directly قابل دست اندازی پولیس ہوتے ہیں جیسا کہ ہماری P.P.C کے اندر ہیں۔ اس وقت ہم جو قانون بنا رہے ہیں اس میں یہ ایک بڑا اچھا اور زبردست idea ہے۔ میں بالکل اس کے حق میں ہوں کہ پنچایت کا revival ہونا چاہئے کیونکہ پنچایت بہت سارے معاملات کو دیہات کی سطح پر طے کر دیتی ہے۔ پنچایت ایک ایسی باڈی ہوتی ہے جس کے اوپر سب کا اعتماد ہوتا ہے اور اگر وہ پنچایت وہاں پر effective نہ ہو سکی تو پانچ یا سات سال کے بعد ہم اس چیز کو ضرور بھگتیں گے کہ ہمارے پاس یہ موقع تھا لیکن ہم نے اس flaw کو دُور نہیں کیا۔ یہ ڈکٹیٹر کا آرڈیننس نہیں ہے۔ اگر ہم پوری دیانتداری کے ساتھ اس لوکل گورنمنٹ کے قانون میں صرف اس point کو سامنے رکھتے ہیں کہ ہم نے اپنے لوگوں کے لئے deliverance دینی ہے تو پھر ہم پنچایت select نہیں بلکہ elect کرنے کا سسٹم بنائیں۔ وہاں پر کہیں ایسا نہ ہو کہ جو چیئرمین اور وائس چیئرمین اس Village Council سے منتخب ہو کر جائیں تو وہ پارٹی ازم کی بنیاد پر، کسی prejudice یا nepotism کی بنیاد پر اپنی پنچایت کونسل کو select کرنے لگیں۔ یہ الیکشن کا طریق کار ایک مروجہ نظام ہے اور اس پر سب کا اعتماد بھی ہے تو میری درخواست ہو گی کہ اس قانون میں اس چیز کو ضرور شامل کیا جائے یا اس کو سامنے رکھا جائے۔

جناب سپیکر! دوسرا آپ نے یونین کونسل کی سطح پر چیئرمین اور وائس چیئرمین کے انتخاب کو direct basis پر کر دیا ہے۔ اب دیکھیں، یہ آپ کا جو صوبائی اسمبلی پنجاب کا ایوان ہے یہ لوگوں سے direct ووٹ لے کر elect ہو کر آتا ہے اور اس کے پاس یہ اختیار ہوتا ہے کہ اپنا Leader of the House elect کرے۔ اچھا قانون ہے لیکن سیاسی اعتبار سے جب اس ملک کے اندر پارلیمانی نظام موجود ہو گا اور نچلے یا تیسرے tier کے اندر جب آپ پوری نیک نیتی کے ساتھ عوام کو deliverance دینے کے لئے جا رہے ہیں تو کوئی کہیں پر سیاسی بد دیانتی نہ ہو جائے۔ جب قومی اسمبلی کے پاس اپنا Leader of the House منتخب کرنے کا اختیار ہے اور جب صوبائی اسمبلی کے پاس اپنا Leader of the House منتخب کرنے کا اختیار ہے تو وہ باڈی جس نے دیہات کے لوگوں کی صحت و صفائی کا خیال رکھنا ہے، وہ باڈی جس نے دیہات کے اندر پنچایت کا نظام بحال کرنا ہے، وہ باڈی جو آپ کو تمام municipal services دے گی تو اس کے پاس بھی یہ اختیار ہونا چاہئے۔ یہ لوکل باڈیز atleast in line تو ہوں اور ان کے اندر political friction نہ آئے۔ یہ نہ ہو کہ direct ووٹ

لینے کے بعد آپ اس ایوان کو redundant کر دیں، اس ایوان کو بے معنی کر دیں، اس کی افادیت ختم ہو جائے اور وہ جنرل کونسلر جو کہ ہمارے اس سارے process کے اندر بنیادی رُکن ہو گا وہ عضو معطل کی طرح الیکشن کے بعد کسی کام کا نہ رہ جائے۔

جناب سپیکر! میری تیسری بات یہ ہے کہ Law Minister has done his level best. اور یہ تعریف کرنے والی بات نہیں ہے، انہوں نے عملی طور پر تمام اپوزیشن کو on board کیا، معزز ممبران کے لئے House open کیا کہ سپیشل کمیٹی کی میٹنگ ہے تو جن کے پاس جو تجاویز ہیں وہ لے کر وہاں پر آ جائیں۔ بہت سے دوست سپیشل کمیٹی کی میٹنگ میں گئے اور انہوں نے اپنی اپنی تجاویز دیں۔ ہم نے یونین کونسل کا جو structure بنایا وہ آپ کے سامنے ہے، اُس پر تھوڑا بہت ایک سیاسی بنیاد یا academic basis پر جو اختلافِ رائے آ سکتا ہے کہ آپ کے تینوں tier کے پاس اختیار موجود ہے کہ وہ اپنا Leader of the House بنائیں اور آپ جو بنیادی نظام بنا رہے ہیں اُس کے پاس وہ اختیار موجود نہیں ہے لیکن آپ ٹاؤن پر یہ اختیار دے رہے ہیں۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ ٹاؤن میں وارڈ بندی ہو گی۔ اُس وارڈ کے ذریعے جو جنرل کونسلرز منتخب ہوں گے اُن کے پاس یہ اختیار ہو گا کہ وہ اپنے چیئرمین کو منتخب کر سکیں۔ آپ نے اس میں یونین کونسل کا جو ایک یونٹ بنایا ہے اور ٹاؤن کمیٹی کا ایک یونٹ بنایا ہے تو عملی طور پر ان دونوں کے اندر جو فرق آئے گا وہ rural and urban کی اُس خلیج کو مزید بڑھائے گا۔ اب trend یہ ہے کہ ہم اس shadow سے باہر نہیں نکل سکیں گے۔ 2001 کے قانون کے اندر اگر بدنیتی نہ ہوتی، 2001 کے قانون کے ذریعے مشرف نے اگر اپنے لئے legitimacy تلاش نہ کر لی ہوتی تو میں آپ کے سامنے یہ استدعا کروں گا کہ وہاں پر جو confusion create ہوئی، وہاں پر لوگ پانچ سال تک دفاتر کے چکر لگاتے رہے، جب کمشنریٹ کو ختم کیا گیا، 150 سالہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹی کا نظام ختم کیا گیا، ڈپٹی کمشنر کا نظام ختم کیا گیا اور اُن لوگوں کی طرف سے ختم کیا گیا جو اس کے لئے trained تھے، equipped تھے اور نہ ہی انہوں نے proper home work کیا اور وہ صرف اخباری بیانات کی حد تک محدود رہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس لاء کے نتیجے میں ہم جو confusions remove کر سکتے ہیں، further کوئی ایسی ambiguity آئے کہ دس سال تک یہ صوبہ پنجاب پھر ایک نئی تجربہ گاہ بنا رہے اور جن عوام کے ووٹ کے ذریعے میں، آپ Leader of the House and Leader of the Opposition, even the Prime Minister جن کے ووٹ کے ذریعے سے منتخب ہو کر آتا ہے وہ دس سال تک پھر ایک ذلت کی چکی میں

پستے رہیں۔آپ کی بھی ذمہ داری ہے اور جو Bill lay کر رہے ہیں اُن کی بھی ذمہ داری ہے اور ہمارا کام آپ کے سامنے اس چیز کی نشاندہی کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میری اگلی استدعا یہ ہوگی کہ میٹروپولیٹن کارپوریشنز کا چوتھا tier ہے۔ میٹروپولیٹن کارپوریشنز میں وہی طریق کار ہے تو practically ہوگا کیا کہ جتنے شہر ہیں کیونکہ شہروں کے اندر آپ through ward system elect کر رہے ہیں یعنی شہروں کے اندر direct vote نہیں ہوگا۔ چیئرمین کا الیکشن indirect vote کے ساتھ ہوگا اور دیہات بھگتیں یعنی وہ direct vote کے ذریعے جائیں تو کم از کم اس خلیج کو کم کرنے کی کوشش کی جائے۔اس بل کے اندر powers and authorities کے حوالے سے جو کوشش کی گئی ہے یہ بڑی اہم بات ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پچھلے تین قوانین کا جو تجربہ اور نچوڑ تھا تو کوشش یہ کی گئی کہ میونسپل سروسز کے حوالے سے اور تمام وہ سروسز جو اُس کی align services ہوتی ہیں اور جو مقامی سطح پر ایک اچھا نظام حکومت دینے کے لئے دی جاسکتی ہیں اُس کے اوپر لاء منسٹر اور اُن کی ٹیم شاباش کی مستحق ہے کہ انہوں نے ایک بہت اچھا بل پیش کیا اور انشاء اللہ یہ مقامی سطح پر لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے مددگار اور معاون ثابت ہوگا۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ میں نے آپ کے سامنے تینوں ڈکٹیٹرز کے Local Government System کا جو تقابلی جائزہ پیش کیا جس میں تینوں ڈکٹیٹرز کی بدنیتی، تینوں ڈکٹیٹرز کی اپنے لئے legitimacy ڈھونڈنی اور ان 65 سالہ تاریخ کے اوراق پر یہ پہلا موقع ہے کہ آپ یہ طے کر سکتے ہیں کہ یہ وہ بل ہے جو آج پنجاب اسمبلی میں بھی آرہا ہے اور یہ ایک scrutiny line پر جائے گا۔یہی وہ بل ہے جو آج سندھ اسمبلی میں آرہا ہے اور وہ بھی scrutiny line کے اوپر جائے گا، یہی وہ بل ہے جو KPK کے اندر بھی آرہا ہے اور وہ بھی scrutiny line کے اوپر جائے گا تو یہاں پر وہ بنیادی باتیں طے ہونی چاہئیں کہ یہ انتخابات سیاسی بنیاد پر ہوں گے یا غیر سیاسی بنیاد پر ہوں گے، جماعتی بنیاد پر ہوں گے یا غیر جماعتی بنیاد پر ہوں گے۔ ممکن ہے کہ اس میں میری رائے biased ہو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میری constituency safe رہے، میرا vested interest ہے لیکن ان سب چیزوں سے بالاتر ہو کر across the board بات کرنا پڑے گی۔ میں اس پر اپنی پوری دیانتدارانہ رائے رکھتا ہوں کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس ملک کے اندر سیاسی نرسریاں مستحکم ہوں اور میں اپنے ذاتی مفادات کو پس پشت ڈال کر آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ اس بل

کو سیاسی بنیادوں پر endorse تو کر کے بھیجیں،party manifesto پر گلی گلی، دیہات دیہات ووٹ لینے کے لئے تو بھیجیں کہ میرے اندر یہ ڈر نہ ہو کہ پیپلز پارٹی آج جو میرے صوبے سے wipe ہو گئی ہے وہ اپنا symbol دے گی تو create ہو گا۔ آنے والا وقت اس بات کا ضرور تعین کرے گا کہ آپ کا یہ فیصلہ درست تھا اور میں یہ بات پوری دیانتداری کے ساتھ آپ کو کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میری آپ سے یہ بھی درخواست ہو گی کہ جب اس قانون کو عملی طور پر اس ایوان کے اندر lay کر دیا جائے گا تو اس کو تین حصوں میں bifurcate کر لیں۔Composition کا حصہ جو ہم کہہ رہے ہیں کہ urban and rural کی خلیج بڑھے گی اس کو kindly ذرا اپنی نظر میں رکھ لیں اور دیکھ لیں کہ اس خلیج کو کس طرح سے کم کیا جا سکتا ہے؟ براہِ کرم یہ اختیارات مقامی سطح پر devolve ہونے دیں۔ یہ جو Education and Health Authority کا concept ہے میں ایک طالب علم کی حیثیت سے ایک body corporate کی functioning سمجھتا ہوں اگر تو مطمع نظر یہ ہے کہ ان دونوں کے اختیارات صوبائی حکومت پر رہیں تو پھر اٹھارہویں ترمیم جس پر ہماری لیڈرشپ بھی اور باقی تمام سیاسی جماعتوں کی لیڈرشپ بھی committed تھی۔ اٹھارہویں ترمیم کے مطابق کیا ہوا ہے کہ وفاق نے اپنے اختیارات صوبوں کو دے دیئے تو اب ہماری بھی یہ خواہش ہے کہ یہ اختیارات صوبوں سے منتقل ہو کر نیچے چلے جائیں اور اس سے کسی قسم کی political authority میں کوئی compromise نہیں ہو گا۔ mind it کہ یہ چیز آپ کے credit میں جائے گی، اس حکومت کے credit میں جائے گی کہ جب آپ اپنے اختیارات کو نچلی سطح پر منتقل کریں گے تو جس پالیسی لائن پر چیف منسٹر پنجاب آج اپنی پوری political base camp کر کے بیٹھے ہیں وہ آج اس چکر میں نہیں ہیں کہ میں فلاں ایک ایم پی اے کے ذاتی اور انفرادی کاموں کو دیکھوں وہ اجتماعیت کی سوچ رکھتے ہیں، وہ پنجاب کی بہتری کا ایجنڈا لے کر چل رہے ہیں تو یہ جتنا نیچے devolve ہو گا اتنا چیف منسٹر کے لئے بہتر ہو گا، اس political party کے لئے بہتر ہو گا تو financial powers devolve ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر! کینوس پر ایک litmus test ہوتا ہے۔ میری صرف یہ استدعا ہو گی کہ اُن ڈکٹیٹروں نے جو قوانین دیئے، time prove کرے گا کہ پنجاب اسمبلی نے جو قانون پاس کیا وہ ان ordinances سے بہتر تھا تو اس کے اندر جو کمیاں کوتاہیاں ہیں ازراہِ کرم ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، حسن محمود صاحب ہیں؟۔۔۔موجود نہیں۔ملک تیمور مسعود صاحب!

ملک تیمور مسعود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ۔آج اور اس سے پہلے کافی دنوں سے پنجاب لوکل باڈیز بل کے اوپر بڑی پُر مغز تقاریر بھی ہوئیں، تجاویز بھی آئیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ ہم ایک ایسے بل کا حصہ بننے جا رہے ہیں جو حقیقی معنوں میں ایک جمہوری حکومت پیش کر رہی ہے۔ جیسا کہ میرے سے پہلے فاضل دوست نے نہایت ہی عمدہ باتیں کرتے ہوئے اس بات کی طرف روشنی بھی ڈالی کہ اس سے پہلے جتنے بھی لوکل گورنمنٹ سسٹم آئے کوئی شک نہیں کہ وہ تمام سسٹم آمروں نے پیش کئے اور اُن کے پیچھے جو بھی اُن کے عزائم یا جو بھی اُن کے personal interests تھے وہ اپنی جگہ لیکن یہ جو لوکل گورنمنٹ سسٹم پیش کیا جا رہا ہے جو کہ آرٹیکل A-140 کی رُو کے مطابق ہونا چاہئے اور جس میں حقیقی طور پر politically, administratively and financially ان local governments کو empower کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم جب اس بل کو پڑھتے ہیں اور اس کی گہرائی میں جاتے ہیں تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ اپنی اصل رُو سے بہت پیچھے ہے۔ جہاں تک political powers دینے کی بات ہے تو میرے دوستوں نے بھی یہاں پر بات کی، حکومتی بنچوں سے بھی یہ بات ہوئی کہ جب ہم خود آج منتخب ہو کر اس ایوان میں بیٹھے ہیں تو ہم ایک vision، ایک سوچ اور party manifesto کے ساتھ عوام کے پاس گئے ہم نے اپنے آپ کو اس manifesto کو سامنے رکھ کر اپنی اپنی پارٹیوں اور لیڈر شپ کے پیچھے لوگوں سے اعتماد حاصل کیا۔ آج ہر شخص اتنا سیاسی شعور رکھتا ہے اور وہ بہتر جانتا ہے کہ کس پارٹی اور لیڈر شپ میں وہ dynamic qualities ہیں جن کو follow کرنا چاہئے اور عوام میں سے ایسے نمائندوں کو آگے لے کر آنا چاہئے کہ جن کو political parties نامزد کرتی ہیں۔ ہم میں سے ہر شخص سیاسی شعور رکھنے کے باوجود بطور ممبر منتخب ہونے کے بعد اور parties lines کو follow کرتے ہوئے party manifesto کی بات کرتا ہے تو پھر جب ہم لوکل گورنمنٹ یا لوکل باڈیز کی بات کرتے ہیں تو کیوں ہم ان چیزوں سے چشم پوشی کرتے ہیں؟ یہاں خوشی اس بات کی ہے کہ گورنمنٹ نے اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلتے ہوئے Special Committee بنائی اور کوشش کی گئی کہ اتفاق کے ساتھ اس بل کو پیش کیا جائے لیکن Special Committee میں معزز وزیر قانون کی جانب سے جب یہ lame excuse دیا جاتا ہے کہ ہم اتنے چھوٹے level پر عام لوگوں کو political system کے اندر اور سیاسی طور پر ایک دوسرے سے لڑانا نہیں چاہتے اس لئے ہم غیر جماعتی بنیادوں

پر الیکشن کرانا چاہتے ہیں۔ میں اس پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج میڈیا کی awarenessاور جمہوریت کی مضبوطی کی وجہ سے لوگ political system پر یقین رکھتے ہیں۔اگر ایک گھر کے اندر پانچ افراد ہیں اور ان میں سے والد کسی ایک سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتا ہے، والدہ کسی اور سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتی ہے اور بچے بھی اپنی اپنی سوچ اور اپنے اپنے visionکے مطابق political ideology رکھتے ہیں تو اس چیز کو صرف یہ کہہ کر مسترد کر دینا کہ ہم نچلی سطح پر جماعتی بنیادوں پر الیکشن نہیں کرانا چاہتے تاکہ نچلی سطح پر لوگوں کے اندر اختلافات پیدا نہ ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی کوئی justification نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں ایک انسٹیٹیوٹ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا تو میں اپنے آپ کو سیاست سے دور رکھتا تھا اور بہت سے لوگ اپنے آپ کو سیاست سے دور رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم سیاست کو اچھی چیز نہیں سمجھتے تھے لیکن party manifestoکے مطابق لیڈر شپ کے پیچھے جا کر ہم نے اپنی سوچ کو بدلا، ہم اس visionکو آگے لے کر چلے کہ ہم اس ملک کی خدمت کرنا چاہتے ہیں، ہم اپنی لیڈر شپ کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں، ہم party lines اور party manifestoکے مطابق چلنا چاہتے ہیں اس لئے میں نے اس پارٹی کو joinکیا کہ جس کے visionاور لیڈر شپ کے ساتھ مجھے اتفاق تھا اور آج میرے حلقے کے عوام نے مجھے صرف اس party manifestoپر عمل کرنے کی وجہ سے اس ایوان میں بھیجا ہے۔آج میرے جیسے بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو نچلی سطح پر اپنے آپ کو سیاست کے میدان میں لانا چاہتے ہیں، جو عوام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں، جو احتساب کے طور پر اور اپنے آپ کو نمائندوں کے طور پر پیش کرنا چاہتے ہیں اور political party کا حصہ بن کر پیش کرنا چاہتے ہیں جب آپ non political party base election کرائیں گے تو آپ ان لوگوں کے راستوں کو بند کریں گے، آپ ان کی حوصلہ شکنی کریں گے اور آپ ان نرسریوں کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے کہ جن نرسریوں سے منجھے ہوئے سیاستدان پیدا ہوتے ہیں جو عوام کی خدمت کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں پُرزور درخواست کروں گا کہ یہاں پر بیٹھے ہوئے وہ تمام لوگ جو اس ایوان کا حصہ ہیں جو اپنے حلقہ کے عوام کے ووٹوں اور اعتماد سے اس ایوان کا حصہ ہیں۔آپ کم از کم مجھ جیسے ان تمام نوجوانوں کو موقع دیں اور ان کو سامنے لانے کے لئے، ان نرسریوں کو مضبوط کرنے کے لئے

جماعتی بنیادوں پر الیکشن کرائیں تاکہ جو حقیقی معنوں میں عوام کی خدمت کے لئے اور عوام کی نمائندگی کے لئے سامنے آنا چاہتے ہیں انہیں موقع ملے۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ یہاں پر ایک اور بات بھی کرنا چاہوں گا کہ آمروں کے دیئے ہوئے بلدیاتی نظام میں بہت سے flaws ہوں گے۔ آپ 1959، 1979 یا 2001 کے بلدیاتی نظام کو دیکھ لیں ان میں flaws ہوں گے لیکن ان کی جو اچھی باتیں ہیں ہمیں ان کا بھی ذکر کرنا چاہئے۔ آج ہمارے پاس اس بل کے تحت سوائے میونسپل سروسز کے کچھ نہیں، آج آپ مقامی نمائندوں کو اختیارات دے رہے ہیں تو صرف میونسپل سروسز فراہم کرنے کے دے رہے ہیں۔ آپ ان کو صرف ٹیوب لائٹس صحیح کرنے، سڑکوں کی صفائی یا نالیوں کی صفائی تک محدود کر رہے ہیں لیکن حقیقی اختیارات نہیں دیئے جا رہے۔ اس میں ایجوکیشن اور ہیلتھ پر کوئی توجہ نہیں دی جا رہی اور ایسی کمیٹیاں اور اتھارٹیاں قائم کی جا رہی ہیں جو ان پر ایک check رکھ سکیں گی یا ان کے معاملات میں مداخلت کریں گی تو ہم جب devolution کی بات کرتے ہیں، جب decentralization کی بات کرتے ہیں اور جب ہم اختیارات دینے کی بات کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے دلوں کو بڑا کرنا چاہئے اور ہمیں اپنی تمام تر powers اور اپنی ذمہ داریوں کو اپنے اوپر سے اُٹھا کر ان لوکل نمائندوں کے سروں پر رکھنا چاہئے جو ان عہدوں کے لئے بہتر اور معاملات کو چلانے میں زیادہ اہل سمجھے جاتے ہیں لہذا ان کی موجودگی میں ان کمیٹیوں کی کسی قسم کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ لوکل نمائندوں کے راستے میں رکاوٹیں ہیں کہ جو اپنے عوام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اور ان کے کام آنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طریقے سے financial powers کے حوالے سے بھی اس بل میں ambiguity ہے جس کی وجہ سے ان سے powers لی جا رہی ہیں۔ اس پر میں پوچھتا ہوں کہ جب یہاں پر مقامی سطح پر میونسپل کارپوریشنیں یا میٹروپولیٹن کارپوریشن اپنے resources اپنے حلقوں سے generate کر سکتی ہیں، جب وہ اپنے resources خود generate کر سکتی ہیں تو پھر ان کو وہ financial powers بھی دینی چاہئیں اور ان کو اتنے اختیارات دینے چاہئیں کہ وہ اپنے بجٹ کو خود منظور کر سکیں اس کے علاوہ کوئی ایسی financial authority نہیں ہونی چاہئے جو ان کے منظور شدہ بجٹ کو review کر سکے یا objection لگا سکے لہذا آئین پاکستان کے آرٹیکل 140-A کی جو اصل روح ہے جس میں financially, administratively and politically local bodies system کو empower کرنے کی ضرورت ہے۔ میری خواہش یہ ہو گی کہ آرٹیکل 140-A کے ان

تینوں حصوں کو اس کی اصل روح کے مطابق اس بل میں شامل کریں تاکہ ہم حقیقی معنوں میں یہ کہہ سکیں کہ ہم نے ایک ایسا بلدیاتی نظام دیا ہے جو آمروں کے نظام سے بہت بہتر ہے جو حقیقی معنوں میں ایک جمہوری نظام کا حصہ ہے اور جو حقیقی معنوں میں عوام کی خدمت کے لئے دیا گیا ہے۔بہت بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں نے پہلے rules suspend کرائے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے rules suspend کرنے کے حوالے سے ہی بات کرنی ہے۔ اگر آپ اجازت دے دیں تو میں نے ایک گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جس وقت suspension ہو رہی تھی تو اس وقت آپ کدھر تھے۔اب تو ایوان نے اجازت دے دی ہے۔

شیخ علاؤالدین: آپ نے اجازت دے دی ہے؟

جناب سپیکر: میں نے اجازت نہیں دی، ایوان نے دی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے ایوان میں کہا ہے تو ایوان نے اجازت دی ہے۔اگر آپ move نہ کرتے تو ایوان آپ کو کیوں اجازت کے لئے کہتا؟

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ابھی دیکھ رہا تھا کہ آج ہیلتھ سے متعلق سوالات تھے اور مسلسل۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اب آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ میری بات مان جائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر valid ہونا چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر valid ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! no doubt local bodies پر کتنے عرصہ سے بحث ہو رہی ہے اور پچھلا اجلاس بجٹ میں گزر گیا۔ آج میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ کیا کسی کو علم ہے کہ اربوں روپے کے دس cold rooms خریدے گئے جو خراب ہو گئے اور ان کی وجہ سے vaccines خراب ہوئیں۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جب اس کا time آئے گا تو بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات تو سنئے ناں!

جناب سپیکر: نہیں۔ شیخ صاحب! Rules suspended ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! عوام کے اتنے burning issues ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، Rules suspended ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ لوکل گورنمنٹ پر بحث ہو رہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں death of river Ravi پر تحریک التوائے کار لایا تھا جس پر آپ نے کہا تھا کہ ایوان میں اس پر بحث ہو گی لیکن اس پر بحث نہیں ہو سکی۔ میں کہتا ہوں کہ جو یہاں پر burning issues ہوتے ہیں کیا وہ یہاں پر discuss نہیں ہوں گے؟

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں اور مجھے کام کرنے دیں۔ آپ کی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کا کام کبھی نہیں روک سکتا۔

جناب سپیکر: میں آپ کو شاباش دیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: لیکن عوام کے جو معاملات ہیں وہ بھی یہاں آنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو شاباش دے دیتا ہوں۔ آپ کی مہربانی۔ اگلے مقرر جناب افتخار احمد صاحب ہیں۔ جی، بسم اللہ کریں۔

جناب افتخار احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں کل کے اجلاس میں تین بجے سے ایوان میں موجود رہا، پانچ بجے اجلاس شروع ہوااور معزز ممبران نے جو تجاویز دیں اُن کو note کیا لیکن میں پہلے کی گئی باتوں کو نہیں دہراؤں گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات نہ دہرائیں بلکہ اپنی بات کریں۔

جناب افتخار احمد: جی، میں اپنی بات کرتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں نے اپنی بات کے علاوہ ایک بات اور بھی کہنی ہے کہ اجلاس کا آغاز تلاوت کلامِ پاک سے ہوتا ہے جس کے لئے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ تلاوت کرنا فرض نہیں بلکہ تلاوت سننا فرض ہے لہذا میں پہلے اجلاس سے ہی دیکھ رہا ہوں کہ قاری صاحب تلاوت کر رہے ہوتے ہیں مگر ممبران آپس میں باتیں کر رہے ہوتے ہیں اور سرکاری اہلکاران بھی کام کاج میں مصروف رہتے ہیں لیکن تلاوت کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ اس پر عملدرآمد کروائیں۔

جناب سپیکر: جب قرآن پاک پڑھا جارہا ہو تو اس کو غور سے سنا جائے۔

جناب افتخار احمد: میں استدعا کر رہا ہوں کہ اس کے دوران باقی کام نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا سب مسلمانوں کو پتا ہے۔

جناب افتخار احمد: اگر پتا ہے تو عملدرآمد بھی کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، آپ آگے چلیں اور لوکل گورنمنٹ پر بات کریں۔

جناب افتخار احمد: جناب سپیکر! میں نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز 1979 میں بحیثیت کونسلر کیا۔ آج اگر میں اس ایوان میں موجود ہوں تو میں چیئرمین یونین کونسل، ناظم یونین کونسل اور ممبر ڈسٹرکٹ کونسل کا سفر طے کر کے آیا ہوں۔ میں نے یہ تجربات کئے اور دیکھے بھی ہیں۔ میں نے بہت سی باتیں یہاں سنی ہیں جن کو دہرانا مناسب نہیں ہے اور صرف تجاویز دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب افتخار احمد: جناب سپیکر! میری ذاتی رائے ہے کہ شہری اور دیہاتی کونسلوں کا علیحدہ علیحدہ نظام کیا جائے تو یہ مناسب رہے گا۔ ملک کے ہر خطے کے معروضی اور زمینی حقائق مختلف ہیں، ہر صوبہ کے مختلف ہیں اور تقریباً تمام اضلاع میں بھی ایسی صورتحال پائی جاتی ہے۔ دوسری بات جو یہاں پر زیر بحث لائی جا رہی ہے کہ آیا الیکشن جماعتی ہوں یا غیر جماعتی تو میں ہمیشہ غیر جماعتی الیکشن لڑ کر منتخب ہوتا رہا ہوں

لیکن میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر اگر ہوں گے تو یہ ملک کے مفاد میں بہترین کام ہوگا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ جماعتی بنیاد پر کہنا چاہتے ہیں؟

جناب افتخار احمد: جناب سپیکر! میں جماعتی بنیادوں پر چاہتا ہوں۔1985 میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات جو غیر جماعتی بنیادوں پر ہوئے اُس کے نتائج میں نے study کئے ہیں۔ مجھ سے زیادہ دانشور، پڑھے لکھے اور سلجھے ہوئے لوگ یہاں پر موجود ہیں اور میں ایک اَن پڑھ سا دیہاتی آدمی گاؤں میں رہتا ہوں لیکن اس میں سب سے بڑھ کر برائی جو اُبھر کر سامنے آئی وہ برادری ازم اور تعصبات تھے جس کے نقصانات ہمارے معاشرے پر ایسے ہوئے جو کہ منشائے الٰہی کے سراسر خلاف ہے۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ میں نے چند باتیں کرنی ہیں لہذا ایوان توجہ فرمائے۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

جناب افتخار احمد: جناب سپیکر! میں ایوان کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں اور آپ کی بات سن بھی رہا ہوں۔

جناب افتخار احمد: جناب سپیکر! اکثر میں نے یہ دیکھا ہے کہ جب کوئی بھی معزز ممبر بات کر رہا ہوتا ہے تو باقی لوگ سرگوشیاں کر رہے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ Order please, order in the House. یہ موبائل کن صاحب کا ہے جس سے disturbance ہو رہی ہے۔ افتخار صاحب! آپ کا تو نہیں ہے۔ Please carry on(نعرہ ہائے تحسین)

جناب افتخار احمد: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ غیر جماعتی انتخابات کا سب سے بڑا نقصان دیہی علاقوں میں ہے کیونکہ وہاں پر برادری کے منفی قسم کے تعصبات اُبھر کر سامنے آتے ہیں جو انصاف کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں، جہاں غریب کشی ہوتی ہے اور بے شمار مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ جب ہم جماعتوں کو مضبوط کریں گے تو برادری ازم کمزور ہوگا۔ یہ سارا ایوان جانتا ہے کہ ہم 1947 میں ہندوازم سے اسلام کی طرف آئے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا کسی کا مائیک چل رہا ہے؟ یہ موبائل کی آواز کدھر سے آ رہی ہے۔ افتخار صاحب! آپ کا موبائل تو نہیں چل رہا؟

جناب افتخار احمد: جناب سپیکر! میرے موبائل کی bell on نہیں ہے لیکن check کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر یہ چلتا ہوا ہو گا تو ضبط ہو جائے گا۔

جناب افتخار احمد: جناب سپیکر! یہ موبائل بند ہے لیکن پھر دوبارہ check کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اسے ذرا زور لگا کر بند کریں۔

جناب افتخار احمد: میں اسے side پر رکھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے میرے خیال میں موبائل بھی دور رکھے ہوئے ہیں۔

جناب افتخار احمد: سب کے پاس ہیں بلکہ لوگوں نے تین تین رکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آج معافی ہے لیکن آئندہ معافی نہیں ملے گی۔ Please carry on

جناب افتخار احمد: جناب سپیکر! ہم یہاں سب بیٹھے سماج کی بہتری کے لئے باتیں کرتے ہیں۔ ہم سب یہ توقع رکھتے ہیں کہ دوسرے عمل کریں اور اپنے حصے کا کام اس میں نہ ڈالیں۔ میں نے جیسے پہلے بھی گزارش کی کہ میں ایک چھوٹے سے قصبے کا رہنے والا ہوں اور بطور کونسلر جب میں خود اپنے ساتھ خاکروب کو لے کر نکلتا تھا تو میرا وہ قصبہ صاف ستھرا ہوتا تھا لیکن جب ایک ایم پی اے یا ایم این اے اپنے دفتر میں بیٹھ کر TMA کو آرڈر دیتا ہے تو مسائل وہیں کے وہیں رہ جاتے ہیں۔ میں پہلی بار ایم پی اے منتخب ہوا ہوں اور پہلی دفعہ ہی آپ کے سامنے گفتگو کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ماشاء اللہ آپ کو بہت مبارک ہو۔

جناب افتخار احمد: جناب سپیکر! میں نے اپنے شہر گجر خان میں ایک تجربہ کیا اور TMA والوں سے کہا کہ میرے ساتھ نکلیں ہم شہر کا visit کرتے ہیں۔ دکھ اس بات کا ہے کہ ہمارا بلدیاتی نظام قبل از تاریخ سے چلا آ رہا ہے اور انسان جب سے آیا ہے تو یہ نظام چل رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ بلدیاتی نظام چل رہا ہے۔

جناب افتخار احمد: جناب سپیکر! میں یہی کہہ رہا ہوں۔ اگر آپ میری پوری بات سنیں گے تو بات واضح ہو جائے گی۔ موہنجو داڑو کے کھنڈرات، اُن کی گلیاں اور نالیاں دیکھتے ہیں لیکن بد قسمتی اور افسوس سے مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ سوائے اسلام آباد، لاہور یا بڑے شہروں کے پھول نظر آتے ہیں تو خوشبو نظر آتی ہے۔ چھوٹے قصبات ہمارے اسی لوکل باڈی سسٹم کا ایک سبب ہیں جو کہ گندگی اور غلاظت کے ڈھیروں

میں بدل چکے ہیں۔ شاید موہنجو داڑو کا دَور ایسا نہ ہو گا۔ گزارش یہ ہے کہ اگر ان اداروں کو بااختیار بنائیں گے، فنڈز دیں گے، ذمہ داریاں ڈالیں گے اور ان پر احتساب ہو گا تو انشاء اللہ اس کے فوائد بھی ہماری آنے والی نسلیں اٹھائیں گی۔ ہم نے ماضی سے سیکھنا ہے، حال میں سوچنا ہے اور مستقبل کی بہتری کے لئے بات کرنی ہے۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں کہنا لیکن ان موجودہ حالات میں ایک کونسلر سے لے کر ایم پی اے تک کا سفر طے کرتے ہوئے جو میں نے study کیا ہے کہ ہر شخص اپنی ذمہ داری کو محسوس نہیں کرتا مگر دوسروں سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ کام کرے۔ میں اپنی بات ختم کرتے ہوئے یہی کہوں گا کہ میری ذاتی رائے میں انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں۔ دیہاتی یونین کونسلوں کے لئے یہ بات کی گئی تھی کہ خواتین کی تعداد بڑھائی جائے۔ میں گاؤں کا رہنے والا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے تو بات ختم کر لی تھی۔

جناب افتخار احمد: جناب سپیکر! میں ختم ہی کر رہا ہوں مگر ایک آخری بات رہ گئی ہے۔ دیہاتوں کی یونین کونسلوں میں اکثر یہ مسئلہ ہوتا ہے کہ اگر چار خواتین ڈھونڈنی ہوں تو نہیں ملتیں۔

جناب سپیکر: کیا چار؟

جناب افتخار احمد: جناب سپیکر اگر چار خواتین کو امیدوار بنانا ہو تو وہ امیدوار بننے پر تیار نہیں ہوتیں۔ شہروں میں پڑھے لکھے لوگ موجود ہیں، خواتین کی دلچسپی بھی ہے جو کام کرتی ہیں اور بہتر طور پر ان کا کام نظر بھی آتا ہے لیکن دیہات میں ہمارے لئے مسائل ذرا مختلف ہیں لہذا اس طرح کی تقسیم کو رہنے دیا جائے کیونکہ شہر اور دیہات کا معاملہ مختلف ہے۔ میں اسی بات کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں ابھی floor آصف صاحب کو دینے لگا ہوں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اسی لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ میری بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، کس سے متعلقہ ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہ بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ پہلے نہیں بولے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! مختصر سی بات ہے۔

جناب سپیکر: کسی اور کو بھی بات کرنے دیں۔ میں اب آپ کی بات نہیں سنوں گا کیونکہ اب آصف محمود صاحب کی باری ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! بڑی اہم بات ہے جو میں کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ان کو بولنے دیں۔ میں بعد میں آپ کی بات اپنے طور پر سن لوں گا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میری اتنی گزارش تھی کہ یہاں پر لاء ڈیپارٹمنٹ اور لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کا کوئی بھی بندہ موجود نہیں ہے حالانکہ یہاں اتنی اہم بحث چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: کون کہہ رہا ہے کہ حاضر نہیں ہیں؟ وہ موجود ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہاں تک کہ S.O level کا بھی کوئی بندہ موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ بیٹھے ہیں اور لکھ رہے ہیں۔ بڑی مہربانی۔ جی، آصف محمود صاحب!

جناب آصف محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ بل جو اسمبلی میں پیش کیا گیا اُس پر کافی معزز ممبران نے گفتگو کی، کافی تجاویز بھی سامنے آئیں اور بڑی detail میں بحث ہوئی لیکن چند ایک باتیں میں بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ آئین کے آرٹیکل 148A کے اوپر بڑا focus کیا گیا جس کے اندر devolution of powers grass root level تک ٹرانسفر کرنے کی بات کی گئی اور میرا خیال ہے کہ اس بلدیاتی ایکٹ کے اندر سب سے main اور major یہ ہے کہ 148(A) کو یہ conflict کر رہا ہے اور اپوزیشن کی طرف سے پیش کی گئیں تجاویز حکومت کو open handedly اور open mind کے ساتھ accept کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہاں پر جماعتی اور غیر جماعتی انتخابات کے متعلق بہت زیادہ کی گئی۔ میں آپ کو بتاؤں کہ جس طرح میں آج اس اسمبلی کے floor پر کھڑا ہوں تو اس الیکشن لڑنے سے پہلے میں نے شاید کبھی اپنا ووٹ استعمال نہیں کیا تھا۔ یہ ایک لیڈر کی سوچ اور vision تھی جس نے مجھے اس process کے اندر involve کیا اور اللہ پاک کے کرم سے میں آج اس floor پر کھڑا ہو کر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میرے خیال سے جماعتی الیکشن انتہائی ضروری ہیں تاکہ جماعتوں کو grass root level تک منظم کرنے کا موقع فراہم کیا جائے اور پارٹیوں کے منشور کے مطابق لوگوں کو بھی یہ موقع فراہم کیا جائے کہ وہ پارٹی منشور کو ووٹ دے سکیں کیونکہ کسی بھی علاقہ کے اندر grass root

level کے اوپر بڑے مسائل کو کونسلر اور ناظمین بہتر سمجھتے ہیں کیونکہ ان کا area ذرا کم ہوتا ہے اور ایم پی اے، ایم این اے کا area اتنا بڑا ہوتا ہے کہ وہ ہر مسئلے تک اور لوگوں کی ان تک access نہیں ہو سکتی جس کی وجہ سے کافی سارے مسائل ignore ہوتے ہیں تو میرے خیال سے جماعتی الیکشن کو فوقیت دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ حکمران جماعت کا تو مرکز اور پنجاب میں بڑا heavy mandate ہے اس لئے انہیں open handedly اسے accept کرنا چاہئے اور اس mandate کو accept کرنا چاہئے اور جماعتی بنیادوں پر الیکشن کرانا چاہیئں کیونکہ انہیں تو عوام نے پہلے ہی بڑا mandate دیا ہے اور انہیں اس حوالے سے کسی خوف اور خطرے کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! تیسری بات میں یہ کرنا چاہوں گا جو کہ ایک تجویز ہے اور شاید اس سے پہلے کسی نے نہ دی ہو کہ یونین کونسلوں کے اندر یوتھ کونسلر کی ایک سیٹ رکھی جائے جیسے کہ کسان کونسلر، خواتین کونسلر کی سیٹ رکھی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چاہے اس کی عمر 13 سال ہو؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ عمر کا تعین کرنے کے لئے یہاں پر بڑے seasoned لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جو بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں لیکن مجھ سے آپ پوچھتے ہیں تو 25 سے 35 سال کے درمیان ان کی عمر کی حد ہونی چاہئے تاکہ وہ نوجوانوں کے مسائل کو سن سکیں اور نوجوانوں کی نمائندگی یونین کونسل تک ہو۔ جیسا کہ آج تحریک انصاف نے initiative لیا اور 35 فیصد ٹکٹ نوجوانوں کو دیئے جس کے نتیجے میں یہاں پر میں کھڑا ہو کر حلقے کے نوجوانوں کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ نوجوانوں کو مثبت سرگرمیوں کی طرف مائل کرنے کی ضرورت ہے تو یوتھ کونسلر جس کا concept میں آپ کو دے رہا ہوں، یہ اپنے area کے اندر اور اپنی یونین کونسل کے ساتھ کمیونٹی سنٹر وغیرہ کوئی ایک چیز بنائے جس میں نوجوانوں کو مثبت سرگرمیوں کی طرف راغب کیا جائے۔ لیپ ٹاپ تو ہم دے رہے ہیں جس کا استعمال منفی بھی ہوتا ہے اور مثبت بھی ہے۔ کمیونٹی سنٹر میں physical activities کو promote کیا جائے، ہمارے علاقوں میں گراؤنڈز نہیں ہیں لہذا نوجوانوں کو گراؤنڈز کی سہولت فراہم کی جائے۔

جناب سپیکر! آخری بات میں یہ کرنا چاہوں گا کہ راولپنڈی جس ضلع سے میرا تعلق ہے وہ پورا سیلاب کے اندر ڈوبا ہوا ہے اس لئے مہربانی کر کے ایمرجنسی بنیادوں پر کوئی حکم صادر فرمائیں کہ وہاں پر

میڈیکل ریلیف کیمپ لگوائے جائیں اور لوگوں کو ادویات مہیا کر کے ان کی دادرسی کی جائے۔ بہت بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: راناثناء اللہ صاحب ابھی آتے ہیں تو میں ان سے اس بارے میں بات کروں گا۔ جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! پچھلے کئی دنوں سے لوکل گورنمنٹ بل پر بحث ہو رہی ہے---

جناب سپیکر: اس حوالے سے زیادہ criticism آپ پر ہو رہا ہے۔ اس سے آگے بات کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اسی حوالے سے میں نے گزارش کرنی تھی کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت نے بڑی ہی خوبصورت اور شاندار مثالیں قائم کی ہیں۔ اس دور میں کشمیر میں تحریک عدم اعتماد سے پیچھے ہٹ کر، بلوچستان میں اکثریت رکھتے ہوئے main stream میں لوگوں کو لانے کے لئے اپنی پارٹی کی حکمرانی کو پیچھے رکھ کر اور آج پنجاب اسمبلی کے اندر یہ تاریخی مباحثہ کروا کے بار بار اپوزیشن کو کھینچ کر لا رہے ہیں کہ وہ آئے اور اپنا version دے اور اپنے خیالات کا اظہار کرے۔ یہ بھی آج اس ایوان نے دیکھا ہے کہ وہاں جان چھڑائی جا رہی ہے لیکن یہاں موقع دیا جا رہا ہے تو یہ وہ خوبصورت مثال ہے جو پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں انشاء اللہ یاد رہے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بھی یاد دلانا چاہوں گا کہ آپ نے کل ایک استفسار کیا تھا کہ اگر آپ کی تجاویز مان لی جائیں تو پھر یہ بل متفقہ طور پر پاس ہو جائے تو یہ بھی اس اسمبلی کی روایت میں ایک اچھا اضافہ ہو جائے لیکن بد قسمتی کہ پیچھے سے گل صاحب کی تقریر کو بہانہ بنا لیا گیا حالانکہ چٹ دیکھی جا رہی تھی اور انہوں نے تو پیچھے سے ڈور ہلانے کی بات کی تھی۔ یہاں پر ڈور نظر آتی ہے یا نہیں لیکن پیچھے سے آنے والی چٹیں ضرور نظر آتی ہیں۔ اسے بہانہ بنا کر پھر وہی پارٹی منشور کی آڑ لے کر وہی مخالفت برائے مخالفت کا راگ الاپ دیا گیا۔ اس میں صرف ایک ہی بات ہے کہ اس ایوان کی اس خوبصورت مثال جو ہم قائم کرنے جا رہے ہیں، کو اپوزیشن own نہیں کرنا چاہ رہی۔ اس کے لئے ان کا وہی رویہ ہے جو فیض نے کہا ہے کہ:

جو تمہاری مان لیں ناصحا تو رہے گا دامن دل میں کیا
نہ کسی عدو کی عداوتیں نہ کسی شرم کی عنایتیں

جناب سپیکر! جس نظام جمہوریت کو ہم follow کر رہے ہیں اس نظام جمہوریت میں تو یہ بھی ہوتا ہے کہ اپوزیشن اور حکومتی بنچ مل کر بل پیش کرتے ہیں اور وہ بل پاس ہوتے ہیں تو پھر یہاں کیوں یہ تفریق کی جا رہی ہے؟ یہاں پر بھی آج ایک طرف اکثریتی رائے آ رہی ہے تو اسے مان لینے اور اچھی بات پر ساتھ دینے پر کوئی حرج نہیں ہے اس لئے اپوزیشن کے ممبران سے میری گزارش ہو گی کہ وہ اس نیت کے ساتھ کہ لوگوں کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پہلے assurance دلوائیں گے کہ آپ ان کی بات مانتے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! آپ نے یہ کل کہا تھا اور میں نے آپ کے اس استفسار کو۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے یہ سوال پوچھا تھا کہ اگر ایسا ہو جائے تو پھر۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سپیشل کمیٹی میں ان کی تجاویز لے لی گئی ہیں تو میری ان سے یہی گزارش ہے کہ:

لوگوں کے لئے سائے کے اسباب بنا دیں
جلتے ہوئے شہر میں چند پیڑ لگا دیں

جناب سپیکر! ہم جو کام کرنے جا رہے ہیں یہ تاریخ کا ایک سبق ہے تو اب میں 2001 کے نظام کی طرف آنا چاہتا ہوں جس کی اس ایوان میں بڑی بازگشت سنائی دی ہے جیسا کہ ملک محمد احمد خان صاحب نے بھی اس پر روشنی ڈالی ہے کہ یہ ایسا بل تھا جسے بار بار تحسین کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ شاید ان کے پیچھے کوئی ایسی بات جو ان کا ماضی ہے وہ انہیں یاد دلاتا ہے۔ 2001 کے ایکٹ میں کون سی ایسی خوبی تھی کہ جسے بار بار اس معزز ایوان میں دہرانے کی بات کی جاتی ہے؟ لوگوں کو ایک بڑا خوبصورت خواب دکھایا گیا تھا مگر عملی طور پر اس کے بنانے والوں نے اس کی ایسی شکل بگاڑی کہ جب وہ عملی طور پر بل آیا تو پہلے جو خواب دکھائے گئے تھے وہ بالکل اس کے برعکس تھا۔ کہا گیا کہ اس میں پچاس محکمے devolve ہوں گے، اس میں صرف گیارہ ای ڈی اوز آئیں گے، اس میں افسران کا خاتمہ ہو جائے گا، اس میں بچت ہو گی لیکن ہم نے عملی طور پر دیکھا کہ جب وہ بل بن کر آیا، اس کی عملی شکل سامنے آئی تو پھر جہاں ایک افسر ہوتا تھا وہاں چار چار افسر بیٹھے۔ جب ایک عام شہری کو کام کے لئے محکمے میں جانا پڑتا تھا تو پھر اس کو چار چار افسروں کے پاس چکر لگانا پڑے اور جو دس روپے میں کام ہوتا تھا وہ ایک ہزار روپے تک پہنچا۔ یہ اس نظام کی ہی بدولت تھا۔ میں خصوصی طور پر اس نظام کا victim ہوں، میرا ضلع

اس نظام کا victim ہے کہ اسی کی بدولت آج ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اندر ضلعی حکومت کے پاس پیسے ہیں اور نہ پنجاب حکومت اس کو own کرتی ہے۔ دو سال سے ہمارے ہسپتالوں میں دوائیاں تک نہیں خریدی گئیں اور بیوروکریسی جس کی طرف کل آپ نے بڑا ہمدردانہ اشارہ کیا تھا کہ یہ بیوروکریسی نہیں ہے، یہ افسر شاہی نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے بھائی ہیں۔ وہ جلاد بھی پاکستانی ہوتا ہے جو پھانسی دیتا ہے لیکن اس کی پاکستانیت سے انکار تو نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ہمارے معاشرے کا المیہ ہے اور پینسٹھ سال سے یہ لوگ اس نظام پر پنجے گاڑھ کر بیٹھے ہیں۔ ہمیں تو دو تین سال بعد یہاں سے آگے پیچھے کر دیا جاتا ہے لیکن یہ لوگ اصل اقتدار کے منبع پر قابض ہیں، اختیارات کے حامل ہیں اور یہی لوگ نظام چلا رہے ہیں۔ آج پھر جب ہم اس نظام کی بات کرتے ہیں تو اس نظام کا نام ہم نے rationalization and reorganization of the local government system رکھا ہے۔ مجھے تو کہیں نظر نہیں آتا کہ آپ نے اس نظام کو تبدیل کیا ہے۔ آپ نے ایک طرف ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے چیف ایگزیکٹو کا عہدہ واپس لے لیا ہے، ضلع ناظم ختم کر دیا ہے، ضلع چیئرمین بنا دیا ہے لیکن وہ ای ڈی اوز موجود ہیں، وہ ڈی سی اوز موجود ہیں اور وہی افسروں کی فوج ظفر موج موجود ہے۔ اس نظام کے اندر سے وہ سیڑھیاں اور bugs تو ختم کئے نہیں گئے تو پھر ہم یہ کیا کر رہے ہیں؟ اس لئے میری گزارش ہو گی کہ جب یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ ہم ضلعی نظام ختم کرنے جا رہے ہیں، ہم نیا نظام لانے جا رہے ہیں، پھر یہ ای ڈی اوز، ڈی سی اوز کیوں موجود ہیں، کیوں چار چار افسر موجود ہیں، یہ کیوں بچت نہیں کی جا رہی ہے اور یہ خزانے پر بوجھ کیوں لادھا جا رہا ہے؟ جو لوگ حقیقتاً نظام بناتے ہیں وہ اپنے بھائی بندوں کے لئے عہدے create کرتے ہیں، تو یہ عہدے create کئے جا رہے ہیں۔ ان کو اس بات سے کوئی غرض نہیں ہے کہ اس کا خزانے پر کتنا بوجھ پڑتا ہے اس لئے آج اس بل کے اندر بھی کہیں یہ ذکر نہیں ہے کہ افسروں کی یہ فوج ظفر موج ختم ہو گی، یہ اختیارات تقسیم ہوں گے اور یہ چیئرمینوں کو دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! اسی نظام کی بدولت ہمارے ضلع میں دو سال سے ٹھیکیداروں کو ادائیگیاں نہیں ہوئیں، ہسپتالوں کے جنریٹروں اور ایمبولینسوں کے لئے تیل نہیں ہے لیکن ڈی سی او ہاؤس کی دیواریں بھی بن رہی ہیں، ان کی تزئین و آرائش بھی ہو رہی ہے اور سارا کچھ ہو رہا ہے کیونکہ check and balance کا نظام موجود نہیں ہے۔ اگر مار پڑ رہی ہے تو عام شہری کو پڑ رہی ہے، عام ملازم کو پڑ رہی ہے، اس کو تنخواہ کا بل نہیں ملتا، اس کی چھٹی کا بل نہیں ملتا اور اس کے بقایاجات نہیں ملتے۔ پچھلے پانچ سال سے

ہم پیٹ پیٹ کر مر گئے، میں تو پہلی مرتبہ یہاں آیا ہوں اور ہم وہاں دو ماہ سے مسلسل رو رہے ہیں لیکن ہمیں یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ تو financial deficit ہے اس لئے اس کو address نہیں کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ باتیں گورنر صاحب کے نوٹس میں لائیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میاں رفیق صاحب میرے پاس بیٹھے ہیں ہر forum پر یہ بات لائی گئی ہے لیکن کوئی نہیں سنتا، وہ کہتے ہیں کہ ضلعی گورنمنٹ جانے اور اس کا کام جانے اس لئے اب یہ موقع ہے کہ اس کو پنجاب گورنمنٹ own کرے۔ میونسپل سروسز کا نظام آپ دے رہے ہیں اس لئے اس بات کو address کیا جائے اور درمیان میں سے جو پکھ لگائی گئی ہے اس کو ختم کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی ذرا اس کو wind up کریں اور لوکل گورنمنٹ پر بات کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اسی کی طرف آ رہا ہوں۔ جیسا کہ اس سے پہلے بھی جماعتی الیکشن کروانے کے حوالے سے بات ہوئی ہے تو میری یہ submission ہو گی کیونکہ میں جماعت کا نمائندہ ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: کس جماعت کا؟

جناب امجد علی جاوید: پی ایم ایل (این) کا۔

جناب سپیکر: اچھا، ٹھیک ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری یہ submission ہو گی کہ یہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر کروایا جائے۔ جب بھی آپ الیکشن میں جائیں گے تو لوگوں نے تقسیم ہونا ہے چاہے اس کو آپ جماعتی بنیادوں پر تقسیم کروالیں، ذات برادری کی بنیاد پر تقسیم کروالیں یا فرقہ واریت کی بنیاد پر تقسیم کروالیں الیکشن میں لوگوں نے تقسیم ہونا ہے۔ میرے سینئر میاں رفیق صاحب اکثر کہا کرتے ہیں کہ اگر ایک طرف آپ اللہ کی صندوقڑی رکھ دیں تو لوگوں نے کہنا ہے کہ کیونکہ اس گروپ نے اِدھر ووٹ ڈالے ہیں اس لئے ہم ان کے پیچھے اس میں ووٹ نہیں ڈالیں گے ہم علیحدہ صندوقڑی میں ووٹ ڈالیں گے۔ جب تقسیم کی یہ صورتحال ہو تو پھر فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ آپ برادریوں کی تقسیم چاہتے ہیں، فرقہ واریت کی تقسیم چاہتے ہیں یا سیاسی تقسیم چاہتے ہیں اس لئے اب ہمارے پاس موقع ہے کہ ہم اس تقسیم کا فیصلہ کر لیں کہ ہم نے کس چیز کو بڑھاوا دینا ہے، سیاسی جماعتوں کو دینا ہے، فرقہ واریت کو دینا ہے یا برادریوں کو دینا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!دوسری بات direct اور indirect election کی ہے۔آج جب ہم پینسٹھ سال کے بعد پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں تو ایک ہی بات ملتی ہے کہ ہمارے بلدیاتی سسٹم نے deliver کیوں نہیں کیا؟ جب آپ تقابل کرتے ہیں، جب آپ کامیاب نظاموں کی طرف دیکھتے ہیں تو ایک ہی چیز نظر آتی ہے کہ تمام ممالک کے بلدیاتی سسٹم میں چیئرمین کا direct election ہے اور indirect election کا کہیں سسٹم نہیں ہے۔یہ بڑی خوبصورت بات ہے کہ ہم نے یونین کونسل کی سطح پر اس کام کا آغاز کر دیا ہے۔اگر آج اس کو کچھ اور بڑھایا جائے،اگر پورا ممکن نہ ہو کیونکہ logic یہ پیش کی جاتی ہے کہ حلقہ بہت بڑا ہو جائے گا۔ابتدائی طور پر ہم میونسپل کمیٹی کو بڑھا کر وہاں تک لے آئیں کیونکہ کسی میونسپل کمیٹی کا حلقہ ایم پی اے سے بڑا نہیں ہے،ایم این اے سے بڑا نہیں ہے۔اگر اس کو وہاں تک بڑھالیا جائے کیونکہ عام طور پر دیکھا یہ گیا ہے کہ intellectual،وکلاء اور دوسرے لوگ کونسلر کی سطح پر آکر الیکشن لڑنا پسند نہیں کرتے۔اس طرح آپ کو ایسے لوگ میسر نہیں آسکتے جو اپنا وژن دے سکیں،جو لوگوں کو چلا سکیں اور جو بیوروکریسی کے ساتھ deal کر سکیں اس لئے جب آپ direct election میں جائیں گے تو ایک طرف خرید و فروخت کا باب بند ہو گا اور دوسری طرف اعلیٰ پائے کے لوگ میسر آئیں گے جو اس سسٹم کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ چلا سکیں گے اور deliver کر سکیں گے۔عوام کے لئے بھی،جماعت کے لئے بھی اور اس ملک کے لئے بھی۔

جناب والا!ایک اور سوال جس پر بات ہوتی رہی ہے کہ چیئرمین یونین کونسل direct elect ہو گا اور پھر وہ بلحاظ عہدہ ضلع کونسل کا ممبر بھی ہو گا۔یہ دونوں مختلف ایوان ہیں یونین کونسل کا اپنا دائرہ کار ہے اور ڈسٹرکٹ کونسل کا اپنا دائرہ کار ہے۔اس کے لئے جواز یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اگر اس کی نمائندگی ڈسٹرکٹ کونسل میں نہیں ہو گی تو پھر یونین کونسل فعال طریقے سے کام نہیں کر سکے گی۔اگر اسی کو جواز بنالیا جائے تو پھر کل کو ڈسٹرکٹ کونسل والے اور میونسپلٹی والے یہ کہیں گے کہ چونکہ ہمیں پنجاب حکومت فنڈ دیتی ہے تو پھر ہمیں بلحاظ عہدہ پنجاب اسمبلی کا ممبر بھی ہونا چاہئے اس لئے اس مثال کو پیش نظر نہ رکھا جائے،میں آپ کے انداز کو دیکھتے ہوئے دو تین پوائنٹ کے ساتھ اپنی speech کو wind up کرتا ہوں۔اس نظام میں میونسپل کمیٹی کی آبادی کے لحاظ سے ایک تجویز ہے کہ اس کو تیس ہزار سے پانچ لاکھ کی آبادی پر رکھا گیا ہے تو میری یہ submission ہو گی کہ اس کو تیس ہزار سے تین لاکھ کی آبادی تک رکھا جائے تاکہ تقریباً جو درمیانے درجے کے ضلع ہیں وہ میونسپل کمیٹی تک آجائیں اور اس کے بعد وہ میونسپل کارپوریشن میں چلے جائیں۔پچھلے سسٹم میں ایک بہت خوبصورت چیز

Citizen Community Board کا اضافہ تھا اور بہت جگہ پر سماجی خدمات کرنے والے لوگوں نے اس بورڈ کے ذریعے ایسی مثالیں سرانجام دی ہیں کہ وہ ماڈل کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں اس لئے میری submission ہو گی کہ اس نظام میں جو Citizen Community Board کا آئیڈیا ہے اس کو رکھا جائے کیونکہ جو ہمارا سماجی وجود ہے وہ اس طرح ہے کہ ہم لوگ سرکاری پراپرٹی کی حفاظت کرنے میں اتنا کردار ادا نہیں کرتے، اگر اس میں ہمارا اپنا حصہ شامل ہو گا تو ہم اس کو own کریں گے اور اس سے فائدہ حاصل ہو گا۔

جناب سپیکر! اس میں سب سے اہم بات پنچایت سسٹم کی ہے تو اس میں میری submission ہے کہ آج وہ وقت ہے کہ جب 1997 میں میاں صاحب نے یہ پنچایت کا آئیڈیا دیا تھا تو اس وقت کی عدلیہ نے اس کو روک لیا تھا لیکن آج اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے۔ پاکستان کی superior courts کہتی ہیں کہ پاکستان کی عدالتوں پر بوجھ ختم کرنے کے لئے نچلی سطح پر ایسا نظام متعارف کرایا جائے کہ لوگ مقامی جھگڑے وہاں نمٹا سکیں اور لوگوں کو انصاف مل سکے اس لئے یہ موقع ہے کہ ہم اس لائن کو follow کرتے ہوئے اس کو یونین کونسل کے انتخاب کی حد تک نہ چھوڑیں بلکہ جیسے ایجوکیشن اتھارٹی اور ہیلتھ اتھارٹی قائم کی گئی ہے اسی طرح ضلع کے اندر ایک ایسی اتھارٹی بنائی جائے جو اس پورے نظام کو چلائے اور گاؤں کی سطح تک اس کو پھیلائے۔ جیسا کہ ہندوستان کے آئین کا CTC کا حوالہ دیا گیا ہے تو اسی طرح یہاں بھی یہ ممکن بنایا جائے کہ ہمارے قوانین میں ترمیم کر کے پنچایت کو اتنا بااختیار کیا جائے کہ لوگوں کے گلی محلے کے جھگڑے اور زمینوں کی جائیدادوں کی تقسیم کے جھگڑے حل کرے کیونکہ ہمارے ہاں یہ قول ہے کہ پنچایت کے اندر جھوٹ بولنا جرم ہے [**********] اس لئے اگر ہم چاہتے ہیں کہ انصاف کی بنیاد پر فیصلے ہوں، سچ کی بنیاد پر فیصلے ہوں اور لوگوں کو ریلیف ملے تو پھر یہ موقع ہے کہ ہم۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے عدالتوں کے بارے میں کچھ کہا ہے اس کو حذف کر دیا جائے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ talk of tone ہے۔ میری یہ submission ہو گی کہ اس نظام کو باقاعدہ پنچایت کے نظام سے systemize کیا جائے۔

جناب سپیکر: .my dear امجد صاحب! آپ کا بہت شکریہ

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب امجد علی جاوید جناب سپیکر!میں آخری بات کرنا چاہتا ہوں کہ میری Provincial Finance Commission کے حوالے سے گزارش ہے کہ براہ کرم اس کوempower کیا جائے۔ میں نے جو بات اپنے ضلع کے حوالے سے کی ہے اس قانون میں یہ طے کر دیا جائے کہ ہر ضلع کو آبادی کی بنیاد پر پیسے ملیں گے اور ڈویلپمنٹ گرانٹ ملے گی تاکہ کسی فرد واحد کے پاس یا کسی ادارے کے پاس یہ اختیار نہ ہو کہ وہ پسندیانہ پسند کی بنیاد پر اضلاع کو نظر انداز کر سکے۔اسی طرح اس کو نچلی سطح، ضلع تک بھی finance award کیا جائے تاکہ یونین کونسلوں کو بھی نظر انداز نہ کیا جا سکے۔ میں اپنی بات یہیں پر ختم کرتا ہوں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔.Thank you very much جی،احمد خان بھچر صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میں نےfloor ادھر دے دیا ہے۔اب ایسے بات نہیں ہو گی۔

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر!شکریہ۔آپ نے مجھے ٹائم دیا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ لوکل باڈی پر اتنی ساری بحث اور باتیں ہو چکی ہیں۔اس وقت مسودہ پر جو15 تاریخ کو سپیشل کمیٹی کا سیشن ہونا ہے اور اس میں ایک نیا مسودہ ہو گا کیونکہ میرے خیال میں جو مسودہ ہمیں دیا گیا ہے اس میں اخباری خبروں کی وجہ سے کافی تبدیلیاں آ چکی ہیں اور ہم بھی وہ پڑھ رہے ہیں لیکن اس کے باوجود میں نے پچھلی دفعہ بھی بات کی تھی اور کچھ گزارشات کی تھیں۔

جناب سپیکر!اب بھی میں کچھ گزارشات آپ کے توسط سے کروں گا۔سب سے پہلی بات یہ ہے کہ لوکل باڈی الیکشن جماعتی بنیاد پر ہونے پر بات ہو گئی ہے اور میں اس سے متفق ہوں۔ میں لمبی بات نہیں کروں گا کہ لوکل باڈی الیکشن کو جماعتی بنیاد پر ہی ہونا چاہئے۔اس میں کافی سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے۔ایک اور یہ بات ہے کہ جس طرح میرے ایک محترم بھائی نے1959 سے لے کر2001 تک mindset کی بات کی ہے تو جو ڈکٹیٹر بھی آتا ہے وہmindset کر کے ہی لوکل باڈی کو بناتا ہے کیونکہ اس نے اپنے بندوں سے کام لینا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر!پہلی دفعہ ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ ایک ایسا ادارہ جو کہ صوبے کا سب سے اعلیٰ ادارہ ہے وہ اس Bill کو بنانے جا رہا ہے اور اس کو پاس کرنے جا رہا ہے تو اس میں گزارشات یہ ہوں گی

کیونکہ میرا ایک دیہاتی علاقے سے تعلق ہے اور میں نے پہلے بھی یہ گزارشات کی تھیں، پنجابی میں ایک کہاوت ہے کہ "کرماں والے اسی اہدے ہور آں تے سمجھیدے ہور آں" گزارش یہ ہے کہ delimitation ایک ایسی بنیاد ہے کہ اگر یونین کونسل کی delimitation پر توجہ نہ دی گئی، کیونکہ کل ہمارے ایک معزز منسٹر کی باہر ایک پریس کانفرنس تھی اور میں ایک slide دیکھ رہا تھا کہ اس میں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ 10 سے 15 ہزار ووٹروں پر ایک یونین کونسل ہو گی اور جو slide ہمیں دکھائی گئی تھی اس میں 20 سے 25 ہزار آبادی کی ایک یونین کونسل بتائی گئی تھی۔ میری یہ پہلے بھی ایک تجویز تھی کہ 1997 میں ایک مردم شماری ہوئی تھی اور اس کے بعد مردم شماری نہیں ہوئی۔ ایک delimitation میں شق تھی جو اب بھی موجود ہے کہ revenue state delimitation میں نہیں ٹوٹ سکتی۔ آپ کا دیہات سے کافی واسطہ پڑا ہے، آپ بھی دیہاتی ہیں اور ہم بھی دیہاتی ہیں۔ آج بھی revenue state 15 ہزار ایکڑ کی ہے اور ایک revenue state 5 ہزار ایکڑ کی بھی ہے۔ اگر ایک یونین کونسل کا ایک ہیڈ کوارٹر ہے اگر آپ اس کا آخری village دیکھیں تو کم از کم میں اپنے ایریا کی بات کر سکتا ہوں کہ 10 سے 15 کلو میٹر دور یونین کونسل کا ہیڈ کوراٹر بنتا ہے تو اس میں میری یہ submission اور گزارش ہے کیونکہ ہماری مردم شماری تو ہوئی نہیں ہے، پہلے 2001 میں بھی 20 فیصد variation رکھی گئی تھی تو وہ 20 فیصد variation سے بڑھا کر 30 فیصد کر دی جائے اور یونین کونسل کی جو تعداد 25 ہزار ہے اس میں یہ 30 فیصد شامل کر کے یونین کونسل کو دو یونین کونسلوں میں تبدیل کر دیا جائے تو ہمارا جو خیال ہے کہ grass roots level تک لوگوں کو direct اختیار پہنچے تو وہ اس صورت میں ممکن ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ جو variation کا point کہہ رہے ہیں وہ note کریں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! اب جو ground reality ہے وہ یہ ہے کہ ایک یونین کونسل 1997 کی مردم شماری کے دوران 25 ہزار کی آبادی پر مشتمل تھی تو ground reality میں وہ یونین کونسل 40 سے 45 ہزار کی آبادی تک پہنچ چکی ہے۔ اس کو 15 سے 16 سال ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ایک آدمی 50 ہزار کی آبادی میں کونسلر کا الیکشن لڑے گا اور 10 سے 15 دیہات ہوں گے تو اس کے لئے وہ کافی مشکل میں پڑ جائے گا۔ ہم اس میں delimitation کو اس طریقے سے کریں کہ ایک پٹوار سرکل سے پہلے جو revenue state آتی ہے اس میں ہم یہ قدغن نہ لگائیں کہ آپ revenue state سے باہر نہیں جا سکتے۔ اگر within revenue state چالیس سے پنتالیس ہزار آبادی پر دو یونین کونسل

بن سکتی ہیں تو ان کو بنائیں اور اگر پٹوار سرکل میں داخل ہونا پڑے تو کوئی حرج نہیں۔ ہم نے لوگوں کو facilitate کرنا ہے اور ہم یہ چھوٹی چھوٹی قدغن نہ لگائیں جن کا انتظامی امور پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

جناب سپیکر! دوسری میں یہ گزارش کروں گا کہ ہیلتھ اتھارٹی اور ایجوکیشن اتھارٹی کو اس بل کے سیکشن 2، کلاز (U) میں آپ نے ان دونوں اتھارٹیز کو لوکل گورنمنٹ کا حصہ بنا دیا ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ جو electable ادارے ہوتے ہیں، لوکل گورنمنٹ ایک electable ادارہ ہو گا تو کیا electable ادارے میں non-electable persons کی چیئرمین اور وائس چیئرمین nomination ہو گی؟ یہ آئین کے آرٹیکل 140(A) کی رو کے منافی ہے اور یہ کسی طور پر بھی اس پر پورا نہیں اُترتا۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ حکومت پنجاب ہر ڈسٹرکٹ میں نئی اتھارٹیز ایک ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی اور دوسری ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی شروع کر رہی ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کو ختم کرنا چاہئے اور electable persons کو یہ ذمہ داری دینی چاہئے چاہے وہ آپ ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبران کو دیں، میونسپلٹی کے ممبران شامل کر لیں، چیئرمین میونسپلٹی شامل کر لیں۔ اس طرح یہ ہو گا کہ کم از کم electable members کے پاس کچھ نہ کچھ ہو گا اگر آپ ان پر اتھارٹیز بٹھا دیں گے تو میرا نہیں خیال کہ وہ کچھ بھی کر سکیں گے۔ میری آپ سے یہی گزارش ہو گی کہ electable members کو جتنا آپ grass root level پر لے کر آئیں گے تو اس سے ہماری نرسری بڑھے گی۔ اس میں مسلم لیگ (ن)، مسلم لیگ (ق) یا پی ٹی آئی کا کوئی concept نہیں ہے کہ کس کو فائدہ پہنچ رہا ہے یا کس کو نقصان ہو رہا ہے؟ میں یونین کونسل کے نظام کا حصہ رہا ہوں۔ یونین کونسل کا جو ناظم ہوتا تھا اس کے پاس چالیس سے پچاس ہزار روپیہ ماہوار آتا تھا اس سے وہ بیس پچیس ہزار آبادی کو کس طرح facilitate کر سکتا تھا؟ اس لئے جو تحصیل کونسل ہوتی تھی اس میں جو میونسپل سروسز ہوتی تھی ہم ان سے رابطہ کرتے تھے وہ 20، 30 یا 40 فیصد فنڈ میونسپل سروسز ہمیں مہیا کرتی تھی کیونکہ اس وقت یہ فرق نہیں تھا کہ urban area کون سا ہے یا rural area کون سا ہے؟ اب چونکہ ٹاؤن کمیٹیاں ختم ہو چکی ہیں، آپ یونین کونسل سے direct میونسپلٹی میں آ رہے ہیں۔۔۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ جو تحصیل کونسل ہوتی تھی وہ ہمیں سروسز مہیا کرتی تھی تو اس وقت میری یہ گزارش ہے کہ ہر یونین کونسل کے لئے ایک علیحدہ فنڈ صرف میونسپل

سروسز کے لئے رکھا جائے کیونکہ یونین کونسل جو ہوں گی ان کے پاس میونسپل سروس کے لئے کوئی فنڈ نہیں ہو گا جو میں نے اس بل میں پڑھا ہے اس کے مطابق وہ ساری ڈسٹرکٹ کونسل کی طرف دیکھیں گی اور جو چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل ہو گا، اس کی مرضی ہو گی وہ اپنی یونین کونسل کو نوازے گا جس ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر کے پاس ہو گا ادھر وہی پوزیشن ہو گی کہ اپوزیشن والے کون ہیں اور ٹریژری بنچ والے کون ہیں۔ اس وجہ سے میں یہ گزارش کروں گا کہ ایک مخصوص رقم ہر یونین کونسل میں رکھنی چاہئے جو صرف ان کی میونسپل سروسز کے لئے ہو۔

جناب سپیکر! میں ایک اور گزارش کروں گا کہ اس وقت ہمارے جو حالات ہیں، ویسے یہ اس سے related نہیں ہے لیکن میں اسی طرف ہی آؤں گا کہ پنچایت سسٹم پر کافی بات ہوئی ہے، ہم پنچایت سسٹم کو پنجاب سے بالکل نہیں نکال سکتے ہم ایک تجربہ شروع کریں گے اس دفعہ کچھ بہتر حالات میں ہو گا اگلی دفعہ اس سے اچھے حالات میں ہو جائے گا۔ میں نے اس بل میں یہ بھی پڑھا ہے کہ پانچ لاکھ روپے تک کے لین دین کا معاملہ پنچایت میں چل سکتا ہے اس کو تھوڑا سا مزید refine کیا جائے کہ ایک گاؤں میں تھوڑے سے لوگ ہوتے ہیں جن کا پتا ہوتا ہے، ان کی اپنی پرائیویٹ پنچایت ہوتی ہے، جیسا کہ ہمارے علاقے میں بھی پنچایت ہے اس میں فیصلے ہوتے رہتے ہیں اور ان فیصلوں پر بہتر انداز میں عملدرآمد بھی ہوتا ہے تو اس میں یہ ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ اگر چیئرمین یونین کونسل، چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل، پنجاب گورنمنٹ یا جس طریقے سے بھی nomination ہونی ہے اس کا ایک criteria واضح کیا جائے۔ اس میں پسند یا ناپسند کی بات نہ کی جائے اس کا ایک criteria رکھا جائے کہ جو اس معیار پر پورا اُترتا ہو وہ اس پنچایت کا ممبر ہو گا جس طرح سینیٹ کے ممبر کے لئے شرط ہے کہ چالیس سال سے زائد عمر والا شخص سینیٹر بن سکتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس کے لئے باقاعدہ qualification ہوتی ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جی، میں بھی qualification کی بات کر رہا ہوں۔ اس میں ایک چیز یہ بھی رکھی جائے کہ یونین کونسل اور میونسپل کمیٹی کے درمیان ایک gap آنا ہے، یونین کونسل سے اگر آپ میونسپل کمیٹی کی طرف جائیں گے تو اس کے لئے آبادی غالباً پچاس ہزار سے پانچ لاکھ تک رکھی ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک بہت لمبا distance ہے، میں اس سلسلے میں suggestion دوں گا کہ ابھی میرے ایک معزز دوست تین لاکھ کا فرما رہے تھے لیکن میں آپ کو دو لاکھ کا کہوں گا، آپ ٹاؤن کمیٹی کو درمیان میں سے ختم کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! چونکہ ٹاؤن کمیٹیوں کو ہم درمیان میں سے ختم کر رہے ہیں کیونکہ اس وقت پہلے ایک ڈیڑھ لاکھ کی آبادی پر ٹاؤن کمیٹیاں ہوتی تھیں اس کے بعد پھر میونسپل کمیٹیاں ہوتی تھیں۔یونین کونسل سے ہم direct Municipal Corporations کی طرف جا رہے ہیں، اس طرح تو تحصیل کونسلیں بھی ختم ہو رہی ہیں۔اس میں کم از کم یہ ممکن نہیں ہو سکے گا کہ آپ درمیان میں دو لاکھ کی آبادی کو کس طرح سے consider کریں گے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ اس طرح سے کریں کہ ڈیڑھ سے دو لاکھ کی آبادی کو میونسپل کمیٹیوں میں شامل کروائیں چونکہ ٹاؤن کمیٹیاں ختم ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر! دوسرا میں آپ سے ایک اور گزارش کروں گا کہ اس وقت پنجاب حکومت میں جماعتی یا غیر جماعتی الیکشن کے بارے میں سوچا جا رہا ہے، میں آخر میں آپ سے یہی گزارش کروں گا اور آپ کے توسط سے پنجاب گورنمنٹ سے التماس کروں گا کہ ان الیکشن کو آپ خدارا جماعتی بنیادوں پر ہونے دیں عوام نے بھی آپ کو بڑا heavy mandate دیا ہے، ایسا نہ ہو کہ ایک دفعہ ہم پھر "بلے" پر جائیں اور آپ "شیر" کی طرف جائیں، وہاں پر آپ کے اور ہمارے صحت مندانہ مقابلے ہوں۔ بجائے اس کے کہ ہم برادری ازم کی طرف چلے جائیں، گل برادری، رانا برادری یا چودھری برادری اس base پر دوبارہ ہم 1985 کی طرف لوٹ جائیں تو یہ بہتر نہیں ہو گا۔اب اگر ہم نے ایک کام کو شروع کیا ہے تو اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہئے۔اس وقت اسمبلی میں جو تمام پارٹیاں نمایاں ہیں یہ سب محب وطن پارٹیاں ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب مل جل کر ایک اچھی نرسری لے کر آئیں گے اور جو تھوڑا بہت ابہام ہو گا وہ بھی ہم مل بیٹھ کر دور کر لیں گے۔اس کے علاوہ سپیشل کمیٹی سے بھی میری یہی گزارش ہے کہ جو ہم یہاں گزارش کرتے ہیں اس کی روح کو سمجھ کر اس طریقے سے اس بل کو پاس کریں کہ آئندہ آنے والی نسلیں یاد رکھیں کیونکہ اس بل نے ہماری اگلی نسلوں تک چلنا ہے۔ ہمارے ذمہ ایک کام لگ رہا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ اس کام کو بہتر انداز سے سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کو بھی بہتر سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ)!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔حاجی محمد الیاس انصاری!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔جناب ذوالفقار غوری!

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے لوکل گورنمنٹ بل پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا لیکن کچھ کہنے سے پیشتر میں اپنی طرف سےاور Christian community کی طرف سے تمام معزز ممبران اور عملہ صوبائی اسمبلی کو عیدالفطر کی بہت بہت مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر!میں ان تمام معزز ممبران کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے عید کارڈ بھیجے بلکہ میں ان کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ میں چند تجاویز لوکل گورنمنٹ بل کے سلسلے میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔پہلی بات تو یہ ہے کہ اس وقت جو مقامی حکومت کا بل لایا جارہا ہے اس میں میری تجویز یہ ہے کہ اس میں انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہیئں۔یہ اس لئے غیر جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہیئں کیونکہ اس طرح لوگوں کو بہت زیادہparticipation کا، شمولیت کا موقع ملے گا۔اس کے علاوہ ہماری کوئی بھی سیاسی جماعت ہے جب اس کے process سے لوگ آئیں گے تو بہت سے ممبران اُٹھ کھڑے ہوں گے اور سیاسی جماعتوں میں بھی مقابلہ شروع ہو جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ جن کو پارٹی کا ٹکٹ مل جاتا ہے وہ تو خوش ہو جاتے ہیں، وہ لوگ جن کو ٹکٹ نہیں ملتا وہ پارٹی کے لئے ناراضگی کا باعث بن جاتے ہیں اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ یہ الیکشن غیر جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہیئں۔اس کے بعد میں یونین کونسل سے متعلق بات کر رہا ہوں یہاں یہ شرط لگائی گئی ہے کہ اقلیتوں کا ایک نمائندہ ہونا چاہئے، اسی طرح سنا ہے کہ خواتین کی نمائندگی بھی ایک کی بجائے دو کر دی گئی ہے۔ میری بھی یہ گزارش ہے کہ اقلیتوں کے لئے بھی ایک کی بجائے دو سیٹیں کر دی جائیں۔اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ بل کے مسودے میں لکھا ہوا ہے کہ پانچ سو یا اس سے زیادہ ووٹرز ہوں تب اقلیتوں کا ممبر بن سکتا ہے۔اگر ہم پچھلے دور کی طرف جائیں، مثال کے طور پر میں سیالکوٹ کا رہنے والا ہوں، ضلع سیالکوٹ میں 124 یونین کونسلیں ہیں اور شہر سیالکوٹ کی 16 یونین کونسلیں ہیں۔اسی طرح 124 یونین کونسلوں میں ہی تمام ممبران یعنی عورتیں اور اقلیتیں شامل تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بعض گاؤں ایسے بھی دیکھے گئے ہیں جن میں ہماری آبادی بہت کم ہوتی ہے۔یہاں پر اس بل میں ایک قدغن لگادی گئی ہے کہ پانچ سو ووٹرز ہونے چاہیئں، میں یہ چاہوں گا اور میری یہ تجویز ہے کہ ووٹرز کی تعداد پانچ سو سے کم کر کے دو سو ووٹرز تک کر دی جائے۔ میں آپ کو اس کی مثال اس طرح سے دوں گا کہ ہمارے سیالکوٹ میں ایک چپڑال یونین کونسل

ہے وہاں پر یونین کونسل کے تقریباً چوبیس گاؤں ہیں لیکن ان چوبیس گاؤں میں کہیں اقلیتوں کے چار گھر ہیں کسی میں دس گھر ہیں، اس طرح یہ آبادی یا ووٹرز کم بن جاتے ہیں اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ ووٹرز کی تعداد پانچ سو سے کم کر کے دو سو کر دی جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو میونسپل کارپوریشن ہے اس میں اقلیتیوں کے لئے پانچ سیٹیں رکھی گئی ہیں اور یہ بھی قدغن لگا دی گئی ہے کہ ان کی تعداد اس سے زیادہ نہ ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ شہروں میں ہماری آبادی بہت زیادہ ہوتی ہے، مثال کے طور پر شہر سیالکوٹ میں تقریباً forty three thousand population Christian community کی ہے۔ اگر ہم پانچ سو کی بات کریں گے تو پھر پانچ ممبر اتنی بڑی آبادی کو کیسے کنٹرول کر سکتے ہیں؟ اس لئے میری یہ بھی تجویز ہے کہ ان کی تعداد پانچ سے زیادہ کی جائے تاکہ ہماری نمائندگی زیادہ سے زیادہ ہو سکے۔ یہ تو آپ سب کو پتا ہے کہ ہماری community کے جو مسائل ہیں وہ بہت زیادہ ہیں لیکن ہمارے وسائل بہت کم ہوتے ہیں، اس بات کو بھی مدنظر رکھا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ بات کروں گا کہ ہماری جو آبادی ہے اس کے متعلق خاص طور پر یونین کونسل کی سطح پر بات کی گئی ہے، ان کے جو مالی اور انتظامی اختیارات ہیں وہ بھی دینے چاہئیں، کہیں یہ نہ ہو کہ ان کو مالی اور انتظامی اختیارات حاصل نہ ہوں اور وہ ویسے ہی یونین کونسل میں بیٹھے ہوں۔ میں چونکہ grass root level سے یہاں تک پہنچا ہوں میں کونسلر بھی رہا ہوں، تحصیل کا ممبر بھی رہا ہوں اور اب خدا نے مجھے یہ موقع بخشا ہے کہ میں اس اسمبلی میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر اپنی community کی خدمت کر سکوں اس لئے میں یہ بھی چاہوں گا اور میری یہ تجویز ہے کہ ان کو مالی اور انتظامی امور میں اختیارات ہونے چاہئیں۔ میں یہ بات بھی کرتا چلوں کہ یہ جو مقامی حکومت بل ہے اس میں جو پنچایت کا تصور پیش کیا گیا ہے یہ بہت اچھی بات ہے، پنچایت ہونی چاہئے اور اس پنچایت میں جو ہمارے elected members ہوں گے وہ بھی آئیں اس کے علاوہ گاؤں میں جو معزز لوگ ہوتے ہیں جیسے نمبردار ہوتے ہیں، گاؤں میں وڈیرے ٹائپ لوگ بھی ہوتے ہیں ان کو بھی اس پنچایت میں لایا جائے تاکہ یہ پنچایت موثر کام کر سکے اور لوگوں کے کام وہیں پنچایت میں ہی ہو جائیں۔ ان کو تھانوں عدالتوں میں جانا ہی نہ پڑے اور پنچایت کے ذریعے ہی یہ فیصلے موثر ہو سکیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر ہیلتھ اور ایجوکیشن کے متعلق بات ہو رہی تھی، پورا پاکستان جانتا ہے کہ ہیلتھ اور ایجوکیشن دو ایسے ادارے ہیں جن میں ہماری Christian community کا بہت بڑا role ہے اور کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ میں یہ بھی چاہوں گا کہ جب یہ ہیلتھ اور ایجوکیشن کمیٹیاں

بنائی جائیں تو ان میں جو پڑھے لکھے لوگ ہیں،experienced آدمی ہیں جو knowledgeable آدمی ہیں ان کو شامل کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، آپ کی بہت مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ کو پہلے موقع دیا تھا لیکن آپ غیر حاضر ہو گئے تھے۔اب عباسی صاحب دوبارہ تشریف لے آئے ہیں۔ وزیر آبپاشی سے میں گزارش کروں گا کہ ان کی بات کو غور سے سنا جائے کیونکہ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر مختصر سی بات کرنی ہے۔اس کے بعد محترمہ نبیلہ حاکم علی خان نے بات کرنی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے راولپنڈی کے حالات کے متعلق توجہ دلانا چاہتا ہوں۔اس وقت تقریباً راولپنڈی کا 80 فیصد علاقہ پانچ سے سات فٹ پانی میں ڈوبا ہوا ہے اور اس وقت نالہ لئی کی جو موجودہ condition ہے 23 فٹ پانی نالہ لئی میں آ چکا ہے اور لوگ ایک ایسے عذاب میں پھنس گئے ہیں جس کا اس سے پہلے شاید ہمیں راولپنڈی والوں کو تجربہ نہیں تھا۔ یہ صرف ایک دن کی بارش کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ اس کا سبب وہ سالہا سال کی نااہلی، بدعنوانی، لاپروائی اور غیر ذمہ دارانہ رویہ ہے جو کہ راولپنڈی کی انتظامیہ کی طرف سے عوام کے ساتھ رکھا گیا ہے۔اس وقت تو واسا کا ایم ڈی بھی۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! اب انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے، اب ادھر سے جواب آنے دیں۔آپ تشریف رکھیں۔ وزیر صاحب! آپ اس کے لئے کچھ کر رہے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! میں اس کی تمام تفصیل بتا دیتا ہوں کہ وہاں کے مسائل کیا کیا ہیں؟ ان میں سے تین چار points انتہائی ضروری ہیں۔Murree Brewery کے علاقے میں پچیس تیس گھر ایسے ہیں جہاں پر اگر دو فٹ پانی اور آ گیا تو وہ دریا بُرد ہو جائیں گے۔اسی طرح اس وقت امر پورہ، آریاں محلہ، ملت کالونی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان علاقوں کی لسٹ وزیر موصوف کو provide کر دیں kindly time save کریں، بڑی مہربانی۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جس نالہ کا ذکر کیا ہے اس کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اس کے اندر encroachment ہے۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! نالہ لئی سے ہٹ کر پورا شہر پانی میں ڈوبا ہوا ہے۔صرف نالہ لئی کی بات نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ ادھر سے لاہور کب تشریف لائے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں ابھی بھی رابطے میں ہوں۔

جناب سپیکر: جو جو علاقے متاثر ہوئے ہیں آپ ان کی لسٹ منسٹر صاحب کو provide کر دیں۔مہربانی۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! یہ جس نالہ کی بات کر رہے ہیں اس کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ وہاں پر encroachment ہوئی ہے۔نالے کے جو قدرتی راستے ہیں لوگوں نے encroachment کر کے وہ بند کئے ہوئے ہیں جس وجہ سے پانی overflow کر جاتا ہے۔جب مون سون کی بارشیں ہوتی ہیں تو کافی کوشش کی جاتی ہے کہ لوگوں کو وہاں سے ہٹایا جائے لیکن اس کے باوجود وہ لوگ وہاں سے نہیں ہٹتے اور سارا سال ہی یہ پریکٹس رہتی ہے جس وقت لوگوں کو ہٹایا جاتا ہے تو پھر وہ دوبارہ اپنی جگہ پر واپس آ جاتے ہیں۔انشاء اللہ تعالیٰ ہم کوشش کریں گے کہ ان راستوں کو clear کرایا جائے تاکہ آئندہ یہ مسئلہ پیدا نہ ہو سکے۔اگر اس کے علاوہ کوئی اور معاملہ ہے یا کسی اور نالے کی بات کرتے ہیں تو یہ میرے ساتھ discuss کر لیں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ منسٹر صاحب سے علیحدہ ملاقات کر کے discuss کر لیں۔چونکہ اب ان کا ٹائم ہے مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب جو بات کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! ایسے نہیں۔آپ ادھر منسٹر صاحب کے پاس ایک منٹ کے لئے آ جائیں۔ میں آپ کو ان کے پاس بیٹھنے کی اجازت دیتا ہوں۔جی، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں سب سے پہلے یہ بات کروں گی کہ ہم کافی دنوں سے لوکل گورنمنٹ بل پر بحث کر رہے ہیں اور ہم سب اس کوشش میں ہیں کہ اس وقت ہمارے ملک کے جو حالات ہیں، جن مسائل میں ہماری عوام

گھری ہوئی ہے، مہنگائی کا جال ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ان مسائل اور ناگہانی آفات کے اندر گھری ہوئی عوام کے لئے اگر ہم اس وقت relief یا کسی صورت میں کوئی آسانی پیدا کر سکتے ہیں تو ہمارے پاس ایک یہ بھی موقع ہے کہ ہم اس صورت میں لوکل گورنمنٹ کا ایک اچھا سسٹم اور اچھا نظام لا کر ان کے حلقے میں local level پر ان کی وہ پریشانیاں اور مسائل جن کے لئے ان کو بارہا بہت سارے دروازے کھٹکھٹانے پڑتے ہیں، بہت سارے بیوروکریٹک آفیشلز کے پاس جانا پڑتا ہے۔اگر ہمارے پاس ایک اچھا نظام ہو جو ان کو اپنے دروازے پر، اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے ان کے بہت سارے ایسے مسائل جو بہت چھوٹی چھوٹی نوعیت کے ہوتے ہیں لیکن ان کے لئے اس لئے بڑے بن جاتے ہیں کہ ان کے لئے وہ فاصلے طے کرنا اور ان جگہوں پر پہنچنا بہت مشکل ہوتا ہے اس لئے ہم نے بہت باتیں کیں کہ اختیارات کی منتقلی نچلی سطح پر ہونی چاہئے۔میں خود بھی دو دفعہ ممبر ڈسٹرکٹ کونسل رہ چکی ہوں اس حوالے سے میرا خود بھی بہت experience ہے۔ میں نے سب سے پہلے یونین کونسل کے نظام میں قدم رکھا اس کے بعد ممبر ڈسٹرکٹ کونسل پھر چیئرپرسن تو میں نے یہ سارا process خود طے کیا ہے اس لئے مجھے پتا ہے کہ وہاں مقامی سطح پر کس طرح کے مسائل ہیں۔آپ بچے کی پیدائش پر جو رجسٹریشن کرانے جاتے ہیں یا موت کی رجسٹریشن کرانے جاتے ہیں تو ہر چیز کے لئے آپ کو کتنا تردد کرنا پڑتا ہے۔یہ ہم سب جانتے ہیں اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم ان چیزوں کو ممکن بنائیں کہ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے، اپنی locality میں رہتے ہوئے اپنے منتخب نمائندوں تک آپ کی approach کو آسان بنایا جائے۔

جناب سپیکر! ہماری ساری بحث اسی بات پر ہو رہی ہے کہ ہم اختیارات کی division کس طرح کرنا چاہتے ہیں۔لوکل گورنمنٹ بل پیش ہوا ہم سب نے دیکھا کہ اس کو roll کر کے پیش کیا گیا ہے اور اس میں کسی بات کی وضاحت نہیں کی گئی، کسی اختیار کی وضاحت نہیں کی گئی۔اگر کہیں اختیار دیا گیا ہے تو اس کے بعد گورنمنٹ کا اس پر اس طرح سے check رکھ دیا گیا ہے جو نظر آتا ہے کہ تمام اختیارات پنجاب گورنمنٹ خود استعمال کرے گی۔یہاں پر جن مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے repetition ہے لیکن میرا خیال ہے کہ وہی باتیں ہیں جو سب نے کی ہیں ہم سب کی یہی خواہش ہے اور ہم سب اس مقصد کے لئے یہاں پر آئے ہیں کہ ہم ایک comprehensive نظام کی تشکیل کر سکیں۔ بے شک جب ہم کسی بحث میں حصہ لیتے ہیں تو بحث کے بعد جو چیزیں سامنے آتی ہیں وہ ایک اچھے قانون کی بنیاد رکھنے کے لئے، اس کی افادیت کے لئے ہم سب کو اس میں موقع ملتا ہے کہ ہم اس میں participate کریں، اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔یہاں پر جو پیچیدہ پیچیدہ مسائل discuss ہوئے ان میں سب سے پہلی بات party

basis پر الیکشن کی ہوئی۔ میرے خیال میں یہ بات صرف اپوزیشن کی طرف سے نہیں ہوئی بلکہ حکومتی بنچوں سے بھی mostly لوگوں نے بات کی ہے۔ مجھے خود بھی موقع ملا اور میں نے سٹینڈنگ کمیٹی کی ایک دو میٹنگز attend کیں وہاں پر مجھے خوشی ہوئی کہ ہمارے بہت سارے حکومتی ممبران نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا کہ یہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں۔ میں بھی اسے recommend کروں گی، suggest کروں گی اور request کروں گی کہ یہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں نے شروع میں اختیارات کے حوالے سے بات کی تھی اسی کو آگے بڑھاؤں گی کہ جب ہم لوکل گورنمنٹ بل پڑھتے ہیں تو اس میں اختیارات کی وضاحت کہیں نہیں کی گئی۔ اس میں ہمارے آفیشلز اور منتخب نمائندوں کے کردار اور اختیارات کی وضاحت پوری طرح نہیں کی گئی۔ اگر یہ وضاحت کر دی جائے تو گورنمنٹ اور گورنمنٹ ملازمین کے clashes کافی حد تک کم کئے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح سے لوکل گورنمنٹ کا جو نظام ہے میں سمجھتی ہوں کہ اس کی locality میں جو اختیارات ہیں ان میں ٹیکس لگانے کا اختیار، اس کی وصولی کا اختیار اس کے بعد اس کی distribution بھی انتہائی ضروری ہے۔ خصوصی طور پر department level پر جیسے پرائمری ایجوکیشن ہے، صحت ہے، صاف پانی، سینی ٹیشن اور سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے لئے فنڈز کی ایک حد مقرر کی جانی چاہئے۔ جیسے ابھی میرے ایک بھائی نے بھی ذکر کیا کہ local level پر جب ہمیں فنڈز کی allocation ہو تو یونین کونسل level پر بھی یہ چیز ہونی چاہئے کہ ان کے بنیادی مسائل جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے ان کے حل کے لئے ایک رقم مختص کی جانی چاہئے جو direct یونین کونسلز میں جائے تاکہ وہ اپنے ان بنیادی مسائل کو خود حل کر سکیں۔

جناب سپیکر! ہمیشہ جب کوئی بات ہوتی ہے تو ہمیں کسی اور کے بنائے ہوئے قانون میں زیادہ خامیاں نظر آتی ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ان میں جو اچھی چیزیں ہوں انہیں ضرور مان لینا چاہئے۔ آرڈیننس 2001 میں سٹیزن کمیونٹی بورڈ کا ایک نظام تھا میں نے خود اپنا ایک بورڈر جسٹر ڈکرایا تھا اور اس کے ذریعے وہاں پر ایک دستکاری سکول اور فری ڈسپنسری بھی چلا رہی ہوں، ہم اس طرح سے کمیونٹی کو involve کر سکتے ہیں۔ جب آپ کی جیب سے پیسا جاتا ہے تو آپ کو اس کا احساس بھی زیادہ ہوتا ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح کے پراجیکٹس شروع کرنے سے، جب آپ کمیونٹی کو involve کرتے ہیں تو ان کو پتا ہوتا ہے کہ ہم نے اس کا خیال بھی رکھنا اور اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے کام بھی کرنا ہے۔ یہ ایک میچنگ گرانٹ ہوتی تھی جو 20 فیصد کمیونٹی سے اور 80 فیصد گورنمنٹ سے ملتی تھی اس کے

تحت آپ اپنے حلقوں میں چھوٹے چھوٹے منصوبے شروع کر سکتے تھے اور اس طرح کے منصوبوں کی بہت افادیت ہے۔ میں نے اپنے ایک منصوبے کا ذکر کیا ہے لیکن میں اپنے ضلع ساہیوال کی مثال ضرور دوں گی کہ ہمارے ساہیوال اور چیچہ وطنی سائیڈ تک کوئی پانچ سے چھ ڈی پی ایس level کے سکول سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے through بنے۔ میں اس بورڈ آف گورنرز کی بھی ممبر ہوں،اس میں ہمارے اپنے ہی لوگوں نے اپنی زمین میں سے کچھ ایکڑ دے دیئے۔ اس کے بعد میچنگ گرانٹ اور سٹیزن بورڈ کے through وہ سکول بنے۔ اب ان سکولوں میں جو بچے afford کر سکتے ہیں ان سے فیسیں لی جا رہی ہیں اور جو بچے afford نہیں کر سکتے لیکن اچھے اور ہونہار طالب علم ہیں تو ان کے لئے مفت تعلیم کے لئے بھی وہاں پر ایک کلاس شروع کی گئی ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہم سب کو یہ بات ضرور ذہن میں رکھنی چاہئے کہ جب بات ویلفیئر کی ہو، جب بات عوام کی بھلائی کی ہو، ایجوکیشن کی ہو تو ہم سب کو سب سے پہلے یہ قدم اٹھانا چاہئے اور اس کا حصہ بننا چاہئے۔ میں آپ کی وساطت سے ایوان کے تمام معزز ممبران سے یہ request کروں گی کہ سٹینڈنگ کمیٹی کے جو بھی ممبر ہیں وہ اپنی سفارشات میں اس چیز کو بھی شامل کریں تاکہ کمیونٹی کی involvement ہو۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں عوام کی جتنی زیادہ شمولیت ہو گی ہم اتنے ہی بہتر نتائج حاصل کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن اور ہیلتھ اتھارٹی پر بہت بات ہوئی۔ یہ اسی طرح ہی ہے کہ جب بجٹ کے موقع پر دانش سکولوں کی بات ہوتی تھی تو اُدھر سے ہمیں feel ہوتا تھا کہ سب کے منہ تھوڑے سے بن رہے ہیں۔ اس کو بار بار اس لئے discuss کیا جا رہا ہے کہ اگر آپ کے پاس محکمے موجود ہیں اور اگر آپ کے پاس منتخب teams موجود ہیں تو پھر authorities کی ضرورت کیا ہے؟ اس طرح تو پھر محکموں کی کارکردگی صفر ہو جائے گی اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے پاس کوئی اختیار نہیں رہے گا۔ اسی طرح منتخب نمائندوں کے پاس بھی کوئی اختیار ہے اور نہ ہی ارباب اختیار لوگ یہ اختیار دینا چاہتے ہیں۔ اس سے کیا intention ظاہر ہو رہی ہے ہمیں ان چیزوں کے بارے میں سوچنا چاہئے؟ میرا خیال ہے کہ یہ قابل فکر بات ہے کہ منتخب نمائندوں کو پیچھے چھوڑ کر authorities کو involve کریں یا ان کو زیادہ empower کریں۔ ہمیں اپنے نظام، عوام اور منتخب نمائندوں کو empower کرنا ہے۔ جب تک ہم اپنا نظام، اپنی حکومت اور اس کے اختیارات منتخب نمائندوں کو نہیں دیں گے تو اُس وقت تک بہتر نتائج حاصل نہیں کر سکیں گے۔ میں نے اپنی تقریر میں صرف خاص خاص چیزوں کو highlight کیا ہے تاکہ repetition نہ ہونے پائے۔

جناب سپیکر: جی، شاباش۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! ہم امید کرتے ہیں کہ جس طرح سے ایوان میں gesture show کیا جا رہا ہے کہ حزب اختلاف کی بہتر تجاویز کو اس Bill میں شامل کیا جائے گا تو میں امید کرتی ہوں کہ ہماری گزارشات اور تجاویز کو شامل کرتے ہوئے ایک جامع Bill منظور کیا جائے گا۔ میں اپنی تقریر کا اختتام اس شعر کے ساتھ کروں گی کہ:

منزلیں اُن کا مقدر کہ طلب ہے جن کو
بے طلب لوگ تو منزل سے گزر جاتے ہیں

ہم نے اپنی تجاویز دے دی ہیں لیکن اگر پھر بھی اس Bill کو amend کئے بغیر اسی طرح پاس کر دیا جاتا ہے تو پھر میں اس بارے میں یہ کہوں گی کہ "جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے"۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ محترمہ تمکین اختر نیازی صاحبہ!

محترمہ تمکین اختر نیازی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں Education and Health Authorities کے حوالے سے تجویز دینا چاہتی ہوں۔ یہ اچھی تجویز ہے کہ Health Authorities کو empower کیا جا رہا ہے تاکہ وہ اپنی policies کو successfully implement کر سکیں۔ میں elected ممبران پر مشتمل Standing Committee بنانے کی تجویز دوں گی تاکہ وہ اپنا ایک definite role play کر سکیں۔ جیسے پہلے District Health, Revenue and Education Officer appoint کئے جاتے ہیں اسی طرح سے سیکرٹری appoint کیا جائے۔ وہ ایک government servant ہو لیکن non-voting member ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! جہاں تک development, finance and planning کی بات ہے تو اس کو چیئرمین ضلع کونسل head کریں اور ڈپٹی کمشنر صاحبان اپنے پہلے role کے ساتھ voting member بھی ہوں اور وہ بطور سیکرٹری کام کریں۔ ادھر بھی Standing Committee بنائی جانی چاہئے۔ اس میں elected members شامل ہوں جو اپنا ایک definite role play کر سکیں اور ان کو یہ feel نہ ہو کہ ہمیں اس سے باہر رکھا گیا ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ development and

current budgetچیئرمین ضلع کونسل کیapprovalکے ساتھcounter signed by the Deputy Commissioner prevailکرنا چاہئے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں یہ سمجھتی ہوں کہcompetent professionalsکی ایکteam hireکر کے ادھرinductکرنی چاہئے جوpolicies implementکرنے کے لئے ان کی مدد کرے۔یہ ایک اچھی تجویز ہے اور اس پرimplementکرنے میں مجھے کوئی مشکل نظر نہیں آتی۔بہت شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یااللہ خیر۔جی،فرمائیں!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر!میں ایک اہم چیزpoint outکرنا چاہتی ہوں۔یہ معاملہ بچیوں کا ہے اور بہت ضروری ہے۔سانگلہ ہل سے تعلق رکھنی والی ایک بچی ناشکہ ذوالفقار نے لاہور بورڈ سے میٹرک کے امتحان میں1021نمبر لے کر اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!اس کو نوٹ کریں اور پھر وزیر تعلیم کے نوٹس میں یہ بات لائیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہی تھی کہ ناشکہ ذوالفقار نے1021نمبر لے کر اوّل پوزیشن حاصل کی ہے اور دوسری طرف سے.یکن ہاؤس سکول سسٹم ٹھوکر نیاز بیگ سے ایک لڑکے سرمد وقار ہاشمی نے بھی اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔دونوں بچوں کو پہلا انعام ملا لیکن بیرون ملک تعلیمی دورے کے لئے لڑکے سرمد وقار ہاشمی کو بھیج دیا گیا اور ناشکہ ذوالفقار کوignoreکر دیا گیا ہے۔ہم سب بہنیں جو اس وقت ایوان میں بیٹھی ہیں ناشکہ ذوالفقار کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتی ہیں اور یہ چاہتی ہیں کہ اس بچی کے ساتھ جو ناانصافی ہوئی ہے اس کا ازالہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ معاملہ آپ وزیر تعلیم کو بھیجیں۔رانا منور غوث صاحب!اب آپ گوہر افشانی فرمائیے گا۔ان کا مائیکonکریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر!1998میں لوکل گورنمنٹ کے الیکشن ہوئے تھے اور اُس وقت قائد محترم میاں محمد نواز شریف کی حکومت تھی۔اس وقت پوریstrength کے ساتھ لوکل گورنمنٹ اپنیperformanceدے رہی تھی اور پھر1999میں جمہوریت پر شب خون مارا گیا اور لوکل گورنمنٹ کے اداروں کو بھی توڑ دیا گیا۔اس کے بعد پھر ایک این آر بی بنائی گئی

جس نے پورے ملک کے سسٹم کو collapse کرنے کی کوشش کی تھی۔اس کے بعد پھر Local Government Ordinance, 2001 کے تحت الیکشن ہوئے۔اس وقت میں تحصیل ناظم منتخب ہوا۔ہمارے ضلع سرگودھا اور اس کی پانچوں تحصیلوں کے ناظم ڈکٹیٹر کی منشا کے خلاف منتخب ہو گئے۔جب ضلعی حکومتیں وجود میں آئیں اور تحصیل حکومتیں بنیں تو عوام کو دربدر ہونا پڑا کیونکہ اداروں کو توڑ مروڑ کر رکھ دیا گیا تھا۔اس وقت لوگوں کے مسائل اتنے گھمبیر ہو گئے تھے کہ ان کو پتا ہی نہیں تھا کہ ہم نے ڈی سی او، ضلع ناظم یا پھر کون سے ای ڈی او کے پاس جا کر اپنے مسائل پیش کرنے ہیں؟آج میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے لوکل گورنمنٹ کا ایک خوبصورت نظام بنا کر اسمبلی میں بھیجا ہے اور اس پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کے ہر ممبر کو موقع فراہم کیا ہے۔

جناب سپیکر!میں آپ کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ خندہ پیشانی سے ان معاملات کو سُن رہے ہیں اور نوٹ کر رہے ہیں۔اسی طرح ہماری Special Committee کے چیئرمین بھی اس بارے میں notes لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اُن کے ہاتھ میں پنسل اور نہ ہی اُن کے سامنے کاغذ ہے تو پھر وہ notes کس طرح لے رہے ہیں؟

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر!اس وقت میں یہ گواہی دے سکتا ہوں کہ جناب چیئرمین نے پنسل علامہ اقبال کی طرح اپنے منہ میں لی ہوئی ہے اور وہ notes لے رہے ہیں۔جمہوریت اور جمہوری اداروں کو مضبوط کرنے کے لئے لوکل گورنمنٹ کی نرسری اہم کردار ادا کرتی ہے۔بنیادی طور پر جمہوریت کو پروان چڑھانے کے لئے یہ ایک جمہوری ٹریننگ ہے جو کہ لوکل گورنمنٹ کے اداروں اور الیکشن سے لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ایوان میں بہت سے لوگوں نے یہ کہا کہ ہم لوکل گورنمنٹ کے اداروں سے استفادہ کرتے ہوئے اسمبلی تک پہنچے ہیں۔جب 2001 کے الیکشن میں یونین کونسل، تحصیلوں، ضلعی سطح پر ناظم اور نائب ناظم منتخب ہوئے تو اس سے grass root level پر لوگوں کو بہت فائدہ ہوا۔اس وقت بہت سی developments رونما ہوئیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اداروں کے نقصانات بھی ہوئے ہیں۔دس سال بعد اس کے جو negative points سامنے آئے وہ پوری دنیا نے دیکھے ہیں۔

جناب سپیکر!اس وقت اس Local Government Bill میں میونسپل کمیٹی کی حدود و قیود اور اس کے لئے جو آبادی کی شرط بتائی گئی ہے وہ 30ہزار سے لے کر 5لاکھ تک ہے۔آپ کے توسط سے گورنمنٹ پنجاب اور چیئرمین سپیشل کمیٹی سے میری یہ گزارش ہو گی کہ آبادی کی یہ حد 30ہزار سے لے کر 3لاکھ تک کی جائے کیونکہ ڈسٹرکٹ کی سطح کے شہروں کی آبادیاں اور تحصیلوں کے بڑے شہروں کی آبادیاں اس سے استفادہ کر سکیں۔آپ نے اس میں جو وارڈ بندی کا سسٹم رکھا ہے اُس کو میں appreciate کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!حکومت نے لوکل گورنمنٹ بل 2013 میں یونین کونسل کی آبادی کی جو شرح بتائی ہے میں اُس سے اتفاق نہیں کرتا۔ میری یہ تجویز ہے کہ 20 ہزار سے لے کر 30ہزار کی آبادی پر مشتمل یونین کونسل بنائی جائے کیونکہ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ اب چونکہ اس وقت آبادی بڑھ رہی ہے اور کافی عرصہ سے ہماری census declare نہیں ہوئی تو اگر حکومت 20ہزار سے لے کر 30ہزار کی آبادی پر مشتمل ایک یونین کونسل بنائے گی تو یقیناً وہی یونین کونسلز اپنی اصل شکل میں رونما ہوں گی جو پہلے سے بنی ہوئی ہیں۔ پچھلے ادوار میں ہمارے پٹوار سرکل کو break کیا جاتا رہا ہے لیکن اس لوکل گورنمنٹ بل میں یہ بتایا گیا ہے کہ پٹوار سرکل کو break نہیں کیا جائے گا۔اگر پٹوار سرکل کو break نہیں کیا جاتا تو بہتر طریقے سے یونین کونسل بن سکے گی۔

جناب سپیکر!اس وقت اس بل میں Village Council کا نظام رائج کرنے کے لئے جو تجویز آئی ہے تو میں اس بل کو پوری طرح سے study کرنے کے بعد اس کو پوری طرح سے endorse کرتا ہوں کہ یہ Village Council ہونی چاہئے، پنچایت ہونی چاہئے لیکن اُس پنچایت میں جو چیئرمین یونین کونسل ہو گا، جو چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل ہو گا، ڈپٹی کمشنر ہو گا اور اسسٹنٹ کمشنر ہو گا ان چار بندوں کی رائے ہونی چاہئے۔اگر آپ ایک خاص شخص کو اس میں بااختیار بنا دیں گے کہ وہ Village Council کے لوگوں کو nominate کرے تو اُس میں بہت سی ناانصافیاں ہوں گی۔اس پنچایت کو منتخب کرنے کے لئے ضلع کی سطح پر ایک چار رُکنی کمیٹی ہونی چاہئے جو ہر یونین کونسل میں Village Council Punchayat کو nominate کرے۔

جناب سپیکر!ضلع کونسل کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے دوبارہ سے ضلع کونسل کی بحالی پنجاب حکومت کا ایک قابل تحسین اقدام ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ضلع کونسل کو بحال کرنے سے ایک تو چیئرمین یونین کونسل کی دو جگہ پر نمائندگی ہو گی اس لئے یہ بہتر اقدام ہے۔دوسری بات یہ ہے

کہ ضلع کونسلوں کو جو پہلے توڑ مروڑ دیا گیا تھا تو اب ضلع کونسل بننے سے ضلع کے لوگوں کو ضلع میں نمائندگی ملے گی اور development کا بہتر طریق کار بنے گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں Education and Health Authority بنانے پر پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ انہوں نے اس چیز کو اس بل میں شامل کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کو تعلیم اور صحت کے مسائل کے حل کے لئے پورے پنجاب سے لاہور تک نہیں آنا پڑے گا بلکہ یہ مسائل ضلع کی سطح پر ہی انشاء اللہ resolve ہوں گے تو چیف منسٹر صاحب کا یہ ایک احسن اقدام ہے اور اس بل میں یہ ایک بہت بڑی خاصیت ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، سید علیم علی شاہ صاحب!۔۔۔ نہیں ہیں۔ جمیل حسن خان منج صاحب!

جناب جمیل حسن خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس بل کے اوپر کافی بحث ہو گئی کیونکہ کافی دنوں سے یہ سلسلہ چل رہا ہے اور اس پر بہت سی تجاویز آ رہی ہیں جن میں سے کچھ تجاویز قبول ہوں گی اور کچھ تجاویز قبول نہ ہوں گی۔ آج رانا محمد ارشد صاحب کہہ رہے تھے کہ وائس چیئرمین کو اختیارات دیئے جائیں تو مجھے تو اب تک یہ نظر نہیں آیا کہ چیئرمین کے پاس بھی کوئی اختیار ہے کیونکہ چیئرمین کو ہی بے اختیار رکھا گیا ہے تو وائس چیئرمین کو کیا اختیار ملے گا؟ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارا یہ لوکل گورنمنٹ سسٹم لوگوں کی فلاح کے لئے ہے۔ میں آپ کے سامنے ایک انتہائی اہم مسئلہ رکھتا ہوں اور آپ سمجھیں گے کہ شاید گڈ خان پولیس ایکٹ میں کوئی ترمیم کرانا چاہ رہا ہے۔ میں پولیس ایکٹ میں ترمیم نہیں کرانا چاہ رہا۔ یہ بات آپ کے علم میں ہو گی کیونکہ آپ بھی ماشاء اللہ الیکشن جیت کر آئے ہیں آپ کو community کا پتا ہے کہ کیا سسٹم چل رہا ہے۔ میں تھانے کے اندر "ناقابل دست اندازی پولیس جُرم" کے الفاظ سُن رہا ہوں۔ ہر آنے والی حکومت کہتی ہے کہ ہم غریبوں کو سستا انصاف فراہم کریں گے لیکن آج تک اس ملک کے اندر یہ نہیں سوچا گیا کہ "ناقابل دست اندازی پولیس جُرم" کے الفاظ کہاں سے آئے اور کدھر جائیں گے؟ انگریز لوگ برصغیر پر حکمرانی کرتے رہے انہوں نے اپنے لئے اور قانون بنایا اور ہمارے لئے اور قانون بنایا۔ وہ تو کہتے ہیں کہ اگر کسی کے منہ پر کوئی تھپڑ مار دے تو وہ "دست اندازی پولیس جُرم" ہے تو ہمارے لئے قانون یہ چل رہا ہے کہ کسی کے سر میں کلہاڑی مار دو اگر وہ کلہاڑی دو انچ تک سر کے اندر نہ جائے تو وہ "ناقابل دست اندازی پولیس جُرم" ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ

جب کسی آدمی کو گلی میں گھسیٹا جائے،اُس کو مارا جائے،اُس کے کپڑے پھاڑے جائیں یااُس کو بے عزت کیا جائے تو وہ معاملہ "دست اندازی پولیس جُرم" ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: اُس کے لئے اور دفعات ہیں اور جب کوئی کسی کو اس طرح سے گھسیٹتا ہے تو وہ دفعات اُسی وقت جاری ہو جاتی ہیں۔

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ پولیس کو اور اختیار دینا یا نہ دینا تو بعد کی بات ہے میں چاہوں گا کہ اُس آدمی کو عدالت میں جا کر وہاں سے آرڈر نہ لانا پڑے بلکہ یہ معاملہ یونین کونسل کے چیئرمین یا مصالحتی کمیٹی میں جائے اور پولیس اُن سے پوچھے کہ یہ معاملہ "قابل دست اندازی پولیس جُرم" ہے یا نہیں ہے؟ اس کا تعین منتخب نمائندے کریں کہ اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے یا نہیں ہوئی۔ اگر وہ بندہ عدالت میں جائے گا اور دس ہزار روپیہ خرچ کرے گا تو عدالت وہ معاملہ پھر پولیس کے پاس بھیجے گی کہ بتاؤ یہ معاملہ ٹھیک ہے یا غلط ہے؟ پورے پنجاب اور پورے پاکستان کے اندر یہ بہت بڑا مسئلہ ہے تو پولیس ایسا معاملہ منتخب نمائندوں کے پاس بھیج کر پوچھے کہ اس کا مقدمہ درج کیا جائے یا نہ کیا جائے تاکہ ہم اس سسٹم سے سب سے زیادہ استفادہ کر سکیں۔ آپ پنچایت یا مصالحتی کمیٹی، جو بھی بنائیں اس کا اختیار یونین کونسل کی سطح پر دے دیں اور وہ ایسے جرم کو دیکھیں۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اس سے دنیا جہان کو فائدہ پہنچے گا اور خاص طور پر اُن لوگوں کو فائدہ پہنچے گا جو جوتے بھی کھاتے ہیں اور اُن کے پاس عدالت میں جانے کے لئے دس ہزار روپے بھی نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اس بل میں Education and Health Authorities کا نام آیا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ دونوں authorities, elected members پر مشتمل ہونی چاہیئں۔ ہمارے ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبران جو qualified ہوں اور ایسے معاملات کو tackle کر سکتے ہوں تو اُن پر مشتمل یہ authorities قائم کی جائیں تاکہ عوامی نمائندے عوام کو فائدہ پہنچا سکیں۔ میرے خیال میں بہت ہی اچھا ہو گا کہ اگر لوکل باڈیز انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر کروائے جائیں۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، آپ تمام معزز ممبران کا بہت شکریہ۔ اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 15۔اگست 3 بجے سہ پہر تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

156

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،15۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ مواصلات وتعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں، پنجاب2013

ایک وزیر مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں، پنجاب2013ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)ادائیگی اجرت پنجاب2013

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)ادائیگی اجرت پنجاب2013ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)(ریلیف)مصارف زندگی ملازمین2013

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)(ریلیف)مصارف زندگی ملازمین2013ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون(ترمیم)کم ازکم اجرت برائے غیر ہنر مند کارکنان، پنجاب2013

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)کم ازکم اجرت برائے غیر ہنر مند کارکنان، پنجاب2013ایوان میں پیش کریں گے۔

157

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)دکانیں وکاروباری ادارے، پنجاب2013

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)دکانیں وکاروباری ادارے، پنجاب2013ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ مسودہ قانون(ترمیم)معاوضہ کارکنان پنجاب2013

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)معاوضہ کارکنان پنجاب2013ایوان میں پیش کریں گے۔

7۔ مسودہ قانون(ترمیم)نفاذ(انٹرنیشنل سسٹم)اوزان وپیمانے، پنجاب2013

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)نفاذ(انٹرنیشنل سسٹم)اوزان وپیمانے، پنجاب2013ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) مسودہ قانون پر غور وخوض ومنظوری

مسودہ قانون(ترمیم)سروس ٹربیونلز پنجاب2013

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)سروس ٹربیونلز پنجاب 2013، جیساکہ سپیشل کمیٹی نمبر1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)سروس ٹربیونلز پنجاب 2013منظور کیاجائے۔

158

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

جمعرات،15۔اگست2013

(یوم الخمیس،7۔شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ بَلٰي ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

سورۃ یٰسین آیات78تا83

اور ہمارے بارے میں مثالیں بیان کرنے لگا اور اپنی پیدائش کو بھول گیا۔ کہنے لگا کہ (جب) ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو ان کو کون زندہ کرے گا؟(78) کہہ دو کہ ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔اور وہ سب قسم کا پیدا کرنا جانتا ہے(79)(وہی) جس نے تمہارے لئے سبز درخت سے آگ پیدا کی پھر تم اس (کی ٹہنیوں کو رگڑ کر ان) سے آگ نکالتے ہو(80) بھلا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ (ان کو پھر) ویسے ہی پیدا کر دے۔ کیوں نہیں اور وہ تو بڑا پیدا کرنے والا (اور) علم والا ہے(81) اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے(82) وہ (ذات) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے(83)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دلوں سے غم مٹاتا ہے محمدؐ نام ایسا ہے
نگر اُجڑے بساتا ہے محمدؐ نام ایسا ہے
اُنہی کے ذِکر سے روشن رُتیں پھر لوٹ آتی ہیں
نصیبوں کو جگاتا ہے محمدؐ نام ایسا ہے
اُنہی کے نام سے پائی فقیروں نے شہنشاہی
خُدا سے جا ملاتا ہے محمدؐ نام ایسا ہے
محبت کے کنول کھلتے ہیں اُن کو یاد کرنے سے
بڑی خوشبوئیں لاتا ہے محمدؐ نام ایسا ہے

حلف

نو منتخب خاتون ممبر اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہمارے ایوان میں محترمہ جیّدہ خالد خان صاحبہ تشریف فرما ہیں۔ آج ان کا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 65 اور 127 کے تحت حلف ہو گا۔ میری ان سے گزارش ہے کہ وہ حلف لینے کے لئے کھڑی ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے محترمہ جیّدہ خالد خان سے حلف لیا)

جناب سپیکر: محترمہ! اب آپ ممبران اسمبلی کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر محترمہ جیّدہ خالد خان نے حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو بہت مبارک ہو۔ کیا آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ جیّدہ خالد خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ آپ کا بہت شکریہ

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ ان چیزوں کا خاص خیال رکھا کریں۔ یہ آپ کا وقت ہے تاوقتیکہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی دوسرا بزنس نہ شروع ہو جائے اور جب legislation ہو گی تو اس میں آپ کو پورا اختیار ہوتا ہے۔ آپ مہربانی کریں اور پوائنٹ آف آرڈر نہ کریں۔ ہماری کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر نہ کئے جائیں۔

سوالات

(محکمہ مواصلات و تعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ مواصلات و تعمیرات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میرا سوال نمبر79 ہے۔

نئی اسمبلی عمارت کی جلد از جلد تعمیر و تکمیل کی تفصیلات

*79: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب اسمبلی کے اندر ہال میں اب تمام ممبران اسمبلی کے بیٹھنے کی گنجائش نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب اسمبلی کی نئی بلڈنگ تقریباً آٹھ سال سے تعمیر ہو رہی ہے اور اس پر اربوں روپے لاگت آچکی ہے؟

(ج) کیا حکومت نئی بلڈنگ کی فوری تعمیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے فوری طور پر 2013-14 کے بجٹ میں فنڈز مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: نہیں۔ منسٹر صاحب پڑھ کر سنا دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! جواب پڑھ کر سنائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جواب یہ ہے کہ:

(الف) یہ درست ہے کہ موجودہ پنجاب اسمبلی ہال کے اندر تمام ممبران اسمبلی کے بیٹھنے کی گنجائش نہ ہے۔

(ب) نئی پنجاب اسمبلی بلڈنگ ADP کی دو سکیموں پر مشتمل ہے

i۔ ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ۔ جس کا تخمینہ لاگت 1470.196 ملین ہے

ii۔ ایکسٹینشن آف پنجاب اسمبلی بلڈنگ۔ جس کا تخمینہ لاگت 1053.195 ملین ہے

ان دونوں سکیموں کی تعمیر سال 06-2005 میں شروع ہوئی اور سال 13-2012 تک ان پر 1237.830 ملین خرچ ہو چکا ہے۔

(ج) یہ سکیمیں 14-2013 کی ADP میں شامل کی گئی ہیں اور نہ ہی ان کے لئے کوئی فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ اگر بقیہ فنڈز (1284.580 ملین) مہیا کر دیئے جائیں تو یہ سکیمیں ڈیڑھ سال کے عرصہ میں مکمل کی جا سکتی ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا اس پر ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان سارے حالات سے یہ پورا ایوان واقف ہے خصوصی طور پر جب حلف ہوا تو یہاں کیا position تھی اور یہاں پر بیٹھنے کی گنجائش سب کے سامنے ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کی بہت ہی بے توقیری ہے کہ بلڈنگ کافی حد تک مکمل ہو چکی ہے اور اگر مزید فنڈز مل جائیں تو یہ مکمل ہو جائے گی۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وجوہات بیان فرمائیں کہ اس بجٹ کے اندر اتنے اہم کام کے لئے پیسے کیوں نہیں رکھے گئے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ منصوبہ 06-2005 میں شروع ہوا اور اس کا تقریباً 58 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ ساری باتیں آپ نے بتا دی ہیں۔ جو بات انہوں نے پوچھی ہے صرف وہی بتا دیں پھر اگلا ضمنی سوال ہم ان سے لیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جس طرح انہوں نے بتایا ہے کہ 14-2013 کے بجٹ میں اس کام کے لئے فنڈز مختص نہیں کئے گئے اور میں سمجھتا ہوں کہ تمام حضرات اس بات کی گواہی دیں گے کہ ہمارے ملک کے موجودہ حالات بالخصوص پنجاب کے جو حالات ہیں یا موجودہ سیلاب سے درپیش مسائل ہیں میرے خیال میں فنڈز کی priority ان چیزوں کے لئے ہونی چاہئے کیونکہ یہ چیزیں بعد میں بھی حل کی جا سکتی ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف اس بات کی یقین دہانی اس ایوان کو کرواتے ہیں کہ موجودہ ADP میں ایسی سکیمیں بھی ہوں گی جو slow moving ہوں گی اور تمام فنڈز کی utility ممکن نہیں ہو سکے گی؟ اگر وزیر موصوف ایوان کو یہ یقین دہانی کروا دیں کہ slow moving schemes میں سے رقم نکال کر اس اہم ترین مقصد کے لئے استعمال کرنے کا سلسلہ شروع کر دیں گے تو میں مطمئن ہو جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہمیں تھوڑا فراخدلی کا ثبوت دینا چاہئے کیونکہ یہ شاید جواب صحیح طرح سے نہ دے پائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف نے ڈیسک بجائے)

اس میں ڈیسک بجانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود بھی اس بارے میں چیف منسٹر صاحب سے بات کروں گا اور مجھے امید واثق ہے کہ کچھ نہ کچھ فنڈز اس سال اسمبلی کی نئی بلڈنگ کے لئے مل جائیں گے۔ اب میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کہ اس میں کیا ہوا، کس طرح ہوا اور کیوں نہیں ہوا؟ جہاں تک آپ کا یہ سوال ہے کہ یہاں پر بیٹھنے کی گنجائش نہیں ہے تو الحمد للہ گنجائش موجود ہے کیونکہ کافی دوست اوپر بھی بیٹھ سکتے ہیں۔ اگر آپ کو کبھی House of Common میں جانے کا موقع ملا ہو تو یقین جانیں اُن کی سیٹیں بہت کم ہیں لیکن ان کے ایوان پھر بھی چلتے ہیں۔ بہر حال میں آپ سے یہ کہوں گا کہ اِن کو مجبور نہ کریں، ہم خود اس کو دیکھیں گے اور آپ کے مشورے اس میں شامل ہوں گے۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کی ذاتی یقین دہانی پر کہ ہم اس بلڈنگ کو اس سال مکمل کروائیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: مکمل کروانے کی بات میں نے نہیں کی بلکہ میں نے فنڈز کی بات کی ہے کہ انشاء اللہ توقع ہے کہ کچھ نہ کچھ فنڈز ہمیں اللہ کے فضل وکرم سے ملیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس کے ساتھ ایم پی اے ہاسٹل کی شکایات ہیں بالخصوص خواتین ممبران جو دُور دُور سے آتی ہیں اُن کو بڑی پریشانی ہے لہذا اس کا بھی ازالہ ساتھ ہی ممکن ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہم دونوں بیٹھ کر اس بارے میں بات کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: یا اللہ خیر۔ جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے سوال ہے کہ فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے کنٹریکٹر کو اب تک کتنی رقم escalation میں دی گئی ہے اور کیا کوئی alternate completion programme ہے کیونکہ آپ بھی سمجھتے ہیں اور میں بھی سمجھتا ہوں کہ اگر alternation ہوتی تو یہ منصوبہ ان پیسوں میں بھی مکمل ہو جاتا۔ بتایا جائے کہ escalation میں کتنا پیسا claim ہوا یا دیا گیا تھا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جب میں نے ایک بات کر دی ہے تو پھر بار بار اُس کو کیوں دہرایا جا رہا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ escalation تو بالکل different sector ہے۔ آپ مناسب سمجھیں تو ایوان کو بتا دیا جائے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس میں بے شمار خامیاں تھیں جن کو ہم نے پورا کرنے کے لئے meetings کی ہیں اور اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے کہ جس طرح سے مہنگائی چل رہی ہے اس کے حساب سے اس کے اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں۔ اس میں بے شمار خامیاں تھیں جن کو دُور کرنے کے لئے ہمیں اس کو revise کرنا پڑا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ آپ نے بہت محنت کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: لیکن ابھی وہ محنت کام نہیں آئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ جو escalation میں پیسا دیا گیا ہے یہ بہت بڑا ظلم فنڈز نہ ملنے سے ہوا ہے۔ اگر اُس وقت اس کو alternate کر دیتے تو یہ بلڈنگ مکمل ہو جاتی۔

جناب سپیکر: میں تو اُس وقت نہیں تھا مگر آپ اُس وقت اس ایوان کے ممبر تھے لہذا آپ کو چاہئے تھا کہ کوئی اچھا طریقہ اپناتے جس سے آپ کو اتنی پریشانی نہ ہوتی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ بھی سمجھتے ہیں کہ ہمیں کون برداشت کرتا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ میرے خیال میں اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ اگلا سوال میاں محمد اسلم اقبال صاحب کا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 89 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: فلائی اوور فیروزپور روڈ پر حادثات کی تفصیلات

*89: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسلم ٹاؤن موڑ لاہور پر جو فلائی اوور فیروزپور روڈ سے وحدت روڈ اترتا ہے اس پر اب تک بے شمار حادثات ہو چکے ہیں؟

(ب) حکومت اس کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) مسلم ٹاؤن فلائی اوور اپنی افادیت کے لحاظ سے ٹریفک کے مسائل کو حل کرنے میں کامیابی کے ساتھ عام لوگوں کو سہولت مہیا کر رہا ہے یہ انجینئرنگ کے مسلمہ اُصولوں کے مطابق

بین الاقوامی شہرت یافتہ کمپنی میسرز نیسپاک کے ڈیزائن اور نگرانی میں تعمیر ہوا ہے بعض اوقات ناسمجھ افراد ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تیز رفتاری سے وحدت روڈ کی طرف موٹر سائیکل چلاتے ہیں لیکن یہ بات کہ اس جگہ پر بے شمار حادثات ہو چکے ہیں درست نہ ہے اور ہماری معلومات کے مطابق ابھی تک دو افسوسناک واقعات ہوئے ہیں حالانکہ اس سلسلہ میں آہستہ چلنے / حدر فتار کے بورڈ آویزاں ہیں۔

(ب) ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے افراد کے لئے مزید احتیاط کو مد نظر رکھتے ہوئے وحدت روڈ پر نیچے اُترنے والے فلائی اوور پر 400فٹ لمبائی میں3فٹ اضافی اُونچالوہے کا جنگلا لگادیا گیاہے، جس سے وحدت روڈ کے موڑ پر تقریباً کل اُونچائی6فٹ ہو گئی ہے۔اس ضمن میں مورخہ2013۔6۔25کو18لاکھ73ہزار9سو روپے پراونشل مشینری اینڈ مینٹیننس ڈویژن،لاہور کوادا کئے گئےاور موقع پر جنگلا لگا کر کام مکمل کر دیا گیاہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!آپ کے توسط سے میں یہ گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ میں نے اس فلائی اوور پر جنگلا لگانے کی یہاں پر بات کی تھی جس پر آپ نے مہربانی کرتے ہوئے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو اُس وقت آرڈر بھی کئے تھے جو الحمد للہ لگ چکا ہے۔

جناب سپیکر!دوسری گزارش یہ ہے کہ چونکہ یہ فلائی اوور میرے حلقہ میں آتا ہے جس کے حوالے سے میں نے یہاں پر بات کی تھی کہ یہاں پر بڑے حادثات ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے ذکر کیا ہے کہ دو افسوسناک واقعات ہوئے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!انہوں نے دو واقعات کا لکھا ہے۔ میں نے عرض کی تھی کہ متعلقہ تھانے سے بھی اس چیز کا پتا چل سکتا ہے کہ پندرہ سے سترہ افراد یہاں پر اوپر سے گر کر ہلاک ہو چکے ہیں لیکن ان کے پاس جو جواب آیا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔ جواب میں انہوں نے لکھا ہے کہ یہاں پر صرف دو افسوسناک واقعات ہوئے ہیں جبکہ اب تک وہاں پر سترہ افراد ہلاک ہو چکے ہیں اور متعلقہ تھانہ بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس ریکارڈ کو درست کیا جائے اور وزیر موصوف کو ان کے ڈیپارٹمنٹ نے جو جواب بھیجا ہے ان سے یہ دوبارہproper answerلیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: ایک چیز تمام منسٹر صاحبان note فرمائیں کہ اس ایوان میں جو بھی جواب محکمے کے افسران غلط دیتے ہیں اُن کا آپ کو notice لینا چاہئے۔ اگر آپ نہیں لے سکتے تو پھر یہ Chair اس کا notice لے گی۔ اس میں کسی کو معافی نہیں ملے گی This I tell you بلکہ میں متعلقہ کمیٹی بنا کر یہ معاملہ اس کو بھیجوں گا لہذا غلط جواب نہیں دینا چاہئے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میاں صاحب نے بالکل درست سوال اٹھایا تھا اور میں نے موقع پر جا کر بھی دیکھا ہے۔ کچھ لوگوں کی اپنی غلطی سے بھی accidents ہوتے ہیں لیکن یہ جو بات انہوں نے کی ہے اس کی میں نے محکمہ سے باقاعدہ تصدیق کی ہے کہ وہاں اس موڑ پر کتنی اموات ہوئیں، اس حوالے سے مجھے دو ہی بتائی گئی ہیں۔ اگر اس موڑ پر واقعی پندرہ یا سترہ اموات ہوئی ہیں اور یہ بات verify ہوئی تو جن لوگوں نے یہ answers prepare کئے ہیں ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ متعلقہ محکمہ اس کا جواب نہیں دے سکتا بلکہ متعلقہ تھانہ اس کا جواب دے سکتا ہے کیونکہ محکمہ تو اس وقت ادھر موجود نہیں ہوتا۔ اس وقت متعلقہ تھانہ میں رپٹ درج ہوتی ہے اور اس حوالے سے 1122 والے آپ کو بہتر بتا سکتے ہیں کہ یہاں پر کتنے حادثات ہوئے ہیں۔ ان کا محکمہ نہیں بتا سکتا اس لئے انہیں ادھر سے انفارمیشن لے کر update کرنا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): میاں صاحب! میں وہی عرض کر رہا ہوں کہ اس چیز کی counter verification کے لئے دو aspects ہیں۔ ایک تو وہ پورا پل ہے اور دوسرا موڑ ہے۔ No doubt کہ اس موڑ کا curb ایسا ہے کہ اگر کوئی بہت تیزی سے آئے گا تو اس کے لئے مشکلات پیش آئیں گی۔ اس موڑ کی وجہ سے اگر سترہ آدمی ہلاک ہوئے ہیں تو اسے انشاء اللہ counter verify بھی کرایا جائے گا اور اگر اس میں کوئی غلط بیانی ہوئی ہے تو اس کے ذمہ دار کے خلاف کارروائی بھی ہو گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 124 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور:GOR-IV میں فیس ورک کے کام کی تفصیلات

*124: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ GOR-IV لاہور میں Face work اور Renovation کا کام گزشتہ تین سال سے جاری ہے جو تا حال مکمل نہ ہو سکا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پراجیکٹ کو مانیٹر کرنے کے لئے کوئی کل وقتی ایس ڈی او، اس سب ڈویژن میں موجود نہ ہے؟

(ج) مذکورہ فیس ورک کے پراجیکٹ کی کل لاگت کتنی ہے، تاحال کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے، نیز کیا حکومت اس پراجیکٹ کی کوالٹی کو جانچنے کے لئے کوئی محکمانہ آڈٹ کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ GOR-IV میں Face work اور Renovation کا کام 2008-09 میں شروع کیا گیا تھا جس کی کل لاگت 72.094 ملین تھی منصوبہ کی تکمیل کی مدت ایک سال تھی۔ مگر مکمل فنڈز کی عدم دستیابی کے باعث اس کی تکمیل اب تک التواء کا شکار ہے۔ فنڈز کی فراہمی اور خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	فراہم کردہ فنڈز (ملین)	خرچ (ملین)
2008-09	0.100	0.100
2009-10	25.00	25.00
2010-11	5.00	5.00
2011-12	0	0
2012-13	14.00	12.726
	44.100ملین	42.826ملین

منظور شدہ تخمینہ کے مطابق سکیم ہذا کی تکمیل کے لئے ابھی مزید 23.160 ملین روپے کی ضرورت ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ مورخہ 2009۔04۔09تا 2011۔08۔10 کے عرصہ کے دوران کل وقتی ایس ڈی او تعینات رہا ہے مگر محکمہ ہذا میں ایس ڈی او صاحبان کی کمی کی وجہ سے 2011۔08۔11 سے یہاں پر کل وقتی ایس ڈی او تعینات نہ ہو سکا تاہم ایک سینئر ایس ڈی او کو اس سب ڈویژن کا اضافی چارج دیا گیا تھا تاکہ سرکاری امور احسن طریقے سے جاری رہ سکیں۔اب محکمہ C&W میں مطلوبہ تعداد میں ایس ڈی اوز دستیاب ہونے پر مسٹر خالد محمود ایس ڈی او کو اس سب ڈویژن میں مستقل طور پر تعینات کر دیا گیا ہے۔

(ج) سکیم ہذا پر اب تک مبلغ 42.826 ملین خرچ ہو چکے ہیں جبکہ اس کی مکمل تکمیل کے لئے مبلغ 23.160 ملین روپے مزید درکار ہیں ۔ گورنمنٹ کے مروجہ طریق کار کے مطابق تمام اخراجات کا سالانہ آڈٹ آڈیٹر جنرل پاکستان کا محکمہ کرتا ہے۔سال09۔2008تا سال 12۔2011کا آڈٹ کر چکا ہے جبکہ سال13۔2012کا آڈٹ آئندہ چند ماہ کے بعد متوقع ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ ایس ڈی او کی تعیناتی ہو چکی ہے لیکن میرے نزدیک محکمہ نے اس کا جواب غلط دیا ہے۔اگر ایس ڈی او کی واقعی تعیناتی ہو چکی ہے تو اس حوالے سے ان کے پاس کوئی نوٹیفکیشن یا کوئی اور آرڈر ہے تو بتا دیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کا نام بتا دیں اور نوٹیفکیشن کا بتا دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ابھی میں تاریخ تو نہیں بتا سکتا لیکن جو میری معلومات ہیں تو اس آدمی کا نام mention ہے کہ:

Mr Khalid Mehmood has been posted as S.D.O.

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! محکمہ نے جواب صحیح نہیں دیا اور میں نے صرف یہ کہا ہے کہ کوئی نوٹیفکیشن کی کاپی ہو یا کوئی اور ریکارڈ ہو تو بتا دیں اور تاریخ میں نے نہیں پوچھی۔ بہر حال محکمہ نے غلط جواب دیا ہے۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ آڈٹ 12-2011 تک ہو چکا ہے اور 13-2012 کا ابھی نہیں ہوا۔ آج تک جو آڈٹ کروائے جا چکے ہیں اس میں اگر کوئی بے ضابطگیاں سامنے آئی ہیں تو کیا ان پر محکمہ نے کوئی کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! محترمہ کا سوال valid ہے اور میں نے بھی جب اس حوالے سے سوال کیا تو مجھے یہ بتایا گیا کہ 12-2011 کا آڈٹ فائنل ہو چکا ہے۔ جب آڈٹ فائنل ہو چکا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس میں کوئی ایسی بے ضابطگی نہیں پکڑی گئی۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! محکمہ کے نزدیک آڈٹ کے دوران بے ضابطگی سامنے نہیں آئی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! آڈٹ independent کروایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی خامی سامنے آتی تو ہمیں پتا چلتا اور بقول ان کے کوئی خامی سامنے نہیں آئی۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق بے قاعدگیاں ہیں۔ میرا آخری ضمنی سوال ہے کہ ابھی تک 42 ملین روپے سے زائد اس کام کے اوپر لگ چکے ہیں اور اب خود محکمہ کہہ رہا ہے کہ تقریباً 23 ملین روپے سے زائد مزید لاگت اس پر آئے گی۔ میں یہ پتا کرنا چاہوں گی کہ فنڈز کی فراہمی کب تک ہو جائے گی؟ پہلے جو پیسا لگ گیا ہے وہ ضائع جائے گا کیونکہ construction اس قسم کی ہوتی ہے کہ ہم اگر اسے وقت پر ٹھیک نہیں کروائیں گے تو لگایا ہوا پیسا بھی ضائع جائے گا اس حوالے سے منسٹر صاحب کوئی time frame بتائیں گے؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان آفتوں سے محفوظ رکھے۔ اگر یہ وقت ٹھیک طرح سے گزر گیا تو کام جلدی ہو جائے گا۔ اسے نہ چھیڑیں اور چھوڑ دیں. Thank you very much. اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر میرے سوال کا نمبر 140 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں سرکٹ ہاؤسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*140: **ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کے کس کس شہر میں کتنے سرکٹ ہاؤسز حکومت کے زیر انتظام ہیں؟

(ب) مالی سال2011-12 میں کون کون سرکٹ ہاؤس بہاولپور میں کتنے دن کے لئے ٹھہرا، کھانے اور دیگر سہولیات کی مد میں ہر ایک نے کتنے کتنے اخراجات ادا کئے اور یہ کل کتنی رقم بنتی ہے؟

(ج) کل کتنے اہلکار کس کس منصب کے سرکٹ ہاؤس بہاولپور کی maintenance کے لئے تعینات ہیں اور سالانہ کل کتنی رقم ان کو تنخواہوں والاؤنسز کی صورت میں ادا کی جاتی ہے، مالی سال2011-12 میں ٹیلی فون / گیس / بجلی کے بلوں کی مد میں کتنی رقم ادا کی گئی، اور یوٹیلٹی بلز سمیت سالانہ سرکٹ ہاؤس بہاولپور پر مالی سال میں کتنے اخراجات ہوئے اور کل کتنی آمدنی ہوئی؟

(د) سرکٹ ہاؤس بہاولپور میں کل کتنے کمرے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پنجاب کے درج ذیل شہروں میں سرکٹ ہاؤسز موجود ہیں۔

1۔ بہاولپور ایک عدد:۔ انتظامی امور کمشنر بہاولپور کے پاس ہیں۔
2۔ فیصل آباد ایک عدد:۔ انتظامی امور کمشنر فیصل آباد کے پاس ہیں۔
3۔ جھنگ ایک عدد:۔ انتظامی امور ضلعی حکومت جھنگ کے پاس ہیں۔
4۔ ڈیرہ غازی خان ایک عدد:۔ انتظامی امور ضلعی حکومت ڈیرہ غازی خان کے پاس ہیں۔
5۔ ملتان ایک عدد:۔ انتظامی امور ضلعی حکومت ملتان کے پاس ہیں۔
6۔ سرگودھا ایک عدد:۔ انتظامی امور کمشنر سرگودھا کے پاس ہیں۔
7۔ خوشاب ایک عدد:۔ انتظامی امور ضلعی حکومت خوشاب کے پاس ہیں۔
8۔ سرکٹ ہاؤس لاہور:۔ یہ نیب کے کنٹرول میں ہے۔
9۔ سرکٹ ہاؤس گوجرانوالہ
10۔ سرکٹ ہاؤس ساہیوال

(ب) سرکٹ ہاؤس بہاولپور کمشنر بہاولپور کے زیر انتظام ہے ۔ کمروں کی الاٹمنٹ آئے ہوئے لوگوں کی تعداد، کرایہ، کھانا دیگر سہولیات کے اخراجات کی تفصیل کمشنر آفس کے پاس ہے یعنی یہ سوال کمشنر آفس بہاولپور سے متعلقہ ہے۔

(ج) محکمہ پراونشل بلڈنگز کے چودہ ورک چارج اہلکار (ایک کارپینٹر آٹھ بیلدار دو قلی ایک سیور مین دو الیکٹریشن) سرکٹ ہاؤس بہاولپور کی maintenance کے لئے تعینات ہیں۔

اور مالی سال12۔2011میں۔/16,81,788روپے ان اہلکاروں کو تنخواہ کی مد میں ادا کئے جاچکے ہیں۔ ٹیلی فون ،گیس ،بجلی اور یوٹیلٹی بلز کمشنر آفس ادا کرتا ہے۔ مالی سال 12۔2011میں اس مد میں اخراجات اور آمدنی کی تفصیل کمشنر آفس ہی مہیا کر سکتا ہے محکمہ پراونشل بلڈنگز نے صرف ایک ٹیوب ویل کے بجلی کا بل مالی سال 12۔2011میں ۔/5,04,811روپے ادا کیا ہے۔

(د) سرکٹ ہاؤس بہاولپور میں آٹھ عدد کمرے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جز(ج) میں محکمہ نے جواب دیا ہے کہ محکمہ پراونشل بلڈنگز کے چودہ ورک چارج اہلکار(ایک کارپینٹر، آٹھ بیلدار، دو قلی، ایک سیور مین اور دو الیکٹریشن) سرکٹ ہاؤس بہاولپور کی maintenance کے لئے تعینات ہیں۔ چونکہ میرا حلقہ ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ اہلکار 20/15 سال سے ورک چارج پر کام کر رہے ہیں۔ 89 دنوں کے آرڈر ہو جاتے ہیں اور ایک دن کا وقفہ ڈال کر پھر آرڈر ہو جاتے ہیں۔ اس حوالے سے یہ بڑی دو عملی ہے اور مجھے یاد ہے کہ پچھلی اسمبلی جب ختم ہو رہی تھی تو وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اعلان کیا تھا کہ تمام ورک چارج ملازمین مستقل کر دیئے جائیں گے لیکن formal order issue نہیں ہو سکا۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ 14 ورک چارج ملازمین جو سالہا سال سے اس چکر بازی کا شکار ہیں، ان کو محکمہ کب تک باقاعدہ ریگولر کر دے گا؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس حوالے سے آج ایک بل بھی ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ ایک policy matter ہے اور یہ ایک policy decision ہوتا ہے۔ اس point کو انشاء اللہ کابینہ کی میٹنگ میں بھی اٹھایا جائے گا اور وزیر اعلیٰ صاحب اور حکومت پنجاب کی طرف سے ورک چارج ملازمین کو regularize کرنے کا کوئی فیصلہ ہوا تو اس پر عمل کر دیا جائے گا۔ یہ policy issue ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! محترم وزیر موصوف اس حوالے سے کوئی time limit دے سکتے ہیں؟ میں نے کہا کہ 20/15 سال سے یہ چکر بازی چل رہی ہے اور مجھے time limit دیں کہ کابینہ کی

آئندہ میٹنگ میں اس کو اٹھالیں گے اور جو بھی decision ہو گا، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ وعدہ کر لیں کہ آئندہ میٹنگ میں یہ point اٹھائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ ایسی commitment نہیں ہونی چاہئے جو honour نہ کی جا سکے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بات کریں اور اس حوالے سے جو نتیجہ نکلے وہ ایک علیحدہ بات ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ بات واقعی valid ہے لیکن آپ مجھ سے commitment مانگ رہے ہیں تو اسے انشاء اللہ next cabinet meeting میں take up کیا جائے گا اور کوشش بھی ہو گی کیونکہ ایسے بہت سارے ملازمین ہیں جو بڑے عرصہ سے ورک چارج یا کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں، انہیں regularize کیا جا سکے۔ ہم سب کا common مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، دیکھتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے میں بھی اس حوالے سے بل ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کے جز (ب) کے جواب کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ بتائیں ناں، کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جز (ب) میں پوچھا گیا کہ 12-2011 میں کون سرکٹ ہاؤس بہاولپور میں کتنے دن کے لئے ٹھہرا، کھانے اور دیگر سہولیات کے علاوہ مد میں ہر ایک نے کتنے کتنے اخراجات کئے اور یہ رقم کل کتنی بنتی ہے؟ جواب دیکھیں۔۔۔

جناب سپیکر: کمشنر آفس کو پتا ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ "کمروں کی الاٹمنٹ، آنے والے لوگوں کی تعداد، کرایہ، کھانا، سہولیات کے اخراجات کی تفصیل کمشنر آفس کے پاس ہے۔" اس کا مطلب ہے کہ ہمارا یہ ہاؤس sovereign نہیں ہے اور ہم کمشنر آفس سے نہیں پوچھ سکتے۔ دیکھیں ناں یہ ہاؤس sovereign

ہے، یہ sovereign authority ہے لیکن جب وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ کمشنر آفس کے پاس ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم ان سے نہیں پوچھ سکتے۔ یہ ہمارے لئے no go area ہے?why۔

جناب سپیکر: یہ پوچھ کر انہیں بتانا چاہئے تھا اور انہیں یہ information pass on کرنی چاہئے تھی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ سے related Question Hour ہے اور ڈیپارٹمنٹ ان چیزوں کا ذمہ دار ہے ان سے جو related ہیں۔ اس کے انتظامی امور کمشنر آفس کے پاس ہیں اور وہ غالباً لوکل گورنمنٹ کا question day آئے گا تو موصوف اس پر سوال کر کے ان سے جواب لے سکتے ہیں چونکہ سرکٹ ہاؤس کے انتظامی امور سی اینڈ ڈبلیو کے پاس نہیں ہیں اس لئے اس کا تفصیلی جواب نہیں مل سکا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اسی سوال کے حوالے سے میرا دوسرا ضمنی سوال ہے اور آپ خود بھی اسے سمجھ رہے ہیں کہ محکمہ نے باضابطہ اسے avoid کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اب یہ سرکٹ ہاؤسز کرپشن کا گڑھ بن گئے ہیں، افسران بالا آتے ہیں، یہاں پر ٹھہرتے ہیں، پٹواری ان کے کھانے کا انتظام کرتے ہیں۔ محکمہ نے جو جواب دیا ہے کہ 2011 میں 16 لاکھ 81 ہزار روپے تنخواہوں پر خرچ ہوئے اور day to day اخراجات کی تفصیل omit کی ہے۔ محکمہ نے یہ بڑی زیادتی کی ہے اور میں اس پر احتجاج بھی کرتا ہوں، اس سے میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور میں یہ حق بھی رکھتا ہوں کہ اس حوالے سے تحریک استحقاق پیش کروں۔

جناب سپیکر: وہ آپ کی صوابدید ہے۔ میں اس حوالے سے آپ کو کیا کہہ سکتا ہوں۔ جب آئے گی تو rules کے مطابق اسے دیکھیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق move کروں گا اور اس پر آپ کے توسط سے میں حکومت سے شدید احتجاج کرتا ہوں کہ سوال کا پورا جواب آنا چاہئے کیونکہ اس میں دو نمبری ہے ناں اس لئے انہوں نے avoid کیا ہے جو کہ اچھا طریق کار نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کمشنر بہاولپور کے بارے میں جو کہہ دیا گیا ہے کہ ہمارے لئے یعنی اس معزز ایوان کے لئے no go area ہے تو میں اس پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ ہم اس سے کیوں نہیں پوچھ سکتے تھے اور اس سوال کا جواب intentionally صحیح نہیں دیا جا رہا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ policy issue ہے جس طرح آپ نے بات کی ہے کہ rules & regulation میں اس سوال کا جواب دینا department کا ہی ذمہ بنتا تھا اور محکمہ نے اگر اس میں negligence کی ہے تو جیسے آپ نے پہلے ہدایت فرمائی ہے کہ اگر کوئی چیز اس معزز ایوان سے جان بوجھ کر نظر انداز کی جاتی ہے تو ان افسران کے خلاف ایکشن لیا جائے گا لیکن جو مجھے بھی لگ رہا ہے چونکہ اس کا maintenance کمشنر آفس کے پاس ہے اور یہ محکمہ الگ ہے اور وہ department الگ ہے۔ اب rules کے مطابق جو بھی آپ فیصلہ کریں گے اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، اس حوالے سے متعلقہ افسر کی آپ کو ذمہ داری لگانی چاہئے تھی اور اسے کہنا چاہئے تھا کہ کمشنر آفس سے آپ رابطہ کر کے اس کا مکمل ہمیں جواب دیں۔ بات تو ان کی ٹھیک ہے اب وہ privilege motion move نہیں کریں گے کیونکہ میں نے ان کو کہہ دیا ہے ان کو سمجھ آ جائے گی اور آپ کے لئے یہ ہے کہ آئندہ ایسی بات نہیں ہونی چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ سوال pending کر دیا جائے اور آئندہ جب وقفہ سوالات آئے تو اس میں یہ تفصیل دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ pending نہیں ہوگا۔ Thank you very much. He should be careful. اگلا سوال قاضی احمد سعید کا ہے اس کا نمبر بولئے گا۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! سوال نمبر 178 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! وزیر موصوف اس کا جواب پڑھ کر سنا دیں۔

جناب سپیکر: اس کا جواب بہت lengthy ہے اس لئے آپ ضمنی سوال کر لیں، دوسروں کے ٹائم کا بھی خیال کریں۔

پنجاب اسمبلی کی نئی بلڈنگ کی تعمیر کی تفصیلات

*178: **قاضی احمد سعید:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب اسمبلی کی نئی بلڈنگ کی بنیاد کس نے اور کب رکھی؟

(ب) یہ کتنے عرصہ میں مکمل ہونا تھی اب تک کتنے فیصد کام مکمل ہوا ہے، کتنا بقایا ہے؟

(ج) اس بلڈنگ کا تخمینہ کتنی دفعہ revise ہوا ہے اور کس کس بناء پر ہوا ہے؟

(د) اس بلڈنگ کو اب تک مکمل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) سابقا حکومت یعنی 2013-2008 میں یہ بلڈنگ مکمل کیوں نہ ہوئی؟

(و) یہ بلڈنگ کب تک مکمل ہو گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پنجاب اسمبلی کی نئی بلڈنگ کی بنیاد سابقا وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الہیٰ نے 20-01-2006 کو رکھی۔

(ب) یہ بلڈنگ ایک سال میں مکمل ہونا تھی تاہم کام کے حجم میں اضافہ اور فنڈز کی ناکافی ترسیل کی وجہ سے اب تک 58 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے جبکہ 42 فیصد بقایا ہے۔

(ج) نئی پنجاب اسمبلی بلڈنگ ADP کی دو سکیموں پر مشتمل ہے

i۔ ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ۔ جس کا تخمینہ لاگت 1470.196 ملین ہے

ii۔ ایکسٹینشن آف پنجاب اسمبلی بلڈنگ۔ جس کا تخمینہ لاگت 1053.195 ملین ہے

ان دونوں سکیموں کی تعمیر سال 06۔2005 میں شروع ہوئی اور سال 13۔2012 تک ان پر 1237.830 ملین خرچ ہو چکا ہے۔

ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ

1. اصل تخمینہ لاگت 783.015 Million تاریخ 23.02.2005

2. پہلا ترمیم شدہ تخمینہ 800.100 Million تاریخ 16.07.2005

کام شروع ہونے سے پہلے قیمتوں میں اضافہ ہو گیا۔

3. دوسرا ترمیم شدہ تخمینہ 1320.764 Million تاریخ 08.02.2007

کام کے حجم میں اضافہ (HVAC سسٹم، Escalators، HT/LT Panels وغیرہ) کیا گیا

4. تیسرا ترمیم شدہ تخمینہ 1470.196 Million تاریخ 25.05.2011

IT/BMS کا اضافی کام شامل کیا گیا۔

ایکسٹینشن آف پنجاب اسمبلی بلڈنگ

1. اصل تخمینہ لاگت 604.559 Million تاریخ 23.02.2005

2. پہلا ترمیم شدہ تخمینہ 636.724 Million تاریخ 16.07.2005

کام شروع ہونے سے پہلے قیمتوں میں اضافہ ہو گیا۔

3. دوسرا ترمیم شدہ تخمینہ 1013.741 Million تاریخ 08.06.2007
کام کے حجم میں اضافہ (Lifts, Escalators, HVAC system,
جنریٹر وغیرہ) کیا گیا

4. تیسرا ترمیم شدہ تخمینہ 1053.195 Million تاریخ 02.05.2009
کام کے حجم میں اضافہ (Additional Facilities وغیرہ) کیا گیا

(د) عمارت کے ڈیزائن میں تبدیلی اور گنبد چھت برائے ایکسٹینشن کے بارے میں فیصلہ نہ ہونے اور فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے تاخیر ہوئی۔

(ہ) فنڈز کی کمی / عدم دستیابی۔

(و) یہ سکیمیں فنڈز ملنے کے ڈیڑھ سال میں مکمل ہو جائیں گی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس پر بات تو کافی detail سے ہو چکی ہے یہ اسمبلی سے related ہی سوال ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس پر پہلے بات ہو چکی ہے، اب میرے خیال میں دوبارہ بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میرا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کے سوال سے ہی related تھا۔ وزیر موصوف نے فرمایا کہ سیلاب کا خطرہ تھا جس کی وجہ سے منصوبہ نہیں رکھا گیا۔ سیلاب تو اب آیا ہے یہ بجٹ تو پہلے بنایا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ 105 دن میں اگر دس سے بارہ ملین لوگوں کے لئے لاہور میں میٹرو بس چل سکتی ہے تو سو ملین کی آبادی کے نمائندوں کے بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں بنائی جا سکتی؟

جناب سپیکر: اللہ کا شکر ہے، آپ بیٹھے ہوئے ہیں، کیا بات کرتے ہیں؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں، جب oath ہو رہا تھا تو اس دن چودھری مونس الہیٰ صاحب نے احتجاج کیا تھا کہ ہمارے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے تو رانا ثناء اللہ خان صاحب وہاں سے اٹھ کر یہاں آئے اور انہوں نے ممبران کو یہاں سے اٹھایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ خان صاحب کے خلاف تحریک استحقاق بنتی تھی کہ انہوں نے ممبران کو یہاں سے اٹھایا اور وہ ممبران پھر یہاں بیٹھے اور وہاں بیٹھے۔ یہ کوئی کلاس روم نہیں ہے بلکہ یہ پنجاب اسمبلی کا ایوان ہے۔ مہربانی فرمائیں، جیسا کہ آپ نے وعدہ کیا ہے آپ چیف منسٹر سے بات کریں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ

2008تا2013تک اربوں روپے کی ڈویلپمنٹ ہوئیں آخران پانچ سالوں میں اس منصوبے کے لئے رقم کیوں نہیں رکھی گئی،اگر رکھی گئی تو کتنی رکھی گئی؟

جناب سپیکر:اس کی رقم بڑھ گئی تھی۔اس کو چھوڑیں آپ کی مہربانی،بہت شکریہ۔اگلا سوال جناب اعجاز احمد خان کا ہے،وہ تشریف نہیں رکھتے۔? Any body on his behalf

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں ان کے behalf پر ہوں اور سوال نمبر 373 ہے۔

جناب سپیکر:آپ تو پہلے ہی دو سوال کر چکے ہیں I am sorry for that

ڈاکٹر سید وسیم اختر:چلیں،ضمنی سوال پر آجاتے ہیں۔

جناب سپیکر:نہیں،نہیں۔یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال احمد شاہ کھگہ کا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 377 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور:وحدت کالونی میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے نظام کو بہتر کرنے کی تفصیلات

*377:جناب احمد شاہ کھگہ:کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی کے ایف اے بلاک لاہور میں واٹر سپلائی اور سیوریج کا نظام انتہائی ناقص ہے جس کی وجہ سے مکین آمیزش شدہ بدبودار پانی پینے پر مجبور ہیں؟

(ب) کیا حکومت وحدت کالونی ایف اے بلاک کی واٹر سپلائی اور سیوریج کا نظام بہتر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک،اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست نہ ہے FA بلاک وحدت کالونی لاہور میں واٹر سپلائی اور سیوریج کا نظام احسن طریقہ سے درست کام کر رہا ہے۔واٹر سپلائی اور سیوریج کے پانی کی آمیزش بالکل نہ ہے۔

(ب) وحدت کالونی بشمول FA بلاک میں واٹر سپلائی نظام کو مزید بہتر بنانے کے لئے تخمینہ مالیتی 5.000(M) محکمہ S&GAD کو ماہ جون 2013 میں بھجوایا گیا تھا جو کہ منظوری اور فنڈز ملنے پر رواں مالی سال میں مکمل کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر:کوئی ضمنی سوال؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو پانی FA بلاک کے مکینوں کو سپلائی کیا جاتا ہے کیا وہ مین موٹر چلنے کے فوری بعد براہ راست گھروں میں جاتا ہے یا پہلے ٹینکی میں سٹور کر کے پھر سپلائی کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس پورے ایریا میں کل چھ ٹیوب ویل ہیں جو اس کالونی کو پانی سپلائی کر رہے ہیں اور میری معلومات کے مطابق ایک ٹیوب ویل کچھ خراب بھی ہے۔ یہ پانی پہلے سٹور ہوتا ہے اس کے بعد distribute ہوتا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ پائپ لائن 1977 کی بچھی ہوئی ہے جو کافی خستہ حال ہو چکی ہے کیا محکمہ نئی پائپ لائن ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اگر وہ پائپ لائن خراب ہے تو اس کو تبدیل کروا دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ جو چیزیں outdated ہوتی جا رہی ہیں وہاں problems آ رہے ہیں اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کالونی میں ایک فلٹریشن پلانٹ بھی لگایا گیا ہے۔ انشاء اللہ with the passage of time جوں جوں resources میں اضافہ ہو گا ان چیزوں کو replace کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں طارق محمود کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 426 ہے، جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات: اتووال پل سے گجرات ڈنگہ روڈ کی تعمیر و تاخیر کا معاملہ

*426: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔113 میں ایک سڑک جو اتووال پل سے گجرات ڈنگہ روڈ نہر کے کنارے جس کی تعمیر کی منظوری حکومت پنجاب نے لیٹر نمبر 1224(No.3) POL-DIR P, D 081 VI PP113 کے تحت مورخہ 18۔فروری 2011 کو دی تھی جس کی 13 کلو میٹر کی لمبائی اور چوڑا کرنے کی بھی منظوری شامل ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ سڑک کو سال 14-2013 میں مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) اس سلسلہ میں عرض ہے کہ مذکورہ چٹھی دفتر ہذا میں موصول نہ ہوئی۔البتہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے ڈائریکٹو نمبر DS(AAF.M)CMS/11/AB-113(B)0102791 تاریخ 29-06-2011 کے تحت اس سڑک کی تعمیر کے لئے ہدایت جاری کی گئی۔اس سڑک کی فزیبلٹی رپورٹ مع ایسٹیمیٹ مبلغ 126.642 ملین لمبائی 13.00 کلو میٹر بحوالہ چٹھی نمبر DSE/756 مورخہ 12۔جولائی ارسال کر دی تھی جس کی حتمی منظوری تاحال موصول نہ ہوئی ہے۔

(ب) یہ سڑک اے ڈی پی 14-2013 میں شامل نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ جز (الف) میں لکھتے ہیں کہ البتہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے directive کے تحت اس سڑک کی تعمیر کے لئے ہدایت جاری کی گئی۔اس سڑک کی feasibility report مع تخمینہ مبلغ 126.642 ملین لمبائی 13 کلو میٹر ہے۔ یہ انہوں نے سارا کچھ بھیجا ہے اور پھر میں نے جز (ب) میں پوچھا کہ کیا حکومت مذکورہ سڑک کو سال 14-2013 میں مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ یہ سڑک ADP 2013-14 میں شامل نہ ہے۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ کیا وزیر اعلیٰ کا directive اور حکم واپس ہو گیا ہے یا یہ اس سڑک کو بنانا ہی نہیں چاہتے کیونکہ یہ اب بھی ADP میں شامل نہیں ہے؟ وزیر اعلیٰ کے آرڈر موجود ہونے کے باوجود کیا محکمہ اس سڑک کو بنانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جس طرح انہوں نے directive کا حوالہ دیا ہے، تمام چیزیں اپنے وقت پر prepare ہوئیں اور ان کی feasibility report بنی۔ جہاں تک وہ سڑک ADP 2013-14 میں شامل نہیں ہے تو یہ P&D allocation Department کرتا ہے۔ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے اس کی پوری feasibility working اپنے ٹائم کے مطابق مکمل کر کے آگے P&D Department کو جمع کرا دی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ پچھلے ADP میں بھی نہیں آیا اور اب بھی اس کو نہیں رکھا گیا اس کی کیا وجہ ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس محکمے کا کام کیا کوئی اور کرتا ہے؟ ADP تو یہ اپنا بناتے ہیں اگر ان کے محکمے کا ADP کوئی اور بناتا ہے تو یہ بھی ذرا بتا دیں تاکہ آج پتا چل جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جس طرح میں نے عرض کیا کہ اس طرح کی feasibility studies تو بہت زیادہ ہیں کیونکہ محکمے کے اپنے بجٹ کی بھی restraints ہیں۔ یہ پی اینڈ ڈی میں چلی جاتی ہیں وہاں ان کی allocation ہوتی ہے اور ان کی priority P&D Department کرتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! چیف منسٹر صاحب کی طرف سے کیا کہا گیا تھا کہ اس کا صرف estimate لگائیں یا آگے بھی ان کی طرف سے کوئی حکم دیا گیا تھا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میرے پاس یہ سارے documents ہیں ہم نے سارا کچھ مکمل کر کے محکمہ پی اینڈ ڈی کو وقت پر بھیج دیا تھا۔ یہ تمام details میرے پاس موجود ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ٹھیک ہے یہ سارا کچھ موجود ہے، آرڈر بھی موجود ہے لیکن یہ بتا دیا جائے کہ کیا یہ آئندہ اس سڑک کو ADP میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: ADP تو اب بن چکا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب والا! سڑک تو انہوں نے ہی بنانی ہے، سڑکوں کی دیکھ بھال تو محکمہ مواصلات و تعمیرات نے ہی کرنی ہے۔ سڑکوں کی حالت بہت خراب ہے اور لوگوں کا آنا جانا بند ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس میں sympathetic consideration دیں اس معاملے کو ٹھیک کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جس طرح آپ نے حکم فرمایا ہے اس کو مزید دیکھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ دونوں کی joint venture ہونی چاہئے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): انشاء اللہ ہماری طرف سے پوری کوشش ہو گی کہ یہ سڑک جلد از جلد بن جائے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! سوال نمبر 479 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شیخوپورہ: پی پی۔166 میں سڑکوں کے نام و دیگر تفصیلات

*479: **جناب فیضان خالد ورک:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔166 شیخوپورہ کی حدود میں محکمہ صوبائی ہائی وے کے زیر انتظام سڑکوں کے نام اور لمبائی بتائیں؟

(ب) ان سڑکوں کی دیکھ بھال پر سال 11۔2010 اور 12۔2011 کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی، تفصیل سڑک وار بتائیں؟

(ج) اس وقت کس کس سڑک کی سالانہ مرمت کی جارہی ہے؟

(د) کس کس سڑک کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور ان کی تعمیر و مرمت نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پی پی۔166 شیخوپورہ کی حدود میں محکمہ صوبائی ہائی وے کے زیر انتظام سڑکوں کے نام اور لمبائی مندرجہ ذیل ہے:۔

(i)	شیخوپورہ مرید کے روڈ	15.00 کلومیٹر
(ii)	شیخوپورہ حافظ آباد روڈ	20.00 کلومیٹر
(iii)	شیخوپورہ گوجرانوالہ روڈ	12.00 کلومیٹر
	میزان	47.00 کلومیٹر

(ب) ان سڑکوں کی دیکھ بھال پر سال 11۔2010 اور 12۔2011 کے دوران جو رقم خرچ ہوئی اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

سڑکوں کے نام	خرچہ برائے سال 11۔2010	خرچہ برائے سال 12۔2011
(i) شیخوپورہ مرید کے روڈ	35.835(M)	1.670 (M)
(ii) شیخوپورہ حافظ آباد روڈ	00.481 (M)	35.739 (M)
(iii) شیخوپورہ گوجرانوالہ روڈ	00.367 (M)	0.197 (M)

(ج) اس وقت تمام سڑکوں کی سالانہ مرمت کی جارہی ہے۔

(د) کوئی سڑک ناگفتہ بہ حالت میں نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! معذرت کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ان کا ڈیپارٹمنٹ کیا کام کر رہا ہے؟ میرے حلقے میں ہائی وے کی پانچ سڑکیں آتی ہیں۔ شرقپور روڈ، سرگودھا روڈ، گوجرانوالہ روڈ، حافظ آباد روڈ اور مرید کے روڈ شامل ہیں بلکہ کچھ لاہور روڈ کا بھی حصہ آتا ہے۔ انہوں نے یہاں پر جز(ب) کے اندر صرف تین سڑکوں کا ذکر کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ میرے پاس صرف تین سڑکیں ہیں حالانکہ میرے پاس تو پانچ سڑکیں ہیں بلکہ پانچ سے زیادہ ہو سکتی ہیں لیکن کم نہیں ہیں اور یہ بڑی سڑکیں ہیں کوئی چھوٹی نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے بتایا ہے کہ اس وقت تمام سڑکوں کی مرمت جاری ہے اور جواب کے جز(ج) میں بتایا ہے کہ تمام سڑکوں کی سالانہ مرمت جاری ہے اس کے نیچے جز(د) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ کوئی سڑک ناگفتہ بہ حالت میں نہ ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ موقع پر جا کر چیک کریں تو وہاں پر سڑکیں کافی خراب ہیں۔ ادھر جو گوجرانوالہ اور شیخوپورہ کے رہنے والے بیٹھے ہیں سب کو پتا ہے کہ شیخوپورہ سے گوجرانوالہ جو سڑک جاتی ہے وہ تو بہت سالوں سے خراب ہے۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ اس دفعہ حکومت نے بجٹ میں بھی رکھی ہوئی ہے کیونکہ اگر اتنی اچھی حالات ہوتی تو وہ بجٹ میں تو نہ آتی جبکہ انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ وہ سڑک بالکل ٹھیک ہے، تین سڑکیں لکھی ہیں اور دو سڑکوں کا تو ذکر ہی نہیں کیا۔ میری سڑکیں تو ساری خراب ہیں، میں پوچھتا ہوں کہ ان کا ڈیپارٹمنٹ کر کیا رہا ہے؟ ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ میرے اس حلقے میں سڑکیں کتنی ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، percentage تو آپ کی کافی بہتر آ گئی ہے۔ پانچ میں سے تین سڑکیں آ گئی ہیں اور کیا چاہیئے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! اگر پانچ میں سے تین آئی ہیں۔ یہ تو اب یہی بتائیں گے کہ انہوں نے کم کر دیا ہے باقی میری چھوٹی سڑکیں تو پہلے ہی کافی خراب ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں اس بات کو چیلنج تو نہیں کر سکتا کہ ان کا موقف غلط ہے لیکن میں نے اس بات کی پوری تصدیق کی ہے کہ شاید میرے دوست کو اس میں confusion ہو رہی ہو کہ ڈسٹرکٹ اور ہائی وے روڈ میں کوئی differentiation ہے۔ میری

معلومات کے مطابق جو میں نے معلومات اکٹھی کی ہیں بلکہ باقاعدہ اس بات کی تصدیق کر کے کی ہیں۔ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ پی پی۔66 میں تین provincial roads fall کرتی ہیں۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ پانچ روڈ fall کرتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ورک صاحب! کہیں ہم بھی غلط ہو سکتے ہیں۔ This I tell you. ان کے بیچ میں NHA بھی آ جاتا ہے، صوبائی اور ڈسٹرکٹ کونسل بھی آ جاتی ہیں۔ میرے خیال میں یہ آپ کا ایسے معاملہ ہو گا۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! اگر ان کے ڈیپارٹمنٹ کے افسران ادھر بیٹھے ہیں تو ان کو definitely پتا ہو گا ان سے بھی پوچھا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ان کو نہیں جانتا، میں متعلقہ منسٹر کو جانتا ہوں۔ ان کے جواب کو ہمیں تسلیم کرنا چاہئے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! چلیں، تسلیم کر لیتے ہیں لیکن انہوں نے جو کہا ہے کہ ان کی حالت خراب نہیں ہے۔ یہ تو ذرا آپ بھی ان کو کہیں کہ یہ وہاں کا خود visit رکھ لیں اور میں ان کے ساتھ جاؤں گا۔

جناب سپیکر: انہوں نے ان سڑکوں کا ذکر کیا ہے جو صوبائی سڑکیں ان کے متعلقہ ہیں، وہ ان کی بات کر رہے ہیں اور جو NHA کی سڑکیں ہوں گی اس کے متعلق وہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ جو ان کے متعلقہ ہیں یہ ان پر visit رکھ لیں اور ان کی حالت تو چیک کریں۔ یہ اتنی مہربانی کریں۔

جناب سپیکر: جی، یہ چیک کروالیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ ویسے سوال کر نہیں سکتے۔ This I tell you.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال تو کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں، آپ بار بار ضمنی سوال نہیں کر سکتے۔ جی، منسٹر صاحب فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ ان کا جواب سنیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے اور گزارش کی ہے۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: Order please, order in the House. جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس نئے سیشن کا پہلا Question Hour session ہے اور ہمارا ابھی یہ پہلا experience ہے۔ میں خود چاہتا ہوں کہ یہ question answer session ایک learning process ہو۔ جس طرح میرے دوست نے کہا ہے کہ ابھی ڈیپارٹمنٹ سے پوچھیں تو ڈیپارٹمنٹ سے ابھی نہیں پوچھا جائے گا۔ میں نے پہلے باتیں طے کی ہوئی ہیں کہ اگر کوئی انفارمیشن غلط ثابت ہوئی تو اس پر ایکشن لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: میں اس طرف آ ہی نہیں رہا۔ میں تو آپ سے پوچھوں گا اور میں ان سے کیوں پوچھوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! الفاظ کی بات ہے کہ ناگفتہ بہ حالت یعنی ناگفتہ بہ حالت کا مطلب ہے کہ بالکل ہی کوئی pathetic حالت ہو۔ ہماری سڑکیں 100 فیصد اچھے حالات میں تو نہیں ہیں لیکن ان کی annual repair programme کے تحت ہر سال مرمت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، motorable ہے۔ جی، ورک صاحب!

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! چلیں ٹھیک ہے۔ میں انہیں آپ کے کہنے پر accept کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں کیا کہتا ہوں؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں ان کو visit ضرور کراؤں گا یہ میری آپ کی وساطت سے request ہو گی۔

جناب سپیکر: یہ ان کی مرضی ہے کہ وہ visit کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر آپ کہیں گے تو میں ان کو کہہ دوں گا کہ وہ visit کر لیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! آپ یہ مہربانی کر کے کہہ دیں۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! ان کی تسلی کے لئے visit کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! آپ نے بھی حکم کر دیا اور میرے بھی knowledge میں آ گیا ہے۔ انشاء اللہ ہم اس کو دیکھ لیں گے۔

جناب سپیکر: یہ ذرا سیلاب سے جان چھوٹنے دیں پھر اس کے بعد وہ visit کریں گے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اب اگلا سوال جناب محمد عارف عباسی صاحب کا ہے۔ عباسی صاحب کدھر ہیں؟۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ On his behalf, anybody? There should be.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! anybody میں تو میں بھی آتا ہوں۔

MR SPEAKER: No, he will not come. You are not allowed. Both of you are not allowed.

مراد راس صاحب! آپ بھی کچھ ہمت کر لیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرے پاس اس کے متعلق معلومات نہیں ہیں لہذا میں سوال نہیں کر سکتا۔ میں اس لئے بھی بات نہیں کرنا چاہتا کیونکہ unprepared کھڑے ہو کر کوئی ضرورت نہیں ہے جب تک آپ کو issue کا پتا ہی نہ ہو۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: میں on his behalf سوال کر لیتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وہ on his behalf آ گئی ہیں۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: سوال نمبر 556 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: پانچ سال سے زائد ایک جگہ پر تعینات آفیسر کی ٹرانسفر کا معاملہ

*556: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں ای ڈی او مواصلات و تعمیرات کب سے تعینات ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کی تعیناتی پانچ سال سے زیادہ ہو چکی ہے؟

(ج) کیا مندرجہ بالا ای ڈی او کا عرصہ تعیناتی حکومتی پالیسی اور قواعد و ضوابط کے مطابق ہے، اگر نہیں تو کیا حکومت ان کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جناب محمد اعظم ای ڈی او موصلات و تعمیرات مورخہ 01.03.2011 سے ضلع راولپنڈی میں تعینات ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ محمد اعظم کی تعیناتی ضلع راولپنڈی میں پانچ سال سے زیادہ نہ ہے۔

(ج) مندرجہ بالا ای ڈی او کا عرصہ تعیناتی حکومتی پالیسی اور قواعد و ضوابط کے مطابق ہے۔ مزید برآں الیکشن کمیشن سے موصول شکایت پر مورخہ 2013-04-25 کو محمد اعظم ای ڈی او، ورکس اینڈ سروسز راولپنڈی کا تبادلہ بطور ای ڈی او ورکس اینڈ سروسز فیصل آباد کر دیا گیا۔ تاہم مذکورہ افسر نے تبادلہ کے اس حکم نامے کے خلاف عدالت عالیہ راولپنڈی بنچ سے رجوع کیا جس پر عدالت عالیہ نے حکم امتناعی جاری کیا یہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ حتمی فیصلہ عدالت عالیہ کے حکم کی روشنی میں کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ویسے تو جس طرح میرے ساتھی ممبر نے کہا میری بھی وہی رائے ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اگر کسی ممبر نے کوئی question جمع کرایا ہے تو یقیناً verify کر کے اس کو جمع کرایا ہے۔ میرے خیال کے مطابق یہاں جو جواب آیا ہے، اگر عدالت میں بھی گئے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس کو چیک کرنا محکمے کا کام ہے۔ جن "ای ڈی او" صاحب کا نام لکھا ہے اگر یہ اپنے ٹائم سے تجاوز کر چکے ہیں اور ان کی posting ابھی وہاں ہے تو جو ٹائم یعنی tenure or period fix ہے کوئی افسر اس سے زیادہ کسی جگہ کام نہیں کر سکتا۔ اس پر محکمے کو توجہ دینی چاہئے اور اس جواب کو منسٹر صاحب کو verify کرنا چاہئے کہ واقعی اگر یہ بندہ تین سال کے زیادہ عرصہ سے تعینات ہے تو اس پر ایکشن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں. If it is pending adjudication پھر ہم کیا کریں گے؟

Then we can't speak on it, if it is in the courts.

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ ان افسران کا tenure تین سال کا پورا نہیں ہوا تھا اور دوسرا انہوں نے plea لی ہوئی ہے۔ یہ اگلے چھ سات مہینے میں ریٹائر ہونے والے ہیں۔ اس retirement کی base پر انہوں نے کورٹ سے stay لے لیا ہے کہ

میری retirementاسی جگہ سے ہو جائے اور ابھی ان کا tenure اسی جگہ کا پورا نہیں ہوا۔ یہ argumentsہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اگر اجازت ہو تو میں بات کروں؟

جناب سپیکر: میرے ساتھ ادھر علیحدگی میں کر لینا، ہم ایوان کا ٹائم تو خراب نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صاحب کبھی وہاں سے نہیں جائیں گے۔ ان کی jurisdictionمیں مری کا علاقہ ہے جو کہ انتہائی پرائم علاقہ ہے، ڈیپارٹمنٹ کو چاہئے کہ اس پر توجہ دے۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ضمنی سوال پر آ گئی ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جز(ج) کے اندر جو اس کا جواب دیا گیا ہے اس کے مطابق اگر ہم دیکھیں تو ان کا تبادلہ کیا گیا ہے اور تبادلے کے خلاف کورٹ میں گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کا وہاں پر تعیناتی کا پانچ سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔ اگر تبادلہ ہوا اور یہ کورٹ میں گئے ہیں تو کورٹ میں جانے کا کیا جواز بنتا ہے؟مطلب تاحیات تو کسی ایک جگہ پر کسی سرکاری افسر کی posting allowed نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میری پیاری بہن! میری بات سنیں جو کیس کورٹ میں ہو، pending adjudication ہو۔۔۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پھر کورٹ کو بھی تو دیکھنا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں!وہ کورٹ نے دیکھنا ہے کہ آیا کورٹ میں اس کو کوئی ریلیف ملنا چاہئے یا نہیں۔ ہم تو اس پر کوئی comment نہیں کر سکتے۔ اگر کیس کورٹ میں ہے تو پھر ہم اس پر comment نہیں کر پائیں گے۔آپ کی مہربانی، بہت شکریہ۔ جی، اگلا سوال میاں طاہر صاحب کی طرف سے ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر!.On his behalf(معزز ممبر نے میاں طاہر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ نگہت شیخ: سوال نمبر582ہے، جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد: پنجاب ہائی وے کی سڑکوں کی سالانہ مرمت ودیگر تفصیلات

***582: میاں طاہر:** کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں پنجاب ہائی وے کی سڑکوں کی سالانہ مرمت پر سال2010-11تا 2012-13 کتنی رقم سالانہ خرچ کی گئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ب) ان سالوں کے دوران جن سڑکوں کی سالانہ مرمت کی گئی ان کے نام، سڑک کی لمبائی اور اس کے کتنے حصہ کی سالانہ مرمت کی گئی؟

(ج) کیاان سڑکوں کی مرمت پر خرچ کردہ رقم کی تحقیقات کروائی گئی ہیں توان کی تفصیل بتائیں نیز کتنی رقم خُوردبُرد ہوئی اوراس کے ذمہ دار کون کون ہیں؟

(د) اس وقت کن کن سڑکوں کی سالانہ مرمت کی جارہی ہے ان کا تخمینہ لاگت اور نام سڑک بتائیں؟

(ہ) اس وقت کس کس سڑک کی حالت خراب ہے اوراس سڑک کی کب تک repairing کروا دی جائے گی؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ضلع فیصل آباد میں پنجاب ہائی وے کی سڑکوں کی سالانہ مرمت پر اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	مالی سال2010۔11	39.515ملین روپے
2۔	مالی سال2011۔12	53.462ملین روپے
3۔	مالی سال2012۔13	122.494ملین روپے

(ب) جن سڑکوں کی ان سالوں کے دوران سالانہ مرمت کی گئی ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن سڑکوں کی مرمت پر خرچہ کیاوہ محکمانہ قواعد وضوابط کے مطابق کیا گیاہے جس میں خُوردبُرد کی کوئی رپورٹ نہ ہے۔

(د) اس وقت کسی سڑک کی سالانہ مرمت نہیں کی جارہی ہے۔تاہم اس مالی سال میں دستیاب کردہ فنڈز سے قواعد وضوابط کے مطابق repair کا کام کیا جائے گا۔

(ہ) پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کے زیر انتظام ضلع فیصل آباد میں تمام سڑکیں عمومی طور پر اچھی حالت میں ہیں ماسوائے چند اڈوں کے پانی کا نکاس نہ ہونے کی وجہ سے خراب ہیں جن کی مرمت دستیابی فنڈز کے بعد کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(د) میں کہا گیا ہے کہ مالی وسائل کے دستیاب ہونے پر repair کا کام کیا جائے گا اور جز(ہ) میں کہا گیا ہے کہ پانی کا نکاس نہ ہونے کی وجہ سے چند اڈوں کی حالت خراب ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ مالی وسائل کب تک دستیاب ہو جائیں گے اور کیا صرف سڑکوں کو بار بار repair کیا جائے گا یا جو اصل مسئلہ پانی کے نکاس کا ہے وہ حل ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: سوال نمبر582 ہے؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر!جی، سوال نمبر582 ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف جواب دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر!ان کا یہ point بالکل valid ہے۔ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو پہلا جواب موصول ہوا تھا انہوں نے یہی لکھا تھا کہ تمام سڑکیں بہت اچھی حالت میں ہیں جب میں نے specifically ان کو کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر، اڈوں سے مراد ہے کہ جو build up area ہے، جہاں آبادیاں آ گئی ہیں، جہاں بسوں اور ٹرانسپورٹ کا مسئلہ ہے ان roads پر problem آ رہی ہے لیکن ان کو resolve کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ آیا جو نکاسی آب کا مسئلہ ہے اس کو حل کیا جائے گا یا جو سڑکوں کی حالت ہے اس کو repair کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، اپنا سوال دوبارہ پوچھیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! جو اصل مسئلہ ہے وہ پانی کے نکاس کا ہے یہاں پر واضح لکھا ہوا ہے کہ چند اڈے پانی کا نکاس نہ ہونے کی وجہ سے خراب ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وہاں پر پانی کے نکاس کو بہتر بنایا جائے گا اور پھر سڑکوں کی حالت بہتر کی جائے گی یا صرف ان کو repair کر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: دیکھیں پانی نکلے گا تو repair ہو گی، پانی کے اندر تو repair نہیں ہوتی۔

محترمہ نگہت شیخ: پانی تو پھر دوبارہ اکٹھا ہو جائے گا، اصل مسئلہ تو حل نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس مسئلہ کو اچھے طریقے سے حل کرنے کی کوشش کریں اور ان کو بتائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ایک بہت ضروری ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مرمت کے لئے ان کو جو پیسے دیئے جاتے ہیں محکمہ اس میں سے کتنی رقم physically منصوبے پر خرچ کرتا ہے اور کتنی رقم کمیشن میں ہڑپ کر جاتا ہے؟

جناب سپیکر: یہ بات تو قابل ذکر نہیں ہے۔ آپ یا تو کمیشن والی بات ثابت کریں۔ جب آپ ثابت نہیں کر پائیں گے It means there is no evidence.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ تو open secret ہے۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سو روپے میں سے چالیس پینتالیس روپے کمیشن میں محکمہ نیچے سے لے کر اوپر تک کھا پی جاتا ہے۔ This is an open secret.

جناب سپیکر: آپ کوئی specific case لائیں تاکہ میں ان سے کچھ پوچھنے والا بنوں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اُدھر سے ضمنی سوال آ گیا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جواب کے جز (الف) میں کہا کہ فیصل آباد میں سال 13-2012 میں 122 ملین روپے

خرچہ آیا ہے۔کیا مجھے منسٹر صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ کون کون سی سڑکیں repair کی گئی ہیں اور کتنی کتنی repair کی گئی ہیں اور ان repairs پر جو رقوم خرچ ہوئی ہیں کیا یہ مجھے اس کی کوئی تفصیل دے سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: صوبائی محکمہ سے متعلق جو سڑکیں ہیں ان کے بارے میں منسٹر صاحب آپ کو بتا سکیں گے اگر NHA کا پوچھیں گے تو وہ نہیں بتا سکیں گے۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اگر یہ کسی خاص سڑک کو point out کریں تو میرے پاس اس کی پوری detail ہے، میں ان کو بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی خاص سڑک بتائیں جو صوبائی ہو۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں ان سڑکوں کے بارے میں پوچھنا چاہ رہا ہوں جو فیصل آباد سے ٹوبہ ٹیک سنگھ جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، فیصل آباد سے ٹوبہ ٹیک سنگھ جانے والی سڑکوں کا بتائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس طرح تو میں اتنے short notice میں identify نہیں کر سکتا۔سوال کے مطابق سال 11-2010 میں جہاں جہاں repair کی مد میں کام ہوا ہے، جس جس کلو میٹر پر ہوا ہے وہ تمام detail میرے پاس موجود ہے اگر یہ چاہیں تو میں ان کو provide کر سکتا ہوں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اگر یہ چاہتے ہیں کہ میں specifically پوچھوں تو یہ مجھے 'کمالیہ ماموں کانجن روڈ' کا بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کے بارے میں آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس روڈ پر جو ہم نے 122 ملین روپے کی خطیر رقم خرچ کی ہے تو کیا اس سے repair بھی کی گئی ہے یا نہیں، اگر کی گئی ہے تو اس روڈ پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے اور کب کی گئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ specific question بنتا ہے اگر یہ fresh question کریں تو اس کی پوری detail provide کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: کسی حد تک ان کی بات صحیح ہے کہ لسٹ بہت لمبی ہے اور آپ کی بات specific نہیں ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پھر آپ وزیر صاحب کو میری طرف سے request کر دیں کہ یہ مجھے اس کی detail اس لمبی لسٹ میں سے نکال کر بعد میں provide کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کو بعد میں provide کر دیں گے۔اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے۔جی، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! سوال نمبر 656 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: دریائے جہلم بھیرہ اور احمد آباد کے درمیان پل بنانے کا معاملہ

*656: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دریائے جہلم بھیرہ اور احمد آباد کے درمیان موٹروے کے دونوں اطراف پل نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پل نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو آنے جانے میں پریشانی ہوتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دریائے جہلم بھیرہ اور احمد آباد کے درمیان پل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ دریائے جہلم بھیرہ اور احمد آباد کے درمیان موٹروے کے دونوں اطراف پل نہیں ہے۔

(ب) یہ درست ہے (لوگ بذریعہ کشتی دریا عبور کرتے ہیں)۔

(ج) سردست محکمہ مواصلات و تعمیرات پنجاب کے پاس بھیرہ اور احمد آباد کے درمیان دریائے جہلم پر پل بنانے کی سکیم زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!اس میں میری گزارش یہ ہے کہ جواب کے جز(الف)اور (ب)میں ڈیپارٹمنٹ خود مان رہاہے کہ یہ بات ٹھیک ہے۔ساتھ ہی جز(ج)میں وہ یہ کہہ رہاہے کہ پل بنانے کی سکیم بھی زیر غور نہیں ہے۔جبکہ ڈیپارٹمنٹ وہاں پر لوگوں کی پریشانی سے بھی آگاہ ہے کہ اس دریا کو عبور کرتے ہوئے کشتی میں بہت سارے لوگ حادثات کا بھی شکار ہو جاتے ہیں تو کیا منسٹر صاحب یہ بتائیں گے کہ ایسی صورت میں وہاں پر پل بنانے کی تجویز زیر غور کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہی ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ وہاں پر پُل بنانے کی تجویز زیر غور نہیں ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(جناب تنویر اسلم ملک):جناب سپیکر!اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی آبادی بہت کم ہے لیکن یہ ایک اچھا سوال put up کیا گیا ہے،پل تو جتنے بن جائیں اُتنے اچھے ہیں،جتنی لوگوں کو facilities مل جائیں لیکن یہ جو دو آبادیوں کی بات کر رہی ہیں ان کی آبادیاں بھی بہت چھوٹی ہیں۔ابھی میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا اس کی پوری feasibility study کروا لیتے ہیں، traffic count وغیرہ کروا لیتے ہیں اگر یہ project viable ہوا تو in future اس کے لئے کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، کر دیں تاکہ کوئی فائدہ پہنچ جائے۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اور سوالات بھی مکمل ہوئے۔

نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

وحدت کالونی لاہور۔ فلیٹس کی تزئین وآرائش کے اخراجات کی تفصیلات

*373:جناب اعجاز خان:کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) وحدت کالونی لاہور میں کل کتنے فلیٹ ہیں، ان کی مرمت و تزئین و آرائش پر 12-2011 سے آج تک کل کتنے اخراجات ہوئے، فلیٹس کی نمبر وار تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کریں؟

(ب) ان میں سے کتنے ایسے فلیٹس ہیں جن پر اس عرصہ کے دوران کوئی رقم خرچ نہ کی گئی؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) وحدت کالونی لاہور میں کل سرکاری رہائش گاہیں 1828 عدد ہیں جن میں فلیٹس کی تعداد 615 عدد ہے تفصیل اخراجات مرمت وتزئین وآرائش برائے فلیٹس 12۔2011 سے آج تک ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فلیٹس جن پر اس عرصہ میں کوئی خرچہ نہ ہوا ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی،اب ہم Call Attention Notices لیتے ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: آپ کس پر ضمنی سوال کرنا چاہتی ہیں؟ وقفہ سوالات تو ختم ہو گیا ہے۔Question Hour is over now. اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔پہلا توجہ دلاؤ نوٹس محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔جی،فرمائیں!

لاہور:35لاکھ روپے کی ڈکیتی کی تفصیلات

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 13۔اگست 2013 روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کی خبر کے مطابق ڈاکوؤں نے ڈیفنس "بی" کے علاقہ میں مبین خان کے گھر گھس کر اہل خانہ کو گن پوائنٹ پر یرغمال بنا کر 35 لاکھ روپے مالیت کا سامان ونقدی لوٹ لی اور فرار ہو گئے؟

(ب) اس کی تفتیش کن کن افسران نے کی، مکمل صورتحال سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جواب جز(الف) متذکرہ وقوعہ کے متعلق مقدمہ نمبر 586 مورخہ 11-08-2013 جرم 392 ت پ تھانہ ڈیفنس اے،لاہور مدعی مقدمہ مبین خان ولد یونس خان سکنہ 260 زیڈ۔بلاک ڈیفنس، لاہور کی درخواست پر رجسٹر ہوا ہے۔ جواب جز(ب) مقدمہ درج ہو کر تفتیش مقدمہ محمد اکمل سب انسپکٹر انوسٹی گیشن تھانہ ڈیفنس اے کے سپرد ہوئی ہے۔دوران تفتیش موقع ملاحظہ کے علاوہ Forensic

Laboratoryکو جو انگوٹھوں کے نشانات یا جوfinger prints ملے ہیں وہForensic Laboratoryکو بھجوائے گئے ہیں۔ ملزمان سابقہ ریکارڈ یافتہ کا فوٹو البم سی آر او برانچ میں مدعی مقدمہ کو دکھلایا گیا ہے۔ ملزمان نامعلوم کے sketches مدعی مقدمہ کی مدد سے تیار کروائے گئے ہیں۔ مشتری گزٹ کے شمارہ نمبر 33/13 میں سی آر او برانچ سے اشاعت کروائی گئی ہے۔ گھر میں موجود ملازمان کے موبائل فون کے ڈیٹا کے حصول کے لئے تحرک کیا گیا ہے۔ گردونواح میں بھی دریافت عام عمل میں لائی جارہی ہے اور نامعلوم ملزمان کو ٹریس کرنے کے لئے اس قسم کی وارداتوں میں سابقہ ریکارڈ یافتگان کو بھی شامل تفتیش کیا جارہا ہے اور جلد اس مقدمے کو تفتیش کے ذریعے سے یکسو کر کے ملزمان کو گرفتار کیا جائے گا اور اس مقدمے میں تفتیش سے متعلقہ تمام مروجہ طریقوں کو بروئے کار لایا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس میاں طاہر صاحب کا ہے۔ میاں طاہر صاحب تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں ایک اہم بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! کل 14۔اگست یوم آزادی کا دن تھا ہم لوگ کچھ خواتین اور نوجوان مل کر ہر سال علامہ اقبال کے مزار پر فاتحہ پڑھنے جاتے ہیں۔ کل پہلی دفعہ ایسا ہوا کہ علامہ اقبال کا مزار چھ گھنٹے کے لئے، ہمارے قائد کو قید کر دیا گیا، بند کر دیا گیا اور وہاں کسی کو فاتحہ کی اجازت نہیں دی گئی کیونکہ گورنر صاحب نے آنا تھا اور کئی سو لوگ بارش میں بھیگتے رہے، ہم بھی بارش میں بھیگ کر واپس آ گئے لیکن فاتحہ کی اجازت نہیں دی گئی۔ اگر گورنر صاحب کی سکیورٹی اتنی زیادہ important ہے تو یا تو وہ آدھی رات کو چلے جائیں یا early morning، ہمارے ساتھ ایسا نہ کیا جائے کہ ہم اپنے قائد کے مزار پر فاتحہ نہ پڑھ سکیں اس پر ہمارا بھی اور عام عوام کا بھی حق ہے۔ میری آپ کے توسط سے رانا ثناء اللہ سے گزارش ہے کہ اس پر غور کیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! گورنر کا عہدہ آئینی ہے اس لئے آپ کچھ خیال کریں، مہربانی۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ہمارے لیڈر علامہ اقبالؒ کو کئی گھنٹے تک قید کر دیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! جتنا آپ نے بول لیا ہے اتنا ہی کافی ہے، تشریف رکھیں۔ قواعد کی معطلی کی تحریک رانا ثناء اللہ خان، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب محمد سبطین خان، سردار شہاب الدین خان اور سردار وقاص حسن مؤکل کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مصر میں جاری خانہ جنگی کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے، محرک اپنی تحریک پیش کریں۔ ڈاکٹر صاحب آپ تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مصر میں جاری خانہ جنگی کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مصر میں جاری خانہ جنگی کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مصر میں جاری خانہ جنگی کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

مصر میں فوج کے ذریعے منتخب صدر کی برطرفی اور احتجاج کرنے والے عوام کے قتل عام کی پُرزور مذمت

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مصر میں فوج کے ذریعے سے جمہوری عمل کے خاتمہ اور منتخب جمہوری صدر ڈاکٹر محمد مرسی کی برطرفی اور اس پر احتجاج کرنے والے عوام کے قتل عام کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مصر میں فوج کے ذریعے سے جمہوری عمل کے خاتمہ اور منتخب جمہوری صدر ڈاکٹر محمد مرسی کی برطرفی اور اس پر احتجاج کرنے والے عوام کے قتل عام کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔"

ملک مظہر عباس راں: جناب والا! میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میری بات سنیں، اب question put کیا جا رہا ہے اس مرحلہ پر اگر آپ کوئی بات کریں گے تو وہ ٹھیک نہیں ہو گی۔ اس قرارداد کی چونکہ کوئی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے میں question put کرتا ہوں۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مصر میں فوج کے ذریعے سے جمہوری عمل کے خاتمہ اور منتخب جمہوری صدر ڈاکٹر محمد مرسی کی برطرفی اور اس پر احتجاج کرنے والے عوام کے قتل عام کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

محترمہ شُنیلا رُوت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہیں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہوں جو کہ گنگا رام ہسپتال کی residence میں مقیم ہیں اور عرصہ دراز سے وہاں پر illegal طور پر رہ رہی ہیں۔ان کی موجودگی میں ہسپتال کے ایم ایس بھی اپنے سرکاری کام صحیح طور پر سرانجام نہیں دے رہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ محترمہ وہاں پر illegal رہ رہی ہیں اور حکومت پر بہت بڑا بوجھ ہیں، بجلی، پانی، گیس وہ سب کچھ استعمال کر رہی ہیں۔وزیر صحت صاحب یہاں پر موجود ہیں، میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس سلسلے میں انہوں نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

جناب سپیکر: وزیر صحت صاحب! محترمہ کی بات غور سے سنیں۔آپ کن کے بارے میں بات کر رہی ہیں؟

محترمہ شُنیلارُوت: جناب والا! میں ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ کے بارے میں بات کر رہی ہوں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! مجھے بھی جواب دینے کی اجازت فرمائی جائے۔پی ٹی آئی نے وہاں پر میرے خلاف جو جال بچھایا تھا میں ایوان میں اپنا جواب دے کر ان کے منصوبے کا end کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں documentary proof بھی ساتھ لائی ہوں۔ میں اس وقت پوسٹ گریجویٹ، ماسٹر آف سرجری کی سٹوڈنٹ ہوں، میرے پاس synopsis بھی موجود ہیں اور میں اس وقت Prostate Cancer پر ریسرچ کر رہی ہوں۔Prostate Cancer میں جو ریسرچ کا topic ہے وہ Study of Risk Factor and Biological Characteristics of Prostate Cancer ہے اور یہ پنجاب یونیورسٹی کا approved project ہے جس کے documents بھی میرے پاس اس وقت موجود ہیں۔اس کے علاوہ میرا یہ project فاطمہ جناح میڈیکل کالج سے بھی approved ہے اور یہ project 2015 تک کے لئے ہے جو کہ mandatory ہے۔ہمارے پروفیسر صاحب نے بھی اس میں لکھا ہوا ہے کہ The doctor has to stay in the duty room because ہم نے اس میں جھوٹی موٹی ریسرچ نہیں کرنی بلکہ ہم نے وارڈ میں جانا ہے، فرض کریں وارڈ میں ایک patient ہے اور اس کو burning

micturationہےاوراسی complaintکے ساتھ وہ آتا ہے آپ نے اس کاPer-rectal examinationکرنا ہے۔آپ کو تو معلوم ہے،جب میں ممبر منتخب ہو کر آئی تھی آپ کو بھی بتایا تھااور اب اس مقدس ایوان کی خدمت میں بھی میری یہ عرض ہے کہ انdocumentsکے ساتھ وائس چانسلر کے پیپرز بھی موجود ہیں۔وہاں پر پی ٹی آئی کا ایک ایم ایس لگایا گیا ہے جو کہ ڈاکٹر یاسمین راشد کے منظور نظر ہیں،انہیں میں نے جا کر کہا کہ گنگارام ہسپتال میراparent institutionہے۔آؤٹ ڈور میں آپ جا کر دیکھیں،مریض سٹول سے نیچے گر رہا تھا،وہاں پر ٹوٹی ہوئی کرسی پڑی ہوئی ہے اور کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہے۔ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے آپ کو فنڈز دیئے ہوئے ہیں پھر آپ انتظامات کیوں نہیں کر رہے؟مزید یہ کہ ہسپتال میں چوہے دوڑ رہے ہیں۔frankly speakingاب میں نے یہ گندہ نام لے لیا ہے۔اس کے علاوہ میں نے ان سے یہ کہا کہ آپmedicines arrangeکریں،جس پرnext dayاس نے مجھے یہ نوٹس بھیج دیا۔اس کو تو اتنا بھی معلوم نہیں کہ six dutyroomsہیں.Duty rooms are always free of chargesاس کے علاوہ یہ میرے نام پر الاٹ بھی ہے اور اس وقت سے الاٹ ہے جب میں یہاں پر گائنی کی رجسٹرار تھی۔اس وقت سے ہم نے یہ ساریservices provideکی ہیں،ہم تو free servicesدے رہے ہیں۔اب یہ مسئلہ اس لئے اٹھایا گیا ہے کیونکہ اس حلقے سے میاں محمد نواز شریف جیتے ہیں اور ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ نے تو free servicesبھی دینی ہیں،ریسرچ بھی کر رہی ہے اس لئے ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ کو بدنام کیا جائے۔ میں تو کارکنان تحریک پاکستان کی بیٹی ہوں،جن کو تین گولڈ میڈل ملے ہیں،[**********] میں تو ساری free servicesدے رہی ہوں Duty rooms are always free of charges.یہ کوئی اور کام کرتیں تو ان کوappreciationملتی۔اس سلسلے میں تو میرے پاس ایک ایک ثبوت بھی موجود ہے،میں تو خود چاہ رہی تھی کہ اس کی وضاحت کروں لیکن مجھے منسٹر صاحب نے منع کر دیا تھا،میں تو اس سلسلے میں Privilege Motionبھی دینا چاہ رہی تھی لیکن وزیر موصوف نے کہا کہ اس وقت صوبے میں سیلاب آیا ہوا ہے اور ڈینگی کی وباء بھی پھیلی ہوئی ہے ڈاکٹر صاحبہ!آپ چھوڑیں،دفع کریں۔گنگارام ہسپتال تو میراparent institutionہے اور یہ وہ ایم ایس ہے جس کو جناح ہسپتال سے نکالا گیا ہے اور یہfemale institutionہے،یہ کوئی ایرا غیرا institutionنہیں

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر201الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہے، یہ کوئی اڈا نہیں ہے کہ جو مرضی وہاں پر کرتا رہے اور ایک ہی ڈاکٹر کے خلاف اُٹھ کر اس قسم کے فضول الزامات لگائے جائیں بلکہ میری آپ سے یہ بھی درخواست ہے کہ ان لوگوں کو۔۔۔

(اذان عصر)

میاں محمد اسلم اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری غلام مرتضٰی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں نے محترمہ کو floor دیا ہوا ہے جب ان کی بات ختم ہو گی تو میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب وہاں تشریف لائے تھے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس بات کو اچھے طریقے سے سمیٹ لیا جائے تو بہتر نہیں ہے؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: ایک بندہ اتنا اہم کام کرتا ہو اور کارکنان تحریک پاکستان کی بیٹی ہو جن کے تین گولڈ میڈل ہیں اور دن رات کام کرتے ہوں جن کا character transparent ہو۔ مجھے پچھلی اسمبلی میں بھی سپیکر صاحب کی طرف سے شاباش دی گئی تھی۔ کسی کو بدنام کرنا کیا یہ [****] نہیں ہے؟ اگر مجھے منسٹر صاحب منع نہ کرتے تو میں نے پہلے دن ہی تحریک استحقاق دینی تھی۔ میں نے اپنے institution کے لئے اتنی محنت کی اور میں کوئی بے گھر نہیں ہوں، میرا انگلینڈ میں بھی گھر ہے، یہاں میری ایک ڈیوٹی ہے اور میں نے اپنا پراجیکٹ مکمل کرنا ہے۔انسانیت پر احسان کرنا ہے جب آپ کے پاس above 40 years کے آدمی روتے ہوئے آتے ہیں کہ ہمیں retention of urine ہے۔ کیا یہ سارا کام انہوں نے کرنا ہے؟ انہوں نے تو کبھی کچھ نہیں کیا، سوائے بدنامی کے یہ کچھ نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔اب آپ تشریف رکھیں۔This is no valid Point of Order. I rule it out. جی، میاں صاحب!

چودھری غلام مرتضٰی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے میاں صاحب کو بولنے دیں۔آپ ایسے نہ کریں یہ آپ سے پہلے کھڑے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: شکریہ۔جناب سپیکر! معزز خاتون ممبر نے جو لفظ ہماری خاتون ممبر کے حوالے سے بولے ہیں، میری گزارش ہے کہ انہیں ایوان کی کارروائی سے حذف کیا جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 201 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: اگر کچھ ایسے الفاظ ہیں تو انہیں حذف کر دیا جائے۔

میاں محمد اسلم اقبال: بہت شکریہ۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں تمام ایوان سے اپیل کروں گا کہ ایک دوسرے کی عزت کا خیال کیجئے۔آپ اپنا مذاق خود نہ بنیں اور اس ایوان کے تقدس کو پامال کرنے میں قطعی طور پر اپنا حصہ نہ ڈالیں۔I will be grateful جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو بھی سٹوڈنٹ کوئی تھیسز کر رہا ہو یا کسی کالج یا یونیورسٹی میں پڑھ رہا ہو تو اس کے پاس وہاں رہنے کے لئے، رہائش کے لئے کوئی الاٹمنٹ لیٹر ہوتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کا الاٹمنٹ لیٹر کدھر ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ جو بھی سٹوڈنٹ کسی ہاسٹل کے اندر رہتا ہے تو اسے کچھ charges pay کرنے پڑتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وہ تو میں نے rule out کر دیا ہے۔اب آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔آپ کی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے بات مکمل کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ بہتر ہے اس مسئلے کو نہ چھیڑیں courts are there

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ معزز ممبر نے پارٹی کو بھی ساتھ سمیٹ لیا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو ایسے الفاظ کہے ہیں میں نے ان کو حذف کر دیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہوں نے کہے ہیں۔اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر کسی نے تین یا چار گولڈ میڈل لئے ہیں تو وہ کسی پارٹی کے کسی بھی عہدیدار کے خلاف کوئی لفظ بول سکیں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا۔ گزارش یہ ہے کہ ایک الاٹمنٹ لیٹر ہے اس کے against انہوں نے وہاں پر جو اس کا کرایہ جمع کرایا ہے وہ اس ایوان میں پیش کیا جائے۔اگلی بات یہ ہے کہ وہاں پر جو ائر کنڈیشنڈ چل رہے ہیں ان کا بجلی کا جو بل آ رہا ہے وہ اس عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے ان کو اس کا جواب دینا چاہئے۔یہ بات قطعاً نہیں ہے کہ یہ ایوان میں کھڑے ہو کر بڑے بڑے لفظ بول کر کسی بھی پارٹی کے عہدیدار کے خلاف کوئی بات کر کے بیٹھ جائیں۔ایسا نہیں ہو گا، ان کو یہ جواب دینا پڑے گا کہ وہاں پر جو ائر کنڈیشنڈ چل رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کی بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: یہ پہلے ان باتوں کا جواب دیں گی۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میاں صاحب!آپ کے پاس courts موجود ہیں۔قانون سب کے لئے برابر ہے۔ One can go to the court. بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جی، قانون سب کے لئے برابر ہے۔ وہاں پر کوئی تھیسز نہیں ہو رہا، کوئی کچھ نہیں ہو رہا یہ صرف اپنی رہائش اور قبضہ رکھنے کے لئے انہوں نے وہاں پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ یہ وہاں آٹھ سال سے قابض ہیں۔ یہ وہ خاتون ہے جو اس معزز ایوان کے floor پر کھڑے ہو کر (ن) لیگ کے خلاف بولا کرتی تھی اور آج انہی کی طرف سے بول رہی ہے۔آپ کا بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!میں نے رولنگ دے دی ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: اگر یہ رولز پڑھ کر آتے تو۔۔۔

جناب سپیکر:. I rule it out آپ بیٹھیں، تشریف رکھیں۔ محترمہ! بڑی مہربانی،آپ اس مسئلے کو چھوڑ دیں۔ محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔. Order please. Order in the House جی، چودھری صاحب!

چودھری غلام مرتضٰی: جناب سپیکر!میں جو گزارشات کرنے جا رہا تھا میاں اسلم اقبال صاحب نے میری ترجمانی کر دی ہے۔ میں آپ سے یہی گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ اگر کوئی ممبر اسمبلی سے residence allowance کے نام پر charges لے رہا ہے تو پھر یہ اس کا حق نہیں بنتا کہ وہ اسمبلی سے residence charges بھی charge کرے اور پھر رہائش بھی لے۔

جناب سپیکر: میں نے وہ rule out کر دیا ہے۔اب آپ اس پر بحث نہ کریں۔Let me speak now. Thank you very much.

جناب احمد شاہ کھگہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:. Order please. Order please آپ تشریف رکھیں۔ جی، فرمائیں!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر!میں وزیر قانون صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: کس کی؟

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!میں وزیر قانون صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ پی پی۔229 میں ایک معاملہ ہے کہ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر D–87 سے چند لوگوں نے ماسٹر صاحبان سے مل کر لاکھوں روپے کی لکڑی کاٹ لی ہے۔جب وہاں کے نمبر دار کو اطلاع ملی تو وہ وہاں پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ وہ لوگ ایک ٹریکٹر ٹرالا لکڑیوں سے لدا ہوا لے جا رہے تھے اور باقی اس کے شور کرنے پر روک دیا گیا۔اس نے تھانہ والوں کو اطلاع کی تو وہاں سے انسپکٹر آیا۔۔۔

جناب سپیکر:یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے؟آپ لکھ پڑھ کر کوئی چیز لائیں تاکہ میں ان سے کہوں کہ آپ اس پر notice لیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!ان کی توجہ دلائیں کہ وہاں لاکھوں روپے کی لکڑی کاٹ کر لے گئے ہیں۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر:نہیں،ایسے توجہ نہیں آتی۔آپ لکھ کر دیں۔اب میاں نصیر احمد صاحب مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودات قانون(ترمیم)پنجاب بوائلرز اینڈ پریشر ویسلزاور پنجاب اینیملز سلاٹر کنٹرول مصدرہ2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

میاں نصیر احمد:میں یہ رپورٹ پیش کرتا ہوں کہ:

1. The Punjab Boilers and Pressure Vessels (Amendment) Bill, 2013 (Bill No.7 of 2013).
2. The Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill, 2013 (Bill No.8 of 2013).

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: رپورٹیں پیش کی گئیں۔اب ملک مظہر عباس راں مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک مظہر عباس راں: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Local Government Bill, 2013 (Bill No.5 of 2013).

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ہفتے کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Local Government Bill, 2013 (Bill No.5 of 2013).

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ہفتے کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Local Government Bill, 2013 (Bill No.5 of 2013).

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ہفتے کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق
(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ میاں طاہر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر3 ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میری تحریک کو پندرہ دن کے لئے pending کر دیا جائے تو اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق ملک مظہر عباس راں صاحب کی ہے۔ ملک صاحب! آپ اپنی تحریک نہ پڑھیں تو بہتر ہے۔ میں اور آپ بیٹھ کر اس کا بعد میں فیصلہ کریں گے۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! جیسے آپ کا حکم لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ میری تحریک استحقاق کو pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: ملک مظہر عباس راں کی تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔

قاضی احمد سعید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! ابھی میرے سامنے مجلس خصوصی کے ممبران کی فہرست آئی ہے اور اس میں پاکستان پیپلز پارٹی کا کوئی ممبر شامل نہیں کیا گیا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اُس وقت آپ ایوان میں موجود نہیں ہوں گے اسی لئے آپ کا نام شامل نہیں کیا گیا۔ آپ یہاں موجود نہ ہوں تو پھر کیا ہو سکتا ہے؟ اُس وقت میں بھی نہیں تھا اور آپ بھی نہیں تھے۔ تشریف رکھیں۔

اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر17/13 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے، یہ pending ہوئی تھی اور اس کا جواب آنا تھا۔ رانا صاحب! کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر17/13 کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا لہذا اس کو pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو کب تک کے لئے pending کیا جائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! اس کوnext weekتک کے لئےpendingکر دیا جائے۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہےاس تحریک کوnext weekتک کے لئےpendingکیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ دیکھ لیجئے کہ یہ جون کی تحریک التوائے کار ہے۔ محکمہ میری تحریک کا intentionallyجواب نہیں دیتا۔

جناب سپیکر:یہ محکمہ کو آخری وارننگ ہے۔This is the last warning to the department.

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میری اس تحریک کا جواب نہیں آئے گا۔ محکمہ اس کا جواب دے ہی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر:اگر جواب نہیں آئے گا تو پھر محکمہ کا Headخود ادھر آئے گا۔آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔وہ جواب دیں گے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر18/13ہے۔

پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کو پی ایم ڈی سی کی منظوری کے بغیر چلانے سے سینکڑوں فارغ التحصیل اور داخلہ لینے والے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر18/13میں ایک ڈینٹل کالج جو کہ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد سے منسلک ہے کی رجسٹریشن سے متعلق معاملہ اُٹھایا گیا ہے۔ محکمہ نے جواب میں لکھا ہے کہ انہوں نےP.M.D.Cجو کہ رجسٹریشن کا مجاز ادارہ ہے کو بار بار خطوط لکھے ہیں اور اس کے باقاعدہ حوالے بھی دیئے گئے ہیں لیکن اس کے اُوپر ابھی تک کوئی مؤثر پیشرفت نہیں ہو سکی۔اس تحریک کو آپpendingفرمادیں اور میں محکمہ صحت کے سیکرٹری سے کہوں گا کہ وہ ذاتی طور پر اس معاملہ کو resolve کرائیں۔واقعی یہ ایک issueہے کیونکہ وہاں سے طالب علم اپنا کورس تقریباً مکمل کر چکے ہیں۔ میں محکمہ صحت کے سیکرٹری سے کہوں گا کہ وہ اس معاملہ کو ذاتی طور پرtake upکریں اور اس کی رجسٹریشن کی منظوری حاصل کی جائے۔

جناب سپیکر:تواس تحریک کوکب تک کے لئےpendingکیاجائے؟

وزیرلوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):آپ اس کو next sessionتک کے لئےpendingکرلیں کیونکہ یہ رجسٹریشن کی منظوریP.M.D.Cسے ہونی ہے۔ہم سیکرٹری محکمہ صحت حکومت پنجاب کے ذمہ لگائیں گے کہ وہ ذاتی طور پر پیروی کرتے ہوئےاس کی منظوری حاصل کریں۔

جناب سپیکر:چلیں،ٹھیک ہے۔اس تحریک التوائے کارکوnext sessionتک کے لئےpending کیاجاتاہے۔اگلی تحریک التوائے کارنمبر19/13بھی شیخ علاؤالدین کی ہے۔یہ جون سے آرہی ہےاور یہAllied Health Sciences Programmes(AHS)کے بارے میں ہے۔

پنجاب کے پرائیویٹ اور سرکاری میڈیکل کالجوں میں جاری الائیڈ ہیلتھ سائنسز پروگرامز (AHS) بند کرنے سے ہزاروں طلباء وطالبات کا مستقبل غیر محفوظ ہونے کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیرلوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر19/13کے ضمن میں عرض ہے کہUniversity of Health Sciences, Lahoreنے 2007میں مذکورہdisciplineمیںAllied Health Sciences Coursesمتعارف کروائے تھے جو کہ میڈیکل تعلیم سے وابستہ اداروں میں قائم Schools of Allied Health Sciencesمیں کرائے جا رہے ہیں۔ان courses کا سلیبسUniversity of Health Sciences(UHS)تیار کرتی ہے جو کہ حکومت پنجاب کی charted universityہےاور ڈگری بھی یہی یونیورسٹی جاری کرتی ہے۔

جناب سپیکر!یہ درست ہے کہ انcoursesمیں داخلہ بھی وہی طلبہ لیتے ہیں جو میڈیکل اور ڈینٹل کالجوں میں داخلے سے محروم رہ جاتے ہیں لہذاانcoursesکی اہمیت واقعی زیادہ ہے۔حکومت پنجاب کا محکمہ صحت اس ضمن میں وقتاً فوقتاًUniversity of Health Sciencesاور میڈیکل کالجوں کے سربراہان کو انcoursesکے جاری رکھنے کی ہدایت جاری کرتا رہتا ہے جبکہ UHSاور میڈیکل ادارے اپنے انتظامی اور مالی معاملات میں خود مختار ہیں۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کا جواب آ چکا ہے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر21/13 ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہ وہ تحریک التوائے کار نمبر21/13 ہے جس کے بارے میں آپ نے حکم دیا تھا کہ اس پر ایوان میں بحث ہو گی۔

جناب سپیکر:یہ تحریک التوائے کار کس بارے میں ہے؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہ environmentاور دریائے راوی کی موت کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر:شیخ صاحب!میرا خیال ہے کہ اب pollution نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین:یہ ریکارڈ میں موجود ہے اور آپ نے حکم دیا تھا کہ اس پر بحث ہو گی۔

جناب سپیکر:اب تو pollution نہیں رہی۔

شیخ علاؤالدین:اس کا جواب تو آنا چاہئے۔

جناب سپیکر:جی،لاء منسٹر صاحب!

دریائے راوی لاہور میں زہریلا پانی اور کوڑا کرکٹ ڈالنے سے زیر زمین پانی بھی زہریلا ہونے کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب میرے پاس موجود ہے۔میں اس جواب کی کاپی شیخ علاؤالدین صاحب کو دے دیتا ہوں۔شیخ صاحب اس جواب سے مطمئن ہوں تو ٹھیک ہے اگر وہ مطمئن نہیں ہوتے اور اس پر ان کی کوئی observation ہے تو وہ دیں۔آپ اس پر بحث کروانا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔آپ اس پر بحث کے لئے کوئی time fix کر دیں گے تو بحث ہو جائے گی۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!منسٹر صاحب مجھے اس کا جواب فراہم کر دیں تو میں اس کو پڑھ لیتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ علاؤالدین کو جواب کی کاپی مہیا کی گئی)

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ پہلے جواب پڑھ لیں پھر اس پر بات ہو جائے گی۔اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر22/13 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!یہ تحریک التوائے کار ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی کی ساڑھے تین سو کنال زمین کے حوالے سے ہے اور یہ اربوں روپے کا فراڈ ہے۔

جناب سپیکر: اچھا، دیکھتے ہیں اور اس کا جواب لیتے ہیں۔جی، منسٹر صاحب!

لاہور میں متروکہ وقف (ہندو اوقاف) کی سینکڑوں کنال اراضی خلاف قانون و پالیسی ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کے نام منتقل

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب میرے پاس موجود ہے اور یہ کافی تفصیل سے ہے۔اس جواب کو محرک دیکھ لیں۔اگر محرک متفق ہوں تو اس کو Anti Corruption Department کو refer کر دیا جائے تاکہ اس کے اوپر وہ inquiry کر کے اپنی کوئی ایک رائے قائم کریں۔اس میں واقعی جو بظاہر نظر آ رہا ہے وہ فراڈ کی ہی صورتحال ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو محکمہ انٹی کرپشن کو refer ہونے دیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب نے بہت اچھی بات کی ہے۔وہ مجھے جواب عنایت کر دیں میں اس کو دیکھ لوں گا۔آپ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ وقف کی زمین ہے آخر وہ کون سا جن تھا جس نے ٹرانسفر کر دی یہاں تو جائز mutation نہیں ہوتی؟آپ اس پر کمیٹی بھی بنائیں اور اس معاملے کو بالکل نہ چھوڑا جائے۔

MR SPEAKER: Let it go to the Anti Corruption.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!prior to that ہمیں تو دکھا دیا جائے۔انہوں نے کہا ہے کہ پہلے جواب دکھا دیا جائے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں جواب کی کاپی انہیں دے دوں گا۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/49 میاں محمود الرشید، ڈاکٹر مراد راس اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی طرف سے ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، رانا صاحب!

فیصل آباد کھرڑیانوالہ شیخوپورہ روڈ پر طویل لوڈشیڈنگ کے خلاف احتجاج کرنے والوں پر پولیس کا لاٹھی چارج، چادر اور چاردیواری کے تقدس کو پامال کرنا

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے، فیصل آباد میں ایک واقعہ پیش آیا تھا وہاں پر ستارہ انرجی جنریشن کا پراجیکٹ ہے۔ یہ پراجیکٹ جس علاقہ میں ہے اس علاقہ کے لوگوں کو اس پراجیکٹ کے موجود ہونے کی وجہ سے ایک سہولت تھی کہ وہاں پر لوڈشیڈنگ نہیں کی جا رہی تھی لیکن جب سپریم کورٹ کا فیصلہ آیا کہ لوڈشیڈنگ کے دورانیہ کو ہر جگہ پر یکساں طور پر لاگو کیا جائے۔ اس پر FESCO نے اس feeder کو بھی لوڈشیڈنگ میں ڈال دیا تو وہاں کے مکین اور فیکٹریوں والے جو عادی تھے کہ وہاں پر کوئی لوڈشیڈنگ نہیں ہوتی تھی جب باقی سب کے ساتھ وہاں بھی آٹھ دس گھنٹے کی لوڈشیڈنگ شروع ہوئی تو پھر چند فیکٹری مالکان نے اور چند مکینوں نے اپنا کردار ادا کیا اور مین روڈ کو بلاک کر دیا جس کو پولیس نے by force restore کرایا۔ اس دوران کچھ واقعات ایسے ہوئے جس پر پولیس نے تجاوز کیا اور اس بنیاد پر یہ معاملہ میڈیا میں آیا، اخبارات کی زینت بنا اور پھر یہ تحریک لائی گئی۔ میں اس دن خود وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر فیصل آباد گیا تھا۔ اس معاملہ کو وہاں پر inquire کیا گیا اور جو لوگ اس میں ملوث پائے گئے جنہوں نے ایک گھر میں گھس کر لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا تھا ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/56 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اور سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کی ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے۔ جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جس واقعہ کی نشاندہی کی گئی ہے اس کا مقدمہ پہلے سے درج ہو چکا تھا۔ اس کے بعد ملزمان کو گرفتار کر کے ان کا چالان عدالت میں پیش کیا جا چکا ہے۔ وہاں پر مقدمہ زیر سماعت ہے۔

جناب سپیکر: میں نے دیکھ لیا ہے یہاں Rule-83 لگتا ہے لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ فیصل آباد میں بجلی کی بندش کی تحریک التوائے کار 13/49 اور 13/61، 13/62، 13/98 تمام dispose of کی جاتی ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/80 میاں محمد اسلم اقبال صاحب کی ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔ جی، راناصاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا اس کو آپ اگلے ہفتہ کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک اگلے ہفتہ کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/120 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ کیا یہ پڑھی جا چکی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس پر کمیٹی بنی ہوئی ہے۔

ڈی ایف او چھانگا مانگا کا عرصہ دراز سے قائم مزدوروں کی بستی کو بذریعہ بلڈوزر گرانا

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ وہی معاملہ ہے جو غالباً آپ کے اور شیخ صاحب کے ضلع اور حلقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس معاملہ پر آپ کے پاس میٹنگ ہوئی تھی۔ میرے پاس محکمہ کا جواب موجود ہے لیکن اس میں مناسب یہی ہے کہ وہی کمیٹی جو آپ نے تشکیل دی تھی وہ اس معاملہ کو dispose of کرے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/132 جناب احمد خان بھچر صاحب کی ہے۔ راناصاحب! یہ تحریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہے، کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب ابھی محکمہ کی طرف سے موصول نہیں ہوا۔ آپ اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):اس کے علاوہ اگلی جتنی بھی تحاریک التوائے کار ہیں ان کے نوٹسز 7۔اگست کو موصول ہوئے ہیں ان میں سے کسی کا جواب بھی محکمہ کی طرف سے موصول نہیں ہوا کیونکہ پہلے عید کی چھٹیاں رہی ہیں اور پھر 14۔اگست کی چھٹی تھی۔

جناب سپیکر: راناصاحب!اب پڑھنے والی تحاریک التوائے کار ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! اگر محرک موجود ہیں تو وہ اپنی اپنی تحاریک پڑھ دیں اور اس کے بعد pending کر دیں۔

جناب سپیکر:اب تحریک التوائے کار نمبر 13/409 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔ڈاکٹر صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

لاہور کی سڑکوں پر ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب کو متعدد ون ویلرز ہلاک وزخمی

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور کی سڑکیں ون ویلرز کے لئے موت بانٹنے کا ذریعہ بن گئی ہیں بالخصوص مال روڈ، جیل روڈ، فیروزپور روڈ، گلبرگ مین بلیوارڈ اور کئی دوسری سڑکوں پر ہر ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب کو یہ خونی کھیل ہوتا ہے جس پر لاکھوں کی شرطیں لگتی ہیں اور جس میں دوسرے شہروں سے بھی لوگ آکر شرکت کرتے ہیں۔ گزشتہ 3ماہ کے دوران 11نوجوان ہلاک اور156 سے زائد زخمی ہو چکے ہیں۔ حکومت کوئی کارروائی کرنے کی بجائے خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہی ہے۔ ضرورت ہے کہ حکومت اس سلسلے میں اپنا رول ادا کرے تاکہ قیمتی جانوں کے زیاں کو روکا جاسکے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:آپ گورنمنٹ کے notice میں یہ بات لے آئے ہیں لیکن اس پر بہت عمل ہو چکا ہے۔ میں یہ جانتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:اس پر منسٹر صاحب کچھ بتادیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے اب کیا بتانا ہے۔ اس پر گورنمنٹ اور پولیس کام کر رہی ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 410/13 بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ 420 نمبر کس کا آتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا آج سارے جواب آپ کی طرف سے آئیں گے؟

جناب سپیکر: نہیں، مجھے جہاں جواب دینے چاہئیں میں وہاں جواب دیتا ہوں۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

پنجاب میں ہیپاٹائٹس کے مرض میں مسلسل اضافہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہیپاٹائٹس ایک خاموش قاتل اور موذی مرض ہے۔ پنجاب میں بسنے والا ہر دسواں فرد اس کا شکار ہے جبکہ اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ ہیپاٹائٹس بی اور سی جگر کے سکڑنے کی بیماری اور جگر کے کینسر کی بڑی وجہ ہے۔ جبکہ B اور C سے بچاؤ ممکن ہے۔ آلودہ پانی اور ناقص خوراک A, E کے پھیلنے کی بڑی وجہ ہے جبکہ B, C اور D استعمال شدہ سرنج و خون کی منتقلی سے پھیلتا ہے۔ ہیپاٹائٹس کی بیماری خون اور اس کی مصنوعات کے تبادلے اور استعمال شدہ سرنج یا مشترکہ انجکشن، شیونگ بلیڈ، ناک، کان چھدوانے والے آلودہ اوزار، بیوٹی، ڈینٹل اور دیگر سرجری آلات کا جراثیم سے پاک کئے بغیر استعمال کرنے سے پھیلتا ہے۔ اس موذی مرض کے سلسلے میں حکومت کو خصوصی آگاہی مہم شروع کرنا چاہئے اور اس سلسلے میں ٹھوس اقدامات کرنا چاہئیں تاکہ عوام اس آگاہی کے نتیجے میں اس جان لیوا اور موذی مرض سے بچ سکیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! اس تحریک کا کیا کیا جائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ تحاریک 7۔اگست کو موصول ہوئی ہیں۔ ان میں سے کسی بھی تحریک التوائے کار کا جواب محکمہ کی طرف سے موصول نہیں ہوا۔ آپ ان سب کو پڑھے جانے کے بعد اگلے ہفتہ تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتہ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 413/13 چودھری افتخار حسین چھچھر صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 414/13 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

پنجاب میں لاکھوں گاڑی مالکان قیمت ادا کرنے کے باوجود نمبر پلیٹوں سے محروم

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت پنجاب میں کاروں، ٹرکوں، کمرشل گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی سترہ لاکھ Number Plates گاڑیوں کے مالکان کو نہ مل سکی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ گاڑیاں بغیر Number Plates کے سڑکوں پر چل رہی ہیں۔ ان نمبر پلیٹوں کی قیمت عرصہ دراز سے وصول کی جا چکی ہے جس کی مالیت بھی اربوں روپے میں بنتی ہے۔ وہ کمپنی جو اس سارے معاملہ کی ذمہ دار ہے black list ہو چکی ہے لیکن نئے ٹینڈر میں شرکت کے لئے پھر pre-qualify ہو رہی ہے۔ 3M نامی فرم نے اپنے سابقا معاہدے پورے نہ کئے بلکہ حکومت اور مالکان کی مسلسل پریشانی کا باعث بن رہی ہے۔ معاہدہ کے تحت فرم مذکورہ نے جرمنی کی بنی ہوئی پلیٹیں فراہم کرنا تھیں لیکن جو پلیٹیں فراہم بھی کیں وہ مقامی طور پر تیار کی گئیں تھی۔ گاڑیوں کی نمبر پلیٹوں کی مسلسل دستیابی کوئی مشکل کام نہ ہے بشرطیکہ اسے شفاف طریقے سے competition اور competence کی بنیاد پر مختلف پارٹیوں کو division wise یا district wise بانٹ دیا جاتا یہ ایک انتہائی آسان کام جس کو مفادات کے تحت مشکل ترین بنا دیا گیا ہے اور جو گاڑیوں کے مالکان کے لئے مسئلہ بن چکا ہے۔ پوری دنیا میں کوئی نئی گاڑی بغیر نمبر ایک کلومیٹر نہیں چل سکتی۔ کیا وجہ ہے کہ ڈلیوری پوائنٹ پر رجسٹریشن اور پلیٹیں مہیا نہیں کی جا سکتیں اور جرائم کی صورت میں بھی بغیر نمبر پلیٹ گاڑیاں پولیس کے لئے مسئلہ بنتی ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتہ کے لئے pending کی جاتی ہے۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں ابھی اس کا جواب دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے یہ تحریک التوائے کار pending کر دی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 415/13 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

ویکسین کو سٹور کرنے کے لئے خریدے گئے کولڈ رومز میں سے اکثر بند ہونے کی وجہ سے ویکسین ضائع ہونے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ تحریک التوائے کار بہت اہم ہے۔ میں چاہوں گا کہ آپ اس پر specific instructions دے دیں تاکہ اس کا جواب جلد آ جائے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بیماریوں کی روک تھام کے لئے اہم ترین vaccines کو سٹور کرنے کے لئے جو cold rooms خریدے گئے ان کا معیار اور مایوس کن کارکردگی کی وجہ سے ان میں رکھی گئی تمام vaccines کی افادیت ختم ہو چکی ہے۔ یہ cold rooms جو پنجاب کے چودہ اضلاع میں بنائے گئے اور ان چودہ میں سے دس cold rooms چند ہفتے بھی نہ چل سکے۔ یہ cold rooms جو 9 بنیادی بیماریوں جن میں خسرہ بھی شامل ہے سے بچاؤ کی vaccines کے لئے خریدے گئے تھے لیکن اب تک 200 جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ ان حالات میں محکمہ صحت کا یہ دعویٰ کہ وہ خسرہ کے خلاف مہم کو کامیابی سے چلا رہا ہے کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ جبکہ vaccine ہی expire result دے رہی ہے۔ پنجاب کے چودہ اضلاع میں یہ Strengthening of Expanded Programme on Immunization (EPI) Cold Chain کے تحت لگائے گئے تھے لیکن دس اضلاع کے EDOs نے محکمہ کو اطلاع دی کہ یہ cold rooms کام نہیں کر رہے۔ صوبائی EPI سٹور آفیسر کی طرف سے یہ معاملہ 27۔ جون2013 کو تحریری طور پر محکمہ کے افسران اعلیٰ کے علم میں لایا گیا اور cold rooms کی خریداری میں ارباب اختیار کی کارکردگی کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اس خط کے مطابق یہ 220 وولٹ کے چائنیز cold rooms ہیں جن میں سنگل فیز کنکشن کے ساتھ تھری فیز 440 وولٹ سٹیبلائزر ہے جبکہ ضرورت 220 وولٹ سٹیبلائزر اور 220 وولٹ جنریٹر کی تھی اور اس طرح کروڑہا روپیہ ضائع کیا گیا۔ محرک یہ بات سمجھنے سے قاصر ہے کہ procurement کے بین الاقوامی

طریق کار اور competition کو کیسے نظر انداز کیا گیا اور substandard خریداری کی گئی۔ پھر وہ کون سے پوشیدہ طاقت ور ہاتھ ہیں جن کے زور بازو پر defective Chinese cold rooms خریدے گئے اور بیماریوں سے بچاؤ کے لئے اہم ترین vaccines بے کار ہو گئیں اور قیمتی جانوں کے ضیاع کا باعث بنیں۔ محرک پوری ذمہ داری سے یہ بات کہنے پر مجبور ہے کہ ملک کے اندر بلکہ لاہور میں انتہائی اعلیٰ معیار کے cold rooms بنانے والے ادارے موجود ہیں جو سالہا سال سے معیاری cold rooms اور cold storage کی صنعت سے منسلک ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ان اداروں کو جن کا service backup اور warranty ہر وقت موجود ہے کو نظر انداز کیا گیا؟ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتہ کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 420/13 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

صوبہ میں ہیپاٹائٹس کے بڑھتے ہوئے مرض کو روکنے کے لئے ضروری ادویات اور انجکشن فوری مہیا کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان اور بالخصوص پنجاب میں پچھلے دس برسوں میں ہیپاٹائٹس تیزی سے پھیل رہا ہے اور ایک ماہرانہ اندازے کے مطابق اس میں مزید اضافہ ہونے کا امکان ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہیپاٹائٹس کی مختلف اقسام سامنے آ گئی ہیں جن میں A,B,C,D,E,F اور G تک یہ ریسرچ ہو چکی ہے۔ جگر جو انسانی زندگی کا بنیادی کردار ہے اپنا مرض عرصہ دراز تک چھپائے رکھتا ہے اور اکثر اوقات تب ظاہر کرتا ہے جب معاملہ دور تک جا چکا ہوتا ہے۔ ہیپاٹائٹس کا علاج ایک مہنگا ترین علاج ہے اور حقیقتاً گو گ علم ہو جانے کے باوجود اس کا علاج کرانے سے قاصر ہیں۔ دنیا بھر میں کوئی ایسی مؤثر vaccine بھی تیار نہ ہو سکی ہے جو ہیپاٹائٹس کو روک سکے۔ اس مرض کے بڑھنے کی جو وجوہات ہیں ان کا علم عوام کو ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی سنجیدہ کوشش کی جا رہی ہے۔ وقت آ گیا ہے مزید ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ہیپاٹائٹس کے مرض کے خلاف ایک تحریک کا آغاز کیا جائے۔ تمام ہسپتالوں Rural Health Centres, Basic Health Units اور پرائیویٹ ڈاکٹروں سے ہیپاٹائٹس کے مریضوں کا ریکارڈ لے کر اور مکمل تفصیلات

کی بنیاد پر ایک (Crisis Hepatitis Centre) بنایا جائے اور ہر مریض کو تمام ادویات، انجکشنز مفت مہیا کئے جائیں اور ان کو اس وقت تک مانیٹر کیا جائے جب تک کہ ان کے نتائج negative نہ ہو جائیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

جناب سپیکر:. Pending till next week تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے اور اب ہم legislation شروع کرتے ہیں۔

مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب مصدرہ2013

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Commission on the Status of Women Bill, 2013. Minister for Law to introduce the Punjab Commission on the Status of Women Bill, 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Commission on the Status of Women Bill, 2013.

MR SPEAKER: The Punjab Commission on the Status of Women Bill, 2013 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 and is referred to the Special Committee No.1 for report within two months.

مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب مصدرہ2013

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill 2013. Minister for Law to introduce the Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill, 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill, 2013.

MR SPEAKER: The Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill 2013 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 and is referred to the Special Committee No.1 for report within two months.

مسودہ قانون (ترمیم) (ریلیف) مصارف زندگی ملازمین 2013

MR SPEAKER: Now, we take up the Employees Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill, 2013. Minister for Law to introduce the Employees Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill, 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Employees Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill, 2013.

MR SPEAKER: The Employees Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill, 2013 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 and is referred to the Special Committee No.1 for report within two months.

مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت برائے غیر ہنر مند کارکنان، پنجاب مصدرہ 2013

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Minimum Wages for Unskilled Workers (Amendment) Bill, 2013. Minister for Law to introduce the Punjab Minimum Wages for Unskilled Workers (Amendment) Bill, 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Minimum Wages for Unskilled Workers (Amendment) Bill, 2013.

MR SPEAKER: The Punjab Minimum Wages for Unskilled Workers (Amendment) Bill 2013 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 and is referred to the Special Committee No.1 for report within two months.

مسودہ قانون(ترمیم)دکانیں وکاروباری ادارے پنجاب مصدرہ2013

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Shops and Establishments (Amendment) Bill, 2013. Minister for Law to introduce the Punjab Shops and Establishments (Amendment) Bill, 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Shops and Establishments (Amendment) Bill, 2013.

MR SPEAKER: The Punjab Shops and Establishments (Amendment) Bill 2013 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 and is referred to the Special Committee No.1 for report within two months.

مسودہ قانون(ترمیم)معاوضہ کارکنان پنجاب مصدرہ2013

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill, 2013. Minister for Law to introduce the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill, 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill, 2013.

MR SPEAKER: The Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill, 2013 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 and is referred to the Special Committee No.1 for report within two months.

مسودہ قانون (ترمیم) نفاذ (انٹرنیشنل سسٹم) اوزان وپیمانے پنجاب مصدرہ 2013

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Weights & Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill, 2013. Minister for Law to introduce the Punjab Weights & Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill, 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Weights & Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill, 2013.

MR SPEAKER: The Punjab Weights & Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill, 2013 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 and is referred to the Special Committee No.1 for report within two months.

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب سروس ٹربیونلز مصدرہ2013

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Service Tribunals (Amendment) Bill, 2013. First reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Service Tribunals (Amendment) Bill, 2013 as recommended by the Special Committee No.1 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Service Tribunals (Amendment) Bill, 2013 as recommended by the Special Committee No.1 be taken into consideration at once."

There are two amendments in it. First amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr. Muhammad Siddique Khan, Malik Taimoor Masood, Mr. Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr. Ijaz Khan, Mr. Muhammad Arif Abbasi, Mr. Ejaz Hussain Bukhari, Dr. Salah-ud-Din Khan, Mr. Ahmad Khan Bhacher, Mr. Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr. Murad Raas, Mr. Masood Shafqat, Mr. Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr. Javed Akhtar, Mr. Waheed Asghar Dogar, Mr. Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr. Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs. Saadia Sohail Rana, Dr. Nausheen Hamid, Mrs. Raheela Anwar, Ms. Nabila Hakim Ali Khan, Mrs. Naheed Naeem, Ms. Shunila Ruth, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch. Aamar Sultan Cheema, Sardar

Muhammad Asif Nakai, Mr. Ahmad Shah Khagga, Dr. Muhammad Afzal and Mrs. Baasima Chaudhary. Any mover may move it. Who is to move it?

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ سپیشل کمیٹی کے پاس یہ Bill گیا تھا جس نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اگر اس پر public opinion بھی آ جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: پہلے آپ اس amendment کو move کریں گے۔

MIAN MUHAMMAD ASLAM IQBAL: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Service Tribunals (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th September 2013."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Service Tribunals (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th September 2013."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، کون بات کریں گے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ اس بل کے بارے میں ابھی information آئی اور تھوڑی دیر پہلے بل سامنے آیا ہے کیونکہ اس حوالے سے as such preparation نہیں ہے۔ لازمی بات ہے کہ اب ایوان کی کارروائی کے مطابق اسے آگے چلانا ہے اور اسے approval کے مراحل سے گزرتے ہوئے approve بھی ہونا ہے۔

MR SPEAKER: My dear! This is legislation. You see.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں بالکل اس بات کو understandکر رہا ہوں کیونکہ یہ بل میرے پاس نہیں آیا اور میں نے صرف یہ گزارش کی ہے کہ آپ اس کی جو further proceedingہےpleaseاس کوon carryکریں۔

MR SPEAKER: You were present in that Committee. You have signed it and now what I should do? I will go according to the decision of this House.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اسمبلی کا جو procedureبنتا ہے اس کے مطابق pleaseاسے further proceedکیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اپنیamendments withdrawکر لیں تو پھر ہی ہو گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!Rulesکے مطابق تو یہی بنتا ہے کہ ہم انہیںwithdrawکر لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے دو ترامیم دی ہیں جن میں ایک تو public opinionسے متعلق ہے اور دوسری سپیشل کمیٹی سے متعلق ہے۔ سپیشل کمیٹی نے alreadyہی اسے approveکیا ہے اور جو public opinionہے تو legislationکا اختیار publicنے اور عوام نے اس معزز ایوان کو ہی دیا ہے اس لئے public opinionجو ہے وہ legislationکے لئے relevantنہیں ہے۔اگر یہ مہربانی کر کے withdrawکر لیں اور اس کے بعد آپ further proceedکر لیں۔

MR SPEAKER: It has been withdrawn so we should proceed further then. Now, the second amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Siddique Khan and Malik Taimoor Masood.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

وزیرلوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! جبamendmentsانہوں نےwithdrawکرلی ہیں تو پھر آپ سوال براہ راستputکریں۔

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Service Tribunals (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No. 1 be taken into consideration at once."

(The motion was carried unanimously.)

Congratulations! (Applause)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: The second amendment is also withdrawn. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE-3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE-4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE-5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE-6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE-7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE-8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE-9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE-10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE-1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That in Clause 1 of the Bill, as recommended by the Special Committee No.1, for sub-clause (2), the following be substituted:

"(2) It shall come into force with effect from 22nd July 2013."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 1 of the Bill, as recommended by the Special Committee No.1, for sub-clause (2), the following be substituted:

"(2) It shall come into force with effect from 22nd July 2013."

None has opposed. The motion moved and the question is:

That in Clause 1 of the Bill, as recommended by the Special Committee No.1, for sub-clause (2), the following be substituted:

"(2) It shall come into force with effect from 22nd July 2013."

(The motion was carried.)

Now, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Service Tribunals (Amendment) Bill 2013, as amended, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Service Tribunals (Amendment) Bill 2013, as amended, be passed."

None has opposed. The motion moved and the question is:

"That the Punjab Service Tribunals (Amendment) Bill 2013, as amended, be passed."

(The motion was carried unanimously.)

(The Bill is passed unanimously.)

MR SPEAKER: Congratulations to all of you.

اب اجلاس کل مورخہ 16۔اگست 2013 صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

229

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات صنعت، تجارت وسرمایہ کاری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

"پنجاب پنشن فنڈ برائے سال2010 کی رپورٹ پر عام بحث"

231

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

جمعتہ المبارک،16۔اگست2013

(یوم الجمع،8۔شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 19 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

إِنَّ اللَّهَ
فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ
الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۚ ذٰلِكُمُ اللَّهُ فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ ۚ
وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذٰلِكَ
تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٩٦﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ
لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيٰتِ لِقَوْمٍ
يَعْلَمُونَ ﴿٩٧﴾

سورة الأنعام آیات95تا97

بے شک اللہ ہی دانے اور گٹھلی کو پھاڑ کر (اُن سے درخت وغیرہ) اگاتا ہے وہی جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور وہی بے جان کا جاندار سے نکالنے والا ہے۔ یہی تو اللہ ہے۔ پھر تم کہاں بہکے پھرتے ہو (95) وہی (رات کے اندھیرے سے) صبح کی روشنی پھاڑ نکالتا ہے اور اُسی نے رات کو (موجب) آرام (ٹھہرایا) اور سورج اور چاند کو (ذرائع) شمار بنایا ہے۔ یہ اللہ کے (مقرر کئے ہوئے) اندازے ہیں جو غالب (اور) علم والا ہے (96) اور وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تاکہ جنگلوں اور دریاؤں کے اندھیروں میں اُن سے رستے معلوم کرو۔ عقل والوں کے لئے ہم نے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں (97)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ساڈے ول سوہنیا نگاہواں کدوں ہونیاں
دسو منظور اے دعاواں کدوں ہونیاں
رو رو ساری زندگی جدائیاں وچ گالی اے
ہن ساڈی زندگی دی شام ہون والی ہے
ساڈیاں نصیباں وچ او راہواں کدوں ہونیاں
عشق دے بیماراں نوں دارو کوئی نہیں چاھیدا
اینہاں دا علاج اے دیدار سوہنے ماہی دا
عشق دے بیماراں نوں شفاواں کدوں ہونیاں
ساڈے ول سوہنیاں نگاھواں کدوں ہونیاں
رو رو ساری زندگی جدائیاں وچ گالی اے
ہن ساڈی زندگی دی شام ہون والی اے
معاف ماہی ساڈیاں خطاواں کدوں ہونیاں
ساڈے ول سوہنیاں نگاھواں کدوں ہونیاں
دسو منظور اے دعاواں کدوں ہونیاں

سوالات

(محکمہ جات صنعت، تجارت و سرمایہ کاری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری کے بارے میں سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات متعلقہ وزیر صاحب دیں گے۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 23 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: شالامار ٹاؤن میں موجود سٹیل ملوں کی تفصیلات

*23: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شالامار ٹاؤن میں لکھوڈیر روڈ پر سٹیل ملیں موجود ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لکھوڈیر روڈ پر موجود سٹیل ملوں کو وہاں سے منتقل کئے جانے کے احکامات صادر فرمائے جا چکے ہیں؟

(ج) کیا ان سٹیل ملوں میں بجلی اور گیس کے علاوہ پرانے ٹائروں کو بھی جلایا جا رہا ہے؟

(د) کیا پرانے ٹائروں کو جلانا قانونی جرم ہے اگر جرم ہے تو ان سٹیل ملوں کے خلاف کیا کارروائی کی جا رہی ہے جو اس میں ملوث ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور شالامار ٹاؤن میں لکھوڈیر روڈ پر سٹیل ملز موجود ہیں۔

(ب) ان سٹیل ملوں کو منتقل کرنے کے لئے ضلعی حکومت لاہور کی طرف سے ابھی تک کوئی احکامات صادر نہ فرمائے گئے ہیں۔

(ج) انوائرنمنٹ پروٹیکشن ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ کے مطابق سٹیل ملوں میں بجلی اور گیس کے علاوہ پرانے ٹائروں کو بھی جلایا جا رہا ہے۔

(د) جی ہاں! پرانے ٹائر جلانا قانونی جرم ہے اور اس حوالے سے محکمہ ماحولیات پنجاب ان سٹیل ملوں کے خلاف کارروائی عمل میں لا چکا ہے اور اس وقت گیارہ سٹیل ملز کے خلاف کارروائی انوائرمینٹل ٹربیونل میں زیر سماعت ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جز(ب) ہے کہ "کیا لکھو ڈیر کے اندر سٹیل ملز موجود ہے" جبکہ محکمہ کی طرف سے اقرار کیا گیا ہے کہ "یہ ملز بھی موجود ہے اور اس کے علاوہ یہ ماحولیاتی آلودگی کا باعث بھی بنتی ہے اور یقیناً زندگیوں کو risk بھی ہے۔" جواب میں کہا گیا ہے کہ "ان کی منتقلی کے لئے ضلعی حکومت کی طرف سے ابھی تک کوئی احکامات صادر نہ فرمائے گئے ہیں۔" میرا سوال وزیر موصوف سے یہ ہے کہ چونکہ یہ تمام ملز ڈیپارٹمنٹ کے under بھی آتی ہیں اور یہ بھی پتا ہے کہ یہ ماحولیاتی آلودگی کا باعث بھی بن رہی ہیں تو یہ کب تک ان احکامات کا انتظار کریں گے اگر انتظامیہ احکامات جاری نہیں کرتی اور ڈیپارٹمنٹ کو ہر چیز کا بخوبی علم ہے کہ اس کی وجہ سے ماحولیاتی آلودگی بڑھ رہی ہے اور لوگوں کی زندگی کو مشکلات درپیش ہیں۔ کیا اگر وہ احکامات نہیں آتے تو کیا از خود کارروائی کرنے کا ان کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! یہ بالکل درست ہے کہ لاہور شالامار ٹاؤن میں لکھو ڈیر پر سٹیل مل موجود ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پنجاب حکومت یا ضلعی حکومت نے ان سٹیل ملوں کو منتقل کرنے کے لئے کوئی احکامات صادر نہ فرمائے ہیں۔ اب میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم اس سلسلے میں کیا کر رہے ہیں۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے ایک میٹنگ کی ہے ہم نے نہ صرف لاہور بلکہ پورے پنجاب کا survey کروایا ہے کہ کتنی ملیں کس کس residential area میں موجود ہیں، وہ کیا کر رہی ہیں، ان کو جو این او سی ملا ہے وہ درست ملا ہے یا نہیں؟ لہذا میں اپنے بھائی میاں نصیر احمد صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ بالکل فکر مند نہ ہوں ہم اس سلسلے میں مسلسل کارروائی کر رہے ہیں، ہم نے پورے پنجاب کا survey کیا ہے، خصوصی طور پر لاہور کا survey کیا ہے اور ہم نے لسٹیں بھی تیار کی ہیں جن کی تعداد تقریباً 267 ہے۔ ہم نے ان ملوں کو نوٹس جاری کرنے ہیں، اس کی ایک سمری تیار کر کے وزیر اعلیٰ صاحب کو پہنچا دی ہے اور ہر چیز سے ان کو آگاہ کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے سندر اسٹیٹ پر پچاس ایکڑ زمین بھی خریدی ہے تاکہ وہ لوگ جن کی residential area میں سٹیل ملیں ہیں ان کو باہر نکالا جائے، ان کو وہاں جگہ دی جائے اور ان کو ٹائم بھی دیا جائے کہ وہ اتنے عرصہ میں

اپنی انڈسٹری وہاں شفٹ کریں لہذا حکومت پنجاب اور میرا ڈیپارٹمنٹ اس سلسلہ میں پوری طرح آگاہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان کو بہت جلد خوشخبری دیں گے۔ان سٹیل ملوں کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے، جو لوگ ٹائر جلا رہے ہیں ان کے خلاف بھی کارروائی ہو رہی ہے،اس میں گیارہ ملیں ایسی ہیں جن کے خلاف ہم نے چالان بھی بھیج دیئے ہیں اور ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، میرے خیال میں اب اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس میں بڑی گنجائش ہے اور ابھی بے تحاشا گنجائش ہے۔جس طرح انہوں نے نوٹس دینے کا فیصلہ کر لیا ہے تو یہ ٹائم فریم کا بھی بتادیں کہ یہ نوٹس ان کو کب تک serve کر دیئے جائیں گے ؟ دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح انہوں نے جز(د) میں کہا ہے کہ گیارہ سٹیل ملوں کے خلاف Environmental Tribunal میں کیس درج ہیں یہ کیس بھی محکمہ ماحولیات پنجاب نے کئے ہیں۔ہمارے متعلقہ محکمے نے ان کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی ہے ؟

جناب سپیکر: Joint adventure تو ہو سکتا ہے،اس میں کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!میں اپنے بھائی کو یہ بتاتا چلوں کہ اس میں دو محکمے ہیں ایک محکمہ انڈسٹری اور دوسرا محکمہ ماحولیات۔جو انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے وہ ہم نے ہی کرنا ہے اور جو Environment Department کا کام ہے جس میں ٹائر وغیرہ کا جلانا ہے وہ سارے معاملات ان کے پاس جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بھی شامل ہوتی ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق): ہمارا ان کے ساتھ jointly رابطہ ہے اور ہم ان کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!میں منسٹر صاحب کی بات سے convince ہوں لیکن میری گزارش یہ ہے کہ ابھی تک اس کے اندر جو بھی کورٹ کارروائی کی گئی ہے اس پورے جواب میں اس متعلقہ محکمے کا کوئی عمل دخل نظر نہیں آتا۔مثلاً ضلعی حکومت نے ابھی تک احکامات صادر نہ فرمائے، گیارہ سٹیل ملوں کے خلاف محکمہ ماحولیات نے کارروائی کی لیکن متعلقہ ڈیپارٹمنٹ نے ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی،اگر کی ہے تو کیا کارروائی کی ہے ؟انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے 72 ملوں کو ابھی نوٹس جاری کرنے ہیں۔یہی فرمادیں کہ محکمہ ان کو کب تک نوٹس جاری کر دے گا کیونکہ وہاں پر کیمیکل جلائے جاتے ہیں جو کینسر اور

دمہ بیماری کا باعث بنتے ہیں چونکہ ڈیپارٹمنٹ خود اقرار کر چکا ہے کہ وہاں پر ٹائر جلائے جاتے ہیں اور ہر روز لاکھوں ٹنوں ٹائر جلائے جاتے ہیں تو یہ بہت sensitive موضوع ہے۔ جو انہوں نے 72 نوٹس جاری کرنے ہیں ان کا کیا ٹائم فریم ہے یا وہ بھی کسی تیسرے یا چوتھے ڈیپارٹمنٹ سے concern کرنے کے بعد جاری کئے جائیں گے ؟

جناب سپیکر: دیکھیں، اس میں قانونی طریقہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ یہ کسی کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے، نوٹس دینا پڑتا ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں ان کے گوش گزار کرتا ہوں کہ اس میں ہماری ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا بہت role ہوتا ہے، محکمہ ایل ڈی اے کا role ہوتا ہے اور محکمہ سوئی گیس کا بھی role ہوتا ہے۔ جب یہ چیز واضح طور پر rules میں موجود تھی کہ کوئی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کسی residential area میں کوئی لائسنس یا NOC نہیں دے گی لہذا اس میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا بہت بڑا role ہے جو اِس وقت ہمارے لئے پریشانی کا باعث بن رہا ہے۔ جب واپڈا اور سوئی گیس والوں کو اس بات کا علم تھا کہ یہاں سوئی گیس اور واپڈا کے کنکشن نہیں دیئے جا سکتے تو پھر بھی انہوں نے وہاں میٹر لگائے ہیں۔ اب پوزیشن یہ ہے کہ جب ایک انڈسٹری لگ جاتی ہے، وہ on running ہو جاتی ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ مسلسل آبادی بڑھ رہی ہے، کالونی ایریا بڑھ رہا ہے جس کی وجہ سے بہت سی ایسی فیکٹریاں جو out of area میں تھیں وہ اب رہائشی ایریاز میں آ گئی ہیں اس لئے میں نے ان سے گزارش کی ہے ہم نے اس بارے میں پوری سمری تیار کی ہے۔ اس سلسلے میں ہماری بہت ساری میٹنگیں ہوئی ہیں اور اس کی سمری final decision کے لئے چیف منسٹر صاحب کو بھجوا دی گئی ہے اسی لئے ہم نے سندر اسٹیٹ میں پچاس ایکڑ زمین خریدی ہے جو ہم نے اُن کو الاٹ کرنی ہے۔ ہم نے ڈی سی او صاحبان کو کہا ہے کہ اس کا survey کریں اور ان کو نوٹس دیں۔ ان کا ٹائم بھی ہم نے صرف چار ماہ رکھا ہے تاکہ وہ چار ماہ کے اندر اندر اپنی فیکٹریاں وہاں سے شفٹ کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ باؤ اختر علی صاحب! آپ کا ضمنی سوال تھا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔اگر آپ کا سوال اِدھر سے آئے گا تو اس پر آپ ضمنی سوال زیادہ کریں گے اور اگر حکومتی بنچوں کی طرف سے سوال آئے گا تو ضمنی سوال یہ کریں گے۔اس کو آپ اپنے اپنے حساب سے رکھیں۔اس سوال کے بارے میں یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

باؤاختر علی: جناب سپیکر!میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں صرف لکھوڈیر لکھا ہوا ہے حالانکہ یہ صرف لکھوڈیر کا معاملہ نہیں ہے بلکہ اس میں محمود بوٹی آتا ہے اور سکھ نہر بھی آتی ہے۔ انہوں نے صرف گیارہ سٹیل ملوں کی نشاندہی کی ہے اور 71 ملوں کو نوٹس جاری کرنے کا کہا ہے جبکہ وہاں پر ایک survey کے مطابق تین سو کے قریب ملیں ہیں جو ٹائر اور زہریلا کیمیکل جلا رہی ہیں جس سے کینسر کی بیماری پھیل رہی ہے۔کوٹ خواجہ سعید ہسپتال میں 17 اموات کی تصدیق ہو چکی ہے جو صرف ٹائر جلانے اور زہریلا کیمیکل کی وجہ سے ہوئیں۔آج تک ایک بھی مل کو seal نہیں کیا گیا یا ان کو نوٹس جاری نہیں کئے گئے۔ میں وزیر موصوف کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس معاملہ میں فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!آپ ان کو بھی شامل کر سکتے ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!مجھ سے جو سوال ہمارے موصوف ممبر نے پوچھا تھا ہم نے اس کا جواب دے دیا ہے لیکن میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ ہمارے پاس مکمل رپورٹ ہے کہ اس وقت جو شالامار ٹاؤن ہے وہاں 24 سٹیل ملیں ہیں اور لاہور میں اس وقت 300 سٹیل ملیں ہیں۔ پنجاب میں 410 سٹیل ملیں اور کل 17857 انڈسٹری یونٹ ہیں۔ ہم نے 11 سٹیل ملوں کے خلاف کارروائی بھی شروع کر دی ہے۔ میرے یہ بھائی بھی سوال دیں اگر اس علاقے میں ہے تو ہم اس کا مکمل جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: وہ میں بتا دیتا ہوں۔ایک تو انہوں نے محمود بوٹی کا کہا ہے اور دوسرا سکھ نہر کا کہا ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!جیسا کہ یہ محمود بوٹی کا کہہ رہے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہاں بہت ساری فیکٹریاں ہیں ہم نے ان تمام کی لسٹیں بھی بنائی ہیں لیکن چونکہ ہم سے شالامار ایریا کا پوچھا گیا تھا اس کا ہم نے جواب دے دیا ہے۔ 267 ایسی ملیں ہیں، جن کے خلاف ہم کارروائی کر رہے ہیں جو صرف لاہور میں ہیں، جن کی لسٹیں بن گئی ہیں اور وہ تمام لسٹیں ڈی سی او صاحبان کو پہنچا دی گئی ہیں تاکہ وہ ان کا survey کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: میں اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے شاہ صاحب کو یہ اجازت دیتا ہوں کہ وہ ایک ضمنی سوال کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب اس طرح کی ملیں لگتی ہیں تو ظاہر ہے جو بھی یونٹ لگے گا اس میں سے waste material نکلے گا۔ ماضی کے اندر یہ practice تھی کہ waste material کے لئے جو Treatment Plant لگانا ہوتا تھا وہ مک مکا کر کے نہیں لگایا جاتا تھا اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ محکمہ ان Treatment Plant کے لئے ensure کرے۔ میں ضمنی سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت energy crisis ہے، پرانے ٹائر جلانا جرم ہے اگر کوئی سٹور کرتا ہے تو ڈینگی کا خطرہ ہو جاتا ہے۔ اب تو دنیا کے اندر جو advanced countries ہیں وہاں ہر چیز کو recycle کر کے استعمال کیا جاتا ہے۔ کیا محکمہ لاہور میں ان پرانے ٹائروں کے ذریعے سے بجلی پیدا کرنے کا منصوبہ رکھتا ہے؟ کیا محکمہ ایسی کوئی practice کرنے کے لئے تیار ہے کہ ہم پرانے ٹائروں کے ذریعے سے بجلی پیدا کریں۔ آخر ان کا کہیں مصرف تو ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں بھی تھوڑا سا آپ سے یہ کہنا چاہوں گا کہ جس طرح شاہ صاحب نے کہا ہے کہ اگر Treatment Plant ان ایریاز میں لگا سکتے ہیں جہاں انڈسٹری ہے اور اس سے کوئی مضر اثرات نہیں آتے تو پھر اس چیز کو بھی ماہرین، scientists اور ڈاکٹروں کی ایک ٹیم بٹھا کر ذرا examine کروالیں۔ اگر Treatment Plant سے معاملہ حل ہوتا ہے تو پھر disturbance کی بھی ضرورت نہیں ہو گی۔ باقی جو دوسری بات انہوں نے کی ہے اس کے بارے میں بھی آپ جواب دے دیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ جو ڈاکٹر صاحب کہہ رہے ہیں اس سلسلے میں کارروائی کرنی چاہئے۔ یہ start کی بات ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کسی صاحب کا ٹیلی فون چل رہا ہے، ضبط ہو جائے گا۔ مہربانی کریں۔ منسٹر صاحب! دیکھیں، آپ کا تو نہیں ہے کہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میرے پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! دو ماہ ہوئے ابھی ہم نے چارج لیا ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں میٹنگ کی ہے کہ ہمیں Water Treatment Plants لگانے چاہئیں۔ جب اس سلسلے میں میٹنگ کی تو ہم نے اس میں ڈاکٹر اور specialists بھی بلائے تھے۔ اس وقت ہمارے سامنے یہ بات آئی تھی لہذا ہم نے تمام تفصیلات لکھ کر بھیج دی ہیں۔ ہم نے Minister Environment اور Secretary Environment کو لکھ دیا ہے کہ آپ ان کے ساتھ meetings کریں تاکہ یہ سارا مسئلہ حل ہو سکے۔ دوسری جو انہوں نے محمود بوٹی کی بات کی ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ گورنمنٹ پنجاب کی meetings ہو رہی ہیں اور ہماری وہاں سے جو waste اکٹھی ہو رہی ہے ہم اس سے بجلی پیدا کرنے کا plant لگا رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس طرح کا ہمارا بجلی کا بحران ہے ہم ہر وہ کام کریں گے جس سے بجلی پیدا ہو۔ یہ اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ محمود بوٹی میں بجلی پیدا کرنے کا پلانٹ لگائیں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہاں پر بجلی پیدا کرنے کا پلانٹ لگے گا اور اسی waste کو استعمال کریں گے۔ اس waste کو جو کمپنی استعمال کرے گی تو اس کمپنی سے انشاء اللہ تعالیٰ حکومت پنجاب پیسے بھی وصول کرے گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب اگلا سوال نمبر 164 جناب محمد ثقلین انور سپرا صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! On his behalf.

جناب سپیکر: میں نے پہلے بھی آپ کو کہا ہے کہ:

On his behalf. It should be from this side.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس side سے کوئی کھڑا نہیں ہوا تو میں نے سمجھا کہ میں کر لوں۔

MR SPEAKER: Let it go then. They should suffer. I think they should suffer. Dispose of.

اب اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! On his behalf.

MR SPEAKER: Now, you can speak on his behalf.

سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: سوال نمبر 384 ہے۔

جناب سپیکر: سوال نمبر پھر چیک کر لیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال نمبر 378 ہے۔ طلباء وطالبات کے لئے ووکیشنل ٹریننگ سکول اور skill schools کے بارے میں کہا گیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں اس سے اگلے سوال نمبر 384 پر آنا چاہ رہا تھا اس پر نہیں۔

جناب سپیکر: پھر اس کو جانے دیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس کو جانے دیں۔ سوال نمبر 384 پر آ جائیں۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 378 جو ہے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ سوال نمبر 384 جناب احمد شاہ کھگہ کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! .On his behalf (معزز ممبر نے جناب احمد شاہ کھگہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال نمبر 384 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع پاکپتن: ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*384: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع پاکپتن میں کتنے ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ و کالج بچوں اور بچیوں کے لئے ہیں؟

(ب) ان اداروں میں اساتذہ، لیکچرار اور پروفیسروں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں، حکومت کب تک خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع پاکپتن میں کوئی ٹیکنیکل(GCT)ادارہ نہیں ہے۔

(ب) ووکیشنل اداروں (جی ٹی ٹی سی، پاکپتن اور عارف والا) میں ہی صرف خالی اسامیاں موجود ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

جی ٹی ٹی سی، پاکپتن (تین اسامیاں)

-1	سکلڈورکر(آٹو)	BS-8
-2	سکلڈورکر(الیکٹریکل)	BS-8
-3	سکلڈورکر(ویلڈنگ)	BS-8

جی ٹی ٹی سی، عارف والا،(تین اسامیاں)

-1	سکلڈورکر(مکینیکل)	BS-8
-2	سکلڈورکر(الیکٹریکل)	BS-8
-3	سکلڈورکر(ویلڈنگ)	BS-8

خالی اسامیاں پُر کرنے پر حکومت پنجاب کی طرف سے پابندی ہے۔ پابندی اٹھتے ہی اسامیوں کو پُر کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال بولیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال میں پوچھا گیا ہے کہ ضلع پاکپتن میں کتنے ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ ہیں۔ ادھر انہوں نے جواب دیا ہے کہ وہاں پر کوئی ٹیکنیکل سکول نہیں ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کب بنایا جائے گا، ابھی تک کیوں نہیں بنایا گیا، اس کی کیا وجوہات ہیں اور اس علاقے میں اس سسٹم کی facilities کیوں نہیں دی جا رہی ہیں، وہاں پر ٹیکنیکل سکول بنانے کا کوئی ٹائم، کوئی date یا کسی قسم کا کوئی schedule ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ ضلع پاکپتن میں کوئی ٹیکنیکل ادارہ نہیں ہے۔ ٹیوٹا کا پروگرام ہے کہ ہم ہر ضلع میں ٹیکنیکل ادارے بنائیں لیکن اس سلسلے میں ہمیں جگہ کا سب سے بڑا problem بنتا ہے۔ ہم نے اسی سلسلے میں بہت سارے ڈی سی اوز کو لیٹرز لکھے ہیں کہ جہاں جہاں ہم اپنے ادارے قائم کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

MR SPEAKER: I am not asking about so many districts, I am asking about this particular question.

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! انہوں نے جو پوچھا ہے تو اس وقت ہمارا وہاں پر کوئی ادارہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس کوئی جگہ نہیں ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ہمارے پاس کوئی جگہ ہے اور نہ ہی ہمارا اس وقت وہاں پر کوئی ادارہ ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ commit کرتے ہیں کہ آپ جگہ دینا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اگر وہاں پر ٹیکنیکل سکول بنانا ہے تو کھگہ صاحب سے بات کر کے میں ان کو وہاں جگہ دلوا دیتا ہوں۔ کھگہ صاحب وہاں کے لوکل ہیں اور وہاں سے elect ہوئے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان کو جگہ کا کوئی بندوبست کر دیتے ہیں۔ مگر یہ ہمیں کوئی ٹائم ٹیبل دیں کہ یہ کس ٹائم ٹیبل کے لحاظ سے چل رہے ہیں، اس طرح کی facility جو کہ ضروری facility ہے وہ کب تک وہاں پر مہیا کی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! جن ڈسٹرکٹ میں ہمارے ووکیشنل ٹریننگ سنٹر کام کر رہے ہیں وہاں پر بوائز اور گرلز سنٹرز بھی ہیں تو لہذا جہاں جہاں جس طرح ہمارے پاس فنڈز available ہوتے ہیں اور جس جگہ پر ہم محسوس کرتے ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! ہم آپ سے سفارش کرتے ہیں کہ اگر وہ جگہ دیتے ہیں تو آپ ادھر بنوا دیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ہم کوشش کریں گے۔ یہ apply کریں، درخواست کریں اور جگہ کے بارے میں بھی بتائیں۔ ہم انشاء اللہ اس کا سروے کریں گے اور جس حد تک ممکن ہوا بنانے کی بھی کوشش کریں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو جو principle بتایا ہے اس پر عمل کریں۔ اگر حکومتی بنچوں کی طرف سے سوال آئے گا تو آپ ضمنی سوال کریں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: No sir. نصیر صاحب! Please no supplementary on it? ادھر سے ہو گا تو میں آپ کو ضرور اجازت دوں گا۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے کسی اصول پر چلیں۔ اب اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کی طرف سے ہے۔ Anybody on her behalf?

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! On her behalf. (معزز ممبر نے محترمہ راحیلہ خادم حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! سوال نمبر 409 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: گورنمنٹ پرنٹنگ پریس میں بھرتی کی تفصیلات

*409: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور میں جنوری 2012 سے آج تک کتنے افراد کو کس کس اسامی پر بھرتی کیا گیا ہے؟

(ب) ان افراد کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بتائیں؟

(ج) کیا بھرتی سے قبل اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا اگر ہاں تو اس کی نقل فراہم کریں؟

(د) کیا ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا اگر ہاں تو میرٹ لسٹ نیز میرٹ بنانے کا طریق کار کیا ہے؟

(ہ) کس کس ملازم کو کس مخصوص سکیم کے تحت بھرتی کیا گیا ہے، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان فرمائیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) گورنمنٹ پرنٹنگ پریس، لاہور میں جنوری2012 سے لے کر آج تک کل سات افراد کو بھرتی کیا گیا ہے۔ جن میں دو جونیئر کلرک، تین بائینڈر، ایک کاپی پیسٹر اور ایک سٹور قلی ہے۔

(ب)

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت
1	بابر	بائینڈر-I	BS-03	- -
2	محمد عمر حنیف	جونیئر کلرک	BS-07	بی کام
3	محمد فیصل فیاض	بائینڈر-I	BS-03	مڈل
4	عباس علی خان	سٹور قلی	BS-02	- -
5	محمد شفیق	بائینڈر-I	BS-03	مڈل
6	وسیم خضر حیات	کاپی پیسٹر	BS-05	میٹرک
7	محمد احمد خلیل	جونیئر کلرک	BS-07	آئی کام

(ج) بھرتی خالصتاً رول A/17 کے تحت ہوئی تھی جس میں اشتہار دینے کی ضرورت نہ تھی۔

(د) ہاں! بھرتی خالصتاً میرٹ کی بنیاد پر ہوئی۔ میرٹ لسٹ اور میرٹ بنانے کا طریق کار فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ہ) تمام ملازمین کو مخصوص سکیم کے تحت بھرتی کیا گیا۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام مع ولدیت	عہدہ	گریڈ	سکیم
1	بابر ولد محمد اسلم مرحوم (انویلڈ)	بائینڈر-I	BS-03	رول A/17
2	محمد عمر حنیف ولد محمد حنیف (انویلڈ)	جونیئر کلرک	BS-07	رول A/17
3	محمد فیصل فیاض ولد محمد فیاض مرحوم (دوران ڈیوٹی وفات)	بائینڈر-I	BS-03	رول A/17
4	عباس علی خان ولد مظہر قیوم خان مرحوم (دوران ڈیوٹی وفات)	سٹور قلی	BS-02	رول A/17
5	محمد شفیق ولد محمد صدیق مرحوم (دوران ڈیوٹی وفات)	بائینڈر-I	BS-03	رول A/17
6	وسیم خضر حیات ولد خضر حیات مرحوم (دوران ڈیوٹی وفات)	کاپی پیسٹر	BS-05	رول A/17
7	محمد احمد خلیل ولد خلیل احمد (انویلڈ)	جونیئر کلرک	BS-07	رول A/17

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر!کیا وزیر صنعت و تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ جز(الف) گورنمنٹ پرنٹنگ پریس لاہور میں جنوری2012 سے آج تک کتنے افراد کو کس کس اسامی پر بھرتی کیا گیا ہے۔ جز(ب)ان افراد کے نام۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ سوال نہ پڑھیں ۔آپ ان پر ضمنی سوال کریں۔ جس کا جواب میں ان سے مانگوں۔ سوال پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔جی،ضمنی سوال کریں؟

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر!ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی،یہ سوالdispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!.On his behalf(معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!سوال نمبر 417 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی:ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*417:**جناب اعجاز خان:** کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں کل کتنے ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس ہیں،ان میں کتنے گرلز اور کتنے بوائز ہیں؟

(ب) ان اداروں میں اساتذہ، لیکچرار اور پروفیسروں کی کتنی تعداد ہے، نام، عہدہ اور گریڈ کے حساب سے بیان کریں؟

(ج) ان میں کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(د) کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع راولپنڈی میں تین ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ ہیں جن میں ایک طلباء اور دو طالبات کے ہیں۔

(ب) ان اداروں میں اساتذہ لیکچرار اور پروفیسروں کی تعداد 56 ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان اداروں میں 37اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) حکومت نے جنوری2013 سے نئی بھرتیوں پر پابندی عائد کی ہوئی ہے اور پابندی اٹھنے کے بعد یہ اسامیاں پُر کی جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

ڈاکٹر مراد راس: اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ان اداروں میں اساتذہ لیکچرار اور پروفیسروں کی تعداد56 ہے مگر مزید کہا گیا ہے کہ 37اسامیاں خالی ہیں اور اس کے آگے بتایا گیا ہے کہ جنوری2013 سے حکومت نے نئی بھرتیوں پر پابندی لگائی ہے تو میرا ضمنی سوال ہے کہ ایسی جگہوں پر پابندی کیوں لگائی گئی، کب یہ پابندی اٹھائی جائے گی، اس کی وجوہات کیا ہیں اور یہ 37 خالی اسامیاں کب تک fulfill کی جائیں گی؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں 22۔اگست کے بعد ہی شاید اس معاملے میں یہ کچھ کر پائیں گے۔اس سے پہلے تو مشکل ہے۔جی، وزیر موصوف!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں۔ میں ان کی تصحیح بھی کر دوں کہ یہ تعداد56 نہیں ہے یہ غلطی سے لکھا گیا ہے ہمارے لیکچرارز کی تعداد45 ہے۔

جناب سپیکر: جس نے بھی غلطی سے لکھا ہے.He should stand responsible

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔اس کے ساتھ ہی میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری37اسامیاں خالی ہیں۔ ہم بھی یہ محسوس کر رہے ہیں کہ یہ ٹیکنیکل ادارے ہیں لہذا یہ اسامیاں پُر ہونی چاہئیں۔ ہم relaxation of ban کی سمری specially چیف منسٹر کو بھجوا رہے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ اگر وہ سمری approve ہو گئی تو ہم پوری کوشش کریں گے کہ بہت جلد ان سیٹوں کو پُر کیا جائے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس پر main issue یہ ہے کہ جتنی positions filled ہیں تقریباً اتنی ہی positions خالی ہیں۔یہ کوئی چھوٹی تعداد نہیں ہے، پانچ دس positions ہوتیں تو آپ understand کر سکتے کہ ہم اس کے ساتھ deal کریں گے۔There are almost 36

positions جو کہ خالی ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے بتایا کہ 45اسامیاں بھری ہوئی ہیں اور 37اسامیاں خالی ہیں تو تقریباً اتنی ہی اسامیاں خالی ہیں جتنی بھری ہوئی ہیں کم از کم آدھا سٹاف وہاں پر موجود نہیں ہے۔ لہذا اگر اس پر جلدی ایکشن لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے بجائے اس کے کہ ہم بیٹھ کر دیکھیں کہ وہ سب چیزیں کب approve ہوں گی؟

جناب سپیکر: دیکھیں اس کا ایک طریق کار ہے، وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم چیف منسٹر کو سمری بھجوا رہے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس حوالے سے کوئی timetable بتادیں تاکہ تھوڑا بہت اندازہ ہو جائے کہ چار ہفتے لگیں گے یا چھ ہفتے لگیں گے؟

جناب سپیکر: یہ policy matter ہوتا ہے، چیف منسٹر صاحب اور Cabinet بیٹھ کر اسے دیکھتی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ بتادیں کہ یہ positions کب سے خالی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ positions کب سے خالی ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! بیک وقت 37اسامیاں خالی نہیں ہوتیں۔ بہت سے سینئر لوگ ہوتے ہیں جو ریٹائر ہوتے رہتے ہیں لہذا یہ turn over چلتا رہتا ہے۔ اس میں اس طرح نہیں ہوتا کہ یہ اسامیاں چھ ماہ سے خالی ہیں یا ایک سال سے خالی ہیں۔ ہمیں اس چیز کا پورا احساس ہے، ہم نہ صرف ان اداروں کی طرف دیکھتے ہیں بلکہ میں حکومت پنجاب کی طرف سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ایک بہت بڑا گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ٹیکسلا میں بنا رہے ہیں جس کے لئے ہمیں عملہ بھی درکار ہے اور اسی طریقے سے ایک چھ منزلہ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ڈھوڈک بنا رہے ہیں لہذا پنڈی ایریا میں اور اس پورے ڈسٹرکٹ میں حکومت پنجاب کی پوری توجہ ہے اور یہ 37اسامیاں turn by turn fill کر لی جائیں گی جیسے میں نے آپ کو بتایا ہے کہ گورنمنٹ کا ایک process ہوتا ہے، ہم وزیر اعلیٰ کو سمری move کر رہے ہیں، جیسا کہ سپیکر صاحب نے بھی کہا ہے کہ possibility ہے کہ الیکشن کے بعد اس پر پابندی ختم ہو جائے گی۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ جلد از جلد ان اسامیوں کو fill کیا جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہو گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جس طرح ملک میں بے روزگاری ہے اس وقت ٹیکنیکل ادارے قائم کرنا گورنمنٹ کا خوش آئند منصوبہ ہے تاکہ آدمی کچھ سیکھ کر کما سکے لیکن ملک میں انرجی کرائسز کی وجہ سے ادارے اور انڈسٹریز نہیں لگ رہی ہیں، Gulf countries میں ان کے لئے کافی گنجائش موجود ہوتی ہے لیکن وہاں communication کا مسئلہ ہوتا ہے ابھی میں منسٹر صاحب سے بات کر رہا تھا، میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کوئی ایسی گنجائش موجود ہے کہ آپ ان ٹیکنیکل اداروں میں عربی زبان کا تین چار مہینے کا کورس بھی کروا دیں تاکہ وہ ان ممالک میں جائیں تو communication کا مسئلہ آسانی سے حل ہو جائے۔ میرے علم میں ہے کہ انڈیا اس طرح کی ساری exercise کرتا ہے اس لئے ان کے لوگ وہاں زیادہ کھپ جاتے ہیں۔ وفاق میں بھی اب (ن) لیگ کی حکومت ہے تو اتنے سارے Trade Attaches جو ایمبیسی میں لگے ہوتے ہیں تو کیا وزیر موصوف ان سے رابطہ کر کے اپنی منسٹری کے ذریعے ہمارے بچوں کو وہاں کھپانے کا کوئی بندوبست کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: دیکھیں عربی سیکھنے سے کوئی کسی کو منع کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی کے پاس یہ اتھارٹی ہے۔ کوئی بھی ہو عربی سیکھنے میں ان کے کون حائل ہے؟ جنہوں نے apply کرنا ہے ان کو عربی سیکھنی چاہئے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ہم اس کو دیکھیں گے اگر Rules اجازت دیتے ہیں تو ہم اس سلسلے میں عملدرآمد کریں گے۔

جناب سپیکر: ورنہ آپ کے پاس interpreters ہوتے ہیں۔ جی، اب اگلا سوال بھی جناب اعجاز خان کا ہے۔ جناب اعجاز خان!۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!. On his behalf (معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 419 ہے۔ It may be taken as read.

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*419: جناب اعجاز خان: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں طلباء و طالبات کے لئے کتنے ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز اور Skill Centres موجود ہیں نام و پتاجات سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) 12۔2011 کے دوران ان تمام سنٹرز کے لئے کل کتنا بجٹ مختص کیا گیا؟

(ج) کیا ضلع راولپنڈی میں یو سی کی سطح پر سنٹرز موجود ہیں، اگر نہیں تو کیا حکومت یو سی کی سطح پر یہ سنٹرز قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف)

طالبات ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز:	12
طلباء ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز:	09
ٹوٹل:	21

نام اور پتاجات

نام	پتاجات
گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین راولپنڈی شہر	مکان نمبر O-635 کرتارپورہ راولپنڈی شہر
گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین راولپنڈی کینٹ	مکان CB-1086 پشاور روڈ پیر ودھائی موڑ ڈھوک مسکین مہر علی شاہ روڈ، مہریہ کالونی راولپنڈی کینٹ
گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین کہوٹہ شہر	مکان نمبر G-3/B کوٹلی لنک روڈ نزد پنجار چوک بلمقابل ناظم ظہور اکبر کہوٹہ شہر
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر برائے خواتین دھیال	احمد آباد کالونی دھیال راولپنڈی
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر برائے خواتین کہوٹہ	ارشد پلازہ (NBP) پنڈی روڈ کہوٹہ
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر برائے خواتین مندرہ	جی ٹی روڈ مندرہ
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر برائے خواتین گوجر خان	وارڈ نمبر 07 حیات سرروڈ گوجر خان
گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ برائے خواتین مری	ہڈسن لاج کشمیر پوائنٹ مری
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین راولپنڈی	ڈھوک سیداں گرجا روڈ راولپنڈی
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر برائے خواتین کلر سیداں	قاسم مارکیٹ، کلر سیداں
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر برائے خواتین کوٹلی ستیاں	کوٹلی ستیاں راولپنڈی
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ گوجر خان	جی ٹی روڈ گوجر خان
گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف ایچ وی اے سی آر ٹیکنالوجی، راولپنڈی	ٹیپو روڈ نزد موٹی محل سینما راولپنڈی
گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی، راولپنڈی	کوہاٹی بازار راولپنڈی

گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، کہوٹہ	بالمقابل بوائز ہائی سکول کلر روڈ، کہوٹہ
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، مری	جھیکا گلی، مری
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، دولتالہ	دولتالہ تحصیل گوجر خان
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کلر سیداں	نزد بنک الفلاح کشمیر روڈ کلر سیداں
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کوٹلی ستیاں	نزد راجہ مارکیٹ کوٹلی سیداں
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر دینی مدرسہ راولپنڈی	الخلیل قرآن اکیڈمی، ڈی اے وی کالج روڈ راولپنڈی

(ب) درج ذیل ہے:

نام	بجٹ2011-12
گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین راولپنڈی شہر	7747695
گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین راولپنڈی کینٹ	3719196
گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین کہوٹہ شہر	2392548
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر برائے خواتین گوجر خان	2282028
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر برائے خواتین دھمیال	3290122
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر برائے خواتین کہوٹہ	2308048
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر برائے خواتین مندرہ	2308835
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر برائے خواتین گوجر خان	3085835
گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ برائے خواتین مری	17875007
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین راولپنڈی	25474188
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر برائے خواتین کلر سیداں	2134990
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر برائے خواتین کوٹلی ستیاں	2510870
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ گوجر خان	6824128
گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف ایچ وی اے سی آر ٹیکنالوجی، راولپنڈی	12425474
گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی، راولپنڈی	4938825
گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی، راولپنڈی	4938825
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، کہوٹہ	2392548
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، مری	3227766
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، دولتالہ	3019097
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کلر سیداں	2802147
گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کوٹلی ستیاں	2691700

(ج) فی الحال ووکیشنل انسٹیٹیوشن تحصیل لیول پر ہیں سوائے ٹیکسلا کے، نئے انسٹیٹیوشن علاقہ کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر کھولے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ہیں، راولپنڈی میں ان اداروں کی ایک پوری کھیپ موجود ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ضلع کی سطح پر کوئی ایسا criteria موجود ہے جس کے تحت یہ ادارے بنائے جاتے ہیں؟ دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک ضلع میں تو بہت سارے ادارے بن جاتے ہیں مگر جس طرح پاکپتن کی بات سنُنے میں آ رہی ہے وہ ان اداروں سے محروم ہے تو کیا محکمہ نے اس کا کوئی criteria بنایا ہوا ہے یا alert up اس طرح یہ ادارے بنتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، یقیناً اُس کا criteria موجود ہو گا اس کے بغیر تو یہ کام کرتے ہی نہیں ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے۔ میں بھی جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتا ہوں، ڈاکٹر وسیم صاحب بھی جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر یہی criteria ہوتا تو میری جنوبی پنجاب کی سب سے آخری تحصیل جو صادق آباد ہے وہاں یہ چار ادارے نہ ہوتے۔ جہاں جہاں ضرورت ہوتی ہے، جہاں جہاں demand ہوتی ہے وہاں ہم ہر تحصیل اور ڈسٹرکٹ کی سطح پر یہ ٹیکنیکل ادارے بنا رہے ہیں صرف ایک جگہ پر نہیں بنا رہے۔ تمام اضلاع میں ہمارے ٹیکنیکل ادارے موجود ہیں اور تمام تحصیلوں میں ہمارے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ موجود ہیں۔ صرف ایسا نہیں ہے کہ یہ پنڈی میں ہیں، پنڈی ایک بہت بڑا ایریا ہے اس میں بہت سے علاقے ہیں مری ہے، ٹیکسلا ہے۔ جہاں جہاں ضرورت ہوتی ہے وہاں وہاں ادارے بنائے گئے ہیں وہ کسی کے کہنے پر یا کسی کی سفارش پر نہیں بنائے گئے۔ پورے پنجاب میں یہ ادارے موجود ہیں اگر یہ چاہیں تو میں اس کی لسٹ ڈاکٹر صاحب کو مہیا کر دوں گا کہ یہ کسی ایک علاقے کو oblige نہیں کر رہے بلکہ پورے پنجاب میں ہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم نے skilled persons تیار کرنے ہیں۔ جب انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ یا چیمبرز سے ہماری meeting ہوتی ہے تو وہ ہمیں کہتے ہیں کہ ہمیں skilled persons دیں لہذا یہ اسی سلسلے کی کڑی ہے جس علاقے میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اس قسم کی مزدوری کر سکتے ہیں، اس قسم کا کام کر سکتے ہیں وہاں وہاں ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم ان کو ایسے ادارے فوری مہیا کریں تاکہ بے روزگاری بھی ختم ہو، لوگ بھی skilled ہوں اور ہماری انڈسٹریز اور پرائیویٹ اداروں کو skilled persons بھی مل جائیں لہذا ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ صرف پنڈی میں ایسے ادارے بنائے جا رہے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب کا mike on کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر !وزیر صاحب نے ابھی on the floor of the House یہ بتایا ہے کہ ہماری ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر یہ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ موجود ہیں۔ میں آپ کے توسط سے ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ضلع لیّہ میں تحصیل چوبارہ اور تحصیل کروڑ لعل عیسن، تحصیل ہیڈ کوارٹر پر کوئی ایسا ادارہ موجود نہیں ہے تو کیا منسٹر صاحب یہ یقین دہانی کروائیں گے کہ اگر ہم وہاں پر جگہ کا انتظام کر دیں تو یہ وہاں پر ادارے بنا دیں گے ؟

جناب سپیکر: آپ جگہ کا بندوبست بھی کر دیں گے، وہ ادارہ بنا بھی دیں گے مگر وہاں پڑھنے والوں کا پتا کر لیں کہ وہ ہیں بھی یا نہیں ؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پڑھنے والے موجود ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! تحصیل چوبارہ اور تحصیل کروڑ لعل عیسن یہ دونوں تحصیلیں ایسے کیوں رہ گئی ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں ان کو check کر لیتا ہوں اور اس کی feasibility report بھی دیکھ لیتے ہیں جیسے آپ نے کہا ہے کہ وہاں بچے بھی پڑھنے کے لئے تیار ہوں، جو بھی ہمارے ایسے علاقے ہیں جہاں بے روزگاری زیادہ ہے ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم وہاں پر ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ جیسے ادارے قائم کریں۔ میں ڈیپارٹمنٹ سے اس کا سروے کروا لیتا ہوں اور اس کی feasibility report بھی منگوا لیتا ہوں۔ اگر feasible ہو گا تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم ضرور بنائیں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! سردار صاحب کو ذرا مزید تسلی کروائیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایوان میں کھڑے ہیں، میں یہاں کوئی ایسی بات نہیں کر سکتا کہ پانچ ماہ بعد وہاں پر انسٹیٹیوٹ بنا دیں گے، یہ بات مناسب نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہ سوال اپوزیشن کا ہے، آپ کی طرف سے نہیں ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!میں نے یہ کہا ہے کہ ہم department wiseاس کا سروے کروائیں گے اور میں خود اپنے ڈیپارٹمنٹ کے آدمیوں کو وہاں بھیجوں گا کہ وہ وہاں جا کر اس کوcheck کریں اور حالات کا جائزہ لیں۔ میں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر feasibleہو گا تو انشاء اللہ تعالیٰ اگلے بجٹ میں اس پر ضرور عملدرآمد کروایا جائے گا۔

جناب سپیکر: کھگہ صاحب!lateآتے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان:جناب سپیکر! کھگہ صاحب آئے ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: سبطین خان صاحب!آپ ان سے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میانوالی کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد سبطین خان:جناب والا!اس وقت میانوالی میں جو ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ہمارے پاس چل رہا ہے، میں تو اس کی کارکردگی سے مطمئن ہوں کیونکہ یہ انسٹیٹیوٹ کافی عرصہ سے وہاں پر چل رہا ہے اس لئے میرا کوئی خاص سوال تو نہیں ہے جو میں وزیر موصوف سے پوچھوں لیکن میری گزارش ہے کہ میری ایک تحریک التوائے کار ہے وہ جس وقت آپ حکم کریں گے تب اس پر گزارش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر:جب اس کا وقت آئے گا پھر اس بارے میں بات کریں گے۔

جناب محمد سبطین خان:ٹھیک ہے۔

ملک محمد علی کھوکھر:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:اگرvalid Point of Orderہو گا تو بات کرنے کی اجازت دوں گا ورنہ نہیں اور آپ کاPoint of Order rule outہو جائے گا۔

ملک محمد علی کھوکھر:جناب والا!میں صرف وزیر صاحب سے یہ سوال کرنا چاہتا تھا کہ ملتان انڈسٹریل اسٹیٹ میں بھی غالباً کوئی ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ نہیں ہے اگر کوئی ہے تو وزیر موصوف اس کی نشاندہی کر دیں؟

جناب سپیکر:ملتان کی کون سی تحصیل میں انسٹیٹیوٹ نہیں ہے؟

ملک محمد علی کھوکھر: جناب والا!میں ملتان کی انڈسٹریل اسٹیٹ کی بات کر رہا ہوں اور یہ اسٹیٹ جنوبی پنجاب کی largest Industrial Estate ہے۔وہاں پر جتنی بھی آبادی ہے وہ لیبر سے متعلقہ ہے اور لیبر کالونیاں ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہاں پر بھی کوئی ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قائم ہوا ہے یا نہیں کیونکہ وہاں پر تو گورنمنٹ کی زمین بھی موجود ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ کسی انڈسٹریل اسٹیٹ میں یہ ادارے قائم نہیں کئے جاتے، حکومت کی یہ پالیسی نہیں ہے کہ فلاں جگہ انڈسٹریل اسٹیٹ ہے اس لئے وہاں پر ووکیشنل انسٹیٹیوٹ قائم کریں لیکن ملتان میں تو پہلے ہی سے سب ادارے موجود ہیں بلکہ وہاں پر تو بڑے بڑے ادارے موجود ہیں۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ انڈسٹریل اسٹیٹ میں کوئی ادارہ موجود ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق): فی الحال وہاں پر کوئی ادارہ موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے particular بات یہی پوچھی ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق): جناب والا! فی الحال وہاں پر کوئی ادارہ قائم کرنے کا ارادہ بھی نہیں ہے۔

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! میں بھی ایک ضمنی سوال کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال نہیں کریں گے بلکہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

قاضی عدنان فرید: جناب والا! میرا third supplementary question یہ ہے کہ احمد پور شرقیہ جو ہمارے پنجاب کی سب سے بڑی تحصیل ہے، بدقسمتی سے وہاں پر جو ہمارا ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ چل رہا ہے وہ ایک rented building میں ہے وہاں پر مزید گنجائش نہیں ہے، البتہ وہاں پر potential موجود ہے کہ وہاں پر مزید trade بھی شروع کئے جائیں لیکن اس بلڈنگ میں اب مزید گنجائش نہیں ہے جہاں پر ہم ان بچوں کو accommodate کر سکیں۔ ہم نے تو پچھلی دفعہ بھی درخواست کی تھی کہ ہمیں اپنی بلڈنگ تعمیر کرنے کی اجازت دی جائے، میں اس سلسلے میں وزیر

موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا کوئی ایسا پروگرام ہے جس میں احمد پور شرقیہ میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ فار بوائز اینڈ گرلز کی تعمیر کا منصوبہ شامل ہو کیونکہ ہم نے تو اس کے لئے جگہ بھی designate کروالی تھی؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب! وہاں تو جگہ بھی موجود ہے، آپ کو وہاں پر تو تکلیف نہیں ہونی چاہئے بلکہ وہاں پر تو یہ کام فوری طور پر ہونا چاہئے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ایسی بات نہیں ہے بلکہ بہاولپور میں تو پہلے ہی انسٹیٹیوٹ موجود ہے، دراصل ہمارے گورنمنٹ ٹیکنیکل کالج یا دوسرے انسٹیٹیوٹ ضلعی سطح پر بنائے جاتے ہیں تحصیل کی سطح پر نہیں بنائے جاتے۔البتہ TEVTA کی یہ پالیسی ہے اور وہ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ فار بوائز اینڈ گرلز تحصیل کی سطح پر بنا رہے ہیں۔ میں معزز ممبر سے اس سلسلے میں ملاقات بھی کر لوں گا جو بھی ان کی تکالیف ہیں ان کو حل کرنے کی کوشش بھی کروں گا۔

جناب سپیکر: بقول آپ کے تمام تحصیلیں تو اس وقت مکمل ہیں اور اب جو چھوٹے قصبے ہیں ان کی طرف بھی دھیان دے دیں تو آپ کی مہربانی۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب والا! جہاں تک ووکیشنل اداروں کا تعلق ہے وہ ہم تقریباً ہر جگہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ اس وقت بھی وہ کافی جگہوں پر موجود ہیں۔

ملک مظہر عباس راں: جناب والا! قاضی صاحب نے اپنی تحصیل احمد پور شرقیہ کو پنجاب کی سب سے بڑی تحصیل کہا ہے جبکہ ہماری تحصیل ملتان سب سے بڑی تحصیل ہے۔

جناب سپیکر: کون سی؟

ملک مظہر عباس راں: جناب والا! تحصیل ملتان سب سے بڑی تحصیل ہے اور اس میں چار ایم این ایز کی سیٹیں ہیں ان کی correction کر دی جائے۔

قاضی عدنان فرید: جناب والا! یہ درست فرما رہے ہیں لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: ریکارڈ کو درست کر لیا جائے۔

قاضی عدنان فرید: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ ملتان ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر بھی ہے۔

جناب سپیکر: سوالات مکمل ہو چکے ہیں اس لئے وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع چنیوٹ: ٹیکنیکل کالج بنانے کی تفصیلات

*164: جناب محمد ثقلین انور سپرا: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل بھوانہ ضلع چنیوٹ کے عوام کالج آف ٹیکنالوجی کی سہولت سے محروم ہیں اور وہاں کے طالب علم یہ تعلیم حاصل کرنے سے قاصر ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب مذکورہ تحصیل کے عوام کی ضروریات کے پیش نظر یہاں پر کالج آف ٹیکنالوجی قائم کرنا چاہتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) موجودہ صورتحال میں یہ بات درست ہے کہ تحصیل بھوانہ ضلع چنیوٹ کے عوام کالج آف ٹیکنالوجی سے محروم ہیں اور وہاں کے طالب علم یہ تعلیم حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔ٹیوٹا کی پالیسی کے مطابق کالج آف ٹیکنالوجی ضلع کی سطح پر بنایا جاتا ہے اور بھوانہ ایک تحصیل ہے لہذا ضلع چنیوٹ میں کالج آف ٹیکنالوجی بنایا جانا ہے لیکن مذکورہ ضلع میں سرکاری زمین موجود نہ ہے اس لئے پہلے مرحلہ پر زمین کی خریداری کے لئے کارروائی کی جارہی ہے۔

(ب) جی ہاں! گورنمنٹ آف پنجاب ٹیوٹا کے ذریعے گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی جھنگ تعمیر کروا رہی ہے۔اس کالج کی تقریباً60 فیصد بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔مذکورہ کالج انشاءاللہ 2014-15 سے آپریشن میں آجائے گا یہ کالج جھنگ سے تقریباً17 کلو میٹر بھوانہ روڈ پر واقع ہے۔ بھوانہ کا فاصلہ جھنگ سے تقریباً47 کلو میٹر ہے لہذا مذکورہ تحصیل کی عوام اس کالج آف ٹیکنالوجی

سے استفادہ حاصل کر سکیں گے کیونکہ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی جھنگ کا فاصلہ مذکورہ تحصیل کی حدود سے تقریباً13 کلو میٹر ہے۔ مزید برآں ضلع چنیوٹ کا کالج آف ٹیکنالوجی بھوانہ تحصیل سے تقریباً45 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہو گا۔

ضلع پاکپتن: ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*378: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اگر ضلع پاکپتن میں طلباء وطالبات کے لئے ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز، Skill centres اور کمپیوٹر سنٹرز موجود ہیں تو نام وپتاجات سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) سال2009-10، 2010-11 اور2012-13 کے دوران مذکورہ کمپیوٹر سنٹرز کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا، تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ج) کیا ضلع پاکپتن میں یونین کونسل کی سطح پر طلباء وطالبات کے لئے مذکورہ سنٹرز موجود ہیں اگر نہیں تو کیا حکومت یونین کونسل کی سطح پر مذکورہ ادارے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ووکیشنل ٹریننگ سنٹر / Skill سنٹر

1- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، پاکپتن شریف

2- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، عارف والا

کمپیوٹر سنٹر:۔

ضلع پاکپتن میں کوئی کمپیوٹر سنٹر نہیں ہے۔

(ب) چونکہ ضلع پاکپتن میں TEVTA کا کوئی کمپیوٹر سنٹر نہیں ہے لہذا اس کے لئے کوئی بجٹ نہیں دیا گیا۔

(ج) TEVTA کے ادارے ضلعی / تحصیل کی سطح پر کام کرتے ہیں۔

حکومت کی طرف سے یونین کونسل کی سطح پر TEVTA کے اداروں کو قائم کرنے کے کسی منصوبہ کی اطلاع نہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آج آپ کے توسط سے پنجاب اسمبلی کے اس ایوان کی طرف سے ایک ایسے شخص کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں جس نے محترمہ بے نظیر بھٹو کا سپاہی ہونے کا حق ادا کیا، جس نے پاکستان پیپلز پارٹی کا ایک بہادر جیالا ہونے کا ثبوت دیا اور کل جس جرأت، بہادری اور نڈر ہونے کا مظاہرہ کیا، ہمیں ایسے شخص کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے۔ نہ صرف خراج تحسین پیش کرنا چاہئے بلکہ میں آج یہاں کھڑے ہو کر حکومت وقت سے یہ تقاضا کروں گی کہ جہاں پر حکومتی مشینری فیل ہو گئی تھی، جہاں آپ کے وزیر داخلہ غائب تھے، جہاں آپ کے آئی جی غائب تھے، جہاں آپ کے سیکرٹری دفاع غائب تھے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ غلط بات کر رہی ہیں۔ No Point of Order.

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ ایک fact ہے کہ ایک عام آدمی۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی بات غلط ہے اور This is no Point of Order. (قطع کلامیاں)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں. Order in the House.

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! آپ میری پوری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، آپ کو شاباش۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! انہوں نے جس بہادری کا مظاہرہ کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو شاباش، آپ تشریف رکھیں۔ شاباش سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ !آپ ماحول کو خراب کر رہی ہیں، تشریف رکھیں۔اب مجھے تحاریک التوائے کار کو take up کرنے دیں۔ مہربانی، شکریہ (قطع کلامیاں)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر:چھوڑیں اس بات کو آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! جب پوائنٹ آف آرڈر پر محترمہ نے بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر:وہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):آپ کے روکتے روکتے۔۔۔

جناب سپیکر:ان کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب والا!آپ کے روکتے روکتے۔۔۔

جناب سپیکر:وہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔I rule it out.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):آپ کے روکتے روکتے بھی محترمہ نے پوائنٹ آف آرڈر پر جو بات کی ہے اس بات کا ایک پہلو تو انہوں نے بیان کر دیا،اس میں انہوں نے جرأت کا بھی ذکر کر دیا،اس کے جیالا ہونے کا بھی ذکر کر دیا پھر محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کا حوالہ بھی دے دیا لیکن کیا محترمہ نے میڈیا کے اوپر وہ clip نہیں دیکھی جس میں زمرد خان صاحب جاتے ہیں اور جا کر جب اس آدمی کو پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں تو گر پڑتے ہیں، گرے ہوئے بھی اس کا پاؤں پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں پھر اس میں بھی کامیاب نہیں ہوتے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب والا! میری بات ذرا سن لیں،اب بات یہ ہے کہ یہ بات on record ہے اور اس کے بعد اس مسلح شخص کے پاس پورا وقت تھا کہ اگر وہ خدانخواستہ، خدانخواستہ زمرد خان صاحب کو hit کرتا تو یہ ملک اور قوم کے لئے

ایک انتہائی سانحہ ہوتا۔ یہ تو اس آدمی نے، باوجود کہ اس کے پاس ٹائم تھا اس نے ہوائی فائر کیا، اس نے زمرد خان صاحب کو hit نہیں کیا اور زمرد خان صاحب کو بھاگ کر ایک طرف ہونے کا موقع دیا۔ میں یہ بات کرتا ہوں کہ یہ جرأت نہیں بلکہ حماقت ہے کہ نہ تو آپ کے پاس کمانڈو ٹریننگ ہے اور نہ ہی آپ جسمانی طور پر fit ہیں تو پھر آپ اس قسم کا عمل کیوں کرتے ہیں جس کا نتیجہ انتہائی خوفناک ہو سکتا تھا۔ بات یہ ہے کہ ہمیں ہر بات کو جذباتی انداز میں لے کر واہ واہ نہیں کرنی چاہئے۔ اس معاملے کے تمام پہلوؤں کا باقاعدہ طور پر وزیر داخلہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ راستے میں تھے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): ہم اس واقعہ کے تمام پہلوؤں کو پوری طرح سے enquire کروائیں گے کہ کہاں کہاں پر اسلام آباد کی انتظامیہ نے unprofessionally یا unwisely behave کیا اور اس واقعہ میں زمرد خان صاحب کس طرح سے اس شخص کے قریب پہنچے اور پھر جب اس آدمی نے ہوائی فائر کیا، اس کے بعد اس نے اپنے دونوں بازو کھڑے کر دیئے، یہ بات میڈیا کی ہر clip میں موجود ہے۔ اس کے بعد اس کو کیوں hit کیا گیا؟ ان تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے گا، انکوائری کی جائے گی اور اس کے بعد فیصلہ کیا جائے گا کہ یہ جرأت کے مظاہرے ہیں یا حماقت کے مظاہرے ہیں؟

جناب سپیکر: مہربانی۔

MRS FAIZA AHMAD MALIK: Mr Speaker! I am on a point of personal explanation.

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ I will not permit it. محترمہ! آپ کا شکریہ

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! انہوں نے جو بات کی ہے مجھے اس کی وضاحت تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ Let me proceed.

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! انہوں نے جو بات کی ہے تو میرا بھی استحقاق ہے کہ میں وضاحت کروں۔

جناب سپیکر: آپ کا استحقاق نہیں بنتا۔ محترمہ! آپ کی مہربانی، تشریف رکھیں۔اب تحریک التوائے کار نمبر422/13جناب محمد صدیق خان، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، محترمہ ناہید نعیم کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔

پنجاب کے ادارہ صحت میں متعدی بیماریوں اور سانپ کے کاٹے کے علاج کے لئے ادویات کی عدم دستیابی

محترمہ سعدیہ سہیل رانا جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" لاہور میں عالمی ادارہ صحت کے حوالے سے یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ پورے صوبہ پنجاب میں برسات میں پھیلنے والی متعدی بیماریوں اور سانپ کے کاٹے (Snake Bite) کے علاج کے لئے دوائیاں موجود نہیں ہیں جس سے متاثرہ مریضوں کے علاج میں شدید دشواریاں پائی جارہی ہیں۔ عالمی ادارہ صحت کا کہنا ہے کہ صوبائی حکومت کے پاس مذکورہ بالا امراض کے علاج کے لئے ادویات / ویکسین خریدنے کے لئے کوئی رقوم مختص نہیں جبکہ حکومت پنجاب عالمی ادارہ صحت پر دباؤ ڈالتی ہے کہ وہ سانپ کے کاٹے کی ویکسین اور دوسری زندگی بچانے والی ادویات فراہم کرے۔اس حقیقت کے منظر عام پر آنے سے دیہی علاقوں خصوصاً سیلاب زدہ علاقوں کے عوام میں خوف وہراس پیدا ہو رہا ہے کہ زندگی بچانے والی ادویات کی عدم دستیابی سے ان کو دانستہ مصیبت میں ڈالا جارہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار آج پڑھی گئی ہے تو اسے pending کر دیا جائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے کل آپ سے گزارش کی تھی۔آپ اسے بھی next week تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 423 ہے۔ شیخ صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اب میں اس کا کیا کروں؟

معزز ممبران:dispose of کر دیں۔

جناب سپیکر: جو پڑھی نہیں گئی اسےdispose of کروں گا اور کیا کروں گا؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اسےpending کر لیں۔

جناب سپیکر:dispose of، کوئی اچھی تو نہیں ہے؟ چلیں دوبارہ دے دیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 425 سردار وقاص حسن مؤکل، ڈاکٹر محمد افضل اور سردار محمد آصف نکئی صاحب کی طرف سے ہے۔ تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار of dispose کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 426 امجد علی جاوید صاحب کی طرف سے ہے۔ آپ دونوں کی ایک ہی ہے؟

جناب امجد علی جاوید: نہیں۔ الگ الگ ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پڑھئے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مین بازار میں سینکڑوں چھابڑی فروش اور ریڑھی بانوں کو بغیر پیشگی نوٹس کے بے دخل کرنے سے پریشانی کا سامنا

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 22۔ جولائی 2013 کے قومی اخباروں میں خبر شائع ہوئی کہ مین بازار ٹوبہ ٹیک سنگھ میں گزشتہ چالیس سال سے سینکڑوں غریب ریڑھی / چھابڑی فروش روزانہ دیہاڑی لگاتے تھے۔ ان کا ذریعہ معاش بھی ریڑھی / چھابڑی ہی تھا جس سے وہ اپنے اہل خانہ کی کفالت کرتے تھے اور یہ لوگ ضلعی انتظامیہ اور بلدیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے افسران کے ساتھ ایک تحریری معاہدے کے تحت یہاں کاروبار کر رہے تھے۔ ضلعی انتظامیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ نے ٹی ایم اے کے ذریعہ مورخہ 20 اور 21۔ جولائی کی درمیانی شب بغیر کسی نوٹس کے ریڑھی / چھابڑی فروشوں کو بے دخل کر کے ان کا ذریعہ معاش روٹی کمانے کا سامان چھین کر لے گئے۔ اس ٹارگٹ آپریشن سے ریڑھی / چھابڑی والوں کا تقریباً دو کروڑ روپے کا نقصان ہو چکا ہے۔ ان غریبوں کے بچے عید کی خوشیوں سے محروم کر دیئے گئے۔ متاثرین کے چولہے بجھ گئے۔ مزید یہ کہ بے روزگار کر دیئے جانے والے ریڑھی / چھابڑی فروشوں نے ضلعی انتظامیہ کے خلاف اپنے مطالبات کے حق میں مین بازار میں احتجاجی کیمپ اور شہباز چوک میں احتجاجی مظاہرے اور

دھرنے جاری رکھے ہوئے تھے۔ شدید گرمی اور حبس کے باعث دو مزدور بے ہوش ہو گئے جبکہ ایک مزدور کو دل کا دورہ پڑ گیا جس کو 1122 سروس کے ذریعے ہسپتال منتقل کرنا پڑا۔مزدوروں نے خبردار کیا ہے کہ اگر کسی کا جانی نقصان ہو گیا تو اس کا مقدمہ براہ راست ڈی سی او کے خلاف کروائیں گے۔ مین بازار کے ریڑھی / چھابڑی فروشوں کے خلاف ضلعی انتظامیہ نے ڈی سی او کی انا کی تسکین کے لئے بے وقت یکطرفہ اور بدنیتی پر مبنی کارروائی کی ۔ متذکرہ ٹارگٹ آپریشن کے خلاف متاثرین ریڑھی، چھابڑی فروش، متاثرین اہل خانہ اور سول سوسائٹی میں ضلعی حکومت کے اس ظالمانہ اور ناانصافی کے ٹارگٹ آپریشن کے خلاف شدید رد عمل بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے جو مطالبہ کر رہے ہیں کہ ریڑھی چھابڑی فروشوں کو فوری طور پر مناسب متبادل جگہ فراہم کی جائے نیز ان کے مالی نقصان کا معاوضہ بھی دلایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:.Pending till next week جی میاں محمد رفیق صاحب!آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 428 ہے۔

مین بازار ٹوبہ ٹیک سنگھ کے دکانداروں کا ٹی ایم اے کے عملہ سے ساز باز کر کے سینکڑوں چھابڑی فروشوں کو بے دخل کرنا

میاں محمد رفیق: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 22۔جولائی 2013 کے قومی روزناموں کی اشاعت میں ایک "خطرناک" خبر شائع ہوئی ہے کہ ضلعی انتظامیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ نے ٹی ایم اے کے ذریعہ رات کو ٹارگٹ آپریشن کر کے ریڑھی / چھابڑی فروشوں کو بے دخل کر کے مین بازار کو خالی کروالیا اور ان کا ذریعہ معاش روزی روٹی کمانے کا سامان بھی اٹھا کر لے گئے۔ تفصیل یوں ہے کہ مین بازار ٹوبہ ٹیک سنگھ میں گزشتہ عرصہ دراز سے سینکڑوں غریب ریڑھی / چھابڑی لگا کر روٹی کماتے تھے۔ان پر ٹارگٹ آپریشن کر کے ریڑھی / چھابڑی والوں کا مالی نقصان کیا گیا۔ محاورہ ہے کہ آسمانی بجلی بھی غریب کے آشیانہ پر ہی کیوں گرتی ہے ؟مزید یہ کہ بے روزگار کر دیئے جانے والے ریڑھی / چھابڑی فروشوں کے ضلعی انتظامیہ کے خلاف اپنے مطالبات کے حق میں مین بازار اور بعد ازاں شہباز چوک میں احتجاجی مظاہرے اور دھرنے جاری تھے۔ شدید

گرمی اور حبس کے باعث دومزدور بے ہوش ہو گئے جبکہ ایک مزدور کو دل کا دورہ پڑ گیا جس کو 1122 سروس کے ذریعے ہسپتال منتقل کرنا پڑا۔اس پر جذباتی انداز میں مزدوروں نے خبردار کیا ہے کہ اگر کسی کا کوئی جانی نقصان ہوا تو اس کا مقدمہ براہ راست ڈی سی او کے خلاف درج کروائیں گے۔

جناب سپیکر!اب سوالیہ نشان یہ ہے کہ ضلعی انتظامیہ نے یہ ٹارگٹ آپریشن آخر رمضان المبارک کے مہینہ میں ہی کیوں کیا ہے؟ پس پردہ محرکات جو شکوک وشبہات پر مبنی ہیں بھی ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ دواہم محرکات گردش میں ہیں جن میں سے ایک تو مین بازار کے مالکان / دکاندار بیان کئے جاتے ہیں کہ جن کی ضرورت "عید کی کمائی" اور " سیل آمدنی" بڑھانے کی تھی۔ دوسری وجہ رمضان بازار کی ناکامی تھی جہاں پر گاہک کے جانے کا رجحان بوجہ دوری فاصلہ نہ تھا کو کامیاب کروانا ضلعی انتظامیہ کی مجبوری تھی۔ یہ دونوں مقاصد مین بازار میں ریڑھی / چھابڑی والوں کو بے دخل کر کے ہی حاصل کئے جا سکتے تھے۔چنانچہ غریب ریڑھی / چھابڑی فروشوں کا بلیدان دے دیا گیا۔

جناب سپیکر! ضلعی انتظامیہ کے ٹارگٹ آپریشن کی بنیاد درج بالا دو ہی وجوہات تھیں جن کی بنیاد مین بازار کو خالی کروا کر تنگ راستہ اور بند راستے کو کھولنے کے جواز پیدا کیا گیا۔ مین بازار کے بند راستے کو کھولنے کا جواز کو ہی اگر تسلیم کر لیا جائے تو متذکرہ ٹارگٹ آپریشن رمضان المبارک سے پہلے کیوں نہ کیا گیا؟ بصورت دیگر بذریعہ ڈائیلاگ متبادل جگہ کی پیشکش کے ساتھ یا پیشکش کے بغیر بھی ضلعی انتظامیہ متذکرہ ٹارگٹ آپریشن عید کے بعد بھی کر سکتی تھی۔ ضلعی انتظامیہ نے متذکرہ ٹارگٹ آپریشن کے لئے رمضان المبارک کے مہینہ کا ہی انتخاب کیوں اور کس کو فائدہ پہنچانے کے لئے کیا؟ مین بازار کے علاوہ دیگر بازاروں میں بھی مین بازار جیسی ہی تجاوزات موجود ہیں جن کو چھیڑا تک نہیں گیا۔ دکاندار اپنی اپنی دکان کے سامنے اپنے ہی سامان کو باہر نکال کر دکان سجا لیتے ہیں جو سڑک پر راستوں کی تنگی اور رکاوٹ کا باعث ہیں جس پر ضلعی انتظامیہ کی خاموشی مجرمانہ غفلت ہے۔ ضلعی انتظامیہ کے ٹارگٹ آپریشن کے بعد مین بازار کے کھلے راستے سے عام شہری کو بھی فائدہ یقیناً پہنچا ہے نیز آمدورفت میں بھی آسانی ہو گئی ہے مگر مین بازار کے جن دکانداروں کی خاطر ریڑھی / چھابڑی فروشوں کو بے دخل کر کے راستہ کھلوایا گیا تھا وہی لیں ثواب الٹا۔

جناب سپیکر!یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جو ریکارڈ پر بھی موجود ہے اور ضلعی انتظامیہ کے لئے چیلنج بھی ہے۔ مین بازار میں دکانوں کے ساتھ ساتھ دونوں اطراف 8,8 فٹ کے فٹ پاتھ بنائے گئے تھے۔پیدل چلنے والوں کی اضافی سہولت کے لئے ان فٹ پاتھوں پر چھتیں بھی ڈالی گئی تھیں جو

برآمدہ نما فٹ پاتھ تھے۔ایسے antique فٹ پاتھ شاید ہی کسی اور جگہ موجود ہوں۔مین بازار کے ان ہی دکانداروں نے متذکرہ antique فٹ پاتھوں پر ناجائزاور غیر قانونی قبضہ کر لیا ہے اور اپنی اپنی دکان میں شامل کر لیا ہے جیسے کہ ان کی ملکیت ہو۔موقع پر متذکرہ antique فٹ پاتھوں کا نام و نشان تک نہیں رہنے دیا گیا۔یہ سب غیر قانونی کارروائی انتظامیہ کی ملی بھگت سے کی گئی ہو گی۔مین بازار کے دکانداروں کے خلاف اگر ایسا ہی ٹارگٹ آپریشن کر کے 8,8 فٹ کے فٹ پاتھ ہی واگزار کروالئے جاتے تو بازار کی سڑک مزید 16 فٹ چوڑی کی جا سکتی تھی۔غریب ریڑھی / چھابڑی فروشوں پر کئے گئے ٹارگٹ آپریشن کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔

جناب سپیکر!مین بازار کے ریڑھی/چھابڑی فروشوں کے خلاف ضلعی انتظامیہ کی "طاقت گردی" مشکوک ہے، بے وقت، یکطرفہ اور بدنیتی پر مبنی ہے۔متذکرہ ٹارگٹ آپریشن کے خلاف متاثرین ریڑھی / چھابڑی فروش، متاثرین اہلیان خانہ اور سول سوسائٹی کے rationale سوچ اور ذہن رکھنے والے طبقات میں ضلعی حکومت کے اس ظالمانہ اور ناانصافی کے ٹارگٹ آپریشن کے خلاف شدید ردعمل بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے جو مطالبہ کر رہے ہیں کہ ریڑھی / چھابڑی فروشوں کو فوری طور پر متبادل جگہ فراہم کی جائے نیز ان کے مالی نقصان کا معاوضہ بھی دلایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔دیکھیں، یہ ایوان آپ سب کا ہے۔تحاریک التوائے کار کے لئے صرف آدھ گھنٹہ ہوتا ہے لہذا آپ اپنی تحاریک کو مختصر کر کے پیش کیا کریں تاکہ دوسرے معزز ممبران کی تحاریک بھی take up ہو سکیں۔آپ میرے بزرگوں میں شامل ہیں اور میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں۔آپ نے اپنی تحریک التوائے کار پیش کرنے میں تقریباً دس منٹ لگائے ہیں۔مہربانی کر کے آئندہ خیال کیجئے گا۔ہم اس تحریک التوائے کار کا اگلے ہفتے جواب لیں گے۔سبطین خان صاحب!آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر436 پیش کریں۔

ضلع میانوالی کے حلقہ پی پی۔46 کے قصبہ علو والی کی سڑکوں اور قابل کاشت رقبہ کو مون سون کی بارشوں اور دریائے سندھ کے سیلابی ریلے سے بچانے کے لئے دفاعی بند تعمیر کرنے کا مطالبہ

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقے پی پی۔46 میں واقع قصبہ علو والی تحصیل پیپلاں ضلع میانوالی کو مون سون کی بارشوں اور دریائے سندھ کے سیلابی ریلی سے شدید کٹاؤ کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ دریائے سندھ کے کٹاؤ کی وجہ سے قصبہ علو والی سمیت دیگر علاقوں کی زرعی زمینیں، چھوٹی بڑی رابطہ سڑکیں بالخصوص مین سڑک پیپلاں سے اٹامک انرجی کمیشن تک کو شدید نقصان کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس سے قصبہ علو والی و دیگر علاقوں کے لوگ مقید ہو کر رہ جاتے ہیں اور زرعی زمینوں پر کاشت فصلیں تباہ ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ قصبہ علو والی اور دیگر علاقوں کو دریائے سندھ کے متوقع سیلاب اور کٹاؤ سے بچانے اور دفاعی بند بنانے کے لئے حکومت نے ایک بہت ہی high profile کمیٹی بنائی جس میں سیکرٹری آبپاشی، سیکرٹری خزانہ اور چیئرمین پی اینڈ ڈی شامل تھے۔ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے ان کو اپنا ذاتی ہیلی کاپٹر دیا جس سے انہوں نے فضائی دورہ کیا اور ان علاقوں میں جا کر ادھر کے حالات بھی دیکھے۔ حکومت نے کمیٹی کی رپورٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے دفاعی بند بنانے کے لئے مالی سال 2012-13 میں 40 کروڑ روپے مختص کئے اور کہا کہ سیلاب کے بعد ہم اس کے اُوپر (spur) سپر کا کام شروع کرائیں گے۔ اب حالیہ مون سون کی بارشوں سے دریائے سندھ میں سیلابی ریلے سے شدید خطرہ لاحق ہو گیا ہے جس سے قصبہ علو والی سمیت تمام علاقے کٹاؤ کی نذر ہو جائیں گے۔ اس سے بچاؤ کے لئے ضروری ہے کہ حکومت مختص شدہ رقم سے دفاعی بند کی تعمیر جلد از جلد مکمل کروائے تاکہ ان علاقوں کے مکینوں کو متوقع نقصانات سے بچایا جا سکے۔ حکومت فوری طور پر بند تعمیر کروانے کے لئے اقدامات اُٹھائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں آپ کی اجازت سے صرف ایک منٹ مزید بات کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہے کہ اس پر مزید بات نہیں ہو سکتی۔ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد سبطین خان:جناب سپیکر!مجھے پھر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر:جی،آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں۔

جناب محمد سبطین خان:جناب سپیکر!جب کل صبح میں نے یہ تحریک جمع کروائی اور درخواست کی تھی کہ اس کوout of turn take upکر لیا جائے تو اُس وقت تک حالات کچھ اور تھے۔یہ جو پچھلی رات گزری ہے اس میں پانی کا ایک بہت بڑا ریلا جناح بیراج سے چشمہ بیراج پہنچا اور پھر وہاں سے ہوتا ہو ہمارے علاقے میں آیا ہے۔وہ بند جن کا ہمیں شدید خطرہ تھا بہہ چکے ہیں۔اس سیلابی ریلے سے پانچ یونین کونسلوں کے علاقے علو والی،خان گاہ سراجیہ،دوآبہ،پیپلاں اور کچا گجرات متاثر ہوئے ہیں۔اس وقت وہاں پر لوگ کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔یہ سڑکdirectاٹامک انرجی کمیشن کی طرف جاتی ہے جو کہ ہمارا بہت ہی حساس ادارہ ہے۔یہ پرانا شیر شاہ سوری روڈ ہے۔اس وقت وہاں پر یہ صورتحال ہے کہ پانچ یونین کونسلوں کو پانی کا یہ ریلاhitکرتا ہوا کلورکوٹ ضلع بھکر کی طرف نکل گیا ہے۔اب بھی ان علاقوں میں بے تحاشا پانی کھڑا ہوا ہے۔میری یہ گزارش ہے کہ آپ وزیر آبپاشی یا سیکرٹری محکمہ آبپاشی کو حکم دیں کہ وہ وہاں پر جا کر لوگوں کوreliefمہیا کریں۔تقریباً ایک لاکھ لوگ اس سیلابی ریلے سے متاثر ہوئے ہیں۔ان لوگوں کی امداد کی جائے گی تو اس سے حکومت کی نیک نامی ہو گی۔میں اس کی نشاندہی کر رہا ہوں اور اس کاcreditحکومت کو ہی جائے گا۔آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلے کوurgently take upکیا جائے۔میں پورے وثوق سے on the floor of the Houseکہہ رہا ہوں کہ وہاں پر ایک لاکھ لوگ اس سیلابی ریلے سے متاثر ہوئے ہیں اگر ایک لاکھ سے کم لوگوں کا نقصان ہوا ہو تو میں اس کی ذمہ داریownکروں گا۔اس سے زیادہseriousمسئلہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر:رانا ثناء اللہ صاحب!سبطین خان صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر436ہے اس پر nextweekلازمی جواب منگوائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جی،ٹھیک ہے اس کا جواب بھیnext weekآ جائے گا لیکن محترم سبطین خان صاحب ابھی اجلاس کے بعد میرے ساتھ بیٹھ جائیں اور ان کے جو بھی خدشات ہیں وہ دُور کئے جائیں گے۔ویسے تو پنجاب حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب ذاتی طور پر اس بارے میں بھرپور توجہ دے رہے ہیں۔آج بھی وہ سیالکوٹ پہنچے ہوئے

ہیں۔اس حوالے سے سبطین خان صاحب کی جو بھی تجاویز ہیں وہ یہ ضرور دیں ان کے اُوپر انشاء اللہ تعالیٰ عملدرآمد کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ سبطین خان صاحب!آپ اجلاس کے بعد رانا صاحب سے میٹنگ کر لیجئے گا۔اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے لیکن کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں بھی سیلاب کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

سرکاری کارروائی

بحث

پنجاب پنشن فنڈ برائے سال2010 کی رپورٹ پر عام بحث

جناب سپیکر: حضرت صاحب!دیکھیں، میری بات سنیں۔جب سپیکر بول رہا ہو تو اس وقت آپ interrupt نہ کیا کریں۔.This is not goodآج کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر "پنجاب پنشن فنڈ برائے سال 2010 کی رپورٹ پر عام بحث" ہے۔اس بحث میں حصہ لینے کے لئے جو صاحبان اپنے نام دینا چاہتے ہیں وہ دے سکتے ہیں۔ میں وزیر متعلقہ سے کہوں گا کہ وہ اپنی بحث کا آغاز کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!ابھی جو بات میں نے ڈاکٹر صاحب سے کہی ہے کیا وہ آپ نے نہیں سنی؟ میں بات کر رہا تھا اور آپ مجھے بار بارinterrupt کر رہے تھے۔.This is not good

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں صرف پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوا ہوں۔ میں ابھی کچھ بولا اور نہ ہی میں نے آپ کوinterrupt کیا ہے۔ میں نے آپ سے صرف ایک گزارش کرنی تھی۔

جناب سپیکر: جی، آپ حکم کریں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں میری ایک تحریک استحقاق تھی جس کے بارے میں آپ نے کہا تھا کہ میں پہلے چیمبر میں بات کروں گا پھر اس پر فیصلہ کیا جائے گا۔اسمبلی میں میری اس تحریک استحقاق کا تو کچھ نہیں بنا لیکن یہ ضرور ہوا ہے کہ جن پولیس افسران نے اس ڈکیتی کی

برآمدگی کرنی تھی اب انہوں نے کہہ دیا ہے کہ چونکہ آپ نے تحریک استحقاق دے دی ہے لہذا اب اسمبلی سے ہی اپنی برآمدگی کروائیں۔

جناب سپیکر: سیکرٹری اسمبلی اس کو نوٹ کریں اور مجھے اس تحریک استحقاق کے بارے میں آگاہ کیا جائے کہ اس پر اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ ہمارے Custodian ہیں اس لئے آپ اس چیز کا notice لیں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل میں اس کا notice لوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرانی ہے کہ اس وقت جو دریاؤں، ندی نالوں کی صورتحال ہے اور بارش کی وجہ سے جو تباہی ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ساری صورتحال حکومت کے notice میں ہے اور اس پر کام بھی ہو رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب صبح سے لے کر شام تک ہر جگہ پہنچ رہے ہیں۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس آفت سے نجات دلائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ہم دعا بھی کر رہے ہیں لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ساری صورتحال سے کوئی وزیر ایوان کو آگاہ کرے۔ حکومت کیا کر رہی ہے اور کیا حالات ہیں اس بارے میں ایوان کو بھی update کر دیں؟

جناب سپیکر: جی جی، ضرور کریں گے وہ ابھی اُدھر گئے ہوئے ہیں۔ آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ یہاں پر کوئی وزیر نہیں بیٹھا ہوا سب کام پر گئے ہوئے ہیں۔ جی، رانا صاحب!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move for general discussion on the report of Punjab Pension Fund for the year 2010.

جناب سپیکر: جی، اگر آپ اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو مجھے اپنے اپنے نام پہنچائیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پنجاب پنشن فنڈ کا ادارہ Punjab Pension Fund Act 2007 کے تحت وجود میں آیا تھا۔ اس کا مقصد حکومت پنجاب کے ملازمین کی بڑھتی ہوئی pension liability کو مناسب طریقے سے manage کرنا ہے۔ حکومت پنجاب اس ادارے کو فنڈز مہیا کرتی ہے جس سے ادارہ طویل اور مختصر مدت کے لئے سرمایہ کاری کر کے منافع حاصل کرتا ہے۔ ادارے کا انتظامی نظام اس کی Manage Committee کے ذمہ ہے جس میں پرائیویٹ سیکٹر کے نمائندے بھی شامل ہیں۔ ادارہ اپنے سرکاری معاملات میں خود مختار ہے۔ پنجاب پنشن فنڈ کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2010 پنجاب پنشن فنڈ ایکٹ 2007 کے آرٹیکل 30 کے تحت اسمبلی میں پیش کی جا چکی ہے۔ اس آرٹیکل کے تحت سالانہ رپورٹ برائے میزانیہ آمدنی و اخراجات اور آڈٹ رپورٹ برائے سال 2010 اسمبلی میں پیش کی جا رہی ہیں۔ مالی سال 2010 کے آغاز یعنی یکم جولائی 2009 کو فنڈ میں 6 ہزار 480 ملین روپے کی رقم موجود تھی۔ اس سال حکومت پنجاب نے 6 ہزار ملین روپے کی مزید رقم پنشن فنڈ کو مہیا کی۔ پنشن فنڈ کو اس سال ایک ہزار 433 ملین روپے کی آمدنی ہوئی جبکہ پنشن فنڈ کے انتظامی اخراجات 16 ملین روپے تھے۔ دوران سال پنشن فنڈ نے ایک ہزار 8 سو ملین روپے کا منافع حکومت کو ادا کیا۔ اختتام سال 30۔ جون 2010 پنجاب پنشن فنڈ کے پاس 12 ہزار 97 ملین روپے کے اثاثہ جات موجود تھے۔ پنجاب پنشن فنڈ طویل اور مختصر میعاد کی سکیورٹیز میں سرمایہ کاری کرتا ہے۔ طویل المیعاد کی سرمایہ کاری میں Pakistan Investment Bonds and Private Corporate Bonds شامل ہیں جبکہ مختصر میعاد کی سرمایہ کاری میں Treasury Bills and Bank Deposits شامل ہیں۔ اختتام سال یعنی 30۔ جون 2010 کو فنڈ نے 5737 ملین روپے کی سرمایہ کاری Pakistan Investment Bonds، ایک سو 76 ملین روپے کی سرمایہ کاری Private Corporate Bonds، تین ہزار 145 ملین روپے کی سرمایہ کاری Treasury Bills اور تین ہزار 15 ملین روپے کی سرمایہ کاری bank deposit کی مد میں کی ہوئی تھی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پنجاب پنشن فنڈ کی یہ رپورٹ کب lay ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ رپورٹ 23۔جنوری2012 کو اسمبلی میں lay کی گئی تھی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ رپورٹ 23۔جنوری2010 کو یہاں پر lay ہوئی ہے۔اُس کے بعد آج ایجنڈا change کیا گیا ہے اور ہمیں یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ اس کے اوپر بحث کریں۔ ہمارے پاس reports ہیں، ہم اُن کو پڑھ سکے ہیں، نہ دیکھ سکے ہیں۔کسی کے پاس کوئی پیپر نہیں ہے تو ہم اس پر کیا بحث کریں اور آپ جیسے حکم کریں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کوئی جلدی والی بات نہیں ہے۔آپ اس بحث کو Monday کے لئے adjourn کر دیں تو اس فنڈ کو manage کرنے کے لئے جو مثبت تجاویز معزز ممبران حزب اختلاف کے پاس ہوں وہ یہاں پر ایوان میں دے دیں۔

جناب سپیکر: محکمہ فنانس اس رپورٹ کی کاپیاں مہیا کرے۔اس بحث کو Monday تک کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پہلے اس رپورٹ کو circulate کر دیا جائے اُس کے بعد ہمیں دو تین دن دے دیئے جائیں تاکہ اس کو سارا ایوان پڑھ لے اُس کے بعد اس پر ہم مناسب سی بات کر لیں گے۔

جناب سپیکر: آپ اس رپورٹ پر Monday کو بحث نہیں کرنا چاہتے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آج ہمیں اس رپورٹ کی کاپی ہی نہیں ملی تو ہم اس پر Monday کو کیسے بحث کریں گے؟

جناب سپیکر: چلیں، آپ کو Monday کو اس رپورٹ کی کاپیاں مل جائیں گی اور اُس کے دو دن بعد اس پر بحث بھی کروالیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: بہت شکریہ

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اور آج جمعۃ المبارک بھی ہے لہذا اب اجلاس سوموار مورخہ 19۔اگست2013 سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

273

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،19۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون پر غور وخوض ومنظوری

مسودہ قانون (ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب 2013 (قانون نمبر 8 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب 2013 (قانون نمبر 8 بابت 2013)، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

275

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

سوموار،19۔اگست2013

(یوم الاثنین،11۔شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4بج کر42منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

إِنَّمَا
الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿١٥﴾
قُلْ أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٦﴾ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ
أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُل لَّا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُم ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ
عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ إِنَّ اللَّهَ
يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾

سورۃ الحُجرَات آیات 15تا18

مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسُولؐ پر ایمان لائے پھر شک میں نہ پڑے اور اللہ کی راہ میں مال اور جان سے لڑے۔یہی لوگ (ایمان کے) سچّے ہیں(15)اُن سے کہو کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتلاتے ہو۔اور اللہ تو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں سے واقف ہے۔اور اللہ ہر شے کو جانتا ہے(16)یہ لوگ تم پر احسان رکھتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے ہیں۔کہہ دو کہ اپنے مسلمان ہونے کا مجھ پر احسان نہ رکھو۔بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کا رستہ دکھایا بشرطیکہ تم سچّے (مسُلمان) ہو(17) بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے دیکھتا ہے(18)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

شوق و نیاز و عجز کے سانچے میں ڈھل کے آ
یہ کوچہ حبیبؐ ہے پلکوں پہ چل کے آ
امت کے اولیاء بھی ادب سے ہیں دم بخود
یہ بارگاہِ مسرور دِیں ہے سنبھل کے آ
ماہِ عرب کے آگے تیری بات کیا ہے
اے ماہتاب روپ ہر شب بدل کے آ
سوز و تپش سخن میں اگر چاہتا ہے تُو
عشقِؐ نبی کی آگ میں تائب پگھل کے آ

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں آج کے ایجنڈے پر محکمہ جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ میاں نصیر احمد صاحب پہلا سوال آپ کا ہے سوال نمبر بولئے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 7 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں جنگلات کی تعداد ودیگر تفصیلات

***7: میاں نصیر احمد:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں کل کتنے جنگل موجود ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) حکومت کی جانب سے جنگلات کی لکڑی کی چوری کو روکنے کے لئے ٹمبر مافیا اور بدعنوان عملے کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی جاتی ہے؟

(ج) حکومت کی جانب سے 2008 سے 2012 تک ان جنگلات کی لکڑی چوری کرنے والوں کے خلاف کیا کارروائیاں کی گئی ہیں، ان کے بارے میں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) صوبہ میں جنگلات کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	قسم جنگلات	رقبہ (ملین ایکڑ)	مقام وقوع / تحصیل وضلع
1	پہاڑی جنگلات	0.171 ملین	مری، کہوٹہ، ضلع راولپنڈی کے پہاڑی جنگلات
2	نیم پہاڑی / جھاڑی دار جنگلات	0.635 ملین	راولپنڈی، اٹک، چکوال، جہلم، خوشاب، ڈی جی خان کے پہاڑوں کی نچلی سطح کے جنگلات
3	آبیاری ذخیرہ جات / جنگلات	0.371 ملین	صوبہ بھر کے میدانی سیرابی علاقہ جات
4	دریائی جنگلات / بیلہ جات	0.144 ملین	دریائے راوی، جہلم، سندھ، چناب کے کنارہ جات کے جنگلات

5	رینج لینڈ/چراگاہیں	0.318ملین	تھل(لیہ، بھکر)،چولستان (بہاولپور،بہاولنگراور رحیم یار خان)
	کل رقبہ	1.639ملین ایکڑ	
6	قطاروں میں جنگلات		
i	نہروں کے کنارے	32640کلومیٹر	
Ii	سڑکات کے کنارے	11680کلومیٹر	صوبہ بھر میں نہروں، سڑکات اور ریلوے لائنوں کے کنارہ جات کے جنگلات
Iii	ریلوے لائن کے کنارے	2987کلومیٹر	
	کل	47307کلومیٹر	

(ب) جنگلات کی لکڑی چوری کو روکنے کے لئے ٹمبر مافیا کے خلاف فاریسٹ ایکٹ 1927 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں ملزمان کے خلاف فوجداری کے تحت بذریعہ پولیس ایف آئی آر درج کروا کر قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

ملازمین کی نااہلی یا ان کے ملوث ہونے کی صورت میں ان کے خلاف PEEDA ایکٹ 2006 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے جس میں نقصان جنگل کی وصولی کے علاوہ سزائیں بھی دی جاتی ہیں۔چھانگا مانگا پلانٹیشن میں بے ضابطگی کے سلسلہ میں 57افسران واہلکاران کے خلاف بمطابق CMIT رپورٹ گورنمنٹ نے چارج شیٹ جاری کی ہے۔ انکوائری زیر سماعت ہے۔ اوکاڑہ فاریسٹ ڈویژن میں بے ضابطگی کے سلسلہ میں CMIT کی رپورٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے 16افسران کے خلاف چارج شیٹ جاری کی گئی ہے جس کی انکوائری باقاعدہ طور پر چل رہی ہے۔

(ج) حکومت کی جانب سے 2008تا2012 جنگلات سے لکڑی چوری کرنے والوں کے خلاف مندرجہ ذیل کارروائیاں عمل میں لائی گئی ہیں جبکہ مزید زیر کارروائی ہیں:۔

کل اندراج جرم جنگل/FC کیس ہائے	کیس ہائے جرمانہ وصولی فاریسٹ 1927 ترمیم شدہ2010ایکٹ	کیس ہائے عدالتی کارروائی (Prosecution Cases)	FIR ضابطہ فوجداری کے تحت	ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی
13651	5309	4135	725	1921

جناب سپیکر: ضمنی سوال بولیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس کے جز(ب) کے اندر سوال کیا گیا تھا کہ حکومت کی جانب سے جنگلات کی لکڑی کی چوری کو روکنے کے لئے ٹمبر مافیا اور بدعنوان عملے کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی گئی اور جواب میں بتایا گیا ہے کہ چھانگا مانگا پلانٹیشن میں جو بے ضابطگی ہوئی ہے اس میں 57افسران کو

CMIT کی رپورٹ پر گورنمنٹ نے چارج شیٹ کیا ہے۔اسی طرح اوکاڑہ فارسٹ ڈویژن میں بھی جو بے ضابطگیاں ہوئی ہیں اس میں بھی CMIT کی رپورٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے 16افسران کے خلاف چارج شیٹ جاری کی گئی ہے اور یہ تقریباً75 کے قریب بنتے ہیں۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ CMIT کی انکوائری رپورٹ تب ہوتی ہے جب درخواست دینے والا یہ محسوس کرے کہ متعلقہ محکمہ اپنا کام ٹھیک نہیں کر رہا اور وہ CMIT کو درخواست دیتے ہیں۔ یہ جتنی دونوں کارروائیاں افسران کے خلاف ہوئی ہیں یہ CMIT کی رپورٹ پر ہوئی ہیں تو کیا متعلقہ ڈیپارٹمنٹ صرف CMIT کے کہنے پر انکوائری کرتا ہے یا خود بھی کچھ کرتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا CMIT کے کہنے پر کارروائی کرتے ہیں یا محکمہ اپنے طور پر بھی کچھ کرتا ہے؟ وہ ان کو بتادیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! محکمہ اپنے طور پر بھی کارروائی کرتا ہے۔ یہ CMIT میں سپیشل کیس لگا تھا تو اس میں CMIT نے انکوائری کی اور اس کی رپورٹ پر یہ کارروائی ہوئی۔

جناب سپیکر: جی، اگلا ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جواب کے جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ تقریباً5309 کے قریب لوگوں پر جرمانے کئے گئے ہیں ان کی مالیت کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ اس کی معلومات لے کر آپ کو بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، ضمنی سوال تو اسی کے بارے میں ہے۔ ملک صاحب! آپ کے پاس یہ انفارمیشن ہونی چاہئے۔ یہ تو مناسب نہیں ہے کہ آپ مجھے direct کر رہے ہیں کہ میں ان کو کہوں کہ fresh question بنتا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! 46 ملین روپے ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جس طرح میں نے ان سے پہلے بھی سوال کیا اور بنیادی طور پر انہوں نے کہا کہ ہم نے تقریباً5300 لوگوں سے پیسے وصول کئے اور یہ ساڑھے چار کروڑ روپے بنتے ہیں۔ حقیقت

میں یہ جتنی لکڑی چوری ہوتی ہے، یہ بلین کی لکڑی چوری ہوتی ہے اور اس میں سب سے بڑا اور پہلا ہاتھ اس ڈیپارٹمنٹ کا اپنا ہوتا ہے اور ان کے اپنے اہلکاروں کا ہاتھ ہوتا ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب 5ہزار لوگوں سے جرمانے وصول کئے جاتے ہیں، وہ صرف ساڑھے چار کروڑ روپے اور لکڑی بلین روپے کی چوری ہوتی ہے So میری اس میں گزارش ہے کہ جو پہلا سوال بھی میں نے کیا اور منسٹر صاحب کا جواب میری سمجھ میں نہیں آیا۔انہوں نے کہا کہ 75لوگوں کے خلاف PEEDA کے تحت کارروائی ہو رہی ہے، 5ہزار لوگوں کے خلاف جرمانے بھی کئے گئے ہیں اور صرف ساڑھے چار کروڑ روپے ان سے وصول کئے گئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ پچھلی اسمبلی میں بھی اس پر بے تحاشا بحث ہوئی ہے۔آپ کا حلقہ بھی اس کے نزدیک ہے اور آپ اس کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں۔اگلے سوال کے اندر انہوں نے جواب دیا ہے اور جواب کے اندر آگے بھی تفصیل بتائی ہے کہ 75ہزار درخت تھے اور آخر میں تین چار ہزار بچے ہیں۔اس سے یہ مراد ہے کہ جتنی بھی کارروائی اسمبلی کے اندر ہوتی ہے اس کے بعد بھی یہ کام ابھی تک رُکا نہیں ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ PEEDA کے تحت جن 75افسران کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے تو ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے یا ہو رہی ہے ؟ یہ ہمیں اگلے سیشن تک اس سے inform کریں اور اس اسمبلی کو on board لیں تاکہ ہمیں بھی یہ پتا چلے کہ یہ جو ایک بہت بڑا جرم پورے پنجاب کے اندر ہو رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، PEEDA کے تحت جو اس سے متعلقہ کارروائی ہو رہی ہے آپ کو اسمبلی میں جواب دینا ہو گا۔پوری مکمل طور پر تحقیق کر کے آپ نے بتانا ہے کہ آپ نے کیا کارروائی کی ہے۔ یہ رپورٹ آپ ایوان میں آئندہ پیش کریں گے جب آپ کے محکمے کی باری آئے گی۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب ضمنی سوال پر ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں اگر آپ ایک منٹ کے لئے ٹائم دے دیں تو میں نے اسی سوال کو تھوڑا سا آگے بڑھنا ہے۔For the public interest میں اسی لئے عرض کر رہا تھا۔۔۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ کے تو دو سوال ہو گئے ہیں اب ان کو بھی ضمنی سوال کر لینے دیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ سوال کر لیں اس کے بعد پھر کر لوں گا۔

جناب سپیکر: اس کے بعد آپ پھر کریں گے ؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!آخری سوال ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! سوال تو زیادہ سے زیادہ تین کر سکتے ہیں آگے آپ کی مرضی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سے یقیناً ملازمین کی بہتری ہو گی۔

جناب سپیکر: چلیں! میں آپ کو ٹائم دے دوں گا بہر حال پہلے سندھو صاحب کو کر لینے دیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب کا پہلے ضمنی سوال آ لینے دیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ میں نہایت احترام سے عرض کروں گا کہ جنگل تو رہ ہی نہیں گئے لہذا میری تو یہ تجویز ہے کہ محکمہ جنگلات کو ختم ہی کر دیا جائے۔ بہر حال میں for humble assistance مزید اس پر تھوڑے سے سوالات کرنا چاہتا ہوں کہ محترم منسٹر صاحب میرے بھائی ہیں تو کیا وہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ یہ جو وصولی کی گئی ہے یہ کس اتھارٹی نے یہ جرمانہ impose کیا ہے اور کیا اگر جرمانہ impose غلط ہوا ہے یا کم ہوا ہے تو اس کے خلاف کوئی اپیل کی گئی ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ prosecution cases کا لکھا ہے ، یہ صرف 4135 کیسز ہیں ان میں کتنے کیسز پر سزا ہوئی ہے، کتنے کیسز میں جرمانہ ہوا ہے اور ان کے خلاف اپیل ڈیپارٹمنٹ نے فائل کی ہے اگر اپیل فائل نہیں کی گئی تو اس کا کون ذمہ دار ہے ؟آگے نہایت احترام سے میں مزید عرض کروں گا کہ یہ ایف آئی آر ضابطہ فوجداری کے تحت جو انہوں نے کہا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کے چار پانچ ضمنی سوال ہو گئے ہیں؟

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ایک ہی ہے۔ آپ یہ شیڈول دیکھیں یہ ایک ہی لائن میں ہیں۔ انہوں نے جو ایک schedule دیا ہے اس کے ساتھ یہ سارے سوال میں عرض کر رہا ہوں۔۔۔

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر: جی، سندھو صاحب!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک ہی جز ہے جو انہوں نے جواب دیا ہے۔ اس میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی detail ایوان میں پیش کی جائے، اس کی date fix کی جائے اور case to case basis پر کی جائے تاکہ ہر کیس اس معزز ایوان کے سامنے آئے اور پھر آپ کو پتا چلے گا کہ بیوروکریسی کیا کر رہی ہے۔ آپ یقین کریں کہ یہ دفتروں میں بیٹھ کر سوائے چائے پینے کے علاوہ کوئی کام نہیں کر رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لمحہ فکریہ ہے کہ ہمارے جنگلات غائب ہو گئے ہیں اور یہ حالات ہیں اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کو case to case basis پر deal کر کے responsibility fix کی جائے تاکہ آئندہ کے لئے ایک precedent set ہو اور public servant اپنے آپ کو public servant سمجھیں اور کسی کو جوابدہ ہوں۔ میری صرف یہی عرض تھی بہت شکریہ، بہت مہربانی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اس کا جواب تو آنے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ ان کے ضمنی سوال کا جواب آنے دیں۔ جی، وزیر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! فاریسٹ ایکٹ 1927 کے تحت ملزمان سے جرمانہ وصول کیا گیا ہے اور سرکاری خزانہ میں جمع کروایا گیا ہے جو میرے بھائی سندھو صاحب فرما رہے ہیں اسے case to case دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اجلاس میں ایوان کو آگاہ کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کیا یہ آپ دونوں نے آپس میں فیصلہ کر لیا ہے؟ (قہقہے)

انہوں نے suggest بھی کر دیا تھا۔ چلیں! میں اس کی اجازت دیتا ہوں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ اسی اجلاس میں اس کا جواب پیش کیا جائے تب ہی اس کا impact ہو گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! کیا آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ PEEDA کس کا abbreviation ہے؟

جناب سپیکر: یہ آپ خود پڑھ لیں، یہ پڑھنے کی بات ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کو بھی پڑھانا ہے۔

جناب سپیکر: اب نہ پڑھائیں، آپ کی مہربانی۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! صحافی حضرات بائیکاٹ کر کے جا رہے ہیں ان کو منانے کے لئے آپ ایک کمیٹی بنادیں۔

جناب سپیکر: میاں محمد اسلم اقبال، وزیر صحت جناب خلیل طاہر سندھو اور ایک خاتون عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ جائیں اور میڈیا کو لے کر آئیں اور ان کی بات سُنیں کہ ان کا کیا مسئلہ ہے؟ اس کے مطابق ہم عمل کرتے ہیں اور ان کو یقین دہانی کرائیں کہ جو بھی معاملہ ہو گا ہم اس پر مل بیٹھ کر بات کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے کہیں کہ یہ بتادیں کہ یہ پنجابی کا پیڈا ہے یا انگریزی کا پیڈا ہے؟ (قہقہہ)

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔

(اس مرحلہ پر وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور/صحت جناب خلیل طاہر سندھو، میاں محمد اسلم اقبال، ایم پی اے اور محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، ایم پی اے میڈیا سے بات کرنے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! انہوں نے بتایا ہے کہ تقریباً 1921 ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس محکمانہ کارروائی میں چار ملازمین کو جو سکیل چار یا تین کے تھے ان کو

terminate کیا گیا ہے باقیوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے کیا اس کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے اور ذرا اس کی درستی فرمادیں کہ 1921 ملازمین میں سے کتنوں کو terminate کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ termination کا پوچھ رہے ہیں کہ 1921 ملازمین میں سے کتنوں کی termination ہوئی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! جن کے خلاف کیس ثابت ہو گئے ہیں ان کو فارغ کر دیا گیا ہے باقیوں کے خلاف انکوائری جاری ہے انشاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف بھی قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: جو، جو کسی نے جرم کیا ہو گا اس کے مطابق ہی اس پر سزا ہو گی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہاں پر لکھا ہے کہ محکمانہ کارروائی، کارروائی کے آگے یہ نہیں فرمایا گیا کہ کی جارہی ہے یا کر دی گئی ہے اور ذرا غور فرمائیے جواب میں لکھا ہے کہ ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی، یہ کی جارہی ہے، کر دی گئی ہے یا کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ کر رہے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ کیا ابھی تک ان دو ہزار بندوں پر کارروائی ہو رہی ہے، کسی کو suspend یا terminate بھی کیا گیا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: اس کی تفصیل تو علیحدہ سے آئے گی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! تفصیل کی ضرورت نہیں ہے، صرف یہی بتادیں کہ دس فیصد کے خلاف کارروائی کی گئی ہے یا پانچ فیصد کے خلاف کارروائی کی گئی ہے، کچھ کیا بھی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں کیا باقیوں کے خلاف کارروائی چل رہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: کیا کارروائی چل رہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جی، چل رہی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب اس کو جانے دیں، مہربانی فرمائیں اس پر کافی سوال ہو چکے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے موقع دے دیں تو سوال بہت اچھا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کو موقع دوں گا تو پھر ایک برخوردار بھی اُدھر کھڑے ہیں۔ معزز ممبر ہیں پھر ان کو بھی موقع ملے گا۔ چلیں فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! PEEDA کے تحت ان کے خلاف کارروائی ہو گی خواہ وہ suspend ہوئے ہوں یا terminate ہوئے ہوں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ لوگ ہزار پتی بنے، لکھ پتی بنے، کروڑ پتی بنے یا کیا بنے؟ وزیر صاحب اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: This is no question. اگر آپ کے پاس کوئی تفصیل ہے تو بتا دیں ہم ان سے پوچھ لیتے ہیں۔ جی، مؤکل صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) کے جواب میں محکمے نے پورے پنجاب کے جنگلات کی قسم، ان کا ایریا، ان کا مقام وقوع، تحصیل و ضلع بتایا ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اور چھانگا مانگا کا نہیں بتایا۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! کیا چھانگا مانگا جنگلات میں شامل نہیں ہوتا یا اس کا criteria ان جنگلات کے علاوہ ہے کیونکہ یہاں پر 'سڑکوں کے ساتھ بنائے ہوئے جنگلات، ریلوے لائن کے کنارے، قطاروں میں جنگلات' کا ذکر ہے، چراگاہیں بھی ہیں لیکن چھانگا مانگا کا جنگل جو کہ میرے خیال میں دنیا میں یا ایشیا میں سب سے بڑا manmade forest ہے۔ اس کی تفصیل یہاں سے omit کر دی گئی ہے تو کیا محکمہ اس کو جنگل تصور ہی نہیں کرتا؟

جناب سپیکر: جی، وہ بھول ہو گئی ہے، چھوڑ دیں۔ میں نے بھی معاف کر دیا ہے آپ بھی معاف کر دیں۔ اب اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ (قطع کلامیاں)

دیکھیں تین سے زیادہ سوال نہ کریں میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ تین سے زیادہ سوال نہیں ہوں گے۔ دو سوالوں کی آپ کو مکمل آزادی ہے، تیسرا سوال میں اپنی مرضی سے کسی کو دوں گا۔ جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 75 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں شجر کاری مہم کی تفصیلات

*75: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال 12-2011 میں پنجاب میں شجر کاری مہم کے دوران کل کتنے پودے لگائے گئے؟

(ب) ان لگائے گئے پودوں میں سے کتنے اب موجود ہیں اور کتنے ضائع ہو گئے ہیں؟

(ج) لگائے جانے والے پودوں کی پرورش اور حفاظت کا کیا نظام محکمہ نے وضع کیا ہوا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) مالی سال 12-2011 میں شجر کاری میں مہم کے دوران کل 31 ملین پودہ جات و قلمات لگائے گئے۔

(ب) سرکاری رقبہ جات پر لگائے گئے پودہ جات / قلمات کی کامیابی کا تناسب 85-75 فیصد ہے۔ زمینداران کی طرف سے پرائیویٹ زمین ہائے اور دوسرے سرکاری اداروں کی طرف سے لگائے گئے پودہ جات / قلمات کی کامیابی کا تناسب 60-50 فیصد تک ہے جبکہ افواج پاکستان کے زیر انتظام رقبہ پر کامیابی کا تناسب 70-65 فیصد ہے۔

(ج) محکمہ جنگلات کی طرف سے رقبہ سرکار پر لگائے گئے پودہ جات / قلمات کی پرورش / maintenance تین سال تک محکمہ جنگلات کو مہیا کئے گئے بجٹ کے مطابق کی جاتی ہے۔ بعد ازاں محکمہ جنگلات کا متعین کردہ عملہ لگائے گئے پودہ جات / قلمات کی حفاظت کرتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے جز (الف) میں جو سوال پوچھا تھا محکمہ نے اس کا دو ٹوک جواب دیا ہے کہ کل 31 ملین پودا جات و قلمات لگائے گئے۔ جز (ب) میں، میں نے یہ پوچھا تھا کہ 'ان پودوں میں سے کتنے اب موجود ہیں اور کتنے ضائع ہو گئے ہیں؟' میں نے تعداد پوچھی تھی مگر محکمہ نے کمال ہوشیاری کا مظاہرہ کیا۔۔۔

جناب سپیکر:اورانہوں نےpercentageبتادی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!محکمہ نے کمال ہوشیاری سےpercentageبتادی، گنتی کرنے کی توزحمت نہیں کی۔ظاہر ہے سارے کے سارے پودے ضائع ہوگئے ہوں گے۔

جناب سپیکر:نہیں،وہ توانہوں نے پہلے بتادیا ہے کہ اتنے ضائع ہوگئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں تحصیل بہاولپور سے تعلق رکھتا ہوں۔سال2011-12میں تحصیل بہاولپور میں جو پودے لگائے گئے اس کی گنتی کروانے کے لئے میں ایک ٹیم مقرر کروانا چاہتا ہوں کیاوزیر موصوف محکمہ کی ایک ٹیم مقرر کرنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر:یقیناًآپ نے حکم دے دیا۔وزیر صاحب!آپ تیاری کریں اوران کے ساتھ ٹیم بھجوائیں۔ آپ کاسوال ختم ہوا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!کیایہ طے ہوگیاہے کہ یہ ٹیم بھیجیں گے؟

جناب سپیکر:جی،بالکل آپ کے ساتھ ٹیم بھیجیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:ٹھیک ہے،جزاک اللہ۔

جناب سپیکر:مہربانی۔

میاں محمد اسلام اسلم:جناب سپیکر میں ایک ضمنی سوال کرناچاہتاہوں۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

میاں محمد اسلام اسلم:جناب سپیکر!اس میں لکھاگیاہے کہ 31ملین پودے سال2011-12میں لگائے گئے ہیں۔سال2009-10میں بھی لگائے گئے ہوں گے،اسی طرح آپ پیچھے چلے جائیں۔کیاوزیر جنگلات یہ بتائیں گے کہ ان کی سالانہ آمدنی کتنی ہے،پورے پنجاب میں کتنے درخت ہیں جو ہر سال کاٹے جاتے ہیں اوران کونیلام کیاجاتاہے؟

جناب سپیکر:یہparticular questionنہیں ہے،یہfresh questionبنتاہے۔

میاں محمد اسلام اسلم:جناب سپیکر!میرادوسراضمنی سوال بھی اس سےrelevantہے کہ بہاولپور میں قاسم واہلہ کے علاقہ میں آرمی نے سینکڑوں ایکڑ جنگلات کو مسمار کیاہے،کیاان کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: آرمی نے؟

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! ملٹری رینج کا ایریا تھا جس کے ساتھ وسیع پیمانے پر متعلقہ جنگلات لگے ہوئے تھے ان کو انہوں نے cultivation میں change کیا۔ سینکڑوں ایکڑ جنگلات کو ختم کرنے پر کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: میرے بھائی !آپ اس پر fresh question دے دیں ہم وزیر موصوف سے اچھے طریقے سے جواب لے لیں گے۔اس طرح بات کرنا مناسب نہیں ہوتا، ضمنی سوال وہی ہوتا ہے جو اصل سوال سے relevant ہو۔تشریف رکھیں۔ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پودے لگانے کے بعد ان کی monitoring کا کیا بندوبست ہے، کتنے عرصے بعد اس کی رپورٹ لی جاتی ہے کہ یہ پودے موجود ہیں یا ضائع ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: معزز ممبر کا سوال relevant ہے کہ پودے لگانے کے بعد monitoring کرتے ہیں یا نہیں اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب والا! ان پودوں کی مکمل حفاظت کی جاتی ہے اور ان پر مکمل نظر رکھی جاتی ہے۔اس کے علاوہ ان کی پرورش کے لئے ڈیوٹی پر موجود فارسٹ گارڈ ن پودوں کی نگرانی کرتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میرے سوال کا جواب vague دیا گیا ہے، میں نے پوچھا ہے کہ اس کا سسٹم کیا ہے اور کتنے عرصہ کے بعد اس کی گنتی کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: یہ فارسٹ گارڈ کی ڈیوٹی ہے وہ ان پودوں کی حفاظت کرتا ہے اور ان کو check کر کے رپورٹ دیتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں یہ پوچھ رہا تھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! آپ ان کے ساتھ رعایت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، تشریف رکھیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب والا! اس کی مسلسل نگرانی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور اس سوال کو چھوڑ دیں۔ اگلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم کی طرف سے ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 147 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی: وائلڈ لائف پارک کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*147: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع وہاڑی میں قائم وائلڈ لائف پارک کا رقبہ کتنا ہے؟

(ب) اس میں پرندوں اور جانوروں کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) پارک میں پنجروں کی تعداد کتنی ہے، کیا حکومت پارک میں مزید پرندے اور جانور مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) وائلڈ لائف پارک میں تعینات سٹاف کی تعداد، عہدے اور گریڈ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) ضلع وہاڑی میں قائم وائلڈ لائف پارک کا رقبہ 15.6 ایکڑ ہے۔

(ب) پارک میں پرندوں اور جانوروں کی تعداد اس طرح ہے:-

اقسام پرندے	پرندوں کی تعداد	اقسام جانور	جانوروں کی تعداد
18	181	11	88

(ج) پارک میں پنجروں کی تعداد 30 ہے۔

(د) وائلڈ لائف پارک میں تعینات سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام اسامی / عہدہ	گریڈ	تعداد
1۔	وائلڈ لائف سپروائزر	14	02
2۔	سٹور کیپر	07	01

3۔	فیلڈ کمپونڈر	06	01
4۔	ہیچری مین	06	01
5۔	واچر	05	04
6۔	مالی	02	03
7۔	بیلدار	02	06
8۔	سویپر	02	03
9۔	چوکیدار	01	02
	کل تعداد		23

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب والا! جواب کے جز(ب)اور (ج)میں بتایا گیا ہے کہ جو پارک وہاڑی کے لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے، یہ پارک وہاڑی کے لوگوں کے لئے واحد تفریح کا ذریعہ ہے جس میں پنجروں کی تعداد30 ہے، جبکہ پرندوں کی تعداد 181ہے، جانوروں کی تعداد88ہے، اس میں یہ بھی لکھاہے کہ حکومت پارک میں مزید جانوراور پرندے مہیا کرنے کاارادہ رکھتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر یہ پرندے مہیا کئے جاتے ہیں تو کیا حکومت نئے پنجرے بنانے کاارادہ رکھتی ہے اور دوسرا یہ کہ جو جانوراور پرندے مہیا کئے جائیں گے وہ کس نوعیت کے ہوں گے، کیا پہلے سے موجود جانوروں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے گااور huge bodyکے جانور جیسے شیر، چیتاوغیرہ پارک میں مہیا کئے جائیں گے ؟(قطع کلامیاں)

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: پنجرے مہیا کئے جائیں گے ؟

جناب سپیکر: آپ کوئی commentsنہ کیا کریں، آپ کی مہربانی۔اس طرح سے بات کرنا ٹھیک نہیں ہے، آپ کی طرف سے interruptionکرنا ضروری نہیں ہے۔I will be grateful to you and be careful in future.وزیر صاحب! جواب دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب والا! انشاءاللہ تعالیٰ اس میں اضافہ کیا جائے گا، نئے پرندے اور جانور بھی لائیں گے اور اس پارک کو مزید خوبصورت بنائیں گے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب والا! میں یہ جاننا چاہ رہی ہوں کہ کس قسم کے جانور مہیا کئے جائیں گے، جو پہلے سے موجود ہیں ان کی تعداد میں اضافہ کیا جائے گا یا نئے جانور مہیا کئے جائیں گے ؟

جناب سپیکر: جی،وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب والا!اس میں مختلف اقسام کے جانور اور پرندے بڑھانے کی کوشش کی جائے گی جس سے انشاءاللہ تعالیٰ لوگوں کی دلچسپی بڑھے گی۔

جناب سپیکر: جس سے لوگوں کی دلچسپی زیادہ بڑھے گی وہ پرندے اور جانور مہیا کئے جائیں گے۔بندر بھی زیادہ رکھیں اس سے بچے بہت خوش ہوتے ہیں۔(قہقہے)

سردار محمد جمال خان لغاری:جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب کا ضمنی سوال ہے ذرا غور سے سنیں، میں بھی بڑے غور سے سنوں گا۔

سردار محمد جمال خان لغاری:جناب والا! میرا وزیر موصوف سے سوال ہے کہ انہوں نے جو فرمایا ہے کہ اس وقت 30 پنجرے ہیں اور اس میں 181 پرندے ہیں،اس کے علاوہ جانوروں کی تعداد 88 ہے، جانوروں کی اقسام 11 ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کون کون سی species کے پرندے ہیں، کون سی اجناس کے جانور ہیں اور میں یہ بھی جاننا چاہوں گا کہ ان پنجروں کی پیمائش کیا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب والا!یہ fresh question بنتا ہے۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب والا!یہ fresh question بنتا ہے۔

چودھری خالد محمود ججہ:جناب والا! میری معزز ممبر سے گزارش ہے کہ اس قسم کے سوال نہ پوچھیں آخر وہ منسٹر ہیں، یہ ان سے پنجروں کی پیمائش پوچھ رہے ہیں یہ وہاں پر کوئی مستری تو نہیں لگے ہوئے؟

جناب سپیکر: ٹھیک ہے ۔ ہم سردار صاحب سے fresh question کروا دیں گے۔آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

چودھری خالد محمود ججہ:جناب والا! معزز ممبر کو ایسے سوال کر کے مذاق نہیں بنانا چاہئے، ویسے بھی کوئی عام بحث نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر: اصولی طور پر آپ کی بات ٹھیک ہے۔ میرے خیال میں ہم اس کو اچھے طریقے سے نمٹائیں گے۔ سردار صاحب! اس پر fresh question آ جانا ہی بہتر ہے تاکہ سب کو پتا چل سکے کہ وہاں پر کتنے جانوروں کی گنجائش ہے، کتنے پنجروں کی گنجائش ہے اس پر ہم ان سے تفصیلی بات کریں گے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب والا! میرے سوال کا جواب وزیر موصوف کو دینا چاہئے تھا، جس طرح سے human rights ہوتے ہیں اسی طرح animal rights بھی ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے ٹھیک بات کی ہے آئندہ وزیر موصوف تفصیلی جواب دیں گے۔ اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کی طرف سے ہے۔

SARDAR VICKAS HASSAN MOKAL: Mr Speaker! On his behalf. Question No.254. It may be taken as read.

(معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قصور: چھانگا مانگا کے جنگلات کی تباہی و بربادی کی تفصیلات

*254: جناب اعجاز خان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ جنگلات کی غفلت و لاپروائی کی بناء پر ساڑھے بارہ ہزار ایکڑ پر محیط چھانگا مانگا جنگل (قصور) کا نصف حصہ چٹیل میدان میں تبدیل ہو چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1995 میں اس جنگل میں سٹینڈرڈ سائز کے درختوں کی تعداد 75 ہزار تھی جو کم ہو کر اب صرف 5 ہزار رہ گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جنگل میں تعینات افسران کی ملی بھگت سے سرکاری خزانے کو 80 لاکھ روپے کا نقصان پہنچانے کا بھی انکشاف ہوا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس جنگل میں چلائی جانے والی ٹرین کی کروڑوں روپے مالیت کی پٹڑی کو بھی اکھاڑ کر صرف 37 لاکھ روپے میں فروخت کر دیا گیا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ساری صورتحال کی رپورٹ افسران کے علم میں آنے کے باوجود کسی بھی ذمہ دار کے خلاف کوئی ایکشن نہ لیا گیا ہے؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کروڑوں روپے کے نقصان اور ہزاروں ایکڑ اراضی پر درختوں کی خُورد بُرد کے ذمہ داران کے خلاف نیب یا ایف آئی اے میں کیس چلانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ جنگل چھانگا مانگا کا CMIT کی رپورٹ کے مطابق 8000 ایکڑ رقبہ کمزور تھا جس میں ذمہ دار 57 ملوث ملازمین کے خلاف تادیبی کارروائی بحوالہ حکومت پنجاب محکمہ جنگلات، شکاریات، ماہی پروری کے آرڈر نمبر آف انکوائری نمبر SO(E-I)4-82/2012 مورخہ 01-04-2013 کے تحت کی جارہی ہے۔ مزید برآں محکمہ نے اسے rehabilitate کرنے کا پانچ سالہ پروگرام بنایا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ 1995 کیب سٹینڈرڈ سائز درختان کی تعداد 75 ہزار تھی۔ بلکہ تعداد 52 ہزار رپورٹ کی گئی۔ محض ایک sampling پر مبنی تھی نہ کہ سو فیصد گنتی کی بنیاد پر، البتہ 2007-08 میں جنگل میں کھڑے تمام سٹینڈرڈ کی باقاعدہ مرتب کی گئی ہیں جس کے مطابق 14966 درخت گنتی کئے گئے جن میں سے 7119 درخت کاٹ کر ڈپو میں بھیج دیئے گئے اور 3686 درختوں کے بارے میں چوروں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ 2336 درخت موقع پر موجود ہیں۔ علاوہ ازیں 1825 درختان مالیتی 2 کروڑ 35 لاکھ 88 ہزار 6 سو روپے کے نقصان بارے عملہ کے خلاف PEEDA Act 2006 کے تحت انکوائری ہورہی ہے۔

(ج) سرکاری خزانے کو نقصان پہنچانے کے ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ نقصان علم میں آنے پر گورنمنٹ نے سخت کارروائی کرتے ہوئے متعلقہ ملازمین کے خلاف پرچہ نمبر 12/44 مورخہ 19-06-2012 کا اندراج انٹی کرپشن میں خُورد بُرد رقم کے بارے میں کیا گیا اور انکوائری کروائی گئی جس میں تین ملازمین اعظم علی گل نائب مہتمم جنگلات، سید باقر رضا نائب مہتمم جنگلات اور اعجاز علی گوہر سب ڈویژنل کلرک ملوث پائے گئے اور ان کو بحوالہ گورنمنٹ آرڈر نمبر S.O(E-I)39-1/2007 مورخہ 01-01-2010 کے تحت نوکری سے نکال دیا گیا ہے۔

(د) محکمانہ قواعد وضوابط کے تحت پٹڑی کا ناکارہ سامان دوران سال 2010-11 نیلام عام کیا گیا۔

(ہ) محکمانہ قواعد وضوابط کے تحت نیلام عام کیا گیا، کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

(و) حکومت پنجاب نے سخت ایکشن لیتے ہوئے وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیم سے انکوائری کی گئی ہے اور سخت کارروائی کرتے ہوئے 57ذمہ دار ملازمین کے خلاف PEEDA Act 2006 کے تحت کارروائی ہورہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب والا!میں آپ کی وساطت سے یہ بتانا چاہوں گا کہ چھانگا مانگا کا جنگلِ دنیا میں سب سے بڑا manmade forest ہے اور اس وقت sixty percent deforestation کا شکار ہو چکا ہے، پنجاب میں نہیں، پاکستان میں نہیں، ایشیا میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں سب سے بڑا manmade forest ہے اور یہ proven fact ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ اس کو اتنا lightly نہ لیں۔ان کے اپنے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ CMIT کی رپورٹ کے مطابق 8ہزار ایکڑ رقبہ کمزور ہے، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ رپورٹ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کون سے سوال کی بات کر رہے ہیں؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب والا!میں سوال نمبر 254 کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب والا!جواب کے جز(الف) میں جس CMIT کی رپورٹ کا ذکر کیا گیا ہے، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ رپورٹ کس سال کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) کے اندر لکھا ہوا ہے کہ 08-2007 میں جنگل کے تمام standard کی باقاعدہ رپورٹ مرتب کی گئی جس کی آگے detail دی گئی ہے۔اگر 08-2007 کی یہ صورتحال ہے تو پھر 13-2012 کی صورتحال کیا ہے، کیا اس وقت وہاں پر جنگل موجود بھی ہے یا نہیں اور یہ CMIT کی رپورٹ ہے یا ان کے محکمے کی رپورٹ ہے؟

جناب سپیکر: اس کی تصدیق تو مجھے اور آپ کو کرنی پڑے گی، ہم تو اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ جنگل تو وہاں پر موجود ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔وزیر موصوف اس پر کچھ فرمانا چاہتے ہیں تو فرمائیں!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب والا!یہ CMIT کی رپورٹ 12-2011 ہے۔اس وقت تقریباً 14ہزار 9سو 66درخت وہاں پر موجود ہیں۔

جناب سپیکر: کیاان کی numbering ہوئی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جی ہاں!ان پر numbering ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب والا!اگر 12-2011 کی رپورٹ میں بھی اتنے ہی درخت ہیں اور 07-2006 میں بھی اتنے ہی ہیں تو پھر جو درخت کٹ چکے ہیں وہ کدھر کے کدھر چلے گئے؟ CMIT کی جو رپورٹ دی گئی ہے وہ 12-2011 کی تھی،اگر ہم اس رپورٹ کو آگے لے کر چلیں تو پھر ان کے جواب کا جز(ب)غلط بن جاتا ہے کیونکہ اس کے اندر بھی 08-2007 میں 14ہزار 9سو 66درخت تھے۔ میرا اگلا سوال یہی تھا کہ اس وقت وہاں پر کتنے درخت موجود ہیں، کیا یہ درخت 08-2007 جتنے ہی ہیں کیونکہ آگے انہوں نے کٹائی، مجرمانہ کارروائی وغیرہ کر کے 3ہزار درخت بنائے ہیں۔ میں اس پر clarity چاہتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر!ان میں 7119 درخت کاٹے گئے ہیں اور قانون کے مطابق جو طریق کار ہے اس کے مطابق ہی ان کی نیلامی ہوئی ہے۔ باقی درختوں کی تعداد بھی دے دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: 2 کروڑ ،35لاکھ 88 ہزار 600 روپے کے نقصان کے بارے میں عملہ کے خلاف PEEDA Act 2006 کے تحت انکوائری ہو رہی ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!7119 درخت کاٹے گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی انکوائری چل رہی ہو گی ناں۔آپ کیا کر رہے ہو؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!آپ کا اور میرا حلقہ ہے تھوڑی سی سختی دکھائیں۔ دنیا کا سب سے بڑا جنگل ہے۔۔۔

جناب سپیکر: No Sir اب آپ تشریف، رکھیں مہربانی کریں ۔ بڑی مہربانی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ بڑی مہربانی۔ ادھر سے بھی ایک ضمنی سوال آگیا ہے۔ سوال ان کی طرف سے ہے آپ کی طرف سے نہیں۔ جی، فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اس سوال میں کہا ہے کہ 57 ملازمین کے خلاف انکوائری کی گئی اور پچھلے سوال کے جواب میں بھی کہا کہ 57 ملازمین کے خلاف انکوائری کی گئی۔ کیا پورے صوبے کے اندر صرف 57 بندوں کے خلاف ہی انکوائری کی گئی، باقی پورے صوبہ میں محکمہ جنگلات کا سٹاف انتہائی ایماندار ہے اور بالکل اپنی performance پر کام کر رہا ہے؟ میں دوسرا سوال یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے کہا کہ track کا نیلام عام کیا گیا۔ کیا منسٹر صاحب یہ فرما سکتے ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ چھانگا مانگا سے متعلقہ بات ہو رہی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! چلیں میں پچھلے سوال سے پوچھ لیتا ہوں انہوں نے کہا کہ 1825 درختوں کو نقصان پہنچا جن کی دو کروڑ 35 لاکھ روپے مالیت ہے۔ جس کے مطابق حکومت ایک درخت کا -/12925 روپے کا نقصان گن رہی ہے۔ کیا -/12925 روپے کا درخت بنتا ہے؟

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال پوچھیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ اس کا part ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال پوچھیں، آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں تاکہ میں ان سے پوچھوں؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! وزیر صاحب سے مجھے یہ پوچھ دیں کہ وہ اس کی مالیت کس طرح define کرتے ہیں کہ -/12925 روپے کا درخت ہے اور صرف 57 ملازم ہی خراب تھے جن کو CMIT نے پکڑا باقی سب صحیح ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ 57 ملازمین چھانگا مانگا کے حوالے سے ہیں۔ یہ CMIT نے نہیں پکڑے بلکہ محکمے نے انہیں پکڑا اور ان کے خلاف PEEDA ایکٹ کے تحت کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: وہ ایک اور بات بھی پوچھ رہے ہیں کہ درخت کی مالیت کس طرح سے لگاتے ہیں؟

سردار محمد آصف نکئی: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بھی ضمنی سوال پر ہیں؟ اتنے ضمنی سوال نہیں ہوتے۔ جانے دیں، چھوڑ دیں۔ میں اور آپ اس میں شامل ہو جائیں گے، چھوڑ دیں۔

چودھری غلام مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال کے جز(ج) میں پوچھا گیا تھا کہ سرکاری خزانے کو 80 لاکھ روپے کا نقصان پہنچانے کا انکشاف ہوا ہے اور اس کے جواب میں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، Order in the House مجھے ان کے سوال کی سمجھ آنے دیں۔ جی، فرمائیں!

چودھری غلام مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال کے جز(ج) کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ تین ملازمین مجرم قرار پائے اور ان پر 80 لاکھ روپے کی کرپشن establish ہو گئی اور پھر اس کے جواب میں بتایا گیا کہ انہیں نوکری سے نکال دیا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ جب جُرم establish ہو گیا، ملزمان پکڑے گئے تو کیا ان سے یہ 80 لاکھ روپے کی رقم recover بھی کی گئی؟ چونکہ نوکری سے فارغ کر دینا تو کافی نہیں ہے جب مجرم پکڑا جاتا ہے اقرار جرم ہو جائے جرم establish ہو جائے تو پھر اس کی recovery سب سے اہم part ہوتا ہے اس بارے میں وزیر صاحب فرما دیں۔

جناب سپیکر: سزا تو ان کو بہت بڑی مل گئی ہے۔ اس سے زیادہ کیا ملے گی؟ نوکری سے نکال دیا گیا ہے۔ منسٹر صاحب! اگر آپ کے پاس recovery کے بارے میں کوئی information ہے تو بتا دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! باقاعدہ ان پر recovery ڈالی جاتی ہے اور ان سے payment وصول کی جاتی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: انہوں نے جواب دے دیا ہے۔ اگلا سوال اعجاز خان کا ہے۔ آپ میں سے جو لینا چاہتا ہے لے لے۔ اگر اعجاز خان صاحب خود موجود ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: انہوں نے جواب دے دیا ہے کہ نوکری سے نکال دیا گیا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: میرا سوال تھا کہ قیمت کا تعین کس طرح کرتے ہیں۔اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: قیمت کا تعین پھر پوچھ لینا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!انہوں نے جو track بیچا کیا اس کا estimated rate دے سکتے ہیں اور جو نیلام عام ہوا اس کی مالیت بتا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: اب ہم آگے چلے گئے ہیں،اگلے سوال پر آ گئے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر: یہ تو زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ میں کبھی کبھی زیادتی کر لیتا ہوں۔ جی،اگلا سوال اعجاز خان صاحب کا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!On his behalf سوال نمبر 513 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: شجر کاری و خالی اسامیوں کی تفصیلات

*513: جناب اعجاز خان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں 13-2012 کے دوران کتنی شجر کاری کس کس مقام پر کی گئی، کون کون سے پودے لگائے گئے اور ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ب) مذکورہ ضلع میں محکمہ کی کون کون سی اسامیاں خالی ہیں اور یہ کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

(ج) سال 13-2012 میں لکڑی چوری کے کتنے مقدمات درج کروائے گئے اور جرمانے کی کتنی رقم وصول کی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) سال 13-2012 کے دوران ضلع راولپنڈی میں 1850 ایکڑ شجر کاری درج ذیل فارسٹ ڈویژن کے مختلف جگہوں پر کی گئی:

نمبر شمار	نام فارسٹ ڈویژن	رقبہ	اقسام پودہ جات
1	مری	1470ایکڑ	چیل، کیل، پھلائی، روبینیہ، پاپلر، ایلنتھس وغیرہ
2	راولپنڈی شمالی	280ایکڑ	چیل، پھلائی، روبینیہ، ایلنتھس وغیرہ
3	راولپنڈی جنوبی	100ایکڑ	پھلائی کیکر وغیرہ

شجر کاری 1850 ایکڑ رقبے پر کی گئی اور 804750 پودہ جات لگائے گئے اور اس شجر کاری میں مبلغ-/1,21,67,770 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(ب) ضلع راولپنڈی میں خالی اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد
1	فائر چیف	01
2	فارسٹر	07
3	فارسٹ گارڈ	74
4	کمپیوٹر آپریٹر	01
5	ڈرائیور	07
6	ڈسپیچ رائیڈر	01
7	پٹواری	01
8	ڈیمارکیشن دارونہ	02
9	نائب قاصد	02
10	جونیئر کلرک	02
11	چوکیدار	01
12	میکنک/TSK آپریٹر	01

مذکورہ خالی اسامیاں حکومت پنجاب کی ہدایات / پالیسی کے مطابق پُر کی جائیں گی۔

(ج) دوران سال 13-2012 میں درج ذیل لکڑی چوری کے کیس رونما ہوئے ہیں اور قانون اور فارسٹ ایکٹ کے مطابق ملزمان سے جرمانے وصول کئے گئے ہیں جن کو سرکاری خزانہ میں جمع کروادیا گیا۔

نمبر شمار	نام فارسٹ ڈویژن	تعداد کیس	جرمانہ وصول شدہ
1	مری	78	-/12,56000 روپے
2	راولپنڈی شمالی	266	-/23,87,760 روپے
3	راولپنڈی جنوبی	294	-/2,007,325 روپے
	میزان	638	-/5,6510,085 روپے

مزید برآں مہتمم جنگلات حلقہ راولپنڈی شمالی میں دو عدد ایف آئی آر درج کروائی گئیں جو کہ عدالت ہائے میں زیر سماعت ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ انہوں نے مری میں78 کیسز پکڑے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:آرڈر پلیز Order in the House منسٹر صاحب کو بات سننے دیں انہوں نے جواب دینا ہے۔جی، محمد عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی:مری میں 78 کیسز پکڑے گئے ہیں اور ٹوٹل جرمانہ -/1256000 روپے ہے چونکہ میرا تعلق وہاں سے ہے، میں وہاں کا رہنے والا ہوں اس لئے مجھے پتا ہے کہ وہاں ٹمبر مافیا اور جنگلات کے لوگ مل کر کیا کچھ کر رہے ہیں۔یہ جو12 لاکھ روپے کا جرمانہ ہوا ہے یہ تو ایک ٹرک کی قیمت ہی نہیں ہے۔اگر 78 کیسز میں 12 لاکھ 56 ہزار روپے جرمانہ ہوا ہے تو یہ کس بنیاد پر ہوا ہے،اس کا تعین کس نے کیا ہے اور کیا یہ لکڑی کی قیمت کی بنیاد پر جرمانہ ہوا ہے؟ حالانکہ جرمانہ تو ہمیشہ کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔ جرمانے کا تعین کرنے والے کون لوگ ہوتے ہیں کہ کتنا جرمانہ کیا جائے؟ میں وہاں کا رہائشی ہونے کی حیثیت سے سمجھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا مافیا ہے جو نہ صرف مری کے جنگلات تباہ کر رہا ہے بلکہ قومی خزانے کو اربوں روپے کا نقصان پہنچا رہا ہے۔صرف12 لاکھ روپے کا سوال نہیں ہے میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ وہاں سالانہ اربوں روپے کی لکڑی چوری ہو رہی ہے لہذا وزیر موصوف ذرا بتادیں کہ جرمانہ کا تعین کس بنیاد پر کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر:جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!جرمانے کا تعین عدالتیں کرتی ہیں۔ ہمارا کام ملزمان کو پکڑنا اور ان کے خلاف کارروائی کرنا ہے۔اس میں ابھی کافی سارے کیسز pending ہیں جن کا فیصلہ ہونا باقی ہے۔

جناب سپیکر:وہ کہہ رہے ہیں کہ 78 کیسز میں وصولی12 لاکھ 56 ہزار روپے ہوئی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!مجھے جواب کی سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ عدالتوں نے جرمانے کئے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!جب جنگلات والے عدالت میں جاتے ہیں تو کیا وہ ملزم کی favour کرتے ہیں یا اپنے محکمے کی، کیا ہمارے محکمے میں کوئی monitoring system ہے؟ ہمیں تو یہی پتا ہے کہ محکمہ جنگلات اور ٹمبر مافیا مل جاتے ہیں اور proper دفاع نہیں کیا جاتا۔ میں گارنٹی سے

کہتا ہوں کہ یہ 12 لاکھ روپے ایک ٹرک کی قیمت بھی نہیں ہے اور وہاں تو روزانہ کئی ٹرک پکڑے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہیں کرتے۔ آپ کوئی particular case بتائیں جس میں آپ کے پاس ثبوت ہو اور وہ ریکارڈ پر لائیں لیکن ایسے نہیں۔ آپ سب کو ایسے نہ کریں۔ انہوں نے جواب دیا ہے کہ محکمہ مکمل طور پر اس کے پیچھے جاتا ہے اور اپنے کیس کی پیروی کرتا ہے لیکن فیصلے عدالتوں میں ہوتے ہیں وہ یہ تو نہیں کر پاتے۔ آپ جو نشاندہی کرنا چاہتے ہیں وہ in writing لے کر آئیں۔ آپ سوال دے دیں میں ان سے اس کا جواب لوں گا۔

جناب وحید اصغر ڈوگر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا کیا سوال ہے؟

جناب وحید اصغر ڈوگر: جناب سپیکر! 78 کیسز میں اصل loss کتنا تھا یعنی اس کی کل کتنی قیمت تھی؟ جرمانہ تو ان کو چوری کرنے پر ہو گیا لیکن اس کی recovery کیا کی گئی۔ کیا لکڑی کی اصل قیمت وصول کی گئی یا نہیں؟ چونکہ عدالت نے اسے جرمانہ تو چوری کرنے پر کیا لیکن جو لکڑی چوری کی گئی کیا اس کی قیمت وصول کی گئی یا لکڑی وصول کی گئی؟

جناب سپیکر: یہ بات تو میں نے پہلے بتا دی ہے اور انہوں نے بھی جواب دے دیا ہے۔ یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ بڑی نوازش۔

جناب وحید اصغر ڈوگر: جناب سپیکر! جرمانہ علیحدہ ہے اور recovery علیحدہ ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اگر اس کے علاوہ آپ کے پاس کوئی بات ہے تو بتا دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): ان پر لکڑی کی قیمت سے چار گنا زیادہ جرمانہ ڈالا جاتا ہے، جرمانے کا final decision عدالت نے کرنا ہوتا ہے اور عدالت کے فیصلے کے مطابق ہی جرمانہ وصول کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: وہی جواب جو میں نے دیا ہے۔ جی، اگلا سوال فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سوال نمبر 545 ہے میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ:جنگلات کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*545:جناب فیضان خالد ورک:کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ جنگلات کا رقبہ کتنا ہے اور کس کس جگہ واقع ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر جنگلات کس کس جگہ ہے؟

(ج) اس ضلع میں یکم جنوری2011سے2013تک کتنی لکڑی فروخت کی گئی؟

(د) اس ضلع میں مذکورہ عرصہ میں کتنی لکڑی چوری کی گئی، لکڑی چوری میں ملوث کتنے سرکاری ملازمین تھے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ سے آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ 4957ایکڑ ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:-

بنسی نگر، جھوک، فیض پور، ساداں والی، کوروٹانہ، درگئی گل اور چاہ منگولا

(ب) ضلع شیخوپورہ میں سات عدد جنگلات واقع ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1-بنسی نگر	652ایکڑ
2-جھوک	3072ایکڑ
3-فیض پور	217ایکڑ
4-ساداں والی	367ایکڑ
5-کوروٹانہ	359ایکڑ
6-درگئی گل	103ایکڑ
7-چاہ منگولا	87ایکڑ

(ج) ضلع شیخوپورہ میں یکم جنوری2011میں درج ذیل لکڑی فروخت کی گئی:-

تعداد درختان	شیشم یونٹ	رقم
1981	55687.83	-/1,73,12,188روپے
1625لاگ(Cut Material)	9055.41مکسر فٹ	-/41,76,386روپے
بالن	17750مکسر فٹ	-/10,13,824روپے
	کل رقم:	-/2,42,18,762روپے

(د) ضلع شیخوپورہ میں جو لکڑی چوری ہوئی ان کے متعلقہ لکڑی چوروں کے خلاف مندرجہ ذیل کارروائی کی گئی ہیں:

1. لکڑی چور ملزمان سے محکمانہ عوضانہ مبلغ-/9,10,780روپے وصول کئے گئے ہیں۔
2. ضلع شیخوپورہ میں مالیت مبلغ-/9,65,600روپے لکڑی چوروں کے خلاف کیس متعلقہ عدالت ہائے کو بھیجے گئے ہیں۔
3. ضلع شیخوپورہ میں آٹھ عدد مقدمات بر خلاف لکڑی چور بابت 128 عدد درختان مختلف اقسام مالیت -/6,35,660روپے مختلف پولیس سٹیشن ہائے میں درج کروائے گئے ہیں۔
4. ضلع شیخوپورہ میں لکڑی چوری میں ملوث درج ذیل ملازمین کو لکڑی چوری میں ملوث پاکر نوکری سے برخاست کر دیا گیا ہے۔

i. مسٹر نذیر احمد فارسٹ گارڈ
ii. مسٹر فلک شیر فارسٹ گارڈ
iii. مسٹر محمد نواز فارسٹ گارڈ

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کو زیادہ disturb نہیں کروں گا۔ میں کافی چیزوں سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: کیوں، کیا رعایت ہے؟ آپ relevant ضمنی سوال پوچھیں۔

جناب فیضان خالد ورک: چلیں ٹھیک ہے۔ انہوں نے جز(ب) میں کہا ہے کہ بنسی نگر کا جنگل 652 ایکڑ پر تھا۔ وہاں سے کافی درخت کٹ چکے ہیں اور کافی جگہ خالی ہو چکی ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اس خالی جگہ کو کب تک پُر کریں گے؟

جناب سپیکر: آپ ساتھ ہی ساتھ کر دیتے آپ کو اس بات کا پتا ہونا چاہئے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! مون سون کی شجر کاری کا افتتاح ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسی سیزن میں اس کو دوبارہ آباد کریں گے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! جواب کے جز(د) نمبر 4 پر چوری میں ملوث ہونے پر نوکری سے برخاست کئے جانے والے افراد کے نام دیئے گئے ہیں۔ ان میں صرف گارڈز کے نام لکھے گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ان کو لکڑی کی چوری میں ملوث کرنے کے لئے صرف گارڈ ہی ملے ہیں اور اس سے بڑا کوئی آفیسر اس میں ملوث نہیں ہے، دوسرا کیا ان ملازمین کو صرف نوکری سے فارغ کیا گیا ہے یا کوئی اور سزا بھی دی گئی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!جس جگہ سے لکڑی چوری ہوئی تھی وہاں پر انہی فارسٹ گارڈز کی ڈیوٹی تھی اور انکوائری کے بعد چوری ثابت ہونے پر ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر:انہوں نے یہ بھی پوچھا ہے کہ نوکری سے برخاست کرنے کے علاوہ ان کو کوئی جرمانہ وغیرہ بھی کیا گیا ہے یا نہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!انکوائری میں چوری ثابت ہونے پر ان کو برخاست کر دیا گیا۔اس کے علاوہ عدالت نے بھی انہیں جرمانہ کیا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!اس جواب میں انہوں نے تین فارسٹ گارڈز کے نام دیئے ہیں جو کہ لکڑی چوری میں ملوث پائے گئے۔آج ایوان میں پہلے سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ پورے صوبے میں 57افسران واہلکاروں کے خلاف چارج شیٹ جاری کی گئی ہے۔اب سوال نمبر545 میں مزید تین فارسٹ گارڈز کے نام دے دیئے گئے ہیں اس طرح یہ کل ساٹھ ملازمین بنتے ہیں جن کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔کیا وزیر صاحب اس کی وضاحت فرمائیں گے؟

جناب سپیکر:منسٹر صاحب نے پہلے کسی اور جنگل کے بارے میں جواب دیا ہو گا اور اس موجودہ سوال میں کسی اور جگہ کے حوالے سے بتایا جارہا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!یہ سارے ملازمین جن کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اسی صوبہ پنجاب کے ہی ہیں۔میں ایک چیز point outکر رہا ہوں کہ اس ایوان کے اندر ہمیں پہلے جواب میں 57ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا بتایا گیا ہے اور اب مزید تین فارسٹ گارڈز کے نام بھی دے دیئے گئے ہیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!وہ سوال چھانگا مانگا کے متعلق تھا جبکہ یہ سوال بنسی نگر شیخوپورہ کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر:میں نے پہلے ہی معزز ممبر کو سمجھانے کی کوشش کی ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ تھوڑی دیر کے بعد سمجھ جائیں گے۔

قاضی عدنان فرید:جناب سپیکر!میں بھی اس پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،پوچھیں۔

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! جز(د) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں مبلغ 9لاکھ 10ہزار 7سو80روپے اور 9لاکھ 65ہزار 6سو روپے مالیت کے لکڑی چوروں کے خلاف کیس متعلقہ عدالت ہائے کو بھیجے گئے ہیں۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ یہ ان کو جرمانہ کیا گیا ہے یا جو لکڑی چوری کر کے انہوں نے فروخت کی ہے اس کی مد میں ان سے پیسے وصول کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ ایک ہی ضمنی سوال کی بار بار repetition ہو رہی ہے۔

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! میں دوسرا سوال پوچھ لیتا ہوں۔ جواب کے جز(د) نمبر3 میں لکھا گیا ہے کہ آٹھ مقامات سے مختلف اقسام کے 128 درختوں کی قیمت 6لاکھ 35ہزار روپے وصول کی گئی ہے۔ کیا یہ ایک دعوت گناہ نہیں کہ آپ درختوں کو چوری کریں اور اس کے اوپر less than five thousand rupees جرمانہ pay کر کے آرام سے بیٹھ جائیں؟ اس کے علاوہ میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ جرمانہ کی رقم ہے یا چوری کی گئی لکڑی کی قیمت وصول کی گئی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! انہوں نے جو 128 درخت چوری کئے ہیں یہ اس پر جرمانہ ڈالا گیا ہے اور recovery کی گئی ہے۔ لکڑی کی قیمت سے دو یا تین گنا زیادہ جرمانہ ڈالا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔ اگلا سوال محترمہ صوبیہ انور ستّی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ صوبیہ انور ستّی: جناب سپیکر! سوال نمبر618 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: محکمہ جنگلات کی اراضی پر ناجائز قابضین کی تفصیلات

*618: **محترمہ صوبیہ انور ستّی:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع راولپنڈی کی تحصیل کہوٹہ اور کوٹلی ستیاں میں جنگلات کی اراضی پر کون کون لوگ ناجائز قابض ہیں، نیز اب تک محکمہ نے ان ناجائز قابضین کے خلاف کیا اقدامات اٹھائے ہیں، ان تمام ناجائز قابضین کے نام و پتا سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):
ضلع راولپنڈی کی تحصیل کہوٹہ کے جنگل نمبر69منید شریف میں عبدالقدوس عباسی ولد منگو خان ساکن موضع منید شریف تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی نے محکمہ جنگلات راولپنڈی حلقہ شمالی کی ملکیتی زمین تقریباً26کنال پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ جس کو واگزار کرانے کے لئے اسسٹنٹ کمشنر کہوٹہ کو بار بار تحریر کیا گیا،اسی دوران مسمی عبدالقدووس عباسی نے جناب فیض الحسن چوہان سول جج راولپنڈی کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا جو ابھی تک متعلقہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔اگلی تاریخ پیشی12-09-2013 مقرر ہوئی ہے جبکہ تحصیل کوٹلی ستیاں میں محکمہ جنگلات کے رقبہ پر کوئی ناجائز تجاوز نہ ہے۔

محترمہ صوبیہ انور ستّی:جناب سپیکر!کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جس اراضی پر عبدالقدوس عباسی قابض ہے اس کی market value کیا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!اس کی market value معلوم کر کے محترمہ کو بتادی جائے گی۔اس شخص عبدالقدوس عباسی نے 26کنال رقبہ پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے اس کے خلاف محکمہ کارروائی کر رہا ہے اور یہ مقدمہ سول عدالت میں ہے۔اس نے وہاں سے stay لیا ہوا ہے اور اس کی اگلی تاریخ پیشی 12-09-2013 ہے۔انشاءاللہ تعالیٰ محکمہ اس مقدمہ کو pursue کرتے ہوئے یہ رقبہ اس شخص سے واگزار کرائے گا۔

جناب سپیکر:جی، مہربانی۔سردار صاحب!آپ بھی کچھ پوچھنا چاہتے ہیں؟

سردار محمد جمال خان لغاری:جناب سپیکر!میں وزیر صاحب سے ہاتھ باندھ کر ایک درخواست کرنے والا ہوں۔یہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر جواب دیں۔یہ صرف اتنا کہہ کر اپنی جان نہ چھڑائیں کہ ان کو معلوم نہیں ہے۔ایک بہت بڑا لینڈ مافیا جنگلات کے رقبہ پر قابض ہے۔اس مافیا کے خلاف کارروائی کرتے ہیں تو ایوان میں تھرتھلیاں مچ جاتی ہیں۔وزیر صاحب ان کو یہاں پر کیوں بے نقاب نہیں کر رہے؟وہ یہاں پر صرف ایک شخص عبدالقدوس عباسی ولد منگو خان کا نام دے کر بڑے بڑے مافیا سے اپنی جان چھڑا رہے ہیں۔میں چاہوں گا کہ وزیر صاحب اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس مافیا کا یہاں پر نام بتائیں؟

جناب سپیکر:اگر ان کے علم میں ہوا تو وہ ضرور بتائیں گے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):اس سوال میں ایک بندے کے حوالے سے سوال کیا گیا تھا اور اسی کا جواب دیا گیا ہے۔آپ اور میرے علم میں ہے کہ لینڈ مافیا یقیناً جنگلات کے بہت سے رقبے پر قابض ہے لیکن انشاء اللہ تعالیٰ ہم پوری طاقت کے ساتھ لینڈ مافیا پر ہاتھ ڈالیں گے اور ان سے پنجاب کے جنگلات کا رقبہ واگزار کرائیں گے۔

جناب سپیکر:شاباش۔

سردار محمد جمال خان لغاری:جناب سپیکر!وزیر صاحب اس لینڈ مافیا کا نام لینے سے کیوں گریز کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر:اس کے لئے آپ کو نیا سوال دینا پڑے گا۔جی، محترمہ!

محترمہ تحسین فواد:جناب سپیکر!سوال میں کہا گیا ہے کہ ان تمام ناجائز قابضین کے نام وپتا سے ایوان کو آگاہ کریں؟جواب میں ایسا کچھ نہیں بتایا گیا۔

جناب سپیکر: محترمہ!جواب میں ناجائز قبضہ کرنے والے کا نام تو لکھا ہوا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!شاید محترمہ نے جواب نہیں پڑھا کیونکہ اس جواب میں باقاعدہ نام اور ولدیت درج ہے۔ایک ہی آدمی کے حوالے سے یہ سوال کیا گیا تھا اور اسی کا جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!سوال نمبر665 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور:سوہانرا نیشنل پارک سے ملحق درختوں کے ذخیرہ میں آگ لگنے کی تفصیلات

*665:ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ دنوں بہاولپور میں لال سوہانرا نیشنل پارک سے ملحق درختوں کے ذخیرہ میں آگ لگ گئی تھی؟

(ب) یہ آگ کتنے روز لگی رہی؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ یہ آگ جان بوجھ کر لگائی گئی تاکہ بڑے پیمانے پر جو درخت چوری کئے گئے اس پر پردہ ڈالا جاسکے؟

(د) کیا محکمہ نے اس ضمن میں کوئی inquiry کروائی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو مکمل تفصیلات سے آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ لاڈم سر۔1 کے جنگل میں آگ لگی تھی۔

(ب) آگ مورخہ 09-06-2013 کو بیٹ نمبر 10 بلاک نمبر 4 میں 35 ایکڑ پر لگی جو عملہ جنگلات نے بجھادی تھی اور پھر دوبارہ مورخہ 10-06-2013 کو بیٹ نمبر 3 بلاک نمبر 2 آف لاڈم سر۔1 رینج میں 20 ایکڑ پر آگ لگی جو اسی تاریخ کو عملہ جنگلات نے بجھادی۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ مورخہ 09-06-2013 کو جو آگ لگی وہ کسی راہگیر کے جلتے ہوئے سگریٹ کی وجہ سے لگی تھی جبکہ مورخہ 10-06-2013 کو جو آگ لگی وہ ذخیرہ میں سے گزرنے والی بجلی کی تاروں کے آپس میں ٹکرانے کی وجہ سے لگی، جو چند گھنٹوں میں بجھادی گئی تھی۔ یہ آگ مکمل طور پر حادثاتی وجوہات کی بناء پر لگی تھی۔ جس میں کسی سرکاری اہلکار کی غفلت شامل نہ ہے۔ اس میں زیادہ تر تر کانا، گاس پھوس، سوکھے پتے جلے ہیں اور جس میں سفیدہ اور شیشم کے درخت جزوی طور پر متاثر ہوئے ہیں۔ محکمانہ کیٹیگری کے مطابق یہ گراؤنڈ فائر شمار کی جاتی ہے اور ایسی آگ بجھانے کے لئے جو طریق کار اختیار کیا گیا وہ فائر لائن کو صاف کرنے اور متاثرہ کھیتوں میں پانی چھوڑا گیا جس سے آگ بجھ گئی۔ اگرچہ تیز ہوا کی وجہ سے یہ کام مشکل تھا مگر اس کو ممکن بنالیا گیا۔

(د) نہیں کروائی گئی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آگ کا لگنا تو محکمہ نے تسلیم کیا ہے۔ جز(ب) میں لکھا گیا ہے کہ "آگ مورخہ 9-6-2013 کو بیٹ نمبر 10 بلاک نمبر 4 میں 35 ایکڑ پر لگی جو عملہ جنگلات نے بجھادی تھی۔" اور اس کے آگے جز(ج) میں یہ لکھا ہوا ہے کہ "مورخہ 9-6-2013 کو جو آگ لگی وہ کسی راہ گیر کے جلتے ہوئے سگریٹ کی وجہ سے لگی تھی۔" یعنی جلتے ہوئے سگریٹ سے آگ لگی اور 35 ایکڑ رقبے کے اوپر پھیل گئی۔ اب آپ خود دیکھ لیں کہ یہ کیسا معاملہ ہے؟ میں چونکہ خود بہاولپور سے تعلق رکھتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تین دن سے زائد یہ آگ لگی رہی ہے اور اس میں کافی زیادہ نقصان ہوا ہے۔

جناب سپیکر: تو آپ وہ بندہ ہی بتادیں کہ جس نے یہ کام کیا ہے تاکہ سب کی جان چھوٹ جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ وہاں پر کافی زیادہ نقصان ہوا ہے اور محکمہ نے اس کو hush-up کیا ہے۔ میں نے اپنے سوال کے جز(د) میں پوچھا ہے کہ کیا محکمہ نے اس ضمن میں کوئی انکوائری کروائی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو مکمل تفصیلات سے آگاہ کریں؟ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ "نہیں کروائی گئی۔" میں اس معاملے کا ذاتی طور پر علم رکھتا ہوں اور یہ national exchequer کا lose ہے تو میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا یہ اس حوالے سے کسی باضابطہ انکوائری کا حکم دینے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کیا آپ باضابطہ طور پر اس کی انکوائری کرنے کا آرڈر دے سکتے ہیں؟ اور اگر آپ آرڈر نہیں دے سکتے تو ہم آرڈر دیتے ہیں۔ اس کی باقاعدہ طور پر انکوائری کروائی جائے اور اس انکوائری کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ٹھیک ہے اس معاملے کی انکوائری کرا کر رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! آپ صحافی بھائیوں کے پاس تشریف لے گئے تھے۔

وزیر انسانی حقوق اور اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! آپ کے حکم پر میں، میاں محمد اسلم اقبال اور محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری اپنے صحافی بھائیوں کے پاس گئے تھے۔ صحافی بھائیوں نے چند دن پہلے کراچی میں "ایکسپریس نیوز" کے دفتر پر ہونے والے حملے کے حوالے سے walk out کیا تھا تو ہم نے اُنہیں اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا ہے اور اس سے پہلے بھی اُن سے بات کی ہے۔ انہوں نے خود بھی سندھ حکومت کو سات دن کا ٹائم دیا ہوا ہے۔ انہوں نے ایک بات کی تھی کہ پنجاب میں میڈیا کے جتنے دفاتر ہیں وہاں پر سکیورٹی فراہم کی جائے تو میں نے اُن سے یہ بات کی ہے کہ میں محترم وزیر قانون سے بات کر کے تین چار دنوں میں اس بات کا بھی جواب دوں گا۔ اُن کی مہربانی ہے کہ وہ ایوان میں واپس آ گئے ہیں اور ہم نے اُن کے ساتھ پوری یکجہتی کا اظہار کیا ہے۔ وزیر اعظم صاحب نے بھی اُسی دن آرڈر کر کے اس وقوعہ کی رپورٹ منگوائی ہوئی ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: پریس گیلری کے تمام ممبران کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں اور ایوان میں واپس تشریف لانے پر سب کو welcome کرتے ہیں۔ میڈیا کے حوالے سے ہی وزیر قانون، ڈاکٹر سید وسیم اختر، میاں محمد

اسلم اقبال، سردار شہاب الدین خان اور سردار وقاص حسن مؤکل نے قواعد کی معطلی کی درخواست کی ہے تو قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے "ایکسپریس نیوز" کے کراچی دفتر پر ہونے والے حملے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ میاں محمد اسلم اقبال اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

میاں محمد اسلم اقبال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے "ایکسپریس نیوز" کے کراچی دفتر پر ہونے والے حملے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے "ایکسپریس نیوز" کے کراچی دفتر پر ہونے والے حملے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے "ایکسپریس نیوز" کے کراچی دفتر پر ہونے والے حملے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

''ایکسپریس نیوز'' کے کراچی دفتر پر ہونے والے حملے کی پُرزور مذمت

میاں محمد اسلم اقبال: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان تین دن پہلے "ایکسپریس نیوز" کے کراچی دفتر پر ہونے والے حملے کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ "ایکسپریس نیوز" کراچی دفتر پر فائرنگ میں سکیورٹی گارڈ اور خاتون ورکر زخمی ہو گئی تھی۔ یہ ایوان سندھ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ صحافیوں اور اُن کے دفاتر کی سکیورٹی یقینی بنائی جائے اور فائرنگ کرنے والے ملزمان کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان تین دن پہلے "ایکسپریس نیوز" کے کراچی دفتر پر ہونے والے حملے کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ "ایکسپریس نیوز" کراچی دفتر پر فائرنگ میں سکیورٹی گارڈ اور خاتون ورکر زخمی ہو گئی تھی۔ یہ ایوان سندھ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ صحافیوں اور اُن کے دفاتر کی سکیورٹی یقینی بنائی جائے اور فائرنگ کرنے والے ملزمان کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔"

چونکہ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے اس لئے اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان تین دن پہلے "ایکسپریس نیوز" کے کراچی دفتر پر ہونے والے حملے کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ "ایکسپریس نیوز" کراچی دفتر پر فائرنگ میں سکیورٹی گارڈ اور خاتون ورکر زخمی ہو گئی تھی۔ یہ ایوان سندھ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ صحافیوں اور اُن کے دفاتر کی سکیورٹی یقینی بنائی جائے اور فائرنگ کرنے والے ملزمان کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اس کے بعد Call Attention Notices ہیں۔ جی، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 116 ہے۔

سرگودھا: اشتہاریوں کی فائرنگ سے اے ایس آئی کی ہلاکت کی تفصیلات

116: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بحوالہ روزنامہ "جنگ" لاہور مورخہ 13-08-12 کیا یہ درست ہے کہ سلانوالی ضلع سرگودھا کے نواحی علاقہ چک 162 شمالی میں پولیس مقابلے کے دوران اشتہاریوں کی پولیس پارٹی پر فائرنگ سے ایک اے ایس آئی شہید ہو گیا اور اشتہاری فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

(ب) مذکورہ واقعہ میں اشتہاریوں کی گرفتاری میں کیا پیشرفت ہوئی ہے؟ ایوان کو مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 13-08-12 کو اشتہاری ملزمان محمد اشرف، نصر اللہ، سیف اللہ اور ایک کس نامعلوم کی فائرنگ سے اے ایس آئی عطاء محمد شہید ہو گیا اور ایک راہ گیر غلام عباس زخمی ہو گیا اور ملزمان فرار ہو گئے۔

(ب) ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر سرگودھا نے ملزمان کی گرفتاری اور تفتیش مقدمہ کے سلسلہ میں joint investigation team تشکیل دی ہے جو کہ ذیل پولیس افسران پر مشتمل ہے:

1۔ انسپکٹر خدا بخش، ایس ایچ او تھانہ سلانوالی۔
2۔ انسپکٹر قیصر عباس ضلع سرگودھا۔
3۔ انسپکٹر محمد مختار میکن، سی ٹی ڈی سرگودھا۔

اس تفتیشی ٹیم نے تفتیش عمل میں لائی ہے اور ملزمان کے ٹھکانوں پر raids کئے ہیں تاہم اب تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آ سکی لیکن اس مقدمے کو پوری طرح سے pursue کیا جا رہا ہے اور انشاء اللہ بہت جلد ملزمان کو گرفتار کر کے اُنہیں انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ محترم وزیر قانون نے جو یقین دہانی کرائی ہے تو کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ ایک high level committee تشکیل دی جاتی۔ یہ کمیٹی انسپکٹر عہدہ کے لوگوں پر بنائی گئی ہے یہ کمیٹی اشتہاریوں کی گرفتاری کے لئے تو درست ہے لیکن کیا وزیر قانون اس بات کی یقین دہانی کراتے ہیں کہ ایس ایس پی عہدہ کا سینئر آفیسر اس معاملے کی look after کرنے کے لئے کمیٹی میں شامل کیا جائے گا اور کیا وزیر قانون اس بات کی بھی یقین دہانی کراتے ہیں کہ اُن ملزمان کے گھروں پر raids کئے گئے ہیں اور اُن کی گرفتاری ابھی تک عمل میں نہیں لائی گئی تو کیا پولیس نے اُن کے کسی رشتہ دار کو گرفتار کیا ہے؟

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو کرنے والی نہیں ہوتیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ چونکہ انتہائی اہم نوعیت کا ہے جس میں ایک پولیس آفیسر شہید ہوا ہے۔ نہ صرف ایس پی بلکہ ڈی پی او اور آر پی او خود ذاتی طور پر اس مقدمے کی پیروی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ اس پر بہت جلد پیشرفت ہو گی۔

جناب سپیکر: اللہ کرے گا وہ جلد پکڑے جائیں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! شہید ہونے والوں کے بچوں کے لئے حکومت خصوصی طور پر وظائف یا انعامات دیتی ہے یا ان کے تعلیمی اخراجات برداشت کرتی ہے۔ کیا حکومت اس سلسلہ میں کچھ اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پولیس کے شہداء کے لئے standard benefits مقرر ہوتے ہیں اس کے مطابق اس شہید کے خاندان اور بچوں کو بھی وہ benefits دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس 119 محترمہ فوزیہ ایوب قریشی صاحبہ کی طرف سے ہے۔ محترمہ فوزیہ ایوب قریشی صاحبہ!

ماڈل ٹاؤن لاہور میں 14 لاکھ روپے کی ڈکیتی کی تفصیلات

119 محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار "جنگ" کی خبر مورخہ 13-08-15 کے مطابق ماڈل ٹاؤن لاہور میں ڈاکوؤں نے خاتون ناصرہ بی بی کے گھر میں اہل خانہ کو اسلحہ کی نوک پر یرغمال بنا کر 14 لاکھ روپے مالیت کے طلائی زیورات، نقدی اور قیمتی سامان لوٹ کر فرار ہو گئے؟

(ب) اس واقعہ کا مقدمہ کس تھانہ میں درج ہوا؟

(ج) مذکورہ ڈکیتی کی واردات کے بارے میں متعلقہ پولیس نے آج تک کیا کارروائی کی، ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) اس واقعہ کا مقدمہ نمبر 315/13 مورخہ 13-08-2013 بجرم 392 ت پ تھانہ ماڈل ٹاؤن لاہور درج ہے۔

(ج) بعد اندراج ایف آئی آر متذکرہ بالا تفتیش عمل میں لائی گئی ہے، اس سلسلہ میں تمام طریق ہائے تفتیش اپنائے جا رہے ہیں، اس سلسلہ میں mobile data سے کچھ clue ملا ہے اور انشاء اللہ بہت جلد ان ملزمان کو گرفتار کر کے انصاف کے کٹہرے میں پیش کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اب کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق کے حوالے سے آپ کچھ وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر: وہ کمیٹی کے سپرد ہو گئی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! بہت شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر17/13 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے انہوں نے درخواست کی ہے کہ آج میں ایوان میں نہیں آ سکتا لہذا اسے pending کیا جائے۔یہ اگلے ہفتہ کے لئے pending کی جاتی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ ان کے notices عید کی چھٹیوں سے پہلے موصول ہوئے تھے اور ان کے جوابات محکموں کی طرف سے موصول نہیں ہوئے تھے اس لئے یہ تمام تحاریک التوائے کار پڑھے جانے کے بعد اگلے ہفتہ کے لئے pending فرمائی جائیں۔

جناب سپیکر:وہ تمام کی تمام تحاریک التوائے کار ماسوائے ان کے جو پڑھی نہیں گئیں وہ اگلے ہفتہ کے لئے pending کی جاتی ہیں۔اب448/13 سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کی ہے آپ پڑھ دیں۔

پاکستان اور صوبہ پنجاب میں سیلاب اور بھارت کی جانب سے پانی چھوڑنے سے تباہ کاریاں

سردار وقاص حسن مؤکل:میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔معاملہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں سیلاب کی تباہ کاریوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، پاکستان اور صوبہ پنجاب کی مشکلات میں اضافہ کو بھارت بھی ہمیشہ بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔اسی وجہ سے بھارت نے دریائے ستلج میں پہلے بھی کئی ہزار کیوسک پانی چھوڑا اور اب 18۔اگست کو ایک لاکھ سترہ ہزار کیوسک پانی دریائے ستلج میں چھوڑ دیا ہے جس کی وجہ سے قصور کے صوبائی حلقہ پی پی۔180 میں خصوصاً بے پناہ نقصانات ہو رہے ہیں جبکہ صوبائی حکومت اور ضلعی انتظامیہ کی جانب سے کسی قسم کی کوئی امدادی کارروائی دکھائی نہیں دے رہی۔ عوام بے سروسامانی اور تکلیف کا شکار ہیں اور مالی و جانی نقصان بھی ہوا ہے۔صوبائی اور ضلعی انتظامیہ کی طرف سے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے کوئی عملی اقدامات کئے جا رہے اور نہ ہی ضلعی انتظامیہ نے متعلقہ حلقوں کے عوامی نمائندوں سے رابطہ کیا ہے کہ متاثرہ لوگوں کو کس طرح ریلیف دیا جائے۔ صوبائی اور ضلعی حکومت کی اس بے حسی کی وجہ سے قصور کے حلقہ پی پی۔180 کی عوام میں

بالخصوص اور صوبہ کی عوام میں بالعموم انتہائی بے چینی، اضطراب اور غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب محکمہ کی طرف سے جواب موصول ہو گا تو میں وہ بھی اس معزز ایوان میں پیش کر دوں گا لیکن میں اس معزز ایوان اور معزز ممبر کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ سیلاب سے متعلقہ خاطر خواہ انتظامات کئے جا رہے ہیں اور فنڈز وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے مختص کر دیئے ہیں۔اس حوالے سے ہر علاقہ میں ایک منسٹر اور ایک سیکرٹری کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے جو ضلعی انتظامیہ کے ساتھ مل کر جہاں اس کی ضرورت ہو گی وہاں تمام امدادی معاملات کو پورا کریں گے۔اس کے علاوہ چیف سیکرٹری پنجاب کی سربراہی میں ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے اور SMBR اس کے ممبر ہیں تاکہ coordinate کر کے تمام ضروریات کو باہم پہنچایا جائے۔اس سلسلہ میں حکومت پوری طرح سے آگاہ ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف خود ذاتی طور پر جہاں جہاں سیلاب کی صورتحال ہے وہاں ہر جگہ پر گئے ہیں بلکہ بعض جگہوں پر وہ تین تین بار گئے ہیں اور اس سارے معاملہ کو وہ بخوبی دیکھ رہے ہیں۔انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی جائے گی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس تحریک التوائے کار کو اب pending کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے جواب آ گیا ہے۔اس کے علاوہ میں بھی آپ کے لئے حاضر ہوں لیکن اللہ کے فضل و کرم سے ہماری پوری مشینری vigilant ہے۔وہ مجھے بھی reports دیتے رہتے ہیں۔میں انہیں کہوں گا کہ آپ سے بھی ضرور رابطے میں رہیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: آپ میرے ساتھ علیحدہ بات کر لیں۔ تحاریک التوائے کار ختم ہوئیں۔ چودھری عبدالرزاق ڈھلوں صاحب مجلس خصوصی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں

"The Punjab Local Government Bill 2013 (Bill No. 5 of 2013)

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں آپ سے عرض کرنا چاہوں گا کہ آج جو خصوصی کمیٹی کی میٹنگ تھی۔ اس میں جب اس بل پر غور و خوض ہونے کے بعد approval دی گئی تو اپوزیشن کے ساتھ یہ طے پایا ہے کہ اپوزیشن کا جہاں جہاں اختلاف ہے وہ کل اس پر ترامیم دے گی اور اس کے بعد بدھ سے اس بل کو for consideration take up کیا جائے گا۔

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب مصدرہ2013

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اپوزیشن کل اپنی ترامیم دے گی اور بدھ کو یہ بل consideration کے لئے پیش کیا جائے گا۔ The Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2013 (Bill No.8 of 2013). کو زیر غور لایا جاتا ہے۔

First reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That The Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE-2

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE-1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2013 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2013 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2013 be passed."

(The motion was carried unanimously.)

(The Bill is passed unanimously.)

Congratulation!

جناب سپیکر: آج کا ایجنڈا مکمل ہوا۔ اب اجلاس کل مورخہ 20۔اگست2013 کو صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

(منگل20، بدھ21، جمعرات22، جمعتہ المبارک23، سوموار،26۔اگست2013)

(یوم الثلاثہ12، یوم الاربعاء13، یوم الخمیس14، یوم الجمع15، یوم الاثنین،18۔شوال المکرم1434ھ)

سولھویں اسمبلی: چوتھا اجلاس

جلد4(حصہ دوم): شمارہ جات : 6تا10



صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

چوتھا اجلاس

منگل،20۔اگست2013

جلد 4:شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	----------	321
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	323
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	324
	پوائنٹ آف آرڈر		
4۔	اجلاس کی کارروائی بروقت شروع کرنے کا مطالبہ	----------	325

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ ہائر ایجوکیشن)	
5۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	329
6۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	365
	تحاریک التوائے کار	
7۔	جوزف کالونی بادامی باغ لاہور کے متاثرہ افراد کا امدادی چیک نہ ملنے پر شدید احتجاج	375
8۔	صوبہ میں چکن کے گوشت اور انڈوں کی قیمتوں میں مزید اضافہ	377
9۔	حلقہ پی پی۔222 ساہیوال کے دیہات حالیہ سیلاب سے شدید متاثر ہونے کی وجہ سے اہل علاقہ کو پریشانی کا سامنا	378
10۔	نالہ لئی راولپنڈی میں ڈوبتے ہوئے شخص کو بچاتے ہوئے ڈوبنے والے شخص کی نعش کی بازیابی کا مطالبہ	378
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
11۔	ٹیکس ایمنسٹی سکیم کی شرح 2 فیصد سے زیادہ نہ ہو اور اسے فوری نافذ کرنے کا مطالبہ	379
12۔	امریکہ کی جانب سے پاکستان پر ڈرون حملوں کے مسلسل عمل کی شدید مذمت اور اسے بند کرنے کا مطالبہ	380
13۔	ضلع اوکاڑہ کے شہر بصیر پور کو تحصیل کا درجہ دینے کا مطالبہ	388
	بدھ، 21۔اگست 2013	
	جلد 4: شمارہ 7	
14۔	ایجنڈا	391
15۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	393
16۔	نعت رسول مقبول ﷺ	394

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ جات خوراک اور زکوٰۃ و عشر)	
17۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	395
18۔	نشان زدہ سوال اور اس کا جواب (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)	418
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
19۔	مسودہ قانون (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب مصدرہ2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	419
	تحاریک التوائے کار	
20۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	419
	سرکاری کارروائی	
21۔	مسودہ قانون کو زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	431
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
22۔	مسودہ قانون لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2013	433
23۔	کورم کی نشاندہی	575
24۔	مسودہ قانون لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2013(۔۔۔جاری)	575
	جمعرات، 22۔اگست2013	
	جلد 4: شمارہ 8	
25۔	ایجنڈا	590
26۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	592
27۔	نعت رسول مقبول ﷺ	593
	تعزیت	
28۔	معزز ممبر اسمبلی میاں ثاقب خورشید کی والدہ ماجدہ اور LOC پر فوج کے کیپٹن کی شہادت پر دعائے مغفرت	594

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
29۔	حکومت کا اپوزیشن کی عدم موجودگی اور رات کے اندھیرے میں قانون سازی کرنا	594
	سوالات (محکمہ جات سوشل ویلفیئر وبیت المال)	
30۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	599
31۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	607
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
32۔	مسودہ قانون محمد نواز شریف یونیورسٹی آف ایگریکلچر ملتان مصدرہ2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	609
	توجہ دلاؤ نوٹس	
33۔	راولپنڈی: اڑھائی کروڑ روپے کی ڈکیتی کی تفصیلات	613
	تحاریک التوائے کار	
34۔	چیئرمین ہندو وقف املاک اور اس کے ممبران کا ننکانہ صاحب میں گردوارہ کی کئی ایکڑز مین وکلاء ہاؤسنگ کالونی کے نام سے ہڑپ کرنا	614
35۔	فاطمہ جناح میڈیکل کالج برائے خواتین لاہور میں خاتون کی بجائے مرد پرنسپل کی تعیناتی	616
36۔	کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور کے بارہ شعبہ جات کی اسامیاں خالی ہونے کی وجہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا	617
37۔	لاہور بورڈ اور دیگر بورڈوں کے طلباء کی بہت بڑی تعداد لاہور کے کالجوں میں داخلہ سے محروم رہنے کا خدشہ	619
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
38۔	مسودہ قانون (ترمیم) بوائلرز اینڈ پریشر ویسلز پنجاب مصدرہ2013	620

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعتہ المبارک،23۔اگست2013	
	جلد 4:شمارہ 9	
39۔	ایجنڈا	626
40۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	628
41۔	نعت رسول مقبول ﷺ	629
	سوالات (محکمہ جات تحفظ ماحول اور خزانہ)	
42۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	630
43۔	نشان زدہ سوال اور اس کا جواب (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)	662
44۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	666
	قرارداد	
45۔	پاکستان پر مسلسل امریکی ڈرون حملوں کی شدید مذمت	666
	تحاریک التوائے کار	
46۔	تحصیل شکر گڑھ واقع نور کوٹ قلعہ احمد آباد سے گزرنے والے نالہ کے خستہ حال پل کی ہنگامی بنیادوں پر مرمت کا مطالبہ	669
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
47۔	پنجاب پنشن فنڈ برائے سال 10-2009 کی رپورٹ پر عام بحث	670
	سوموار،26۔اگست2013	
	جلد 4:شمارہ 10	
48۔	ایجنڈا	683
49۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	685
50۔	نعت رسول مقبول ﷺ	686

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ جات توانائی و بہبود آبادی)	
51۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	687
	توجہ دلاؤ نوٹس	
52۔	لاہور: تین کروڑ روپے مالیت کے سونے کی ڈکیتی و تاجر کے قتل کی تفصیلات	694
	پوائنٹ آف آرڈر	
53۔	تحریک التوائے کار اور تحریک استحقاق بلا باری take up کرنے کی استدعا	695
	تحاریک استحقاق	
54۔	لاہور پولیس کا معزز خاتون ممبر اسمبلی کے ساتھ تحقیر آمیز رویّہ	696
	تحاریک التوائے کار	
55۔	سرکاری گوداموں سے گندم کے اجراء کا مطالبہ	698
56۔	پنجاب کے تعلیمی اداروں کی ناقص کارکردگی سے طلباء کے والدین کو پریشانی کا سامنا	699
57۔	سرکاری کالجوں کے گرتے ہوئے معیار تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے اساتذہ کو واضح ٹارگٹ دینے کا مطالبہ	700
58۔	صوبہ میں سیلاب زدگان کی امداد کے لئے چندہ اکٹھا کرنے والے گروپس کی مانیٹرنگ کرنے کا مطالبہ	701
59۔	لاہور مال روڈ پر تحریک انصاف کے قائدین اور معزز ممبران حزب اختلاف کے احتجاجی کیمپ پر پولیس کا دھاوا	702
60۔	انڈکس	

321

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،20۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ہائرایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1. شیخ علاؤالدین: صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ Tax Amnesty Scheme جس کی شرح 2 فیصد سے زیادہ نہ ہو فوری نافذ کرے تاکہ سرمایہ کاری کی رفتار تیز ہو اور لوگوں کو روزگار کے مواقع میسر ہوں۔

2. میاں محمد اسلم اقبال: صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان، امریکا کی جانب سے ڈرون حملوں کے مسلسل عمل کو بنیادی انسانی حقوق اور پاکستان کی آزادی، خود مختاری اور سالمیت کے خلاف قرار دیتا ہے اور اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈرون حملے مبہم اطلاعات اور اندازوں کی بنیاد پر کئے جارہے ہیں، جو بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ امریکی حکومت کو باور کرائے کہ یہ حملے کسی صورت بھی قابل قبول نہیں۔ امریکا اور پاکستان کے تعلقات میں اس باب کو بند کر کے عزت اور برابری کی بنیاد پر نئے دور کا راستہ اختیار کیا جانا چاہئے۔

3. چودھری افتخار حسین چھچھر: اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع اوکاڑہ کے شہر بصیر پور کی بڑھتی ہوئی آبادی اور لوگوں کے روزافزوں مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے تحصیل کا درجہ دیا جائے۔

323

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

منگل،20۔اگست2013

(یوم الثلاثہ،12۔شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ تُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا ۚ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّـٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَـٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِى ٱللَّهُ ٱلنَّبِىَّ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَعَهُۥ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَـٰنِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَآ أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَٱغْفِرْ لَنَآ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ۝٨ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ جَٰهِدِ ٱلْكُفَّارَ وَٱلْمُنَـٰفِقِينَ وَٱغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ ۝٩

سورة التّحریم آیات8تا9

مومنو!اللہ کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔امید ہے کہ وہ تمہارے گناہ تم سے دور کر دے گا اور تم کو باغہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا اس دن اللہ پیغمبر کو اور (ان لوگوں) کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا۔(بلکہ)ان کا نور ایمان ان کے آگے اور داہنی طرف(روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہو گا اور وہ اللہ سے التجا کریں گے کہ اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمیں معاف فرما۔بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے(8)اے پیغمبر!کافروں اور منافقوں سے لڑو اور ان پر سختی کرو۔ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔اور وہ بہت بری جگہ ہے(9) **وماعلینا الالبلاغo**

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے
اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے
جس وقت محمدؐ کا دربار نظر آئے
بس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی
پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے
گو یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے
سرکارؐ کے پہلو میں دو یار نظر آئے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: While Speaker is speaking, this is not good for you to speak. So be careful in future.

اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہائر ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

اجلاس کی کارروائی بروقت شروع کرنے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہمارا یہ معزز ایوان سب سے اہم اور سب سے بڑا ادارہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بے شک۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): لیکن بد قسمتی سے اس کی کارروائی روزانہ ایک گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ یا دو گھنٹے کی تاخیر سے شروع ہو رہی ہے۔ ہم اس قائد یعنی حضرت قائد اعظم کے پیروکار ہیں کہ جب وہ میٹنگ میں آیا کرتے تھے تو لوگ اپنی گھڑیوں کو درست کر لیتے تھے تو ہمیں یہ example set کرنی چاہئے۔ ہر آدمی یہ assume کر لیتا ہے کہ ایوان ایک ڈیڑھ گھنٹہ late شروع ہوتا ہے اور اسی حساب سے ہم سب اپنے گھروں سے نکلتے ہیں۔ یہ بڑا قیمتی وقت ہوتا ہے اور آج بھی پرائیویٹ ممبرز ڈے کی کارروائی تھی لیکن ڈیڑھ گھنٹہ کی تاخیر سے اجلاس شروع ہو رہا ہے۔ میری آپ سے request ہے کہ آپ اس بارے میں سب کو پابند کریں اور ہم سب کو پابند ہونا چاہئے۔ کسی ایمرجنسی کی شکل میں کوئی تاخیر ہو جائے یا کوئی شرعی امر اس طرح کا آ جائے کہ آپ تاخیر سے آئیں لیکن اگر ہم یہ مثال پیش نہیں کر سکتے تو ہم پورے پنجاب میں دوسرے لوگوں سے اور اداروں سے کیسے expect کر سکتے ہیں کہ وہ وقت کی پابندی کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی،آپ کی بات بہت اچھی ہے اور میں اسے appreciate کرتا ہوں لیکن ملکی حالات اور خصوصاً پنجاب کے حالات کا آپ کو تھوڑا سا علم ہو گا کہ دونوں طرف سے پانچوں دریا مکمل طور پر اپنی طغیانی میں ہیں۔ ہمارے کافی ساتھی وہاں پر مصروف رہتے ہیں بلکہ وزراء کی بھی ڈیوٹی وہاں لگی ہوئی ہے۔ کل ایک منسٹر صاحب کی ڈیوٹی تھی تو میں نے انہیں کہا کہ آپ کے محکمہ سے متعلق Question Hour ہے اور آپ نے لازمی آنا ہے ورنہ میں آپ کے خلاف pass stricture کروں گا۔ میرے پابند کرنے پر وہ آئے اور انہوں نے حاضری دی۔ دیکھیں، میں تو اپنے وقت پر آ جاتا ہوں لیکن آپ کے ساتھی ایوان میں موجود نہ ہوں اس سے مراد دونوں طرف کے ممبران ہیں اور میرے لئے آپ دونوں طرف کے ممبران ماشاء اللہ قابل احترام ہیں اور آج تو آپ سیاہ پٹیوں کے ساتھ آئے ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ وقت پر اجلاس شروع کیا جائے۔ جی، قاضی صاحب!

قاضی احمد سعید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی اسی حوالے سے تھا اور میں میاں صاحب کی بات کو second کرتا ہوں کہ پورے پنجاب کے عوام کی نظریں ہم پر ہیں چونکہ ہم عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں جبکہ میڈیا بھی ہمیں دیکھ رہا ہے لیکن جب سے یہ سیشن شروع ہوا ہے تو ہم نے دیکھا ہے کہ دو اڑھائی گھنٹے کی تاخیر سے اجلاس شروع ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آج تو دو اڑھائی گھنٹے کی تاخیر سے اجلاس شروع نہیں ہوا۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! تمام معزز ممبران کے علاقے تو سیلاب میں نہیں ڈوبے بلکہ کچھ مخصوص علاقے ہیں بہر حال آپ نے وعدہ کیا ہے تو اسے ensure کروائیں کہ اجلاس 20/15 منٹ یا آدھ گھنٹہ کی تاخیر سے شروع ہو جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحبان نوٹ فرمالیں کہ جن کا Question Hour ہو گا انہیں آئندہ سے وقت پر ہر صورت پہنچنا ہو گا۔ اس میں کسی کے لئے کوئی معافی نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارا پورا صوبہ پنجاب سیلاب کی زد میں ہے اور حکومت نے جن اضلاع کو آفت زدہ قرار دیا ہے وہاں پر کتنے نقصانات ہو چکے ہیں، ان لوگوں کو جو مالی امداد، کھانے پینے کی سہولت اور حکومت کس طرح سے accommodate کر رہی ہے۔ میری

گزارش ہے کہ اس حوالے سے ایوان کو اعتماد میں لیا جائے اور بتایا جائے کہ اس وقت تمام اضلاع کے اندر کیا position ہے اور کھلے آسمان تلے بیٹھے ہوئے لوگوں کو حکومت کس طرح سے cater کر رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ اس وقت ایوان میں موجود نہیں تھے جب لاء منسٹر صاحب نے بات کرتے ہوئے تمام تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا تھا۔ آپ اس وقت جا چکے تھے یا موجود تھے کیونکہ انہوں نے اس حوالے سے مکمل بات کی ہے اور آپ کوئی اخبار پڑھ کر دیکھ لیں تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔ جو انہوں نے کل بتایا کہ "پنجاب حکومت کے جتنے بھی آفیسرز اور آفیشلز ہیں وہ تمام کے تمام on duty ہیں اور اللہ کا شکر ہے کہ کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی کہ کہیں پر بھی ماسوائے فصلوں کے اللہ کے فضل سے انسانی نقصان سے ہم ابھی تک محفوظ ہیں اور اللہ تعالیٰ اس سیلاب کو ہمارے لئے زحمت کی بجائے رحمت بنادے۔ یہ دعا کریں اور آپ بھی اپنے طور پر کوشش کریں اور اپنے تئیں ہر ایک کا یہ فرض ہے اور کام ہے۔ یہ کوئی اکیلی حکومت کا کام نہیں ہے بلکہ ہم سب کو مل کر اس کا مقابلہ کرنا ہو گا۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں اور آپ کل اس وقت موجود تھے جب لاء منسٹر صاحب نے اس حوالے سے بات کی؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں سارا دن ایوان میں رہا ہوں اور جب ایوان adjourn ہوا یعنی آج صبح دس بجے تک جب آپ نے adjourn کیا تو میں اس وقت اُٹھ کر گیا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے کل مکمل بات کی تھی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہم نے اپنی جماعت یعنی پی ٹی آئی کی طرف سے سیلاب کے حوالے سے معاملات پر کمیٹی بنائی ہے تو ہم بھی عوام کی خدمت کے لئے جا رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، خدمت کریں اور کرنی چاہئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ عوام کے اوپر کوئی احسان نہیں ہے بلکہ ہمارے فرائض میں شامل ہے اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے اب تک کی پالیسی بنائی ہے، اس حوالے سے اس معزز ایوان کے ممبران کو اعتماد میں لیا جائے تاکہ ان کے لئے جو کوئی بہتر چیز بن سکتی ہے ان کو بنا کر دی جائے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! نالہ لئی میں 18 سالہ نوجوان ڈوب کر ہلاک ہو گیا ہے اور اس حوالے سے میں ڈی سی او اور کمشنر سے بھی مل چکا ہوں لیکن آج دس دن گزرنے کے باوجود بھی اس مسئلہ پر کچھ نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر: آپ اس حوالے سے تحریری طور پر کچھ بھجوائیں. I shall take notice of it

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

CH TAHIR AHMAD SINDHU(Advocate): Mr Speaker! Secretary Higher Education is not present in the gallery at this time.

MR SPEAKER: I am not concerned with that because the Minister is sitting here.

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! سیکرٹری ہائر ایجوکیشن اس وقت موجود ہیں۔

CH TAHIR AHMAD SINDHU(Advocate): Mr Speaker! He is not the Secretary but Special Secretary Higher Education.

جناب سپیکر: سندھو صاحب! میری بات سنیں۔ میں نے جواب متعلقہ وزیر سے لینا ہے۔ I am bothered about the Secretary whether he is present or not? آپ یہ بات نہ کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گیلری میں بیٹھے ہوئے سیکرٹری نہیں ہیں بلکہ سپیشل سیکرٹری ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میری humble request ہے کہ۔۔۔

سوالات

(محکمہ ہائرایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: رانا صاحب!اس بات کو چھوڑ دیں۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔پہلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 43 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع پاکپتن: بوائز و گرلز کالج کی تعداد و دیگر تفصیلات

*43: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع پاکپتن میں کتنے بوائز اور گرلز کالج ہیں؟

(ب) ان کالجوں کی بلڈنگ کتنے کمروں پر مشتمل ہے، تفصیل کالج وار بتائیں؟

(ج) ان کالجوں میں مزید کتنے کمروں کی تعمیر ہونا ضروری ہے؟

(د) جن کالجوں کی بلڈنگز پرانی اور خستہ حالت میں ہیں ان کی تعمیر کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ہ) کیا حکومت ان کالجوں میں مزید کمروں کی تعمیر کے لئے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع پاکپتن میں کل چھ کالج ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بوائز کالجز	02	گرلز کالجز	02	کامرس کالجز	02

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ایک گرلز کالج کلیانہ کے مقام پر زیر تعمیر ہے جس کی عمارت سال 15۔2014 تک مکمل کر لی جائے گی۔

(ب) کالج وار کمروں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	کالج کا نام	کمروں کی تعداد
1	گورنمنٹ فرید پوسٹ گریجویٹ کالج پاکپتن	21
2	گورنمنٹ کالج فار بوائز عارف والا	12

3	گورنمنٹ گرلز کالج پاکپتن	16
4	گورنمنٹ کالج عارف والا	10
5	گورنمنٹ کامرس کالج پاکپتن	08
6	گورنمنٹ کامرس کالج عارف والا (کرایہ کی عمارت میں کام کر رہا ہے)	07

(ج) کالج وار کمروں کی ضرورت کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	کالج کا نام	تعداد
1	گورنمنٹ فرید پوسٹ گریجویٹ کالج پاکپتن	04 کمرے درکار ہیں
2	گورنمنٹ کالج فار بوائز عارف والا	5 کمرے اور ایک پوسٹ گریجویٹ بلاک کی ضرورت ہے۔
3	گورنمنٹ گرلز کالج پاکپتن	5 کمرے 1 لائبریری بلاک اور 1 کمپیوٹر لیب درکار ہے
4	گورنمنٹ کالج عارف والا	10 کمرے درکار ہیں
5	گورنمنٹ کامرس کالج پاکپتن	مزید کمرے درکار نہیں
6	گورنمنٹ کامرس کالج عارف والا	کالج کی پوری عمارت کی ضرورت ہے

(د) مجموعی طور پر پاکپتن کے کالجوں کی عمارتیں درست حالت میں ہیں اور کسی بھی عمارت کو محکمہ تعمیرات و مواصلات نے ناقابل استعمال قرار نہیں دیا۔

(ہ) محکمہ اعلیٰ تعلیم نے موجودہ کالجز کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مالی سال 14۔2013 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں Block Allocation for missing/additional facilities in existing colleges including commerce colleges in Punjab کے نام سے ایک بلاک شامل کیا ہے جس میں 215 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ ضروری قانونی کارروائی کے بعد کالجز کو رقم کی مرحلہ وار فراہمی کا آغاز کیا جائے گا۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام اس مقصد کے لئے استعمال نہیں کیا جا رہا اس پروگرام کے تحت صرف این ایل سی کو رقم فراہم کی جاتی تھی اور این ایل سی اپنے تمام ترقیاتی منصوبہ جات مکمل کر چکا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! block allocation سے متعلقہ رکھے گئے فنڈز کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے کہ میرے ضلع پاکپتن میں یہ پیسے اس سال، اگلے سال یا پھر اگلے سال کے لئے ہیں؟ اگر یہ پیسے اکٹھے مل جائیں تو زیادہ بہتر ہو گا کہ کام جلد مکمل ہو سکیں بے شک اس سال دے دیں یا اگلے سال دے دیں۔

جناب سپیکر: اگر مکمل طور پر سارا بوجھ ایک دم رکھ دیں گے تو وہ بیل بیٹھ جائے گا۔ایسے نہ کریں بلکہ فنڈز ملنے چاہئیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! قسطوں کی صورت میں فنڈز ملنے سے چیزوں کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! سب سے پہلے میں ایوان کو apprise کرنا چاہوں گا کہ سیکرٹری ایجوکیشن چھٹی پر ہیں اور اس وقت سپیشل سیکرٹری کے پاس تمام تر اختیارات ہیں جو کہ گیلری میں موجود ہیں۔ ایوان میں بات کرتے وقت background کو دیکھنا چاہئے کیونکہ یہ بڑا مقدس ایوان ہے اور حقیقت کا ہمیں ہی نہیں پتا ہو گا تو پھر ہم کیا message دے رہے ہوں گے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سیکرٹری صاحب اس وقت گیلری میں موجود ہیں اور وہ کارروائی کو دیکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شاباش۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! دوسری بات یہ کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ ہم already missing facilities کے حوالے سے جو کام war-footings پر کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سال کی لسٹ میں یہ کالج بھی شامل ہیں جو کہ بن جائیں گے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ ضروری قانونی کارروائی کے بعد block allocation کو استعمال کیا جائے گا تو کیا وہ مجھے بتا سکتے ہیں کہ وہ قانونی کارروائی کیا ہے جسے حکومت block allocation use کرنے کے لئے عمل میں لے کر آتی ہے تاکہ اس معزز ایوان میں تمام ممبران کو information مل سکے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! missing facilities کو باقاعدہ mention کیا جاتا ہے اور اس پر آج صبح بھی ایک high power committee بنائی ہے جبکہ کالجوں کے پرنسپلوں اور ڈائریکٹروں کی طرف آنے والی چیزوں کو مزید assess کرنے کے لئے ایک ایڈوائزری

بورڈ بنادیا ہے جو ہر کالج کا جائزہ لے گا اور اس کی actual requirement کو دیکھے گا کیونکہ اس کے اندر کہیں پر نظر آ رہا ہے کہ preference کس چیز کی سب سے زیادہ ہے اور پھر اس حساب سے پیسے لگائے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، No supplementary on it further? اب اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 51 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور، صادق ڈگری کالج کو خواتین یونیورسٹی سے علیٰحدہ کرنے کا معاملہ

*51: **ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں صادق ڈگری کالج برائے خواتین کو خواتین یونیورسٹی میں تبدیل کر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملتان میں خواتین یونیورسٹی بنائی گئی ہے لیکن وہاں ڈگری کالج کی سابقہ حیثیت کو بحال رکھا گیا ہے جبکہ بہاولپور میں صادق ڈگری کالج برائے خواتین کو خواتین یونیورسٹی میں ضم کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا حکومت، ملتان کی طرز پر خواتین یونیورسٹی کو صادق ڈگری کالج برائے خواتین سے علیٰحدہ کر کے اس غلطی کی تصحیح کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) صادق ڈگری کالج برائے خواتین، بہاولپور سابقہ حیثیت میں قائم ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ دونوں ڈگری کالجوں کی سابقہ حیثیت برقرار ہے۔ کسی کو ضم نہیں کیا گیا۔

(ج) حکومت نے غلطی نہیں کی ہے دونوں ڈگری کالجوں کے ساتھ یکساں طرز عمل کا مظاہرہ عوام کی بہبود کے لئے کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!ضمنی سوال سے پہلے مجھے ایک گزارش کرنی ہے کہ آپ کم از کم محکمہ جات کو اس بات کا پابند کریں کہ وہ سوالات جو ان کو موصول ہوتے ہیں ان کے جوابات within time اسمبلی سیکرٹریٹ کو فراہم کیا کریں۔

جناب سپیکر: تمام محکمہ جات کو ٹائم دیا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں نے گزارش یہ کرنی ہے کہ دیکھیں جیسے آج ایجوکیشن کا دن تھا۔ میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ سے رابطہ کیا کہ مجھے آج pattern دیں کہ کیا questions آنے ہیں کیونکہ ہم نے questions تو دو مہینے پہلے دیئے ہوتے ہیں، کوئی پتا نہیں ہوتا کہ کون سا سوال لگنا ہے، آدمی اس کے لئے relevant record حاصل کرتا ہے۔ آج صبح یہ pattern دیا گیا ہے اور پتا لگا ہے کہ یہ سوال لگا ہوا ہے۔ ہمیں اس سے متعلقہ معلومات لینی ہوتی ہیں تو وہ نہیں لے سکتے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنے desks نہیں دیکھے ہوں گے۔ دیکھیں!جب آپ چلے جاتے ہیں تو اس کے بعد فوری طور پر next کارروائی کے کاغذات آپ کی میز پر پہنچ جاتے ہیں۔ اگر آپ اس کو چیک نہ کریں تو اس میں میرا یا ان کا قصور تو نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں نے آپ کے یا آپ کے سیکرٹریٹ کے قصور کی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: جی، be careful اور ڈاکٹر سید وسیم اختر کے points note کریں اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو اس کو دور کیا جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! محکموں کو چاہئے کہ وہ جوابات within time اسمبلی سیکرٹریٹ کو جمع کرا دیا کریں جب اسمبلی سیکرٹریٹ کو جوابات موصول نہیں ہوں گے تو ظاہر ہے سیکرٹریٹ کی مجبوری ہے اور یہ مشکل تو پھر ہو گی لہذا آئندہ اس چیز کو یقینی بنایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمے نے جواب دیا ہے کہ صادق ڈگری کالج برائے خواتین بہاولپور سابقا حیثیت میں قائم ہے یعنی سابقا حیثیت برقرار ہے اور اس کو ضم نہیں کیا گیا۔ میری ایک بچی وہاں پر زیر تعلیم ہے اور جب اس کالج کی حیثیت یونیورسٹی کے ساتھ convert ہوئی ہے تو وہاں پر جو بچیاں پڑھتی ہیں ان کی فیسوں میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال صرف اتنا ہے کہ وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ جب اس کو یونیورسٹی بنایا گیا تو اس سے پہلے بچیوں سے

کیا فیس وصول کی جارہی تھی اور اب کیا فیس وصول کی جارہی ہے ؟اس سے disparity کا بھی اندازہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی،وزیر موصوف!

وزیر ہائرایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):جناب سپیکر!چونکہ سوال میں اس کا ذکر نہیں ہے یہ ایک نیا سوال ہے اس لئے میں ابھی information لے کر بتادوں گا کہ فیس کا کیا فرق آیا ہے otherwise جو انہوں نے actual سوال پوچھا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ کالج وہیں پر موجود ہے،اس کی حیثیت کو تبدیل نہیں کیا گیااور کالج اسی طرح چل رہا ہے۔یونیورسٹی کو جو درجہ دیا گیا ہے اس کو باقاعدہ notified کر کے کالج کی کلاسز بھی وہیں پر لی جارہی ہیں۔

جناب سپیکر: وہ فیس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

وزیر ہائرایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):جناب سپیکر!وہ میں ابھی چیک کر کے بتادیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ذرا جلدی سے بتائیں!جی،آپ اگلا ضمنی سوال کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!اگلا ضمنی سوال اسی حوالے سے ہے کہ وہاں پر teaching staff بھی پریشانی میں ہے کیونکہ وہاں پر وائس چانسلر کا charge اسلامیہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر کو دیا گیا ہے اور وہ caretaker کے طور پر موجود ہیں۔کالج کے پاس جتنا بھی فنڈ تھا انہوں نے اس کو یونیورسٹی کے exchequer کے اندر منتقل کر دیا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں وہاں پر Punjab Lecturer Association کے انتخابات ہو رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ اب یہ یونیورسٹی بن گئی ہے اور میں یہاں پر اجازت نہیں دیتا کہ یونیورسٹی کے premises میں آپ کوئی الیکشن آفس بنائیں۔اس طرح کی انتظامی مشکلات وہاں پر پیدا ہو رہی ہیں۔اس میں میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آگے کسی سوال میں اس کا جواب آرہا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں اس بارے میں ضمنی سوال کر رہا ہوں۔میری گزارش یہ ہے کہ میں وزیر موصوف کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بہاولپور تشریف لائیں اور وہ وہاں کی مشکلات کے حوالے سے وہاں کا visit کریں۔اس حوالے سے ان کی پرانی یادیں بھی وابستہ ہیں۔اسلامیہ یونیورسٹی کا عباسیہ کیمپس جسے اولڈ کیمپس بھی کہتے ہیں وہ صادق ڈگری کالج کے ساتھ ہی متصل ہے ۔اب اسلامیہ یونیورسٹی شہر سے باہر شفٹ ہو گئی ہے اور اب پنجاب یونیورسٹی سے بھی زیادہ رقبہ اس کے پاس موجود

ہے۔ یہ جوpremises ہے اس میں بہاولپور کے عوام کی خواہش ہے کہ اس کو خواتین یونیورسٹی میں convert کر دیا جائے تاکہ ڈگری کالج کی حیثیت بھی برقرار رہے اور عباسیہ یااولڈ کیمپس میں باضابطہ خواتین یونیورسٹی قائم کر دی جائے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیاوزیر موصوف اس بات کو زیر غور لانے کے لئے تیار ہیں جو میں نے تجویز پیش کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر ہائرایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ as per information provided by the Education Department کہ ابھیnew fee structure implement ہوا، نہ ہی لاگو ہوا ہے اور ابھی fee کا پرانا structure چل رہا ہے۔ میں دوسری بات ذرا complete کرلوں جو میرے محترم ساتھی نے کی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم اس وقت جوایجوکیشن سیکٹر کے اندر reforms لے کر آرہے ہیں اس میں پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ہم نے ایکAdvisory Board بنایا ہے اور وہAdvisory Board eminent educationists پر مشتمل ہے۔ وائس چانسلر کی جو کمیٹی ہے جس کا نام کونسل تھا یہ کمیٹی ہمیشہ موجود تھی جس کا اجلاس نہیں بلایا جاتا تھا۔ ہم نے اس کا اجلاس بلایا ہے اور ہم تمام یونیورسٹی کے معاملات کو دیکھ رہے ہیں۔ ہم نے ان کا تین ماہ کا ٹائم رکھا ہے۔ ہر یونیورسٹی کے اندر جوproblems identify ہوں گی ان کو rectify کرنے کے لئے یہ کمیٹی اپنی سفارشات مرتب کرے گی۔ اس سلسلے میں تمام یونیورسٹیوں کا دورہ بھی کیا جائے گا اور ان تمام یونیورسٹیوں کے stakeholders کو بھی بٹھایا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ ہم اگلے تین ماہ میںroadmap دیں گے اور اس کے مطابق انشاءاللہ ان یونیورسٹیوں کے اندر تبدیلی بھی نظر آئے گی۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ نے جو معلومات فراہم کی ہیں میں ان سے اختلاف کرتا ہوں لیکن میں ان کو contest نہیں کرتا۔ میں انشاءاللہ وزیر موصوف کو اس حوالے سے وہ ساری معلومات فراہم کر دوں گا کہ کیاdisparity آئی ہے۔ مجھے صرف اس میں ایک آخری ضمنی سوال یہ کرنا ہے کہ یونیورسٹی کو announce ہوئے کافی مہینے گزر گئے ہیں تو وہاں کب تک کوئی regular خاتون وائس چانسلر کا تقرر کر دیا جائے گا وزیر موصوف کوئی time limit بیان کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر ہائرایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب سپیکر!جس طرح میں نے پہلے ایوان کے سامنے بتایا ہے کہ ہم نے تین ماہ کا ٹائم دیا ہے اور جو ہماری کمیٹی بنی ہے یہ تمام معاملات کو دیکھنے کے بعد اپنی سفارشات مرتب کرے گی اور اس کی روشنی میں انشاءاللہ تعالیٰ ہم امید کرتے ہیں کہ تین سے پانچ ماہ کے اندر وائس چانسلر کا تقرر کر دیں گے لیکن میں definite time نہیں دے سکتا کیونکہ یہ ایک بڑا مقدس ایوان ہے میں اس میں کوئی ایسی بات اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک کوئی فائنل نہ ہو جائے لہذا تین ماہ کے اندر جو کمیٹی کی سفارشات مرتب ہوں گی میں اس کی روشنی میں ایوان کو apprise کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔اگلا سوال میاں محمد اسلم اقبال صاحب کا ہے۔سوال نمبر بولئے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 93 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: گورنمنٹ ڈگری کالج سمن آباد میں ڈگری کلاسز کے اجراء کی تفصیلات

*93: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول سمن آباد لاہور جس کو 2007 میں ڈگری کالج کا درجہ دیا گیا تھا حکومت کب تک اس میں ڈگری کلاسز کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

یہ درست نہ ہے۔پرنسپل گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول سمن آباد لاہور کے مطابق 2007 میں مذکورہ سکول کو نہ تو ڈگری کالج کا درجہ دیا گیا تھا اور نہ ہی اس بارے میں کوئی نوٹیفکیشن موصول ہوا، گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول سمن آباد لاہور بطور ہائر سیکنڈری سکول ہی کام کر رہا ہے۔(پرنسپل کے سرٹیفکیٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

مزید برآں اس علاقہ میں خواتین کے لئے محکمہ اعلیٰ تعلیم کی زیر نگرانی ایک پوسٹ گریجویٹ کالج کام کر رہا ہے جس کا فاصلہ مذکورہ سکول سے ایک کلو میٹر سے بھی کم ہے اور اس کالج میں ڈگری اور پوسٹ گریجویٹ کلاسز کی سہولت موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمے کی طرف سے اس جواب کے اندر یہ فرمایا گیا ہے کہ یہاں پر already ایک ڈگری کالج قریب ہی موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ایک میل کے فاصلے پر موجود ہے۔ جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اس سے ضرور اتفاق کرتا ہوں کہ قریب ہی ڈگری کالج موجود ہے مگر اس کا فاصلہ شاید ایک کلومیٹر سے زیادہ ہے کیونکہ وہ کالج میرے حلقے کے اندر ہے۔ میں گزارش یہ کروں گا کہ جس کالج کے بارے میں یہ فرمایا جارہا ہے کہ وہ ایک کلومیٹر سے کم فاصلے پر موجود ہے تو اس میں اس وقت تقریباً آٹھ ہزار بچیاں پڑھ رہی ہیں۔ وہاں پر shifts کے اندر بچیاں پڑھ رہی ہیں ایک morning shift ہے اور دوسری evening shift ہے۔ وہاں اس طرح سے بچیوں کو accommodate کیا جارہا ہے۔ ہمیں وہاں پر جگہ بھی available ہے جہاں پر میں ہائر سیکنڈری سکول کی بات کر رہا ہوں اس کو ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے تاکہ جو بچیاں وہاں پڑھ رہی ہیں وہ اسی ڈگری کالج میں داخلہ بھی لے سکیں۔ میری آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے گزارش ہو گی کہ یہ کب تک ممکن ہے کہ ہم اس ہائر سیکنڈری سکول کو ڈگری کالج کا درجہ دے سکیں؟ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف! وہ ڈگری کالج کا درجہ چاہتے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ہم ڈگری کالج کا درجہ دینے کو تیار ہیں لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ 2004 میں ایک پالیسی بنی تھی جب میاں محمد اسلم اقبال صاحب منسٹر تھے اور اس پالیسی کے اندر۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اُس پر نہ جائیں آپ اس پر بات کریں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں ایجوکیشن پالیسی کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس پالیسی کے مطابق پانچ کلومیٹر radius پر نیا کالج نہیں بن سکتا۔ اب ہم اس کو دوبارہ revisit کر رہے ہیں اور ہم نے کمیٹی بنادی ہوئی ہے کیونکہ لاہور کے اندر پانچ کلومیٹر کے radius پر بچیوں کے دس کالج موجود ہیں اور تعداد ابھی اور چاہئے۔ مطلب یہ ہے کہ لاہور اور اسی طرح باقی شہروں کی بھی ڈیمانڈ ہے اس لئے ہم اسی پالیسی کو revisit کر رہے ہیں اور اس میں پانچ کلومیٹر کے radius کو تبدیل کر رہے ہیں۔ اگلے تین ماہ کے اندر جو بھی پالیسی بنے گی اس کے مطابق پھر ہم نیا structure لے کر آئیں گے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو لازمی بنوائیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایک چیز تو دیکھیں۔ ڈگری کالج نہ سہی لیکن evening shift کی بجائے سارا کچھ morning میں ہی کر دیا جائے کیونکہ آپ کے پاس وہاں پر زمین بھی موجود ہے۔ آپ کم از کم وہاں پر additional rooms ہی بنا دیں، یہ تو کروائیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس پر پچھلے تین سال سے کام ہو رہا ہے اور ہم نے اس پر ساری suggestions فائنل کر لی ہیں۔ اس میں پہلے جو پانچ کلو میٹر والی logic رکھی گئی تھی شاید اُس وقت اس کی کوئی ضرورت ہو گی لیکن اس سے نقصان ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ پانچ کلو میٹر radius withdraw کرتے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ اس کو دیکھیں گے۔

جناب سپیکر: ذرا اس پر اچھے طریقے سے مہربانی کریں۔ Evening shift میں بچیوں کے لئے خصوصی طور پر دقت آتی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال قاضی احمد سعید صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! سوال نمبر 129 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع رحیم یار خان: ڈگری کالج برائے خواتین خان بیلہ کا قیام و دیگر تفصیلات

*129: قاضی احمد سعید: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈگری کالج برائے خواتین خان بیلہ ضلع رحیم یار خان کے قیام کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے کتنی لیکچرارز تعینات کی گئی ہیں، ان میں سے کتنی پبلک سروس کمیشن کی طرف سے بھرتی شدہ ہیں اور کتنی عارضی لیکچرارز (دس ہزار روپے ماہانہ) پر کام کر رہی ہیں؟

(ب) کالج ہذا میں لیکچرارز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں، کتنے عرصہ سے خالی ہیں اور ان کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت کالج ہذا میں طالبات کی بہتر پڑھائی کی خاطر مستقل لیکچرارز تعینات کرنے کا جلد از جلد ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز اس کالج کے لئے بس کی سہولت بھی نہ ہے وہ بھی جلد از جلد فراہم کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ڈگری کالج برائے خواتین خانہ بیلہ ضلع رحیم یار خان کے قیام کو 10ماہ ہوچکے ہیں 12۔ ستمبر2012کو اس کالج کا قیام عمل میں آیا۔ اس کالج میں 11اساتذہ کی اسامیوں کی منظوری دی گئی جن میں سے ایک پراسسٹنٹ پروفیسر پولیٹیکل سائنس تعینات ہوئی ہیں۔ اور انہی کو انچارج پرنسپل کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ نیز طالبات کی تعلیمی ضرورت کے مطابق تین عارضی لیکچرارز /CTI(پندرہ ہزار ماہانہ) پر کام کر رہی ہیں۔

(ب) کالج ہذا میں 12۔ ستمبر 2012 سے دس لیکچرارز کی اسامیاں خالی ہیں کیونکہ اس کالج کے شروع ہونے سے قبل پنجاب پبلک سروس کمیشن میں اساتذہ کی بھرتی کا عمل مکمل ہو چکا تھا نیز کسی لیکچرارز کا ٹرانسفر بھی نہیں ہوا۔

(ج) حکومت پنجاب ہائر سیکنڈری ڈیپارٹمنٹ ڈگری کالج خانہ بیلہ تحصیل لیاقت پور میں طالبات کی بہتر پڑھائی کی خاطر پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے جلد از جلد مستقل لیکچرارز تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کالج ہذا میں بس کی فراہمی کے لئے ڈیمانڈ مالی سال 14۔2013میں حکام بالا کو بھیج دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ضمنی سوال میں یہ بتا سکتے ہیں کہ گرلز ڈگری کالج برائے خواتین خان بیلہ کتنے رقبے پر محیط ہے، کیا اس کا رقبہ خریدا گیا تھا اگر خریدا گیا تھا تو کتنے میں خریدا گیا اور اگر کسی نے یہ رقبہ donate کیا ہے تو اس کا نام بتا دیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، آپ نے جو اصل بات پوچھنے والی تھی یا درستی کروانے والی تھی وہ آپ نے نہیں کہی۔ اس کا نام خانہ بیلہ نہیں ہے بلکہ خان بیلہ ہے۔ آپ اس کو درست کر لیں، اس کو پڑھ لیں جہاں کہیں اس کا ذکر آئے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! خان بیلہ لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو نیچے جواب میں دیا ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔اس میں خانہ بیلہ لکھا ہوا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں جواب میں خانہ بیلہ لکھا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: خیال کیا کیجئے۔Chair جو بات کرے وہ ایسے نہیں کرتی۔جی،وزیر موصوف!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال پوچھا ہے وہ بالکل ایک نیا سوال بنتا ہے۔اب اگر وہ کسی کا نام ایوان میں لینا چاہتے ہیں تو وہ خود لے لیں۔میرے knowledge میں نہیں ہے کہ یہ کس نے جگہ donate کی یا کس نے بنایا کیونکہ ان کا سوال بڑا سیدھا تھا کہ قیام کو کتنا عرصہ ہوا ہے، کتنے لیکچرارز تعینات ہیں اور کتنی اسامیاں خالی ہیں ۔ یہ ضمنی سوال اس سے بالکل different ہے۔اس وقت میرے پاس رقبے اور نام کے حوالے سے کوئی detail نہیں ہے لیکن باقی اس میں بتا سکتا ہوں۔اگر کسی کا نام لینا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال اسی کے بارے میں پوچھیں جو آپ نے جواب مانگا ہے اسی کی حد تک آپ ضمنی سوال کریں۔اگر آپ یہ کہیں گے۔۔۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! یہ کالج کے حوالے سے پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: میں اگر آپ سے یہ پوچھوں کہ جب سے آپ کی پیدائش ہوئی ہے ایک چیز آپ کے پاس ہے اور اس وقت سے وہ چیز آپ کے پاس ہے تو آپ اس کا جواب نہیں دے پائیں گے۔This I tell you honestly.

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں! اگر میں کہوں کہ آپ بتائیں کہ آپ کے سر کے بال کتنے ہیں تو آپ بتا سکیں گے۔Is it possible?

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! ان گنت۔

جناب سپیکر: دیکھیں! ضمنی سوال جو ہے۔۔۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! جیسے وزیر صاحب نے فرمایا ہے۔ اگر ان کو پتا نہیں ہے تو میں بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بتا دیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! یہ گرلز ڈگری کالج برائے خواتین خان بیلہ پانچ ایکڑ (چالیس کنال) زمین پر محیط ہے اور یہ زمین پاکستان پیپلز پارٹی کے خواجہ غلام رسول کوریجہ ایم این اے۔192 نے donate کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال؟

جناب سپیکر: قاضی صاحب! اب آپ ضمنی سوال تو نہیں کریں گے؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کروں گا۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ پہلے ضمنی سوال کر لیں۔ ڈاکٹر صاحب! آپ کو بعد میں موقع ملے گا۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں اس کالج میں گیارہ اساتذہ کی منظوری دی گئی ہے تو اس کالج میں درجہ چہارم کے ملازمین کی تعداد کتنی ہے کیا وہ کنٹریکٹ پر ہیں یا daily wages پر ہیں اور کیا ان کو تنخواہ گورنمنٹ دے رہی ہے یا donation پر ان کا کام چل رہا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ویسے میں Chair سے استدعا کروں گا کہ یہ questions point scoring کے لئے نہیں ہوتے۔ مطلب اس پر جو ہمارا Rules of Procedure ہے اگر اس کو بھی ملاحظہ کریں تو انہوں نے جو ضمنی سوال پوچھا ہے یہ new question کے زمرے میں آتا ہے اور ان کو new question کرنا چاہئے۔ اگر اس طرح کے سوال کرنے ہیں تو ان کو Rules of Procedure کا پتا ہونا چاہئے۔ انہوں نے جو سوال پوچھا ہے محکمے کی طرف سے اس کا specific جواب موجود ہے۔ اس کی طرف ایک بھی ضمنی سوال نہیں کر رہے اور یہ بالکل نئی چیزوں کی طرف آ رہے ہیں تو میں Chair سے یہ request کروں گا کہ اس چیز کو بھی تھوڑا سا ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ actual چیز کی طرف آیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ان کو مثال تو دی ہے۔ اب میری مثال نہ سمجھیں تو میں کیا کروں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب! ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! کالج ہذا میں 2012 سے دس لیکچرارز کی اسامیاں خالی ہیں اور لکھا ہے کہ اس کالج کے شروع ہونے سے قبل پنجاب پبلک سروس کمیشن میں اساتذہ کی بھرتی کا عمل مکمل ہو چکا تھا اور اس لئے کسی کا ٹرانسفر بھی نہیں ہوا اور یہ سارا مسئلہ اس میں لکھا ہوا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ ستمبر 2012 کا ہے اور آج اگست 2013 ہے۔ ابھی count کر لیں کہ کتنے مہینے گزر گئے ہیں ظاہر ہے کالج بنا، feasibility بنی، اعلان ہوا اور جب اس کی vacancies رکھی گئیں تو ان کی تنخواہیں exchequer کے اندر رکھی گئیں۔ اب اس حوالے سے یہ ہماری تعلیم کی دلچسپی کا مظہر ہے کہ گیارہ مہینے گزر گئے ہیں اور وہاں پر پبلک سروس کمیشن کو محکمے نے requisition تک نہیں دی۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو سارا سلسلہ ہے کیا آپ نے اس کو بھی look after کیا ہے؟ کیا آپ نے تجویز نہیں کیا کہ جہاں خالی اسامیاں ہوں وہاں regularly بھرتی شروع ہو جائے کیوں محکمہ requisition بار بار دیتا ہے؟ اس میں بنیادی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ یہ جو خالی اسامیاں ہوتی ہیں اس کے against تنخواہوں کے پیسے رکھے ہوتے ہیں وہ reappropriate کر کے کچھ اور دوسرے مقاصد کے لئے استعمال کر لیتے ہیں۔ یہ تعلیم کا قتل ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ وزیر موصوف اس طرف توجہ دیں اور میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا کوئی ایسا regular system وزیر موصوف بنانے کے لئے تیار ہیں کہ جیسے ہی اسامیاں خالی ہوں تو automatically Public Service Commission کو requisition چلی جائے تاکہ تعلیم کا یہ سلسلہ احسن طریقے سے جاری رہے۔

جناب سپیکر: جی، ہم جواب لیتے ہیں۔ وہ اس کا جواب دیں گے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس کے اندر جس طرح ہمارے ڈاکٹر سید وسیم اختر نے نشاندہی کی ہے یہ بڑا burning issue ہے اس وقت پنجاب کے اندر چار ہزار سے زیادہ لیکچرارز کی پوسٹیں خالی پڑی ہیں اور ہم نے پبلک سروس کمیشن سے request کی ہوئی ہے۔ اب اگر اس کالج کی بات کریں تو اس کی building پر 10 کروڑ روپے سے زیادہ کی لاگت لگا کر حکومت پنجاب نے بنائی، 3 کروڑ روپے یہاں پر لیبارٹری اور فرنیچرز کے لئے دیا گیا اور سالانہ 65 لاکھ روپیہ اس کو دیا جاتا ہے، اتنا کچھ کرنے کے بعد اس کالج کی capability اس لئے پوری نہیں ہو پا رہی کیونکہ یہاں پر لیکچرارز کی کمی ہے۔ اب اس پر کیونکہ ایک سسٹم بنا ہوا ہے، جس طرح میں نے پہلے ایوان کو apprise کیا ہے کہ ہم جو ایجوکیشن پالیسی لے کر آ رہے ہیں اس کے اندر ہم اس چیز کو بھی دیکھ رہے ہیں اور جو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن

اتھارٹیز بن رہی ہیں اس کے اندر ہمارا way forward یہ ہے کہ انہی ڈسٹرکٹ سے لوکل لوگوں کو لیا جائے گا اور لوکل بھرتی کی جائے گی تاکہ جو ٹرانسفر اور posting کے اندر ٹائم ضائع ہوتا ہے وہ نہ ہو اور یہ لوگ locally serve کر سکیں۔ ہم ایجوکیشن پالیسی میں اس کو بھی دیکھ رہے ہیں۔ انشاءاللہ پھر یہ پالیسی اس ایوان کے سامنے آئے گی اور ایوان نے اس پر فیصلہ کرنا ہے۔ ہماری ایجوکیشن پالیسی تین سے چار ماہ تک بنے گی جس کے اندر ہم اس کو redress کریں گے اور وہ ایوان کے سامنے رکھی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، آپ ذرا request پبلک سروس کمیشن کو فوری طور پر بھجوائیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! already ہم نے بھجوائی ہوئی ہے اور وہاں پر ذرا back lock بہت زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کر کے چیئرمین صاحب کو کہہ کر ادھر کام کو expedite کروائیں۔ یہ بڑا قومی نقصان ہو رہا ہے اور قومی نقصان برداشت نہیں ہے۔ جی، اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کی طرف سے ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 336 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کالج لائبریرین کے سروس سٹرکچر اور سروس رولز بنانے کی تفصیلات

*336: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کالج لائبریریز کے لئے سروس سٹرکچر اور سروس رولز بنائے جا رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ہائر ایجوکیشن نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر سروس سٹرکچر اور سروس رولز کے حوالے سے ایڈوائس کے لئے محکمہ خزانہ کو چٹھی لکھی تھی؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو محکمہ ہائر ایجوکیشن نے محکمہ خزانہ کے جواب کی روشنی میں اب تک کیا کارروائی کی ہے، اگر محکمہ خزانہ نے چٹھی کا جواب نہیں دیا تو اس پر کتنے ریمائنڈرز بھیجے گئے؟

(د) اگر تمام کارروائی مکمل ہو چکی ہے تو فائنل نوٹیفکیشن جاری کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے کہ محکمہ ہائر ایجوکیشن میں کالج لائبریریز کے لئے سروس سٹرکچر اور سروس رولز بنائے جارہے ہیں۔

(ب) درست ہے کہ محکمہ ہائر ایجوکیشن نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر مورخہ 2۔اپریل 2013 کو محکمہ خزانہ کو ایک چٹھی بحوالہ لیٹر نمبر SO(CE-VI)9-6/2011 لکھی۔

(ج) محکمہ خزانہ نے ہماری چٹھی کے جواب میں کچھ اعتراضات اٹھائے ان اعتراضات کے جواب کے لئے محکمہ ہائر ایجوکیشن نے ڈی پی آئی کالجز کو مورخہ 22۔07۔2013 مراسلہ جاری کیا کہ فوری طور پر اس کا جواب دیا جائے جس پر ڈی پی آئی نے 26۔07۔2013 کو جواب مہیا کر دیا ہے جو کہ محکمہ خزانہ کو بھجوایا جارہا ہے۔

(د) اس سلسلہ میں جیسے ہی محکمہ خزانہ سے منظوری ہو گی تو فوری طور پر لیٹر جاری کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پر ہی ہوں اور منسٹر صاحب سے یہ پتا کرنا چاہوں گی کہ ان کے محکمے نے جز(ج) میں جواب دیا ہے، میرا actual question regarding the service structures of libraries. تھا اور یہ بہت important question ہے اس میں اگر ہم دیکھیں تو محکمہ خود مان رہا ہے کہ انہوں نے ابھی تک service structures کے rules نہیں بنائے۔ اگر تھوڑا سا chronologically دیکھیں تو میرا سوال جو کہ میں نے 13۔جون کو اٹھایا تھا اس کے بعد انہوں نے 22۔جولائی کو محکمے کو ایک لیٹر لکھا جس کا جواب ان کو 26 تاریخ کو موصول ہو گیا۔ اب آگے جا کر یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ محکمہ خزانہ کو بھجوایا جارہا ہے۔ یہ کون سا والا Tense ہے کہ بھجوایا جارہا ہے؟ ابھی تک almost ایک ماہ گزرنے کو آیا ہے اور اس بارے میں ہمارا سوال اسمبلی میں اٹھ گیا ہے تو میں یہ پوچھنا پسند کروں گی کہ کیا محکمے نے اس پر آگے کچھ کام کیا ہے یا نہیں کیا؟

جناب سپیکر: میں آپ سے ایک گزارش کروں گا کہ ضمنی سوال کے لئے آپ تھوڑا سا ٹائم نکالا کریں جب آپ کو ٹائم ملے۔ نیشنل اسمبلی کے سوالات اور جوابات کے ٹائم کو کبھی ذرا چیک کریں اور اس کے مطابق تھوڑا سا عمل کریں۔ دیکھیں! اگر اتنا ٹائم ایک ضمنی سوال پر لگ جائے تو یہ قومی نقصان ہے۔ آپ جتنا بھی کم سے کم ٹائم لگائیں بہتر ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید:جناب سپیکر!آپ صرف میرے لئے کہہ رہے ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر:میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں،آپ سب کے لئے کہہ رہا ہوں اور آپ اکیلے کے لئے نہیں کہہ رہا۔جی،وزیر موصوف!ان کے ضمنی سوال کا جواب دے دیں۔

وزیر ہائرایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):جناب سپیکر!میں صرف بتانا یہ چاہتا ہوں کہ ایوان کو یہ بھی appreciate کرنا چاہئے کہ service rules اور service structure کی پچھلی history اٹھا کر دیکھیں کہ آخری کام کب ہوا تھا۔یہ کام ہماری حکومت نے پچھلے دور میں شروع کیا تھا کیونکہ service structures کو بناتے ہوئے اور اس پر ساری legalities اور modalities کو دیکھتے ہوئے کچھ ٹائم لگتا ہے۔ ہم نے یہ سب فائنل کر کے بھیج دیا ہوا ہے جیسے ہی فنانس منسٹری سے آتا ہے تو ہم اس کی implementation کی طرف جائیں گے۔

جناب سپیکر:ذرا ان سے رابطہ بھی کر لیں۔

وزیر ہائرایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):جناب سپیکر!فنانس منسٹری سے رابطہ ذرا مشکل ہی ہوتا ہے لیکن ہم ان سے رابطے میں ہیں۔

جناب سپیکر:نہیں،نہیں۔یہ کیا بات ہوئی،رابطہ کیوں مشکل ہوتا ہے؟

وزیر ہائرایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):جناب سپیکر!اس کو دیکھ لیتے ہیں،انشاءاللہ تعالیٰ ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کالج لائبریریز کے لئے تو سروس سٹرکچر اور سروس رولز کی بات ہو رہی ہے۔ محکمہ کے under بہت سے ہائر سیکنڈری سکولز آتے ہیں جس میں انٹرمیڈیٹ تک تعلیم دی جاتی ہے وہاں پر بھی لائبریریز موجود ہیں جہاں لائبریرین بھی ہیں اور ان کی qualification کالج لائبریرینز کے مطابق ہے۔ بعض ہائر سیکنڈری سکولز میں وہ کلاسیں بھی لیتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کالج لائبریرین کے سروس رولز اور سروس سٹرکچر کی movement ہوئی ہے تو کیا ہائر سیکنڈری سکولز کے لائبریرین کے حوالے سے بھی محکمہ کچھ initiate کر رہا ہے کہ اس کے ساتھ ان کے بھی سروس رولز بن جائیں کیونکہ qualification تو ایک ہی ہے۔

وزیر ہائرایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):جناب سپیکر!اس حوالے سے جتنے بھی لائبریرین ہیں ان سب کے لئے کوشش کی جارہی ہے۔اس کے علاوہ میں آپ کو ایک اور چیز بھی بتادوں کہ ہم digital libraries کے حوالے سے بھی کام کر رہے ہیں۔جب ہماری ایجوکیشن پالیسی فائنل ہو گی تو میں اس بارے میں کسی دن ایوان کو apprise بھی کروں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں منسٹر صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ میری معلومات کے مطابق ہائر سیکنڈری سکولز کے لائبریرینز کے لئے سروس سٹرکچر بنانے کے معاملہ کو بھی محکمہ پوری طرح سے دیکھ لے۔۔۔

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!اس معاملہ کو بھی اس سوال کے ساتھ add کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!آپ کی بڑی مہربانی،شکریہ

جناب سپیکر:محترمہ عائشہ جاوید!کیاآپ کی بات کا مکمل جواب آگیا ہے،اب آپ نے کوئی اور سوال تو نہیں کرنا؟۔۔۔کدھر گئی ہیں،ناراض تو نہیں ہو گئی ہیں؟۔۔۔

محترمہ مہوش سلطانہ:جناب سپیکر!وہ سپیشل کمیٹی نمبرI کی میٹنگ میں گئی ہیں۔

جناب سپیکر:اچھا۔وہ میٹنگ میں چلی گئی ہیں،ان کی مرضی ہے۔اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک:جناب سپیکر!سوال نمبر368 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں ڈائریکٹر کی اسامیاں و دیگر تفصیلات

*368: محترمہ فائزہ احمد ملک:کیا وزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں ڈائریکٹر کی کل اسامیاں کتنی اور کس کس گریڈ اور شعبہ جات کی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل نیز ان کی تعیناتی کی اتھارٹی کون ہے؟

(ج) اس یونیورسٹی میں ان اسامیوں پر کام کرنے والے افراد کے نام،ولدیت،پتاجات،تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(د) یہ کب اور کس کس اتھارٹی نے بھرتی کئے تھے،ان میں کون کون سے آفیسرز مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور تجربہ کے حامل نہ ہیں؟

(ہ) کتنے ملازمین کو متعلقہ قوانین میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں ڈائریکٹر کی اسامیاں ،ان کے گریڈ اور شعبہ جات کی تفصیل Annex-I ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور ڈائریکٹر کی اسامیوں کے لئے تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل نیز ان کی تعیناتی کی اتھارٹی کی تفصیل بھی Annex-I ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں ڈائریکٹر کی اسامیوں پر کام کرنے والے افراد کے نام ،ولدیت ،پتاجات، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل Annex-II ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں کام کرنے والے تمام ڈائریکٹرز کو سنڈیکیٹ کی منظوری سے بھرتی کیا گیا ہے اور ان میں سے تمام کے تمام مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور تجربہ کے حامل ہیں۔

(ہ) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں کسی بھی ملازم کو قوانین میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے وہ غلط ہے۔اس میں کافی نام غائب ہیں اور جو تفصیل درج کی گئی ہے میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ میرے اس سوال کے جواب پر تحفظات ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ Annex-I جو ایوان کی میز پر رکھا گیا ہے اس کی بات کر رہے ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یونیورسٹی کی طرف سے جو جواب آیا ہے میں اس کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: اس میں کیا غلطی ہے؟ اس کی نشاندہی کر دیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ایک تو یہ ہے کہ انہوں نے جو بھرتیاں کی ہیں وہ Rules and Regulations سے ہٹ کر ہیں۔ میں نے یہ سوال پوچھا تھا کہ گریڈ 11 اور اس سے اوپر بھرتی کئے گئے ملازمین کی تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بتائیں۔ اس کی تفصیل کے مطابق وائس چانسلر نے جو بھرتیاں کی ہیں وہ illegal ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق انہوں نے کچھ عہدوں پر اپنے من پسند لوگوں کو بھرتی کیا ہے اور ان کو oblige کیا جا رہا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کے نام بھی بتا سکتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: ایک بھرتی انہوں نے کی ہے جس کا Annex-I میں ذکر نہیں کیا گیا جبکہ وہ خاتون وہاں پر موجود ہیں اور تنخواہ بھی لے رہی ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے بہت ہی معزز ایوان ہے اور یہاں پر محکمہ کی طرف سے جو جواب آتا ہے، میں نے آج صبح بھی بات کی جس طرح قاضی احمد سعید صاحب کا سوال تھا اس پر مجھے خود حیرت ہوئی تھی کہ اتنی investment اور وہاں پر اتنی کم تعداد میں بچیاں ہیں یہ ہماری ذمہ داری ہے صرف حکومت کی نہیں بلکہ اپوزیشن کی بھی ذمہ داری ہے کہ جو چیزیں ہیں ان کو point out کریں۔ پہلی بات یہ ہے کہ کالج میں جتنے ڈائریکٹر لگے ہوئے ہیں ان کی appointment کیسے ہوتی ہے، ان کی Appointing Authority کون ہے؟ یہ already in black and white ایوان کے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ سنڈیکیٹ qualifications کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کرتی ہے۔ سنڈیکیٹ اتھارٹی ہے اور کوئی نہیں ہے جس نے ان کو appoint کرنا ہے۔ اگر یہ سمجھتی ہیں کہ اس میں کوئی غلطی ہوئی ہے تو مجھے point out کریں میں انشاء اللہ تعالیٰ اس پر ایکشن بھی لوں گا اور کارروائی بھی کروں گا لیکن ایوان میں جو جواب آیا ہے اس کے مطابق یونیورسٹی میں کوئی غلط appointments نہیں ہوئی ہیں، تمام Rules کو follow کیا گیا ہے، procedure کو follow کیا گیا ہے۔ Appointing Authority نے باقاعدہ due process کو adopt کرتے ہوئے ان سب کو appoint کیا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ کی اجازت ہو تو میرے پاس three examples with proof موجود ہیں۔ میں ان کا ذکر ایوان میں کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: جی، آپ بتائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! لاہور کالج کی موجودہ وائس چانسلر 14-07-2011 میں تعینات ہوئی تھیں انہوں نے Director, University Advancement and Financial Aid کی پوسٹ پر سید محمد علی رضوی صاحب جن کی تنخواہ ڈیڑھ لاکھ روپے ہے مع ٹرانسپورٹ ان کو facilitate کیا ہے۔اس پوسٹ کے لئے جو required تعلیمی قابلیت ہے وہ Ph.D with 10 years administrative experience or MBA/MPA/MA Economics or related discipline from HEC recognized university with 15 years administrative experience ہے۔

جناب سپیکر: ایم پی اے بھی ہوتا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ Masters in Public Administration ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جبکہ سید محمد علی رضوی صاحب کی تعلیمی قابلیت M.A English ہے انہوں نے PGD حاصل کیا ہوا ہے اور ان کا 15 سال کا administrative experience بھی نہیں ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ وہ اس پوسٹ کے لئے eligible نہیں ہیں لیکن جو ہماری وائس چانسلر ہیں انہوں نے ان کو اس پوسٹ کے لئے eligible قرار دے کر نہ صرف بھرتی کیا ہے بلکہ ایڈیشنل چارج بھی دیا ہے جبکہ میرے خیال میں Rules کے مطابق کنٹریکٹ پر جو بھی بھرتی کی جاتی ہے اس کو ایڈیشنل چارج نہیں دیا جا سکتا لیکن ان کے پاس ایڈیشنل چارج بھی ہے اور required post پر 18 سالہ تعلیمی تجربہ کی ضرورت ہے جبکہ ان کا تجربہ 15 سال کا بنتا ہے۔ سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ یہ posts ایڈورٹائز کی جائیں گی اس کے بعد ہی بھرتی ہو گی لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ یونیورسٹی نے سنڈیکیٹ کی میٹنگ سے approval لئے بغیر ہی یہ بھرتیاں کی ہیں اور بھرتیاں کرنے کے بعد ان لوگوں کو oblige کیا جا رہا ہے، نہ صرف یہ کہ رضوی صاحب کو بھرتی کیا گیا ہے بلکہ ان کی بیگم کو بھی بھرتی کیا گیا ہے اور میں نے جو detail مانگی ہے اس میں ان کی بیگم کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ ان کی بیگم کا نام ہے 'سجیلہ علی' جو صرف ایم اے ہیں اور گریڈ۔19 کی اسسٹنٹ پروفیسر ایجوکیشن ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! ان کی بات کا جواب دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ وہ ابھی بات کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے کوئی اور بھی نشاندہی کرنی ہے تو کر لیں۔اس کے بعد جواب لے لیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ان کی جو بیگم ہیں ان کو 75 ہزار روپے تنخواہ پر رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کن کی بیگم کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جن رضوی صاحب کا میں نے آپ سے ذکر کیا ہے میں ان کی بیگم کی بات کر رہی ہوں ان کا ذکر اس Annexure میں نہیں ہے اور ان کو بھی illegal appoint کیا گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا آپ یہ سمجھے کہ یہ منسٹر صاحب کی بیگم کی بات کر رہی ہیں؟ (قہقہہ)

جناب سپیکر: یہ تو آپ نے ہمیں پریشان کر دیا تھا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ کی توجہ تھوڑی دیر کے لئے اُدھر چلی گئی تھی اس لئے آپ کو سمجھ نہیں آئی۔ میری گزارش یہ ہے کہ پنجاب حکومت کا دعویٰ ہے کہ ہم تعلیمی اداروں میں میرٹ کو مدنظر رکھتے ہیں اور اس دعوے سے ہٹ کر اگر اتنی بڑی یونیورسٹی کے اندر اس طرح کے غیر قانونی کام ہوں گے تو پھر ہم کس طرح یہ توقع کرتے ہیں کہ ہمارے ادارے جن کا پوری دنیا میں نام ہے وہ اپنے میرٹ کو قائم رکھ سکیں گے اور اچھا رزلٹ دے سکیں گے۔اس کے بعد میں یہ کہنا چاہوں گی کہ میرے ہی سوال کا جو آخری حصہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنے پہلے ضمنی سوال کا تو جواب آنے دیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں اکٹھا سوال کر لیتی ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں جی، اکٹھا سوال کر لیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے ابھی آپ کے سامنے کہا کہ محکمہ غلط جواب نہیں دیتا محکمہ ٹھیک جواب دیتا ہے۔ پچھلے جتنے دنوں سے Question Hour ہو رہے ہیں آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ محکمہ کی طرف سے جو جواب آتے ہیں وہ کتنے غلط ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جہاں ان کی غلطی ہو جس کی نشاندہی ہو جائے میں اس پر اپنے stricture بھی pass کرتا ہوں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ کے ریمارکس بھی آتے ہیں۔

جناب سپیکر: سارے سوال تو غلط نہیں ہوتے کسی میں غلطی ہو جاتی ہے اور ہم اس کی correction مانگتے ہیں۔ جی، آپ اپنا سوال مکمل کر لیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا آخری حصہ یہ ہے کہ پنجاب حکومت کے محکمہ ہائر ایجوکیشن کا جو اس وقت قانون ہے، اس کے مطابق ہم ریٹائرڈ ملازمین کو کنٹریکٹ پر بھرتی نہیں کر سکتے اور یہ سپریم کورٹ کا آرڈر ہے۔ اگر سپریم کورٹ کا یہ آرڈر موجود ہے تو پھر اس کے مطابق لاہور کالج میں جن ریٹائرڈ پروفیسروں کو بھرتی کیا گیا ہے وہ غیر قانونی عمل ہے۔

جناب سپیکر: سپریم کورٹ کے آرڈر کی کاپی آپ کے پاس موجود ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: کاپی موجود نہیں ہے لیکن سپریم کورٹ کے آرڈر موجود ہیں اور وزیر موصوف اس آرڈر سے بخوبی آگاہ بھی ہوں گے۔ ان پروفیسروں کے ناموں کی تفصیل بھی میرے پاس موجود ہے اگر آپ حکم کریں تو میں ان پروفیسروں کے نام بھی بتا دیتی ہوں جن کو ریٹائرمنٹ کے بعد کنٹریکٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد وہ پنشن لے رہے ہیں اور لاہور کالج یونیورسٹی سے تقریباً ڈیڑھ دو لاکھ روپے ماہانہ تنخواہ بھی لے رہے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! اس سوال کا جواب جو مہیا کیا گیا ہے اس کا اگر آپ Annexure دیکھیں تو اس میں بڑا clearly لکھا ہوا ہے، محترمہ کی میں بڑی عزت کرتا ہوں کیونکہ وہ بڑی زبردست political worker ہیں، محترمہ اگر Annexure-II کو دیکھیں تو Serial No. 9 پر ان کا requisite experience بھی لکھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے فرمایا ہے کہ سنڈیکیٹ کی میٹنگ نہیں ہوئی، اگر آپ Annexure-II کو ملاحظہ کریں تو اس میں اس کی تفصیل موجود ہے، اس کے علاوہ سنڈیکیٹ کی recommendations کی تفصیل بھی موجود ہے۔ سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں باقاعدہ ان appointments کو approve کیا گیا ہے اور اس کے بعد نوٹیفکیشن جاری ہوا ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ In pursuance of the decision of the Syndicate taken in its 47th meeting held on 22nd March 2013 جس میں ڈاکٹر ایس ایم علی رضوی کو Director, University Advancement and Financial Aid لگایا گیا۔ Appointment کا جو طریق کار ہے وہ adopt کیا گیا ہے، متعلقہ اتھارٹی نے اس سلسلے میں proper meeting کر کے ان کی qualification کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی appointment کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا!وزیر موصوف کو یونیورسٹی والوں نے "بوٹی" تو ضرور بھیجی ہے لیکن میری گزارش یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میری بہن ان کے پاس پہلے سے جواب موجود ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!آپ میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں پتا کہ کیا بھیجا ہے، کم از کم میں نے نہیں دیکھا۔ ویسے بھی محکمے والے انہیں assist کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!جس بھرتی کا ہم یہاں پر specifically ذکر کر رہے ہیں، جس بندے کی بھرتی کی بات کر رہے ہیں، Rules کے مطابق advertisement کے بعد بھرتی کی جانی تھی لیکن اس کے لئے کسی اخبار میں کوئی اشتہار نہیں دیا گیا۔ سنڈیکیٹ کی میٹنگ سے بھی پہلے چھ ماہ کے لئے ان کی appointment کر کے نوٹیفکیشن کیا گیا۔اگر آپ کہیں تو میں آپ کو اس نوٹیفکیشن کی تاریخ بھی بتا دیتی ہوں، 25-09-2013 کو اشتہار اور سنڈیکیٹ کی منظوری کے بغیر چھ ماہ کے لئے ان کی تقرری کی گئی۔

جناب سپیکر: 25-09-2013 کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جی ہاں!اس کے ساتھ ساتھ ان کو اضافی چارج بھی دے دیا گیا۔

معزز ممبران: 25-09-13 تو ابھی آنی ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا!Sorry میں 25-09-2012 کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں correction ہو گئی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا!میری گزارش یہ ہے کہ میرے معزز ممبران اتنے نہ تڑپیں اگر میرے منہ سے 2012 کی جگہ 2013 نکل گیا ہے، یہ اتنی بڑی بات نہیں ہے، اس میں میرا کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہے یہ آپ کا اور میرا فرض ہے کہ ہم جب بھی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے بات کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا!ہم اپنے بچوں کے مستقبل کو داؤ پر نہیں لگنے دیں گے، میری یہ گزارش ہے کہ کسی وائس چانسلر کی اتنی اتھارٹی نہیں ہونی چاہئے کہ وہ گورنمنٹ کے Rules کو bypass کرے اور bypass کر کے ہمارے بچوں کے future سے کھیلے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، درست ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا!بطور پارلیمنٹیرین ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی چیز ہماری نظر میں آئے تو آپ کو اور ہمیں بلا تخصیص یہ چیز دیکھنی چاہئے کہ ہمارے بچوں کا مستقبل داؤ پر نہ لگے۔

جناب سپیکر: ابھی جواب لے لیتے ہیں.I agree with you وزیر صاحب!ان کو اس کا تفصیلی جواب دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا!already محکمے کی طرف سے جو جواب آیا ہے، یونیورسٹی نے بھی اپنا point of view پیش کیا ہے، محترمہ کے بارے میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ میں ان کی بہت عزت کرتا ہوں لیکن لگتا یہ ہے کہ یہ اس دور میں پڑھتی رہی ہیں جب "بوٹیوں" کا رواج تھا اب بوٹیوں کا رواج ختم ہو چکا ہے۔اب ہم میرٹ پر امتحانات لیتے ہیں، جہاں تک ان کے سوال کا تعلق ہے میں اس پر اپنے محکمے سے پورا جواب لے کر جو actual position ہو گی ایوان کے سامنے پیش کروں گا۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس پر میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔.No Supplementary Question from you

شیخ علاؤالدین: جناب والا!صرف ایک ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، جن کا سوال ہے پہلے ان کو satisfy کرنے دیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا!میں آپ کی اطلاع کے لئے یہ بھی عرض کر دوں کہ رضوی صاحب کی تعیناتی لاہور ہائیکورٹ میں چیلنج ہو چکی ہے ایوان اگر یہ سمجھے کہ میں غلط بات کر رہی ہوں یا میری کسی بات میں غلط بیانی ہے تو میں عرض کروں گی کہ میں نے authentic بات کی ہے اور اسی لئے میں نے یہاں پر point out کیا ہے کہ ان کی بیگم بھی۔۔۔

جناب سپیکر: جب یہ matter subjudice ہے پھر تو اس معاملے پر بحث ہی نہیں ہو سکتی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا آخری حصہ یہ ہے کہ کنٹریکٹ پر جو ریٹائرڈ ملازمین رکھے گئے ہیں ان کی بھرتی کا کیا جواز ہے اور محکمے کی طرف سے اس کا جواب بھی نہیں دیا گیا؟

جناب سپیکر: آخری سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: اس کے علاوہ Annexure میں رضوی صاحب کی بیگم کا ذکر بھی نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: کسی کی بھی بیگم ہو یا بہن ہو اگر وہ qualify کرتی ہے تو اس کی تقرری میں کیا حرج ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! ان کی بیگم کا نام 'سجیلہ علی' ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! اب تو دیکھنا پڑے گا کہ اگر یہ معاملہ کورٹ میں ہے پھر تو یہ subjudice matter ہے، محکمے نے بھی شاید اس کو نہیں دیکھا اگر یہ واقعی subjudice ہے تو پھر یہ ایوان کے اندر discuss ہی نہیں ہو سکتا۔ میں یہ ساری چیزیں دیکھ کر ایوان کو apprise کروں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! اس سلسلے میں ایوان کی ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس سارے مسئلہ کو examine کرے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میرا بھی ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں۔ When the matter is subjudice ہم اس پر بحث نہیں کر سکیں گے۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ میری عرض تو سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اس پر بات نہیں ہو سکتی. It amounts to contempt of court.

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

ملک محمد احمد خان: جناب والا! میں آپ کی Ruling چاہتا ہوں کہ اگر کوئی سوال opposition benches سے کیا جائے تو کیا ضمنی سوال کا حق بھی صرف اپوزیشن کے ممبر کو حاصل ہو گا؟

جناب سپیکر: یہ باتیں جہاں پر decide ہوئی ہیں اس کا آپ کو بھی پتا ہے، میں اس بارے میں آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔

ملک محمد احمد خان: جناب والا! اگر تو Rules میں provided ہے پھر تو ٹھیک ہے ورنہ کوئی بھی سوال کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہے Rules میں تو provided ہے کہ ہر ممبر سوال کر سکتا ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب والا! میری دوسری گزارش یہ ہو گی۔۔۔

جناب سپیکر: لیکن کچھ commitment بھی ہوتی ہیں، کوئی ذاتی بات بھی ہوتی ہے، اس ایوان کے تقدس کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب والا! اس ایوان کا تقدس سب سے مقدس ہے اور یہ تقدس اسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے کہ ان Rules کو in true letter and spirit follow کیا جائے otherwise تقدس برقرار نہیں رہے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے پھر آپ کے بھی سوالات آنے چاہئیں، آپ بھی بجائیں اور کھڑکائیں، ادھر سے تو پتا نہیں کتنے سوالات ہوں گے، مجھے اس پر کیا اعتراض ہے؟ میں نے تو ان کا بھی خیال کرنا ہے، آپ کی مہربانی۔

ملک محمد احمد خان: جناب والا! میں وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ بات میرے علم میں ہے اور میں on the floor of this House یہ کہوں گا کہ معزز وزیر صاحب بھی یہ جانتے ہیں کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کی موجودگی میں، جس میں age of superannuation اور contract services جتنی بھی ہیں، کیا سپریم کورٹ کے آرڈر کی موجودگی میں سنڈیکیٹ کوئی ایسا فیصلہ کر سکتا ہے جس سے سپریم کورٹ کے آرڈر کی violation ہو۔

جناب سپیکر: یہ 2012 کی بات ہے latest position نہیں ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب والا! یہ 2004 کا فیصلہ ہے جس کا میں ذکر کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی، تشریف رکھیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب والا!میں نے جو فیصلہ پڑھا ہے وہ judiciary سے متعلق تھا،اس کے اندر parameter رکھے گئے ہیں،اس کے بعد بہت زیادہ examples بھی موجود ہیں اور میرے فاضل دوست خود بھی ایک اچھے lawyer ہیں اگر یہ اس فیصلے کو پڑھیں تو اس کے بعد کافی زیادہ لوگ کنٹریکٹ پر رکھے گئے ہیں۔ ہر آدمی کا اپنا ایک different case ہے اور اس کی اپنی background ہے۔یہ جو بات کر رہے ہیں اس کی یہاں پر implementation نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر:اس کو بعد میں دیکھ لیں گے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب والا!اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ بھی دوبارہ پڑھ لیں،وہ بھی دوبارہ پڑھ لیں گے۔

ملک محمد احمد خان:جناب والا!پٹرولیم ڈیپارٹمنٹ کے اندر اس قسم کے رکھے گئے لوگوں کو نکالا گیا ہے وہ فیصلہ صرف judiciary پر apply نہیں کرتا بلکہ سنڈیکیٹ پر بھی کرتا ہے اور سنڈیکیٹ سپریم کورٹ کے فیصلے کی violation کر ہی نہیں سکتی۔

جناب سپیکر:وزیر تعلیم صاحب!آپ اس کو thrash out کریں،آپ کی مہربانی، تشریف رکھیں۔ محترمہ!اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے وزیر صاحب جو انتہائی قابل بھی ہیں انہوں نے بھی کہہ دیا کہ یہ matter subjudice ہے۔اس حد تک تو subjudice ہے جہاں تک کہ اس کی appointment ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس پر Privilege Motion نہیں بنتی کیونکہ ایوان میں سوال چاہے کسی بھی طرف سے آئے اگر وہ سوال public interest کا ہے اور ایوان کو غلط اطلاع دی گئی ہے تو پھر یہ Privilege Motion بنتی ہے۔وزیر صاحب کو یہ چاہئے تھا کہ وہ plainly یہ کہتے کہ جناب اگر آپ کی Privilege Motion بنتی ہے تو لائیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر اسی طرح سے جواب آتے رہے اور عدالتوں کا سہارا لے کر چلتے رہے،ہم کہتے تو ہیں کہ یہ بڑا August House ہے۔

جناب سپیکر:آپ یہ کہہ سکتے ہیں لیکن جو subjudice matter ہو اس کو اس ایوان میں discuss نہیں کیا جا سکتا.We cannot discuss that. Thank you very much.

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب والا!اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!جب تک وزیر صاحب بولتے رہے ہیں میں نہیں بولا،آپ ان کو ذرا کہہ دیں کہ یہ تشریف رکھیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا!اب یہ کوئی طریقہ تو نہیں ہے کہ آپ عدلیہ کو اس طریقے سے discuss کریں۔

جناب سپیکر: جی،درست ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!اگر معزز ممبر تحریک استحقاق لانا چاہتے ہیں تو وزیر موصوف کو خود کہنا چاہئے کہ آپ تحریک استحقاق لائیں۔

جناب سپیکر: جی،آپ تشریف رکھیں،مجھے منسٹر صاحب سے جواب لینے دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر!شیخ صاحب نے پہلے میری پوری بات نہیں سنی میں نے کہا تھا کہ محترمہ۔۔۔

جناب سپیکر: وہ تھوڑا سا لیٹ آئے ہیں اس لئے نہیں سنی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): میں نے کہا تھا کہ محترمہ میرے لئے بہت قابل احترام ہیں، اگر کوئی چیز point out ہوئی ہے کہ یونیورسٹی نے follow نہیں کیا تو میں اس کے خلاف action لوں گا۔ میں نے یہ بات پہلے کی ہے۔

جناب سپیکر: جی،ٹھیک ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): اس کے بعد اگلی بات۔۔۔

شیخ علاؤالدین: اگر یہ نہ کہا جاتا کہ یہ subjudice matter ہے اور آپ نے بھی مان لیا، نہیں تو یہ ابھی بھی چل رہا ہوتا۔

جناب سپیکر: میں کیوں نہ مانتا when the matter is subjudice تو میں کیوں نہ مانوں،آپ کیا کر رہے ہیں؟ بڑی مہربانی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!میں آپ کی بہت عزت کرتی ہوں اور منسٹر صاحب کی بھی بہت عزت کرتی ہوں۔اگر رضوی صاحب کی appointment عدالت میں چیلنج ہے تو میں نے جو ان کی بیگم کا نام لے کر یہاں mention کیا ہے اور کنٹریکٹ پر ریٹائرڈ ملازمین کی بھرتیوں کا کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: خدیجہ بی بی کا matter تو subjudice نہیں ہے؟

شیخ علاؤالدین: نہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: ان کا نہیں ہے اور سجیلہ کا بھی subjudice matter نہیں ہے۔ میرا دوسرا سوال جواب آگے آنے والا ہے اس کا جواب بھی غلط آیا ہے لہذا آپ سے میری استدعا ہے کہ اس ایوان کی ایک کمیٹی بنائیں اور وہ کمیٹی اس چیز کو investigate کرے کہ وائس چانسلر اور یونیورسٹی کی طرف سے دونوں سوالوں کے جو غلط جواب دیئے گئے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ اس کی انوسٹی گیشن پارلیمانی کمیٹی کرے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اگلا سوال نمبر 369 بھی آپ کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: سوال نمبر 369 ہے لیکن میں نے آپ سے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ یونیورسٹی نے میرے دونوں سوالوں کے غلط جواب دیئے ہیں اس لئے آپ اس پر کمیٹی بنائیں کیونکہ یہ بہت important مسئلہ ہے۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں بھرتی کی تفصیلات

*369: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں موجودہ وی سی کی تعیناتی کے بعد سے آج تک گریڈ 11 اور اوپر کے جو ملازمین بھرتی کئے گئے ہیں ان کے نام، ولدیت، پتاجات، تعلیمی قابلیت اور عہدہ مع گریڈ بتائیں؟

(ب) ان کی بھرتی سے قبل سینیٹ / سنڈیکیٹ سے منظوری حاصل کی گئی تھی، اگر ہاں تو کس میٹنگ میں لی گئی تھی؟

(ج) کتنے ملازمین کو بغیر سینیٹ / سنڈیکیٹ کی منظوری کے بھرتی کیا گیا، ان کو بھرتی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ وی سی نے چند ملازمین جو کہ سنڈیکیٹ کی منظوری کے بغیر بھرتی ہوئے تھے ان کو ریگولر کروانے کے لئے سنڈیکیٹ سے منظوری حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اگر ہاں تو سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں ان کے بارے میں جو فیصلہ ہوا تھا اس کی تفصیلات بیان کریں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں موجودہ وی سی کی تعیناتی کے بعد سے آج تک گریڈ11اور اوپر کے جو ملازمین بھرتی کئے گئے ہیں ان کے نام ،ولدیت ،پتا جات، تعلیمی قابلیت اور عہدہ مع گریڈ کی تفصیل Annex-Iایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں!BPS-16اوراس سے اوپر کے سٹاف کی بھرتی کے لئے سنڈیکیٹ نے متعلقہ Selection Board کی سفارشات کی روشنی میں منظوری دی تھی جس کی مزید تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ 31st Selection Board کی منظوری43rd سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں دی گئی جو مورخہ 07۔10۔2011کو منعقد ہوئی۔

2۔ 32nd,33rd & 34th Selection Board کی منظوری44th سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں دی گئی جو مورخہ 10۔05۔2012کو منعقد ہوئی۔

3۔ 35thSelection Board کی منظوری45th سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں دی گئی جو مورخہ 27۔06۔2012کو منعقد ہوئی۔

4۔ 36th and 37th Selection Board کی منظوری46th سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں دی گئی جو مورخہ 27۔11۔2012کو منعقد ہوئی۔

5۔ 38th Selection Board کی منظوری47th سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں دی گئی جو مورخہ 23۔03۔2013کو منعقد ہوئی۔

6۔ 39th Selection Board کی منظوری48th سنڈیکیٹ کی میٹنگ میں دی گئی جو مورخہ 14۔06۔2013کو منعقد ہوئی۔

جبکہ BPS-11تا BPS-15کے سٹاف کی بھرتی کے لئے وائس چانسلر صاحبہ نے متعلقہ Selection Committee کی سفارشات کی روشنی میں منظوری دی تھی۔

(ج) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں کسی بھی ملازم کو سنڈیکیٹ یا سلیکشن کمیٹی کی منظوری کے بغیر مستقل بنیادوں پر بھرتی نہیں کیا گیا ہے۔

(د) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں کسی بھی ملازم کو سنڈیکیٹ کمیٹی Competent Authority / سلیکشن کمیٹی کی منظوری کے بغیر مستقل بنیادوں پر بھرتی نہیں کیا گیا ہے۔

MR SPEAKER: No committee on it. No committee on it. Thank you very much.

اس پر کمیٹی نہیں بنے گی۔ ہم منسٹر صاحب سے جواب لیتے ہیں۔آپ اس پر ضمنی سوال کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!پوری یونیورسٹی کے اندر جتنی بھرتیاں ہوئی ہیں وہ illegal ہیں۔ میرے خیال میں یہ اتنا بڑا issue ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ جو الزام لگا رہی ہیں آپ اس پر مکمل رپورٹ لیں اور اس کا جواب ایوان میں آکر دیں۔ اگر ہمیں کمیٹی بنانے کی ضرورت پڑی تو ضرور بنائیں گے۔ محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔اگر کسی نے غلط جواب دیا ہو گا تو پھر اسے قانون اور قاعدے کے مطابق بھگتنا پڑے گا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر!میں on the floor of the House یہ بالکل کہوں گا کہ محکمہ جو غلط جواب دے گا میں اسے یہاں support نہیں کروں گا بلکہ میں اس کے خلاف کارروائی کروں گا۔ میں ساتھ ایک بات اور بھی کہوں گا کہ جب ہم کہتے ہیں کہ یہ مقدس ایوان ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! بات ہو گئی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!میں نے سوال نمبر 369 میں کچھ چیزوں کی تفصیل پوچھی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: انہوں نے یہاں پر جو بھرتیاں کی ہیں ان پر میرے تحفظات ہیں اور جو جواب دیا گیا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے اور میں نے یہ پہلے بھی کہا ہے۔ پھر کچھ گاڑیاں اور چیزیں خریدی گئیں جبکہ by law گاڑیاں خریدنے پر پابندی ہے اور پنجاب حکومت نے یہ پابندی لگا رکھی ہے کہ کوئی بھی محکمہ یا ادارہ اپنے استعمال کے لئے گاڑیاں نہیں خریدے گا لیکن یونیورسٹی نے مورخہ 14-07-2011 کو نئی گاڑیاں خریدی ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں انہوں نے Austerity Committee بنائی ہوئی ہے وہ جن کو recommend کر دے وہ خرید سکتے ہیں۔ محترمہ! مجھے منسٹر صاحب سے جواب لینے دیں۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! محترمہ کا سوال ختم ہو تو میں جواب دوں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرے پاس ان کی تفصیل ہے اس لئے میری پھر بھی یہی گزارش ہے کہ ایوان کی ایک کمیٹی بنادیں۔ یہ ایک مسئلہ نہیں ہے بلکہ ایک سوال کے اندر پانچ پانچ چیزوں کا انکشاف ہوا ہے لہذا میری آپ سے اور ایوان سے استدعا ہے کہ ایک کمیٹی بنادیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میری تسلی ہو گی تو میں کمیٹی بناؤں گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ کا استحقاق ہے آپ چاہیں تو کمیٹی بنا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں دیکھتا ہوں۔ منسٹر صاحب کا جواب سنتے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جب اس ایوان کے اندر کوئی جواب آتا ہے تو محکمے کی ذمہ داری ہے کہ وہ صحیح جواب دے۔ اب یہاں پر جو جواب موجود ہے اس پر محترمہ نے specific کہیں پر بھی نہیں بتایا کہ محکمے نے یہ چیز غلط کہی ہے یا یونیورسٹی نے یہ غلط information provide کی ہے۔ اب خالی surmises پر چلنا اور اس میں یہ کہنا کہ گاڑیاں خریدی گئیں۔ حکومت پنجاب نے Austerity Committee بنائی ہوئی ہے وہاں کیس جاتا ہے اور case to case study ہوتا ہے اور ہر کیس کے حوالے سے وہاں پر اجازت دی جاتی ہے۔ محترمہ نے ابھی تک اس بات کو کہیں پر point out نہیں کیا کہ غلطی کیا ہے؟ اس August House میں باتیں اندیشوں اور وسوسوں پر نہیں بلکہ facts کی بنیاد پر ہوتی ہیں ہمیں ان کو دیکھنا چاہئے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے ایک ایک بندے کا نام لے لیا ہے اور اگر کہتے ہیں تو میں دوسرے سوال کی تفصیل بھی پڑھ دیتی ہوں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): وہ تو میں نے کہا ہے کہ میں دیکھ کر ایوان کو apprise کروں گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں تو with proof بات کر رہی ہوں۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ وسوسے اور اندیشے لیکن میں تو ثبوت کے ساتھ بات کر رہی ہوں اور میں جس جگہ پر کھڑی ہوں میرا خیال ہے کہ مجھے پتا ہے کہ اس معزز ایوان کا کیا تقدس ہے اور مجھے بغیر ثبوت کے یہاں پر بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ میرے پاس ثبوت ہے تو میں نے یہ بات کی ہے ورنہ مجھے اتنی بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں نے پہلے شروع میں یہ جملہ بولا تھا کہ یہ وہ ادارے ہیں جہاں ہمارے بچوں کا مستقبل محفوظ ہوتا ہے ہم اپنے بچوں کو یہاں پڑھنے کے لئے بھیجتے ہیں یا بھیجنا چاہتے ہیں۔ پورا پنجاب ایسے بڑے تعلیمی

اداروں کی طرف نظریں لگا کر بیٹھا ہے اور اگر وہاں غیر قانونی بھرتیاں ہوں اور ایسے پروفیسر بھرتی کئے جائیں جو اس post کے لئے eligible ہی نہیں ہیں تو ہم اپنے بچوں کو کیا تعلیم دیں گے اور انہیں کیا پڑھا کر باہر نکالیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے شروع میں کہہ دیا ہے کہ اگر کوئی ایسی بات ہوئی ہے تو میں اسے دیکھ کر ایوان کو apprise کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: کوئی تاریخ بتادیں۔ اب اگر دو سال کے بعد ایوان کو پتا چلے گا تو میرے سوال کا تو کوئی فائدہ نہیں۔

جناب سپیکر: جب ان کے محکمے ہائر ایجوکیشن کی باری آئے گی تو یہ اس دن ایوان کو apprise کریں گے۔ اگلا سوال ابو حفص محمد غیاث الدین صاحب!

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 370 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شکر گڑھ ڈگری کالجوں میں ایم اے کی کلاسز کے اجراء کی تفصیلات

*370: **جناب ابو حفص محمد غیاث الدین:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شکر گڑھ گرلز ڈگری کالج اور بوائز ڈگری کالج میں صرف بی اے تک طلباء وطالبات کو تعلیمی سہولیات میسر ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شکر گڑھ کے اکثر بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے پرائیویٹ تعلیمی اداروں اور دیگر شہروں میں قائم اداروں میں حصول تعلیم کے لئے اخراجات بہت زیادہ برداشت کرنے پڑتے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا درست ہیں تو کیا حکومت مذکورہ بالا دونوں کالجوں میں ایم اے کی کلاسز کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ہاں!درست ہے۔

(ب) گورنمنٹ کالج بوائز شکر گڑھ میں تیئیس سبجیکٹ میں ڈگری levelتک تعلیم کی سہولت موجود ہے۔

(ج) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج اور گورنمنٹ کالج فار بوائز شکر گڑھ میں بی اے /بی ایس سی levelتک طلباء کی مناسب تعداد نہ ہے کہ وہاں کسی مضمون میں ایم اے /ایم ایس سی کی کلاسز کا اجراء کیا جاسکے مزید برآں حکومت نے گورنمنٹ اسلامیہ کالج نارووال میں چار مختلف مضامین میں ایم اے کی کلاسز شروع کر رکھی ہیں۔ نارووال میں ہی گورنمنٹ کالج فار وومن میں تین مختلف مضامین میں ایم اے کروایا جارہا ہے لیکن ان دونوں کالجوں میں ماسٹرز levelپر طلباء کی مطلوبہ تعداد نہیں ہے۔ شکر گڑھ کا نارووال سے فاصلہ بمشکل 30کلو میٹر ہے لہذا شکر گڑھ کے طلباء اعلیٰ تعلیم کے لئے نارووال میں موجود تعلیمی سہولتوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین:جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے جز (ج) میں میرے سوال پوچھنے پر کہ کیا شکر گڑھ بوائز ڈگری کالج اور گرلز ڈگری کالج میں ایم اے کی کلاسز کا اجراء کرتے ہیں یا کہ نہیں تو انہوں نے جواب میں یہ کہا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:جو کہا ہے میں نے بھی پڑھ لیا ہے اور آپ نے بھی پڑھ لیا ہے۔ اب آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین:جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہ ایم اے کی کلاسز کا اجراء نہیں ہو سکتا چونکہ وہاں طلباء کی مناسب تعداد نہ ہے اور کہا ہے کہ ان دونوں کالجوں میں ماسٹرز levelپر طلباء کی مطلوبہ تعداد نہ ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایم اے کی کلاسز کے اجراء کے لئے طلباء کی کتنی تعداد چاہئے؟

جناب سپیکر:آپ بتائیں کہ ایم اے کس چیز کا؟ایم اے ہسٹری،ایم اے پولیٹیکل یا ایم ایس سی میتھ؟

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین:جناب سپیکر!میں نے جملہ مضامین کے متعلق سوال کیا ہے کہ ان کو کتنی تعداد چاہئے۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!وہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہر کلاس کے لئے کتنی تعداد ہونی چاہئے جس کے بعد آپ لیکچرار یا پروفیسر دیتے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب سپیکر!اس وقت بوائز کالج شکر گڑھ میں بچوں کی تعداد 1600 ہے لیکن بی اے کے لئے 200 کے قریب ہیں یعنی اس میں اتنی زیادہ کمی ہے اسی طرح گرلز کالج میں بھی۔ وہاں پر جو سروے ہوااور جو study conduct کی گئی اس کے مطابق ایم اے کی کلاسز کے اجراء کے لئے requisite تعداد موجود نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے ایک نئی study conduct کرنے کا کہا ہے نیا سروے کرنے کا کہا ہے اس سروے کی رپورٹ میں بتائیں گے otherwise اس وقت اتنے بچے موجود نہیں ہیں کہ ان کے لئے ایم اے کی کلاسز کا اجراء کیا جا سکے۔

جناب سپیکر:وہ پوچھ رہے ہیں کہ کتنے بچے ہونے چاہئیں آپ کم از کم یہ تو بتائیں کہ ایک کلاس کے لئے کتنے بچے ہونے چاہئیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب سپیکر!پہلی بات تو یہ ہے اور آپ نے rightly point out کیا کہ کس فیکلٹی کے اندر، کس سبجیکٹ کے اندر۔ابھی تک ہمارے دو سروے ہوئے ہیں اور ایک بھی ایسی رپورٹ نہیں آئی جس میں ایم اے کی کلاسز کے اجراء کے لئے 20 یا 30 سے زیادہ کسی فیکلٹی میں تعداد ہو۔اتنے بچوں کے لئے ایم اے کی کلاسز شروع کرنا feasible ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر:جی، مہربانی۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:Question Hour is over now منسٹر صاحب!بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

گجرات:بوائزڈگری کالج کے لئے فرنیچر کی فراہمی کی تفصیلات

*427:میاں طارق محمود:کیاوزیرہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ پی پی۔113 بوائزڈگری کالج ڈنگہ گجرات میں بچوں کے بیٹھنے اور عملہ کے لئے فرنیچر نہیں ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ اس سلسلے میں وزیراعلیٰ پنجاب نے بھی مورخہ 07-04-2012 بذریعہ چٹھی نمبر Letter No. Rs. 3.414 Million DS(ASSEM)CMS-12AB-113B رکھے تھے؟

(ج) کیاحکومت مذکورہ ڈگری کالج کے بچوں کو فوری فرنیچر فراہم کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیرہائرایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج ڈنگہ (گجرات) میں بچوں کی تعداد کے مطابق فرنیچر موجود نہ ہے تاہم اس وقت کالج ہذامیں150 کرسیاں موجود ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس سلسلے میں وزیراعلیٰ پنجاب نے مبلغ3.414 ملین روپے کی فراہمی کے احکامات جاری کئے تھے۔ محکمہ اعلیٰ تعلیم نے سال 13۔2012 میں ایک مشترکہ سمری وزیراعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے بھجوائی تھی جس میں کالج ہذاکا منصوبہ بھی شامل تھالیکن فنڈز کی کمی کی وجہ سے کسی بھی منصوبے کے لئے منظوری حاصل نہ ہو سکی۔ سمری کی کاپی ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) موجودہ مالی سال14۔2013 کے ترقیاتی پروگرام میں ایک بلاک کالجز میں فرنیچر کی فراہمی کے لئے شامل کیاگیا جس میں مبلغ -/200.000 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ محکمہ اعلیٰ تعلیم ایک مشترکہ سمری وزیراعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے تیار کر رہاہے جو جلدار سال کر دی جائے گی۔ سمری کی منظوری حاصل ہونے پر تمام قانونی ضابطوں کی تکمیل کے بعد کالج ہذاکو موجودہ مالی سال میں ہی فرنیچر کی خریداری کے لئے فنڈز کی فراہمی کو یقینی بنایاجائے گا۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں نئی خریدی گئی گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*438: میاں طاہر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور نے موجودہ وی سی کی تعیناتی سے لے کر آج تک کتنی گاڑیاں کس کس پارٹی / فرم / ادارے سے کتنی مالیت کی خرید کی ہیں، ان کی تفصیل گاڑی وار بتائیں؟

(ب) یہ گاڑیاں جن افسران کے لئے خرید کی گئی ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی گاڑیاں ناکارہ قرار دی گئی ہیں یہ گاڑیاں کب خرید کی گئی تھیں، ان کے ماڈل / فرم کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان گاڑیوں کو ناکارہ قرار دیتے وقت کس کس چیز کو مدنظر رکھا گیا تھا؟

(ہ) اس وقت کتنی گاڑیاں اس یونیورسٹی کی کہاں کہاں ناکارہ کھڑی ہوئی ہیں اور یہ کس کس ماڈل / فرم کی ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں موجودہ وی سی کی تعیناتی سے لے کر آج تک جتنی گاڑیاں جس جس پارٹی / فرم / ادارے سے جتنی مالیت میں خرید کی گئی ہیں، ان کی تفصیل گاڑی وار Annex-I ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور کے جن افسران کے لئے یہ گاڑیاں خریدی گئی ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل Annex-II ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) صرف ایک چائنا بس ماڈل 1990 ناکارہ قرار دی گئی ہے۔ یہ گاڑی پنجاب گورنمنٹ نے 1998 میں عطیہ کی تھی۔

(د) اس گاڑی کے سپیئر پارٹس مارکیٹ میں بآسانی دستیاب نہیں ہیں اور باڈی بھی انتہائی خستہ حال ہو چکی ہے۔

(ہ) صرف ایک چائنا بس ماڈل 1990، یونیورسٹی کے ٹرانسپورٹ سیل میں ناکارہ کھڑی ہے۔

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کے لئے خرید کیا گیا رقبہ و دیگر تفصیلات

*441: میاں طاہر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کے نیو کیمپس کے لئے حکومت نے رقبہ ایکوائر یا خرید کیا ہے؟

(ب) اگر ہاں تو یہ رقبہ کہاں پر ہے اور کتنا ہے اور کس کس سے ایکوائر یا خرید کیا گیا ہے؟

(ج) اس رقبہ کو خرید یا ایکوائر کئے ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے؟

(د) کیا اس جگہ پر نیو کیمپس کی بلڈنگ کی تعمیر شروع ہوئی ہے تو کب سے اور کتنی رقم خرچ ہوئی ہے اور موقع پر کیا کیا کام ہوا ہے؟

(ہ) اس کیمپس میں کب تک کلاسز شروع ہو جائیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) یہ درست نہ ہے کیونکہ نہ تو رقبہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کے لئے ایکوائر کیا گیا ہے اور نہ ہی خریدا گیا ہے بلکہ حکومت پنجاب نے سرکاری رقبہ جو کہ ایوب ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ، فیصل آباد کے زیر قبضہ تھا وہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد کے نیو کیمپس کے لئے ٹرانسفر کیا ہے۔

(ب) یہ رقبہ تقریباً200ایکڑ پر محیط ہے اور چک نمبر221ر۔ب میں جھنگ روڈ فیصل آباد پر واقع ہے۔

(ج) یہ رقبہ مارچ2012میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد کو ٹرانسفر کیا گیا ہے۔

(د) ہاں، اس جگہ پر نیو کیمپس کی بلڈنگ کی تعمیر شروع ہو چکی ہے اور اب تک چار دیواری اور مین سڑک مکمل ہو چکی ہے۔ایک ہاسٹل، دو اکیڈمک بلاک اور وائس چانسلر کی رہائش گاہ کی تعمیر پر کام جاری ہے۔یہ منصوبہ دس سال کا ہے اور مختلف مراحل میں مکمل ہو گا۔اب تک تقریباً130ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ہ) امید ہے کہ اس کیمپس میں کلاسز کا اجراء2014میں شروع ہو جائے گا۔

شیخوپورہ: پی پی۔166میں کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*446: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پی پی۔166 شیخوپورہ میں کتنے گرلز/بوائز کالج واقع ہیں،ان کے نام اور جگہ کے بارے میں بتائیں؟

(ب) ان کالجز میں سٹاف کے عہدہ جات، گریڈاور عرصہ تعیناتی کی تفصیل الگ الگ بتائیں؟

(ج) کیاحکومت پی پی۔166 شیخوپورہ میں مزید کالجز بنانے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک؟

وزیر ہائرایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

(الف) حلقہ پی پی۔166 شیخوپورہ میں ایک بوائز اور ایک گرلز کالج قائم ہے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام	علاقہ
1	گورنمنٹ وارث شاہ بوائز ڈگری کالج	جنڈیالہ شیر خان
2	گورنمنٹ وارث شاہ گرلز انٹر کالج	جنڈیالہ شیر خان

(ب) مندرجہ بالا کالجز میں سٹاف کے عہدہ جات،گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب پی پی۔166 شیخوپورہ میں مزید کالجز بنانے کاارادہ نہیں رکھتی۔

ضلع شیخوپورہ:کالجوں میں اساتذہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*447:جناب فیضان خالد ورک:کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ کے کالجوں میں ٹیچنگ سٹاف کی کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے کس کس کالج میں خالی پڑی ہیں؟

(ب) ان خالی اسامیوں پر تقرری نہ ہونے کی وجوہات کیاہیں؟

(ج) خالی اسامیوں پر کب تک تعیناتیاں کر دی جائیں گی؟

(د) کتنے کالجوں میں پرنسپلز کی اسامیاں خالی ہیں،ان اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

وزیر ہائرایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

(الف) اس وقت ضلع شیخوپورہ میں ٹیچنگ سٹاف کی میل کالجوں میں 30 جبکہ فی میل کالجوں میں 48 سیٹیں مختلف گریڈ میں خالی ہیں۔ خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ خالی اسامیاں ٹیچنگ سٹاف کی ریٹائرمنٹ، پروموشن اور ٹرانسفر کی وجہ سے خالی ہیں۔ حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق یہ سیٹیں پُر کر دی جائیں گی۔

(ج) بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے تحت 2012 میں بھی تقرریاں ہوئی ہیں۔ حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق تقرریاں ہوں گی۔

(د) تین کالجوں میں پرنسپل کی سیٹیں خالی ہیں جن پر تعیناتی کا عمل تیزی سے ہو رہا ہے اور جلد تعیناتی کا عمل مکمل ہو جائے گا۔

1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، شیخوپورہ۔
2۔ گورنمنٹ ڈگری کالج فاروومن شرقپور شریف۔
3۔ گورنمنٹ ڈگری کالج فاروومن نارنگ منڈی۔

ضلع راولپنڈی: ڈگری کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*515: جناب اعجاز خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں (بوائز و گرلز) ڈگری کالج کہاں کہاں پر واقع ہیں؟

(ب) ان کالجوں میں سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، تفصیل کالج وار بتائیں؟

(ج) کتنی اسامیاں کس کس کالج میں خالی ہیں اور کب سے، کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(د) کیا ان کالجوں کی عمارات ان کے students کی تعداد کے مطابق ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کریں؟

(ہ) ان کالجوں میں کون کون سی missing facilities ہیں اور کب حکومت یہ سہولیات ان کالجوں کو فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع راولپنڈی میں 13 بوائز اور 28 گرلز ڈگری کالجز موجود ہیں ان کالجوں کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) منظور شدہ اسامیوں کی کالج وار تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) بوائز کالجوں کی خالی اسامیوں کی تفصیل ضمیمہ (پ) پر اور گرلز کالجوں کی خالی اسامیوں کی تفصیل ضمیمہ (ت) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ محکمہ اعلیٰ تعلیم پورے پنجاب میں

کالجوں کی خالی اسامیوں کی مضمون وار تفصیل متعلقہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹ آفیسرز کے ساتھ مل کر درست کر رہا ہے جونہی خالی اسامیوں کے اعداد و شمار درست ہوئے تو تمام قانونی ضابطے مکمل کرنے کے بعد ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے پبلک سروس کمیشن سے رجوع کیا جائے گا۔

(د) ان کالجوں کی عمارتیں طالب علموں کی تعداد کے مطابق ہیں۔

(ہ) ضلع راولپنڈی کے کالجوں میں missing facilities کی تفصیل ضمیمہ (ٹ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم حکومت پنجاب محکمہ اعلیٰ تعلیم نے اس مالی سال کے دوران missing facilities کے پہلے سے منظور شدہ منصوبہ جات کو رقم کی فراہمی کا فیصلہ کیا ہے جس کی سمری تیار کر لی گئی ہے جو وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے بھجوائی جا رہی ہے۔ ضمیمہ (ٹ) پر لف missing facilities کی تفصیل کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور مالی وسائل کے مطابق ان کی تکمیل کو یقینی بنانے کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔

سیالکوٹ: پی پی۔130 میں بوائز ڈگری کالج کے قیام کا معاملہ

*642: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔130 ڈسکہ سیالکوٹ میں اس وقت کتنے ڈگری کالج (بوائز) ہیں کیا یہ ڈگری کالج آبادی کی ضرورت کے مطابق ہیں؟

(ب) اگر نہیں ہیں تو کیا حکومت ڈسکہ میں مزید ایک بوائز ڈگری کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔130 ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں دو بوائز کالج موجود ہیں جن میں سے ایک ڈگری اور ایک انٹر کالج ہے تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	کالج کا نام
1	گورنمنٹ ڈگری کالج ڈسکہ سیالکوٹ
2	گورنمنٹ انٹر کالج متراانوالی، ڈسکہ، سیالکوٹ

یہ دونوں کالجز تحصیل ڈسکہ کی آبادی کی تعلیمی ضروریات کو پورا کر رہے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب ڈسکہ میں مزید بوائز کالج بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

ضلع سیالکوٹ: ڈسکہ شہر میں گرلز ڈگری کالج کے قیام کا معاملہ

*643: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسکہ شہر ضلع سیالکوٹ میں صرف ایک گرلز ڈگری کالج ہے جو علاقہ کی طالبات کی تعلیمی ضروریات پوری نہ کر رہا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈسکہ شہر میں مزید ایک گرلز ڈگری کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) جی ہاں! گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین ڈسکہ ضلع سیالکوٹ علاقہ کی طالبات کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ناکافی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب فی الحال ڈسکہ شہر میں کوئی نیا گرلز کالج قائم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تاہم حکومت پنجاب ڈسکہ شہر سے تین کلو میٹر کے فاصلے پر ایک مزید ڈگری کالج برائے خواتین جاملکے چیمہ کے مقام پر تعمیر کروا رہی ہے جس کا نام گورنمنٹ شہباز شریف ڈگری کالج برائے خواتین جاملکے چیمہ ڈسکہ سیالکوٹ ہے اور اس کالج کی تکمیل آخری مراحل میں ہے جب یہ کالج مکمل ہو جائے گا تو ڈسکہ شہر کی آس پاس کی دیہاتی آبادی کی تعلیمی ضروریات کو پورا کریگا جس کی وجہ سے گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، ڈسکہ شہر کا بوجھ کم ہو جائے گا اور پھر ڈسکہ شہر کی تعلیمی ضروریات کو پورا کیا جا سکے گا۔

راولپنڈی: گورنمنٹ بوائز کالج ڈھوک سیداں کا قیام و دیگر تفصیلات

*1140: جناب آصف محمود: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ بوائز کالج ڈھوک سیداں راولپنڈی کینٹ کے قیام کا فیصلہ کب ہوا، تاریخ و سال سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ کالج کی عمارت بنانے کا تخمینہ لاگت کیا تھا، اس پر کام کب شروع کیا گیا؟

(ج) اس منصوبے کو کب مکمل ہونا تھا، کیا اس کالج کی عمارت ابھی زیر تکمیل ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالج کی عمارت کا کام روک دیا گیا ہے، یہ کب سے روکا گیا ہے اور اس کی بندش سے حکومت کو کتنا مزید مالی بوجھ برداشت کرنا پڑے گا؟

(ہ) کیا حکومت اس کالج کی عمارت کو مکمل کرنے و دیگر ضروری اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ بوائز کالج ڈھوک سیداں راولپنڈی کینٹ کے قیام کا فیصلہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مورخہ 2004۔03۔07 کو ایک جلسہ عام کے دوران کیا۔

(ب) کالج کا تخمینہ لاگت 31.688 ملین روپے تھا اور اس منصوبہ پر کام کا آغاز مورخہ 2007۔09۔08 کو ہوا۔

(ج) یہ منصوبہ سال 2009 میں مکمل ہونا تھا اور اس کی عمارت ابھی زیر تکمیل ہے۔

(د) یہ منصوبہ 10۔2009 میں روکا گیا تھا اس منصوبے کو مکمل کرنے کے لئے حکومت کی مزید 17.233 ملین روپے فراہم کرنے ہوں گے۔

(ہ) حکومت پنجاب نے پچھلے مالی سال 13۔2012 میں اس منصوبے کو دوبارہ شروع کرنے کے لئے تمام قانونی ضابطے مکمل کرنے کے بعد رقم کی فراہمی کی منظوری کے لئے ایک مشترکہ سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کو بجھوائی تاہم منظوری حاصل ہونے کے بعد مالی سال کے اختتام میں دو ماہ باقی تھے جس کی وجہ سے رقم حاصل نہ کی گئی۔ موجودہ مالی سال کے شروع ہوتے ہی اس منصوبے کو رقم کی فراہمی کے لئے ایک مشترکہ سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کو دوبارہ بجھوادی گئی ہے۔ منظوری حاصل ہونے کے بعد موجودہ مالی سال میں اس منصوبہ کی تکمیل کو یقینی بنانے کی بھرپور کوشش کی جائے گی جس کے بعد کلاسز کا اجراء تعلیمی کیلنڈر کے مطابق کیا جائے گا۔

راولپنڈی: گورنمنٹ گرلز کالج ڈھوک سیداں کا قیام و دیگر تفصیلات

*1141: جناب آصف محمود: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز کالج ڈھوک سیداں راولپنڈی کینٹ کے قیام کا منصوبہ کب شروع کیا گیا، تاریخ و سال سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ کالج کی عمارت بنانے کا تخمینہ لاگت کیا تھا اور اس کی تکمیل کب ہونا تھی؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ مذکورہ کالج کی عمارت کا کام روک دیا گیا ہے، یہ کب سے بندش کا شکار ہے اور کیوں؟

(د) کیا حکومت اس کالج کی عمارت و کلاسز کا اجراء کب تک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ بوائز کالج ڈھوک سیداں راولپنڈی کینٹ کے قیام کا فیصلہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مورخہ 2004۔03۔07 کو ایک جلسہ عام کے دوران کیا۔

(ب) موجودہ کالج کے منصوبہ کا تخمینہ لاگت 31.678 ملین روپے تھا اور اس کی تکمیل سال 10۔2009 میں ہونا تھی۔

(ج) جی ہاں! اس کالج کی عمارت ابھی زیر تکمیل ہے۔

(د) جی ہاں! اس کالج کی عمارت کا کام رکا ہوا ہے سال 11۔2010 میں یہ منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہو سکا جس کی وجہ سے تعمیر کا کام رُک گیا۔

حکومت پنجاب نے پچھلے مالی سال 13۔2012 میں اس منصوبے کو دوبارہ شروع کرنے کے لئے تمام قانونی ضابطے مکمل کرنے کے بعد رقم کی فراہمی کی منظوری کے لئے ایک مشترکہ سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کو بجھوائی تاہم منظوری حاصل ہونے کے بعد مالی سال کے اختتام میں دو ماہ باقی تھے جس کی وجہ سے رقم حاصل نہ کی گئی۔ موجودہ مالی سال کے شروع ہوتے ہی اس منصوبے کو رقم کی فراہمی کے لئے ایک مشترکہ سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کو دوبارہ بجھوادی گئی ہے۔ منظوری حاصل ہونے کے بعد موجودہ مالی سال میں اس منصوبہ کی تکمیل کو یقینی بنانے کی بھرپور کوشش کی جائے گی جس کے بعد کلاسز کا اجراء تعلیمی کیلنڈر کے مطابق کیا جائے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں محکمہ تعلیم کے سرخ فیتہ سے متعلق ایک بات کرنی چاہتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔ میاں محمد رفیق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے وزیر تعلیم اور سیکرٹری ہائر ایجوکیشن سے سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وقفہ سوالات تو ختم ہو چکا اب آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ذرا میاں صاحب کی بات سُنیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مسز شازیہ شوکت، لیکچرار کیمسٹری کا تبادلہ گورنمنٹ گرلز کالج برائے خواتین شورکوٹ سٹی سے گورنمنٹ کالج برائے خواتین کمالیہ ہوا تھا۔ یہ تبادلہ 3۔اگست کو ہوا، اس خاتون لیکچرار نے 6۔اگست کو joining بھی دے دی تھی لیکن 7۔اگست 2013 کو نئی transfer policy آ گئی اور جس ڈائریکٹر نے یہ ٹرانسفر کی تھی اسی نے 13۔اگست کو اسے منسوخ کر دیا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ تھوڑی سی تکلیف کریں اور یہ لیٹر متعلقہ منسٹر صاحب کو دے دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آج Private Members' Day ہے۔ اس کے لئے میں نے ایک قرارداد جمع کرائی تھی جو کہ بہت ضروری اور اہمیت کی حامل ہے۔ یہ قرارداد ہمارے مقامی حکومت کے نظام سے متعلق ہے اور میں نے یہ وزیر قانون کی اجازت سے جمع کرائی تھی۔ میں چاہ رہی تھی کہ Local Government Bill 2013 کے منظور ہونے سے پہلے یہ قرارداد اسمبلی میں آ جاتی لیکن آج اس کو ایجنڈے پر نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر: آپ کی قرارداد آج کے ایجنڈے پر نہیں آ سکی کیونکہ ہم نے اس حوالے سے ایک رپورٹ منگوائی ہے اور اگر رپورٹ کے comments آپ کے حق میں آ گئے تو پھر اس کو ایجنڈے میں شامل کر لیں گے۔ تحریک التوائے کار نمبر 421، چودھری عامر سلطان چیمہ کی طرف سے ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آج میری تحاریک کا جواب آنا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ next week تک کے لئے pending ہو گئی ہیں کیونکہ آپ موجود نہیں تھے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری عرض تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس طرح تو یہ آگے آگے چلتی جائیں گی۔

جناب سپیکر: ایسا نہیں ہو گا اور اگر خُدانخواستہ کوئی ایسی بات ہوتی ہے تو وہ kill نہیں ہوں گی۔ آپ اس بارے میں پریشان نہ ہوں۔ میں نے اُن کا جواب لینا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس وقت تک تو اس کی افادیت ختم ہو جائے گی۔ یہ بہت اہم issues کے بارے میں تحاریک ہیں۔

جناب سپیکر: ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ آپ کل نہیں تھے اور وہ تحاریک pending ہو گئی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: وہ ایک دن کے لئے pending ہونی چاہئیں جبکہ آپ نے ان کو next week تک کے لئے pending فرما دیا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں نے عامر سلطان چیمہ صاحب کو floor دیا ہوا ہے لہذا آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 421، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی اور ڈاکٹر محمد افضل صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، چیمہ صاحب! آپ اسے پیش کریں۔

جوزف کالونی بادامی باغ لاہور کے متاثرہ افراد کا امدادی چیک نہ ملنے پر شدید احتجاج

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ قومی اخبارات مورخہ 6۔اگست 2013 کے مطابق جوزف کالونی بادامی باغ کے متاثرہ افراد نے امدادی چیک نہ ملنے پر شدید احتجاج کیا اور کہا کہ حکومتی افسران اُن کو جھوٹی تسلیاں دیتے ہیں۔ جلائے جانے والے گھروں کے مالکان نے بتایا کہ چند لوگوں کو چیک دیئے گئے مگر وہ بھی dishonour ہو گئے ہیں۔ نتیجتاً تمام متاثرین مہینوں گزرنے کے باوجود کسمپرسی کی حالت میں ہیں

اور اُن کا کوئی پُرسان حال نہیں۔ مظاہرین نے مطالبہ کیا ہے کہ انہیں اعلان شدہ معاوضے کی رقم جلد ادا کی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا باضابطہ جواب منگوا لیتے ہیں لیکن میں اس سارے معاملے کو ذاتی طور پر جانتا ہوں اس لئے تھوڑی سی گزارش کروں گا کہ اُس وقت کی وفاقی حکومت نے 112 لوگوں کو چیک دیئے جبکہ حکومت پنجاب کی طرف سے 272 لوگوں کو چیک دیئے گئے تھے۔ اگر ایک گھر میں چار families تھیں تو ان چاروں کو چیک دیئے گئے تھے۔ وہاں پر دو چرچ اور تمام گھر حکومت پنجاب نے نئے سرے سے بنا دیئے ہیں۔ حکومت پنجاب کی طرف سے جو چیک دیئے گئے تھے اُن میں سے کوئی بھی dishonour نہیں ہوا۔ اُس وقت وفاقی حکومت کی طرف سے 112 خاندانوں کو چیک دیئے گئے تھے ان میں سے کچھ dishonour ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جن لوگوں کے چیک dishonour ہوئے ہیں آپ کوشش کر کے انہیں یہ پیسے دلوا دیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ہم اس تحریک کا باقاعدہ جواب منگوا لیتے ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب کی طرف سے جو 272 خاندانوں کو پانچ پانچ لاکھ روپے کے چیک دیئے گئے تھے اُن میں سے کوئی بھی dishonour نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اب آپ کے notice میں یہ بات آ گئی ہے تو اس مسئلہ کو حل کروائیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہماری طرف سے کوئی کمی نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کے پاس جواب موجود نہیں اور وہ اس سارے معاملے کی مکمل طور پر ذمہ داری بھی نہیں لے رہے لہذا آپ اس تحریک کو pending فرما دیں تاکہ وزیر قانون صاحب اس کا جواب منگوا لیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس تحریک کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 441/13 چودھری عامر سلطان چیمہ کی طرف سے ہے۔

جناب شہزاد منشی:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:شہزاد صاحب!پہلے چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کو اپنی تحریک پیش کرنے دیں اس کے بعد میں آپ کی بات سنوں گا۔

صوبہ میں چکن کے گوشت اور انڈوں کی قیمتوں میں مزید اضافہ

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ"لاہور مورخہ 13۔اگست 2013 کی خبر کے مطابق مرغی کے گوشت اور انڈوں کی قیمتوں میں گزشتہ دو دنوں میں اضافہ ہو گیا۔مورخہ 13۔اگست کو فارمی چکن کے گوشت کی قیمت-/249روپے تھی جو گزشتہ روز بڑھ کر-/264روپے فی کلو ہو گئی۔انڈے-/82روپے سے بڑھ کر-/85روپے فی درجن فروخت ہوئے۔اس بڑھتی ہوئی قیمتوں سے صوبہ بھر کی عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!یہ تحریک آج ہی پڑھی گئی ہے لہذا اس کو next week تک کے لئے pending فرما دیں تاکہ اس کا جواب منگوا لیا جائے۔

جناب سپیکر:اس تحریک کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب شہزاد منشی:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،اب فرمالیں!

جناب شہزاد منشی:جناب سپیکر!میں چودھری عامر سلطان چیمہ کی پہلی تحریک التوائے کار جو کہ جوزف کالونی کے متاثرین کے حوالے سے ہے کو second کرتا ہوں کیونکہ میں وہاں پر پہلے دن سے لے کر آخری دن تک موجود رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:میں نے اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیا ہے لہذا اب آپ اس کو چھوڑ دیں۔

جناب شہزاد منشی:جناب سپیکر!یہ بہت ضروری بات ہے۔اس وقت وفاقی حکومت پیپلز پارٹی کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر:میں یہ بات نہیں سُننا چاہتا۔آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔اس تحریک کا جواب آنے پر اگلے ہفتے بات کریں گے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر459/13جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے۔

حلقہ پی پی۔222 ساہیوال کے دیہات حالیہ سیلاب سے شدید متاثر ہونے کی وجہ سے اہل علاقہ کو پریشانی کا سامنا

جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ):بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حالیہ سیلاب سے دریائے راوی میں میرے حلقہ کے دیہات موضع آڑہ تُلہ، نتھو وسلی، داد وسلی وملحقہ آبادیوں کی زرعی زمین دریا کے کٹاؤ سے دریا بُرد ہو رہی ہے اور چھوٹے کاشتکاروں کا ذریعہء معاش کاشتکاری کے علاوہ نہ ہے۔ نیز قیمتی رقبہ جات کے علاوہ مال مویشی، مکانات و تعمیرات کا بھی نقصان ہو رہا ہے جس کا ازالہ بھی کیا جائے اور اگر نتھو وسلی کے مقام پر بند بنا دیا جاتا تو یہ نقصان نہ ہوتا اس کے لئے میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اسمبلی میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:Pending it for next week اب جناب محمد عارف عباسی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر464 ہے۔

نالہ لئی راولپنڈی میں ڈوبتے ہوئے شخص کو بچاتے ہوئے ڈوبنے والے شخص کی نعش کی بازیابی کا مطالبہ

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک نوجوان نُوراللہ ولد سعید خان مورخہ 13۔اگست2013 کو ایک ڈوبتے ہوئے شخص کو بچاتے ہوئے خود نالہ لئی راولپنڈی کی لہروں کی نذر ہو گیا۔اس نوجوان کی نعش آج تک بازیاب نہیں ہو سکی۔ میں

ڈی سی او اور کمشنر راولپنڈی سے اس سلسلے میں ملاقات کر چکا ہوں لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہو سکا۔ حکومت انتظامیہ کو ہدایت کرے کہ وہ نوجوان کی نعش تلاش کرنے کے لئے مناسب اور فوری اقدام کرے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اگر نیوی کے غوطہ خوروں کی مدد لی جائے تو نعش مل سکتی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ معاملہ آپ کے نوٹس میں آگیا ہے اس کا فوری نوٹس لیں اور next week میں آپ اس بارے میں ایوان میں بتائیں گے بھی لیکن اس کا نوٹس آپ کو آج ہی لینا پڑے گا۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: آج Private Members Day ہے تو اب ہم مفادِ عامہ سے متعلق قرار دادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

ٹیکس ایمنسٹی سکیم کی شرح 2 فیصد سے زیادہ نہ ہو اور اسے فوری نافذ کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ Tax Amnesty Scheme جس کی شرح 2 فیصد سے زیادہ نہ ہو فوری نافذ کرے تاکہ سرمایہ کاری کی رفتار تیز ہو اور لوگوں کو روزگار کے مواقع میسر ہوں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ Tax Amnesty Scheme جس کی شرح 2 فیصد سے زیادہ نہ ہو فوری نافذ کرے تاکہ سرمایہ کاری کی رفتار تیز ہو اور لوگوں کو روزگار کے مواقع میسر ہوں۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ Tax Amnesty Scheme جس کی شرح 2 فیصد سے زیادہ نہ ہو فوری نافذ کرے تاکہ سرمایہ کاری کی رفتار تیز ہو اور لوگوں کو روزگار کے مواقع میسر ہوں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کو مبارک ہو۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے جو آج اس ایوان میں پاس ہوا ہے۔ یہ میرا دعویٰ ہے کہ اس پر اگر فیڈرل گورنمنٹ عمل کر لے تو ملک deficit سے نکل جائے گا۔ ہمیں آئی ایم ایف جان بوجھ کر یہ نہیں کرنے دے رہا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: دوسری قرارداد میاں محمد اسلم اقبال صاحب کی ہے۔

امریکہ کی جانب سے پاکستان پر ڈرون حملوں کے مسلسل عمل کی شدید مذمت اور اسے بند کرنے کا مطالبہ

میاں محمد اسلم اقبال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان، امریکہ کی جانب سے ڈرون حملوں کے مسلسل عمل کو بنیادی انسانی حقوق اور پاکستان کی آزادی، خود مختاری اور سالمیت کے خلاف قرار دیتا ہے اور اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈرون حملے مبہم اطلاعات اور اندازوں کی بنیاد پر کئے جا رہے ہیں، جو بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ امریکی حکومت کو باور کرائے کہ یہ حملے کسی صورت بھی قابل قبول نہیں۔ امریکہ اور پاکستان کے تعلقات میں اس باب کو بند کر کے عزت اور برابری کی بنیاد پر نئے دور کا راستہ اختیار کیا جانا چاہئے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان، امریکہ کی جانب سے ڈرون حملوں کے مسلسل عمل کو بنیادی انسانی حقوق اور پاکستان کی آزادی، خود مختاری اور سالمیت کے خلاف قرار دیتا ہے اور اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈرون

حملے مبہم اطلاعات اور اندازوں کی بنیاد پر کئے جارہے ہیں، جو بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ امریکی حکومت کو باور کرائے کہ یہ حملے کسی صورت بھی قابل قبول نہیں۔امریکہ اور پاکستان کے تعلقات میں اس باب کو بند کر کے عزت اور برابری کی بنیاد پر نئے دور کا راستہ اختیار کیا جانا چاہئے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو اس بنیاد پر oppose کرتا ہوں کہ اس معاملے میں parliaments کی قراردادیں پہلے سے موجود ہیں جن میں وفاقی حکومت نے اس بارے میں clear cut stance لیا ہوا ہے کہ یہ ڈرون حملے پاکستان کی integrity کے خلاف ہیں۔اس کے علاوہ 5۔جون کو منتخب ہونے کے بعد وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے on the floor of the House اپنے اس مؤقف کو پارلیمنٹ کے رُوبرُو پیش کیا اور اس کا اعادہ کیا کہ ہم ڈرون حملوں کی مخالفت کریں گے اور امریکہ سے یہ کہیں گے کہ ڈرون حملے روکے جائیں کیونکہ یہ پاکستان کی خود مختاری کے خلاف ایک عمل ہے۔اب رات کو انہوں نے اپنی تقریر میں بھی اس پر اپنے مؤقف کو دہرایا اور دوٹوک الفاظ میں اپنا مؤقف پیش کیا۔ اسی طرح سے جب امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ جان کیری پاکستان تشریف لائے تھے اُن کے ساتھ بھی اس معاملے کو اُٹھایا گیا۔پھر اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون کے سامنے بھی اس مؤقف کو agitate کیا گیا اور انہوں نے ہمارے اس مؤقف کی تائید کی جو کہ foreign level پر پاکستان کی ایک بڑی کامیابی ہے کہ اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے پاکستان کے اس مؤقف کی تائید کی۔اس معاملے پر وفاقی حکومت already اپنا مؤقف دے چکی ہے، مؤقف بڑا واضح ہے اس لئے یہ قرارداد غیر ضروری ہے۔

جناب سپیکر:جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ راناثناء اللہ خان صاحب نے on the floor of the House اس تحریک کی مخالفت کی ہے۔ہم یہ قرارداد لے کر آئے ہیں کہ ڈرون اٹیک کے حوالے سے پاکستان کی پالیسی سامنے آنی چاہئے۔گزارش یہ ہے کہ 9/11 کے بعد امریکی صدر جارج بُش نے اپنے ایوان سے ایک مبہم قانون افغانستان کے لئے پاس کروالیا۔۔۔

محترمہ فرزانہ بٹ:جناب سپیکر!اُس وقت یہ پرویز مشرف کے ساتھی تھے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اگر آپ اجازت دیں تو یہ پہلے بات کر لیں اُس کے بعد میں بات کر لوں گا۔

(اس مرحلہ پر میاں محمد اسلم اقبال اپنی نشست پر بیٹھ گئے)

جناب سپیکر: No interruption. آپ کی مہربانی ہے، آپ interrupt نہ کریں کیونکہ یہ بات مناسب نہیں ہے۔اُنہیں اپنی بات کرنے دیں اور بعد میں آپ اپنی بات کر لیجئے گا۔جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!امریکہ نے اپنے ایوان سے ایک مبہم قانون کو پاس کرایا اور اس کے تحت افغانستان میں دہشت گردی کے خلاف جنگ کے لئے سپیشل اجازت لی اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے بھی اس پر ایک ربڑسٹیمپ کا کردار ادا کیا اور ان کو اجازت دے دی لیکن یہ اجازت صرف اور صرف افغانستان کے علاقہ کے لئے دی گئی تھی۔اس کے بعد جیسے جیسے وقت گزرتا گیا تو یہ تعداد بڑھتی گئی اور ڈرون حملے پاکستان کے قبائلی علاقوں پر زیادہ ہونا شروع ہو گئے۔ان ڈرون حملوں سے دہشت گردی پاکستان میں زیادہ بڑھ گئی بلکہ پاکستانیوں کی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں جن میں بچے اور عورتیں بھی شامل ہیں جو کہ نسل کشی کے زمرے میں آتا ہے۔اسی قانون کے تحت امریکہ نے عراق، پاکستان، یمن اور صومالیہ میں بھی اسی طرز کے ڈرون حملوں کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے جبکہ اقوام متحدہ کے جو بین الاقوامی قوانین ہیں جن میں جینوا کنونشن بھی ہے ان کے تحت یہ ڈرون حملے معروف سفارتی اداب کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔

جناب سپیکر!آج پوری قوم کو اس چیز کی توقع ہے کہ اگر ایک حکومت بھاری mandate لے کر آئی ہے تو پھر اس کو عوام کی آواز بنتے ہوئے صرف لفظوں کی حد تک امریکہ سے مطالبہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیں سفارتی طور پر اپنے foreign office کے ذریعے پوری دنیا میں campaign کرنی چاہئے کہ یہ ڈرون حملے جو پاکستان کی سالمیت اور خود مختاری کے خلاف ہو رہے ہیں اس سے پوری دنیا کے اندر دہشت گردی کا عنصر بڑھ رہا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس کو پوری دنیا کے لوگوں نے محسوس بھی کیا ہے۔اس کے خلاف امریکہ کے جو دوست ممالک ہیں ان کے عوام نے بھی اپنے اپنے ملکوں کے اندر اس کا ردعمل ظاہر کیا ہے۔میں ان کی مثال کچھ یوں دوں گا کہ امریکہ کے حلیف ممالک جن میں یونان کی 90 فیصد، مصر کی 89 فیصد، اردن کی 85 فیصد، ترکی 81 فیصد، جاپان کی 75 فیصد، میکسیکو کی 73 فیصد، سپین اور برازیل کی 71 فیصد آبادی اور خود امریکہ کی 49 فیصد خواتین نے ڈرون حملوں کے خلاف فیصلہ دیا ہے۔آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہماری حکومت اپنے

ملک کے لوگوں کی سوچ کے مطابق فیصلے کرے، یہ پچھلا رونا دھونا چھوڑ دے یا پھر جس نے ڈرون حملوں کے حوالے سے امریکہ کے ساتھ معاہدہ کیا اسے عوام کے سامنے لایا جائے پوری قوم کو اعتماد میں لیا جائے اور حکومتی سطح پر اس کے خلاف بھرپور احتجاج کیا جائے تاکہ امریکہ کو پتا چل سکے کہ جیسے جیسے ڈرون حملے زیادہ ہو رہے ہیں پاکستان کے اندر دہشت گردی کم نہیں ہو رہی بلکہ بڑھ رہی ہے۔

جناب سپیکر! صدر بُش کے دور میں 45ڈرون حملے ہوئے جبکہ اوباما کی صدارت کے پہلے سال میں53 ڈرون حملے ہوئے جو اب بڑھ کر تقریباً350 ہو چکے ہیں۔ پاکستان کی وفاقی سطح پر جو دفاعی امور کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے اس کی رپورٹ کے مطابق اکثریت پسندوں کی ہلاکتوں کی تعداد ان 350اور پچھلے 45ڈرون حملوں میں ہوئیں وہ565 جبکہ عام معصوم شہریوں کی تعداد 2324 ہے جن میں بچے اور خواتین کی تعداد646 ہے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جس طرح ڈرون حملوں کے معاملات بڑھتے جا رہے ہیں اسی طرح پاکستان کے اندر نہ صرف جانی نقصان بلکہ مالی نقصان بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ دہشت گرد ذہن میں یہ رکھے ہوئے ہیں کہ ہم امریکہ کے ساتھ ہیں آپ دیکھ لیں کہ اس وجہ سے پاکستان کا کوئی صوبہ اور کوئی جگہ کسی لحاظ سے بھی محفوظ نہیں اور ہر جگہ پر دہشت گرد اُس ڈرون حملے کا بدلہ لینے کے لئے جاتے ہیں۔ یہ وہی دہشت گرد ہیں جن کو افغانستان کی جنگ کے دوران جب امریکہ اس خطے کے اندر آیا تو اس وقت ان کو خود امریکہ نے پالا تھا۔ انہیں امریکہ نے خود پال کر ایک ڈھال کے طور پر رُوس کے خلاف استعمال کیا اور جب اس کا مطلب نکل گیا تو آج وہ انہی لوگوں کے خلاف بات کر رہا ہے۔ ہم دہشت گردی کے خلاف ہیں، ہم ان دہشت گردوں کے خلاف ہیں جو پاکستان کی سالمیت اور خود مختاری کو چیلنج کر رہے ہیں۔ پاکستان تحریک انصاف کا یہ مؤقف رہا ہے کہ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کی جائے اور اس معاملے کو کسی کنارے تک پہنچایا جائے۔

جناب سپیکر! امریکہ جس نے جنگ شروع کی اگر وہ قطر کے اندر بیٹھ کر ان کا دفتر بنوا کر بات چیت کر سکتا ہے تو ہم پاکستانی کیوں بات چیت نہیں کر سکتے؟ اگر امریکہ آج اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ بات چیت کے بغیر یہ معاملہ حل نہیں ہونا تو ہم پر کون سی ایسی پابندیاں ہیں کہ ہم ان سے بات چیت نہیں کر سکتے؟ اگر وہ کسی دوسرے ملک میں جا کر اور پاکستان جس نے 40 سے 50ہزار لوگوں کی قربانیاں اس دہشت گردی کے دور میں دی ہیں اِس کی قربانیوں کو پس پشت ڈال کر خود ان کے ساتھ تعلقات ٹھیک کرنا چاہتا ہے تو پھر اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ ہماری حکومت کو چاہئے کہ اس میں اپنا بھرپور کردار ادا

کرے، سفارتی سطح پر اپنی campaign کرے، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اندر اپنی آواز اُٹھائے اور اُدھر یہ بات کی جائے کہ ہم اس دہشت گردی کا حصہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میری اس پورے ایوان سے گزارش ہو گی کہ ہم نے جو مذمتی قرارداد اس ایوان کے اندر پیش کی ہے اس کو منظور کیا جائے۔ یہ صرف پاکستان تحریک انصاف کی آن اور شان کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ اس ملک کی عوام کا مسئلہ ہے۔ اس قرارداد میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا گیا کہ جس سے وفاقی حکومت کو ہماری طرف سے کوئی تکلیف پہنچے۔ اس صوبہ کی 10 کروڑ عوام سن رہی ہے میں نے جو لفظ اس قرارداد میں استعمال کئے ہیں ان میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو کسی بھی بڑے لیڈر کی شان میں گستاخی کرتا ہو۔ اس قرارداد کی کیا مخالفت کرنی کہ جس کے ذریعے وفاقی حکومت سے ہمارا صرف یہ مطالبہ ہے کہ ہم مذمت کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا جانی و مالی نقصان ہوا ہے۔ اس پر بھی اگر حکومتی ممبران مذمتی بات کریں تو ہم اس سے پنجاب کے عوام کو کیا پیغام دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے یہ بات نہیں کی جو آپ مذمت والی کر رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پھر اس قرارداد کے اندر میں نے کون سے ایسے لفظ شامل کر دیئے ہیں کہ جس کی بنیاد پر انہیں نفرت ہوئی ہے یا تکلیف پہنچی ہے۔ میں نے ایک سادہ سی قرارداد پیش کی ہے۔ میں نے عوام کی اور عوام کے ذہنوں کی نمائندگی کی ہے۔ اگر حکومتی ممبران وفاقی سطح پر ڈرون حملوں کے خلاف ہیں تو ہم بھی یہاں یہی بات کر رہے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے پورے ایوان سے گزارش کروں گا کہ ہم ایک ایسا message دیں کہ ہم اس معاملہ میں اکٹھے ہیں۔ ہم سب نے مل کر اس جنگ کو لڑنا ہے، امریکہ کے چُنگل سے باہر آنا ہے اور ہم نے اپنی پالیسی اپنے ماحول اور لوگوں کے ذہن کے مطابق بنانی ہے۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! رانا صاحب نے ابھی جو ترجیحات پیش کی ہیں یہ قابل تحسین ہیں اور وزیر اعظم صاحب نے بھی کل کی تقریر میں اس بات کا اعادہ کیا ہے جو بہت قابل تحسین ہے کہ وہ اس کی مذمت کی بات کرتے ہیں۔ میں اس میں عرض کروں گا کہ پچھلی پارلیمنٹ میں بھی دو دفعہ resolution پیش ہوئی پھر APC میں بھی پیش ہوئی، اب بھی یہ مؤقف مسلسل سامنے آ رہا ہے اور

وزیراعظم صاحب بھی کہہ رہے ہیں۔اس کے علاوہUnited Nationsکے سیکرٹری جنرل نے یہاں آکر authenticate بھی کیا کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور International Laws کے against یہ سارا معاملہ چل رہا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں ہمیں تھوڑی ہمت کرنی چاہئے کیونکہ آپ دیکھیں کہ ایران میں بھی دو دفعہ یہ attempt ہوئی ہے جس کے نتیجے میں ایران نے اُن کا ایک ڈرون طیارہ گرایا اور دوسرے کو نیچے اتار لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ مہربانی کرے گا اس لئے آپ ہمت کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں کہتا ہے کہ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ یعنی بارہا رب قلیل کو کثیر پر فتح عنایت کرتا ہے"میں یہ گزارش کروں گا کیونکہ آپ ماشاءاللہ بااختیار ہیں۔آپ مزید اس میں یہ اضافہ کر دیں کہ وفاقی حکومت مسلح افواج کو یہ حکم جاری کرے کہ آئندہ آنے والے ہر ڈرون طیارے کو گرادیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چلیں، ایوان سے پوچھ لیتے ہیں۔اب میں نے سوال put کرنا ہے تو جو فیصلہ ہو گا اس کے مطابق ہی چلنا پڑے گا۔(قطع کلامیاں)

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!لاء منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں۔جی،لاء منسٹر!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس قرارداد کے mover میاں محمد اسلم اقبال نے جو بات کی ہے اس میں انہوں نے ایک لفظ کا بھی اضافہ نہیں کیا بلکہ انہوں نے انٹرنیٹ سے جو figures لئے ہیں وہ بالکل درست ہیں جو میں نے بھی دیکھے ہیں کہ کس ملک میں کتنے فیصد لوگوں نے مخالفت کی ہے؟ دوسرا انہوں نے اقوام متحدہ کے حوالے سے بات کی ہے تو پاکستان کی وفاقی حکومت نے وہاں پر اپنا مؤقف پیش کیا ہے تب ہی اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے پاکستان کے مؤقف کی تائید کی ہے۔انہوں نے قرارداد میں ایک لفظ نہیں کہا کہ وفاقی حکومت نے کہاں پر اس معاملے میں کوتاہی کی ہے یا وفاقی حکومت کا مؤقف اس بارے میں clear نہیں ہے اور یہی بات ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب نے بھی کی ہے کہ ہاں ٹھیک ہے کہ وفاقی حکومت کا مؤقف اس بارے میں بڑا clear ہے۔ باقی انہوں نے جو بات کی ہے کہ مسلح افواج کو یہ حکم دیا جائے کہ وہ ڈرون گرادیں۔ اس سے پہلے خیبر پختونخواہ میں جماعت اسلامی بھی حکومت میں رہی ہے، اب بھی ماشاءاللہ پاکستان تحریک انصاف وہاں پر حکومت میں ہے اور آج سے سال ڈیڑھ سال پہلے وہاں سڑکوں پر دھرنا دے کر لیٹ جایا کرتے تھے۔۔۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: یہ آپ کو موقع مل گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ایک دوسرے کے پاس بیٹھ کر آپس میں بات کر لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں کہ یہ سارے معاملات ان کے بھی علم میں ہیں اور حکومتِ پاکستان بھی اس بارے میں ایک مشترکہ پالیسی کے حوالے سے consensus create کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ معاملات ایسے ہیں کہ ان پر کوئی اکیلی حکومت خواہ وہ خیبر پختونخواہ کی ہو، پنجاب کی ہو یا وفاقی حکومت ہو کوئی ایک حکومت یا سیاسی جماعت کوئی فیصلہ کر سکتی ہے اور نہ ہی اس پر کوئی مؤثر کارروائی کر سکتی ہے جب تک کہ پورا national consensus نہ ہو جس کے لئے وفاقی حکومت کوشش کر رہی ہے۔ میری گزارش صرف یہی ہے کہ چونکہ یہ سارا کچھ ہو رہا ہے جس کی نشاندہی محرک نے اپنی قرارداد میں کی ہے اس لئے یہ غیر ضروری ہے۔ میں نے اس سے نفرت کا اظہار کیا ہے، مذمت کی ہے اور نہ ہی اس کی مخالفت کی ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو دو منٹ دیتا ہوں اس لئے آپ آپس میں بات کر لیں تاکہ اس کا کوئی اچھا طریقہ نکل آئے۔ میں سوال بعد میں put کروں گا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا اچھا طریق کار یہی ہے کہ میاں محمد اسلم اقبال یہ قرارداد اپنے کسی ایم این اے صاحب کو دیں جو اسے قومی اسمبلی میں move کریں کیونکہ یہ وفاقی حکومت سے متعلقہ ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ راناثناء اللہ خان نے ابھی جو ساری بات کی ہے یا تمہید باندھی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا دوسرا aspect بھی راناصاحب کو ذہن میں ضرور رکھنا چاہئے۔ مرکزی حکومت یا وزیر اعظم کوئی step لینا چاہتے ہیں تو یہ قرارداد انہیں strength فراہم کرے گی۔ بین الاقوامی طور پر، قومی اسمبلی، سینیٹ اور جتنے بھی قومی فورم ہیں ان کے پاس یہ جواز آ جائے گا کہ پاکستان کی عوام اور پنجاب جو اس ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے وہاں کے

elected لوگوں نے اس کی مذمت کی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قطعی طور پر مرکزی حکومت یا وزیراعظم کی تقاریر یا جو پالیسی ہے یہ اس کو contradict نہیں کرتی بلکہ یہ اس کو strength فراہم کرتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

خدارا اس چیز سے نکلیں۔ جتنی بھی دہشت پسندانہ اور دہشت گردانہ سرگرمیاں ہو رہی ہیں ان کی بنیاد پر یہ ڈرون حملے ہیں اور پوری قوم کی یہ متفقہ آواز ہے۔ جیسے میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے میں نہیں سمجھتا کہ اس ایوان کے اندر اس قرارداد پر voting کروانی پڑے اور خدانخواستہ مسلم لیگ (ن) یعنی حکومتی بنچوں پر بیٹھے ممبران اس قرارداد کے against ووٹ دیں گے تو وہ ڈرون حملوں کے حمایتی تصور کئے جائیں گے لہذا یہ نوبت نہیں آنی چاہئے کیونکہ یہ ہمارا ایک national issue ہے جس پر across the board کوئی political point scoring نہیں ہونی چاہئے۔ یہ پوری قوم کی متفقہ آواز ہے کہ ہمارے ہزاروں بے گناہ لوگ جو مارے جا رہے ہیں اس پر یہاں سے مذمتی قرارداد پاس کرنے میں ہمیں کوئی عار نہیں ہونی چاہئے۔ یہ قرارداد وفاقی حکومت، وزیراعظم، قومی اسمبلی اور سینیٹ کو ایک بہترین strength فراہم کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس پر کچھ عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپوزیشن لیڈر صاحب کے اس gesture اور مؤقف کو جو انہوں نے کھڑے ہو کر بیان کیا ہے اس کو welcome کرتا ہوں اور ان سے صرف یہی عرض کروں گا کہ یہاں پر انہوں نے اس بات کا ذکر اس قرارداد میں نہیں کیا۔ اس قرارداد میں جہاں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ "لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کا مطالبہ کرتا ہے" اس کے ساتھ یہاں یہ جملہ لکھ دیں کہ "یہ ایوان وفاقی حکومت کے مؤقف کی تائید کرتا ہے" پھر باقی ساری عبارت کو منسلک کر دیں تو ٹھیک ہے ہم اس کو بالکل oppose نہیں کرتے۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! قرارداد کے متن میں اگر کوئی تبدیلی مطلوب ہے یا کوئی چیز add کرنا چاہتے ہیں تو اس پر بیٹھ کر بات ہو سکتی ہے۔ ہم اس پر بیٹھ کر پانچ دس منٹ میں بات کر لیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بیٹھ کر بات کر لیں اور میں آپ کو سوال put کرنے سے پہلے موقع دیتا ہوں کہ آپ آپس میں بیٹھ کر اس کو دیکھ لیں۔ رانا صاحب! اسے pending کر دیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، اس قرارداد کو کل تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب سپیکر: اس قرارداد کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب ہم اگلی قرارداد لیتے ہیں جو کہ چودھری افتخار حسین چھچھر صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، چھچھر صاحب! اپنی قرارداد پیش کریں۔

ضلع اوکاڑہ کے شہر بصیر پور کو تحصیل کا درجہ دینے کا مطالبہ

چودھری افتخار حسین چھچھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع اوکاڑہ کے شہر بصیر پور کی بڑھتی ہوئی آبادی اور لوگوں کے روز افزوں مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے تحصیل کا درجہ دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع اوکاڑہ کے شہر بصیر پور کی بڑھتی ہوئی آبادی اور لوگوں کے روز افزوں مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے تحصیل کا درجہ دیا جائے"۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ چھچھر صاحب نے اس قرارداد میں بصیر پور کی آبادی کا ذکر نہیں کیا تو اگر وہ مناسب سمجھیں تو قصبہ بصیر پور جسے وہ تحصیل کا درجہ دینے کا فرما رہے ہیں تو اس کی آبادی کے متعلق بتا دیں کہ اس قصبہ کی آبادی کتنی ہے؟

جناب سپیکر: جی، چھچھر صاحب!

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! میں مخصوص بصیر پور شہر کو focus نہیں کر رہا۔ تحصیل دیپالپور almost پاکستان کی سب سے بڑی تحصیلوں میں دوسرے نمبر پر ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چھچھر صاحب! جو بات انہوں نے پوچھی ہے وہ بتائیں کہ بصیر پور کی آبادی کتنی ہے؟

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! تقریباً ایک لاکھ 10 ہزار آبادی city بصیر پور کی ہے لیکن میں جو چاہتا ہوں یا میری جو رائے ہے یا میں propose کرنا چاہتا ہوں کہ 147 N.A ایک قومی اسمبلی کا مکمل حلقہ ہے اور بصیر پور centre point ہے۔ 1997 میں میاں محمد شہباز شریف کی حکومت میں ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے خود اسے تحصیل propose کر کے بھجوایا تھا جبکہ 2006 میں چودھری پرویز الہیٰ صاحب کی حکومت میں ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے خود اسے تحصیل propose کر کے بھجوایا تھا اور ہم اسی کو second کر رہے ہیں۔ Meanwhile پولیس ڈیپارٹمنٹ نے بھی ڈی ایس پی سرکل کے لئے بصیر پور کو propose کیا تھا۔ ڈیپارٹمنٹس کی جو رائے ہے اور وہاں پر جو مقامی مسائل ہیں اور لوگوں کو جو پریشانیاں ہیں ہم انہیں second کر رہے ہیں اور اسی کو ہم ایوان میں لے کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع اوکاڑہ کے شہر بصیر پور کی بڑھتی ہوئی آبادی اور لوگوں کے روز افزوں مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے تحصیل کا درجہ دیا جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہو گئی ہے اور اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 21۔اگست 2013 کی صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

391

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،21۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات خوراک اور زکوٰۃ وعشر)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون پر غور وخوض ومنظوری

مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر5بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب2013کو فوری طور پر زیر غور لانے کی غرض سے قواعد وانضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت ان قواعد کے قاعدہ95(3) کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر2 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب2013منظور کیا جائے۔

393

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

بدھ،21۔اگست2013

(یوم الاربعاء،13۔شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۱۰۹ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ
لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ مِنْهُمُ
الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۱۱۰ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَ
اِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝۱۱۱

سورۃ آل عِمرَان آیات 109تا111

اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور سب کاموں کا رجوع (اور انجام) اللہ ہی کی طرف ہے (109) (مومنو) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہت اچھا ہوتا۔ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر

نافرمان ہیں(110)اور یہ تمہیں خفیف سی تکلیف کے سوا کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر ان کو مدد بھی (کہیں سے) نہیں ملے گی(111)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

کڈا سوہنا نام محمدؐ دا
اِس ناں دیاں ریساں کون کرے
دو جگ تے سایہ رحمت دا
اوندی چھاں دیاں ریساں کون کرے
ہر ذرہ نور نگینہ اے
شہراں وچوں شہر مدینہ اے
جتھے روضہ کملی والے دا
اس تھاں دیاں ریساں کون کرے
دھن بھاگ حلیمہ دائی دا
ملیا محبوب خدائی دا
جدی گود وچ والی دو جگ دا
اس ماں دیاں ریساں کون کرے

سوالات

(محکمہ جات خوراک اور زکوٰۃ و عشر)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات خوراک اور زکوٰۃ و عشر ہیں ان سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ اس سے پیشتر کہ میں محکمہ خوراک کے سوال کی طرف جاؤں۔ بہتر تو یہ تھا کہ جس طرح میاں نصیر احمد صاحب نے سوال دیا ہے وہ موجود ہوتے لیکن وہ موجود نہیں ہیں تو اس کو جانے دیا جائے لیکن متعلقہ منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں۔ میرے خیال میں ہم زکوٰۃ و عشر کا اگلا سوال لے لیتے ہیں جس وقت تک منسٹر صاحب خود نہ آئیں۔ اب اس کو میں dispose of نہیں کر رہا ہوں۔ اگلا سوال احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 36 ہے۔

MR SPEAKER: May be taken as read.

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا، میں آپ سے ایک بات پوچھ لوں؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جی، پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ میں سے کچھ صاحبان نے کالی پٹیاں باندھی ہوئی ہیں اور کچھ صاحبان بغیر پٹیوں کے ہیں یہ مسئلہ کیا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! Local Government Bill پر اپوزیشن نے احتجاج کے طور پر کالی پٹیاں باندھی ہوئی ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جو Local Government Bill پاس کروانے کے لئے لایا جا رہا ہے۔ یہ آئین کے Article-140(A) کے مطابق قطعاً نہیں ہے۔ سپیشل کمیٹی کے اجلاس میں، میں نے بھی as a visitor visit کیا اور اپنی suggestions دیں، باقی اپوزیشن کے ممبران بھی کمیٹی میں گئے۔ اپوزیشن کی طرف سے غالباً چار ممبران تھے ایک پیپلز پارٹی، ایک مسلم لیگ (ق)، ایک جماعت اسلامی اور ایک پی ٹی آئی سے تھے۔ وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان نے کل پرسوں ایک بات فرمائی۔۔۔ (شور و غل)

MR SPEAKER: Order please.

میاں محمد اسلم اقبال: انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس data noted ہے کہ 67 فیصد لوگوں نے اس الیکشن کو غیر جماعتی بنیادوں پر کروانے کا کہا ہے جب اس کمیٹی میں چار ممبران اپوزیشن کے بیٹھے ہوں اور سو ممبران حکومت کے بیٹھے ہوں تو آپ کس طرح سے ratio نکالیں گے ؟ میں اس چیز کا گواہ ہوں کہ حکومتی بنچوں سے بھی کئی دوستوں نے یہ حق کی بات کی کہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں۔ اسی تناظر میں اپوزیشن نے یہ کالی پٹیاں اپنے بازوؤں پر باندھی ہوئی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، مجھے سمجھ آ گئی ہے، آپ کی مہربانی۔

MIAN MUHAMMAD ASLAM IQBAL: Thank you very much.

جناب سپیکر: جی، احمد شاہ کھگہ صاحب کا سوال ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 36 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع پاکپتن: زکوٰۃ کی مد میں وصول ہونے والی رقم و دیگر تفصیلات

*36: **جناب احمد شاہ کھگہ:** کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع پاکپتن میں سال 2008 تا 2013 کتنی رقم زکوٰۃ کی مد میں وصول ہوئی، تفصیل فراہم کی جائے ؟

(ب) زکوٰۃ کی مد میں وصول ہونے والی رقم سے کتنی زکوٰۃ غرباء میں تقسیم کی گئی؟

(ج) درج بالا سالوں کے دوران زکوٰۃ کی مد میں وصول ہونے والی رقم میں سے کتنی رقم میں خُورد بُرد کا انکشاف ہوا اور ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع زکوٰۃ کمیٹی پاکپتن کو سال 2009 تا 2013 کے دوران زکوٰۃ کی مختلف مدات میں مبلغ 16 کروڑ 46 لاکھ 26 ہزار 855 روپے موصول ہوئے، جس کی سال وار مد وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع پاکپتن میں زکوٰۃ کی مختلف مدات میں وصول ہونیوالی رقم میں سے مبلغ 15 کروڑ 56 لاکھ 97 ہزار 108 روپے مستحقین زکوٰۃ میں تقسیم کئے گئے، جس کی سال وار مد وار تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درج بالا سالوں کے دوران ضلع زکوٰۃ کمیٹی پاکپتن میں زکوٰۃ کی مد میں وصول ہونے والی رقم میں خُورد بُرد کا کوئی انکشاف نہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں منسٹر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ضلع پاکپتن میں زکوٰۃ 15 کروڑ 56 لاکھ 97 ہزار 108 روپے تقسیم کی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔ میاں نصیر احمد صاحب کا سوال نمبر 20 ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں، میرے خیال میں ان کو suffer کرنا چاہئے لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وزیر خوراک صاحب سے بھی پوچھیں کہ وہ late کیوں آئے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، وہ enter ہو گئے تھے لیکن آپ کو پتا ہے کہ راستے میں کچھ رکاوٹیں آتی ہیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں ان کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، بس اس بات کو چھوڑ دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ حکومتی بنچوں کو بھی کوئی بات کرنے دیا کریں۔ آپ بہت اچھا role play کرتے ہیں بعض اوقات آپ بڑی محبت کے ساتھ منسٹر کا جواب بھی خود دے جاتے ہیں وہ آپ کی بڑی شفقت ہے لیکن گزارش ہے کہ وہ تیاری کے ساتھ آئیں اور خود جواب دیں۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا انشاء اللہ۔ جی، ابھی آپ دیکھیں تو سہی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ جو 15 کروڑ 56 لاکھ 97 ہزار 108 روپے کی رقم ضلع پاکپتن میں تقسیم ہوئی ہے۔ فی کس کتنی زکوٰۃ تقسیم ہوئی اور اس کی تقسیم کا criteria کس طرح بنایا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، criteria اور فی کس کتنا دیا گیا؟ اس کی calculation بتائیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ احمد شاہ کھگہ صاحب کا سوال تھا انہوں نے بڑی مہربانی فرمائی اور کہا کہ میں مطمئن ہوں۔ بہر حال میرے فاضل دوست نے جو ابھی بات کی ہے پہلے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ رقم ایک مد میں نہیں جاتی اس کی مختلف مدات ہیں اور مختلف criteria's ہیں۔ اس میں گزارہ الاؤنس ہوتا ہے، اس میں جنرل تعلیمی وظائف ہوتے ہیں، اس میں دینی مدارس کو فنڈ دیئے جاتے ہیں، ہیلتھ کیئر کو دیئے جاتے ہیں، شادی گرانٹ دی جاتی ہے، عید گرانٹ دی جاتی ہے، ٹیکنیکل تعلیمی وظائف دیئے جاتے ہیں اور نابینا افراد کے لئے بھی گزارہ الاؤنس دیا جاتا ہے۔ اس کے لئے جو طریق کار ہے اس میں different amounts دی جاتی ہیں اور سب کو اسی حساب سے جتنی اس علاقہ کے حصے میں رقم آتی ہے، اسی طریقے سے جو ہمارا واضح طریق کار ہے وہ سب کو پتا ہے، اس کے تحت مختلف مدات میں مستحقین کو پیسے دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کو ان کے جواب سے مطمئن ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال ہے کہ یہ تقریباً ساڑھے 15 کروڑ روپے کی رقم ہے، یہ کافی بڑی رقم ہے۔ کیا حکومت کے زیر غور ایسے کوئی پراجیکٹس ہیں کہ لوگوں کو اس طرح تھوڑی تھوڑی رقم تقسیم کر دیتے ہیں۔ مثلاً اس دفعہ جو عید گرانٹ آئی ہے تو بہاولپور میں، میں نے رابطہ کیا کہ کیا پوزیشن ہے تو محکمہ زکوٰۃ کے جو ڈسٹرکٹ آفیسر تھے انہوں نے کہا کہ یہ پانچ، پانچ سو روپے فی کس دیئے جائیں گے اس کا انہیں cheque دیا جائے گا وہ اکاؤنٹ کھلوائیں گے اور اس کے بعد یہ پانچ سو روپے ان کو دیئے جائیں گے۔ بہت سارے cheques ابھی تک ڈسٹرکٹ زکوٰۃ آفس میں موجود ہیں۔ پانچ سو روپے لینے کے لئے اس کا اکاؤنٹ کھلے گا جو ایک ہزار روپے سے کھلتا ہے پھر وہ cheque جمع کروائیں گے یہ بہت lengthy procedure ہوتا ہے ایک تو اس کو آسان کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر!دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا اتنی بڑی رقم سے اس ضلع کے اندر کوئی ایسے پراجیکٹس زیر غور ہیں کہ کچھ لوگ employee ہو جائیں جو مستحق ہیں تاکہ وہ اپنا روزگار خود کمانے کے قابل ہو جائیں اور یہ طریقہ بتدریج ختم ہو جائے۔ مجھے پوچھنا ہے۔

جناب سپیکر: ان کی بات تو ٹھیک ہے اگر آپ اس پر عمل کروادیں تو بہتری آئے گی۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو 15 کروڑ روپے کی رقم ہے یہ ہم پانچ، پانچ سو روپے کر کے distribute نہیں کرتے۔ چونکہ ان کو اس کی تفصیل کا پوری طرح نہیں پتا۔ مجھے اس کی تفصیل بتانی پڑے گی اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کو مطمئن کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بتائیں!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس میں یہ ہوتا ہے کہ جسے ہم گزارہ الاؤنس کہتے ہیں ایک ہزار سے لے کر پانچ سو تک ہمیں جتنے مستحقین ملتے ہیں اس کے مطابق ہمیں تقسیم کرنا پڑتا ہے۔ پہلے میں ان کی بات clear کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے نئے اکاؤنٹس نہیں کھلوانے پڑیں گے جو ان کے اکاؤنٹس پہلے سے کھلے ہوتے ہیں اسی میں ان کو پیسے دیئے جاتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے اس کے علاوہ ٹیکنیکل تعلیمی وظائف ہیں جو VTIs پورے پنجاب میں کھلے ہوئے ہیں ہمارے پاس تقریباً 155 کے قریب کالج ہیں جس میں تقریباً 52 ہزار بچے بچیاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ہم ان کو اڑھائی ہزار روپے ماہانہ دیتے ہیں۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ وہ پانچ سو روپے گھر لے کر جاتے ہیں اور دو ہزار اس ادارے کو pay کرتے ہیں جو ان کی فیس سمجھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ہم عید گرانٹ دیتے ہیں جب عید آتی ہے تب ہم وہاں پیسے release کرتے ہیں اسی طرح شادی گرانٹ ہے جن بچیوں کی شادی ہونی ہوتی ہے یا ہو جاتی ہے اس کی surety لے کر، ان کا نکاح نامہ دیکھ کر، وہاں کے محلے کے لوگوں یا مسجد کے امام سے verification کے بعد ہم ان کو 10 ہزار روپے دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم ہیلتھ کیئر میں دیتے ہیں۔ ہیلتھ کیئر میں ہم تمام ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں زکوٰۃ فنڈ میں ایک رقم بھجواتے ہیں جو مستحقین وہاں پر verification کروا کر آتے ہیں ان کی ایک کمیٹی ہسپتال میں بنی ہوئی ہے جو apply کرتا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم سے میرا علاج کروایا جائے اس کو ہم وہاں پر utilize کرتے ہیں، اس سے ہم بائی پاس اور بڑے بڑے آپریشنز بھی کرواتے ہیں۔ باقاعدہ ایم ایس اس کا ممبر ہوتا ہے، زکوٰۃ و عشر ڈیپارٹمنٹ کا ایک ممبر ہوتا ہے، سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کا ایک نمائندہ ہوتا ہے اور ایک سینئر ڈاکٹر ہوتا ہے وہ چاروں verification کرتے ہیں اس کے بعد ہم ان کو یہ رقم دیتے ہیں۔ اس کے بعد میں یہ بتانا

چاہتاہوں کہ ہمارے پاس پنجاب میں جو رجسٹرڈ دینی مدارس ہیں ان کی strength کے مطابق جتنے بچے وہاں پر پڑھ رہے ہوں، جو ہمارے ساتھ affiliated ہوں اور ان کو ہم نے verify کر دیا ہو، ان کے تعلیمی طریق کار کے مطابق ہم کسی کو 5 لاکھ روپے اور کسی کو 10 لاکھ روپے جتنا ان کا حصہ بنتا ہے ان کو دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم تعلیمی وظائف بھی دیتے ہیں۔ تعلیمی وظائف پرائمری سے لے کر پوسٹ گریجویٹ تک جتنے بھی students ہوتے ہیں، جو اپنے محلہ سے verification کروا کر آتے ہیں کہ یہ poor ہے، اس کے sources نہیں ہیں تو ان کے لئے ہم نے یہ criteria رکھا ہے کہ جو پوسٹ گریجویٹ ہے اس کو ہم 9ہزار روپے دیں گے اور اس سے نیچے 7ہزار روپے دیں گے، جس کی میٹرک تک تعلیم ہے اس کو 5ہزار روپے دیں گے۔ اس طرح ہر کلاس کے مطابق وظائف دیئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہیلتھ کیئر میں، میں ایک اور بات بتانا چاہتا ہوں کہ 42-40 کے قریب ہمارے جو ٹیچنگ ہسپتال ہیں، مثال کے طور پر جیسے پی آئی سی ہے، سروسز ہسپتال ہے یا بڑے ہسپتال ہیں ان سب کو ہم کروڑوں کے حساب سے پیسے دیتے ہیں اور یہاں پر فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے بھی direct پیسے آتے ہیں ان کی عرصہ دراز سے ایک لسٹ بنی ہوئی ہے اس رقم سے وہاں پر مستحقین کے بڑے بڑے آپریشنز ہوتے ہیں جن کے پاس وسائل نہیں ہوتے ان کو ہم یہ رقم provide کرتے ہیں۔ میں یہاں پر یہ بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں، جیسا کہ میرے بھائی نے بھی اس کی نشاندہی کی ہے جو کہ بالکل جائز ہے۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد اس محکمہ کو اب صوبائی level پر لایا گیا ہے، اس کا بل تو ہم نے پچھلی اسمبلی میں ہی پیش کر دیا تھا لیکن چونکہ اسمبلی کی مدت ختم ہو گئی تھی اب اس کو مزید reform کیا جا رہا ہے۔ معزز ممبر فرما رہے ہیں کہ پانچ سو روپے سے تو کچھ نہیں بنتا، اسی طرح سے بچیوں کی شادی کے لئے جو دس ہزار روپے کی گرانٹ دی جاتی ہے اس سے بھی کچھ نہیں بنتا جو کہ ایک حقیقت ہے۔ پہلے ہم فیڈرل گورنمنٹ کی instructions کو follow کر رہے تھے، ان کے قانون کے تحت چل رہے تھے، اب اس میں ترمیم کے لئے بل لے کر آئے ہیں جو پچھلی اسمبلی میں بھی پیش کر دیا گیا تھا کیونکہ اسمبلی کی مدت پوری ہو گئی تھی اس لئے یہ بل واپس چلا گیا تھا۔ اب یہ بل دوبارہ vet ہو کر اسمبلی میں پیش ہونے والا ہے۔ میں ان کی بات سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ یہ رقم تھوڑی ہے، اب ہم تھوڑی رقم کی جگہ زیادہ رقم دینا چاہتے ہیں لیکن اس کے لئے نیا طریق کار بنے گا۔ فیڈرل گورنمنٹ کا پُرانا طریق کار ختم ہو جائے گا اور صوبائی حکومت کا نیا طریق کار نافذ العمل ہو گا تاکہ اس کمی کو دور کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، شکریہ۔اگلا سوال بھی ڈاکٹر صاحب آپ ہی کا ہے۔اس کا نمبر بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 78 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور: کسانوں سے فی بوری تین کلو زائد گندم کی وصولی کی تفصیلات

*78: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں کسانوں سے فی بوری ڈیڑھ کلو سے تین کلو تک زائد گندم وصول کی گئی، جس کی کوئی قیمت کسان کو نہیں دی گئی؟

(ب) یہ زائد گندم کس مد میں لی جاتی ہے اور اس کا کیا جواز ہے؟

(ج) بہاولپور میں زائد گندم کی وصولی کے حوالہ سے کسانوں نے محکمہ انٹی کرپشن میں جو درخواستیں اس رواں سیزن میں دی تھیں محکمہ خوراک کے کن کن اہلکاروں کو محکمہ انٹی کرپشن نے بلایا تھا، اس کا ریکارڈ فراہم کیا جائے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ بہاولپور میں کسانوں سے فی بوری ڈیڑھ کلو سے تین کلو زائد گندم وصول کی گئی اور اس کی قیمت کسانوں کو نہ دی گئی۔ محکمہ خوراک گندم کی خرید 10 فیصد کاٹلہ (Test Weighment) کی بنیاد پر کرتا ہے اور آمدہ وزن کا اندراج GP-3 (کاٹلہ بک) میں کرتا ہے جس پر کسان وزن تسلیم کرنے کے بعد دستخط کرتا ہے اور اسی وزن کے مطابق کسان کو بذریعہ بل ادائیگی کر دی جاتی ہے۔ مزید برآں رواں سال میں کسی کسان نے زائد وزن کی شکایت نہ کی ہے اور ہر سنٹر پر ڈی سی او کا مقرر کردہ نمائندہ سنٹر کوآرڈینیٹر اور مصالحتی کمیٹی ہمہ وقت موجود رہی اور وہاں سے بھی اس قسم کی کوئی شکایت وصول نہ ہوئی ہے۔

(ب) زائد گندم کسی سنٹر پر لی جاتی ہے اور نہ ہی اس کی کوئی مد ہے۔

(ج) زائد گندم کی وصولی کے حوالہ سے محکمہ انٹی کرپشن نے بہاولپور کے کسی بھی اہلکار کو بلایا ہے اور نہ ہی کوئی ریکارڈ طلب کیا۔ اگر اس حوالے سے محکمہ انٹی کرپشن کو کوئی درخواست ملی ہے تو محکمہ انٹی کرپشن نے اس کی اطلاع محکمہ خوراک کو نہ کی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے سوال کیا تھا کہ فی بوری ڈیڑھ کلو سے تین کلو تک محکمہ زائد گندم وصول کرتا ہے۔اس کا جواب تو انہوں نے اس حوالے سے بڑا لمبا چوڑا دے دیا ہے لیکن میری گزارش یہ ہے کہ یہ تو open secret ہے کہ گندم کی ٹرالیاں فوڈ سنٹر پر کھڑی رہتی ہیں جب محکمہ اس کو وصول کرتا ہے تو وہ ان سے bargaining کرتا ہے اور اس کے بعد جب اس حوالے سے مک مکا ہو جاتا ہے تو اس کے بعد پھر ان سے بوریاں وصول کی جاتی ہیں۔اب محکمہ straightaway اس کو refute کر رہا ہے کہ ایسی کوئی شکایت نہیں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ میں یہاں پر contest تو نہیں کرنا چاہتا، اس وقت ماشاء اللہ وزیر خوراک بھی تشریف فرما ہیں لہذا میں آپ کے توسط سے انہیں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ تحصیل بہاولپور کے حوالے سے یہ کوئی انکوائری کمیٹی بنالیں میں اس کو assist کرنے کے لئے تیار ہوں،اس میں اس کی ساری تفصیل بھی آجائے گی۔ کسان جو گندم کاشت کرتا ہے وہ محکمہ مال، خوراک سے کوئی دشمنی مول نہیں لینا چاہتا کیونکہ اگر وہ ایک دفعہ ان کے خلاف application دے گا تو وہ اس کو red mark لگادیں گے اور اگلے سال اس کو کوئی بوری نہیں ملے گی جس سے وہ رُل جائے گا اس لئے یہ چیزیں وہ خود پیش نہیں کر سکتے یہ تو ہمارا کام ہے کہ لوگوں کے جو اس قسم کے مسائل ہیں ان کو یہاں پر اٹھائیں۔

جناب سپیکر: ان کے نوٹس میں یہ بات آگئی ہے، میرے خیال میں وہ اس کا جواب بھی دیں گے، کمیٹی بنانے کی بجائے وزیر موصوف چونکہ محکمہ کے انچارج ہیں، responsibility محکمہ کی ہے اور جہاں کہیں غلط کام ہو رہا ہے اس کو ٹھیک کرنا بھی ان ہی کا کام ہے لہذا وہ خود اس کا نوٹس لیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا کہ آج آپ نے ٹائم پر اجلاس شروع کر دیا، روایت یہ تھی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ٹائم پر شروع نہیں کیا بلکہ آدھ گھنٹہ late کیا ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب والا! روایت یہ تھی کہ ایک گھنٹہ روزانہ اجلاس late شروع ہوتا تھا اس لئے میں کھلے دل سے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی مجبوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے۔۔۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب والا! میں late ہو گیا مجھے اس بات کا افسوس ہے، مجھے ٹائم پر پہنچنا چاہئے تھا۔ میں صرف اس لئے late ہوا کیونکہ میرا خیال تھا کہ اجلاس گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ late شروع ہو گا۔ بہر حال میں دیر سے آنے کی معافی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آئندہ ذرا احتیاط کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): میں تو ٹائم سے پہلے آ جاؤں گا۔

جناب سپیکر: جو ٹائم دیا ہو اس کا خیال رکھیں یہ کسی دن sharp time پر بھی شروع ہو سکتا ہے کہیں آپ embarrassing position میں نہ آ جائیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میرے بھائی نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ جواب دے دیتے ہیں، جواب وزیر کو دینے دیا کریں۔ ہم آپ کو جواب دینا ہی نہیں چاہتے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو سیدھا جواب دے دیں تو وہ مناسب نہیں ہے اور ہم چاہتے بھی نہیں ہیں کیونکہ یہ democracy کا حصہ ہے کہ ہم آپ کو سیدھا جواب نہ دیں اس لئے ہم سپیکر صاحب کی خدمات لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ میں سے کسی کی طرفداری نہیں کرتا، جو بات میرے سامنے آ جاتی ہے اس کو میں آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب والا! ہم انہیں straightaway جواب دینا نہیں چاہتے اور خاص طور پر میاں محمد اسلم صاحب کو ہم straightaway جواب دینا نہیں چاہتے اسی لئے سپیکر صاحب کی خدمات لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب نے جو بات کی ہے اب آپ اس کا جواب دیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): اب جو ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب نے گزارش کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے یہاں پر اپنی بات کی ہے گزارش نہیں کی۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب والا! ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا حکم ہے، ڈاکٹر صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ excess wheat ہوتی ہے اور اس کی payment نہیں کی جاتی، میں اس سلسلے میں

یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جس سنٹر کو بھی ہم procure کرتے ہیں وہاں پر ایک کمیٹی بنی ہوتی ہے اور اس کمیٹی میں ایک گریڈ سترہ کا آفیسر، اسی ڈسٹرکٹ کا جو ایم پی اے ہوتا ہے اس کا ایک نمائندہ وہاں پر موجود ہوتا ہے اور اس کے علاوہ جو grower ہوتا ہے، farmer ہوتا ہے ان کی ایسوسی ایشن کا ایک نمائندہ بھی شامل ہوتا ہے۔ ان تینوں کا جب اس سنٹر کے آفیسر کے ساتھ consensus ہوتا ہے تو اس کے بعد ایک جی پی تھری فارم ہوتا ہے جس کو ڈاکٹر صاحب ضرور جانتے ہوں گے کیونکہ ان کا تعلق بہاولپور سے ہے اس فارم پر اس وقت دستخط ہوتے ہیں جب دونوں فریق متفق ہو جاتے ہیں، جب تک دونوں پارٹیاں وزن پر متفق نہیں ہو جاتیں اس وقت تک farmer sign نہیں کرتا۔ اسی فارم کی base پر اس کو payment ملتی ہے۔ اسی قسم کی کوئی complaint ہمارے پاس موجود نہیں ہے اور اگر کوئی complaint ہے تو وہاں پر جو لوکل کمیٹی بنی ہوئی ہے اس کے پاس جاتی ہے۔

قاضی احمد سعید: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب والا! یہ ضمنی سوال کر سکتے ہیں سوال کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: وہ مجھ سے بات کر رہے ہیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! جب سوال چل رہے ہوں اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: آپ کو بھی پتا ہے، مجھے بھی پتا ہے اور ان کو بھی پتا ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب والا! ہمارا ابھی عمر کا ایک حصہ ان ایوانوں میں گزرا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ مجھ سے بات کریں۔ معزز ممبر کے پاس اگر کوئی particular complaint ہے تو اس کا ازالہ آپ کو کرنا ہو گا۔

قاضی احمد سعید: ٹھیک ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب والا! ہم تو اس کے لئے حاضر ہیں، چونکہ Rules میں پہلے سے موجود ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ سے ایک ایم پی اے لیا جاتا ہے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں معزز ممبر ہمارے colleague ہیں، ہمارے لئے محترم ہیں ہم ان کو بھی اس ڈسٹرکٹ کمیٹی میں شامل کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! محکمہ نے جز(ب) میں جواب دیا ہے کہ حکومت کی منظور شدہ پالیسی "پہلے آئیے، پہلے پائیے" کی بنیاد پر کسان کو باردانہ بحساب آٹھ بوری دیا جاتا ہے، میں یہ عرض کروں گا کہ جب بھی کسی محکمے کے پاس discretion آتی ہے وہیں سے خرابی کا آغاز ہو جاتا ہے۔ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو40لاکھ میٹرک ٹن ہدف مقرر کیا ہے اور اس کی discretion محکمہ مال کو دی ہے، محکمہ مال کا جو پٹواری ہے ظاہر ہے کہ وہ corrupt بھی ہے اور اوپر سے نیچے تک سرکٹ ہاؤس چلنے ہیں، افسران کے دورے بھی بھگتانے ہوتے ہیں، اس طرح وہ کرپشن کرتا ہے جس کا نقصان تو ظاہر ہے اس حوالے سے عوام اور کسان کو ہی ہوتا ہے۔ میں اس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا محکمہ ایسا نہیں کر سکتا کہ جتنی بھی گندم کسان بوتا ہے وہ ساری کی ساری خرید لی جائے اور جو زائد گندم ہے اس کو export کر دیا جائے ۔ ترقی یافتہ ممالک بھی اپنے کسانوں کو اسی طرح facilitate کرتے ہیں۔ حکومت ان کی گندم خرید لیتی ہے اور اگر زائد ہو تو بعد میں اس کو ایکسپورٹ کر دیا جاتا ہے جو خراب ہو جاتی ہے اس کا بھی ان کو معاوضہ دے دیتے ہیں۔ کیا محکمہ اس پر review کرنے کے لئے تیار ہے کہ یہ جو پہلے آئیے اور پہلے پائیے کی بنیاد پر جو discretionary اختیارات ان کو دیتے ہیں وہ ختم کر دیں۔ محکمہ انہار کے پٹواری جو آبیانہ calculate کرتے ہیں، ان کے پاس پورا ریکارڈ ہوتا ہے کہ کس کسان نے کتنی گندم کاشت کی ہے۔ اس حساب سے یہ از خود الاٹ کر دیں کہ اتنی بوریاں ہم نے اس کو دینی ہیں وہ اگر خود نہ لے تو علیحدہ بات ہے لیکن "پہلے آئیے پہلے پائیے" کی بنیاد پر یہ ہوتا ہے کہ محکمہ پہلے discretion استعمال کرتا ہے اور پھر وہیں سے کرپشن کا آغاز ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کے سوال کا جواب مکمل طور پر ڈھونڈا ہے کہ "پہلے آئیے پہلے پائیے" کہیں سے مل جائے لیکن مجھے آپ کے سوالات کے اندر نہیں ملا البتہ کہیں آگے آپ کا سوال ہو اور اس میں

اس کا ذکر ہو تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ وزیر صاحب! معزز ممبر جو propose کر رہے ہیں اس کے بارے میں ان کو satisfied کریں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب والا! حکومت اپنی پالیسی announce کرتی ہے جس کا نام Wheat Procurement Policy ہے اس پالیسی کے تحت گورنمنٹ نے اپنا target fix کیا ہوتا ہے اور اس target کے مطابق گورنمنٹ نے گندم خریدنی ہوتی ہے۔ گورنمنٹ نے اپنے دوسرے معاملات بھی دیکھنے ہوتے ہیں کہ اس کے پاس carry forward stock کتنا پڑا ہوا ہے گورنمنٹ کے پاس storage capacity کتنی ہے، گورنمنٹ کے پاس sources کتنے ہیں، اس کے مطابق چلنا ہوتا ہے۔ بہر حال اللہ کرے کہ اس طرح کی situation آ جائے کہ گورنمنٹ سارے صوبے کے farmers کو یہ آفر کرے کہ جتنی بھی آپ کے پاس crops ہوتی ہے ساری کی ساری ہمیں دے دیں۔ خواہش اچھی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 117 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ: چک فیض آباد کے غریب لوگوں کو زکوٰۃ کی فراہمی کی تفصیلات

*117: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 09-2008 تا سال 13-2012 میں چک فیض آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں کسی بھی یتیم، مسکین، بیوہ اور غریب آدمی کو کوئی زکوٰۃ نہ دی گئی ہے؟

(ب) مذکورہ گاؤں کے لئے گزشتہ پانچ سال میں کتنے فنڈز جاری کئے گئے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گاؤں کے غریب، یتیم، بیوگان کو زکوٰۃ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) پیش خدمت ہے کہ سال 09-2008 تا 13-2012 چک فیض آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی کو ڈ نمبر 1222523 نے مستحقین زکوٰۃ جن میں یتیم، مسکین، بیوہ اور غریب آدمی شامل ہیں کو مبلغ ایک لاکھ 32 ہزار 500 روپے تقسیم کئے۔

(ب) گزشتہ پانچ سال میں دفتر ضلع زکوٰۃ کمیٹی اوکاڑہ کی جانب سے مذکورہ گاؤں کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی کو مبلغ ایک لاکھ 32ہزار 500روپے جاری کئے گئے۔ جس کی سال وار تفصیل حسب ذیل ہے:

سال	جاری کردہ رقم
2008-09	0
2009-10	18ہزار روپے
2010-11	39ہزار روپے
2011-12	24ہزار روپے
2012-13	51ہزار500روپے
میزان	ایک لاکھ32ہزار500روپے

(ج) جواب جز(الف وب) میں دیا جا چکا ہے نیز یہ کہ مذکورہ گاؤں کے مستحقین زکوٰۃ (غریب، مسکین، یتیم، بیوگان) کو آئندہ سالوں میں بھی قواعد کے تحت زکوٰۃ کی تقسیم جاری رہے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا! میں اپنے ضمنی سوال میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ محکمہ نے جواب کے جز(ب) میں 09-2008 کے بارے میں یہ نہیں بتایا گیا کہ کتنی رقم جاری کی گئی، کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ہمیں جو یہ table دیا گیا ہے اس میں جو رقم بڑھتی اور کم ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے اس کی وجوہات کیا ہیں اور کیا وجہ ہے کہ 09-2008 میں یہ رقم بالکل تقسیم نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف صاحب! بتائیں، ادھر تو zero لکھا ہوا ہے۔ میرے خیال میں اس وقت یہ محکمہ آپ کے پاس نہیں ہو گا؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ 09-2008 میں ہماری کمیٹیاں موجود نہیں تھیں اور بغیر کمیٹیوں کے یہ تقسیم نہیں ہو سکتی۔ چونکہ اس وقت نئے الیکشن ہوئے تھے اور نئی کمیٹیاں form نہیں ہوئی تھیں اور یہ کمیٹیاں نہ ہونے کی وجہ سے فیڈرل گورنمنٹ سے ہمیں جو حصہ ملنا تھا وہ نہیں ملا جس وجہ سے وہ تقسیم نہیں ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

MRS AYESHA JAVED: Sir! No more question. Thank you, I am satisfied.

جناب سپیکر: آپ کا بھی شکریہ۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! میں وزیر زکوٰۃ وعشر سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ زکوٰۃ کا نظام بہتر کیا جائے اور اسے کمپیوٹرائزڈ کیا جائے اور کارڈ سسٹم کے تحت زکوٰۃ تقسیم کی جائے تاکہ سائلان کو آسانی ہو۔ گزارہ الاؤنس کی مد میں بیوہ یا غریب عورتوں کو صرف پانچ سو روپیہ دیا جاتا ہے جو کہ آج کل کے مہنگائی کے دور میں بہت کم amount ہے اسے بڑھا کر کم از کم دو ہزار روپے کیا جائے۔ اسی طرح شادی الاؤنس صرف دس ہزار روپے مقرر ہے جو بہت قلیل amount ہے اسے بھی بڑھا کر کم از کم بیس سے پچاس ہزار روپے تک کیا جائے تاکہ کسی کو صحیح فائدہ ہو سکے۔ میں ممبر زکوٰۃ عشر کمیٹی ضلع فیصل آباد بھی ہوں لیکن میں اس میں لوگوں کی خاطر خواہ امداد نہیں کر سکی کیونکہ اس پر ہمارا کوئی اتنا اختیار نہیں ہے۔ لوکل زکوٰۃ کمیٹی کے چیئرمین اپنی مرضی سے اپنے پسندیدہ لوگوں کو دیتے ہیں اور اس میں بھی بعض شکایات مجھے موصول ہوئی ہیں کہ وہ کچھ amount اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کی suggestions آ رہی ہیں۔ آپ اس سوال کے بارے میں ضمنی سوال کریں۔ جب منسٹر صاحب نے ایوان میں یہ مکمل بات کی اس وقت آپ ادھر تشریف فرما تھیں؟ انہوں نے مکمل طور پر وضاحت کر دی ہے۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: میری یہی استدعا ہے کہ کم از کم کارڈ سسٹم بنالیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے پہلے تفصیلی رپورٹ پیش کی تھی اور بتایا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ پیسے کم دیئے جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ نے جو بات کی ہے اور سارے ایوان نے سنا، یقیناً اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ محکمہ ہمارے پاس آیا تو ہم نے باقاعدہ اس کا ایک بل تیار کر کے پچھلی اسمبلی میں پیش کر دیا تھا کہ اس میں amendments required ہیں لیکن پچھلی اسمبلی کی میعاد ختم ہونے کی وجہ سے اس پر قانون سازی نہ ہو سکی۔ اب امید ہے کہ ہم اگلے اجلاس میں بل اسمبلی میں پیش کر کے اسے بالکل ایسی broad base چیزوں پر لے کر آئیں گے۔ جیسے ڈاکٹر صاحبہ پانچ سو روپے کی بات کر رہی ہیں میں یہ پہلے ہی ایوان کو بتا چکا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 88 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گندم خریدنے کی تفصیلات

*88: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) رواں گندم کی فصل میں سے حکومت پنجاب کل کتنی گندم خرید کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) گندم کی خرید کے لئے باردانہ کی کسانوں تک پہنچ کے لئے کیا نظام وضع کیا گیا ہے؟

(ج) سابقہ سال کی کتنی گندم سٹاک میں موجود ہے؟

(د) محکمہ نے اس سیزن میں کتنی فصل کے بونے کا اندازہ لگایا تھا اور کل کتنی فصل عملاً ہوئی ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین)

(الف) حکومت پنجاب نے سکیم 14-2013 میں گندم خریداری کا ہدف 40 لاکھ میٹرک ٹن مقرر کیا۔

(ب) حکومت پنجاب کی منظور شدہ پالیسی "پہلے آیئے پہلے پائیے" کی بنیاد پر کسان کو باردانہ بحساب 8 بوری جیوٹ (100 کلو گرام) یا 16 پولی پراپلین بیگ (50 کلو گرام) فی ایکڑ رقبہ کاشتہ گندم بعد از تصدیق بمطابق ریکارڈ محکمہ مال زمیندار کو زیر نگرانی ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر کے مقرر کردہ نمائندہ گزٹیڈ آفیسر "سنٹر کوآرڈینیٹر" اجراء کیا گیا جس کی زیادہ سے زیادہ حد 200 بوری جیوٹ اور 400 پولی پراپلین تھیلا تھی، اس کے علاوہ کاشتکار کو اس کے استحقاق کے مطابق 5 دنوں کے بعد دوبارہ باردانہ جاری کرنے پر بھی کوئی پابندی نہ تھی۔

(ج) محکمہ خوراک پنجاب کے پاس سابق سال کا 480,460 میٹرک ٹن گندم کا سٹاک موجود ہے۔

(د) محکمہ زراعت سے متعلقہ ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!وزیر موصوف یہ بتائیں کہ فوڈ سکیورٹی کو سامنے رکھتے ہوئے پنجاب کے اندر گندم کا کتنا سٹاک رکھنا ضروری ہے؟

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!UN کی فوڈ سکیورٹی کے حوالے سے about 124kg per person requirement سالانہ ہے۔چونکہ ہم اربن ایریا کو cater کرتے ہیں تو 30 لاکھ میٹرک ٹن گندم reserve میں ہونا ضروری ہے۔

جناب سپیکر:جی، شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہ 30 لاکھ میٹرک ٹن گندم رکھنا ضروری ہے۔ انہوں نے جز(ج) میں بتایا ہے کہ 480460 میٹرک ٹن گندم موجود ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ 30 لاکھ میٹرک ٹن رکھنا ضروری ہے۔ اب اس دفعہ 14-2013 میں خرید کا ٹارگٹ 40 لاکھ میٹرک ٹن ہے۔ وزیر موصوف نے جو utility بتائی ہے کہ per person اتنا رکھنا ہے اور خرچ بھی ہونا ہے اس حوالے سے تو یہ ہدف match نہیں کرتا۔ ہمیں سٹاک میں بھی 30 لاکھ میٹرک ٹن رکھنا ہے اور اس نے سارا سال استعمال بھی ہونا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ disparity ہے اگر حکومت اس ہدف کو بڑھائے گی تو اس سے کسانوں کو فائدہ ہو گا اور فوڈ سکیورٹی بھی ensure ہو جائے گی۔یہاں پر محکمے نے اور وزیر موصوف نے جو جوابات دیئے ہیں اس کے مطابق کیا اس مالی سال 14-2013 میں اس ہدف کو بڑھانے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے یا اس معاملے کو زیر غور لائے گی؟

جناب سپیکر:جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!میں پہلے یہ گزارش کر چکا ہوں کہ ہمارے پچھلے سال کے carry forward بھی 4 لاکھ 80 ہزار میٹرک ٹن کے قریب reserve تھے۔ ضروری نہیں کہ ہمارے پاس ہر وقت 30 لاکھ ٹن کا سٹاک موجود ہو۔ میں نے بتایا کہ پنجاب کے اربن ایریا کی consumption تقریباً اتنی ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت ہمارے پاس 30 لاکھ میٹرک ٹن سٹاک موجود ہو اور اس سے شروع کریں۔ ہمارے پاس پچھلے بھی تقریباً 5 لاکھ میٹرک ٹن reserve موجود تھے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔اگلا سوال فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر476ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: گندم کے گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

***476: جناب فیضان خالد ورک:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں گندم کے گودام کہاں کہاں موجود ہیں، اس وقت ان میں کتنی گندم سٹور ہے، گودام وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنی گندم کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہے؟

(ج) ان گوداموں کے سال12۔2011اور13۔2012کے اخراجات بتائیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں گندم کے گودام حسب ذیل جگہوں پر واقع ہیں اور ان میں ذخیرہ شدہ گندم کی تفصیل سامنے درج ہے مزید برآں پرائیویٹ گوداموں میں بھی گندم سٹور کی گئی ہے۔ان کی تفصیل بھی پیش خدمت ہے۔

نمبر شمار	نام گودام گورنمنٹ / پرائیویٹ گودام	تعداد سرکاری گودام	تعداد گودام پرائیویٹ	سٹور کردہ گندم میٹرک ٹن
1	شیخوپورہ سرکاری	18	-	14686.148
2	خانقاہ ڈوگراں	3	-	23548.884
	میاں امجد پرائیویٹ گودام خانقاہ	-	1	1441.200
3	فاروق آبادی سرکاری	13	-	13715.750
4	صفدر آبادی سرکاری	5	-	5759.400
5	مانانوالہ	8	-	9757.600
6	مریدکے	8	-	5702.00
I	پرائیویٹ الطاف گودام مریدکے	-	1	1092.000
Ii	الدین راکس ملز مریدکے	-	1	717.100
7	نارنگ سرکاری	5	1	5127.300
I	پرائیویٹ لائنگ گرین راکس ملز	-	1	3720.600
Ii	پرائیویٹ الشیخ راکس ملز	-	1	3128.400
Iii	پرائیویٹ باجوہ راکس ملز	-	1	1477.400

8	آبدیاں فلیگ پرائیویٹ گودام لائنگ گرین راکس ملز	-	1	7631.800
9	مقبول پور میانی فلیگ سنٹر	-		
I	پرائیویٹ العزیز راکس ملز	-	1	10.700
	کل ذخیرہ شدہ گندم	-	1	97517.630

(ب) ضلع شیخوپورہ میں کھلے آسمان تلے کوئی گندم ذخیرہ نہ ہے۔

(ج) سرکاری / پرائیویٹ گوداموں کے اخراجات سکیم۔

سکیم	نوعیت	رقم
2011۔12	سرکاری گوداموں کی مرمت	2084659.00روپے
2011۔12	پرائیویٹ گوداموں کا کرایہ	2776075.00روپے
2012۔13	سرکاری گوداموں کی مرمت	1491829.00روپے
2012۔13	پرائیویٹ گوداموں کا کرایہ	2533124.00روپے

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں نے جز(الف) میں پوچھا تھا کہ ان کے گودام کہاں کہاں پر ہیں ان کی تفصیل بتائی جائے۔ انہوں نے تفصیل میں کچھ پرائیویٹ گوداموں کا بھی ذکر کیا ہے لیکن ان میں کچھ پرائیویٹ فلور ملز کے بھی گودام ہیں جن کا کوئی ذکر نہیں ہے شاید وہ شامل نہیں ہیں۔ اس بارے میں وزیر موصوف فرمادیں۔

جناب سپیکر: فلور ملز کے پرائیویٹ گودام کا ذکر نہیں کیا گیا ۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! معزز ممبر اسے detail سے پڑھ لیں میں نے table کیا ہوا ہے اور لکھا ہوا ہے۔ اگر فیضان صاحب تفصیل پڑھ لیں گے تو مل جائیں گے کہ اس میں پرائیویٹ گودام بھی شامل ہیں اور گورنمنٹ کے گودام بھی شامل ہیں۔

جناب سپیکر: کہیں miss ہو گیا ہو گا۔ آپ بتادیں اگر miss ہوا ہے تو مان جائیں گے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے معذرت سے کہوں گا کہ شیخوپورہ میرا ہوم ڈسٹرکٹ ہے اس میں نیشنل فلور ملز، نیشنل فیڈز کے گودام کہیں نہیں ہیں۔ میاں فلور ملز کے مالک میاں امجد صاحب کا نام آیا ہوا ہے باقی کے نام نہیں آئے۔ چلیں خیر ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! خیر ہے، بالکل خیر ہے لیکن یہ چیز دیکھیں کہ ہم نے جو ملز mention کی ہیں ملوں کے گودام سرکاری نہیں ہوتے بلکہ پرائیویٹ ہی ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 477 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: گندم کی خرید کے مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

***477: جناب فیضان خالد ورک:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں گندم کی خرید کے مراکز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران ان مراکز پر کتنی گندم خرید کی گئی؟

(ج) ان مراکز پر کسانوں سے کس ریٹ پر گندم خرید کی گئی اور رقم کی ادائیگی کس طرح اور کتنے عرصہ میں کی گئی؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین)

(الف) ضلع شیخوپورہ میں گندم کے مراکز شیخوپورہ، خانقاہ ڈوگراں، فاروق آباد، صفدر آباد، مانانوالہ، مرید کے، نارنگ (پی آر) اور جھبراں، بھکھی، شرقپور، چک 4، رسالہ، برج اٹاری، مقبول پور میانی، آہدیاں فلیگ سنٹر شامل ہیں۔

(ب) سال 12-2011 اور سال 13-2012 میں ضلع شیخوپورہ میں خرید کی گئی گندم اور مراکز کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام مرکز خرید کردہ گندم	سال 12-2011	سال 13-2012
1	شیخوپورہ	12092.500	11033.860
2	خانقاہ ڈوگراں	13773.500	14846.500
3	فاروق آباد	10422.050	10260.200
4	صفدر آباد	4134.500	4462.300
5	مانانوالہ	6346.300	6240.400
6	مرید کے	8310.900	7905.350
7	نارنگ	11086.000	11527.100
8	جھبراں	4601.550	4334.350
9	بھکھی	1745.650	1763.000
10	چک 4 رسالہ	2389.300	2198.700
11	شرقپور	4660.400	4438.450
12	برج اٹاری	2289.400	2207.500
13	آہدیاں	4158.500	4264.500

14	مقبول پور میانی	5019.400	4491.400
	میزان	91029.950	89973.610

(ج) دوران سال2011-12 میں۔/23750 روپے فی ٹن –/950 روپے فی40 کلو گرام اور سال2012-13 میں۔/26250 روپے فی ٹن۔/1050 روپے فی 40 کلو گرام کے حساب سے کسانوں سے گندم خرید کی گئی، خرید کردہ گندم کی ادائیگی زمینداروں کو فوری طور پر بذریعہ بنک کر دی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں نے جز(ج) میں سوال کیا تھا کہ زمیندار کو payment کیسے کرتے ہیں اور کس ریٹ پر کرتے ہیں۔ چلیں ریٹ تو سمجھ آ گیا لیکن ان کی payment کا طریقہ سمجھ نہیں آیا، پچھلے سال کافی زمینداروں کو مسئلہ رہا ہے۔ چونکہ میں خود بھی زمیندار ہوں اور میں نے دیکھا ہے کہ بہت سارے لوگوں کو کافی پریشانی کا سامنا رہا ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو کہتے ہیں کہ بذریعہ چیک فوری ادائیگی کر دی گئی ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی ایسی مثال ہے یا کوئی particular case ہے تو وہ بتائیں پھر ہم اس کا جواب ان سے لیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! وہ تو ان کی term میں آئے گا تو انہیں بتائیں گے لیکن ابھی تو ان سے طریقہ پوچھ لیتے ہیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! طریق کار تو ان کو لکھ کر دیا تھا وہ میں زبانی بھی بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: فیضان صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! فیضان اپنے بھائی ہیں اس کا طریق کار یہ ہے کہ ہمارے جو سنٹر ہیں وہاں پر جب G BIII فارم پر consensus ہو جاتا ہے کہ یہ weight ہے تو ہم نے اس کے against فوری طور پر اسی سنٹر پر flash کیا ہوتا ہے کہ یہ سنٹر فلاں بنک کے ساتھ deal کرے گا، grower موقع پر جاتا ہے اور جس grower کے پچاس کے قریب bags ہوتے ہیں اسے cash کی صورت میں وہاں پر فوری payment دے دیتے ہیں اور جس کی پچاس سے زیادہ تعداد ہوتی ہے اسے بذریعہ چیک سنٹر کے announce کردہ بنک کے ذریعے فوری payment کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی،ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ جو گندم خرید کرتا ہے پھر اسے فلور ملز کو supply کرتا ہے۔فلور ملز والے جب اسے دھوتے ہیں تو اسے properly سوکھاتے نہیں اور اس میں جو required moisture ہوتا ہے وہ دو تین فیصد زیادہ رکھتے ہیں اس سے straightaway ایک بوری کے اندر دو سے تین کلو کے حساب سے انہیں فائدہ ہو جاتا ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمے کے پاس اس moisture اور جو آٹا بنا کر فروخت کرتے ہیں اسے چیک کرنے کا کیا سسٹم ہے؟

جناب سپیکر:آلہ؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر:آلہ تو موجود ہے۔انہوں نے اس حوالے سے اس کی چیکنگ کا کیا نظام بنایا ہوا ہے؟

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!معزز ممبر کو بتادیں کہ آپ کے پاس moisture check کرنے کے لئے کیا نظام ہے؟آپ سارے معزز ممبران منسٹر صاحب کی بات غور سے سُنیں کیونکہ یہ بات سُننے والی ہے۔معزز ممبر نے بڑا valid ضمنی سوال کیا ہے اور اس کا اچھے طریقے سے جواب دینے کے لئے منسٹر صاحب اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے ہیں۔آپ سب کو انہیں غور سے سُننا چاہئے اگر کسی نے آپس میں باتیں کرنی ہیں تو لابی میں چلے جائیں۔جی،منسٹر صاحب!

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!سنٹر پر ایک نظام موجود ہے جو کہ عرصہ دراز سے چل رہا ہے اور اسے "کاٹلہ" کہتے ہیں۔محکمہ میں آنے سے پہلے میں بھی "کاٹلہ" سے واقف نہیں تھا۔

جناب سپیکر:آپ مجھ سے پوچھ لیتے۔

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!میں آپ سے پوچھنے کے لئے حاضر ہو جاؤں گا۔جب میں نے Test Weighment کے بارے میں پڑھا تو مجھے تھوڑا سا سمجھ آیا کہ Test Weighment کے نام سے ایک سسٹم موجود ہے جو بڑی کامیابی سے چل رہا ہے۔جب کوئی grower آتا ہے تو اس Test Weighment کے ذریعے سنٹر کا انچارج سو bags میں سے دس bags side پر کر لیتا ہے۔اس کے پاس اختیار ہے کہ ان کا weight, quality and moisture دیکھے۔اگر grower کی تسلی نہیں ہوتی اور وہ سمجھتا ہے کہ سنٹر کا انچارج اس کے ساتھ زیادتی کر رہا ہے تو یہی حق اس grower کے پاس ہے کہ وہ بھی اپنی مرضی سے کوئی دس bags چُن کر

ان کا وزن کر لے۔اب دونوں کیweight and quality کی جوaverage نکلتی ہے اسے سنٹر کا انچارج consider کرنے کا پابند ہے۔یہ نظام بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے جسے Test Weighing System کہتے ہیں۔عام زبان میں اس نظام کو "کاٹلہ" کہا جاتا ہے۔اسی سسٹم کے تحت سنٹر انچارج اورgrowerدونوں کاconsensus ہوتا ہے۔وہ اس گندم کاmoisture،اس کی qualityاوراس میں پایا جانے والا بھوسہ یا گند دیکھتے ہیں۔دونوں فریقین کے پاس equal rights ہیں۔چیک کرنے کے لئے دس bags سنٹر کا انچارج اور دس bags کسان لے سکتا ہے۔اس سسٹم کے تحت کوئیconfusion نہیں رہتی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!منسٹر صاحب نے جو بات ابھی اچھے طریقے سےexplain کی ہے اس کی وجہ سے ہماری معلومات میں کچھ اضافہ ہوا ہے لیکن میں نے ضمنی سوال یہ کیا تھا کہ جب محکمہ سے فلور ملوں والے گندم لے کر جاتے ہیں تو وہ پہلے اسے دھوتے ہیں۔گندم کو دھونے کے بعد وہ اسے properly خشک نہیں کرتے اوراس میں طے شدہmoisture کی نسبت زیادہmoisture رکھ دیتے ہیں۔اگر دو تین فیصد زیادہmoisture ہوگا تو اس کے نتیجے میں ایک بوری میں انہیں دو، تین کلو کا فائدہ ہو جائے گا یعنی بوری میں دو یا تین کلو آٹا کم ہو گا۔میں یہ پوچھ رہا تھا کہ اس کو چیک کرنے کا کیا طریق کار ہے؟فلور مل کا مالک تو 40 کلو گرام کا تھیلا فروخت کر رہا ہے لیکن آٹا اس میں 38 کلو گرام ہو گا کیونکہ moisture کی وجہ سے دو کلو تو اس میں پانی گیا ہوا تھا۔عوام کے حقوق کے اُوپر یہ جو ڈکیتی ماری جاتی ہے اس کو چیک کرنے کا محکمہ خوراک کے پاس کیا نظام ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!ابھی ہم نے رمضان بازاروں کے حوالے سے یہ ساری exercise کی تھی اگر بہت زیادہmoisture ہو تو فلور مل کا مالک اس کو storeہی نہیں کر سکتا کیونکہ آٹے میں اگر بہت زیادہmoisture ہو گا تو وہ خراب ہو جائے گا۔بہر حال اگر اس طرح کی کوئی شکایت آتی ہے تو محکمہ اس کے خلاف کارروائی کرتا ہے۔

جناب سپیکر:ڈاکٹر صاحب!کسی نے ایسا کیا ہے تو تین دن کے بعد وہ آٹا خراب ہو جائے گا۔اگر آپ کے پاس کوئی ایساparticular case ہے تو منسٹر صاحب سےdiscuss کر لیں۔ہم سب یہ بات ذہن میں رکھیں کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ "ملاوٹ کرنے والا ہم میں سے نہیں ہے"

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!منسٹر صاحب نے اس حوالے سے ایک جنرل سی بات کر دی ہے اور آپ نے بھی کہا ہے کہ وہ اس کو store نہیں کر سکتا۔یہ کوئی ضروری نہیں ہوتا کہ گندم پیسنے کے بعد فلور

مل کا مالک اس کو store کرے۔ان کے پاس orders ہوتے ہیں لہذا وہ گندم پیسنے اور آٹا بنانے کے بعد فوراً اسے ٹرکوں پر load کر کے آگے دکانداروں کے حوالے کر دیتے ہیں۔اب دکاندار اس کو بیچنے کے ذمہ دار ہیں، کچھ آٹا جلدی فروخت ہو جاتا ہے اور بعض اوقات دو تین دن لگ جاتے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ جو آٹا شروع میں، پہلے دن ہی فروخت ہوا اس کا تو عوام کو نقصان ہو گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ محکمہ کو اس کی checking کا کوئی باقاعدہ نظام بنانا چاہئے۔اس کا random check ہو اور اس کی رپورٹ ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر یا ڈائریکٹر فوڈ کے پاس آئے۔یہ ایک پورا system develop ہونا چاہئے۔ وزیر موصوف تک بھی یہ رپورٹ آئے کہ اس ضلع کے اندر اتنی فلور ملوں کی checking ہوئی ہے اور وہاں پر moisture کی یہ صورتحال ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس طرح کا کوئی نظام وضع کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہے اور منسٹر صاحب اس کا ضرور notice لیں گے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! گندم خریدنے کے سنٹروں پر کسانوں کو گندم کی قیمت کے ڈرافٹ دیئے جاتے ہیں۔ بہت سارے چھوٹے کسانوں کے بنک اکاؤنٹس نہیں ہوتے جس کی وجہ سے انہیں مشکلات پیش آتی ہیں۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ انہیں ایسا چیک دیا جائے جو کہ متعلقہ بنک سے اکاؤنٹ کے بغیر ہی cash ہو جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ بہتر طریقہ نہیں۔اس میں گھپلا ہو سکتا ہے، محکمہ کی بدنامی ہو گی اور کاشتکار بھی پریشان ہوں گے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں عرض کروں کہ ایسی exercise پہلے سے موجود ہے کہ چھوٹے کسانوں کی سہولت کے لئے فوری طور پر وہیں پر cash payment دے دی جاتی ہے۔ ہمارے پاس پہلے ہی یہ provision موجود ہے۔

جناب سپیکر: ویسے میں تو اس کے حق میں نہیں ہوں بہر حال اگر یہ provision پہلے سے موجود ہے تو ٹھیک ہے۔آج کے تمام سوالات take up ہو چکے ہیں۔

نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

لاہور: فلور ملز کے لئے گندم کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*20: **میاں نصیر احمد**: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر فلور مل کے لئے گندم کی فراہمی کے لئے کوٹا مخصوص ہوتا ہے؟

(ب) کیا فلور ملز گندم کی پسائی کرنے کی پابند ہیں یا کہ گندم بھی فروخت کر سکتی ہیں؟

(ج) اگر فلور ملز گندم فروخت نہیں کر سکتیں تو کیا گندم فروخت کرنے والی ملوں کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی جاتی ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) یہ درست ہے کہ ہر فلور ملز کو اس کی منظور کردہ استعداد پسائی کے مطابق گندم کا کوٹا مقرر کیا جاتا ہے۔

(ب) ہر فلور ملز اس بات کی پابند ہے کہ سرکاری گودام سے حاصل کردہ گندم کی پسائی کرے۔

(ج) سرکاری گودام سے حاصل کردہ subsidized گندم فروخت کرنے والی فلور ملز کے خلاف فوڈ گرین (لائسنسنگ کنٹرول) آرڈر 1957 کے تحت اس کا فوڈ گرین لائسنس معطل/کینسل کرنے کے ساتھ متعلقہ تھانہ میں ایف آئی آر بھی درج کروائی جاتی ہے اور سرکاری گندم فروخت کردہ ثابت ہونے پر متعلقہ فلور ملز سے differential price ریکور کی جاتی ہے۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: اب رانا محمد ارشد صاحب مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون(ترمیم)پولیس آرڈر پنجاب مصدرہ2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیا جانا

رانا محمد ارشد: میں یہ رپورٹ پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013

(Bill No.9 of 2013)

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔

تحاریک التوائے کار

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں، چونکہ کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے اس لئے تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ محترمہ کنول نعمان صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے۔ کیا وہ تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں۔ اس کو تھوڑی دیر کے لئے pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب رمیش سنگھ اروڑا کی طرف سے ہے۔ میرے خیال میں وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ درخواست کروں گا کہ ان کی تحریک کو pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: چونکہ یہ دونوں معزز ممبران نئے ہیں اس لئے محترمہ کنول نعمان اور جناب رمیش سنگھ اروڑا کی تحاریک کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ تحاریک التوائے کار مکمل ہو گئیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! آج صبح میں "جیو" نیوز چینل دیکھ رہی تھی جس پر ایک خبر چل رہی تھی کہ عطیہ نامی بچی جو کہ ملتان کی رہنے والی ہے اور اس نے میٹرک کے امتحان میں 940 نمبر حاصل کئے ہیں۔ وہ بڑے اچھے امتیازی نمبروں سے پاس ہوئی ہے لیکن اس کا باپ بہت غریب ہے۔ اس بات

پر ان کی تکرار ہوئی جس کے بعد باپ نے ماں بیٹی دونوں کو گھر سے نکال دیا۔آج کل وہ اسلام آباد میں ہیں۔اس بچی نے حکومت سے appeal کی ہے کہ میں پڑھنا چاہتی ہوں۔وہ غالباً پائلٹ بننا چاہتی ہے تو میری درخواست ہو گی کہ حکومت اس بچی کے تعلیمی اخراجات کا بندوبست کرے۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ ان کی طرف سے تحریری طور پر کوئی چیز لائیں تو ہم اس پر action کروائیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ کل میں نے ڈرون حملوں کے حوالے سے Private Member's Day کے موقع پر اس ایوان کے اندر جو قرارداد پیش کی تھی۔ میں چونکہ اُس قرارداد کا محرک ہوں تو آپ سے میری استدعا ہے کہ میں اپنی اُس قرارداد میں سے کوئی لفظ بھی withdraw نہیں کرنا چاہتا۔ یہ ایوان کی discretion ہے اُس قرارداد کو پاس کرے یا reject کر دے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اس قرارداد کو take up کر لیا جائے اور اُس کے اوپر ایوان فیصلہ دے دے کہ ایوان اس قرارداد کو پاس کرتا ہے یا نہیں؟ بہت شکریہ

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میاں محمد اسلم اقبال نے کہا ہے کہ میں اپنی قرارداد سے کوئی لفظ withdraw کرنے کو تیار ہوں، نہ کوئی addition کرنے کو تیار ہوں تو اگر اُنہیں قائد حزب اختلاف کی کی ہوئی بات سے انحراف ہے یا عدم اعتماد ہے تو یہ معاملہ وہ آپس میں بیٹھ کر حل کریں۔ کل on the floor of the House یہ commitment ہوئی ہے تو قائد حزب اختلاف نے جو وعدہ کیا ہے جب تک وہ بیٹھ کر اس قرارداد میں اُس addition کو نہیں کریں گے اُس وقت تک وہ قرارداد دوبارہ ایوان میں نہیں آ سکتی۔

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!کل جناب وزیر قانون نے کہا تھا کہ ہم اس قرارداد میں تھوڑا سا ردوبدل کرنا چاہتے ہیں، کیا ردوبدل کرنا چاہتے ہیں؟اس کے لئے انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں آج تک کے لئے وقت دے دیں۔آج گیارہ بجے تک ان کی طرف سے ہمارے ساتھ کوئی رابطہ یا بات نہیں ہوئی۔ ہم سب نے محرک سمیت آپس میں بیٹھ کر اس قرارداد کو دوبارہ پڑھا ہے اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس قرارداد میں کوئی ایسا لفظ یا اس طرح کا کوئی جملہ یا فقرہ نہیں ہے جس سے

مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو کسی تضحیک کے پہلو کا سامنا کرنا پڑے یا کوئی اور بات ہو لہذا ہم نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنی اُسی قرارداد اور اُس قرارداد کے الفاظ کے اوپر strict کرتے ہیں اس لئے آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ نے اُسی قرارداد کے اوپر فیصلہ کرنا ہے اُس پر رائے شماری کروانا چاہیں یا میں ایک دفعہ پھر Treasury Benches سے گزارش کروں گا کہ یہ ایک national issue ہے اس کو چھوٹے موٹے مسئلوں کے اوپر ہم اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائیں۔ ڈرون حملوں کے خلاف پوری قوم کی متفقہ آواز ہے کہ امریکہ کو اس کا لائسنس نہیں دیا جا سکتا کہ وہ ہمارے بے گناہ بچوں، خواتین اور لوگوں کو ڈرون حملوں کا نشانہ بناتا رہے اور دہشت گردی کا نام لے کر یہاں پر وہ فساد پھیلائے جس کے reaction کے طور پر آج پورا ملک دہشت گردی کی دلدل میں پھنس چکا ہے تو رانا ثناء اللہ خان اور Treasury Benches سے بھی میری پھر گزارش ہے کہ پوری دُنیا کے اندر یہ ایک اچھا message جائے گا۔ ہم سب نے بیٹھ کر اُس قرارداد کو دوبارہ پڑھا ہے تو اُس کے اندر کوئی قابل اعتراض لفظ نہیں ہے۔ ہم سب کو متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کر کے بھیجنی چاہئے۔ شکریہ

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اپنی طرف سے اُس قرارداد میں کسی اضافے کی بات نہیں کی۔ جب وہ قرارداد میاں محمد اسلم اقبال نے پیش کی تو اُس کی وضاحت میں قائد حزب اختلاف نے کہا کہ ہم تو اُن کوششوں کی تائید کرتے ہیں جو وفاقی حکومت already ڈرون حملوں کو رکوانے کے لئے کر رہی ہے تو میں نے یہی کہا تھا کہ قائد حزب اختلاف نے جو فرمایا ہے اُس ایک لفظ یا اُس ایک لائن کو آپ اس قرارداد کا حصہ بنالیں۔ انہوں نے اس بات کے اوپر اتفاق کیا اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے آپس میں بیٹھ کر کوئی متفقہ فیصلہ کر لیا ہے۔ ان کا آپس میں بیٹھ کر کوئی متفقہ فیصلہ نہیں ہو سکتا جب تک میں ان کے ساتھ متفق نہ ہوں اس لئے یہ نئے سرے سے قرارداد جمع کروائیں اور اگر اُسی قرارداد کو لانا ہے تو پھر ان کا میرے ساتھ متفق ہونا بڑا ضروری ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایوان کے procedure کے اندر یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ معزز ممبر حزبِ اختلاف کا معزز ممبران حزبِ اقتدار کے ساتھ متفق ہونا ضروری ہے؟ میں محرک ہوں تو یہ میرا استحقاق ہے میں اس پر stand کرتا ہوں میں نے ان کی مرضی کے مطابق قرارداد جمع نہیں کروانی۔ یہ ایوان ہے تو یہ اس ایوان کا استحقاق ہے کہ وہ میری قرارداد کو reject کر لے یا accept کر لے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اس قرارداد کو کل تک کے لئے pending کر لیتے ہیں۔ اگر

رانا ثناء اللہ خان کو میری قرارداد پر کوئی اعتراض ہے تو وہ عددی اکثریت کی بنیاد پر اس قرارداد کو rejectکر دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو پہلے اس بات کا خیال نہیں آیا دراصل ان کو یہ خیال بعد میں آیا ہے جب یہ اپنے اپوزیشن چیمبر میں گئے ہیں۔اب بات یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف نے باقاعدہ on the floor of the House میرے ساتھ یہ commitment کی ہے کہ ہم اس قرارداد میں ڈرون حملوں کو روکنے کے حوالے سے وفاقی حکومت کی کوششوں کی تائید سے متعلقہ لائن شامل کر دیتے ہیں۔اب جب بھی یہ قرارداد لائیں گے انہیں یہ الفاظ بیچ میں شامل کرنا پڑیں گے۔جب قائد حزب اختلاف نے اس بات کا وعدہ فرمایا تو اُس وقت میاں محمد اسلم اقبال یہاں پر باقاعدہ موجود تھے۔

قائدِ حزبِ اختلاف(میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!اگر رانا ثناء اللہ خان اس کو اپنی انا کا مسئلہ بنائیں گے تو میرا خیال ہے کہ یہ مناسب نہیں ہے۔محترم وزیر قانون نے کہا کہ ہم اس میں کچھ ردوبدل کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کی طرف سے آج صبح گیارہ بجے تک کوئی رابطہ نہیں ہوا اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ اس قرارداد کو یہاں پر رائے شماری کے لئے پیش کریں۔ہم نے مرکزی حکومت سے ایک مطالبہ کیا ہے تو اس میں جھجک کس بات کی ہے اور اُس میں خوف کس بات کا ہے؟ رانا ثناء اللہ خان صاحب کی منسٹری اسی طرح قائم رہے گی،وہ اسی طرح اپنے فرائض سرانجام دیتے رہیں گے بلکہ اُن کو شاباش ملے گی کہ ہم اوپر دُنیا کو جو دکھانا چاہتے ہیں کہ پنجاب اسمبلی سے اس طرح کی قرارداد پاس ہوئی ہے تو یہ ان کے اپنے لئے بہتر ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!قومی اسمبلی میں بھی اس طرح کی باتیں آتی رہی ہیں۔یہاں پر نئے معزز ممبران آئے ہیں، نئی اسمبلی بنی ہے،نیا مینڈیٹ آیا ہے لہذا ہمیں اس عوام اور اس ایوان نے یہ اختیار دیا ہے کہ ہم اُن کے behalf پر اُن کی بات اس اسمبلی کے اندر کر سکیں۔یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ جب تک قائد حزب اختلاف ان کے ساتھ نہیں بیٹھیں گے تو یہ بات آگے نہیں کریں گے۔اگر اسمبلی کے کسی Rules of Procedure کے اندر یہ بات لکھی گئی ہے تو یہ مجھے پڑھ کر سُنا دیں اور اگر آئین کی کسی کتاب کے اندر یہ لکھا گیا ہے تو مجھے پڑھ کر سُنا دیں میں withdraw کر لوں گا۔گزارش یہ ہے کہ میں محرک ہوں اگر ان کو میری بات اچھی نہیں لگ رہی تو اس کو reject کر دیں۔ان کو کس نے کہا ہے

کہ میری قرارداد کوacceptکریں،اس کوrejectکریں اور فوری کریں۔یہاں پر ان کی عددی اکثریت ہے ان کو اختیار حاصل ہے۔انہوں نے ہر چیز کو بلڈوز کرنا ہوتا ہے وہ کریں۔

جناب سپیکر: بات یہ ہے کہ کل یہ قرارداد آئی تو میں نے آپ دونوں صاحبان سے کہا کہ آپ دو منٹ کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر اس قرارداد کو اچھے طریقے سے لائیں تو آپ کے قائد حزب اختلاف نے بھی مجھے کہا اور وزیر قانون نے بھی کہا کہ اس قرارداد کو کل تک کے لئےadjournکروالیں اور کل ہم بیٹھ کر اس معاملے کو طے کر لیں گے اور ہم ان کی کوئی مخالفت بھی نہیں کر رہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں کہ میاں محمد اسلم اقبال صاحب فرمارہے ہیں کہ آئین میں کہاں لکھا ہے؟ رولز میں کہاں لکھا ہے؟ moral values بھی کچھ ہوتی ہیں اگر قائد حزب اختلافon the floor of the House کوئی بات کریں تو ہم اُس کی honour کرتے ہیں۔ ہم اُس بات کے اوپر بچوں کی طرح ضد نہیں کرتے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اپنی قرارداد withdraw نہیں کروں گا۔ یہ میری قرارداد کو پاس کریں یاrejectکریں ہم اس کو بلڈوز نہیں کرنے دیں گے۔

جناب سپیکر: وہ آپ کی مرضی ہے۔ میں آپ کو compel نہیں کر سکتا لہذا مجھے پھر اس کو پیش کرنا پڑے گا۔ جی، چودھری محمد اقبال صاحب!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ کون سی moral values کی بات کر رہے ہیں کہ امریکہ پاکستانیوں کو شہید کر رہا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order in the House. Order Please! جی، چودھری محمد اقبال صاحب!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ یہ rules کی باتیں کر رہے ہیں، جذباتی باتیں کر رہے ہیں اور اس issue کو جذباتی touch دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ راناصاحب نے نہایت سمجھداری سے اس قرارداد کو oppose نہیں کیا بلکہ یہ وضاحت کی تھی کہ اس پر وفاقی حکومت effort کر رہی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر!ان سے کہیں کہ یہ بات سننے کی بھی عادت ڈالیں۔ یہ جب بات کرتے ہیں تو ہم بڑے حوصلے سے سنتے ہیں۔اس پر وفاقی حکومت نے قرار دادیں بھی پاس کی ہیں۔آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر ایک متفقہ قرار داد لائیں۔اگر متفقہ قرارداد ہو گی تو اس کاweightage بھی زیادہ ہو گا۔یہ ایسی بات نہ کریں قائد حزب اختلاف نے ایکcommitment کی تھی، متفقہ قرارداد لانے سے وہ بھی پوری ہو گی، قرارداد بھی متفقہ طور پر منظور ہو گی اور اس کا weightage بھی زیادہ ہو گا اس لئے براہ کرم اسےnumbers scoring کا مسئلہ نہ بنائیں کہ ہم نےnumbers score کرنے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اگر یہ ایوان کی اقدار کی بات کرتے ہیں تو حکومت بلدیاتی الیکشن جو غیر جماعتی بنیادوں پر کرانے جارہی ہے تو ان کے پارٹی لیڈروں نے بیٹھ کرCOD پر دستخط کئے تھے۔ اگر ایوان کیcommitment کی بات ہے تو یہ یہاں ایسے نہ کرتے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!ہم اس قرارداد کو اگلے منگل پر لے جاتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!نہیں۔

جناب سپیکر: مجھے اپنیeffort کرنے دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے میاں محمد اسلم اقبال اور قائد حزب اختلاف سے گزارش ہے کہ اگر یہ اپنی کل کی کی ہوئی بات سے پیچھے ہٹ رہے ہیں تو پھر ہمیں رولز کے مطابق چلنا چاہئے۔رولز کے مطابق یہ ہے کہ انہوں نے جو قرارداد پیش کی ہے اگر یہ ہمارے ساتھ بیٹھ کر اس میں amendment نہیں لانا چاہتے تو اس میںamendment move کرنے کا تو میرا اختیار ہے۔یہ مجھے موقع دیں میں اس میں amendment move کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد اسے ایوان میں لے آئیں۔انہوں نے میرے ساتھ بیٹھ کر جو معاملہ طے کرنا تھا اس سے یہ پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ میں رولز کے مطابق اپنی amendment move کر دیتا ہوں۔اس کے بعد آپresolution کو take up کر لیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب!آپ کوamendment لانے میں کتنی دیر لگے گی؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آپ اسے کل کے لئے رکھ لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!راناصاحب نئی قرارداد لے آئیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میںamendment by rulesپیش کرنے کا حق رکھتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ ہم نے ایک قرارداد پیش کی ہے جس پر آپ چاہتے ہیں کہ مرکزی حکومت کی ستائش اور قصیدہ گوئی کریں۔ ہم یہاں سارا دن یہی سنتے رہتے ہیں۔آپ ہماری original resolutionکو پیش کریں۔ اگر انہیں احساس ہوتا تو یہ ہمارے ساتھ رابطہ کرتے۔ ہم نے آج صبح تک انتظار کیا کہ آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟آپ نے ایوان میں جو بات کی تھی میں آپ کا وہ انداز بیان کرنا چاہتا ہوں کہ مرکزی حکومت نے جو کیا ہے وہ اس میں ڈال دیں۔ آپ الگ سے مرکزی حکومت کی ستائش کے لئے ایک قرارداد لے آئیں لیکن یہاں پر ہم نے جو قرارداد پیش کی ہے اس پر ہم سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ہم اس میں کسی زیر، زبر اور پیش کی تبدیلی نہیں چاہتے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کو آئندہ منگل تکpending نہ کریں بلکہ اس پر رائے شماری کرالیں۔اگر یہ rejectکرتے ہیں تو اس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ امریکہ سے خوفزدہ کون ہے۔ مرکز میں بیٹھ کر باتیں کرنا ٹھیک ہے لیکن یہاں پر یہ بات کھل کر کرنی ہو گی۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ قومی لیڈرشپ عوام کے سامنے کچھ کہتی ہے لیکن اصل بات ہم پر واضح ہونی چاہئے۔آج حکومتی بنچوں کو کھل کر اس قرارداد کوsupportکرنا چاہئے،اس کی مخالفت کرنی چاہئے اور نہ اس میں کوئی ترمیم دینی چاہئے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میں آپ کی اور قائد حزب اختلاف کی توجہ Rule-120کی طرف دلاؤں گا۔اس میں لکھا ہے کہ:

120. Amendment of Resolution. After a resolution has been moved, a member may, subject to these rules, move an amendment to the resolution.

میںamendment moveکر سکتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!یہ opposeنہ کرتے۔انہوں نےoppose کیا ہے تو اس کے بعد اس پر کوئیamendmentنہیں آسکتی۔

جناب سپیکر:انہوں نےamendmentکے لئےoppose کیا تھا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے قرارداد پیش کی، وزیر قانون صاحب نےoppose کیا، میں نے اس پر اپنا موقف بیان کر دیااور اس کے بعد انہوں نے اپنا موقف بیان کر دیا۔ اس کے بعد ایوان کے پاس اختیار تھا کہ اس نے اس قرارداد کو پاس کرنا ہے یاrejectکرنا ہے۔

جناب سپیکر! آپ ہمارے بھی سپیکر ہیں۔ اگر ہم نے اس ایوان کوsmoothlyچلانا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: but under rulesچلانا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پھر آپ کو اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا ہو گا۔

MR SPEAKER: Can we violate Rule 120, is this possible?

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ انہوں نے کلoppose کیااور اپنی بات کی۔ میں نے اس کےagainstاپنے دلائل دیئے۔ میں نے اپنی بات کر لی اور اس کے بعد بات ختم ہو گئی۔ کیا کل یہاں اس ایوان میں یہ بات کہی گئی تھی کہ ہم ترمیم لے کر آئیں گے؟ نہیں،.answer is noتو پھر کوئی اختیار نہیں ہے۔ آپ اس پر ووٹنگ کرائیں اور بات ختم کریں۔

جناب سپیکر! آپ Custodian of the House ہیں۔ ہم بطور اپوزیشن ہمیشہ آپ کا ساتھ دیتے ہیں۔ یہاں پر دس ممبران بھی بیٹھے ہوں تو ہم کبھی پروا نہیں کرتے اور چُپ کر کے بیٹھ کر ایوان کی کارروائی کا حصہ بنتے ہیں اور اس کارروائی میں قطعاً مداخلت نہیں کرتے کہ اس طرح عوام تک اچھاmessage نہیں جائے گا۔ اگر ہم کورم کی نشاندہی کریں تو کوئی اچھاmessage نہیں جائے گا۔ ہم پورا تعاون کرتے ہیں لیکن یہ عوام کاissue ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم نے حق کی بات کی ہے اس لئے ایوان کی گنتی اور رائے شماری کرائی جائے۔

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! یہ جنرل مشرف کے دَور میں یہاں تھے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بیٹھیں۔ کیا کر رہی ہیں آپ؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے جب اس resolution کو oppose کیا اور oppose کرنے کے ساتھ اپنا point of view ایوان کے سامنے رکھا تو اس پر اپوزیشن لیڈر کھڑے ہوئے جنہوں نے یہ فرمایا کہ جو یہ کہہ

رہے ہیں ہم اس کے مطابق اس resolution کو amend کر کے کل پیش کر دیں گے یعنی کل amendment کی بات ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): یعنی amendment کی بات ہوئی تھی تو یہ قرارداد آج کے لئے adjourn ہوئی تھی ورنہ کل ہی اس پر voting ہو جاتی۔اب اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم amendment کو اپنی resolution کا حصہ نہیں بنانا چاہتے تو Rule 120 کے تحت مجھے آپ اجازت دیں، میں amendment move کر دیتا ہوں اس کے بعد آپ اس پر voting کروالیں۔یہ تو سیدھی سی بات ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اگر کل کی بات پر قائم رہنا ہے اور آپ نے ایوان چلانا ہے تو ہم لفظوں میں ہیر پھیر کر دیتے ہیں۔جہاں لفظ "مطالبہ "لکھا ہوا ہے وہاں ہم "پُرزور مطالبہ "لکھ دیتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔اگر لفظوں میں ہی ہیر پھیر کرنا ہے تو وہ ہم کر دیتے ہیں کیونکہ mover تو میں ہی ہوں۔

جناب سپیکر: پھر وہ متفقہ فیصلہ نہیں ہو گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں اس قرارداد کا mover ہوں۔

جناب سپیکر: ایسے پھر متفقہ نہیں ہو گا۔آپ میری بات سنیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ اگر آپ نے حکومتی بنچوں کا ساتھ دینا ہے تو میں پھر باہر چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔میں کیوں آپ کو باہر جانے کی بات کروں؟ بات یہ ہے کہ آج کے لئے اس کو جو pending کیا تھا وہ اسی لئے کیا تھا کہ آپ کی آپس میں negotiation بقول اپوزیشن لیڈر صاحب کے ہو جائے۔میں نے پہلے دو منٹ کی بات کی تھی کہ آپ دو منٹ میں ایک دوسرے کے ساتھ بات کر لیں اس کے بعد ہم اس کو پاس کریں گے۔پھر اپوزیشن لیڈر صاحب نے جب بات کی تو میں نے ان کی بات کو تسلیم کیا اور آج کے لئے اس قرارداد کو adjourn کر دیا۔اب میری گزارش سنیں کہ دونوں طرف سے یہ gesture اچھا نہیں ہے اور میں اس حوالے سے دونوں اطراف سے گزارش کروں گا۔ان

کا بھی قانونی نکتہ ٹھیک ہے کیونکہ Rule 120 اس میں applicable ہے کہ وہ اپنی amendment کر سکتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پھر یہ amendment کل ہی کر لیتے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ کل تو گزر چکی ہے لیکن میں آپ کو ایک موقع کل تک کے لئے مزید دیتا ہوں لہذا آپ اس کو قبول کریں اور مہربانی کریں۔ اس سے اچھا طریقہ بن جائے گا۔ اس قرارداد کو آنے دیں کیونکہ یہ آپ کے لئے فائدہ مند ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ عوام کا منتخب ایوان ہے۔ گزارش یہ ہے کہ لفظ "مطالبہ" سے کسی شاہی خاندان کی کوئی رسوائی نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر: ہم ان کے بارے میں بات ہی نہیں کر رہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری عرض سنیں۔

جناب سپیکر: امریکہ کی favour میں کوئی نہیں ہے حتیٰ کہ قومی اسمبلی بھی اس کی favour میں نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلیاں اور تمام عوام اسے دیکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہاں کوئی favour میں نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! لفظ "مطالبہ" سے کیا مطلب ہے؟ ہم عوام ہیں کوئی رعایا نہیں ہیں اور عوام اپنے حکمرانوں سے مطالبہ کیا کرتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میرے بھائی! آپ کو نہیں پتا اس لئے آپ ذرا آرام سے بات کریں۔

جناب محمد تجمل حسین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ مجھے اُن سے بات کرنے دیں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! تہذیب بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو چھوڑیں۔ آپ کہاں کی بات کہاں لے جاتے ہیں؟ میاں صاحب! میں اس کو کل تک کے لئے pending کرتا ہوں۔ وہ amendment لے آئیں، آپ دونوں بیٹھ کر طے کر لیں اور متفقہ طور پر اسے لے آئیں۔ میں اس کو کل تک کے لئے pending کرتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اگر آپ اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ آپ اس کو پیش نہ کریں لہذاآپ حکم کریں۔ مجھے پتا ہے کہ آپ نے اس کو پیش نہیں ہونے دینا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ میں ایسی بات نہیں کرتا۔Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 کے Rule 120 کے تحت amendment کی اجازت دی جارہی ہے۔ راناصاحب!آپ کل اپنی amendment پیش کریں گے لیکن آپ کو قائد حزب اختلاف سے رابطہ کرنا چاہئے۔ اگر نہیں کرنا چاہتے تو میں اپنے پاس آپ دونوں حضرات کو ٹائم دیتا ہوں۔ قائد حزب اختلاف اور آپ دونوں میرے پاس آئیں گے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آج جب اجلاس adjourn ہو تو آپ اپنے چیمبر میں ٹائم رکھ لیں۔ میں اور قائد حزب اختلاف آپ کے پاس بیٹھ جائیں گے اور اس amendment کے issue کو resolve کرلیں گے۔

جناب سپیکر: جی، میرے پاس آپ تشریف لائیں اس کے لئے میں آپ سے request کرتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں as a mover اس میں کوئی change نہیں چاہتا۔ میری رائے پر کوئی بھی اپنا فیصلہ مسلط نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: پھر اس پر انہیں اپنی amendment لانے دیں۔ آپ کی بھی قرارداد آئے گی اور ان کی بھی آئے گی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرے جذبات پر کوئی اپنا فیصلہ مسلط نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: اب میں نے یہ بات کر لی ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آپ کے پاس اپوزیشن لیڈر اور محرک آ جائیں۔ اگر ان کو amendment قابل قبول نہیں ہو گی تو یہ وہاں پر اس بات کو تسلیم نہ کریں تب میں اپنی amendment اسمبلی سیکرٹریٹ میں move کر دوں گا جو کل یہاں پر table ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ تسلیم کرلیں گے۔ اس حوالے سے وہاں پر بات ہو گی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اپنے اپوزیشن لیڈر سے بھی گزارش کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپوزیشن لیڈر صاحب کو dictate نہ کروائیں اور یہ بات اچھی نہیں لگی۔ آپ ان سے علیحدہ request کر لیں لیکن یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ اس اجلاس کے بعد ہم بیٹھ کر بات کریں گے تو انشاء اللہ یہ معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

Now, we take up the Punjab Local Government Bill 2013 (Bill No. 5 of 2013).

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہاں پر Rules کو bulldoze کرنے پر ہم ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ Rules اپنی جگہ پر موجود ہیں and none can bulldoze them یہ آپ کی amendments ہیں ان کو تو سنیں۔ آپ کی amendments ہیں اور میں نے قائد حزب اختلاف سے بات کی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: اگر آپ نے حکومتی بنچوں پر بیٹھے ممبران کی بات سننی ہے تو پھر ہم ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ایسا نہ کریں۔ آپ کی مہربانی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ کر گئے)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوٹے لوٹے" کی آوازیں)

No comments. ملک ندیم کامران صاحب! آپ انہیں لے کر آئیں۔

معزز ممبران: انہوں نے ٹوکن واک آؤٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا ٹوکن واک آؤٹ کیا ہے؟ Let them come, then we will start اپوزیشن کے تمام حضرات سے میری درخواست ہے کہ ایوان میں تشریف لائیں تاکہ سرکاری کارروائی شروع کی جائے اور آپ کی amendments کے بارے میں بھی بات کی جائے۔ قائد حزب اختلاف سے ایک دفعہ پھر میری پُرزور التماس ہے کہ ان کا ٹوکن بائیکاٹ مکمل ہو چکا ہے اس لئے اب ایوان میں تشریف

لے آئیں تاکہ ہم سرکاری کارروائی شروع کر سکیں۔ میں گزارش کر رہا ہوں کہ آپ ایوان کے اندر تشریف لے آئیں۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اپوزیشن کو منانے کے لئے اس ایوان کے معزز ممبران پر مشتمل کوئی وفد بھیجا جائے۔

جناب سپیکر: میں ملک ندیم کامران صاحب، راجہ اشفاق سرور صاحب اور کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ صاحب سے request کرتا ہوں کہ وہ اپوزیشن کے ساتھ مذاکرات کر کے انہیں ایوان میں منا کر لائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کی طرف سے بنائی گئی وزارتی ٹیم
اپوزیشن کو منانے کے لئے ایوان سے باہر گئی)

(معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: Welcome back, thank you.

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں اپوزیشن لیڈر اور اپوزیشن کے تمام ممبران کا نہایت شکر گزار ہوں کہ جب آپ نے یہ کمیٹی اُن کے پاس بھیجی تو انہوں نے کہا کہ ہم بالکل آئیں گے، اس بحث میں حصہ لیں گے اور ہم جو بھی ایوان کے interest میں کر سکتے ہیں وہ کریں گے۔ میں ایک بار پھر اپوزیشن لیڈر اور اپوزیشن کے ممبران کا نہایت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہماری بات مانی اور ایوان میں تشریف لائے۔

جناب سپیکر: جی، ان کا بہت شکریہ۔

مسودہ قانون کو زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Local Government Bill 2013. Minister for Law may move the motion for suspension of rules. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Local Government Bill 2013."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Local Government Bill 2013."

The motion moved and the question is:

> "That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Local Government Bill 2013."

(The motion was carried.)

(Applause)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2013

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Local Government Bill, 2013. First reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Siddique Khan, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan

Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Qazi Ahmad Saeed, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mr Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmed, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Who is to move it? Now, you may move it. One of you should move it.

LEADER OF THE OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That The Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، محترم! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں جو آپ میں سے کرنا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس Bill کا نام Local Government Bill نہیں ہونا چاہئے تھا کیونکہ گورنمنٹ نام کی کوئی چیز اس Bill کے اندر ہمیں نظر نہیں آئی اس لئے اس کا نام Services Delivery System ہونا چاہئے جو کہ سینٹری ورکر، خاکروب اور streetlights وغیرہ کی دیکھ بھال کرے اور لوگوں کو services فراہم کرے۔ Constitution کی شق (140-A) کے تحت یہ گورنمنٹ کا third tier ہے جس میں آئین پاکستان نے واضح طور پر یہ کہا کہ ان حکومتوں کو powers devolve کی جائیں اور ان حکومتوں کو

administrative, political and financial powers دی جائیں لیکن بد قسمتی کے ساتھ خود وزیر قانون بھی نجی طور پر اس کا اعتراف کرتے رہے ہیں کہ یہ لوکل گورنمنٹ نہیں ہے یہ تو ہم لوکل باڈیز بنانے جارہے ہیں۔ کاش! یہ پہلی دفعہ اس انتہائی اہم tier کے بارے میں، اس گورنمنٹ کے بارے میں اور جمہوریت کے ثمرات کو عوام تک پہنچانے کے بارے میں یہ ایوان legislation کرنے جا رہا ہوتا۔ کاش کہ ہم سنجیدگی کے ساتھ آئین کی اس spirit کو سامنے رکھتے ہوئے بلدیات کا حقیقی معنوں میں ایک ایسا نظام اور ایک ایسا Bill یہاں پر پاس کرتے کہ جس سے حقیقی معنوں میں اختیارات عوام کے منتخب نمائندوں تک پہنچتے۔ ہمارے پڑوس میں، South Asian Countries کو دیکھ لیجئے، so much so بنگلہ دیش، سری لنکا، انڈیا کی کیرالا state کو دیکھ لیجئے، ترکی کو دیکھ لیجئے اور آپ یورپی ممالک کو دیکھ لیں، لندن میں county system کو دیکھ لیجئے، سویڈن کو دیکھ لیجئے. جہاں پر بہترین طریقے کے ساتھ یہ سسٹم چل رہا ہے، یہ گورنمنٹ کا third tier جو empowered ہے اور جس میں روزمرہ کے مسائل سے عوام کو روزانہ واسطہ پڑتا ہے وہ بڑی خوبصورتی کے ساتھ حل ہو رہے ہیں، ان پر legislators اپنا کام کرتے رہتے ہیں اور ان کا یہ سسٹم کبھی discontinue نہیں ہوتا۔ اس میں کمیونٹی کو involve کیا جاتا ہے، ان کو empower کیا جاتا ہے اور عوام کے مسائل ان کی دہلیز پر حل کرنے کی جو spirit ہے ہمارا Constitution بھی یہ کہتا ہے لیکن بد قسمتی کے ساتھ Bill کے اندر powers کو share کرنے کی بجائے عوام کو empower کرنے کی بجائے اور ان بلدیاتی اداروں کو بااختیار بنانے کی بجائے پھر power کا ارتکاز کر دیا گیا۔ اس میں مختلف دفعات ایسی ڈال دی گئی ہیں کہ جن سے اس کا حلیہ بگڑ گیا ہے اس لئے کسی طور پر بھی اس کو لوکل گورنمنٹ Bill کہنا مناسب نہیں ہے اس کو services delivery Bill کہا جا سکتا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! ہم نے بڑی سنجیدگی اور متانت کے ساتھ سپیشل کمیٹی کی meetings میں شرکت کی۔ اس میں اپوزیشن کی طرف سے ہمارے چار ممبران نے اس احساس کے ساتھ بھرپور شرکت کی کہ یہ لمحات اور یہ دن تاریخ ساز بن سکتے ہیں۔ اگر ہم آئین پاکستان کی اس spirit اور آرٹیکل کو سامنے رکھتے ہوئے یہ legislation کریں۔ میں اپنے دوستوں کو جو سپیشل کمیٹی کے ممبران تھے انہیں بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے رمضان کے اندر دور دراز علاقوں میں جانے کی بجائے اس کمیٹی کی meetings کو attend کیا۔ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ اس کے آغاز میں ہم نے جن باتوں پر

emphasize کیا اس میں نوجوانوں کے نمائندوں کی بات تھی۔ ہمارے راولپنڈی کے معزز ممبر جناب آصف صاحب نے بھرپور طریقے سے بات کی اور ہم نے بھی کمیٹی میں بات کی۔اس میں خاتون کی ایک نشست رکھی گئی تھی ہم نے وہاں پر بات کر کے کہا کہ خواتین کی seats میں اضافہ ہونا چاہئے۔ Later on ٹریژری بنچوں کی خواتین نے بھی ہماری آواز کے ساتھ اپنی آواز ملائی۔ ہم نے پھر multiple system پر بات کی اور انہیں convince کیا کہ یہ چھوٹے وارڈ بنانے پر یہاں بہت complications آئیں گی تو یہ multiple system آجائے۔اس طرح یونین کونسل کے direct الیکشن پر بھی ہم نے اپنا بھرپور input دیا لیکن بات اصل میں یہ ہے کہ composition کی حد تک تو ہماری بات سنی گئی، جزوی، فروعی اور چھوٹی باتوں پر بڑا دھیان دیا گیا اور کئی کئی دن لگائے گئے لیکن Bill کی جو اصل روح تھی، قانون کا جو اصل منشا تھا، قانون کا جو اصل تقاضا تھا، ان اداروں کو empower کرنے کی بات تھی، power کو devolve کرنے کی جو بات تھی، institutions کو بنانے کی جو بات تھی ان کو دوام دینے کے لئے ایسی قانون سازی جس سے حقیقی معنوں میں گورنمنٹ کے third tier کو protection ملتی اور عوام اپنے مسائل آپ حل کرتے۔ ٹریژری بنچز نے اس کی طرف ہماری کسی بات پر دھیان نہیں دیا۔ بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ اس میں اس Bill کے اندر 18 Clause میں انہوں نے کہا کہ غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات ہوں گے۔ ہم سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مرکز میں بھی ان کی حکومت ہے اور پنجاب میں دو تہائی سے زیادہ اکثریت ان کے پاس ہے پھر ڈر اور خوف کس بات کا؟ ابھی moral ethics کی بات ہو رہی تھی اور میثاق جمہوریت میں ان کے قائد نے خود لکھا دیا ہے کہ جماعتی بنیادوں پر انتخابات ہوں گے۔ اب یہ فرار کیوں چاہتے ہیں، کس چیز کا خوف ہے اور جماعتی بنیادوں پر انتخابات کیوں نہیں ہو رہے؟ جب باقی تینوں صوبے انتخابات جماعتی بنیادوں پر کروانے جا رہے ہیں تو پھر تاریخ کا پہیہ پیچھے کی طرف نہیں گھومنا چاہئے۔ یہ ایک تاریخی اور سنہری موقع تھا کہ مسلم لیگ (ن) اس کو endorse کرتی، جماعتی بنیادوں پر انتخابات ہوتے اور یہ ذات برادری، دھونس دھاندلی، حکومت کی ترغیبات اور دیگر باتوں سے پاک یہ ادارے وجود میں آتے لیکن غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کروا کے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بڑا ظلم کیا گیا ہے۔ یہ جمہوریت کے لئے زہر قاتل ہو گا اور یہ ان اداروں کے لئے زہر قاتل ہو گا کہ جو لوگ بھی جیتیں گے۔ حکومت نے صرف اپنے عارضی فائدے حاصل کرنے کے لئے اور اس ڈر سے کہ urbanized areas کے اندر انہیں مشکلات پیش آسکتی ہیں انہوں نے یہ غیر جماعتی انتخابات کی کلاز اس میں ڈالی ہے جو کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میثاق جمہوریت کے

بھی خلاف ہے اور آج کے ترقی یافتہ دور میں اس طرح کی بات کرنا جمہوری اداروں کی نفی کرنے کے مترادف ہے۔

جناب سپیکر!اس میں Clauses 92 to 95 ایجوکیشن اور ہیلتھ اتھارٹیز،آپ مجھے بتایئے کہ اگر کسی بلدیاتی ادارے سے،ڈسٹرکٹ کونسل سے،میئر سے میونسپل کارپوریشن سے، میٹروپولٹین کارپوریشن سے۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:لاء منسٹر صاحب بات کرنا چاہ رہے ہیں۔جی،لاء منسٹر صاحب!فرمائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میری قائد حزب اختلاف سے گزارش ہے کہ شاید اس پورے بل میں جو انہوں نے amendments دی ہیں ان سب کو اسی ایک amendment میں discuss کرنا چاہتے ہیں۔مثال کے طور پر انہوں نے party and non party basis پر الیکشن کروانے کی بات کی ہے۔انہوں نے اس میں جو amendment دی ہے وہ amendment move کریں،اس پر بات کریں اس کو میں answer کروں گا۔ سپیشل کمیٹی میں اس کے اوپر discussions ہوئی ہیں،کیوں کر یہ معزز ایوان یا سپیشل کمیٹی اس نتیجے پر پہنچی؟انہوں نے ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹی کی بات شروع کی ہے،انہوں نے اس کے متعلق amendment دی ہوئی ہے،جب وہ amendment آئے گی اس وقت اس پر بات ہو گی۔ اس وقت انہوں نے جو amendment دی ہے صرف اس پر گفتگو فرمائیں، سپیشل کمیٹی کی discussions اور اس ایوان میں discussions کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ اسے اخبارات میں یا دوسرے طریقوں سے مشتہر کیا جائے تاکہ عوام کی رائے حاصل کی جائے۔ وہ اس وقت صرف اس amendment پر بات کرتے ہوئے فرمائیں کہ اس ایوان کے ہوتے ہوئے یہ کیوں ضروری ہے کہ اس پر ووٹنگ ہو اور اس کے بعد جیسے جیسے ان کی amendments موجود ہیں وہ اس پر بات کریں پھر اس کا proper طریقے سے جواب دیا جا سکے گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!Rules میں ایسا کسی جگہ نہیں لکھا،first reading میں ہم کھل کر اس سارے بل پر بات کر سکتے ہیں۔میں نہیں سمجھتا کہ وزیر قانون کو اس طرح سے interrupt کرنا چاہئے تھا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! یہ amendment پر گفتگو کر رہے ہیں، first reading پر نہیں کر رہے انہوں نے یہ amendment move کی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر! ہم amendment پر بات کریں گے اور ہمارا Clause wise discussion کا حق بھی محفوظ ہے، رانا صاحب آپ مجھے اس amendment پر overall بات کرنے دیں۔ میں نے پہلے اس پر بات نہیں کی ہمارے مختلف ممبران نے اس پر بات کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی قانونی رکاوٹ نہیں ہے کہ میں اس بل پر اس amendment کے حوالے سے بات نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر! شکریہ۔ انہوں نے ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹی کے نام سے اس بل کی 92 سے 95 تک جو Clauses ہیں ان کے تحت بلدیاتی اداروں کے دائرہ اختیار سے تعلیم اور صحت سے متعلق انتہائی ضروری چیزوں کو exclude کر دیا ہے جو کسی بھی پاکستانی شہری کا بنیادی حق ہوتا ہے۔ یہ لمحہ فکریہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک منتخب نمائندہ جو یونین کونسل میں بیٹھا ہو، میونسپل کمیٹی میں بیٹھا ہو، ڈسٹرکٹ کونسل میں بیٹھا ہو یا میٹروپولیٹن سٹی میں بیٹھا ہو جو درد منتخب نمائندے کو ہو سکتا ہے، جس طرح سے وہ صحت اور تعلیم کے مسائل سے باخبر ہو سکتا ہے، ان مسائل کو حل کرنے کے لئے جتنی زیادہ وہ شعوری کوشش کر سکتا ہے کوئی اور نہیں کر سکتا لہذا میری سمجھ سے باہر ہے کہ صحت اور تعلیم جیسی بنیادی چیزیں جن کے اوپر ان اداروں کو empower کرنا چاہئے تھا، ان اداروں کو ذمہ دار ٹھہرانا چاہئے تھا ان اداروں کو مکمل طور پر ان دونوں محکموں کے حوالے کرنا چاہئے تھا مگر بد قسمتی سے حکومت نے یہاں پر بھی اتھارٹیز کا سہارا لے کر اسے مکمل طور پر بے اثر، بے اختیار اور نمائشی کر دیا ہے۔ یہ آپ کی ڈسٹرکٹ کونسلیں اور بلدیاتی ادارے ہوں گے جن کے پاس دو بنیادی شعبے صحت اور تعلیم سے متعلق اختیارات نہیں ہوں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طور پر بھی عوام کی favour کی بات نہیں ہو گی۔ اس سے آگے Clause 23 پنجاب لوکل گورنمنٹ کمیشن بنا کر آئین کے آرٹیکل 58(2)(B) کی تلوار اس کمیشن کے ہاتھ میں تھما دی گئی ہے کہ یہ کمیشن جب چاہے کسی میئر یا ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین کی suspension کر سکتا ہے، اسے گھر بھیج سکتا ہے اور اسے فارغ کر سکتا ہے پھر اس کمیشن کو یہ بھی authorize کر دیا گیا ہے کہ وہ Legislators, MNAs,

MPAs and Senators کو پابند کرتا ہے کہ جو ترقیاتی سکیمیں ہیں اور باقی سارے کام ہیں ان لوگوں کو on board لیں اور اُن کی مشاورت اور consultation کے ساتھ ان کی monitoring کے ساتھ ان کو ساتھ لے کر چلیں گے، اگر یہ سارا کچھ ہونا ہے ہم تو پہلے ہی یہ رونا رو رہے ہیں کہ یہ جو ایک ایک، دو دو کروڑ روپے کی سکیمیں آپ ایم پی اے اور ایم این اے حضرات کو دیتے ہیں خدارا یہ ایم پی اے اور ایم این اے حضرات کا کام نہیں ہے یہ بلدیاتی اداروں کے کام ہیں۔اب بد قسمتی کے ساتھ، یہ انتہائی افسوسناک بات ہے، یہ سیاہ دن ہے کہ اس بل کے اوپر ہم پھر legislators کو باقاعدہ empower کر رہے ہیں اور ان کو ذمہ داریاں دے رہے ہیں کہ وہ نالیاں بنائیں، گلیاں بنائیں، سکول بنائیں، پُلیاں بنائیں، دیواریں بنائیں، قبرستان بنائیں، ان کی چار دیواریاں بنائیں، اگر ہم اپنے legislators کو دوبارہ انہی باتوں کی طرف موڑنا چاہتے ہیں تو پھر اس صوبے کا اور اس ملک کا اللہ حافظ ہے، جو ہمارے کرنے کا اصل کام ہے وہ قانون سازی ہے، بیوروکریٹس کو کھلی آزادی ہے، بجٹ بناتے وقت ہمارے مسائل پر، شہروں کے مسائل پر، صوبے کے مسائل پر اور نہ ہی ملک کے مسائل پر ہمیں کچھ پتا ہوتا ہے، ہمیں اس بل کے ذریعے اپنے legislators کو نالیوں، گلیوں اور سڑکوں سے باہر نکالنا چاہئے تھا مگر آج ہمیں دوبارہ ان نالیوں اور گلیوں میں دھکیلا جا رہا ہے۔اس پر ہم احتجاج کرتے ہیں، کسی صورت بھی لوکل گورنمنٹ کمیشن کو یہ اختیار نہیں دینا چاہئے تھا جس طرح وزیراعلیٰ اور وزیراعظم کے اوپر آپ نے یہ کہا کہ آرٹیکل 58(2)(b) ایک تلوار ہے، وہ غلط ہے۔ایک elected Prime Minister کو کس طرح سے صدر پاکستان فارغ کر سکتے ہیں، گھر بھیج سکتے ہیں تو اس کمیشن جس میں زیادہ تعداد بیوروکریٹس کی ہے تو یہ کیا مذاق ہے اور کیا آپ قوم کے منتخب نمائندوں کو میٹروپولیٹن کارپوریشن کے میئرز اور ڈسٹرکٹ میونسپل کارپوریشن اور ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین کو لوکل گورنمنٹ کمیشن کے چند کارپُرداز جس میں بیوروکریٹس ہوں گے معطل کر کے گھر بھیج سکیں گے؟ یہ جمہوریت کی نفی ہے، یہ ان اداروں کی توہین ہے ان کو یہ اختیار دینا کسی طور پر بھی ٹھیک نہیں ہے۔اس میں ایک اور مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ آپ نے ادارے بنا دیئے مگر ان کے پاس اختیار کوئی نہیں ہے۔اس کے بعد ان اداروں کو جب آپ ختم کریں گے تو اس حوالے سے یہ بل خاموش ہے کہ کیا ہو گا اگر اسمبلی ٹوٹے تو یہ ضروری ہے کہ نوے دن کے اندر انتخابات کروائے جائیں لیکن یہ بل خاموش ہے، اگر یہ ادارے اپنی مدت پوری کرتے ہیں تو کیا ہو گا؟ ایڈمنسٹریٹر لگانے کی بھی تو آپ کو بہت عادت ہے، آپ جلدی جلدی ایڈمنسٹریٹر لگا دیں گے لیکن کاش کہ اس بل کے اندر اس بات کی بھی تشریح ہوتی کہ اگر یہ ادارے اپنی مدتِ اختتام کو پہنچیں گے تو

کتنے عرصہ کے اندر انتخابات ہوں گے ؟میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے موٹی موٹی باتیں جو اس بل کی زباں زد عام ہیں، جو تمام stakeholders ہیں، جو لوکل باڈی کے experts ہیں، جو تجزیہ نگار ہیں، جو سابقا منتخب نمائندے ہیں وہ سب پریشان ہیں کہ یہ مسلم لیگ کی حکومت جنہیں بھاری اکثریت حاصل ہے اس ایوان کے اندر یہ کیوں ایک جامع ،آئین سے مطابقت رکھنے والا، آئین کی شق 140(A) کی spirit کو سامنے رکھتے ہوئے ایک بااختیار بلدیاتی بل کیوں نہیں لے کر آئے ؟میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل مجموعی طور پر آئین کی ان دفعات سے مطابقت نہیں رکھتا اور devolution of powers جس میں administrative, financial and political powers کو devolve کرنے کی بات کی گئی ہے یہ اس کی spirit کے برعکس ہے۔ گورنمنٹ ایک نمائشی اور دکھاوے کا service delivery system پیش کر رہی ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے اندر بے شمار ترامیم ہونی چاہئیں پھر ہی جا کر یہ آئین سے مطابقت رکھنے والا بل کہلایا جا سکتا ہے اس کو لوکل گورنمنٹ بل کہنا بھی لوکل گورنمنٹ کی توہین ہے۔ بہت بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، کوئی اور صاحب آپ کی طرف سے بولنا چاہیں گے ؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! جب عرصہ چھ سال کے بعد پنجاب لوکل گورنمنٹ بل2013 اسمبلی میں پیش کیا گیا تو پورے پنجاب کے گاؤں، گلیوں، شہروں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ سابقا ادوار میں جو اختیارات لوکل باڈیز کے ممبران کو دیئے گئے اس حوالے سے ہم نے ترمیم move کی ہے کہ یہ بل عوام کی سہولت کے لئے، ان کی آراء کے لئے مشتہر کیا جائے۔ عوام کو یہ پتا چل سکے کہ ان کے لئے جو بلدیاتی الیکشن ہونے جا رہے ہیں اور ان کے بلدیاتی نمائندوں کو جو اختیارات دیئے جائیں گے وہ کیا ہوں گے ؟عوام کو یہ بھی پتا چلے کہ حکومت نے یہ الیکشن غیر جماعتی بنیادوں پر کروانے کے لئے اپنے پَر تولے ہوئے ہیں۔ان کو یہ بھی پتا چلے کہ حکومت نے جماعتی بنیادوں پر الیکشن نہیں کروانے اور ان کے نمائندوں کی مالی، سیاسی اور انتظامی اختیارات کی جو تمام تر powers ہیں ان کے لئے ایک بورڈ بنایا گیا ہے، تمام تر اختیارات اس بورڈ کے پاس ہوں گے اور اس کے منتخب نمائندوں کے پاس کچھ بھی نہیں ہو گا اسی لئے ہم نے اپنی ترمیم کے ذریعے سے یہ request کی ہے کہ اس بل کو عوام کی رائے کے لئے

مشتہر کیا جائے تاکہ ان کو یہ بھی پتا چل سکے کہ ٹرانسفر اور پوسٹنگ کے تمام تر اختیارات پنجاب الیکشن کمیشن بورڈ کے پاس ہوں گے۔اس کے علاوہ حکومت جو بل پاس کروا رہی ہے میونسپل کمیٹیوں،ڈسٹرکٹ کونسلوں میں عوام کے منتخب نمائندوں کو ہٹانے کے اختیارات ان کے پاس نہیں ہوں گے بلکہ پنجاب لوکل کمیشن کو حاصل ہوں گے۔وہ جس وقت اپنی recommendationوزیر اعلیٰ کے پاس بھیجیں گے تو وہ ان کو suspend کر دیں گے۔پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت اور پاکستان مسلم لیگ کی قیادت نے C.O.D کے تحت ایک معاہدہ کیا تھا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ بلدیاتی الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہوں گے۔برسر اقتدار جماعت ایک طرف تو جمہوریت کی دعویدار ہے دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ ہم بلدیاتی الیکشن غیر جماعتی بنیادوں پر کروائیں گے۔میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے کیا نقصانات ہوں گے۔جب بلدیاتی الیکشن ہوں گے اور لوگ کامیاب ہو جائیں گے تو یہ حکومتی پریشر اور لوٹ سیل کے تحت ان نمائندوں کو اپنے ساتھ ملا کر اپنی پارٹی میں شامل کر لیں گے اسی لئے حکومت غیر جماعتی الیکشن کروانا چاہتی ہے۔میری یہ گزارش ہے کہ اس بل کو عوام کی سہولت کے لئے 20۔ستمبر تک مشتہر کیا جائے تاکہ اس بل میں جو خامیاں ہیں ان کے بارے میں ان کو پتا چل سکے۔اس بل میں مالی، سیاسی اور انتظامی اختیارات منتخب نمائندوں کو حاصل نہیں ہوں گے بلکہ ان کے پاس پوسٹنگ ٹرانسفر تک کے اختیارات بھی حاصل نہیں ہوں گے۔اس کے علاوہ ان کو بجٹ بنانے کا بھی کوئی اختیار حاصل نہیں ہو گا، کسی قسم کا پیسا خرچ کرنے کا بھی کوئی اختیار حاصل نہیں ہو گا۔میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ کیا ان اداروں سے نچلی سطح پر کوئی فائدہ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟اسی نکتہ کو مدنظر رکھتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ یہ ایک اہم بل ہے پنجاب کی عوام کے مفادات اس سے related ہیں اور ہماری joint opposition نے بھی حکومت سے یہی مطالبہ کیا ہے اور اسی لئے ترامیم لائی گئی ہیں کہ اس بل کو عوام کے لئے مشتہر کیا جائے۔ہماری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ وزیر قانون اب بھی مہربانی کریں اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ COD کے تحت جو معاہدہ کیا تھا کہ انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہوں گے،اس پر عمل کیا جائے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس بل کو عوام کے لئے مشتہر کر دیا جائے تاکہ عوام کو پتا چل سکے کہ پانچ سال کے بعد پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت جس نے پچھلے پانچ سال میں بھی الیکشن نہیں کروائے اور اب بھی سپریم کورٹ کے پریشر پر الیکشن کروانے کا سوچ رہی ہے اور وہ اس سلسلے میں جو بل لائے ہیں وہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک ظالمانہ اور فساقانہ بل ہے۔اس سے لوکل سطح پر کسی شخص کو، کسی منتخب نمائندے کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا بلکہ اس کی یونین کونسل سے ڈسٹرکٹ کونسل تک

جتنی بھی powers ہیں وہ لاہور میں ہوں گی۔ جس طرح ہم پہلے بھی کہتے ہیں کہ تمام انتظامی، سیاسی اور مالی powers لاہور میں ہیں لہذا اس بل کو عوام کے لئے مشتہر کیا جائے، عوام کی رائے لی جائے کہ عوام کیا چاہتے ہیں اور اس کے بعد ہی اس پر کوئی فیصلہ کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! میں اسی amendment کے حوالے سے بات کروں گا جو ہم نے move کی ہے اور میں نے صرف دو چار باتیں ہی کرنی ہیں۔ پہلی بات تو میں نے اس پر افسوس کا اظہار کرنا ہے کہ آئین پاکستان ایک مقدس document ہے اس کی جتنی بھی شقیں، جتنے بھی sections، جتنی بھی Clauses ہیں ان پر اس کی spirit اور sense کے مطابق عمل نہیں کیا جاتا۔ لوگ جب بر سر اقتدار آتے ہیں، حکومت میں آتے ہیں وہ اپنی مرضی کی چیزیں تو اس میں کرتے رہتے ہیں اور جو چیزیں ان کی مرضی کی نہیں ہوتیں ان کی طبائع کے مطابق نہیں ہوتیں ان کو reject کر دیتے ہیں۔ اب یہ جو لوکل گورنمنٹ سسٹم ہے، بلدیاتی ادارے ہیں یہ تمام آئینی ادارے ہیں لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ پچھلی حکومت کی governance بھی بہت خراب رہی ہے۔ وفاقی حکومت کے اندر اور اس کے علاوہ 2008 سے 2013 تک جو بھی صوبائی حکومتیں بنی ہوئی تھیں ان کے لئے بھی آئین کے تحت binding موجود تھی لیکن ان کی آپس میں ایسی ملی بھگت تھی کہ کسی نے بھی بلدیاتی ادارے قائم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس سلسلے میں فیڈرل گورنمنٹ نے بھی کوئی کوشش نہیں کی، جب آئین میں ترمیم ہو گئی اور سارا معاملہ صوبوں کو devolve ہو گیا تو پھر صوبوں نے بھی اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب اس ایوان کے لئے بھی یہ لمحہ فکریہ ہونا چاہئے اور ہمارے جو دو ایوان بالا یعنی سینیٹ اور قومی اسمبلی ہیں ان کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہونا چاہئے۔ عوام ان اداروں کے متعلق تذبذب کا شکار ہیں کہ ان کی رائے اب ان اداروں کے متعلق متزلزل ہے کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ جب بھی ہم کسی مشکل میں آتے ہیں یہ ادارے کوئی part play نہیں کرتے بلکہ سپریم کورٹ part play کرتی ہے۔ مثلاً ماضی کے اندر سوئی گیس کی قیمتوں میں بے محابا اضافہ کیا گیا تو اس پر پارلیمنٹ خاموش رہی، صوبائی اسمبلیاں بھی خاموش رہیں ultimately سپریم کورٹ کے چیف جسٹس نے suo moto notice لیا، اس نے گورنمنٹ کو بھی call کیا اور اس کے متعلقہ ادارے جو قیمتوں کو regulate کرتے تھے ان کو بھی بلوایا اور اس کے بعد انہوں نے ایک آرڈر جاری کر دیا جو کہ implement بھی ہو گیا۔ چنانچہ لوگ اب سوچتے ہیں کہ شاید یہ سپریم کورٹ اور اس کے جو

چیف جسٹس افتخار محمد چودھری صاحب ہیں وہی ہمارے لئے کوئی reliefفراہم کریں گے۔اس حوالے سے ہم سب کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہونا چاہئے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ایوان کے دونوں اطراف کے جو لوگ ہیں ان کو مل جل کر دیکھنا چاہئے، سوچنا بھی چاہئے کہ عوام کے مفاد کے لئے باہم مل بیٹھ کر اگر کچھ چیزیں طے کر سکیں تو وہ اس حوالے سے بہتر ہو گا۔یہ جو بلد یاتی بلintroduceہوا ہے یہ کس کی تحریک پر ہوا ہے؟ یہ بھی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس صاحب نےsuo moto take upکر کے ایک تین رکنی بنچ بنایا جس میں سب کو بلایا، فیڈرل گورنمنٹ کو بھی بلوایا اور صوبائی حکومتوں کے نمائندوں کو بھی بلوایا، اس کے بعد انہوں نے ایک cut off dateدے دی کہ 15۔اگست تک بل پر legislationکو مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!آپ نے جوamendmentدی ہے اس کی طرف آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس پر بات کر رہا ہوں اور یہ بات اسی سےrelatedہے، جب سپریم کورٹ کی طرف سے cut off dateآ گئی تو اس کے نتیجے میں تمام صوبوں کے کان کھڑے ہو گئے اور جس طرح یہ بجٹ پاس ہوا کہ یکم کو حلف ہوا، بیوروکریسی نے حسب معمول بجٹ بنا کر دے دیا اور ہم نے اس پر انگوٹھے لگا دیئے۔اب اسی طرح فٹافٹ بیوروکریسی کے ذمہ لگا اور انہوں نے اپنی سمجھ کے مطابق یہ مسودہ بنا دیا۔ ظاہر ہے بیوروکریسی اور اس منتخب ایوان میں بیٹھے ہوئے ممبران کی سوچ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔اگر یہ سوچ سمجھ کر بناتے تو کافیdifferentہوتا، آئین کی ساریprovisions بھی سامنے رکھی جاتیں لیکن بیوروکریسی نے ایک بلdevelopکیا اور ظاہر ہے جلدی مچی ہوئی تھی اس لئے یہ پیش ہو گیا کہ اسے 15۔اگست تک لازماً پاس کرنا ہے اسی لئے اس کے اندر بعض چیزیں جن کے بارے میں اپوزیشن کے تحفظات validہیں وہ اس لئےproperطریقے سے زیر غور نہیں لائی جا سکتیں کہ timeکی limitہے اور اب 26۔اگست کی cut off dateہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کو اس بارے میں سارا معاملہ سوچنا سمجھنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں اس حوالے سے دو آرٹیکلز کا حوالہ دوں گا کہ:

II. Promotion of Local Government Institutions: The State shall encourage Local government institutions composed of elected representatives of the areas concerned and in such institutions special residential

relief will be given to the peasant workers and women.

اب اگلا آرٹیکل کیا ہے؟

140A.(1) Each province shall, by law, establish a local government system and devolve political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representative of the local governments.

جناب سپیکر!اب یہ جو بھی نظام بنے گا یہ governance کا تیسرا tier ہے اور اس کا براہ راست concern پبلک کے ساتھ ہے۔پبلک کو اس سے benefit ہونا ہے،پبلک کے مسائل اس level پر حل ہونے ہیں۔اب اس وقت جو سسٹم چل رہا ہے اگر چھوٹا سا بھی کوئی معاملہ ہوتا ہے،چپڑاسی کا کوئی معاملہ ہے،اس کی ترقی کا کوئی مسئلہ ہے،اس کی سروس میں کیڈر کی تبدیلی ہے تو لاہور۔۔۔

جناب سپیکر: پالیسی بیان تو آپ جس طرح مرضی بعد میں دیتے رہیں۔پلیز آپ amendment کی طرف آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو پریشانیاں ہیں ان کا حل اسی لوکل گورنمنٹ سسٹم کے اندر ہے کہ یہ governance نیچے چلی جائے تاکہ ultimately معاملات ضلع کی حد تک حل ہو جائیں۔ان سب پریشانیوں کا براہ راست تعلق عوام سے ہے اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب عوام سے براہ راست تعلق ہے، عوام نے ہی ہمیں منتخب کر کے بھیجا ہے تو یہ عوام کا حق ہے کہ وہ دیکھیں کہ اتنا اہم بل ان کے مسائل کے حل کے حوالے سے جو پیش ہو رہا ہے اس میں کیا کیا خامیاں اور کوتاہیاں ہیں۔

جناب سپیکر:اس میں دونوں اطراف سے عوام کے نمائندے تو موجود تھے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!ماضی کے اندر ایسی مثالیں موجود ہیں۔اب اگر ٹائم دیا جائے تو اس ایوان کے علاوہ بھی عوام کے اندر specialists موجود ہیں،لوگ سیمینار کر کے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔کالم نگار اس پر کالم لکھتے ہیں،سول سوسائٹی اپنی رائے کا اظہار کرتی ہے،مختلف این جی اوز جو اس حوالے سے کام کرتی ہیں وہ اس کا اظہار کرتی ہیں اور آج کل موجودہ دور کے اندر public opinion ناپنے کا ایک valid طریقہ ہے مثلاً یہ issue جس پر اپوزیشن نے یہ amendment بھی جمع

کرائی ہوئی ہے کہ انتخابات غیر جماعتی ہونے ہیں یا جماعتی۔اب ظاہر ہے اگر جماعتی ہوں گے تو grass root level پر ڈیموکریسی کے فروغ کے لئے، اس کے پنپنے کے لئے ایک اچھی ground مہیا ہوتی ہے۔ مجھے احساس ہے کہ اس کی بہت ساری مشکلات ہوں گی اور سپیشل کمیٹی کی جو میٹنگ ہوئی تھی اس کے اندر اس پر بات ہو رہی تھی کہ یہ ایک مشکل فیصلہ ہو گا اور اسے سرے چڑھانا گلی محلوں کے اندر ٹکٹیں جاری کرنا بہت بڑا مشکل ہو گا لیکن اگر اس ملک کو آگے لے کر چلنا ہے، جمہوری اداروں کو مضبوط کرنا ہے اور ہم نے عوام کی supremacy کو uphold کرنا ہے تو پھر ہمیں اس حوالے سے یہ مشکل فیصلے کرنا ہوں گے اور پھر discussion کے اندر یہ باتیں بھی آئی تھیں کہ اگر اختیارات devolve کر دیں گے تو شاید نیچے جو لوگ ہیں وہ سنبھال نہیں سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی سوچیں نہیں ہونی چاہئیں جب آپ اعتماد کریں گے checks and balances رکھیں گے تو اس سارے سسٹم کو چلانے کے لئے نیچے بھی اچھے لوگ موجود ہیں۔ غالباً اس میں 26 تاریخ کی cut off date ہے اور ابھی ٹائم موجود ہے۔ ہم اس پر قانون سازی تو کر رہے ہیں لیکن میری استدعا ہے کہ public opinion جانچنے کے لئے اسے play کر دیں اور سپریم کورٹ سے بات کریں کہ یہ سارا process چل رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چیف جسٹس آف سپریم کورٹ اس کو بالکل valid جگہ دیں گے کہ public opinion بھی لی جائے اور یہ date بھی extend ہو جائے گی۔ ہمیں اتنی پریشانی نہیں ہونی چاہئے یہ اہم ترین بل ہے یہاں مستقبل میں جتنی بھی قانون سازی ہو گی ساری صورت میں ہی یہ key legislation ہے۔ اگر Municipal Services Bill کو حقیقت میں لوکل گورنمنٹ بل بنانا ہے تو اس کے اوپر بہت زیادہ مزید غور و فکر کی ضرورت ہے، پبلک کی input کی بھی ضرورت ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے جو تحریک پیش کی ہے اسے منظور کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، بہت شکریہ

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں نے بھی اس پر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی بولنا چاہتے ہیں اور کون صاحب ہیں؟

معزز ممبران حزب اختلاف: سارے بولنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا جی ٹھیک۔

سردار وقاص حسن مؤکل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!ہم نے جو ترمیم پیش کی ہے اس کی بنیاد یہ ہے کہ جب یہ بل۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے جو amendment دی ہے آپ اس کی حد تک اپنے آپ کو confine کریں۔ I will be grateful. جی، مؤکل صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!میں اس کے اندر صرف یہی کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس سپیشل کمیٹی کے اندر progress کی ہے۔یہ ایک اور بحث ہے کہ اس کے اندر کتنی باتیں مانی گئیں اور کتنی نہیں مانی گئیں لیکن اصل بنیاد یہ تھی اور سپیشل کمیٹی کے بنانے کا مقصد یہ تھا کہ اس کے اندر گورنمنٹ اور اپوزیشن مل بیٹھ کر اور اگر possible ہو تو متفقہ طور پر تبدیلی لائے اور اس کے اندر جو جو کمزوریاں یا خامیاں ہیں ان کو بہتر کیا جائے۔ میرے خیال میں اگر ہم اس initiative کو آگے لے جائیں تو یہ اس بل اور عوام کی بہتری کے لئے ہی ہو گا۔ یہ بات on record ہے کہ جب وہ بل original form میں پیش کیا گیا تو سپیشل کمیٹی میں اس کے اندر تبدیلیاں آئیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اندر کمیاں کمزوریاں تھیں۔ اگر ہم اس کو آگے extend کریں گے تو میرے خیال میں ہم اس کو مزید مفصل، جامع اور بہتر لوکل باڈیز بل بنا سکتے ہیں۔جب اس کے اندر ہماری نیت، ہمارا خلوص اور ہمارا ذہن اس بات پر ہو گا کہ ہم نے عوام کی بہتری کے لئے یہ بل لے کر آنا ہے تو میرے خیال میں اس کے لئے ٹائم دینا بنتا ہے اور تھوڑے دنوں سے اتنا فرق بھی نہیں پڑے گا۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔جی، next

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!ہم نے اس بل کو مشتہر کرنے اور عوام کے سامنے لانے کے لئے جو amendment دی ہے، یہ بل پڑھنے کے بعد ہمارے پاس ٹھوس وجوہات ہیں جن کی بنیاد پر ہم نے یہ سمجھا کہ یہ بل ایوان میں منظور ہونے سے پہلے public کیا جائے اور عوام کو پتا چلے کہ حکومت اس بل میں ان کے ساتھ کیا کرنے جا رہی ہے؟ ہم انتہائی ایمانداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ اس بل کے ذریعے پنجاب کے عوام کے دیئے گئے حقوق جو انہیں ایک so called آمر نے دیئے تھے اس بل کے ذریعے واپس لینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ بل COD کی will کے منافی تو ہے ہی، ساتھ یہ بل تو آئین کے آرٹیکل 140 کی منشا کو بھی پورا نہیں کرتا۔ایک تیسری چیز کہ آپ کا جو انتخابی

manifestoہے جس کا میرے یہ دوست عوام سے وعدہ کر کے، جس کی بنیاد پر منتخب ہو کر یہاں آئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان سے نہیں بلکہ مجھ سے بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر یہ بھول گئے ہوں تو میں آپ کی اجازت سے پڑھ دوں کہ انہوں نے پاکستان کی بیس کروڑ عوام سے مقامی حکومت کے لئے ایک وعدہ کیا تھا۔ آپ کے اپنے manifestoمیں صفحہ نمبر55 پر پاکستان مسلم لیگ لکھتی ہے کہ:

> "مقامی حکومت" وفاقی اور "صوبائی سطح پر جمہوری اداروں اور جمہوری روایات کو مستحکم کرنے کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ جمہوری طرز حکمرانی کا اصل مقصد پورا کرنے کے لئے انتظامی، مالیاتی اختیارات ضلعی اور نچلی سطح پر منتخب نمائندوں کو منتقل کئے جائیں۔"

جناب سپیکر: میرے بھائی! آپ نے ترمیم تو eliciting opinionکے لئے دی ہے لہذا اسی حوالے سے بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جو وعدہ آپ نے کیا ہے میں وہ یاد دلانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے کوئی ایسا وعدہ نہیں کیا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرے ہاتھ میں آپ کا منشور ہے۔

جناب سپیکر: یہ میرا نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرے ہاتھ میں پاکستان مسلم لیگ(ن) کا منشور ہے۔ میں حکومت کے وعدے کی بات کر رہا ہوں۔ اس موجودہ حکومت نے عوام سے جو وعدہ کیا تھا کم از کم اسے تو پورا کیا جائے۔ آپ مجھے یہ پڑھنے کی اجازت دیں کیونکہ اس میں وہی کچھ ہے جو آئین میں لکھا ہے۔

جناب سپیکر: میں اس کی اجازت نہیں دیتا آپ اپنی ترمیم پر بحث کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ترمیم اسی مقصد کے لئے دی ہے تاکہ ہم عوام کو بتائیں کہ انتخابی منشور میں اُن سے جو وعدہ کیا گیا تھا اس کے برعکس انہیں مزید اختیارات دینے کی بجائے ان سے اختیارات واپس لینے کی کوشش ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب!You should be relevantآپ اپنی ترمیم کے حوالے سے بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس Billکی منظوری سے ہم 80 کی دہائی میں واپس چلے جائیں گے۔ اُس وقت تو صرف چھانگا مانگا کی منڈی لگی تھی۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مقامی حکومتوں کے غیر جماعتی الیکشن کے نتیجے میں پورا پنجاب چھانگا مانگا بن جائے گا، ہر گلی محلے میں منڈیاں لگ جائیں گی اور خرید و فروخت ہو گی۔ ہم یہاں پر عوامی حقوق کی حفاظت کے لئے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ ہم یہاں اس لئے منتخب ہو کر آئے ہیں کہ عوام کے مسائل کو کم کریں، ان کی تکالیف دُور کریں اور ان کے مسائل کے حل کے لئے کام کریں۔ ہم اس Billکو عوامی تشہیر کے لئے اس لئے بھیجنا چاہتے ہیں تاکہ عوام کو پتا چلے کہ ان کے ساتھ کیا کچھ ہو رہا ہے اور ان کے اختیارات کو کس طریقے سے سلب کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ آج ہم عوام کو بتانا چاہتے ہیں کہ ان کے بنیادی حقوق کس طریقے سے چھینے جا رہے ہیں۔ یہ Billوزیر اعلیٰ ہاؤس سے لایا جا رہا ہے۔ اگر آپ ہمیں اپنی بات نہیں کرنے دیں گے تو پھر ہمارا یہاں آنے کا کوئی مقصد ہی نہیں ہے۔ آپ مجھے ہر جملے میں ٹوک رہے ہیں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب!.Please, be relevantآپ نے جو ترمیم تجویز کی ہے اسی کے بارے میں بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں اسی کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ ہم نے یہ ترمیم دی ہے کہ اس Billکو eliciting opinionکے لئے بھجوایا جائے۔ اسی حوالے سے میں دلائل دے رہا ہوں کہ ایسا کرنا کیوں ضروری ہے۔ میں عوام کو بتا رہا ہوں کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور عوام کے بنیادی اور پرائمری نمائندوں کے ساتھ یہ حکومت کیا کرنے جا رہی ہے۔ ان کو انتظامی اور نہ ہی مالی اختیارات دیئے جا رہے ہیں۔ تعلیم اور صحت کی سہولتیں ان سے چھینی جا رہی ہیں۔ مالیات کے حوالے سے ایک کمیشن بنایا جا رہا ہے۔ اس الیکشن میں قوم کے اربوں روپے خرچ ہوں گے۔ ہم معاشی طور پر بہت کمزور ہیں لہذا ہم کسی ایسی مشق کے لئے جس کا فائدہ عوام کو نہ ہو اربوں روپے ضائع نہ کریں۔ ہم عوام کو بتانا چاہتے ہیں کہ اس Billکے نتیجے میں جوso-calledبلدیاتی ادارے معرض وجود میں آئیں گے وہ عوام کی کوئی خدمت نہیں کر سکیں گے۔ اگر آپ نے اسی طرح کی مقامی حکومتیں بنانی ہیں تو خُدا کے لئے یہ پیسے ضائع نہ کریں۔ یہ رقم تعلیم، صحت یا کسی اور کام پر لگا دیں لیکن اس طرح کے غیر ضروری

الیکشن جس کا عوام کو کوئی فائدہ نہ ہو کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے اسی لئے یہ ترمیم دی ہے کہ اس کو عوامی رائے معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! وفاقی حکومت نے جو اٹھارہویں ترمیم منظور کی تھی اس میں صوبوں کو empower کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کو یہ credit جاتا ہے کہ انہوں نے اٹھارہویں ترمیم میں صوبوں کو بااختیار کیا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ صوبے مزید اختیارات کی تقسیم نچلی سطح تک لے کر جاتے۔

جناب سپیکر: اس بات کو کتنی دفعہ دہرائیں گے؟ اکثر معزز ممبران یہ بات کر چکے ہیں۔ آپ اپنی ترمیم کے حوالے سے بات کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں Clause 18 کے حوالے سے بات کروں گا جس میں غیر جماعتی بنیاد پر الیکشن کرانے کا کہا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! جب Clause 18 زیر بحث آئے گی تو پھر یہ بات کر لینا لیکن اس وقت آپ اپنی ترمیم کے حوالے سے بات کریں۔ آپ اپنی amendment کو پڑھیں، اس میں کیا کہا گیا ہے؟ آپ کہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں اپنی بات کی وضاحت کے لئے یہ حوالہ دے رہا ہوں۔ آپ پہلے میری بات تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کو rules کے مطابق چلنا چاہئے۔ آپ کی ترمیم eliciting opinion کے حوالے سے ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں اسی طرف آ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس طرف نہیں آ رہے۔ یہ ترمیم قائد حزب اختلاف نے move کی ہے اور اس میں لکھا گیا ہے کہ:

> "That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No. 2, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

توآپ اس کے بارے میں بات کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! حزب اختلاف نے متفقہ طور پر recommend کیا ہے کہ Local Government Bill 2013 کو عوامی رائے معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے۔ جیسا کہ قائد حزب اختلاف اور دوسرے بہت سارے معزز ممبران نے کہا ہے کہ ہم عوام کو صرف municipal services دینے کے لئے نہیں جا رہے بلکہ ہم اختیارات کی grass root level تک تقسیم اور عوام کو empower کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ان بلدیاتی اداروں کو صوبے نے کنٹرول کرنا ہے تو پھر اس Local Government Bill,2013 کا فائدہ عوام کو نہیں ہوگا۔ جب تک ہم ان کو بااختیار نہیں کریں گے اُس وقت تک یہ مقصد پورا نہیں ہوگا۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے ایک درخواست ہے کہ اس Bill کو عوامی رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس Bill کی منظوری سے پہلے عوامی رائے عامہ معلوم کر لی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں کہوں گا کہ یہ Bill عوامی رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے بھیجا جائے تاکہ عوام کو یہ پتا چلے کہ عوام کے نمائندوں نے اس Bill کے اندر ان کی welfare کے لئے کون سی ترامیم پیش کی ہیں یا ان کی سہولت کے لئے یہ Bill کس حد تک کارآمد ہوگا؟ گزارش یہ ہے کہ اس ملک کی 98 فیصد عوام اس زبان کو نہیں سمجھ سکتی جس زبان کے اندر بل پیش کیا گیا ہے۔ 2 فیصد عوام جو صرف elite class سے تعلق رکھتی ہے اُس کو تو شاید اس بل کے ساتھ واسطہ بھی نہ پڑے لیکن وہ 98 فیصد عوام جن کے ووٹوں کے ذریعے ہم ایوان کے اندر آتے ہیں اُن کو اس بات کا پتا ہونا چاہئے کہ ایوان کے اندر بیٹھ کر اُن کے منتخب نمائندے کون سی قانون سازی کر رہے ہیں کہ جس کی بنیاد پر وہ یہ سمجھ سکیں کہ ہم نے ان کو جو ووٹ دیئے تھے اُن کا انہوں نے حق ادا کیا ہے۔ مشکل الفاظ کے اندر بل کو پیش کر دینا اور میں بڑے دعوے کے ساتھ کہتا ہوں اس ایوان کے معزز ممبران سارے میرے دوست ہیں، میرے بھائی ہیں اور میرے لئے قابل احترام ہیں اور میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہم بھی 98 فیصد اُسی عوام سے منتخب ہو کر آتے ہیں۔ میں بڑے وثوق کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ جس زبان میں اس ایوان کے اندر یہ بل table کیا گیا ہے میرے جیسے میرے بہت سے دوست شاید اُس زبان کو نہیں سمجھ سکتے، شاید وہ ایوان کی کارروائی میں ان ترامیم میں اُس طریقے سے حصہ بھی نہیں لے سکتے کہ جس طرح اُن کو اس میں حصہ لینا چاہئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس بل پر عوام کی opinion آئے اُس

کی وجہ کیا ہے؟ ہم اس بل کو جو سمجھ سکے ہیں اُس کے مطابق، آئین کی رُوح کے مطابق آرٹیکل(A)148 کے مطابق یہ نہیں ہے تاکہ ہم اُن کی consent لے سکیں کہ اسمبلی جو legislation کرنے جارہی ہے وہ آئین کے تناظر میں نہیں ہے۔ عوام کو یہ بھی پتا ہونا چاہئے کہ یہ جو بل پیش کیا گیا ہے کہ یہ بل 1979 اور 2001 کی گاڑیوں کو کھول کر کوئی پُرزہ 1979 سے لیا گیا ہے اور کوئی پُرزہ 2001 سے لے کر ایک نئی گاڑی بنانے کی کوشش کی گئی ہے جس کے اوپر عوام نے سواری کرنی ہے۔ عوام کو یہ پتا ہو کہ جس عوام نے 2001 والا سسٹم 12 سال تک استعمال کیا ہے اور اپنے سارے معاملات چلائے ہیں اب کہیں جاکر عوام کو یہ سمجھ آئی ہے کہ میں نے کس جگہ پر اپنے کام کے لئے جانا ہے۔آج پھر عوام کو ایک چوراہے پر لاکر کھڑا کر دیا گیا ہے کہ اب خود سمجھو۔ ہم یہاں پر عوام کے لئے آسانی پیدا کرنے آتے ہیں نہ کہ عوام کے لئے مشکلات پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں۔

جناب سپیکر!اس بل کے اندر ہم عوام تک یہ بات بھی پہنچانے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں،اس کو publish کروانا چاہ رہے ہیں،اُس کی وجہ یہ ہے کہ عوام کو پتا ہونا چاہئے کہ انہوں نے جس محکمے میں کام کرانے کے لئے جانا ہے وہاں پر اُنہیں کون سی آسانیاں اور کون سی مشکلات آئیں گی تاکہ اُن کی زبان کے اندر یہ بل اُن کے پاس پہنچے اور اُس کے اوپر وہ اپنی رائے دے سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں اپنے ضلع لاہور کی مثال لوں تو یہاں پر عوام کو یہ چیز پہنچانا چاہ رہے ہیں کہ جو طاقت آپ مقامی حکومت کو دینا چاہ رہے ہیں وہ طاقت آپ کے یونین کونسل اور ضلع کونسل کے منتخب نمائندوں کے پاس نہیں ہونی کیونکہ انہوں نے مختلف اتھارٹیوں اور مختلف کمپنیوں کے اندر اُلجھ جانا ہے۔ عوام اپنے نمائندے یونین کونسل کے چیئرمین کے پاس جاکر کہیں گے کہ میرا یہ کام کراؤ تو وہ کہے گا کہ یہ اتھارٹی کا کام ہے میرا کام نہیں ہے۔ اب میں اس حوالے سے تھوڑی سی detail بتانا چاہ رہا ہوں۔ ہم عوام کے اختیارات کے بارے میں بات کر لیتے ہیں۔Especially لاہور کے اندر یا دوسری جگہوں پر ہم طاقت کا تمام منبع ایک جگہ پر لے کر آرہے ہیں تاکہ اُن کو directly پوچھا جاسکے۔اس کے علاوہ جہاں ایک آفیسر کی تنخواہ ایک لاکھ روپیہ ہوتی ہے اُس کو ہم پانچ پانچ لاکھ روپیہ دے رہے ہیں اور میں اُس کی مثال آپ کو دیتا ہوں تاکہ عوام کو پتا ہو کہ اُن کی tax money کدھر جارہی ہے۔ مثال کے طور پر میں تھوڑی سی یہ اتھارٹیاں گنوانا چاہ رہا ہوں کیونکہ آخر میں مجھے محسوس ہوتا ہے کہ حکومت پنجاب کوئی پرائیویٹ لمیٹڈ اتھارٹی بنادی جائے گی اور اُس کے مطابق عوام کو وہاں سے ریلیف ملا کرے گا۔ اس بل کے اندر ایجوکیشن اتھارٹی اور ہیلتھ اتھارٹی دی گئی ہے۔لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی پہلے ہی عوامی نمائندوں کے پاس نہیں ہے اور عوامی

نمائندوں سے میری مراد مقامی حکومتیں ہے۔ پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کے سربراہ بھی چیف منسٹر صاحب ہیں۔ اسی طرح پنجاب فوڈ اتھارٹی کے حوالے سے عوام کو ایک نیاconceptدے دیا گیا۔ اُس conceptکے تحت لاہور کے اندر فوڈ ڈیپارٹمنٹ اور پنجاب فوڈ اتھارٹی کے درمیان raceشروع ہو گئی ہے کہ عوام کو کس طرح سے تنگ کرنا ہے۔ وہ اپنا بجٹ بڑھانے کے لئے زیادہ سے زیادہ اختیارات استعمال کر رہی ہیں۔ میںon record and on the floor of the Houseیہ بات کر رہا ہوں کہ دو تین دن پہلے پنجاب فوڈ اتھارٹی والے تین دکانوں پر گئے ہیں۔ وہ تین منزلہ بلڈنگ ہے اور تینوں کو بیس بیس ہزار روپے جرمانہ کیا ہے۔ انہوں نے اُس کی وجوہات بیان کی ہیں کہ تیسری منزل جو کسی اور کے پاس ہے اُس کو جرمانہ کیا ہے کہ تیسری منزل پر جو ملبہ پڑا ہوا ہے اُس کا ذمہ دار نیچے والا دکاندار ہے۔ وہ بے چارہ نیچے اپنی دکان کا کرایہ دے رہا ہے اُس کا دکان کی چھت کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ وہ اُس دکان کے مالک کو اُس کا جرمانہ کریں یا کسی دوسرے بندے کو جرمانہ کریں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر جرمانہ ادا نہ کیا تو پکڑ کر اندر کر دیں گے تو ان غریب دکانداروں نے ڈر کے مارے اُسی وقت بیس بیس ہزار روپیہ چالان کا دیا ہے اور اپنی جان چھڑائی ہے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کے کیاfunctionsہیں اور فوڈ ڈیپارٹمنٹ جو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ماتحت آتا ہے اُس کے کیاfunctionsہیں؟

جناب سپیکر! عوام کو یہ بھی پتا ہونا چاہئے کہ یہ چیزیں ہمارے نمائندوں کے پاس نہیں رہیں گی جنہیں ہم elect کرنے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے rehabilitation کے لئے ایکWalled City Authorityبھی بنا دی ہے۔ یہ حکومت جتنی بھیauthoritiesبنا رہی ہے جہاں پر سرکاری ملازمین سول بیوروکریسی بیٹھی ہے۔ اگر ایک بیسویں گریڈ کے بندے کی تنخواہ ایک لاکھ روپے ہے تو وہاں پر پانچ پانچ لاکھ روپے تنخواہ دی جا رہی ہے۔ کیا اس بات کا عوام کو پتا نہیں ہونا چاہئے؟ عوام کے ذہن میں تو یہی ہے کہ سول بیوروکریٹ جو اس سیٹ پر ہماری خدمت کے لئے بیٹھا ہوا ہے یہ حکومت پنجاب یا حکومت پاکستان کا ملازم ہے۔ آپ نے سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے محکمہ کو کمپنی بنا کر ترکی کو دے دیا ہے، اس کی information بھی ان لوگوں کے پاس ہونی چاہئے۔ وہinformationیہ ہے کہ 2008تک لاہور میں صفائی کے لئے دو سے اڑھائی ارب روپے چاہئے تھے آج وہ بجٹ 9۔ارب روپے تک پہنچ گیا ہے۔ ہم لوگوں میں اتنی طاقت بھی نہیں ہے، ہم مسلمان جن کا نصف ایمان صفائی ہے، ہم اپنی صفائی بھی خود نہیں کر رہے اور ہمارے علاقوں کی صفائی کرنے کے لئے ترکی والے آ گئے ہیں۔ اس کے علاوہ جین مندر کا دفتر جو سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا دفتر تھا اسے چھوڑ کر شاہین کمپلیکس میں۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!جب جنرل بحث ہو گی۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!یہ عوام کی بات ہے اور یہ ان تک پہنچنی چاہئے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی، میں نے اگر کوئی اختلافی بات کی ہے تو مجھے بتائیں۔

جناب سپیکر: آپ غور کر لیں۔آپ کچھ ایسی باتیں کر رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں نہیں ہو رہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اگر میں اپنے پاس سے کچھ بُن کر بیان کر رہا ہوں تو جب آپ کا حکم ہو گا تو میں بیٹھ جاؤں گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ اپنی amendment کو دیکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!یہ لوکل گورنمنٹ کے functions ہیں جو پنجاب گورنمنٹ کر رہی ہے جس میں اس کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ ماشاءاللہ سمجھدار ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جین مندر کا office چھوڑ کر شاہین کمپلیکس میں بڑا luxurious office لے کر وہاں پر آپ نے M.D کو بٹھا دیا ہے۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں لاہور سالڈ ویسٹ کمپنی کے بارے میں بات کر رہا تھا کہ ہم کبھی تُرکی کا ماڈل follow کرتے ہیں اور کبھی ہم چائنا کے پیچھے بھاگتے ہیں۔اس کا ٹھیکیدار بھی تُرکی کا ہے اور Consultant بھی تُرکی کا ہے۔ہم نے 19 ڈالر فی ٹن ویسٹ اُٹھانے کا ٹھیکہ ان کو دیا جو آخر میں 40 ڈالر فی ٹن ہمیں پڑ رہا ہے۔اس کے عملہ کی تنخواہیں سرکاری pay scale کے مطابق ادا کی جانی چاہئیں لیکن وہاں پر اپنے من پسند افراد کو لانے کے لئے ان کے salary package بھی دو، اڑھائی، تین اور چار

لاکھ روپے ہیں۔ کیا ہمیں نچلے level پر کوئی ایسا سرکاری افسر جو ڈپٹی سیکرٹری ہے یا محکمے کا افسر ہے وہ نہیں ملا جس کو ہم لگا سکیں۔ کیا یہ باتیں عوام تک نہیں پہنچنی چاہئیں کہ ان کی tax money کے ساتھ کیا کھلواڑ ہو رہا ہے؟ اس سلسلہ میں 3۔ارب روپے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ 5.50۔ارب روپے پنجاب گورنمنٹ اس کو دے رہی ہے پہلے جو صفائی اڑھائی ارب روپے میں ہو رہی تھی اب 9۔ارب روپے میں ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ عوام تک یہ چیزیں پہنچیں کہ اس کمپنی کے اندر کیا ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس میں آپ سوال اور تحاریک التوائے کار بھی دے سکتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سوالات میں بولنے کا موقع ہی کہاں ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: کیوں نہیں ہوتا؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال اس کے بعد دوسرا، تیسرا پھر ٹھاہ اور بیٹھ جا۔ اس کے بعد بات ختم ہو گئی۔

جناب سپیکر: یہ بات تو ٹھیک نہیں ہے۔ میرے خیال میں اب آپ wind up کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ 35 ملین ڈالر mobilization ایڈوانس کی مد میں ان کو دیئے گئے ہیں۔ ہماری پچاس پرانی گاڑیاں ہیں اور پچاس وہ لے کر آئے ہیں۔ اس کے علاوہ عملہ بھی بھرتی کیا گیا ہے۔ ہم نے ایک کمپنی بنائی جس کا نام Punjab Agriculture and Meat Company (PAMCO) ہے۔ یہ لوکل گورنمنٹ کا function ہے۔ اگر ہم پورے صوبہ کو کمپنی بنادیں گے تو پھر صوبہ کا نام بھی کمپنی کے نام پر رکھ لیں۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہاں پر اس کمپنی یا اس کے Slaughter House کا حال دیکھ لیں کہ اس کے اندر جو جانور لائے جاتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! جب Slaughter House کا بل پیش کیا گیا تھا تو آپ اس وقت کہاں تھے اور آپ کیوں اس میں amendment نہیں لائے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ وہ بل گزر گیا ہے۔ اس میں حکومت نے ایک لفظ "حلال" کا ڈالا ہے۔

جناب سپیکر: آپ wind up کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اب وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟ وہاں جانور لائے جاتے ہیں جس کا سائز اس مشین سے بڑا ہوتا ہے تو اُسے کرنٹ لگا کر مشین میں ڈالا جاتا ہے۔ میں نہیں کہہ رہا یہ وہاں کا عملہ کہہ رہا ہے کہ بڑے جانور کو کرنٹ لگا کر زبردستی مشین میں ڈالا جاتا ہے اور آپ نے اس میں لفظ "حلال" کا شامل کرا لیا ہے۔ کیا اس Slaughter House کا یہی کام ہے؟ اس میں 12 ہزار جانور ذبح ہو سکتے ہیں لیکن ابھی وہاں دو اڑھائی ہزار سے زیادہ جانور ذبح نہیں ہو رہے۔ آپ نے وہاں hygienically لکھا ہوا ہے کہ ہم اس کمپنی کو دیکھ رہے ہیں جبکہ جانور کو اس طرح ذبح کر رہے ہیں جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ "میں تینوں ذبح کر داں گا۔"

جناب سپیکر: میاں صاحب!کیا آپ حج پر گئے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بھیج دیں۔

جناب سپیکر: اللہ کرے آپ وہاں جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!جب آئندہ بجٹ آئے گا تو میں حج پر چلا جاؤں گا۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!آپ جا کر دیکھیں یا ایوان کے ممبران چلے جائیں تو جانور کو ذبح کر کے زمین پر پھینک دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کی کھال بھی وہیں پر اتاری جاتی ہے۔ عوام کو پتا ہونا چاہئے کہ لوکل گورنمنٹ کے under کون کون سے ڈیپارٹمنٹ آتے ہیں۔ اب ان تمام محکموں کی اتھارٹیاں بن چکی ہیں جن پر اختیار نمائندوں کا نہیں رہا۔ آپ نے ان اتھارٹیوں کے جو چیف ایگزیکٹو آفیسر لگانے ہیں اُن کی تنخواہیں ہم نے پھر پانچ پانچ لاکھ روپے رکھنی ہیں جس کا عوام کو پتا ہونا چاہئے۔ کیا عوام کا یہ پوچھنے کا حق نہیں ہے؟ یہ ایوان عوام کے پیسے سے چل رہا ہے اور عوام کا حق ہے کہ ان تک یہ information پہنچے۔ میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ اس لاہور شہر کے اندر بلدیاتی الیکشن نہیں ہونا چاہئے جس کی وجوہات میں عوام تک پہنچانا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کی بات سن لی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: میں عوام تک یہ پہنچانا چاہ رہا ہوں کہ جب ایک شہر کے اندر بارہ محکموں کی اتھارٹیاں بنا دی جائیں گی اور نمائندگان کی نمائندگی نہیں رہے گی تو پھر ختم کر دینا چاہئے اور الیکشن ہونا ہی نہیں چاہئے۔ آپ نے ایک لارڈ میئر جو بنانا ہے وہ صرف اور صرف پروٹوکول آفیسر ہو گا جو کبھی اِدھر

بھاگ رہا ہو گا، کبھی اُدھر بھاگ رہا ہو گا اور کبھی ڈیوٹی کر رہا ہو گا۔اب میں یہاں پر ساری اتھارٹیاں گنواؤں گا پھر آپ مجھے کہیں گے کہ آپ نے repetition کر لی ہے لیکن ریکارڈ کے لئے میں ایک دفعہ پڑھ دیتا ہوں۔ایجوکیشن اتھارٹی، ہیلتھ اتھارٹی، لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی، واٹر اینڈ سینی ٹیشن ایجنسی۔۔۔

جناب سپیکر: آگے آپ کی جو amendments آئیں گی اُن پر آپ بحث کیجئے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ بحث کا ہی حصہ ہے۔

MR SPEAKER: Please confine yourself to the extent of this amendment that you have moved. I will be grateful. Thank you very much.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا میں بیٹھ جاؤں؟

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔آپ اپنی relevant بات کر کے wind up کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میرے اپنے views ہیں۔

جناب سپیکر: آپ amendment کے بارے میں بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس amendment کے حوالے سے ہم چاہ رہے ہیں کہ اس Bill کی information پبلک تک پہنچے تاکہ عوام کی اس پر رائے آئے اور ہمیں پتا چلے کہ عوام اس بارے میں کیا سوچ رہی ہے؟ اس Bill کو publish کرنے کی بات ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ سے یہی گزارش کر رہا ہوں کہ اب مہربانی کر کے اس amendment کے بارے میں wind up کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا دین بھی مجھے یہ اختیار دیتا ہے کہ میں کوئی بھی سوال اپنے حکمران سے پوچھ سکتا ہوں۔حضرت عمر فاروق کے دَور میں جب آپ منبر رسول ﷺ پر کھڑے تھے تو سوال ہو گیا تھا کہ آپ کے جسم پر دو چادریں کیوں ہیں؟ پھر حضرت عمر فاروق کے بیٹے کو جواب دینا پڑا تھا کہ میں نے اپنے باپ کو اپنی چادر دی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ایسی کوئی بات نہیں ہے اور اس سے کچھ نہیں ہو گا۔انشاء اللہ یہ ایوان بھی چلے گا۔

MR SPEAKER: This is not question hour. Please confine yourself to the extent of your amendment. I will be grateful.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا اجازت ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں کئی دفعہ آپ اجازت لے چکے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کی اجازت کے بغیر ہم بول بھی نہیں سکتے۔ آپ ایوان کے Custodian ہیں لہذا آپ جو حکم دیں گے اس کے لئے میں حاضر ہوں لیکن میں یہاں کوئی ذاتی بات نہیں کر رہا۔ میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ کہاں پر یہ لکھا ہے اور کس قانون میں لکھا ہے کہ اگر حکومت کی کوئی غلطی ہے تو میں ایوان کے اندر بیان نہ کروں؟ مجھے یہ بتائیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ آپ کے پاس اختیار ہے۔ آپ کے اختیار میں سوالات ہیں جو آپ وقفہ سوالات میں کر سکتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس پر ہم کیا کریں، کیا اس پر yes/no کر دیں؟

جناب سپیکر: آپ اس پر تحریک التوائے کار بھی دے سکتے ہیں، توجہ دلاؤ نوٹس بھی دے سکتے ہیں اور تحریک استحقاق کا اختیار بھی آپ کے پاس ہے۔ آپ ایسے نہ کریں I will be grateful

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہ رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: اگر آپ مجھے امتحان میں ڈالنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے کیونکہ میں آپ سے بار بار request کر رہا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہمیں پتا ہے کہ سپیکر کو بھی ایوان چلانے کے لئے کون سی مجبوریاں ہوتی ہیں جنہیں میں سمجھ سکتا ہوں۔ میں اس اسمبلی کا پہلے بھی حصہ رہا ہوں اور اب بھی حصہ ہوں اس لئے میں سمجھ سکتا ہوں کہ حکومت کی آپ کے اوپر کیا مجبوریاں ہوتی ہیں جس کی بناء پر آج جو کچھ ہوا ہے وہ آپ کے سامنے ہے لیکن اس کے متعلق میں کوئی بات نہیں کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس پر ابھی ہم کوئی comments سنیں گے اور نہ کریں گے۔ اس کے متعلق بیٹھ کر ہم بات کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: میں بات کر بھی نہیں رہا۔ اگر مجھے ان چیزوں پر بھی بولنے کی اجازت نہیں ہے تو آپ کا بہت شکریہ لہذا اس قانون کو پاس کیا جائے۔

معزز ممبران: جی، اب قانون پاس کیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ان کے جو حقوق ہیں اُن کی حفاظت میری ذمہ داری ہے۔ انہوں نے جو amendments دی ہیں ان کو میں نے سننا ہے اور جو مقررین بھی ان پر بولیں گے میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بولیں لیکن صرف اپنی amendments کے بارے میں ہی بولیں۔ باقی تقاریر میں بالکل نہیں سنوں گا۔ بہت شکریہ۔ میاں صاحب! جس طرح سے آپ نے جوش میں آکر کہہ دیا ہے ایسے نہ کہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ اختیار Chair کے پاس ہے اور Chair نے مجھے زبردستی بٹھا دیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ Chair آپ کو زبردستی نہیں بٹھا رہی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اپنے تمام ممبران سے کہوں گا کہ وہ اس پر قطعاً نہ بولیں۔

جناب سپیکر: Chair آپ کو زبردستی بٹھا رہی ہے اور نہ ہی Chair آپ سے یہ کہہ رہی ہے کہ آپ اس کی مخالفت نہ کریں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ تھوڑا باہر لابی میں جا کر پانی پی کر اندر آئیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سچ سننے کے لئے دوسروں کو پانی ضرور پلائیں کیونکہ سچ کتنا کڑوا ہوتا ہے۔ سچ کہنے کے لئے پانی پینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ سننے کے لئے ضروری ہے۔

جناب سپیکر: شاباش۔

میاں محمد اسلم اقبال: تاکہ منہ کے اندر جو جھاگ بن رہی ہے وہ اندر چلی جائے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ Let me call next کیا ان کے علاوہ کوئی دوسرے ممبر بولنا چاہیں گے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس پر کوئی نہیں بولے گا لہذا اس amendment کو آپ approve کروانا شروع کرائیں۔ اس amendment کو آپ نے approve کروانا ہے جسے ضرور کروائیں لیکن پاکستان تحریک انصاف کے دوست اس amendment کے اوپر نہیں بولیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں اس پر بولنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم نے اپنی amendments اس لوکل گورنمنٹ بل پر دی ہیں جسے لوکل گورنمنٹ نہیں کہنا چاہئے بلکہ میں اسے Local Bodies کہوں گی کہ جو Bill پاس

ہونے جارہاہے وہLocal Bodies Billہے۔ میرا خیال ہے کہ اس میں جوbest effortاپوزیشن ڈال سکتی تھی اس کی ہم نے کوشش کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی تو آگے مزید آپ کی amendments آئیں گی لیکن اس amendment کے بارے میں جو سوال ہے اس حوالے سے آپ بات کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میری آپ گزارش سن لیں کیونکہ میں بڑی استدعا کے ساتھ آپ سے آج یہ بات کر رہی ہوں اور میرے خیال میں ریکارڈ پر یہ بات موجود ہے کہ میں اس ایوان کی وہ ممبر ہوں جس نے کبھی ناجائز بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: جی، میں کب کہتا ہوں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں ہمیشہ public welfare کے issue کو ایوان کے اندر لانے کی کوشش کرتی ہوں اور میری کوشش ہوتی ہے کہ حکومت اس کے اوپر صحیح سمت اپنا سکے تاکہ جن لوگوں کے لئے ہم یہاں آکر بیٹھے ہیں اُن کے لئے کوئی بہتری کر سکیں لیکن ہم یہاں آکر نعرے لگاتے اور صرف باتیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ amendment پر بات کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب پہلے دن ہمارے لاء منسٹر صاحب نے یہ اعلان کیا تھا کہ میں کھلے دل کے ساتھ اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلوں گا۔ اس کے علاوہ انہوں نے on the floor of the House یہ بھی کہا تھا کہ میری خواہش ہو گی کہ اس میں public کی رائے بھی شامل ہو اور اس Bill کے اندر تمام طبقہ ہائے زندگی کو ساتھ لے کر چلیں۔ میرے خیال میں اگر اب ہماری یہ amendment یا اپوزیشن کا یہ تقاضا کہ اس کو open کر دیا جائے اور مختلف ٹی وی چینلوں کے اوپر debate کرالی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ debate کے لئے تو حاضر ہے۔ آپ اپنی amendment پر بولیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! مشتہر کرنے کا ہمارا اصرار صرف اسی لئے ہے کہ اگر حکومت کو یہ لگ رہا ہے کہ اپوزیشن کے مطالبات نہ ماننے والے ہیں تو پھر public کی رائے لے لیں۔ اگر public welfare کے لئے یہ Bill آرہا ہے تو پھر اس پر public کی opinion لینے سے اس ایوان کی بے عزتی نہیں ہے بلکہ اس ایوان کی عزت میں اضافہ ہو گا کیونکہ یہ Bill جب زیادہ آراء کے ساتھ بنے گا تو بہتر

deliver کر پائے گا۔ابھی بار بار آپ نے کہا کہ اس وقت جو amendment چل رہی ہے اس سے ہٹ کر بات نہیں ہو سکتی۔قانون موجود ہے لہذا سپیکر ٹری صاحب Rule 98 نکال لیں اس کے مطابق میرا خیال ہے کہ جب کوئی بھی ممبر ایوان میں کسی amendment پر بات کرتا ہے تو وہ restrict نہیں کرتا بلکہ اس issue یا Bill کے متعلق کھل کر بات ہو سکتی ہے تو پھر آپ کا بار بار کہنا کہ صرف amendments پر ہی بات کرنی ہے اور اس سے باہر نہیں جانا اس پر ہی پابند رہا جائے۔جس بل کے لئے amendment لائی جا رہی ہے اس بل پر کیوں نہ بات کی جائے اور اس بل کی خامیوں کو point out کیوں نہ کیا جائے؟ میری گزارش ہے کہ اس طرح کی پابندیاں نہ لگائیں اور ہم پچھلے تین دن سے ایوان کے اندر دیکھ رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ کی طرف سے اور منسٹرز کی طرف سے اپوزیشن کو crush کرنے کا یہ روّیہ ٹھیک نہیں ہے مہربانی کر کے اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں۔اس طرح سے اگر آپ ہمیں ہر چیز میں snub کریں گے اور ہر چیز پر ہمیں بٹھائیں گے اور خاموش رہنے کی ہدایت کریں گے تو ہمارا یہاں بیٹھنے کا کوئی مقصد نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!کل میرے سوال پر آپ کا اور منسٹر صاحب کا جو روّیہ تھا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ amendment کے حوالے سے بات کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!مجھ سے پہلے جتنے ممبران نے بات کی ہے تو ان سب کو آپ نے کہا ہے کہ amendment کے اوپر بات کریں، بل کے متعلق detail پر بات نہیں کرنی۔میری آپ سے پھر گزارش یہی ہے کہ آپ دونوں اطراف کے Custodian ہیں لہذا آپ کا روّیہ impartial ہونا چاہئے۔اگر آپ ہمیں ساتھ لے کر نہیں چلیں گے تو پھر ہمارے لئے بھی کام کرنا مشکل ہو جائے گا۔ظاہر ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ایوان چلے اور جتنی بھی اپوزیشن اس وقت تعداد میں موجود ہے، اس کی کارکردگی عوام کو نظر آنی چاہئے۔آپ یا حکومت اگر ایسا سخت روّیہ رکھے گی تو پھر ہمارے لئے بہت مشکل ہو جائے گا۔شکریہ(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جناب سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی اجازت سے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ بڑے اچھے طریقے سے کارروائی چل رہی "تھی" نہیں بلکہ چل رہی ہے۔ہمارا یہ مؤقف ہے کہ میاں محمد اسلم اقبال نہایت relevant گفتگو کر رہے تھے اور ہم نے اس شق میں کہا کیا ہے، ہم نے یہ کہا ہے کہ اس بل کو عوام کے سامنے بھیجا جائے اور ان کی proposals لی جائیں، ان کا feedback لیا

جائے جس میں عوام بھی شامل ہوں، سول سوسائٹی بھی شامل ہو، وکلاء بھی شامل ہوں اور ہمارے میڈیا کے دوست بھی ہوں۔اب جب ہم یہ بات کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اس بل کو عوام کے سامنے کیوں بھیجنا چاہ رہے ہیں؟ان کی opinion کے لئے بھیج رہے ہیں تو ہمیں اس کے لئے وہ باتیں بھی تو بتانی پڑیں گی کہ ان باتوں کی وجہ سے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کو publish کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!آپ کی طرف سے تھوڑا سا سخت ردّیہ ہو گا تو چونکہ میاں محمد اسلم اقبال نے یہ کہہ دیا ہے کہ اس amendment پر ہم مزید بات نہیں کریں گے۔ گو کہ ہماری تیاری بھی ہے اور خدانخواستہ ہم اس اپوزیشن کا role play نہیں کرنا چاہتے کہ ایوان میں بدمزگی ہو اور اُدھر سے نعرہ بازی ہو، ادھر سے نعرہ بازی ہو "آیا آیا شیر آیا" اور "شیر کا شکاری آیا۔ ہم وہ ماحول نہیں بنانا چاہتے۔ چلیں اسے back foot سمجھ لیں یا آپ کی respect کے لئے میاں محمد اسلم اقبال نے یہ کہہ دیا کہ ہم اس amendment پر نہیں بولتے، اگلی amendments پر ہم بولیں گے، چلیں آپ اس کو approve کرالیں۔That's all

MR SPEAKER: Discussion of Principles of Bills. – (1) On the day on which any of the motions referred to in rule 96 is made, or on any subsequent day to which discussion thereof is postponed, the principles of the Bill and its general provisions may be discussed, but the details of the Bill shall not be discussed further than is necessary to explain its principles.

جی، آپ مہربانی کریں اور میری بھی تھوڑی سی مجبوری سامنے رکھیں۔.I'll be grateful مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اگر آپ بولنا چاہیں تو بول لیں لیکن.be relevant to this amendment

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر!اس میں جو word ہے "eliciting opinion" that is which means کہ ہمیں ان سے feedback لینی چاہئے اور ہمیں ان کی رائے معلوم کرنی چاہئے اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اسے public میں publish کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر میاں محمد اسلم اقبال اپنی نشست سے کھڑے ہو کر ایوان سے باہر جانے لگے)

جناب سپیکر: میاں محمد اسلم اقبال صاحب!آپ نے ایوان سے باہر نہیں جانا۔اگر آپ پانی پینے کے لئے باہر جانا چاہتے ہیں تو پانی پی کر واپس آ جائیں۔(قہقہے)

میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ کی عدم موجودگی میں مزید کارروائی آگے چلائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایوان چلے اور میں نے وہ اسمبلی بھی دیکھی ہے کہ جب یہیں پر سپیکر صاحب پر حملے بھی کئے گئے ہیں، میں نے وہ اسمبلی بھی دیکھی ہے جس میں پیپر پھاڑ کر ہوا میں پھینکے گئے، میں نے وہ اسمبلی بھی دیکھی ہے کہ ایک دوسرے کے گریبانوں کو پکڑا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اللہ معاف کرے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ سب کچھ ایوان نے دیکھا ہے اور آپ کے پاس ریکارڈنگ ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور اللہ تو معاف کرے بلکہ ہم سب کو معاف کرے۔

جناب سپیکر: جی، جی۔ بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: گزارش یہ ہے کہ ہم بطور اپوزیشن راتوں کو بیٹھ کر پڑھ کر آتے ہیں، ہم study کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اپوزیشن کا اور کام ہی کیا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اپوزیشن کا کام یہ ہے کہ وہ تیاری کر کے آئے اور سپیکر صاحب کہیں کہ "بیٹھ جاؤ تھلے"۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، نہیں۔anyway

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے حکم دیا اور ہم بیٹھ گئے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم نے کوئی ایسا attitude کوئی ایسا روّیہ یا کوئی ایسی بات، پیپر پھاڑنے اور احتجاج وغیرہ کا راستہ نہیں اپنایا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ بڑے civilized ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم جمہوری انداز میں رہ کر جو کام کر سکتے ہیں وہ ہم ضرور کریں گے۔ جو ہمیں ایوان اجازت دیتا ہے وہ ہم کریں گے اور جو ایوان نے اجازت دی ہے اس کے اوپر ہم کسی کی direction نہیں لیں گے۔ یہ بات واضح ہے لیکن اگر پڑھے لکھے انداز کو بھی اس طرح rule out کیا جائے تو اس اسمبلی میں بیٹھنے کا مزہ نہیں آ رہا اور بہتر ہے کہ بندہ لابی میں جا کر بیٹھ جائے اور آپ کا چہرہ

ہی دیکھنا ہے اور آپ کی آواز ہی سننی ہے تو وہاں پر بیٹھ کر بھی ہم سن لیں گے۔یہاں پر تعریفیں ہونی ہیں تو ہوتی رہیں۔

جناب سپیکر! ٹھیک ہے انسان زندگی میں غلطیاں کرتے ہیں اور ہم سے بھی روزانہ کوتاہیاں ہوتی ہیں لیکن عوام نے جس mandate کے تحت ہمیں بھیجا ہے تو اگر اس mandate سے ہم اپنا حصہ نہیں ڈالتے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے امانت میں خیانت کی ہے۔ میں اپنی input دے رہا ہوں اور آگے کوئی مانے یا نہ مانے۔ ہمارا کام ہے حکم اذاں جو کہ ہم نے دینی ہی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ایوان کو بہتر انداز میں چلانا چاہئے اور آج بھی ہمیں دبوچ لیا گیا اور ہم چپ کر کے سر تسلیم خم آپ کے سامنے پھر ایوان کے اندر آ گئے کہ سپیکر صاحب نے بلایا ہے ہم آ گئے لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ بلایا نہیں ہے بلکہ میں نے باقاعدہ آپ کے احترام میں اپنے تین ساتھیوں کو بھیجا اور پھر آپ کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے مہربانی کی اور ایوان میں آ گئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری ایک سچ بات تھی اور کوئی ایسی بات نہیں تھی، کوئی ذاتی انا کا مسئلہ نہیں تھا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ باتیں آپ چھوڑیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! حکومت نے ذاتی انا کا مسئلہ بنایا ہے اور آپ نے انہیں مزید اجازت دے دی۔ وہ کہتے ہیں کہ اب یہ rule آ جائے گا اور یہ ہو جائے گا اور وہ ہو جائے گا۔ وہ کل ہی کر لیتے۔ کیا کل یہ سو رہے تھے؟

جناب سپیکر: وہ بات پھر کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایوان ضرور چلنا ہے جو کہ ایک اچھی بات ہے۔ میں اس میں positive حصہ بھی لینا چاہتا ہوں اور لے بھی رہا تھا۔ آپ نے حکم دیا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ پانی پی کر آ جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جی، بہتر جناب سپیکر!

(اس مرحلہ پر میاں محمد اسلم اقبال ایوان سے باہر تشریف گئے)

جناب سپیکر: سبطین خان صاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "کورم" ہے کی آوازیں)

جناب سپیکر: سبطین خان صاحب! بات نہیں کرنا چاہتے؟ اگر کورم کی نشاندہی کریں گے تو میں گنتی ضرور کرواؤں گا اور کورم پورا کروانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ہم نے کورم point out کیا اور نہ ہی کریں گے۔

جناب سپیکر: شاباش۔ بڑی مہربانی Should I put this question now?

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ تھی کہ اس میں جو ترمیم ہے اس میں word ہے eliciting opinion

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! opinion تو تب ہی لی جا سکتی ہے کہ جب ہم اپنا موقف پیش کریں کہ ہمارے موقف میں اس بل میں یہ یہ کوتاہیاں ہیں یا یہ مسائل ہیں تو اس حوالے سے یہ بل عوام کے پاس جانا چاہئے اور ان کا feedback آئے جس پر حکومت کا بھی point of view آئے۔ گزارش ہے کہ میں یہ کہہ دیتا ہوں کہ اس پر ہمیں عوام کی رائے لینی چاہئے اور اسے table کرنے سے پہلے ہمیں عوام کو بھیجنا چاہئے تاکہ سول سوسائٹی، ہمارے میڈیا کے دوست، وکلاء وغیرہ سارے آ جائیں اور اس کے بعد آپ مجھے کہہ دیتے ہیں کہ ترمیم ختم ہو گئی اور سبطین تم بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ تو جاؤں گا کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ آپ جو کہہ رہے ہیں تو میں بیٹھ جاؤں گا لیکن مجھ سے یہ بات کوئی میڈیا والا دوست ہی پوچھ لے یا کوئی ساتھی پوچھ لے اور کوئی میرے حلقہ کا بندہ پوچھ لے کہ آپ نے جو کہا تھا کہ عوام کے پاس اس بل کو بھیجو اور عوام، سول سوسائٹی، وکلاء، میڈیا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے تو اپنا فرض ادا کر دیا ناں؟

MR MUHAMMAD SIBTAIN KHAN: That's all.

جناب سپیکر: نہیں، آپ کا تو فرض ادا ہوا ناں؟ آپ نے تو eliciting کے لئے کہہ دیا ہے۔ اب یہ question put ہو گا اور جمہوریت پر آپ کو یقین رکھنا چاہئے۔

جناب محمد سبطین خان: جی، ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ کے حق میں زیادہ بات آ جائے گی تو یقیناً آپ کے حق میں فیصلہ ہو گا اور اگر ان کے حق میں زیادہ بات آئے گی تو ان کے حق میں فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ان ہی کے حق میں فیصلہ آئے گا اور آنا بھی چاہئے کیونکہ ان کے پاس mandate زیادہ ہے۔ ہم خدانخواستہ ان کے حق پر ڈاکا نہیں مار رہے ہیں لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے حق پر بھی تو کوئی ڈاکا نہ مارے۔

جناب سپیکر: نہیں مار سکتا۔ اگر آپ relevant رہیں گے اور کام کریں گے تو میں آپ کا پوری طرح ساتھ دوں گا۔

جناب محمد سبطین خان: بڑی مہربانی۔ جناب! آپ تو جج ہیں، آپ نے تو decide کرنا ہے۔ وہ بھی lawyers ہیں جنہوں نے اپنی پارٹی کو defend کرنا ہے اور ہم بھی lawyers ہیں ہم نے بھی بات کرنی ہے۔ جب تک ہمارا کوئی موقف ہی نہ سنے اور جج صاحب بھی یکطرفہ فیصلہ دے دیں اور اس پر ہم agitate پھر بھی نہیں کر رہے ہیں لیکن یہ تھوڑی سی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ آپ کا حق اس میں تو کوئی شک کی بات نہیں ہے۔

جناب محمد سبطین خان: یہ جو ترمیم ہے اس پر ہم کیا بات کریں؟

جناب سپیکر: جو ترمیم آپ نے دی ہے اس کی حد تک آپ بات کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں تو اسی پر بول رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی ترمیم آگے بھی آئے گی۔

جناب محمد سبطین خان: نہیں، جناب نہیں۔ یہ جو ہم نے کہا ہے کہ ہم پبلک اور سول سوسائٹی کو یہ move کرتے ہیں، عوام کو یہ awareness دی جائے کہ۔۔

جناب سپیکر: سپیکر نے تو پھر سوال کرنا ہی ہے۔ اس کا جواب اگر آپ کے حق میں زیادہ آ گیا تو پھر وہ آپ کے حق میں ہو جائے گا اور اگر اُن کے حق میں زیادہ آ گیا تو پھر فیصلہ ان کے حق میں ہو جائے گا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یا تو آپ یہ فرما دیں کہ ہمیں سنے بغیر آپ اُن کے حق میں فیصلہ دیں گے ہمیں تو یہ بھی منظور ہے۔

جناب سپیکر: یہ بات میں نے قطعی طور پر کی اور نہ کوئی کرنے کی جرأت رکھتا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: اسی چیز پر تو ہم بولنا چاہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ان کو تھوڑا سا relevant کر رہا تھا وہ دوسری طرف لمبے چلے گئے تھے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! پھر اس میں میری تجویز یہ ہے کہ آپ مہربانی کریں کیونکہ ہم سارے colleagues ہیں کوئی کسی پارٹی سے جیت کر آیا ہے اور کوئی کسی پارٹی سے جیت کر آیا ہے لیکن عزت سب کی برابر ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہمارے ان دوستوں کو کہیں کہ جا کر میاں صاحب کو لے آئیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب کو تو میں نے پانی پینے کے لئے بھیجا ہے، وہ واک آؤٹ کر کے نہیں گئے۔ میں نے پانی پینے کے لئے بھیجا ہے اور میں ان کو خود ہی بلاؤں گا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اِس وقت تک تو آدمی پندرہ گلاس پانی کے پی جاتا ہے۔(قہقہہ)

جناب سپیکر: میاں محمد اسلم اقبال صاحب!۔۔۔

جناب محمد سبطین خان: حاضر ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، حاضر نہ ہوں بلکہ میں آپ کو بلا رہا ہوں آپ ایوان میں آ جائیں۔

(اس مرحلہ پر میاں محمد اسلم اقبال ایوان میں تشریف لائے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب احمد شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہماری طرف سے جو ترمیم آئی ہے کہ اس میں عوام کی رائے لی جائے اور اس کو مشتہر کیا جائے میں اس کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ میرے دوست نے فرمایا ہے کہ ہمارے ملک میں چائنا ماڈل اور ترکی ماڈل کے تجربے تو کئے جا رہے ہیں لیکن ہمیں اپنا پاکستانی ماڈل اپنانا چاہئے۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہتا ہوں کہ ہم یہ کیوں چاہتے ہیں کہ ہماری بات عوام تک جائے۔ سابقہ جو ناظم کا الیکشن ہوا تھا ایک گاؤں چک دھاونہ ہے وہاں سے چار candidate کاغذات جمع کرانے کے لئے صبح رکشے میں بیٹھنے لگے۔ اس میں ایک صابر نامی آدمی بھی تھا اس نے دیکھا کہ ایک چوک میں کتا مرا ہوا پڑا ہے اس نے اپنے تین ساتھیوں سے کہا کہ ہم الیکشن میں کیوں حصہ لینا چاہ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے گاؤں اور ملک کے لئے کام کریں گے۔

جناب سپیکر: اب اس کو میں ریکارڈ پر کس جگہ لاؤں؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔ یہ بہت اہم مثال ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اچھا کام کرنا چاہتے ہیں تو اس صابر نامی شخص نے کہا کہ ہم پہلے یہ نہ کریں کہ اس مردہ کتے کو چاروں پکڑ کر کہیں باہر پھینک دیں؟ ان تینوں نے جواب دیا کہ یہ کام تم کر لو ہم نہیں کرتے۔ اُس نے اس کتے کو رسی سے رکشے کے پیچھے باندھا اور وہ مردہ کتا ایک بڑی نہر میں ڈال دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تینوں شخص میرے پاس آئے اور کہا کہ ہم اس شخص کو الیکشن لڑانا چاہتے ہیں کیونکہ یہ اس قابل ہے کہ یہ گاؤں کی صفائی کر سکے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ عوام کو پتا چلنا چاہئے کہ اس کے کیا نتائج سامنے آئیں گے اور اس عام صابر کو بھی پتا چلنا چاہئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا اُس کا کام اور جذبہ دیکھتے ہوئے اس کے کہنے پر چالیس پُلیاں بنائی گئیں۔ ہم پاکستان کا یہ ماڈل چاہتے ہیں۔ عوام کو یہ پتا لگنا چاہئے کہ جنرل ضیاء کے دور کا جو لوکل باڈی ایکٹ آ رہا ہے کیا یہ تیس سال بعد بھی اِس وقت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے؟ عام آدمی اور شہری کو یہ پتا چلنا چاہئے جیسا کہ بتایا جا رہا ہے کہ دنیا گلوبل ہو چکی ہے اور دنیا ایک ریموٹ اور انگوٹھے کے نیچے ہے۔ اسی طرح عوام کو یہ پتا چلنا چاہئے کہ پنجاب میں تمام اختیارات ایک شخص کے پاس آ رہے ہیں۔ میں اس لئے بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ عوام کو یہ پتا چلنا چاہئے کہ چیئرمین کو عدم اعتماد سے اتارا جا رہا ہے یا وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم پر اس کے اختیارات معطل کئے جا رہے ہیں؟ عوام کو پتا چلنا چاہئے کہ خواتین کی نمائندگی کم کی جا رہی ہے یا زیادہ کی جا رہی ہے؟ عوام کو پتا چلے کہ آیا چیئرمین ضلع کونسل کے پاس کوئی پُلی، سولنگ یا نلکا لگوانے کے اختیارات ہیں یا نہیں؟ میں اس لئے بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ عوام کو پتا چلے کہ کیا انہیں یہ بلدیاتی نظام چاہئے یا اس کے بغیر ہی یہ نظام چلتے رہنا چاہئے۔ مہربانی، شکریہ

جناب سپیکر: Should I put the question now یا آپ بولیں گے؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں گے تو میں اس ترمیم پر صرف دو تین منٹ کے لئے بولنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، بات کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ہم نے جو ترمیم دی ہے وہ بڑی نیک نیتی سے دی ہے اور اس وجہ سے دی ہے کہ آج تک جتنے بھی لوکل گورنمنٹ کے سسٹم آئے ہیں وہ تقریباً ہمارے ان دوسرے بھائیوں کی طرف سے آئے جہاں political parties کا role نہیں ہوتا تھا اور وہاں صحیح democracy نہیں ہوتی تھی۔ ہم نے بڑے اچھے طریقے اور نیک نیتی کے ساتھ سپیشل کمیٹی

میںparticipateبھی کیا۔ہماری تجاویز اور حکومت کی تجاویز پر اتفاق ہوتا رہا اور وہ تجاویز consensusکے ساتھ پاس ہوتی رہیں۔اس بل میں کئی تجاویزایسی بھی ہیں جو ہماری اور گورنمنٹ کی طرف سے متفقہ طور پر آئیں۔جیسے یہ youthکو نسلر والی یاformation of UC۔۔

جناب سپیکر: میں اور آپ تو youthمیں نہیں آئیں گے۔

جناب محمد سبطین خان: جی، ہم youthمیں نہیں آ سکتے لیکن چلیں، ہم اس youthکو یاد تو کر سکتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: ہم youthمیں نہیں آتے ہم صرف باتیں کر سکتے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر!میں اس بات کو مزید آگے نہیں کھینچتا۔ ہم چونکہ ایک political system کے اندر سے آئے ہیں،political partyکے ٹکٹ پر جیت کر آئے ہیں اور یہ ہماری گورنمنٹ ہے جس طرح میں نے پہلے بھی کئی دفعہ کہا ہے کہ آپ سارے ایوان کے سپیکر ہیں۔Honourable Chief Minister Punjab Mian Shahbaz Sharifہمارے بھی چیف منسٹر ہیں کیونکہ وہ پورے پنجاب کے چیف منسٹر ہیں ہم کوئی بلوچستان کے نہیں ہیں یا ہمارا ووٹ خیبر پختونخوا میں نہیں ہے۔ ہم بھی پنجاب کے ہیں،آپ بھی پنجاب کے ہیں اور وہ بھی پنجاب کے ہیں تو وہ ہمارے متفقہ چیف منسٹر ہیں۔اب بات یہ ہے کہ ہماری جو تجاویز ہیں اور ہم جو چاہ رہے تھے اس کو publicمیں بھیجا جائے اور اس پر پبلک کی رائے لی جائے۔اس طرح political partiesاور political setupنے جو Billتجویز کیا ہے اگر اس کی منظوری لی جاتی ہے تو پھر تاریخ رقم ہو جائے گی۔اس میں عوام کی طرف سے feedbackآئے گی کہ یہ اتنا زبردست Billہے کہ اس میں grass root levelتک لوگوں کا خیال رکھا گیا ہے۔اس میں خدانخواستہ بدنیتی نہیں ہے اس میں نیک نیتی ہے۔اب میں تھوڑا آگے چلتا ہوں ہمارے Constitutionمیں جو دو provisionsہیں وہ بڑی categoricalاور بڑی clearہیں۔میں Article-32کی detailsمیں نہیں جا رہا،آپ کے پاس ماشاءاللہ قانون کی کتابیں پڑی ہیں اور آپ کو پتا بھی ہے۔

دوسرے نمبر پرArticle-140(A)یہ کہتا ہے کہ financial, administrative and political powers اور ان کے functions, responsibilitiesاور authorityگراس روٹ لیول grass root levelپر بھیجی جائے۔اب اس میں جہاں تک چاہے یونین کونسل، چاہے میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن کی formationہے ان میں formationکی حد تک ہمارا کسی بات پر کوئی اختلاف

نہیں ہے میں اس کمیٹی کا ممبر تھا لیکن اس Bill میں جو تین چار authorities آ گئی ہیں اصل confusion or ambiguity ان authorities پر آ رہی ہے۔ اس طرح لوکل گورنمنٹ کمیشن کی formation کی حد تک پھر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ گورنمنٹ کا right ہے کیونکہ گورنمنٹ کے پاس اکثریت ہے اور گورنمنٹ کی ادھر بھی اکثریت ہونی چاہئے۔ ہم اس وقت اکثریت میں نہیں ہیں تو ہمارے ممبران بھی تھوڑے ہونے چاہئیں۔ یہ ایک logical بات ہے اور ہم اس سے deny نہیں کر رہے لیکن ہمیں ان کے اختیارات پر problem آ رہی ہے جس کا ہم عوام سے feedback لینا چاہ رہے ہیں۔ ایجوکیشن اتھارٹی، ہیلتھ اتھارٹی اور لوکل گورنمنٹ کمیشن پر problem آ رہی ہے۔ اس میں ہمارا یہ موقف ہے کہ وہ اس وجہ سے problem آ رہی ہے کہ اب لوکل گورنمنٹ کے جو چیف آفیسر ہیں۔ جب وہ چیف آفیسر حکومت پنجاب کو لکھیں گے کہ یہ چیئرمین صاحب properly behave نہیں کر رہے۔ مثال کے طور پر اس پر اس چیئرمین صاحب کی انکوائری ہو جائے گی اور اس چیئرمین یا میئر یا ڈپٹی میئر یا وائس چیئرمین کے اختیارات سلب کر لئے جائیں گے۔

> And he would act like a puppet. He would be no more Mayor or Vice Mayor or Chairman or Vice Chairman of that concerned institution whether it is the metropolitan; corporation; committees; district council, or a union council.

جناب سپیکر! ہمیں اختلاف اس چیز پر ہے جو کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کو اس لئے public and publish کیا جائے۔ May be ہم کوئی عقل کل تو نہیں، ہم بھی بھول سکتے ہیں تو ہم اس پر ہچکچاہٹ کیوں محسوس کر رہے ہیں؟ ہم اس پر پبلک سے رائے لے لیں۔ دیکھیں! اگر ہم اس پر سول سوسائٹی، میڈیا اور وکلاء کا point of view لے لیں تو بہتر ہے لیکن کرنا تو وہی ہے جو گورنمنٹ کا دل کرے۔ but at least it would be clear on our part. We have done the job. جس کے لئے ہمیں ایوان میں بھیجا گیا تھا۔ At least ہماری rectification, justification, should be clear from our inner conscious کہ ہم نے اپنا حق ادا کر دیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں کی طرف سے جو ترامیم آئی ہیں وہ صرف اپوزیشن کی وجہ سے آئی ہیں کیونکہ ہم لوگ یہاں بیٹھے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری amendments کے پیچھے عوام، سول سوسائٹی اور ہمارے میڈیا کے کچھ دوستوں اور بھائیوں کی بھی

رائے ہو کیونکہ اس کو discuss کرنے والا proper اور impressive forum یہی ہے اس لئے انہوں نے ہمیں کہا ہوا اور یہ ہماری اپنی تجاویز بھی تھیں۔

جناب سپیکر! اب authorities پر آجاتے ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ اس میں Article 140(A) and Article(32) categorically and clearly جو کہ کچھ کہہ رہا ہے وہ آپ کو سب سے بہتر پتا ہے۔ ہم صرف اس میں یہ چاہتے ہیں کہ یہ decentralization of power نہیں ہے۔

MR SPEAKER: Order please, order.

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ decentralization of power نہیں ہے بلکہ یہ centralization of power ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ authorities میں ایک ضلع کے چیئرمین یا ایک میئر کا اس میں عمل دخل نہیں ہوگا They would be directly working under the Government of the Punjab. اب جب حکومت پنجاب کہے گی کہ اس میئر یا چیئرمین کو اس طریقے سے کام نہیں کرنا چاہئے تو وہ اس کی suspension ہو گی، اس کے اختیارات ہی کچھ نہیں ہوں گے، اس کے بس میں کچھ نہیں ہو گا اور اس کے اختیارات میں کچھ نہیں ہو گا تو وہ وہاں ایک puppet بیٹھ کر کیا کرے گا؟ اس میں ہماری یہ گزارش ہے کہ ان authorities کی powers concerned Chairman کے پاس ہونی چاہئیں۔ True spirit میں دیکھیں کہ اگر ہم ان کو empowerment نہیں دیتے تو پھر اس سسٹم کا فائدہ کیا ہو گا؟ ہم لوگ being politicians, being workers of all concerned political parties grass root level پر ایک message دینا چاہ رہے ہیں کہ عوام کو کہیں گے کہ ہم نے آپ کے لئے یہ کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ پھر بھی اس کا اتنا فائدہ نہیں ہو گا جتنا ہونا چاہئے۔ Because he would be crippled اس سے چیئرمین یا میئر کے اختیارات cut جائیں گے اور سارے اختیارات مختلف authorities کے پاس چلے جائیں گے۔ اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ان authorities کے بجائے جو law and order authority ہے اور جو اس وقت ہمارا burning issue ہے۔ ہمارے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے بھی اپنی پرسوں والی speech میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ جو law and order کے اختیارات تھے۔۔۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, order.

جناب محمد سبطین خان:جناب سپیکر!یہ ہم grass-roots-level پر بھیجتے اس میں ضلع کاچیئرمین ممبر ہوتا، بڑے شہروں کے میئر ممبر ہوتے، ہمارے متعلقہ ضلع کے DCOs ممبر ہوتے اور ہمارے متعلقہ ضلع کے DPOs ممبر ہوتے۔اگر ان کو کوئی پریشانی ہوتی جو وہ وہاں face کرتے تو پھر صوبائی حکومت کو confidence میں لیتے اور صوبائی حکومت کو کہتے کہ ہمیں rescue کرنے کے لئے آئیں.We are in harder position. We are facing these problems بہتر تو یہ تھا کہ اگر کوئی اتھارٹی بنانی تھی تو law and order کو grass root level پر بھیجتے اس کو تو بھیجا نہیں اور ادھر ادھر والی ان سب کو بھیج دیا۔

جناب سپیکر!اب end پر میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو ہماری تجاویز ہیں in good faith and good sense ان کو آپ دیکھیں۔خدانخواستہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے، میں نے party basis or non-party basis elections کو purposely نہیں چھیڑا کیوں کہ اس پر کافی دوست بات کر چکے ہیں۔اب میں اس کو بار بار کیا repeat کروں؟ حالانکہ ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ جماعتی بنیادوں پر الیکشن ہونے چاہئیں لیکن میں اس کو repeat نہیں کرنا چاہ رہا تاکہ آپ کا بھی ٹائم بچے اور ایوان کا بھی۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے معزز دوست اب یہی چاہتے ہیں کہ اجلاس کو adjourn کیا جائے کیونکہ اب ان کا interest آہستہ آہستہ کم ہونے لگا ہے۔

جناب سپیکر!میری آخری گزارش یہ ہے کہ آپ اس کو sympathetically دیکھیں اور اس کو عوام کے پاس، سول سوسائٹی اور ان ساری classes کے پاس بھیجا جائے۔اس میں ہمیں کوئی جلدی تو ہے نہیں، یہ بات ہمارے کریڈٹ پر جانی ہے کیوں کہ یہ ہمارا پہلا لوکل گورنمنٹ سسٹم ہے جو ہم عوام کو دے رہے ہیں اگر میری ان تجاویز پر عمل نہیں ہوتا تو میں معذرت کے ساتھ آخر میں یہ کہوں گا کہ یہ لوکل گورنمنٹ سسٹم نہیں ہے بلکہ یہ لوکل باڈیز کا الیکشن ہو رہا ہے۔
There is a lot of difference between local government and local bodies. Thank you very much.

جناب سپیکر:آپ کا بہت شکریہ۔جی، محترمہ!آپ کوئی بات کرنا چاہیں گی؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اپوزیشن نے جو ایک مطالبہ کیا ہے، مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ گورنمنٹ کو اس پر کیوں اختلاف ہے؟ جو لوگ ایوانوں میں بیٹھے ہیں خواہ وہ گورنمنٹ سے ہوں یا اپوزیشن سے ہوں یہ جس عوام کا mandate لے کر یہاں تک پہنچے ہیں

اور عزت حاصل کی ہے یہ اس عوام کو ہی کیوں ignore کرنا چاہتے ہیں؟ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس بل کو مشتہر کیا جائے تاکہ عوام اس پر اپنی رائے دے سکے۔ سول سوسائٹی ہے، عوام کے کئی حلقہ جات ہیں جن کی اپنی اپنی سوچ اور فکر ہے۔ عوامی گورنمنٹ جو ہوتی ہے اس کا عوام کے ساتھ direct interaction ہوتا ہے ان کے نمائندے ہی باہر اُبھر کر آتے ہیں، ہم اس سے اتنا کیوں گھبرا رہے ہیں؟ عوام کی کوئی اچھی رائے آسکتی ہے۔ کیوں نہ یہ اسمبلی ایک ایسا بل بنائے جو اگلے سو سال کے لئے ہو بجائے اس کے کہ ہم چار پانچ سال بعد ایک نیا بل پیش کرتے ہیں۔ عوام کے مسائل نچلی سطح تک حل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس میں عوام کی رائے اور خوشی شامل ہو اور یہ عوام دوست بل ہو۔ یہ جانتے ہیں کہ یہ عوام دوست بل نہیں ہے یا اس میں flaws ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ بل خود ہی آئین کے آرٹیکل 140(A) کے منافی ہے جس میں ہم کہتے ہیں کہ تین powers devolve ہوں گی مگر اس بل کے مطابق وہ نچلی سطح تک منتقل نہیں ہوں گی۔ اس کے بعد میں یہ کہوں گی کہ مجھے اپنے کچھ حکمرانوں کی جنرل مشرف اور جنرل ضیاء الحق صاحب جیسی کیفیت معلوم ہوتی ہے وہ بھی سیاسی جماعتوں سے ایسے ہی ڈرتے تھے جس طرح یہ حکمران ڈر رہے ہیں نہ ہم بلدیاتی انتخابات سیاسی بنیادوں پر کروانا چاہتے ہیں۔ یہ کیوں party base elections کے انکاری ہیں؟ یہ تمام issues عوام سے related ہیں اس میں جتنی بھی شقیں ہیں جس طرح میاں محمد اسلم صاحب نے اس پر کافی بات کی ہے اور سبطین خان صاحب نے بھی اس پر سیر حاصل گفتگو کی ہے کہ یہ جو اتنی ساری اتھارٹیز بنادی گئی ہیں اب ہم عوام سے یہ کون سا نیا مذاق کرنے والے ہیں؟ وہی بات ہے کہ اگر ساری اتھارٹیز گورنمنٹ کے پاس ہی ہیں اور ساری چیزوں کا اختیار آکر وزیر اعلیٰ پر ہی ختم ہونا ہے تو پھر یہ تو ہمیں پتا ہے کہ یہ اژدھا کے منہ میں ہاتھ ڈالے بیٹھے ہیں لیکن اس دفعہ یا تو اژدھا رہے گا یا ہم رہیں گے۔ ہم میدان چھوڑ کر جانے والے نہیں ہیں ہم عوام کے حقوق کی جنگ یہاں پر لڑنے آئے ہیں اور انشاء اللہ ان کے حقوق حاصل کر کے رہیں گے۔ اگر یہ حکومت عوام کے حقوق نہیں دے گی تو عوام کو بھی پتا ہے کہ ہم ان کے لئے کیا چاہتے ہیں اور آپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپ کی نیت صاف ہے اور آپ اس بل میں عوام دوست فیصلے کر رہے ہیں تو اس کو عوام کے سامنے آنا چاہئے۔ ہر شخص کو حق ہے کہ اس کو پتا ہو کہ اس کا مستقبل کن کے ہاتھوں میں دیا جا رہا ہے؟ اگر یہ سارا کھٹ پتلی تماشا ہے اور سب کی ڈور ایک بندے کے ہی ہاتھ میں ہے تو پھر اس تماشے کا کوئی فائدہ نہیں ہم اس تماشے کو accept نہیں کریں گے اور ہم اس کا حصہ نہیں بنیں گے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، بہت شکریہ

جناب آصف محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: اپنا نام بھی بتادیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میرا نام آصف محمود ہے اور میرا حلقہ پی پی۔9 ہے۔ میں صرف دو مختصر سی باتیں کروں گا۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میں نے اس دن ایوان میں یوتھ کونسلر کے حوالے سے ایک تجویز دی تھی، دو تین دن پہلے جب میں نے ایک نیوز چینل پر یہ خبر پڑھی تو مجھے بہت خوشگوار حیرت ہوئی۔ میں وزیر بلدیات صاحب کے پیار و محبت کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس تجویز کو straightaway بلدیاتی بل میں شامل کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے قائد جناب عمران خان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا جنہوں نے نوجوانوں کے حقوق اور سیاست کے اندر نوجوانوں کی involvement کو اُجاگر کیا اور ان کی دیکھا دیکھی باقی پارٹیوں نے بھی یوتھ کو نمائندگی دینا شروع کی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات جو ترمیم کے حوالے سے ہے اس پر میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ اس معزز ایوان میں ہمارے جتنے بھی ممبران بیٹھے ہوئے ہیں یہ عوامی mandate لے کر آئے ہیں۔ جناب محمد سبطین خان نے یہ بات کہی کہ ان کا right ہے، ان کے پاس پورا اختیار ہے، ان کے پاس mandate ہے، یہ بل پاس کروا سکتے ہیں لیکن میری تمام ممبران سے یہ گزارش ہے کہ کوئی بھی legislation کرتے ہوئے براہ مہربانی یہ خیال کیا کریں کہ کیا وہ legislation آپ پارٹی قائدین کے لئے کر رہے ہیں، شخصیات کے لئے کر رہے ہیں، ان کے مفادات کے لئے کر رہے ہیں یا عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کر رہے ہیں؟ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: آپ کی بہت مہربانی، شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ کہنا چاہوں گا۔۔۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پہلے ان کی بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ بات کر لیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور میں وزیر قانون صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے مجھے بھی موقع دیا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم جو بل پاس کرنے جا رہے ہیں وہ لوکل گورنمنٹ بل ہے جیسا کہ باقی مقررین نے بھی کہا کہ یہ کہیں سے بھی لوکل گورنمنٹ بل نہیں لگ رہا بلکہ ایسا ہی لگ رہا ہے کہ ہم کوئی لوکل باڈیز بنانے جا رہے ہیں جو کہ آئین کی شق(A)140 کے بالکل منافی ہے۔ میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ جب بھی ہم کوئی اس طرح کا قانون بناتے ہیں، جن لوگوں کے لئے بناتے ہیں جس سے ان کو فائدہ پہنچے گا ان کو تو ہم اعتماد میں ہی نہیں لے رہے یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ یہ جو بل ہم بنانے جا رہے ہیں یہ اس بل کا براہ راست فائدہ جس کو پہنچنا ہے اس کمیونٹی کو تو ہم اپنے ساتھ ہی نہیں لے کر چل رہے اور میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ جو لوکل باڈیز کے لوگ ہیں، جو ہمارے عام آدمی ہیں وہ پریشان ہیں، وہ بار بار ہمیں فون کر کے پوچھتے ہیں کہ کیا ہمیں بل کی کاپی مل سکتی ہے، کیا بل پیش ہو گیا ہے؟ جن کے لئے ہم قانون سازی کر رہے ہیں ان کو تو ہم اپنے ساتھ لے کر چلنا ہی نہیں چاہ رہے۔ ہم نے اپنی پارٹی کی طرف سے یہی ایک ترمیم دی تھی کہ۔۔۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: کاپی دیکھ کر پڑھنا منع ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: بہن میں دیکھ کر نہیں پڑھ رہی ہوں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: آپ بار بار کاپی دیکھ کر پڑھ رہی ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! کیا آپ Chair پر بیٹھی ہیں؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! یہ دیکھ کر پڑھ رہی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کیا کریں۔ This is not good.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ ان کو سمجھائیں۔

جناب سپیکر: ان کی آپس کی بات ہو گی، میں نہیں کچھ کہہ سکتا۔ بہر حال آئندہ سے ایسی بات نہیں ہونی چاہئے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! یہ جو ترمیم زیر غور ہے میں اس کو پڑھنا چاہتی ہوں:

"That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be

circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

جناب سپیکر!اس کامطلب یہ ہے کہ ہم اس بل کو عام کریں اور لوگوں تک پہنچائیں، عام آدمی تک پہنچائیں، جن لوگوں کو اس بل سے واسطہ پڑے گا، جن لوگوں کا اس بل سے تعلق ہے ان کو تو ہم confidence میں ہی نہیں لے رہے تو پھر کس طرح سے یہ بل ان کے لئے ہے؟ مجھے تو سمجھ ہی نہیں آ رہی، ہمارے قانون دان بیٹھے ہوئے ہیں، وزیر قانون صاحب قانون سازی میں بہت ماہر ہیں اور ہم ان کی بڑی عزت بھی کرتے ہیں، وہ قانون جو ہم عوام کے لئے بنا رہے ہیں ان کو تو ہم اپنا حصہ ہی نہیں بنا رہے لہذا میری یہ درخواست ہو گی کہ مہربانی کر کے اس document کو public کیا جائے، اس کو عوام کے دروازوں تک بھیجا جائے تاکہ ان کو پتا تو چلے کہ ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے، ہمارے ساتھ کیا کیا زیادتیاں ہونے جا رہی ہیں؟ میں بتانا چاہتی ہوں کہ اس وقت جو مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے وہ Charter of Democracy کا حصہ بنی ہے اور یہ ایک بہت ہی غلط روایت ہو جائے گی اگر ہم اپنے اس promise سے جو ہم نے Charter of Democracy میں کیا ہے اس سے پیچھے ہٹ جائیں۔اس کے مطابق یہ تمام devolution اور authorities ہیں جو empowerment ہیں جس سے ہم نے لوکل گورنمنٹ کو strengthen کرنا ہے وہ ہم نہیں کر رہے۔ ہم اس بات کو کیوں نہیں سمجھتے کہ جس بات کے لئے ہم لوکل باڈیز بنانا چاہتے ہیں اس کی اتھارٹی تو ہم ان کو دے نہیں رہے پھر وہ گورنمنٹ کہاں سے ہو گی جس کے پاس کوئی اتھارٹی ہی نہیں ہو گی۔ان کے پاس کوئی political authority ہے اور نہ ہی ان کے پاس financial authority ہے۔ اگر ہم ان لوگوں کو یہ authorities نہیں دے رہے تو پھر اس بل کو پاس کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس میں سے گورنمنٹ کا نام ہٹا کر کیوں نہ لوکل باڈی سسٹم بنا دیں کیونکہ گورنمنٹ وہ ہوتی ہے جس کے پاس تمام اختیارات ہوتے ہیں، وہ کون سی گورنمنٹ ہے جس کے پاس کوئی اختیار ہی نہ ہو کیونکہ اس کے بغیر تو کوئی گورنمنٹ کام ہی نہیں کر سکتی۔ تمام چیزوں کی آپ نے authorities بنا دی ہیں، ہیلتھ کا شعبہ بھی ان سے لے لیا ہے، ایجوکیشن کا شعبہ بھی لے لیا ہے، اسی طرح سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا شعبہ بھی ان سے لے لیا ہے، ان کے پاس کوئی اختیارات نہیں ہیں تو پھر کیا ہم کوئی dummies بنانا چاہ رہے ہیں، کیا ہم نمائشی عہدے بنانا چاہ رہے ہیں؟ ہم صرف لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے جا رہے ہیں کہ ہم آپ کے لئے لوکل باڈی سسٹم لانا چاہ رہے ہیں۔ میں اس بل کو مکمل طور پر مسترد کرتی ہوں کیونکہ یہ بالکل غلط

ہے۔آخر میں یہ ضرور کہنا چاہوں گی کیونکہ میں ایک خاص طبقہ کو یہاں پر represent کرتی ہوں، میرا تعلق minority سے ہے۔

جناب سپیکر: بہت بہت شکریہ۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ اور دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! Minority کے لئے میں یہ چاہوں گی کہ ان کو ہر یونین کونسل میں نمائندگی دی جائے۔اس سے پہلے دو ادوار میں اگر ہر یونین کونسل میں ان کی نمائندگی تھی تو اب کیا وجہ ہے کہ آپ نے ان کے لئے دو سو ووٹوں کی restriction لگا دی ہے ؟آپ کے توسط سے میری وزیر قانون سے یہ گزارش ہو گی کہ اس کو بھی درست کیا جائے کیونکہ یہ پابندی ٹھیک نہیں ہے۔اس کے علاوہ میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے out of turn بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر: جی، عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے مسکراتے ہوئے بولنے کا موقع فراہم کیا۔ میں یہاں پر صرف اور صرف اس ترمیم کے حوالے سے ایک دو گزارشات پیش کرنا چاہوں گا۔ میری ایک گزارش یہ ہے کہ عوام کو اس تمام سلسلے میں، اس تمام مشاورت میں شامل کیا جائے۔ صبح سے اس ایوان میں بحث چل رہی ہے میں نہیں سمجھتا کہ کسی بھی حوالے سے حکومتی بنچوں پر یا حکومت پر کوئی فرق پڑا ہے اگر اس میں عوامی رائے یا عوام کے لوگوں کو شامل کیا جاتا تو بہتر ہوتا۔ ہم یہاں پر عوام کے ووٹ لے کر آئے ہیں ان کی سہولیات کے لئے ان کی جنگ لڑنے کے لئے آئے ہیں۔ اس میں ایسا کیا مضائقہ ہے کہ اگر ہم یہاں پر کوئی بل منظور کرنے جا رہے ہیں ان کی سہولت کے لئے ہم ایک کام کرنے جا رہے ہیں لیکن ہم اس بل کو ان کے سامنے لانا نہیں چاہتے۔ ہم ان کو ایسا کون سا surprise دینا چاہتے ہیں کہ ہم نے آپ کے لئے یہ legislation کی ہے لیکن ہم اس کے بارے میں آپ کو پہلے بتانا نہیں چاہتے۔ ہمارا basic agenda تو ان کو facilitate کرنا ہے ان کو سہولیات فراہم کرنا ہے۔اس کی تفصیلی بحث بھی آپ لوگوں نے یہاں پر رکھی اور سنی لیکن ایک سوال جو میرے ذہن میں مسلسل آ رہا ہے کہ آخر اس کے پیچھے ایسی کیا وجہ ہے کہ بار بار حکومتی بنچ ہماری ترمیم کو مسترد کرتے جا رہے ہیں ؟اگر ہماری ترمیم اس بل میں شامل کر لیتے تو صبح سے لے کر اب تک جو بحث ہو رہی ہے یہ

ہونی ہی نہیں تھی۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ پانچ سال بعد جب الیکشن آئے گا اس میں آپ عوام کو کیا بتائیں گے کہ ہم نے عوام کو مشاورت کے لئے کیوں شامل نہیں کیا، اس کی وجوہات کیا تھیں ؟اب عوام بدل چکی ہے پہلے والی عوام نہیں ہے، پہلے والی اسمبلیاں اب نہیں رہیں کہ آپ یہاں پر جو بل منظور کر دیں گے عوام اس کو بھیڑ، بکریوں کی طرح منظور کر دے گی۔اب میڈیا بھی بہت آگے جا چکا ہے، آپ یہاں پر جو بات کرتے ہیں فوری طور پر آپ کی آواز عوام تک پہنچ جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ عوام کی سہولت کے لئے جو کام کرنا چاہتے ہیں اس میں ان کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے، وہاں سے بھی ان کے representative لئے جائیں تاکہ ہمیں ان کی مشاورت حاصل ہو سکے اور ان کی طرف سے ہمیں کوئی اچھا feedback مل سکے۔اگر وہاں سے ہمیں کوئی اچھا feedback ملتا ہے تو میرا خیال ہے کہ وہ ہمارے لئے بہتر ثابت ہو گا۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اپوزیشن کی طرف سے جو amendments پیش کی گئی ہیں ان کو اس بل میں شامل کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی، جناب اعجاز خان!

جناب اعجاز خان: جناب والا! یہ جو غیر جماعتی بنیادوں پر الیکشن کروائے جا رہے ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں جس طرح جنرل الیکشن۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے جو amendment دی ہے اس کے بارے میں میرے بھائی بات کریں۔

جناب اعجاز خان: جی، میں اسی طرف آ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: الیکشن کے بارے میں آگے بات آئے گی۔

جناب اعجاز خان: جناب والا! میں اپنی ترمیم کی طرف آ رہا ہوں۔ جس طرح جنرل الیکشن کے اندر عوام کے ووٹوں پر ڈاکا ڈالا گیا ہے غیر جماعتی الیکشن بھی اسی کی ایک کڑی ہے کیونکہ اگر جماعتی بنیادوں پر الیکشن ہوں گے تو گورنمنٹ کو پتا چل جائے گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی amendment کی طرف آئیں۔

جناب اعجاز خان: وہ راز بھی کھل جائے گا کہ ان کی کتنی اکثریت ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اپنی ترمیم پر بات کریں۔

جناب اعجاز خان: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ذاتی غلاموں کی ٹیم بھرتی نہ کریں بلکہ لوکل سطح پر عوام کے نمائندے منتخب کروائیں، حق داروں کو ان کا حق دیں تاکہ لوگوں کے مسائل ان کے گھر کی دہلیز پر حل کئے جا سکیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آج ہم لوکل گورنمنٹ سسٹم کے اوپر بات کر رہے ہیں، جیسا کہ میرے تمام ساتھیوں نے یہاں پر بات کی اور بار بار ایک چیز کے اوپر stress کیا گیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک ایسا point ہے جس پر صرف اپوزیشن ہی نہیں بلکہ ہم سب کو متفق ہونا چاہئے۔ یہ عوام کی بھلائی کا مسئلہ ہے، عوام کی آواز ہے اور یہ بل جو ہم منظور کرنے جا رہے ہیں، پاس کرنے جا رہے ہیں یہ کس کے لئے پاس کرنے جا رہے ہیں؟ اس وقت ہم سب کے سامنے یہ ایک سوالیہ mark ہے اور انتہائی قابل افسوس بات ہے کہ ہم صبح سے ایک بات کو بار بار کر رہے ہیں، حکومتی بنچوں کی طرف سے جو ہمیں gesture نظر آ رہے ہیں میں کہوں گی کہ وہ انتہائی قابل افسوس ہیں۔ وہ یہاں اس طرح سے بیٹھے ہیں جیسے شاہی خاندان کے افراد بیٹھے ہیں اور رعایا یہاں پر بلک بلک کر اپنے مسائل بیان کر رہی ہے اور بار بار ایک بات کے لئے فریاد کر رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ یہاں پر انتہائی سینئر ممبران تشریف فرما ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ قابل عزت وزیر قانون صاحب جن کا بہت experience ہے عوام کے مسائل کے حل کے لئے، عوام کی easy approach کے لئے، عوام کے مسائل کو ان کے اپنے حلقوں میں حل کرنے کے لئے ایک بل پاس کیا جا رہا ہے اور اس کے لئے ہم ایک بات کو بالکل ignore کئے بیٹھے ہیں کہ کون سی عام فہم زبان ہے جو ہمارے عوام سمجھ سکتے ہیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس بل کو اُردو زبان میں publish کیا جائے، اس کی باقاعدہ تشہیر کی جانی بھی بہت ضروری ہے کیونکہ ہمارا میڈیا اس وقت بہت strong ہو چکا ہے۔ میڈیا کے ذریعے اب دُور دراز تک کا بندہ easily اس بات کو اچھی طرح سے جان سکتا ہے کہ ان کے مسائل کے حل کے لئے کس قسم کا سسٹم introduce کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ انتہائی قابل غور بات ہے، انتہائی قابل فکر بات ہے، ہم سب کا یہ فریضہ ہے کہ جب ہم اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے کسی پلیٹ فارم پر آتے ہیں اور اس طرح کے بھاری mandate کے ساتھ منتخب ہو کر آتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم عوام کی خواہشات کا احترام کریں۔ اپنی عوام کو اور وہ تمام مسائل اور وہ تمام چیزیں جو عوام کی بھلائی کے لئے ضروری ہیں ان کے وہ مسائل جن

سے ان کو روز واسطہ پڑتا ہے ان کو پتا ہو کہ انہوں نے کس کے پاس جانا ہے، کیسے جانا ہے اور کس طریقے سے اپنے کام کرانے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پر بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو بہت نیچے سے اوپر آئے ہیں، انہوں نے کونسلر شپ کی ہے، ناظمین کے عہدے پر بھی کام کیا، ایم پی ایز ہیں منسٹرز ہیں، یہ سب جانتے ہیں۔ اس وقت عوام کا ایجوکیشن level دیکھا جائے کہ وہ کس حد تک ہے اور ہم ان کو کس حد تک تعلیم دے پائے ہیں اس لئے یہ بہت ضروری ہے اور ہم ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ اردو ہماری قومی زبان ہے اور اردو میں ہی تشہیر کی جانی چاہئے تاکہ عوام کو پتا ہو کہ اس نے اپنی رجسٹریشن کے لئے کون سا طریقہ اپنانا ہے، پیدائش کی رجسٹریشن کے لئے کون سا طریقہ اپنانا ہے، کون سی اتھارٹی ہے کس کے پاس جانا ہے؟ جہاں تک ہم بات کرتے جا رہے ہیں کہ اس بل کی تشہیر کی جائے اسے publish کیا جائے وہاں پر ایک اور بھی قابل فکر بات ہے کہ ہم کون سا سسٹم introduce کرا رہے ہیں، خدارا ہمیں اس کے اوپر ضرور غور کرنا چاہئے کہ ہم محکمے کیوں بناتے ہیں اور محکموں کا کیا کام ہے؟ محکموں کا کام ہے کہ جو کام ان کے سپرد کیا جائے وہ اسے نبھا سکیں اور عوام کے مسائل حل کئے جائیں۔ یہ کس قسم کا بل ہے جس میں ہم محکموں کو پس پشت ڈال کر اتھارٹیز بنا کر اپنے من پسند لوگوں کو introduce کروا کر اور صرف اور صرف انہیں accommodate کرنے کے لئے انہیں زیادہ سے زیادہ شامل کر لیں، ان کی رائے کو اہمیت دیں اور جو ہمارے منتخب نمائندے ہیں ان کی رائے کی ان کے آگے کوئی اہمیت نہ ہو۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ لمحہ فکریہ ہے اور پنجاب گورنمنٹ جو ایک بھاری mandate کے ساتھ آئی ہے اسے اس بات کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ اگر ہم سب کے ضمیر زندہ ہیں، میں کہوں گی کہ سوئے ہوئے ضمیروں کو جگانا بھی ایک نیکی ہے۔ میری یہ خواہش ہو گی کہ خدارا اپنے ذہن کھولئے اپنے ضمیروں کو جگایئے اور سوچئے کہ ہم ایک بات پر بار بار اتنا stress کیوں کر رہے ہیں؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت ہمارے ایوان کے لئے بہت بڑی بات ہو گی کہ اگر ہم یہ initiative لیتے ہیں تو بڑی قابل عزت بات ہو گی اور ہمیں پوری دنیا میں سراہا جائے گا۔ میں یہاں پر ایک اور ذکر کروں گی کہ انٹرنیٹ پر سندھ اسمبلی کا بل دیا گیا ہے میں اس خواہش کا بھی اظہار کروں گی کہ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اس کی ویب سائٹ بنائیں اور باقاعدہ اسے مشتہر کیا جائے تاکہ ہم سب اور ہماری تمام عوام اس سے اچھی طرح سے آگاہی حاصل کرے اور اسے بہتر طور پر پتا ہو کہ ان کے مسائل کس طرح سے حل ہونے ہیں اور کس طرح سے انہوں نے اپنے مسائل کے لئے کہاں جانا ہے۔

جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گی کہ اس کو اردو زبان میں publish کیا جائے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر!اپوزیشن کے تقریباً تمام ممبران نے بات کی ہے اور اتفاق سے ان کے پاس جو تمام کی تمام باتیں تھیں وہ بھی انہوں نے سب کی سب کر لی ہیں اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ شاید اس بل کو پاس کرنے کا جو مزید سفر یا عرصہ ہے یہ اس میں زیادہ دیر تک ہمارا ساتھ نہ دے سکیں اس لئے میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ تمام ممبران نے جو گفتگو کی ہے میں انتہائی مختصراً اسے sum up کر دوں۔ معزز ممبران نے اس کے اوپر بڑی بات کی ہے کہ ان اداروں کو کوئی اختیار نہیں دیا جارہا،ان اداروں کے پاس کچھ ہے نہیں،ان کے پاس کوئی اتھارٹی نہیں۔ جو ویلج کونسل ہے یا اربن ایریا میں سٹی کونسل ہے جو پہلے یونین کونسل ہوا کرتی تھی اس کے اختیارات سے متعلق اس بل میں 45 شقیں ہیں۔انہوں نے کسی ایک کے اوپر اعتراض کیا ہو؟ کسی ایک میں اضافہ recommend کیا ہو کہ آپ نے یونین کونسل level پر یہ یہ اختیارات دیئے ہیں ان میں آپ اس ایک اختیار کا اضافہ کر دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہاں پر میونسپل کمیٹی، میونسپل کارپوریشن اور ڈسٹرکٹ کونسل سے متعلق پورا chapter ہے، اس مسودے میں ان کے functions کے متعلق پورا پورا chapter موجود ہے۔ انہوں نے کسی ایک کا حوالہ دیا ہو کہ جناب آپ نے اس کو یہ اختیار تو دیا ہے لیکن ساتھ یہ اختیار بھی دیں؟ ان اداروں کو مزید فعال بنانے کے لئے آپ ان کو اس طرح empower کریں۔ صرف زبانی کلامی بات کہ بے اختیار کر دیا،ان کو کوئی اختیار نہیں دیا اور پھر انہوں نے سب سے زیادہ تنقید ڈسٹرکٹ اتھارٹیز پر کی ہے۔یہاں پر بات ہوئی کہ محکمے کس مقصد کے لئے ہیں، کیا اس سے پہلے محکموں کا جو role ہے وہ اس معزز ایوان میں بیٹھے کسی بھی ممبر کی نظروں میں نہیں ہے ؟ڈسٹرکٹ level پر جو ڈسٹرکٹ اتھارٹی ہے،آپ یہ بتائیں کہ اس سسٹم کے تحت ایک ہی ضلع میں ایک میونسپل کارپوریشن ہو گی اس میں کم از کم تین چار میونسپل کمیٹیاں ہوں گی اس کے علاوہ ویلج کونسلز اور سٹی کونسلز ہوں گی۔ کیا وہاں پر جو سکول ہیں یا ہیلتھ کے جو بنیادی سنٹرز ہیں ان کو بانٹ دیا جائے کہ تین کسی کے حصے میں آ جائیں، چار کسی کے حصے میں آ جائیں، دس کسی کے حصے میں آ جائیں اور ان کی ایڈمنسٹریشن بھی وہاں وہاں پر چلی جائے تاکہ کسی کو کوئی سمجھ ہی نہ آئے کہ پورے ضلع میں کس طرح لوگوں کو سہولتیں پہنچائی ہیں یا کس طرح سے ایجوکیشن

سسٹم کو آگے بڑھانا ہے؟اس کے لئے وہاں ڈسٹرکٹ level پر ایک ایجوکیشن اور ہیلتھ اتھارٹی بنائی گئی ہے۔اس اتھارٹی میں کون لوگ ہوں گے؟اس اتھارٹی میں انہی لوکل کونسلز کے منتخب کردہ لوگ ہوں گے۔وہ اپنے ایوانوں سے یہ لوگوں کو منتخب کر کے وہاں بھیجیں گے اور وہ نمائندے وہاں پر اتھارٹیز میں کس اتھارٹی کو exercise کریں گے؟ یہ تو بات کر رہے ہیں کہ ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہو گا۔تمام کے تمام اختیارات ہی ان کے پاس ہوں گے۔صوبائی حکومت کو ایجوکیشن سے متعلق اس اتھارٹی سے بالا کوئی اختیار نہیں ہو گا۔ وہ اتھارٹی اس ضلع میں ایجوکیشن اور ہیلتھ سے متعلق اداروں کو establish کرے گی،انہیں manage کرے گی اور انہیں operate کرے گی اور provincial level پر صرف پالیسی دینے اور پورے پنجاب کے ڈسٹرکٹ کو coordinate کرنے کا اختیار ہو گا۔ جس طرح سے ہوتا ہے کہ یہاں بیٹھ کر ٹیچرز،ڈاکٹرز اور دوسرے عملے کی سیکرٹری ٹرانسفر کرتا ہے۔پوسٹنگ ٹرانسفر تک تمام کی تمام اتھارٹی اس ڈسٹرکٹ اتھارٹی کے پاس ہو گی اور اس ڈسٹرکٹ اتھارٹی میں لوکل کونسلز کے نمائندے اکثریت میں ہوں گے۔ پھر اس مقصد کے لئے کہ اس معزز ایوان کا بھی وہاں ایک liaison ایک رشتہ رہے کیونکہ ان اتھارٹیز میں لوکل کونسلز کے جو ممبر ہوں گے وہ بھی آخر ہمارے ہی حلقوں میں سے ہوں گے۔اس میں اس معزز ایوان سے بھی لوگوں کو نامزد کیا جائے گا۔یعنی اتھارٹیز کو پورے اضلاع اور پورے صوبے میں ایجوکیشن اور ہیلتھ کے نظام کو مربوط کرنے کے لئے اور تمام کی تمام اتھارٹیز کو پراونشل level سے نیچے down ڈسٹرکٹ level تک لے جانے کے لئے ان اتھارٹیز کا قیام عمل میں لایا گیا ہے تو اس سے اور بڑی اتھارٹی کیا ہو سکتی ہے اور ان پر اس سے بڑا اعتماد کا اظہار کس طرح سے کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر!انہوں نے الیکشن party base اور non party base پر اعتراض کیا اور کہا کہ عوام سے رائے لی جائے۔سارا اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس کے بعد عوام اپنے اس اختیار کو through their chosen representatives اپنے منتخب نمائندوں کے لئے استعمال کرتی ہے۔ عوام نے اس ایوان کو اسی لئے منتخب کیا ہے کہ یہ یہاں پر قانون سازی کرے،پالیسی سازی کرے، قانون بنائے اسی لئے ان ایوانوں کو legislatures کہا جاتا ہے۔یہ ایک طرف فرما رہے ہیں کہ بجٹ سے متعلقہ ان کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے افسوس ہے کہ اگر انہوں نے اس مسودے میں کلاز 104 اور 105 پڑھی ہوتی تو ان کو یہ بات نہ کہنی پڑتی کیونکہ کلاز 104 اور 105 جو صوبے کا بجٹ بنانے سے متعلق اس معزز ایوان کو اختیارات ہیں یا جو اختیارات اور جس pattern پر ملک کا بجٹ بنانے کے لئے قومی

اسمبلی کو اختیارات ہیں تمام کے تمام وہی اختیارات ان لوکل کونسلز کو دیئے گئے ہیں لیکن یہ فرمارہے ہیں کہ ان کو تو وہ اختیار ہی نہیں چونکہ انہوں نے مسودہ پڑھا ہی نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

پھر اس کے بعد معزز قائد حزب اختلاف نے یہاں تک کہہ دیا کہ مجھے تو بڑا افسوس ہے کیونکہ اس Bill میں انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ اگر یہ ادارے اپنی مدت پوری کر لیتے ہیں تو اس کے بعد پھر کیا بنے گا؟ جیسا کہ صوبائی اسمبلیوں اور قومی اسمبلی کا طریق کار ہے کہ نوے دنوں میں الیکشن ہوں گے اگر یہ مسودہ انہوں نے پڑھا ہوتا تو Clause 30 کی (3)sub clause میں یہ چیز وضاحت سے بیان کی گئی ہے کہ ادارے جب اپنی مدت پوری کریں گے یا جنرل الیکشن سے پہلے dissolve ہوں گے تو within six months, not after six months but within six months ان اداروں کا جنرل الیکشن کے بعد دوبارہ الیکشن کرایا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی ناانصافی ہے۔آپ کو اس ملک کے عوام نے mandate دیا ہے،آپ کا یہ فرض ہے کہ اس مسودہ قانون کو پڑھیں اور اس پر اپنی opinion دیں۔آپ نے خود تو اسے پڑھنے کی زحمت نہیں کی لیکن کہہ رہے ہیں کہ اسے عوام کے پاس بھیج دیں تاکہ وہ پڑھیں اور پڑھنے کے بعد اپنی آراء کا اظہار کریں۔

جناب سپیکر: اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو میں پڑھنے کے لئے ان کو اپنی کاپی دے دیتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو اس Bill کی کاپیاں مہیا کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اس مسودہ قانون کے حوالے سے on the floor of the House اپنی جماعت اور leadership کی طرف سے بات کی تھی۔ میں نے وہ بات اپنی طرف سے نہیں کی تھی۔اس سے پہلے روایت یہ رہی ہے کہ حکومت جو مسودہ قانون یہاں پر پیش کرتی رہی اس کو full stop and inverted commas کے ساتھ اسی طرح سے پاس کیا جاتا رہا ہے۔ میرے بھائی جو پہلے اس معزز ایوان کا حصہ رہے ہیں وہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں اور پریس گیلری میں بیٹھے میرے دوست بھی اس بات سے واقف ہیں۔ جب اس مسودہ قانون کی کابینہ اور وزیر اعلیٰ نے منظوری دی تو انہوں نے ساتھ ہی یہ بات کہی تھی کہ اس میں وہ issues جن کے بارے میں عوامی رائے اس معزز ایوان کے ذریعے سے consensus کے ساتھ آئے ان چیزوں کو آپ opt کریں اور اس حوالے سے حکومت یا پارٹی کی طرف

سے اعتراض نہیں کیا جائے گا۔ان issues میں جماعتی اور غیر جماعتی بنیاد پر الیکشن کرانے کا معاملہ بھی شامل تھا۔کیا اس مسودہ میں یہ نہیں تھا کہ کارپوریشن اور میٹروپولیٹن میں سنگل وارڈ حلقہ ہوگا؟کیا خصوصی کمیٹی میں after detailed discussion یہ consensus نہیں ہوا کہ جس طرح سے ڈسٹرکٹ کونسل میں آپ نے یونین کونسل یا ویلج کونسل کا concept اپنایا ہے اسی concept کو کارپوریشن اور میٹروپولیٹن کی سطح پر بھی اپنایا جائے؟کیا اس تجویز کو initiate کرنے میں حزب اختلاف کے معزز ممبرز جو اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں شامل نہیں تھے،کیا یہ اتنا بڑا بنیادی فیصلہ خصوصی کمیٹی میں discussion کے بعد opt نہیں کیا گیا اور کیا یہ درست نہیں کہ یونین کونسل یا ویلج کونسل کے level پر خاتون کی ایک سیٹ تھی؟مسودہ میں یہ موجود تھا کہ جو ممبران اس حلقے یا ویلج کونسل سے براہ راست elect ہوں گے وہ بعد میں special interest کی سیٹوں پر لوگوں کو elect کریں گے۔کیا خصوصی کمیٹی میں خواتین کی تنظیموں اور N.G.Os کو مدعو نہیں کیا گیا،کیا اس معزز ایوان سے خصوصی کمیٹی میں تقریباً سو کے قریب دوستوں نے مختلف مواقع کے اوپر اپنی آراء نہیں دیں اور کیا اتنی ہی تعداد میں معزز ممبران نے اس ایوان میں کھڑے ہو کر اپنی رائے نہیں دی؟مسودہ میں یہ موجود تھا کہ ان special interest کی سیٹوں کو indirect election کے ذریعے fill کیا جائے گا۔کیا وہاں خصوصی کمیٹی میں یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ ان کو direct election کے ذریعے سے لیا جائے،کیا یوتھ کو ایک سیٹ یونین کونسل level اور اوپر دینے سے متعلق تجویز خصوصی کمیٹی میں نہیں آئی تھی اور کیا اس میں حزب اختلاف شامل نہیں تھی؟

جناب سپیکر!ان بنیادی فیصلوں میں حکومت نے اپنی کوئی مداخلت نہیں کی اور پاکستان مسلم لیگ(ن) نے as party اس معزز ایوان میں بیٹھے ان ساڑھے تین سو کے قریب ممبران پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔جس دن خصوصی کمیٹی کے اجلاس میں 62 کے قریب معزز ممبران شریک تھے کیا اُس دن میں نے ایک ایک ممبر سے آراء نہیں لی کہ آپ اس الیکشن کو جماعتی یا غیر جماعتی بنیاد پر کرانا چاہتے ہیں تو کیا گیارہ ممبران کے علاوہ باقی تمام ممبران نے یہ رائے نہیں دی تھی کہ غیر جماعتی بنیاد پر بلدیاتی الیکشن کروائے جائیں؟میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے وہاں پر نہ صرف N.G.Os،سول سوسائٹی کے ممبران بلکہ پریس گیلری جو کہ اس ایوان کا حصہ ہے،جو اس ایوان میں ہونے والی تمام discussion کو لوگوں تک پہنچاتی ہے کو بھی درخواست کی تھی کہ میٹنگ میں تشریف لائیں۔میں خاص طور پر پریس گیلری کے صدر اور جنرل سیکرٹری کا مشکور ہوں کہ انہوں نے کافی وقت دیا اور تقریباً کمیٹی کے تمام اجلاسوں میں

ہمارے ساتھ موجود رہے۔وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ وہاں پر overwhelmingلوگوں نے غیر جماعتی بنیاد پر الیکشن کروانے کے حق میں رائے دی تھی۔وہاں کمیٹی میں argumentsہوئے۔کیا یہ درست نہیں کہ یونین کونسل کے حوالے سے یہ تجویز سامنے آئی کہ آپ نے جو ممبران direct electکرنے ہیں ان کے لئے وارڈ بنادیئے جائیں؟جب وارڈز بنانے پر بات آئی تو وہاں پر اس بات کے اوپر consensus تھا کہ یہ کام نہ کریں کیونکہ ابھی ہم ابتدا میں ہیں اور بتدریج through evolutionہمارے روّیے بہتر ہوتے جائیں گے۔اگر آپ اتنا چھوٹا حلقہ بنائیں گے تو آپ لوگوں کو آپس میں لڑوا دیں گے بلکہ وہاں پر یہ الفاظ استعمال ہوئے کہ یہ تو اینٹ سے اینٹ لڑانے والی بات ہے۔چھوٹا حلقہ ہوگا تو لوگ آپس میں لڑیں گے، جھگڑا کریں گے اس لئے آپ پوری یونین کونسل یا ویلج کونسل کو حلقہ رہنے دیں۔وہاں سے جو حصہ لینا چاہتے ہیں وہ حصہ لیں اور اوپر سے چھ یا سات ممبران کو selectکر لیا جائے۔اسی بنیاد کے اوپر یہ فیصلہ ہوا ہے۔جب سنگل وارڈ نہیں،اس وارڈ میں دو یا تین آدمی آمنے سامنے نہیں بلکہ اس حلقے میں بیس کے قریب لوگ حصہ لے رہے ہوں گے تو ان بیس میں سے کون سی سیاسی جماعت یہ فیصلہ کرے گی کہ یہ چھ ممبران ہمارے ہیں اور باقی ہمارے نہیں ہیں؟میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیزیں ground realityسے تعلق رکھتی ہیں۔ابھی شاید ہم سیاسی رویوں کے لحاظ سے اس سطح پر نہیں پہنچے جس پر مغرب دو اڑھائی سو سال میں پہنچا ہے۔ہو سکتا ہے کہ اگلے دس یا پندرہ سالوں میں ہم وہ سفر طے کر لیں جو مغرب نے سینکڑوں سالوں میں طے کیا ہے اور اس کے بعد سیاسی پارٹیوں کو اپنا roleادا کرنے میں آسانی ہو۔ایسا تو نہیں ہے کہ یہ قانون قیامت تک کے لئے پاس ہو رہا ہے۔یہ اس معزز ایوان کی propertyہے۔یہ ایوان جب چاہے،ایک ہفتے بعد چاہے تو اس میں کوئی بھی ترمیم کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر!یہ argumentوہاں پر ہوا کہ کیا دنیا میں کسی جگہ پر الیکشن سے پہلے حکومتیں ختم ہوتی ہیں اور caretaker set upآتے ہیں؟نہیں آتے۔مغرب میں تو کہیں نہیں آتے۔ہمارے ہاں کیوں یہ ضروری ہے کہ الیکشن سے پہلے caretaker set upآئے،صوبائی اور قومی حکومتیں ختم ہو جائیں؟کیونکہ ہم ابھی اس stageپر نہیں پہنچے کہ sitting governmentاپنی مداخلت نہ کرے یا لوگ اس کا اثر قبول نہ کریں اور اپنا ووٹ آزادی سے دے دیں۔اگر یہ ایسے ہی ہے کہ حکومتوں کا اثر لوگ قبول کرتے ہیں تو پھر آپ مجھے یہ بتائیں کہ اندرون سندھ میں وہ جو party baseپر الیکشن کروا رہے ہیں اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟جس کے پاس تیر کا نشان ہوگا وہی جیتے گا۔نتیجہ آنے دیں میں دیکھوں گا کہ

وہ کیسے کسی دوسرے آدمی کا notification ہونے دیں گے یا کسی دوسرے آدمی کو کامیاب ہونے دیں گے۔

جناب سپیکر!ان arguments میں وزن اور logic تھا۔ہمارے ہاں ابھی اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ ہم جمہوریت اور سیاسی جماعتوں کو مزید مضبوط کریں۔اگر ہم سیاسی جماعتوں کو اتنے down level پر جا کر اپنے ورکروں کے اندر تقسیم کا موقع دیتے ہیں یا مجبور کرتے ہیں تو It may be possible کہ وہ سیاسی جماعتوں یا جمہوریت کو مضبوط کرنے والی بات نہ ہو۔اگر ہر وارڈ میں وہاں پر لڑائی ہو، جھگڑا ہو، کشت و خون ہو تو کیا اس میں جمہوریت مضبوط ہو گی ؟کیا اس ملک میں اس بات کی مثال موجود نہیں کہ ایک سیاسی جماعت نے مغرب سے اثر قبول کرتے ہوئے اپنی پارٹی کے اندر اُسی طریق کار کے مطابق الیکشن کروائے اُس کے بعد جو معاملات سامنے آئے وہ ساری دُنیا کے سامنے ہیں تو یہ وہ arguments تھے جن کی بنیاد کے اوپر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس level پر جہاں پر صرف خدمت اور میونسپل سروسز کے مقصد کے لئے ایک محلہ، ایک ویلج کونسل اور ایک سٹی کونسل کے لوگ ایسے آدمی کو منتخب کریں جو خدمت کرنا چاہتا ہے جو اُن کے لئے زیادہ accessible ہے تو وہ اُس آدمی کو موقع دیں کہ وہ آدمی اُن کی خدمت کرے تو اس مقصد کے لئے اس بات کا فیصلہ اس معزز ایوان نے کیا۔ میں یہ بات دوٹوک الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ فیصلہ اس معزز ایوان کے معزز ممبران کی اکثریت کا فیصلہ ہے اور اس اکثریت کے فیصلے کو میری پارٹی اور میری لیڈر شپ نے قبول کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں نے on the floor of the House اس سے پہلے بھی یہ کہا ہے اور میں آج بھی یہ کہہ رہا ہوں کہ میری پارٹی اور میری لیڈر شپ میاں محمد نواز شریف کی قطعی طور پر اپنی کوئی خواہش یا کوئی پارٹی فیصلہ اس معزز ایوان پر اور خاص طور پر اس بل کے حوالے سے کیونکہ اس بل کے تحت جو انتخابات ہونے ہیں اس کے تحت جو بلدیاتی ادارے وجود میں آنے ہیں اُن کو انہی لوگوں اور اس معزز ایوان میں بیٹھے دوستوں نے آگے لے کر چلنا ہے تو اس لئے یہ فیصلہ اس معزز ایوان کی رائے کا احترام کرتے ہوئے کیا گیا ہے اور یہ معزز ایوان جب چاہے گا جب ground realities کو اس کے قابل سمجھے گا تو آنے والے وقت میں یونین کونسل کے وارڈز بنیں گے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر ایک یونین کونسل سے سات آدمی براہ راست منتخب ہونے ہیں یا چیئرمین اور وائس چیئرمین براہ راست منتخب ہونے ہیں تو اُن سات آدمیوں کا کوئی حلقہ اور کوئی محلہ تو ہونا چاہئے۔ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایک محلے سے تین کونسلر ہو جائیں اور تین محلوں سے کوئی بھی نہ ہو لیکن جس ground reality کو

مدنظر رکھتے ہوئے اس معزز ایوان کی اکثریت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ نہیں، آج ہم اس کو نہیں کر سکتے لیکن آنے والے کل کو اگر ہمارے جمہوری روّیے strengthen ہوتے ہیں اور اس معزز ایوان کی دانست میں ground realities اس بات کی اجازت دیتی ہیں تو یہ ساری چیزیں ہو سکتی ہیں تو اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ دیکھیں گے کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس ویلج کونسل اور سٹی کونسل کو ایک سروس سنٹر بنائیں گے کہ وہاں پر واسا کا آدمی بھی بیٹھا ہو، وہاں پر محکمہ سوئی گیس کا آدمی بھی بیٹھا ہو، وہاں پر واپڈا کا آدمی بھی بیٹھا ہو، وہاں پر نادرا کے لوگ بھی بیٹھے ہوں، وہاں پر ون ونڈو آپریشن ہو اور اُس ویلج کونسل یا سٹی کونسل کے لوگوں کو اپنے ڈومیسائل بنانے کے لئے کچہریوں کے دھکے نہ کھانے پڑیں، اُنہیں اپنے بل کو درست کروانے کے لئے واپڈا کے دفاتر کے دھکے نہ کھانے پڑیں۔ ہمارا ویلج کونسل یا سٹی کونسل کا جو basic level ہو گا ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کے دفاتر کو ایسے سروس سنٹرز میں تبدیل کریں گے کہ وہاں کے لوگ وہیں پر آئیں اور وہیں پر ون ونڈو آپریشن کے تحت اُن کے سارے مسائل حل ہوں۔ اُنہیں کسی اور دفتر میں جا کر دھکے کھانے کی ضرورت نہ ہو۔ ہم ویلج کونسل اور سٹی کونسل کے چیئرمین اور وائس چیئرمین کو اس حد تک powerful کریں گے کہ ضلع کی سطح پر بھی اُن کا پورا عمل دخل ہو گا اور اپنے محلے کی سطح پر بھی اُن کا پورا عمل دخل ہو گا۔

جناب سپیکر! دوستوں نے پنجاب فنانس کمیشن کے اوپر بھی یہ بات کی کہ اُنہیں کوئی مالی اختیار نہیں ہے۔ کاش! انہوں نے پنجاب فنانس کمیشن کا chapter جو اس مسودے میں موجود ہے اُس کو پڑھ لیا ہوتا۔ ان ڈسٹرکٹ کونسلوں، ان کارپوریشنوں اور ان میٹروپولیٹن کو single line budget transfer ہو گا۔ یہ ادارے اب خود اپنا بجٹ بنائیں گے اور اُس کے مطابق اُس معاملے کو آگے لے کر چلیں گے تو اس لئے ان اداروں کی capacity جیسے جیسے build ہوتی جائے گی اُسی کے مطابق ان اداروں کو انشاء اللہ تعالیٰ بااختیار بنایا جاتا رہے گا۔ ہاں، پچھلے سالوں میں ان اداروں کے اوپر جو سب سے بڑا الزام لگا وہ کرپشن کا الزام تھا۔ اُس کرپشن کو روکنے کے لئے ہم نے safeguards لئے ہیں اور اُس کرپشن کو روکنے کے لئے ہم نے سپیشل آڈٹ اور میونسپل کمیشن کی provision رکھی ہے اور اُس میں بھی باقاعدہ اپوزیشن کی بھی نمائندگی ہے۔ اب قائد حزب اختلاف بھی اُس کمیشن میں اپنا نمائندہ نامزد کریں گے اور وہ بااختیار ہو گا کہ وہ کسی بھی لوکل کونسل کے معاملات کی انکوائری کرنے کے بعد کوئی ایکشن گورنمنٹ کو propose کر سکے لیکن وہ صرف اور صرف کرپشن کی بنیاد کے اوپر ہو گا، misconduct کی بنیاد کے اوپر ہو گا اور اُس کے علاوہ اُن کو کوئی ground available نہیں ہو گی اس لئے میں یہ

سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان نے اپنی بحث اور اپنی آراء کے ذریعے سے اور سپیشل کمیٹی نے اس کے اوپر بڑی لمبی discussion کرنے کے بعد اب یہ بل اللہ کے فضل سے اتنا ground realities کے مطابق ہے اور اس میں ایک ایک چیز پر کئی کئی گھنٹے بحث ہونے کے بعد اس کو فائنل کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس بل کے نفاذ کے بعد یہ لوکل کونسلیں جو وجود میں آئیں گی یہ عام آدمی کو بااختیار کریں گی اور لوگوں کے محلے اور گلی کی سطح کے مسائل کو resolve کرنے میں مدد ملے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں اور میرا تو یہ خیال ہے کہ ہمارے معزز ممبران سارے پڑھے لکھے ہیں تو ایک ممبر نے یہ ذکر کیا کہ اس کو website پر رکھا جائے تاکہ معزز ممبران اس سے استفادہ کر سکیں تو یہ بل جس دن ایوان میں introduce ہوا ہے یہ بل اُسی دن سے ہی website پر موجود ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میں نے بات کی تھی کہ اس کا اُردُو میں ترجمہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے لاء کیا ہوا ہے؟۔۔۔ میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہوں گا کہ آپ مجھے بتائیں کہ local and special laws کا ترجمہ کیا ہوتا ہے؟ مجھے آپ اس کا ترجمہ کھڑے ہو کر بتائیں۔ آپ اُٹھیں ذرا، آپ کیسی بات کرتی ہیں؟

The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, second amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Siddique Khan, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed

Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Qazi Ahmad Saeed, Khawaja Muhammad Nizam ul Mehmood, Mr Shahabuddin Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmed, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Who is to move it?

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ آج ہم نے All Parties Conference تین بجے بلائی ہوئی ہے۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ as a gesture of goodwill اگر آپ مہربانی کر دیں۔ ہم واک آؤٹ نہیں کر رہے، میں categorically mention کر رہا ہوں لیکن ہم وہاں جانا چاہتے ہیں۔ ہماری یہ problem ہے اس لئے آپ اسمبلی بزنس کو کل پر رکھ لیں۔ ہم کل انشاء اللہ یہاں ہوں گے۔ ہماری اجلاس ملتوی کرنے کی درخواست ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پہلے آپ اس کو move کریں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنی amendment move کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ہم اس amendment کو move کریں گے تو لاء منسٹر اس کو oppose بھی کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، move کریں۔ میں کب کہتا ہوں کہ نہ کریں۔ آپ نے amendment move کرنی ہے اور اسے حکومت نے oppose کرنا ہے۔ یہ amendment صرف قائد حزب اختلاف move نہیں کر پائیں گے۔ آپ میں سے کوئی کر سکتا ہے لیکن جنہوں نے discussion میں حصہ لے لیا ہے وہ بھی نہیں کر پائیں گے۔ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب! آپ amendment move کر دیں آپ نے حصہ نہیں لیا۔ جنہوں نے discussion میں حصہ لے لیا ہے وہ نہیں کر پائیں گے۔ جنہوں نے discussion میں حصہ نہیں لیا وہ move کر سکتے ہیں۔ جی، ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ! آپ amendment move کریں۔

DR NOUSHEEN HAMID: Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 20th September 2013:

1. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
4. Qazi Ahmad Saeed, MPA
5. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
6. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
7. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
8. Mrs Raheela Anwar, MPA
9. Dr Muhammad Afzal, MPA"

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 20th September 2013:

1. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
4. Qazi Ahmad Saeed, MPA
5. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
6. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
7. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
8. Mrs Raheela Anwar, MPA
9. Dr Muhammad Afzal, MPA

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحبہ!آپ بات کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ ہماری APC کی میٹنگ ہے۔ ہمارے معزز ممبران نے وہاں جانا ہے۔ یہ بھی انتہائی معزز ہیں لیکن وہ بھی معزز ہیں۔

جناب سپیکر: سبطین صاحب! میری بات سنیں۔ پنجاب میں سیلاب آیا ہوا ہے،اس سے زیادہ تباہی کسی چیز سے نہیں ہو رہی۔ میں نے اپنے معزز منسٹر کو کہا ہے کہ آپ کے محکمہ کے سوالات ہیں آپ کو ایوان کی کارروائی میں حصہ لینے کے لئے پہنچنا پڑے گا۔ میں نے ان کو فوری طور پر وہاں سے بلوایا ہے۔ اس سلسلہ میں مجھے اِدھر سے بھی رائے لینا پڑے گی۔ جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جس طرح انہوں نے پہلی ترمیم پر جو کچھ اس بل پر کہنا تھا وہ سب کا سب کہہ دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب سبطین خان صاحب اپنی باقی ترامیم کو withdraw کر لیں اور جا کر اپنی میٹنگ attend کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم نے اسی ترمیم پر بات کی جو آپ نے ایوان میں رکھی تھی۔ آپ نے جب بھی روکا کہ ترمیم سے باہر نہ جائیں تو ہم نے صرف publish کرنے کے متعلق ترمیم پر بات کی تھی۔

جناب سپیکر: ہم نے وہ ساری باتیں سن لی ہیں but this is a process یہ کوئی مذاق تو نہیں ہے۔ آپ نے اور انہوں نے اس میں honoraria بھی لینا ہے۔ اس میں گورنمنٹ کا exchequer بھی شامل ہے۔ یہ بات تو ٹھیک نہیں ہے۔ آپ اپنی میٹنگ بے شک کریں مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے لیکن جنہوں نے participate کرنا ہے اور بحث میں حصہ لینا ہے وہ اپنی بحث شروع کریں۔ میں نے یہاں آپ کی amendment put کر دی ہے اور انہوں نے اس کو oppose کر دیا ہے۔ اب آپ کو اس پر بحث کرنا پڑے گی۔ آپ میں سے جو چاہے discussion کر سکتا ہے لیکن جو پہلے کر چکے ہیں وہ نہیں کر پائیں گے باقی صاحبان کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آج تین بجے تک ایوان کا ٹائم تھا۔اس کے مطابق اب تین بج رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ اختیار سپیکر کے پاس ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):آپ extend کر دیں گے تو پھر ہم اپنی بات بھی کریں گے لیکن ابھی آپ نے time extend نہیں کیا۔آج تین بجے تک کا بزنس تھا ہم نے اس کے مطابق All Parties Conference کی میٹنگ رکھی تھی۔

جناب سپیکر:ابھی تین بجنے میں ایک منٹ باقی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!اب آپ فرمادیں جو چاہتے ہیں۔اس کے بعد پھر میں بات کرلوں گا۔آپ پہلے بات کرلیں۔

جناب سپیکر: جی، تین بج چکے۔اب ایک گھنٹہ اجلاس کی کارروائی کے لئے وقت بڑھایا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب یہ bulldoze ہونے جارہا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔یہ بات نہ کریں۔آپ ایسی بات نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!ہم نے آپ کو good gesture یہ کہا کہ ہم نے APC رکھی ہوئی ہے۔آج سارے اخبارات میں ہے کہ تین بجے ہم نے APC میں جانا ہے۔

جناب سپیکر: یہ important issue ہے۔آپ کے صاحبان جنہوں نے پہلے حصہ نہیں لیا وہ بول سکتے ہیں۔وہ بولیں۔آپ کی تو amendment ہی نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!یہ کوئی پابندی نہیں ہے کہ جو بول چکے ہیں وہ نہیں بول سکتے۔

جناب سپیکر:آپ کی آگے amendment نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! انہوں نے ایک ترمیم کے اوپر تقریباً پونے دو گھنٹے بات کی ہے،ان کی تمام باتوں کا میں نے جواب دیا ہے اوراب یہ کہہ رہے ہیں کہ bulldoze ہو رہا ہے۔کیا bulldoze ہونے کا یہ طریقہ ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!ہم ہر ترمیم پر دو دو دن بولیں گے،راناصاحب ہمیں کس طرح curtail کر سکتے ہیں؟یہ کس طرح ہمیں کہہ سکتے ہیں کہ ہم پونے دو گھنٹے بولے ہیں۔یہ ہمارا جمہوری حق ہے اور ہم اس پر بولیں گے۔

جناب سپیکر:بڑی مہربانی۔میں آپ سے پُرزور التماس یہ کر رہا ہوں کہ جو صاحبان اس پر بول چکے ہیں وہ دوبارہ نہیں بول سکتے لیکن مراد راس صاحب نے جیسے اس میں حصہ نہیں لیا وہ بھی بول سکتے ہیں، محترمہ شُنیلارُوت صاحبہ اور عامر سلطان چیمہ صاحب بھی بول سکتے ہیں جبکہ آپ تو بول بھی نہیں سکتے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!میں چھوٹی سی گزارش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!سوال یہ ہے کہ ہر amendment کے اوپر ہر mover یا ممبر جس نے یہ amendment دی ہے وہ دوبارہ کیوں نہیں بول سکتا؟

جناب سپیکر:یہ قانون اور قاعدہ ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جی،بتائیے۔

جناب سپیکر:میرے بھائی!یہ Rules میں شامل ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!جو Rules میں نے دیکھے ہیں ان کے مطابق جو amendment آئے گی اس پر ہر ممبر اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہے جو mover ہے۔آپ اس کو پابند نہیں کر سکتے کہ ایک دفعہ اگر ایک amendment کے اوپر دس ممبر بول چکے ہیں اور دوسری amendment بھی اس ممبر نے دی ہے تو وہ اس پر بات نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر:جی،وہ دوسری amendment پر بات نہیں کر سکتا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!جن ممبران نے amendments دی ہوئی ہیں وہ تمام ہر amendment پر بول سکتے ہیں۔اس پر Ruling موجود ہے۔

جناب سپیکر:.There is a Ruling اس کو میں overrule کیسے کروں؟ لائیں! مجھے Ruling دیں۔آپ کی readingتو ختم ہو گئی ہے لیکن بحث میں حصہ تو لیں گے ناں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):ابھی کوئی نیا Rule بنالیں۔

جناب سپیکر:ڈاکٹر نوشین صاحبہ!آپ اپنی بات شروع کریں اس کے بعد ہم آگے بات کریں گے۔اتنی دیر میں آپ کو Ruling بھی دکھادیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!ایک principle کی بات ہو رہی ہے۔آپ نے کہا کہ اسمبلی کے Rules اجازت نہیں دیتے اور جو لوگ پہلے بات کر چکے ہیں وہ دوبارہ بات نہیں کر سکتے۔ میں نے آپ سے یہ عرض کیا ہے کہ جن لوگوں نے amendments دی ہیں بالفرض دس amendments ہیں جو تمام ممبران نے اپنے sign کر کے بھیجی ہیں وہ تمام ممبران ہر amendment کے اوپر بات کر سکتے ہیں۔یہاں پر سیکرٹری اسمبلی نے کہا کہ Rules اجازت نہیں دیتے اس لئے ہم Rules طلب کر رہے ہیں کہ کون سے Rules ہیں جن کے تحت یہ اجازت نہیں ہے؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی Rule ایسا نہیں ہے جو کسی Legislator، پارلیمنٹیرین یا عوام کے منتخب نمائندے کو یہاں پر پابند کرتا ہو کہ اس نے جو amendment دی ہے اس پر وہ اپنا اظہارِ خیال نہیں کر سکتا۔اگر اس طرح کا کوئی Rule موجود ہے تو پہلے وہ بتادیا جائے۔

ملک محمد وارث کلو:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔جی،فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو:جناب سپیکر!میں صرف یہ request کرنا چاہتا ہوں کہ آپ priority number دے دیں اور اب انہوں نے جو fresh amendment دی ہے اُس پر آپ ان کو بولنے کی اجازت دے دیں۔اس کی ہم بھی آپ سے request کرتے ہیں کہ وہ بول لیں گے تو کیا فرق پڑتا ہے؟

جناب سپیکر:وہ میں ایوان سے پوچھوں گا۔اگر ایوان کہے گا تو پھر میں اجازت دوں گا۔

ملک محمد وارث کلو:جناب سپیکر!پہلی amendment اُن کی kill ہو گئی ہے۔اب دوسری amendment جس پر انہوں نے sign کئے ہیں اس پر آپ ان کو بولنے دیں لہذا اس کا بھی وہی حشر ہو گا جو پہلی کا ہو گیا ہے۔ میں یہی کہوں گا کہ آپ ان کو بولنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہے کہ انہیں Rule تلاش کر لینے دیا جائے۔ چونکہ ہماری APC تین بجے شروع ہونا تھی اور ہم نے وہاں بھی جانا تھا۔

جناب سپیکر: میں نے ٹائم extend کر دیا ہے لہذا اب ایک گھنٹہ یہ اجلاس چلے گا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس پر بات کرتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔ پلیز تشریف رکھیں۔ مجھے لاء منسٹر صاحب کی بات سننے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ میرا right ہے لہذا مجھے بات کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ کو بار بار floor دینا مناسب نہیں ہے۔ آپ کی مہربانی۔ اب آپ relevant بات سنیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپوزیشن لیڈر صاحب کی توجہ Rule 98 کے sub rule 2(a) کی طرف دلاتا ہوں کہ:

> (a) if the member-in-charge moves that the Bill be taken into consideration, any member may move an amendment that the Bill be referred to a Select Committee or be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon…..

یعنی any member-in-charge جب consideration کے لئے move کرے گا جیسے میں نے move کی تو اس میں ایک ممبر یا تو circulation کے لئے amendment move کر سکتا ہے یا وہ Select Committee کے لئے move کر سکتا ہے لیکن دونوں کے لئے move نہیں کر سکتا۔ یہ وہ پابندی ہے یعنی سپیشل کمیٹی کے لئے جو move کرے گا وہ circulation کے لئے move نہیں کر سکتا۔ جس نے eliciting opinion کے لئے move کر دیا ہے وہ سپیشل کمیٹی کے لئے move نہیں کر سکتا جو اس Rule میں بہت واضح ہے۔ اس Rule میں لفظ "or" ہے "and" نہیں ہے۔ میں اس حوالے سے دوبارہ عرض کر دیتا ہوں کہ:

(a) if the member-in-charge moves that the Bill be taken into consideration.

یعنی اس جگہ پر میں ہوں کیونکہ یہ میں نے for consideration move کی ہے۔آگے ہے کہ any member may move an amendment یعنی اُن کی طرف سے کہ any member جیسے انہوں نے amendment move کی ہے۔اس سے آگے ہے کہ that the Bill be referred to a Select Committee یعنی یا تو کوئی ممبر کمیٹی میں move کر سکتا ہے۔آگے ہے کہ or be circulated for the purpose of eliciting opinion یا وہ یہ کر سکتا ہے۔ یہاں پر لفظ "or" ہے اس لئے وہ دونوں نہیں کر سکتا۔This is very clear اگر یہاں پر لفظ "and" ہوتا تو پھر یہ دونوں کر سکتے ہیں لیکن یہاں پر لفظ "or" ہے یعنی ایک ممبر دونوں میں سے ایک move کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، دونوں میں سے ایک کر سکتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ Rules کی interpretation خود کر رہے ہیں۔Mover یہ بات نہیں کر سکتا لیکن باقی ممبران اس پر بات کر سکتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: Mover پر پابندی کس نے کہا ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس طرح سے ایک گھنٹہ بڑھانا بھی ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں mover پر پابندی لگا رہا ہوں اور نہ ہی mover پر پابندی ہے اس لئے وہ بولیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم نے پہلے بات بھی کی ہے کہ APC میں ہماری موجودگی ضروری ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ بات آپ چھوڑیں۔آپ نے پہلے مجھ سے یہ بات نہیں کی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ خان غلط interpretation کر رہے ہیں جس پر ہم تمام ممبران ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ویسے ہی آپ نے تو جانا تھا۔آپ کا اس معزز ایوان سے واک آؤٹ کرنا مناسب نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): ان کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں تھا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میاں صاحب! آپ کی یہ بات مناسب نہیں ہے اور آپ کا روّیہ ٹھیک نہیں ہے۔آپ قانون اور قاعدے کو بھی نہیں مان رہے جو کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں گنہگار انسان ہوں اور میں کوئی غیب کا علم نہیں جانتا لیکن جب میں نے ان کی amendments کے جواب میں کھڑے ہو کر بات کرتے ہوئے آپ سے کہا تھا کہ اب یہ اس سے زیادہ اس بل کو پاس کرنے میں ہمارا ساتھ نہیں دیں گے کیونکہ انہوں نے تمام کی تمام ترامیم کے اوپر بات کر لی ہے جن کا جواب بھی میں نے دے دیا۔اب میری آپ سے گزارش ہے کہ چونکہ اب وہ جا چکے ہیں اس لئے آپ ان کی طرف سے دی گئیں amendments کو withdraw تصور کرتے ہوئے براہ راست question put کریں۔

جناب سپیکر: ان کی یہ amendment تو move ہو چکی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): لیکن اس وقت بات کرنے کے لئے وہ موجود تو نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے اسے oppose بھی کر دیا ہے Let me proceed further now

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ وہ موجود نہیں ہیں تو میں اس بارے میں عرض کر دیتا ہوں۔انہوں نے کہا ہے کہ 9 ممبران کی

ایک اور سپیشل کمیٹی بنادی جائے جبکہ اس سے پہلے 12 ممبران کی ایک سپیشل کمیٹی اس بل پر پوری طرح سے غور وخوض کرنے کے بعد اس کو approve کر کے ایوان میں رپورٹ پیش کر چکی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اگر اپوزیشن والے میری آواز سن رہے ہیں تو وہ ایوان میں آ جائیں ورنہ میں question put کر دیتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! وہ کسی قیمت پر نہیں آئیں گے۔

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Local Government Bill 2013, as recommended by the Special Committee No. 2, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Ch Tahir Ahmad Sindhu. He may move it.

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے patiently اپوزیشن کو سنا ہے اور یہ basic democratic right بھی ہے۔ آج میں آپ سے یہ توقع کرتا ہوں کہ آپ اسی طرح اور اسی فراخ دلی سے مجھے بھی سماعت فرمائیں گے۔ میرا ایک اور بھی right ہے کہ۔۔۔

MR SPEAKER: Sindhu Sb! First of all you should move it then you can ask.

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جی، جی بالکل۔

Your honour my amendment is:

MR SPEAKER: Who is moving it?

CH TAHIR AHMAD SINDHU (Advocate): Sir! I am moving it.

"That in Clause 3 of the Bill, in sub Clause (1) para(e), be deleted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 3 of the Bill, in sub Clause (1) para(e), be deleted."

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! I oppose it میں اس مرحلے پر جس طرح سے چودھری طاہر احمد سندھو صاحب نے یہ بات کی ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے جو بات on the floor of the House مسودہ پیش کرتے وقت کی تھی اور آج بھی وہی بات ہے۔ طاہر سندھو صاحب مجھے ملے ہیں اور میں نے ان سے یہ کہا ہے کہ حکومت کی طرف سے پارٹی کی طرف سے اس معزز ایوان کے ہر ممبر کو یہ اجازت ہے کہ وہ اس کے اوپر اپنی رائے کا اظہار کرے اور جس رائے کو اور جس چیز کو یہ معزز ایوان مناسب سمجھے اس صوبے کے دس کروڑ عوام کے لئے legislate کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سنتے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):اس لئے یہ بات کریں اور ان کی بات بالکل پوری طرح توجہ سے سنیں گے اور اگر کسی جگہ پر کوئی ایسی بات ہوئی کہ اسے opt کیا جا سکتا ہے تو اسے opt کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ نے جو amendment دی ہے. confine yourself to this extent. I'll be grateful جی، arguments کریں اور بات کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں نہایت قابل احترام بھائی کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے یہ کہا ہے کہ فراخ دلی سے ہر ممبر کو بولنے کا حق ہے۔ مجھے اندازہ ہے کہ وہ پچھلے چھ سال سے لاء منسٹر ہیں اور انہوں نے Constitution کا آرٹیکل 19 جو ہے اسے بخوبی پڑھا ہوا ہے جس کے تابع اس اسمبلی کے rules ہیں اور جس کی وجہ سے ہم سب اسمبلی میں موجود ہیں۔ Your honour my submission میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہیں تو میں انگریزی میں کر دوں اور کہیں تو اردو میں کر دوں؟ جیسے آپ حکم فرمائیں۔

جناب سپیکر: جس طرح آپ کو easy ہو بات کر لیں۔ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ جس طرح آپ کو آسانی ہے بات کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے پھر میں اردو اور انگلش mix کر دوں؟ (قہقہے)

جناب سپیکر: کوئی انہیں interrupt نہ کرے اور no body is allowed جی، فرمائیں!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اب جو proposed Clause ہے وہ کیا ہے؟

(e) an authority shall succeed the rights, assets and liabilities of the City District Government or District Government respectively to the extent of health and education.

میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو establishment of authority ہے جس کی آگے جو constitution ہے وہ Clause 92 میں دی گئی ہے

Those are unconstitutional ultra-vires and repugnant to the provisions of the fundamental rights and hence vide as per provisions of Article 8 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973. Your honour.

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک بڑی لمبی داستان ہے۔ میں اپنے محترم بھائی کی ڈکٹیٹر شپ کے دور میں خدمات کو اگر تسلیم نہ کروں اور انہیں appreciate نہ کروں تو میرا خیال ہے کہ یہ بھی زیادتی ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ appreciate نہ کریں بلکہ اس پر اپنا confine کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہیں ہی confine کر رہا ہوں اور اس سے باہر بالکل بھی نہیں جاؤں گا۔ آپ کیوں پریشان ہیں، میں باہر بالکل نہیں جاؤں گا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ میں پریشان نہیں ہوں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): لیکن اب بد قسمتی سے مجھے یہ سمجھ نہیں آتی اور میں بھی الحمدللہ (ن)لیگ کے لئے اتنا ہی loyal ہوں، پچھلی دفعہ آزاد جیت کر پہلا بندہ تھا جو (ن)لیگ میں شامل ہوا تھا۔ آج ہماری پارٹی کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ invisible ہاتھ کون ہیں اور کون یہ کہہ رہا ہے؟ میں پچھلے دور میں چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی تھا تو محترم وزیر اعلیٰ یا لاء منسٹر صاحب نے تو ایک دفعہ بھی یہ نہیں کہا کہ آپ اسے اس طرح کر دیں۔ اب وہ کون سے ہاتھ ہیں جو یہ unconstitutional enactments کروانے پر تلے ہوئے ہیں کیونکہ ہماری لیڈرشپ کا تو یہ حکم ہی نہیں ہے۔ اب بات یہ ہے کہ Constitution کو آپ دیکھیں۔ Constitution کے بارے میں اس معزز ایوان کے سامنے یہ عرض کروں گا کہ آرٹیکل A-140 کیا کہتا ہے؟ صبح سے میرے بھائی بات کرنے لگے ہوئے تھے اور کسی نے اسے نہیں پڑھا تو میں اپنے محترم بھائیوں اور بہنوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ آرٹیکل A-140 کیا ہے۔ آرٹیکل A-140 کہتا ہے کہ:

> **140A. Local Government: (1)** Each Province shall, by law, establish a local government system and devolve political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representatives of the local governments.
>
> **(2)** Elections to the local governments shall be held by the Election Commission of Pakistan.

جناب سپیکر! اب اس سے پہلے ایک تو یہ constitutional mandate ہے کہ کیا ہو گی administrative, financial and political powers جو اس enactment میں جو یہ proposed amendment in Bill ہے۔ اس میں مجھے کوئی بتا دے کہ اس کی administration اور اس کی empowerment میں کسی لوکل گورنمنٹ کا عمل دخل ہو۔ دیکھیں، یہ مذاق کی بات ہے کہ ایک interim period میں ڈسٹرکٹ اتھارٹی کا چیف ایگزیکٹو آفیسر کون ہو گا؟ وہ گریڈ 18 کا آفیسر ہو گا۔ یہاں میرے محترم بھائی بیوروکریٹس بیٹھے ہیں، بڑے بڑے اچھے بیوروکریٹس ہیں اور ہمیں ان کا بہت احترام ہے لیکن ہمارے ملک میں تو زیادہ تر رہا ہی مارشل لاء ہے۔ مارشل لاء میں بیوروکریسی اور پولیس بیوروکریسی نے کیا ایسا کمال کیا کہ آج ہم لوکل گورنمنٹ کے سارے اختیارات اٹھا کر ان کو دے رہے ہیں؟ انہوں نے پہلے کچھ کیا ہے اور یقین کریں کہ نہ انہوں نے اب کرنا ہے۔ بیوروکریٹس میں

بہت اچھے لوگ ہیں میں نام لوں گا تو پھر بات بہت لمبی ہو جائے گی لیکن سیاست دانوں میں بھی الحمد للہ بہت اچھے اچھے لوگ ہیں، بڑےhonestاورuprightہیں۔ان کی تعداد زیادہ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) میں نے یہ amendments کیوں move کی ہیں؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری لیڈر شپ بدنام ہو گی، یہ ایوان بدنام ہو گا اور یہ ہماری پارٹی کے interest کے خلاف ہے کہ ہم عوام سے اُن کے حقوق چھین رہے ہیں۔ابراہم لنکن کی جو جمہوریت کے بارے میں statement ہے وہ کیا ہے؟ وہ ہے کہ:

"Government by the People, of the people and for the people."

یہاں میرے محترم بھائی بیٹھے ہیں جو میرے دوست بھی ہیں وہ ناراض نہ ہوں لیکن یہ ہمارے ملک کی بدقسمتی رہی ہے خدا گواہ ہے کہ 1947 سے لے کر آج تک Government by the bureaucracy, of the bureaucracy and for the bureaucracy رہی ہے۔ آج جو اتھارٹیاں میاں اسلم صاحب گنوا کر گئے ہیں وہ درجنوں کے حساب سے ہیں اور ان کی یہ بات سو فیصد صحیح ہے کہ یہ authorities بیوروکریسی کی personal benefit کے لئے ہیں۔خدا گواہ ہے کہ یہ public interest کے لئے نہیں ہیں۔انہوں نے پچھلے سال کیا کام کیا ہے؟آج ان کی achievements بتادیں میں اپنی amendment withdraw کرلوں گا۔اس کے ساتھ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آئین ہمیں کیا کہتا ہے، جس آئین نے ہمیں منزل کی طرف ڈالا ہے وہ ہمیں کیا کہتا ہے؟ میں سب سے پہلے objective resolution کی بات کروں گا وہ by virtue of Article 2(A) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan. ہے۔یہ substantive laws ہیں، substantive part of the Constitution ہے۔وہ objective resolution کیا کہتا ہے کہ:

> "The authority shall be exercised by the chosen representatives which is a sacred trust."

میرے بھائیوں!میں جناب سپیکر کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ہم sacred trust کو آج discharge کر رہے ہیں؟جب Constitution کی ایک clear cut provision in the form of Article 140(A) موجود ہے اور ہم اس کے against جا رہے ہیں۔میں آپ کو یہ بھی بتادوں کہ میں ایک قانون کا طالب علم ہوں، میرے بھائیو گواہ رہنا، یقین کریں یہ amendments اگر ultra-vires, null and void نہ declare ہوں تو خدا کی قسم میں resign دے دوں گا اور سیاست چھوڑ دوں گا۔

جناب سپیکر: ہم آپ کا مشورہ نہیں لیتے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Objective resolution کیا کہتی ہے اور آگے آرٹیکل 4 کیا کہتا ہے؟ یہ کہتا ہے کہ:

4.(1) To enjoy the protection of law and to be treated in accordance with law is the inalienable right of every citizen wherever he may be and for every other person for the time being within Pakistan.

یہ میرا vested right ہے، اس ایوان کا vested right ہے اور عوام کا vested right ہے کہ to be treated in accordance with law اور وہ law کیا ہے؟ law کی definition عاصمہ جیلانی کیس میں اگر میں غلط نہیں کہہ رہا ہوں PLD 1972 Supreme Court 139 اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ law کس کو کہتے ہیں۔ یہ law نہیں ہے جو Constitution کے against ہے بلکہ law وہ ہے which is enforceable by the courts جو ہم law بنا رہے ہیں۔

if it is not enforceable by the counts then it is the void legislation. It is null and void. It is against the Constitution. It is against the Constitutional provision. It is against the mandate of the general public as well.

میں آپ کی توجہ آرٹیکل 5 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ یہ آج جو ہم سب بھائی بیٹھے ہیں، ہمارے محترم سپیکر صاحب جو ہمارے بزرگ ہیں، بڑے بھائی ہیں اور نہایت قابل احترام ہیں۔ ہم سارے اس ایوان میں Constitution کی وجہ سے ہیں۔ ہم اس Constitution کو up hold کرنے کے لئے ہیں، ہم قانون کی حکمرانی کے لئے ہیں۔ سپریم کورٹ نے اپنی کئی judgements میں یہ کہا ہے کہ legislators یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ ultra-vires law بنائیں گے۔ مجھے یہ نہیں سمجھ آتا کہ یہ law کیسے آسمان سے ہماری طرف آگیا ہے جو from the four corners null and void ہے، not enforceable ہے اور ultra-vires ہے۔ یقین کریں کہ جب عدالتیں اس کو ultra-vires declare کریں گی، جب وکیل عدالتوں میں کیس argue کریں گے تو پھر دیکھنا اُس وقت ہماری حکومت کی ساکھ کتنی خراب ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اِس وقت ہمارے پاس high time ہے کہ ہم ان amendments کو consider کریں اور یہ واپس لیں۔ آگے ہے unity to state

and obedience to Constitution and law اب یہ Constitution ہمیں کیا کہتا ہے؟ میں نہایت احترام سے عرض کروں گا کہ ایک ہماری بد قسمتی رہی ہے، ہونا تو یہ چاہئے کہ یہ جو میرے محترم بھائی آفیشل گیلری میں بیٹھے ہیں یہ ادھر نہ بیٹھتے کیونکہ یہ مجھے ماریں گے۔ بہر حال اب آپ نے مجھے تحفظ دینا ہے۔(قہقہہ)

ہماری 1947 سے onward بد قسمتی رہی ہے کہ جب بھی ہم کسی دفتر میں جاتے ہیں تو یہ افسران کہتے ہیں کہ یہ ہماری پالیسی ہے۔ جب ہم ان کو کہتے ہیں کہ قانون یہ ہے، آئین یہ ہے تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کس آئین اور قانون کی بات کرتے ہیں؟ میرے محترم بھائیو! میں آپ کو یہ بتادوں کہ آج کا دن آپ کے کردار ادا کرنے کا دن ہے۔ آج کا دن ایک historic day ہے کہ آپ سیاہ تاریخ لکھنے جارہے ہیں یا حق کی بات کرنے کے لئے سیدھی راہ پر جارہے ہیں اور میرا ساتھ دے کر میری amendments کو پاس کروا رہے ہیں۔ یقین کریں کہ یہ جو law ہے، کل جب میں amendments لکھنے لگا تو میں سمجھا کہ یہ تھوڑی سی amendments ہوں گی لیکن جب میں نے لکھنا شروع کیا اور جب میں کلاز 11 تک پہنچا تو 15 amendments آ گئیں۔ چونکہ ٹائم بھی کم تھا جب میں نے اس کو مزید پڑھا تو آج میں نے 12 amendments اور دے دیں ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اسے legal language میں colorable legislation کہتے ہیں جو ظاہری طور پر تو legislation ہو لیکن وہ against law اور against Constitution ہوتی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ میرے یہ بھائی Constitution کے against جائیں گے کیونکہ ان کا فرض ہے اور Article 5 کے مطابق Loyalty to State and obedience to Constitution and Law

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ یہاں کوئی قانون Constitution of Pakistan کے خلاف pass ہو سکتا ہے؟

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے کسی پہلے والے قانون کی بات نہیں کی میں نے کہا کہ یہ جو قانون آپ pass کرنے جارہے ہیں جس میں، میں نے amendments دی ہیں۔ الحمد للہ میں بھی قانون کا طالب علم ہوں، practicing advocate ہوں۔ خدا کی قسم مجھے کئی بیوروکریٹس نے کہا کہ جب یہ بل پاس ہو جائے گا اور الیکشن کروادیں گے تو پھر ہم عدالتوں کو دیکھتے رہیں گے۔ عدالتوں کو ہم وکیلوں نے بٹھایا ہے اور الحمد للہ ہم نے ان کو support کیا ہے ہم ان کو کہیں گے۔ چیف جسٹس آف پاکستان ہر روز suo moto action لیتے ہیں اس کا suo moto action کیوں

نہیں لیتے کہ یہ ultra vires legislation ہونے جا رہی ہے۔ جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں Loyalty to State and obedience to Constitution and Lawاب بات یہ ہے جو میں عرض کرنا چاہتا کہ:

Loyalty to State and obedience to Constitution and Law:

1. Loyalty to State is the basic duty of every citizen.
2. Obedience to the Constitution and Law is the inviolable obligation of every citizen. Wherever he may be and of any other person for the time being within Pakistan.

تو یہ loyalty to the Constitution نہیں ہے کہ ہمیں روز روشن کی طرح پتا ہے کہ ultra vires ہے اور ہم اس کو آگے لے کر جا رہے ہیں۔ اس کے آگے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹیز ultra-vires ہیں، endoscope of the Constitution ہے، flawed and violation of Article-140(A) ہے اس لئے یہ Article 8 on the touchs tone of null and void ہے ہمارے Constitution کے Article 8 کے corresponding کوئی provision نہیں لیکن سب سے پہلے جو judicial review introduce ہوا تھا، جو ہمارے استاد محترم نے بتایا ہے آج ہم استعمال بھی کر رہے ہیں۔ اس میں Marbury vs Madison, John Marshall نے 1803 کی judgement میں judicial review کا concept دیا تھا اور بعد میں Lawyers vs Maryland میں امریکن سپریم کورٹ نے یہ hold کیا تھا، Maryland State نے اپنے طور پر ٹیکس لگایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ کامرس کلاس کے خلاف ہے اور federating units federation law کے against کوئی law نہیں بنا سکتے۔ اگر ہم دیکھیں تو Article-140(A) Constitutional mandate ہے وہ ایک ایسی provision ہے کہ جس کے scope سے ہم باہر نہیں جا سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود Constitution کی جو دیگر provisions ہیں، میں معذرت خواہ ہوں کیونکہ مجھے اندازہ ہے کہ آپ تھکے ہوئے ہیں اور میں تو چاہتا تھا کہ آپ کل fresh time پر take up کرتے۔ میں اس کو تھوڑا سا short کرتا ہوں۔ میرے بھائی محترم لاء منسٹر صاحب بھی شفقت سے کام لے رہے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ میں اسی شفقت میں اپنی بات ختم کر لوں۔ آپ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے ہیں تو مجھے ڈر لگ رہا ہے میں اس لئے آپ دونوں کی شفقت کا طلب گار ہوں۔ اب

میری عرض یہ ہے کہ یہ ultra Vires Law، یہ legislation veirs legislation اور یہ beyond the scope of کو ultra vires ہے۔ ultra vires Law legislation constitution of law کہتے ہیں یہ چونکہ Constitution اس کے scope کے باہر ہے اور right to life and liberty under Article 9 at stake کا every citizen ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ اس پر Indian judgement بھی ہے پچھلے دنوں میں نے ہائیکورٹ میں ایک کیس بھی argue کیا تھا۔ اس میں یہی تھا کہ میں نے اس وقت writ دائر کی تھی جب لوکل گورنمنٹ نے ٹیکس لگایا تھا۔ ہم نے رانا صاحب سے بھی request کی تھی اور اس وقت کے سیکرٹریز صاحبان سے بھی کہتے رہے بلکہ کسی نے نہ سنی اور writ ultimately ہوئی۔ جب میں نے writ دائر کی تو انہوں نے کہا کہ آپ کا right نہیں بنتا آپ aggervied person نہیں ہیں تو پھر میں نے ان کو judgement دکھائی کہ جو بھی weird law ہے جو weird of Ben show ہے اور Article 8 کے against ہے وہ fundamental rights کی infringement ہے، it brings the case into increment of Article 9 right to life and liberty. مطلب یہ نہیں ہے کہ میں زندہ رہوں بلکہ life کا مطلب یہ ہے کہ آئین اور قانون کی supremacy ہو، مجھے protection ہو اور یہ اس وقت ہو سکتی ہے جب adherence to the constitution of Law ہو۔

جناب سپیکر! next میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آگے Article 17 میں leading judgement میں میاں محمد نواز شریف کا کیس ہے۔ میاں محمد نواز شریف کے کیس PLD 1993 Supreme Court 437 میں بھی انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہمارا right یہ نہیں ہے۔ Article 17 کے مطابق اگر میں elect ہوتا ہوں تو میرا پھر right ہے کہ میں قانون کے مطابق کام کروں۔ یہ ہمیں قانون کے مطابق کام کرنے سے it amounts to impeding the due course of Law through this legislation. آگے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کا concept بڑا... antagonistic

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب لاء منسٹر صاحب سے پوچھ لیں۔ ماشاء اللہ آپ کافی Articles پڑھ چکے ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!کافی نہیں بلکہ ابھی کافی رہتے ہیں۔

جناب سپیکر:آپ یہ کتاب ان کو دے دیں وہ پڑھ لیں گے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!دیکھیں اگر میں غلط بات کر رہا ہوں تو I will be out of this House.

جناب سپیکر:Let me ask کہ یہ جو قانون بنایا جارہا ہے ultra vires ہے؟

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!آپ مہربانی کریں کل پر رکھ لیں۔بہت ٹائم ہو گیا ہے کیا امتحان لینا ہے؟

جناب سپیکر:نہیں،نہیں۔آپ بولیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:سندھو صاحب!اس amendment پر آپ کی بات ہو چکی next amendment کے بارے میں پھر تیاری کریں۔جی،رانا صاحب!فرمائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! سندھو صاحب ایک بڑے قابل وکیل ہیں اور میں بھی وکیل ہوں۔ہمارے ہاں ایک کہاوت مشہور ہے کہ سندھو صاحب جیسے ایک بڑے قابل وکیل تھے اور وہ ایک ضمانت کے کیس میں جج کے سامنے پیش ہوئے۔۔۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!یہ personal بات ہے۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):میں آپ کا حوالہ نہیں دے رہا۔میں تو کہاوت بیان کر رہا ہوں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:آپ بات تو سنیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ سندھو صاحب پوری اسمبلی پر Article 6 لگوانے کی تیاری کئے بیٹھے ہیں۔وہ وکیل صاحب جج صاحب کے سامنے ایک ضمانت کے کیس میں پیش ہوئے تو جج صاحب نے کہا کہ میں نے یہ فائل دیکھی ہے آپ کے ملزم کی ضمانت بنتی ہے تو جج نے کہا کہ میں آرڈر لکھوا دیتا ہوں۔اس نے کہا کہ

نہیں میری بحث سنیں،اس نے پورا ڈیڑھ گھنٹہ بحث کی اس کے بعد جج صاحب نے کہا کہ بحث میں جو چیزیں سامنے آئی ہیں یہ تو پہلے میری نظر میں نہیں تھیں لہذا.bail rejected(قہقہے)

جناب سپیکر! میرے بھائی نے اتنی لمبی چوڑی بات کی ہے کبھی وہ Article-4 پر گئے ہیں اور کبھی Article-17 پر گئے ہیں یعنی انہوں نے یہاں پر پورا آئین ادھیڑ ڈالا ہے حالانکہ بات بڑی مختصر ہے۔ وہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ یا ایجوکیشن اتھارٹیز پر بات کر رہے ہیں کہ ان پر بیوروکریسی مسلط ہو جائے گی، بیوروکریٹ آپ سے یہ کام کروا رہے ہیں اور وہ سارا کچھ کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ گریڈ18 کا ایک بندہ ہو گا اور وہ بندہ وہاں پر سارا کچھ کرے گا اور آپ کی کچھ نہیں سنے گا۔ میں انہیں بڑے ہی سلیس انداز میں کچھ سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ یہ جس گریڈ18 کے بندے کی بات کر رہے ہیں جو کہ وہ اس اتھارٹی کے ماتحت ہو گا وہ اب کون ہے؟اس وقت وہ ای ڈی او (ایجوکیشن) ہے اس سے پہلے وہ ڈائریکٹر (ایجوکیشن) ہوا کرتا تھا۔آپ مجھے یہ بتائیں کہ وہ ای ڈی او،ایجوکیشن آپ کے ماتحت ہے؟وہ اب سیکرٹری ایجوکیشن کے ماتحت ہے اور وہ تمام کی تمام guidance سیکرٹری ایجوکیشن سے لیتا ہے۔اب وہ اس نظام کے آنے کے بعد کس کے ماتحت ہو گا؟وہ ڈسٹرکٹ اتھارٹی کے ماتحت ہو گا،اب مجھے بتائیں کہ ڈسٹرکٹ اتھارٹی میں کون بیٹھا ہے؟اب ڈسٹرکٹ کونسل میں پانچ چھ چیئرمین بیٹھے ہوں گے اس کے علاوہ آپ کے دو تین ایم پی ایز بیٹھے ہوں گے اور وہ ان کے ماتحت ہو گا۔اب وہ وہاں پر جس اتھارٹی کے ماتحت ہو گا تو آپ دیکھیں کہ اس کے پاس اختیارات کیا ہوں گے؟آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ بیوروکریسی ہم پر مسلط ہو جائے گی۔ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اور ہیلتھ اتھارٹیز کے یہ functions ہیں establish, manage and supervise the primary elementary secondary and higher secondary schools. یعنی ان کو اتھارٹی establish بھی کرے گی،ان کو manage بھی کرے گی اور supervise بھی کرے گی۔اس میں posting transfer ہر چیز آ جاتی ہے۔Implement policies and direction of the government including achievement of key performance indicator setup by the government. پھر اس کے بعد ہے ensure free and compulsory education جو ہے وہ under Article 55(A) compulsory ہے۔Approve the Budget of the authority یعنی بجٹ سے لے کر establish کرنے تک،manage کرنے تک،supervise کرنے تک،plan, execute, and monitor all development schemes اب اس

کے بعد آپ مجھے بتائیں کہ وہ کون سا اختیار ہے جو گورنمنٹ کے پاس رہ جائے گا؟اور یہ سارے اختیارات یہ تقریباً میں نے تین چار"a to j"تک آپ کے سامنے پڑھے ہیں تمام کے تمام وہ اختیارات ہیں جو اس وقت سیکرٹری ایجوکیشن exercise کرتا ہے، گورنمنٹ exercise کرتی ہے اور ڈسٹرکٹ کی سطح پر ان تمام اختیارات کو بلا شرکتِ غیرے ڈائریکٹر (ایجوکیشن) یا ای ڈی او (ایجوکیشن) استعمال کرتا ہے اور اب وہ اس اتھارٹی کے ماتحت ہو گا اور اس اتھارٹی میں کون لوگ بیٹھے ہوں گے ؟آپ لوگ بیٹھے ہوں گے تو پھر کس طرح سے آپ یہ کہتے ہیں کہ بیوروکریسی کا راج ہو گا۔اس ساری اتھارٹی میں ایک بیوروکریٹ ہو گا،اس پوری اتھارٹی میں آپ کے لوکل کونسل کے ممبران ہوں گے،اس میں آپ کے ایم این ایز اور ایم پی ایز شامل ہوں گے۔پھر کس طرح سے آپ کہتے ہیں کہ ضلعی سطح پر اختیارات منتقل نہیں ہوں گے،میں تو کہتا ہوں کہ یہ ایک ایسا طریق کار ہے جس کے تحت گورنمنٹ Provincial Level سے،کیونکہ یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ ایک سیکرٹری ایجوکیشن لاہور میں بیٹھ کر راجن پور اور لیہ کے سکولوں کو manage نہیں کر سکتا۔ایک سیکرٹری ہیلتھ یہاں پر بیٹھ کر BHU نہیں چلا سکتا اور کسی ایک بیوروکریٹ کو یہ اختیار بھی نہیں دیا جا سکتا کہ پورا ڈسٹرکٹ ہی اس کے حوالے کر دیا جائے۔ وہاں پر ایک اتھارٹی کی ضرورت ہے اور اس اتھارٹی میں آپ لوگ شامل ہوں گے، منتخب نمائندے اس میں شامل ہوں گے اور ساٹھ فیصد لوگ اس میں منتخب نمائندے ہی ہوں گے۔ باقی کون لوگ ہوں گے، باقی ٹیکنوکریٹ ہوں گے وہ آپ کی مدد کے لئے ہوں گے، پروفیشنل ہوں گے وہ بھی آپ کی مدد کے لئے ہوں گے۔یہ وہ طریق کار ہے، جس طرح سے ایک سکول یا ایک چھوٹا سا ہسپتال ہے وہاں پر سکول کی کم از کم دس کروڑ روپے کی جگہ ہوتی ہے اور اس کے اوپر بلڈنگ بھی 2 کروڑ روپے کی بنی ہوتی ہے،اس کا ایک سال کا خرچ بھی لاکھوں میں چلا جاتا ہے،اس کے بعد بھی اس کا result zero ہے۔اس کے مقابلے میں وہاں پر ایک سکول پانچ مرلہ کے مکان میں چلتا ہے،وہاں پر ٹیچرز کو تنخواہ بھی اتنی سی دیتے ہیں کہ جو لڑکے یا لڑکیاں میٹرک یا ایف اے کا امتحان دے کر فارغ ہوئے ہوتے ہیں ان سے وہ بچوں کو تعلیم دلواتے ہیں اور اس کا رزلٹ کیا آتا ہے،اس کے صد فیصد بچے پاس ہو جاتے ہیں آخر کیوں؟ اس کی مینجمنٹ سکول میں بیٹھی ہوتی ہے اور سرکاری سکول کی مینجمنٹ یہاں لاہور میں بیٹھی ہوئی ہے۔اس مینجمنٹ کو جب تک ہم ضلعی سطح پر نہیں لے کر جائیں گے آپ کے پرائمری،ہائی اور سیکنڈری سکول نہیں چلیں گے،آپ کے BHU بھی نہیں چلیں گے۔اگر آپ ایک اختیار پورے صوبے سے لے کر ڈسٹرکٹ میں دے رہے ہیں اور منتخب نمائندوں کو دے رہے ہیں، منتخب نمائندوں کی اتھارٹی قائم

کر رہے ہیں تو پھر یہ کس طرح سے آئین کی خلاف ورزی ہو گئی ؟آئین کی تو منشا ہی یہ ہے، آپ ایسے ہی آرٹیکل 17 کا حوالہ دے رہے ہیں، کبھی آپ نواز شریف صاحب کے کیس کا حوالہ دینے لگتے ہیں، کبھی آپ آرٹیکل 4 پر چلے جاتے ہیں۔ میں تو کہوں گا کہ یہ تو وہی بات ہے کہ

آئین نو سے ڈرنا طرز کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

جناب سپیکر! پنجاب میں بیوروکریسی کا شکنجہ توڑنے کے لئے اور ان منتخب نمائندوں کو powerful بنانے کے لئے ان powers کا districts level پر جانا ضروری ہے۔ یہ جو آپ سرکاری ایجوکیشن پر اربوں روپے خرچ کر رہے ہیں اس کے باوجود اس کا result zero ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ اسے wind up کریں، میں آپ کا شکر گزار ہوں گا اور مجھے question put کرنے دیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں مختصراً عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، اب اس میں کوئی گنجائش نہیں رہی۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو انہوں نے کہا ہے وہ میں نے explain کرنا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی explanation کا پابند نہیں ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اب ان کے cross arguments شروع ہوں گے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نے اپنا مؤقف تو پیش کرنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا مؤقف تو موجود ہے۔ آپ سننا چاہیں تو ٹھیک ہے۔ I am putting this question now.

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب والا! آپ نے اپنی مرضی کرنی ہے تو کر لیں لیکن میں ابھی بات کر رہا تھا کہ میرے محترم بھائی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ باقی باتوں کو چھوڑیں، اب آپ wind up کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! آپ نے انہیں پورا موقع فراہم کیا ہے ،انہوں نے اپنی بات مکمل کی اس کے بعد میں نے اپنی بات شروع کی ہے اگر ان کی کوئی بات باقی رہتی ہے آگے بھی ان کی amendment ہے اس پر کر لیں۔ میرے جواب کے بعد تو question put ہونا ہے کیونکہ اس پر کوئی cross arguments تو نہیں ہونے۔۔۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ):پھر میں ایوان سے چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب!ایسے نہ کریں،آپ کی بڑی مہربانی۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میری عرض سُن لیں۔

جناب سپیکر:اس کے بعد سنتا ہوں.Let me put this question first

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!اگر آپ نے میری بات نہیں سُننی تو پھر میں ایوان سے چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔یہ کوئی بات کرنے کا طریقہ نہیں ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!انہوں نے جو شعر پڑھا ہے وہ میرے ہی حق میں جاتا ہے۔آپ نے ان کو بات کرنے دی ہے اب مجھے بھی بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سُنیں۔ میں نے سوا تین بجے سے لے کر پونے چار بجے تک آپ کی بات سنی ہے،اب آپ مہربانی فرمائیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں تو اس پر سارا دن بات کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ بل صرف آپ ہی کا نہیں ہے۔اس پر بات کرنے کا ان کا بھی حق ہے جو یہاں پر بیٹھے ہیں۔صرف میرا اور آپ کا حق نہیں ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!یہ آرٹیکل 19 ہے،یہ قانون کی کتاب ہے۔

جناب سپیکر:ادھر دے دیں،قانون کی کتاب وہ پڑھ لیں گے۔آپ کی مہربانی۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں حکومت کا خیر خواہ ہوں میں چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت بدنامی سے بچ جائے۔

جناب سپیکر:تشریف رکھیں۔Now, I would like to put the question.

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!پہلے مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر:میں اگلی ترمیم پر بات کرنے کا موقع دے دوں گا۔

The amendment moved and the question is

"That in Clause 3 of the Bill, in sub-Clause (1), para (e), be deleted."

(The motion was lost.)

Now, second amendment is also from you. You may move your amendment.

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!اب وقت تھوڑا سارہ گیا ہے،میں سمجھتا ہوں کہ اب سارے تھکے بھی ہوئے ہیں،جناب بھی سننے کے موڈ میں نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں،میں سننے کے موڈ میں ہوں۔،آپ ایسے نہ کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!جو حشر آپ نے میری پہلی amendment کا کیا ہے اس کا بھی یہی کرنا ہے۔

جناب سپیکر:آپ جمہوریت پر یقین نہیں رکھتے ہیں؟

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب والا!میں تو یقین رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر:پھر جمہوریت نے تو آپ کی بات کو رَد کر دیا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب والا !آپ میری عرض سن لیں،جمہوریت کا پہلا ستون۔۔۔

MR SPEAKER: This is against the Constitution of Pakistan.

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب والا!آپ میری گزارش تو سن لیں۔

MR SPEAKER: Sindhu Sahib! You may move second amendment. Please move it.

CH TAHIR AHMED SINDHU (Advocate): Mr, Speaker! I, Ch. Tahir Ahmed Sindhu(Advocate) hereby move:

That in Clause 3 of the Bill, for sub-Clause (2), the following be substituted:

"(2)(a) The respective Local governments shall within one hundred and eighty days of the commencement of this Act divide and distribute rights, assets and liabilities of the Local governments amongst the Local governments.

(b) In case of any dispute between the Local governments as to division or distribution of the rights, assets and liabilities of the Local governments, the matter shall refer to the government for appointment of an arbitrator for the purposes of arbitration amongst Local governments, whose decision shall be final."

MR SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 3 of the Bill, for sub-Clause (2), the following be substituted:

"(2)(a) The respective Local governments shall within one hundred and eighty days of the commencement of this Act divide and distribute rights, assets and liabilities of the Local governments amongst the Local governments.

(b) In case of any dispute between the Local governments as to division or distribution of the rights, assets and liabilities of the Local governments, the matter shall refer to the government for appointment of an arbitrator for the purposes of arbitration amongst Local governments, whose decision shall be final."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I oppose.

جناب سپیکر: جی، سندھو صاحب!

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): بہت شکریہ۔جناب سپیکر!یہ(3(2 proposed Clause ہے جو میں اپنے معزز ایوان کے سامنے عرض کرتا ہوں تاکہ وہ یہ assessکر سکیں کہ جو میری proposed amendment ہے کیا وہ ایک genuine, clear cut, in accordance with lawاور for the public convenience ہے یا نہیں ہے، فیصلہ میرے بھائیوں کے ہاتھ میں ہے۔میں یہ عرض کروں گا کہ:

> The government or any Officer designated by the Government shall within one hundred and eighty days of the commencement of this Act divide rights, assets and liabilities of the Local government amongst the Local governments and the Government and the decisions of the Government by the designated Officer shall be final.

اب مجھے اس پر جو بنیادی اعتراض ہے، جیسا کہ میں اپنی پچھلی ترمیم میں عرض کرنا چاہتا تھا Local authorityکی definitionکو explainکرکے Clause 92میں کس طرح سے سارا کیا گیا ہے۔بات یہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے assetsکی جو distributionہے وہ amongst the government and the Local governmentکیسے ہوگی؟جب ہم یہ اتنا بڑا historic Actبنا رہے ہیں،اس میں ہم آرٹیکل(a)140کے مطابق ہماری جو لیڈرشپ ہے اس کے visionکے مطابق ہم نے public participationکی طرف جانا ہے،ہم نے devolutionکی طرف جانا ہے،ہم نے concentration of power in the bureaucracyسے بچنا ہے۔جب میرے محترم بھائی یہ کہہ رہے ہیں کہ distributionجو ہوگی، میں کہتا ہوں کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ میں بھی اتھارٹی ہے، میں حیران ہوں کہ لوگل گورنمنٹ کی definitionمیں اتھارٹی کیسے آگئی؟اب یہ جو بات ہے کہ اس کے جو assets تقسیم کرنے ہیں، میری اس میں ترمیم یہ ہے اور میں نہایت احترام سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو ایک

ڈسٹرکٹ کی respective Local governments ہیں ان کے درمیان جو division of assets ہے اور جو liabilities ہیں وہ ان کے درمیان ہونی چاہئے نہ کہ لوکل گورنمنٹ اور گورنمنٹ کے درمیان ہونی چاہئے۔پہلی بات تو یہ ہے کہ اتھارٹی بنانا ہی unconstitutional ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔جی،وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ افسوس نہ کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! سندھو صاحب نے یہ جو ترمیم دی ہے اس کے لئے [******] یہ فرمارہے ہیں۔۔۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب والا! وزیر قانون کے ان الفاظ پر میں پُرزور احتجاج کرتا ہوں،ان سے کہیں کہ اس قسم کے الفاظ استعمال نہ کریں۔

جناب سپیکر: یہ قابل اعتراض الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): یعنی یہ ترمیم جس سمجھ اور فہم سے انہوں نے پیش کی ہے اس کے لئے proper لفظ اور ہے لیکن میں ان کا لحاظ کرتے ہوئے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں،وہ دانش مند ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): میں ان کا لحاظ کرتے ہوئے اس ترمیم کو [****] کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ حذف ہو چکے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! وہ یہ فرمارہے ہیں کہ لوکل گورنمنٹ کے ادارے اپنے اثاثے خود تقسیم کریں گے،وہ خود کس طرح سے تقسیم کر لیں گے؟ یہ تو گورنمنٹ کی ڈیوٹی ہے کہ گورنمنٹ جو ہے between different Local Councils, Municipal Committees and Municipal Corporations اسی

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

طرح Village Councilsہیں، City Councilsہیں یا پھر Metropolitan Corporation, ہے، District Councilsہیں ان کے جو اثاثے ہیں ان کی تقسیم گورنمنٹ کا کام ہے، یہ گورنمنٹ کی responsibilityہے اور گورنمنٹ کا ہی اختیار ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ آپس میں تقسیم کریں گے، آپس میں وہ بیٹھ کر کیسے تقسیم کریں گے؟ لہذا میری یہ گزارش ہے کہ یہ ترمیم اس قابل نہیں ہے کہ اسے منظور کیا جائے اس لئے اس کو vote outکروایا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 3 of the Bill, for sub-Clause (2), the following be substituted:

"(2)(a) The respective Local governments shall within one hundred and eighty days of the commencement of this Act divide and distribute rights, assets and liabilities of the Local governments amongst the Local governments.

(b) In case of any dispute between the Local governments as to division or distribution of the rights, assets and liabilities of the Local governments, the matter shall refer to the government for appointment of an arbitrator for the purposes of arbitration amongst Local governments, whose decision shall be final."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Chaudhary Tahir Ahmed Sindhu (Advocate). He may move it.

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:ایوان کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ٹائم تو آپ بڑھاتے جا رہے ہیں لیکن بات آپ کرنے نہیں دیتے، میں نہیں سمجھتا کہ یہ legislative principles کے مطابق ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو floor دیا ہے، آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر:جی، آپ فرمائیں!

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!جب میں نے پہلی amendment پر بولنا شروع کیا تو محترم وزیر قانون نے۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب والا!میں بولنا چاہتا ہوں، میں اپنا مؤقف سنانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:پھر آپ بولیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں اپنی submission سُنانا چاہتا ہوں لیکن آپ سُننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر:آپ بولیں میں سُن رہا ہوں، آپ کی amendments میرے سامنے ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):یہی تو میں کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر:آپ اپنی amendment move کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں یہ کہتا ہوں کہ اس کو کل پر رکھ لیں، اس وقت سارے تھکے ہوئے ہیں، صبح ہم fresh ہوں گے اور fresh طریقے سے بات ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی مہربانی ہم پر یہ پابندی نہ لگائیں۔.You may move it

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):وزیر قانون صاحب!آپ سے میری گزارش ہے کہ صبح پر رکھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ ادھر بات نہ کریں، پلیز! آپ میرے ساتھ بات کریں۔

CH TAHIR AHMED SINDHU (Advocate): Mr Speaker! I move:

That for Clause 4 of the Bill, the following be substituted:

"4.The local governments established under this Act shall function subject to the Law and the Constitution."

جناب سپیکر! دیکھیں یہ تو بڑی مختصر سی amendment ہے، مجھے امید ہے کہ میرے محترم بڑے بھائی اور ہمارے ہیرو وزیر قانون صاحب نے بھی اس ترمیم کو مان لینا ہے کیونکہ یہ بڑی جائز سی ترمیم ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، پوچھ لیتے ہیں۔ ابھی تو میں نے آپ کی amendment repeat کرنی ہے پھر انہوں نے oppose کرنا ہے اور اس کے بعد آپ کو موقع ملے گا۔

The motion moved is:

That for Clause 4 of the Bill, the following be substituted:-

4. The local governments established under this Act shall function subject to the Law and the Constitution."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I oppose.

جناب سپیکر: جی، طاہر احمد سندھو صاحب (ایڈووکیٹ)!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ بات وہی ہے، بات یہ ہے کہ یہ جو بل ہے یہ جو proposed Clause ہے میں اس کو پڑھتا ہوں کہ اس میں اور میں نے جو propose کیا ہے اس میں فرق کیا ہے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر! پلیز House in order کروائیں۔

جناب سپیکر: Order please. ان کی بات غور سے سُنیں۔ کم از کم مجھے تو سُننے دیں۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: No Point of order.

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: No Point of order at this stage. میں نے floor اُدھر دیا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایوان کا وقت بڑھا دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ٹائم بڑھا دیا ہے۔ آپ شاید موجود نہیں تھے اس لئے آپ کو پتا نہیں ہے۔

(شور وغل)

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ نے ٹائم نہیں بڑھایا۔ ایوان کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: محترم! آپ نے سُنا نہیں ہے۔ میں کہہ چکا ہوں کہ ایوان کا وقت ایک گھنٹہ بڑھا دیا جائے۔ میں نے اُسی وقت کہہ دیا تھا جب چار بجے تھے، آپ سُنتے ہی نہیں ہیں۔ ٹائم ایک گھنٹہ اور بڑھ گیا ہے۔ (شور وغل)

Order please, order please. اُن کو بولنے دیں، میں نے floor اُن کو دیا ہے۔

محترمہ شاہجہاں: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ اتنا نہ بولیں کہ ان کا sugar level down ہو جائے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری بہن کہہ رہی ہیں کہ sugar level down ہو جائے گا، کوئی گر پڑے گا، ایمبولینس منگوالیں۔

جناب سپیکر: جی، سندھو صاحب! آپ بات کریں۔

محترمہ شاہجہاں: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ اپنی ترمیم پر specific بات کریں۔

جناب سپیکر: آپ ایسی بات نہ کریں، اُن کو بولنے دیں۔ میں نے floor ان کو دیا ہے۔ یہ قانون سازی ہے۔ آپ کیا کر رہی ہیں؟ آپ کو اس بات کا پتا نہیں ہے۔ جی، سندھو صاحب!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Thank you very much یہ جو proposed Bill ہے میں اس کی Clause 4 پڑھتا ہوں۔ جیسے کہتے ہیں کہ snake in the grass یہ اس طرح کر کے بنائی گئی ہے۔ اس کے اندر کچھ اور ہے اور یہ نظر کچھ اور آتی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ:

4. **Local Governments to work within the Provincial Framework.** (1) The local governments established under this Act shall function within the Provincial framework and shall faithfully observe the Federal and Provincial laws.

(شوروغل)

جناب سپیکر! کوئی ایوان میں attentive نہیں ہے۔

جناب سپیکر: Order please, order in the House. جی، آپ بات کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو میں نے پڑھا ہے، میرا خیال ہے کہ وہ آپ نے سُنا ہے نہ انہوں نے سُنا ہے۔ میں نے یہ عرض کی ہے کہ:

(1) The local governments established under this Act shall function within the Provincial framework and shall faithfully observe the Federal and Provincial laws.

اب انہوں نے Clause 2 میں یہ لکھا ہے کہ:

(2) In the performance of their functions, the local governments shall not impede or prejudice the exercise of the executive authority of the Government.

میں نے جو amendment دی ہے وہ کیا ہے؟ یہ بہت simple سی amendment ہے۔ faithful کیا ہو گا، کیا مانیں گے، کیوں نہیں مانیں گے؟

Every citizen of the State is subject to Law, subject to Federal Law or the Provincial Law whichever is applicable.

ہر citizen by virtue of Article 5 of the Constitution اس کا پابند ہے۔ جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ:

Loyalty to Law and Constitution is the basic responsibility of every citizen of the State.

تو ان کے لئے یہ لکھنا کہ وہ faithfully obey کریں گے، process impede نہیں کریں گے، executive authority کو challenge نہیں کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اوپر اتنا زیادہ check ہو گا جو کہ آئین کے آرٹیکل 140(A) کی negation ہو گی۔ جو ایک لفظ ہے prescribed، مجھے جو تھوڑا سا legislation کا experience ہے مجھے اس سے بہت اختلاف ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین جناب احسان الحق باجوہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! ہر legislation میں یہ لکھا ہے، ہر enactment میں یہ لکھا ہے کہ "as may be prescribed" اب prescribed کی کیا definition دی گئی ہے؟ لکھا ہے کہ as prescribed by the Rules جب بھی ہم delegated legislation کرتے ہیں، جو Rule making power ہوتی ہے، جو bye-laws ہوتے ہیں اس کو ہم delegated legislation کہتے ہیں۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ ہماری جو establishment ہے، ہمارے جو public servants ہیں، جو officials ہیں ان کا یہ problem ہے کہ وہ Constitution کا تو نام نہیں سُننا چاہتے، یہ بڑی بد قسمتی ہے۔ They are more loyal to the Rules کیونکہ Rules are made at their whims. کیونکہ Rule جو ہے وہ بیک جنبش قلم بنا لیا اور sign کروالیا اور ہماری قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔ اب کون جائے گا، چیلنج کرے گا؟ When the venom will come from Iraq the victim of snake bite might be dead. تو اسی طرح یہ legislation بھی کی گئی ہے کہ جب تک عراق سے تریاق آنا ہے اس وقت تک ہمارے کام ہو جانے ہیں۔ یقین کریں یہ نہیں ہونا، عدلیہ بہت آزاد ہے میں سمجھتا ہوں کہ عدلیہ جس کے لئے ہم نے اتنی ماریں کھائی تھیں، ہم ان سے مطمئن نہیں ہیں انہوں نے اپنا کردار اس طرح نہیں ادا کیا جس طرح کرنا چاہئے تھا۔ بہر حال پھر بھی میں آپ کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ہو سکتا ہے کہ اس کو چھ مہینے لگیں، اس کو سال لگے لیکن جب اس کو set aside ہونا ہے تو کس کی سُبکی ہونی ہے؟ میری سُبکی ہونی ہے، میرے معزز بھائیوں کی ہونی ہے۔ ہماری لیڈر شپ کے لئے یہ بڑا damaging ہو گا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج ہم ظاہری طور پر اس طرف جا رہے ہیں جیسے ہم لیڈر شپ پر بڑا احسان کر رہے ہیں۔ یقین کریں لیڈر شپ کے لئے میں مخلص ہوں، میں صحیح راہ بتا رہا ہوں اور خُدارا یہ جو سازش ہو رہی ہے under the guise of this enactment یہ ختم ہونی چاہئے۔ میں نے کیا کہا ہے؟ میں نے کوئی ایسی بات نہیں

کی، سارا gist آگیا ہے جو یہ کہنا چاہتے ہیں۔ میری amendment میں آئین اور قانون کے مطابق ہر چیز آ گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ:

"4. The local governments established under this Act shall function subject to the Law and the Constitution."

ان کا فرض ہے۔ کیا surety ہے کہ آپ loyal رہیں گے، آپ impede نہیں کریں گے، جو بھی ان کے functions ہیں، آئین اور قانون کے مطابق وہ اپنے فرائض ادا کریں گے اور اس کے مقابلے میں جو دوسری provision دی گئی ہے یہ colourable legislation کی clear example ہے اور یہ excess of legislative powers ہے ہم اس ایریا میں جا رہے ہیں جو ہمارے لئے نہیں ہے جہاں ہم ہیں وہاں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ جب ہم نے کہہ دیا ہے کہ local governments shall be bound by the command of the Law and the Constitution تو اب اس کے بعد یہ بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں کان ادھر سے نہیں پکڑنا چاہئے۔ بہتر یہی ہے کہ جو realities ہیں ہم ان کی طرف جائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وزیر قانون میرے لئے بہت ہی زیادہ قابل احترام ہیں، میں نے ہمیشہ ان سے بہت کچھ سیکھا ہے، یہ میرے ساتھ agree بھی کریں گے ویسے ان کے سامنے کہنا تو سورج کو چراغ دکھانے والی بات ہے کیونکہ ان کا legislative experience بہت زیادہ ہے لیکن میں ایک عرض کروں گا کہ Law Draftsman یا Law Drafter کے لئے جو basic چیز ہے وہ یہ ہے کہ اس میں clarity ہو، کوئی ambiguity نہ ہو، وہ capable of two interpretations نہ ہو، اب یہ جو proposed Act ہے اس کی تو ایک سو ایک interpretations ہونی ہیں جب ہم interpretation of statutes دیکھتے ہیں، جب ہم اس کے standard سے gauge کریں گے تو اس کی کئی interpretations نکلیں گی۔

جناب چیئرمین اور میرے قابل احترام بھائی رانا ثناء اللہ خان صاحب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ultra-vires جو ہے، جب بھی ہم لاء بناتے ہیں، اس کا مذاق نہ صرف عدالتوں میں بلکہ ہمارے میڈیا میں بھی اُڑایا جاتا ہے اور ہر corner پر یہ discuss ہوتا ہے۔ میں میڈیا کو سلام پیش کرتا ہوں جو کہ وکلاء کی struggle میں ہمارے ساتھ تھے۔ ماشاء اللہ ہمارے وزیر قانون نے بھی جمہوریت کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ آج میں یہ کہنا چاہوں گا کہ شاید ہم ادھر نہ ہوتے اگر یہ میڈیا اتنا آزاد نہ ہوتا۔ اگر میڈیا کا کردار اتنا فعال نہ ہوتا تو شاید آج بھی ہم dictatorship میں ہوتے۔ رانا صاحب سے میری

نہایت احترام سے ایک عرض ہے۔معذرت کے ساتھ میں ان کو بطور چھوٹا بھائی مخاطب کر رہا ہوں۔dictatorship کے لئے تو یہ مرد آہن ہیں لیکن pseudo dictatorship کے آگے ہتھیار ڈال رہے ہیں اور یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کیونکہ راناثناء اللہ خان کو یہ مصلحت اچھی نہیں لگتی۔ اس سے میرا right مزید infringe ہو رہا ہے اور ہمارے محترم بھائی کے لئے بھی یہ اچھا نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، سندھو صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): میرے بھائیو! یقین کریں کہ جو میں نے ترمیم دی ہے اگر آپ یا یہ معزز ایوان اس کو through نہیں کرتا تو پھر میں یہی کہوں گا کہ "طعنہ دیں گے بُت کہ مسلم کا خُدا کوئی نہیں" کہیں ایسے نہ ہو جائے۔وہ تو بڑی شخصیت تھے اور ہم تو ان کی خاک پاک کے برابر بھی نہیں ہیں۔اگر آج میری ترمیم کو adopt نہیں کیا جاتا اور اس Bill کو اسی طرح پاس کیا جاتا ہے تو پھر اس legislature سے سب کا اعتماد اُٹھ جائے گا۔میڈیا دیکھ رہا ہے جب یہ flash ہو گا تو پھر سب کا ایمان اُٹھ جائے گا۔اس کو اسمبلی رہنے دیں،اس کو معزز ایوان رہنے دیں،اس کو legislature رہنے دیں اور اس کا مقام برقرار رکھیں۔ہمارے بزرگوں نے ادھر بڑی قربانیاں دی ہیں۔ہم بھی کوئی ایسے نہیں آ گئے پتا نہیں کتنے سال گنوا کر بڑی مشکل سے یہاں پہنچے ہیں۔آج ہمارا ایک امتحان ہے۔کیا ہم نے supremacy of Law and Constitution کی طرف جانا ہے یا پھر ہم نے concentration of power کی طرف جانا ہے؟کیا ہم نے violation of Aritcle-140(A) read with other provisions of the Law and Constitution کی طرف جانا ہے؟Basic Democracies, Local Government, Local Governing Institutions یہ سب جمہوریت کی بنیاد ہیں،یہ جمہوریت کے سکول ہیں جن سے ہم لوگ پڑھ کر یہاں تک پہنچے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ان بلدیاتی اداروں کو بااختیار کریں گے تو یقیناً grass root level پر genuine democracy establish ہو گی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔یہ ایوان اور اس کے rules سندھو صاحب کے لئے کوئی مذاق نہیں۔یہ ایک ہی بات بار بار کرتے جا رہے ہیں۔یہ بات انہوں نے کوئی دسویں بار شروع کی ہے۔میں چاہوں گا کہ یہ اپنی ترمیم کے اُوپر آئیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!آپ repetition نہ کریں اور اب آپ wind up کر لیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نے کہا ہے تو اب میں ان کے احترام میں بیٹھ جاتا ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی بھی آدمی ان کی ترمیم اور جو already Clause ہے اس کو پڑھے تو وہ اپنا سر پیٹنا شروع کر دے گا کہ یہ کیا ترمیم کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنی بات کی ہے اگر آپ کو پسند نہیں تو اس کو چھوڑ دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، ٹھیک ہے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

That for Clause 4 of the Bill, the following be substituted:

"4 The local governments established under this Act shall function subject to the Law and the Constitution."

(The motion was lost.)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کیا ہم hostage بنے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے کیا کہا ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ہم سب اس debating club کے hostage بنے ہوئے ہیں۔ ہم بھوکے پیاسے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ تو کوئی طریق کار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہیں ہے۔ وہ آپ کے اچھے بھائی ہیں۔ تشریف رکھیں۔

Now, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Tahir Ahmed Sindhu, (Advocate). He may move it.

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ہم صبح سے بھوکے اور پیاسے بیٹھے ہوئے ہیں اور اس ایک شخص کی وجہ سے hostage بنے ہوئے ہیں۔ اس پر میں احتجاجاً walk out کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! walk out نہ کریں۔ ان کو واپس بلائیں۔ منسٹر صاحب ان کو واپس لے کر آئیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو) معزز ممبر کو ایوان میں واپس لانے کے لئے باہر گئے)

CH TAHIR AHMED SINDHU (Advocate)**:** Mr Speaker! I move:

> "That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted:-
>
> 5. **Power to make rules**: The Government may make rules subject to the provisions of this Act and the Constitution."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted:-
>
> "5.**Power to make rules:** The Government may make rules subject to the provisions of this Act and the Constitution."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose it.

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ بات کریں لیکن اپنے آپ کو اس ترمیم تک confine رکھیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جی، بہتر ہے۔ یقین کریں میں تو پہلے بھی آپ اور اپنے دوسرے بہن بھائیوں کا خیال کرتے ہوئے اپنی بات کو انتہائی مختصر کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔آپ ہمارااور قانون کا بھی خیال کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں پوری کوشش کر رہا ہوں کہ مختصر بات کروں لیکن اپنا فرض تو پورا کرنا ہے۔اس proposed Clause 5 میں لکھا گیا ہے کہ "Certain matters to be prescribed." ان کو کیسے prescribe کرنا ہے؟ Prescribed by the rules. یہ ان rules کو اس لئے prescribe نہیں کرنا چاہتے کیونکہ کل میرے جیسا کوئی ادنیٰ وکیل جائے گا اور وہ کتاب کھول کر ان کو دکھادے گا۔اگر rules درمیان میں گھسے ہوئے ہوں گے تو ان کا کام چل جائے گا۔یہ جو provision رکھی گئی ہے یہ زیادتی نہیں بلکہ ایک ظلم ہے۔یہ جس طرح سے worded ہے میں پڑھ کر سناتا ہوں اور میں اپنے بھائیوں کے ضمیر کو بھی جھنجھوڑتا ہوں۔اس میں لکھا گیا ہے کہ:

Section 5: Certain Matters to be Prescribed. Where this Act makes any provision for anything to be done but has not made any provision or any sufficient provision, as to the authority by whom, or the manner in which it shall be done, then it shall be done by such authority and in such manner as may be prescribed.

اب یہ کیا ہے؟یہ کہتے ہیں کہ جب کوئی کام اس Act کے مطابق کرنا ہو اور اس کے متعلق اس Act میں کوئی چیز نہیں تو ہم rules بنالیں گے۔میں اپنے محترم بھائیوں اور بہنوں کو authority کے متعلق پڑھ کر سناتا ہوں۔92 Clause میں Authority کے بارے میں بتایا گیا ہے جس نے یہ rules بنانے ہیں۔2 Section میں تو کچھ دیا نہیں اور انہوں نے اس میں اس کو کیسے cover کیا ہے۔وہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔میں مختصر سا ٹائم لیتا ہوں میں سب کلاس۔1 نہیں پڑھتا، سب کلاس۔2 پڑھتا ہوں:

(2) The Government shall, through open competition, appoint the Chief Executive Officer of an Authority on such terms and conditions as may be prescribed and, until so appointed, the Government may appoint an officer…

not the،بیوروکریسی کی مرضی ہے۔گورنمنٹ کا مطلب ہے سیکرٹری as may be prescribed people prescribed کیا ہے کہ اتھارٹی کے متعلق جو بھی بات چیت ہو گی وہ ہم اپنی مرضی کے رولز بنالیں گے۔

(3) The Chief Executive Officer shall be the Principal Accounting Officer of the Authority and shall perform such functions as are mentioned in this Act or as may be prescribed or as may be delegated by the Authority or as the government may assign.

As may be prescribed کا مطلب ہے کہ جو ہم چاہیں گے وہ ہم کریں گے۔میں نے سیکشن۔5 کے حوالے سے بڑی simple سی بات کی ہے جو میرے خیال میں ایک layman کو بھی سمجھ آ جاتی ہے۔

ection 5: The government may make rules subject to the provisions of this Act…

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! rules prescribed کرنے کے procedure کو جو لوگ سمجھتے ہیں اُس کے مطابق یہ بالکل بے معنی اور فضول گفتگو فرما رہے ہیں لہذا ان کا time confine کر دیں یعنی ایک پڑھا لکھا آدمی جس نے law graduation کی ہوئی ہے وہ ایسی گفتگو کر نہیں سکتا اس لئے آپ اس کا time confine کر دیں۔ایک amendment کے اوپر یہ تین منٹ یا پانچ منٹ بات کر لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!آپ نہ گھبرائیں میں خود ہی ان کا time confine کرتا ہوں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرے محترم بھائی سے کہیں کہ "اس" نہیں، "ان" کہتے ہیں۔میں ان کے پاس گیا تھا اور ان سے request کی تھی کہ ہمارا احترام کا رشتہ بحال رہے۔ میں ان سے جس انداز میں گفتگو کر رہا ہوں اور وہ "ان" کی بجائے "اس" کا لفظ استعمال کر رہے ہیں یہ غلط بات ہے۔یہ کوئی بات نہیں ہے کہ آپ اس طرح تو کر رہے ہیں پھر بھی اس کے باوجود میں سُنا رہا ہوں۔ میری بات سُننے میں کیا مسئلہ ہے؟ہم تو اپنے چیمبر سے رات گیارہ بجے جاتے ہیں انشاء اللہ آج ایوان کا ٹائم گیارہ بجے تک چلے گا۔رانا صاحب میرے محترم بھائی ہیں وہ کہہ رہے ہیں تو میں confine کرتا ہوں۔(قہقہے)

جناب سپیکر: سندھو صاحب! میں آپ کو شاباش دوں گا۔ آپ کی جتنی amendments ہیں آپ کو ان میں سے ہر ایک amendment پر تین منٹ سے زیادہ ٹائم نہیں ملے گا۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر آپ نے مجھے ایک amendment پر بولنے کے لئے تین منٹ دینے ہیں تو میں پھر باہر چلا جاتا ہوں آپ پیچھے سے اس پر legislation کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، آپ ایسے نہ کریں۔ یہ صرف آپ کا یا میرا ایوان نہیں ہے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو پھر میرے پاس بھی authority ہے, I do have such authority, I tell you بڑی مہربانی۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): Audience it is my right آرٹیکل۔19 بھی مجھے بولنے کا right دیتا ہے? What to speak us in this august House تو آپ مہربانی کر کے اس کو bar نہ کریں۔ مجھے اس بات کا اندازہ ہے اور میں آپ کے احترام میں اپنی بات کو ویسے ہی short کر رہا ہوں لیکن اگر میرے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے گا تو پھر یہ short نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ ابھی میرے احترام میں short کر رہے ہیں؟ آپ جلدی کریں پلیز۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے ساتھ discrimination ہو رہی ہے میں نے تو آپ کو سپیکر کے لئے ووٹ دیا تھا جنہوں نے آپ کو ووٹ نہیں دیا تھا اُن کو تو آپ نے اتنی دیر سُنا اور مجھ غریب کو آپ سُن نہیں رہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: یہ میں نے اکیلے نے نہیں سُننا یہ سب سُن رہے ہیں اور ان کے اندر سے جو آواز نکل رہی ہے وہ بھی آپ کو پتا ہونا چاہئے؟ جی، سندھو صاحب!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کو بہت جلد کر لیتے ہیں لیکن میں اپنا فرض بھی پورا کرنا چاہتا ہوں۔

> Certain matters to be prescribed where this Act makes any provision for anything to be done but has not made any provision or any sufficient provision as to the authority by whom or the manner in which it shall be

done, then it shall be done by such authority and in such manner as may be prescribed.

جناب سپیکر! میں تو simple سی بات کر رہا ہوں میں تو کوئی لمبی چوڑی بات ہی نہیں کر رہا کہ ایسی بات ہی نہیں ہے کہ ان کو قانون اور آئین سے کیوں ڈر لگتا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ صرف یہ لکھ دیں:

The Local Governments established the power to make the governments may make rules subject to the provisions of this Act and the Constitution. This is my precise submission. Thank you very much.

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ جی، راناصاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے اتنی دیر جو گفتگو کی ہے یعنی ایک general principle ہے کہ Constitution کے بعد They all are federal level or provincial level کے اوپر جتنے بھی قانون بنتے ہیں subordinate to the Constitution. اسی طرح سے جتنے بھی rules prescribe ہوں گے They all will be subordinate to that Act under which they are prescribed. یہ general rule ہے تو اس کے اوپر انہوں نے اتنا ٹائم لگا دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو سمجھ نہیں آئی یا پھر یہ جان بُوجھ کر ایسا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! وہ تھوڑی تھوڑی بات سمجھ میں آ گئی ہے اب آپ جانے دیں، مہربانی کریں۔

The amendment moved and the question is:

"That for Clause 5 of the Bill, the following be substituted:-

"5. Power to make rules:- The Government may make rules subject to the provisions of this Act and the Constitution."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: The Opposition members have gone and there is no mover in it. Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Tahir Ahmed Sindhu (Advocate) Sargodha. He may move it.

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!سرگودھا نہیں،ایڈووکیٹ ہائیکورٹ،یہاں سرگودھا نہیں لکھا ہوا،ایڈووکیٹ لکھا ہوا ہے۔اگر آپ ناراض ہو گئے ہیں تو پھر میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں،نہیں۔آپ بیٹھیں نہیں کھڑے رہیں اور اپنا کام کریں۔آپ کو پتا ہونا چاہئے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں نے اپنے محترم بھائی سے ایک شکوہ کرنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔آپ ایڈووکیٹ ہیں۔آپ کے رولز میں یہ درج ہے کہ سپیکر time fix کر سکتا ہے۔اس میں Rule 206(3) موجود ہے۔آپ آئندہ ایسی دھمکی مجھے نہ دیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یقین کیجئے اِرد گرد سے ممبران کہہ رہے ہیں کہ خدا کا خوف کریں اور چھوڑ دیں۔

جناب سپیکر: مجھے دھمکی دیں گے تو اس کے results غلط ہو سکتے ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں دھمکی دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ شکریہ۔اب آپ پڑھیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے صرف ایک اعتراض ہے، میرے محترم بھائی راجپوت ہیں، میں اکیلا ہوں، یہاں جب لمبا Ayes ہوتا ہے تو میں ڈر جاتا ہوں اور سہم جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسی بات نہیں ہے۔آپ سب بھائی ہیں۔

CH TAHIR AHMED SINDHU(Advocate): Mr Speaker! I move:

"That for Clause 9 of the Bill, the following be substituted:-

"9. Delimitation of electoral wards, Union Councils, Municipal Committees, Municipal Corporations or Metropolitan Corporation of Municipal Committees:-

(1) The Election Commission of Pakistan may delimit a Ward, Union Council, Municipal Committee, Municipal Corporation or Metropolitan Corporation for election of members of the Municipal Committee on general Seats.

(2) for purposes of delimitation of a Municipal Committee, a Ward shall, as for as possible, consist of a part of a census block, a census

block or adjoining census blocks and the population of wards within a Municipal Committee shall be uniform."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That for Clause 9 of the Bill, the following be substituted:-

"9. Delimitation of electoral wards, Union Councils, Municipal Committees, Municipal Corporations or Metropolitan Corporation of Municipal Committees:-

(1) The Election Commission of Pakistan may delimit a Ward, Union Council, Municipal Committee, Municipal Corporation or Metropolitan Corporation for election of members of the Municipal Committee on general Seats.

(2) for purposes of delimitation of a Municipal Committee, a Ward shall, as for as possible, consist of a part of a census block, a census block or adjoining census blocks and the population of wards within a Municipal Committee shall be uniform".

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کا بھی یہ خیال تھا کہ یہ کام الیکشن کمیشن آف پاکستان کے سپرد کیا جائے لیکن they show restraints جب سپریم کورٹ میں یہ

کیس زیر سماعت تھا تو انہوں نے اس کام کو کرنے سے restrain کیا اور کہا کہ یہ کام صوبائی حکومتیں ہی کریں لہذا یہ ذمہ داری صوبائی حکومت نے خود لی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب رہنے دیں۔آپ نے سن تو لیا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آئین پاکستان میں لکھا ہے کہ poll الیکشن کمیشن آف پاکستان کرائے گا۔ Poll اور delimitation لازم و ملزوم ہیں کیونکہ for the transparency, for independence and fair and free poll الیکشن کمیشن آف پاکستان کا ہو سکتا ہے۔آج الحمد للہ گورنمنٹ ہماری ہے، دس سال بعد ہماری حکومت ہوتی ہے، پانچ سال بعد انشاء اللہ امید ہے ہماری حکومت ہو گی۔ ہم یہ قانون جو بنانے جا رہے ہیں for all time to come for posterity ہے۔ یہ آج کے لئے نہیں، دو چار سال کے لئے نہیں یہ دس سال کے لئے نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایسا قانون بنا کر جائیں کہ جب ہمارے parody successors اس اسمبلی میں آئیں، جب ترامیم ہوں تو وہ ہمارا مذاق نہ اُڑائیں۔ میری یہ submission بڑی relevant ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ معزز ایوان اس کو consider کرے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو قانون ہے اس میں صرف جنرل الیکشن یعنی صوبائی اسمبلی اور پارلیمنٹ کے الیکشن کا ذکر ہے لیکن لوکل باڈیز کے متعلق قانون خاموش ہے اور الیکشن کمیشن جب بھی چاہے اس حوالے سے اختیارات لے سکتا ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That for Clause 9 of the Bill, the following be substituted:-

"9. Delimitation of electoral wards, Union Councils, Municipal Committees, Municipal Corporations or Metropolitan Corporation of Municipal Committees:-

(1) The Election Commission of Pakistan may delimit a Ward, Union Council, Municipal

Committee, Municipal Corporation or Metropolitan Corporation for election of members of the Municipal Committee on general Seats.

(2) for purposes of delimitation of a Municipal Committee, a Ward shall, as for as possible, consist of a part of a census block, a census block or an adjoining census blocks and the population of wards within a Municipal Committee shall be uniform".

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from :Ch. Tahir Ahmad Sindhu(Advocate).

Since the amendment is substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is not admissible under rule 106(b) and 198(4) and it is ruled out of order.

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!کون سی کلاز میں ہے؟

جناب سپیکر:کلاز10میں ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!۔۔۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Tahir Ahmad Sindhu(Advocate).

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! آپ نے مجھے سنا ہی نہیں کہ یہ rules permit نہیں کرتے تو یہ کیسے نہیں کرتے مجھے بھی بتادیں؟

MR SPEAKER: Those are identical.

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!کون کون سے identical ہیں؟

جناب سپیکر:Rule-106 and 198 کے تحت ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! یہ دو علیحدہ Clauses ہیں۔یہ Clause 9 میں علیحدہ اور Clause 10 میں علیحدہ ہے۔آپ پہلے اسے decide کرلیں۔

MR SPEAKER: That has been decided by the Speaker. You may challenge it anywhere. You can go anywhere. You have authority. I am sorry for that. Thank you very much. Rules say, like this.

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر:کیا آپ move نہیں کرنا چاہتے؟

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں under protest move نہیں کرنا چاہتا کیونکہ آپ مجھے سن نہیں رہے۔یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔یہ دو علیحدہ علیحدہ Clauses ہیں اور علیحدہ علیحدہ amendments ہیں۔

جناب سپیکر:آپ مجھے بتائیں کہ Rules سے باہر کہاں جاسکتے ہیں؟

I am telling you the Rules under which I have disposed of. Thank you very much. If you want to join us well and good otherwise I am proceeding further.

Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ Clause 11 پر میری amendment ہے۔آپ کو کس نے کہا ہے کہ اس میں amendment نہیں ہے؟

جناب سپیکر: آپ خود ہی تو کہہ رہے تھے کہ میں بات نہیں کرنا چاہتا۔آپ عجیب بات کرتے ہیں۔ کبھی کچھ اور کبھی کچھ کہتے ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ بولیں۔ میں اس پر آپ کو اجازت دیتا ہوں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ ناراض ہو رہے ہیں تو پھر اجازت لینے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ سب کو یرغمال نہ بنائیں۔آپ کی بڑی مہربانی ہے۔آپ اس کو move کریں یا آپ کا جو دِل چاہے وہ کریں۔

CH TAHIR AHMED SINDHU (Advocate): Sir, I move:

> "That in Clause 11 of the Bill, in sub-Clause (1), para (e), be deleted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 11 of the Bill, in sub-Clause (1), para (e), be deleted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

MR SPEAKER: It is opposed. Be very brief. We are also human beings and I am sure that you understand the "bell".

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے اندازہ ہے کیونکہ جناب کا بھی اب صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: میرا اکیلے کا نہیں ہے بلکہ ذرا اِدھر اُدھر سے بھی اگر پتا کروں تو پھر آپ کو پتا چلے گا۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ ہمارے بزرگ بھی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میرا پیمانہ ٹھیک ہے۔آپ بس دوسروں کا خیال کریں۔

CH TAHIR AHMED SINDHU (Advocate): Sir, I draw your attention to the proposed Clause 11(e) of the Bill which postulates as under "District Education Authority and District Health Authority for a District, including Lahore"….

MR SPEAKER: Within three minutes you will complete.

CH TAHIR AHMED SINDHU (Advocate): Sir, I am going under protest.

MR SPEAKER: Thank you very much.

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جی، ٹھیک ہے۔

MR SPEAKER: This is your privilege. If you want to go then you may go. I will not call you. I will put the question directly now. You are misbehaving with me as well?

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!آپ مجھے تین منٹ کیسے دے سکتے ہیں؟

MR SPEAKER: No, I can do anything.

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): یہ میرے لئے تین منٹ کیسے ہو سکتے ہیں؟

MR SPEAKER: No, please be careful. I say, please be careful. You have moved it and you can speak on it?

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!آپ تین منٹ confine نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے تین منٹ ہی confine کئے ہیں۔

You may challenge it anywhere and in any Court of the Pakistan. You may go there.

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!یہ کورٹ میں challenge نہیں ہوتیں۔

MR SPEAKER: If you want you may do whatever you like. You can do whatever you like?

آپ کمال کرتے ہیں اور ساتھ misbehave بھی کرتے ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں آپ سے کہہ رہا ہوں لیکن آپ سنیں تو سہی۔

جناب سپیکر:جی،میں سن رہا ہوں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!آپ کو ٹائم نہیں بڑھانا چاہئے تھا۔اب ٹائم بڑھا کر آپ کو جلدی پڑی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر:آپ مجھ سے زیادہ تکرار کی بات نہ کریں۔I will be grateful

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرے لئے آپ بہت زیادہ قابل احترام ہیں۔ میں آپ کو سلام کرتا ہوں،ہمیشہ کیا ہے اور اب بھی کروں گا لیکن جو right of fair hearing ہے وہ تو ہونا چاہئے۔میں نے عرض یہ کیا ہے۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):میری بہن ذرا ٹھہر جائیں کیونکہ ان کے والد صاحب بھی وکیل ہیں جن کے ساتھ میں بھی cases کو deal کرتا ہوں۔آپ اِن کو بھیجیں اور کھانا کھلائیں۔یہ مجھے کیوں مرواتے ہیں؟

جناب سپیکر:محترمہ!آپ تھوڑی دیر کے لئے خاموشی اختیار کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!بجائے اس کے کہ یہ ہمارا شکریہ ادا کریں کیونکہ ہم چپ کر کے بیٹھے ہیں،ان کی ہر repetition کی بات سن رہے ہیں اور پچھلے دو گھنٹے سے انہیں برداشت کر رہے ہیں۔ابھی یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ مجھے برداشت نہیں کر رہے جو آپ کے ساتھ بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر:آپ کی بڑی مہربانی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:آپ confine کیوں نہیں کر رہے ہیں؟ان کی کوئی limit ہونی چاہئے اور طریق کار ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر:چلیں،کوئی بات نہیں۔آپ برداشت کریں اور میں بھی کر رہا ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!ہم یہاں پر جس Bill کی حمایت کر رہے ہیں ہم اس کے لئے بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، یہ ابھی اچھے بھائی ثابت ہوں گے آپ فکر نہ کریں۔ جی، سندھو صاحب!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں جو point out کر سکتا ہوں وہ نہیں کیا لیکن صرف یہ چاہتا ہوں کہ through ہو جائے۔

جناب سپیکر: کیا کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں کوئی compete نہیں کرنا چاہتا لیکن اب جناب کا حکم سر آنکھوں پر ہے اس لئے میں صرف تین منٹ میں ہی ختم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): گزارش یہ ہے کہ میں نے آئین کا آرٹیکل 140(A) اس معزز ایوان کے سامنے پڑھا ہے، Section 32 pertaining to local government ہے۔ آرٹیکل 2A, 4, 9,17 اور 25 ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس انداز میں یہ ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹی بنائی جا رہی ہے جو اس کی composition اس proposed Bill میں دی ہوئی ہے

> That is not in consonance with the provisions of the Constitution in any manner whatsoever those are void ab-initio null and void and ultra vires to the Constitution and I request this august House not to go for the ultra vires amendments. For God sake set a precedent for the posterity and tell the public that we are here not for the ultra vires law but we are the upholders of the Constitution and the law. Thank you very much your honour please.

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، راناصاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو بات اب کی ہے اس سے پہلے بھی یہ بات دس مرتبہ کر چکے ہیں اور ان کی نظر میں یہ سمجھتے ہیں کہ شاید Constitution کو صرف یہی سمجھتے ہیں اور دوسرا کوئی نہیں سمجھتا۔ انہوں نے ڈسٹرکٹ ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹی کے اوپر جب پہلی مرتبہ بات کی تھی تو اس وقت کہا تھا کہ مجھے پہلی ترمیم پر

ساری گفتگو کرنے دیں اور باقی ترامیم پر میں وقت نہیں لوں گا۔اُس وقت میں نے ڈسٹرکٹ ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹی سے متعلق جو باتیں کیں کہ کس طرح سے یہ devolution ہے، کس طرح سے گورنمنٹ کا اختیار نیچے ضلعی سطح تک جائے گا اور وہاں پر کون لوگ بیٹھیں گے اُن میں سے انہوں نے بعد میں کسی بات کا جواب نہیں دیا لیکن وہ صرف اپنے طور پر کہہ رہے ہیں کہ ہر چیز Constitution کے خلاف ہے۔ بہر حال یہ اُن کی اپنی سمجھ ہے جو اپنی سمجھ کے مطابق گفتگو کر رہے ہیں but everything is according to the Constitution اور یہ real devolution ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 11 of the Bill, in sub-Clause (1), para (e), be deleted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Tahir Ahmad Sindhu (Advocate). I call him but he is not present. So

(اس مرحلہ پر چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ) پانی کا گلاس ہاتھ
میں پکڑے ایوان میں داخل ہوئے)

MR SPEAKER: No, you can't take this now. Be careful.

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ ایسا نہ کریں۔

MR SPEAKER: You may move your amendment in Clause 18 but you will take this out of this House.

میں آپ کو بتا رہا ہوں۔.This is no way

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ) جناب سپیکر! سپیکر کے لئے یہ allow ہوتا ہے۔۔۔

MR SPEAKER: Yes.

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جو بول رہا ہوتا ہے اور ہائیکورٹ میں ایسے ہوتا ہے۔۔۔

MR SPEAKER: Are you challenging the Speaker's powers, Are you challenging all the powers?

CH TAHIR AHMAD SINDHU (Advocate): No, No, No, Sir!...

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی کریں اور اپنی amendment move کریں۔

CH TAHIR AHMAD SINDHU (Advocate). Your honour please, Clause 18.

جناب سپیکر: جی، Clause 18 of the Bill

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):ہائے۔۔۔اچھا۔۔۔

جناب سپیکر! یہ تو اتنی لمبی بحث والی amendment ہے کہ اس پر تو دس گھنٹے بھی بحث کی جائے تو کم ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے لئے صرف دس گھنٹے نہیں ہیں۔ میرے بھائی! اس معزز ایوان کے آپ ہی اکیلے ممبر نہیں ہیں بلکہ اور بھی معزز ممبران ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! اور بھی ممبر ہیں تو بات یہ ہے کہ آپ مہربانی کریں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میں محترم بھائی لاء منسٹر سے personal request کرتا ہوں کہ کل پر رکھ لیں۔

(اس مرحلہ پر پورا ایوان "نہیں، جی نہیں" کی آوازوں سے گونج اٹھا)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! مہربانی کر دیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کا پابند ہوں نہ میں ان کا پابند ہوں بلکہ میرے پاس جو ایجنڈا ہے میں اس کا پابند ہوں۔ آپ کی مہربانی ہے اور Clause 18 پر بحث کریں اور اپنی بات کریں اور اسے move کریں۔ آپ نے بلاوجہ پریشان کیا ہے۔(قہقہے)

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!I apologize اگر ایسی بات ہے تو چلیں پھر میں اسے press نہیں کرتا۔اگر آپ کہتے ہیں کہ مجھ سے اتنے پریشان ہیں لیکن میں نے تو نہیں کہا۔

جناب سپیکر:نہیں۔آپ move کریں۔

CH TAHIR AHMAD SINDHU (Advocate): I move:

"That in Clause 18 of the Bill, for the words "on non-party basis" the words "on party basis" be substituted."

جناب سپیکر:نہیں،آپ یہ پوری پڑھیں ناں۔آپ کیا کر رہے ہیں؟

(اس مرحلہ پر ایوان میں "چودھری صاحب تھک گئے ہیں" کی آوازیں)

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرے پاس تو یہی ہے جو میں نے پڑھی ہے۔

جناب سپیکر:جی،چودھری طاہر احمد سندھو صاحب کی Clause 18 پر amendment ہے اور اگر آپ نہیں پڑھ سکتے تو پھر میں کیا کروں گا؟

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!یہ طاہر سندھو صاحب منسٹر صاحب نہ ہوں۔

جناب سپیکر:جی؟پھر میں اس کا کیا کروں؟

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ایک منٹ ٹھہریں۔میں نام دیکھ رہا ہوں اور ان میں مجھے تو اپنا نام ہی نظر نہیں آ رہا اور اس میں تو میرا نام نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان سے "آخری صفحہ پر دیکھیں" کی آوازیں)

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):اچھا،وہ آج صبح میں نے دی تھی جو کہ ایجنڈے پر نہیں ہے ناں۔

جناب سپیکر:جو amendment آپ نے دی ہے۔

CH TAHIR AHMAD SINDHU (Advocate): Mr Speaker! I move:

"That for Clause 18 of the Bill, the following be substituted:-

"18. Franchised and Party based elections: Notwithstanding any other provision contained in the Act, the elections of members of all the local

government shall be held on Party basis, through secret ballot on the basis of adult franchise subject to the provisions of this Act."

جناب سپیکر: چلیں۔آپ نے جو پڑھ لیا ہم بھی اسے کسی طریقے سے نکالتے ہیں۔

The motion moved is:

"That for Clause 18 of the Bill, the following be substituted:-

"18.Franchised and Party based elections: Notwithstanding any other provision contained in the Act, the elections of members of all the local government shall be held on Party basis, through secret ballot on the basis of adult franchise subject to the provisions of this Act."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

جناب سپیکر: جی،اسےoppose کیا گیا ہے۔

CH TAHIR AHMAD SINDHU (Advocate) :Thank you very much. Your honour, I will draw your attention to original draft of the Clause 18.

"18. Franchise and non-party based election. Save as otherwise provided, election of members of all local governments shall be held on non-party basis, through secret ballot on the basis of adult franchise in such manner as may be prescribed.

Your honour my respectful submission is:

جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم نے جوdemocracy کا سفر 1947 سے لے کر اب تک طے کیا ہے اس میں بہت سے مشکل لمحات آئے ہیں جبکہ successivelyڈکٹیٹرز نے آکر

شب خون مارا، سارا سسٹم ہائی جیک کیا اور لوکل گورنمنٹ کے اداروں کے ذریعے اپنی ایک constituency create کی۔اب یہ سارے حالات وواقعات کو پیش نظر رکھ کر۔۔۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت مزید ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!"میرے وچ اینی جان نئیں اے"اب میں اور بات نہیں کر سکتا۔بہت ہو گیا اور آگے بھی amendments ہیں اور میں ex haust ہو گیا ہوں۔اب میں مزید بات نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں تو آپ سے یہ بات کر رہا ہوں۔۔۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!آپ میرا اعتراض لکھ لیں اور بے شک overrule کر دیں۔ میں یہ آخری amendment پر بات کروں گا اور اس کے بعد میں نہیں کر سکتا۔ یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔ میں اسے بھی بڑا precise اور concise کر رہا ہوں کہ ہم صبح سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔آپ بات کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہم نے جمہوریت کے لئے اتنا لمبا اور کٹھن سفر طے کیا ہے اور ہر پارٹی نے بڑی قربانیاں دی ہیں لیکن میرے محترم قائدین نے جو قربانی دی ہے وہ بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی اور اسی Charter of Democracy میں روح کارفرما تھی اور اسی کا یہ بھی ایک حصہ ہے کہ پارٹی کی بنیاد پر الیکشن ہوں گے۔ یہ تو dictatorial regimes جو ہیں یہ تو ضیاء نے کہا تھا کہ جنرل الیکشن بھی غیر جماعتی بنیادوں پر ہوں گے جو کہ سپریم کورٹ نے Benazir Bhutto Vs Federation of Pakistan میں 1988 کے PLD 417 میں اس کو undo کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ against the Constitution ہے اور on the touches stone of Article 8 it is null and void اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے ایک hightime ہے کہ ہم Local Government Institution جو بنیادی طور پر جمہوریت کی تربیت گاہ ہے اور اس institution سے ہم سب لوگ آئے ہیں۔ اگر میں نہیں آیا تو میری فیملی کا کوئی فرد آیا ہو گا لیکن more or less ہم وہاں سے ہی ٹریننگ لے کر آئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ الحمدللہ میں نے جتنی meetings attend کی ہیں،

بیوروکریسی کے بھی ہمارے بھائی ہیں، دوست ہیں اور میرا بھائی بھی بیوروکریسی میں ہے وہاں بہت اچھے competentلوگ ہیں۔ میں نے ایک بات دیکھی ہے کہ یہ جو بیوروکریسی ہے، آفیسر ہیں وہ office workتو ہم لوگوں سے بہت اچھا کر سکتے ہیں، ہم سے اچھی انگلش لکھ سکتے ہیں، ہم سے اچھی انگلش بول سکتے ہیں لیکن honest to Godجو پبلک کے مسائل ہیں، جو پبلک کے دکھ اور تکالیف ہیں آپ بھی مجھ سے agree کریں گے کہ الحمدللہ یہ میرے بھائی اس ایوان کے لوگ، عوامی نمائندے اور لوکل گورنمنٹ کے نمائندے ہی سب سے زیادہ پبلک کے مسائل کو سمجھتے ہیں۔ میں جو کہتا ہوں کہ الیکشن پارٹی بنیادوں پر کرائیں تو یقین کریں جب میں amendmentدے رہا تھا تو میں نے سوچا کہ یہ کلاز ایسی ہے کہ اس کی وجہ سے کل کو کسی ڈکٹیٹر کو بندھ بھی باندھا جا سکے گا کہ ہم پارٹی بنیادوں پر الیکشن کروا کر اتنا grass roots levelپر چلے جائیں کہ کل کو کوئی شب خون مارنے کی جرأت کرے اور نہ ہی کوئی اس سسٹم کو derailکر سکے۔ ویسے بھی democracyکی جو definitionہے اگر میں اس کو یہاں پڑھوں گا تو بات بہت دور تک چلی جائے گی لیکن ایک بنیادی conceptہے government of the people, by the people and for the people اس کو اگر ہم نے upholdکرنا ہے تو یقین کریں کہ یہ election party basisوقت کی ضرورت اور وقت کی پکار ہے۔ یہ democracyکی basic needہے جس کو ہم نے fulfillکرنا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے بھائیوں کو یہ عرض کر دوں کہ میں بھی آپ میں سے ہی ہوں، ہم سب بھائی ہیں لیکن میں یہ عرض کر دوں کہ شاعر نے کہا ہے کہ:

وہ وقت بھی دیکھا ہے تاریخ کی آنکھوں نے
لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

آج جو ہم یہ کرنے جا رہے ہیں یقین کریں کہ یہ posterityہم پر ہنسے گی، ہم پر مذاق اڑائے گی۔ اس لئے آج ہمارے پاس وقت ہے جو میاں محمد بخش نے کہا ہے کہ

لوئے لوئے بھر لے کڑیے جے تدھ بھانڈا بھرنا
شام پئی بن شام محمد تے گھر جاندی نے ڈرنا

اب ہم کچھ کر لیں تاکہ۔۔

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میں پہلے بھیparty or non party basisپر بڑی تفصیل سے بات کر چکا ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ جب اس ایوان میں اس موضوع پر بحث ہو رہی تھی، جب سپیشل کمیٹی میں اس پر آراء کا تبادلہ ہو رہا تھا تو سندھو صاحب کو اس وقت بھی چاہئے تھا کہ وہاں پر جاتے، اپنےargumentsپیش کرتے اور اس معزز ایوان کے ممبران کو جنہوں نے اکثریت کے ساتھ فیصلہ کیا ہے قائل کرتے۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے اور ان کا اس کلاز میںamendmentپیش کرنا بھی اس بات کا ثبوت ہے جو میں نے کہا کہ یہparty decisionنہیں تھا،government decisionنہیں تھا بلکہ یہon the will of the Houseتھا۔ اس معزز ایوان کے لوگوں نے اپنی آزاد رائے سےmajorityکے ساتھ یہ فیصلہ کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہargumentsدرست تھے۔ ڈیموکریسی جو ہے یہ revolution through evolutionہے اس میں آپ جمپ کر کے ایک دم چوٹی پر جا کر نہیں بیٹھ سکتے۔ اس میں through evolutionروّیے بنانے پڑتے ہیں اور آگے بڑھنا پڑتا ہے۔ لوگوں نے ground realityکو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That for Clause 18 of the Bill, the following be substituted:-

"18. Franchised and Party based elections:- Notwithstanding any other provision contained in the Act, the elections of members of all the local government shall be held on Party basis, through secret ballot on the basis of adult franchise subject to the provisions of this Act."

(The motion is lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-19

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب سپیکر: کیا بات ہے آپ کے کوئی سونے کے ارادے تو نہیں ہیں، نیند آ رہی ہے یا آپ تھک گئے ہیں؟ آپ نے تھکنا نہیں ہے۔

CLAUSE 24

MR SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!کلاز نمبر27پر میریamendmentہے۔۔۔

جناب سپیکر:No, sir!جوrule outہو چکی ہے اس کو نہ چھیڑیں۔آپ کی بڑی مہربانی۔بہت شکریہ

CLAUSE 28

MR SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Chaudhary Tahir Ahmed Sindhu (Advocate). He may move it.

CH TAHIR AHMED SINDHU(Advocate): Mr. Speaker! I move:

That in Clause 30 of the Bill, for sub-clause (3), the following be substituted:

"(3)When a local government is, for any reason, not in office, the Government may appoint an administrator to perform day to day administrative functions of the local government until the elected local government assumes office but such period shall not exceed six months. Provided that the administrator shall not exercise the power of the local government in any matter, whatsoever, relating to functional, budgetary allocations, re-appropriation and taxation."

MR SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 30 of the Bill, for sub-clause (3), the following be substituted:

"(3)When a local government is, for any reason, not in office, the Government may appoint an administrator to perform day to day administrative functions of the local government until the elected

local government assumes office but such period shall not exceed six months. Provided that the administrator shall not exercise the power of the local government in any matter, whatsoever, relating to functional, budgetary allocations, re-appropriation and taxation."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، سندھو صاحب!

CH TAHIR AHMED SINDHU(Advocate): Mr Speaker! I will read out the provisions of Clause 30 sub-Clause (3) before this august House which personate that…

جناب سپیکر: یہ آپ نے پڑھ دی ہے۔اب آپ کیا کر رہے ہیں؟

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے پڑھ تو لیا ہے اب آپ نے کیا کرنا ہے۔آپ نے جو ترمیم دی ہے اس پر بات کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔میں پرانی پڑھ رہا ہوں جس میں میں نے amendment propose کی ہے۔اگر اجازت ہو تو میں پڑھ لیتا ہوں نہیں تو میں ویسے بات کر لیتا ہوں۔جیسے آپ حکم کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات ہی کر لیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ پرانی ہے جس میں، میں نے amendment دی ہے۔substitution کے لئے میں عرض کر رہا ہوں۔

"(3)When a local Government is, for any reason, not in office, the Government may appoint an administrator to perform the functions of the local government until the elected local government

assumes office but such period shall not exceed six months."

جناب سپیکر!اب اس میں کیا کہا گیاہے کہ جو administrators ہم appoint کریں گے وہ لوکل گورنمنٹ کے functions exercise کریں گے۔ میں نہایت احترام سے عرض کروں گا کہ Article 140(A) جو devolution کا کہتا ہے اور جو کہتا ہے کہ local governments وہ powers exercise کریں گی تو میں سمجھتا ہوں کہ کسی طرح بھی یہ کلاز sustainable نہیں ہے۔ میں یہ عرض کردوں کہ ہم نے اس وقت جو post administrators کئے ہوئے ہیں ان administrators نے taxation کر دی اور اس taxation پر ہائیکورٹ میں کافی litigation ہوئی ہے اس میں میری بھی ایک writ petition ہے جو undue tax impose کیا گیا تھا تو میں نے یہی کہا کہ administrator لوکل گورنمنٹ کے اختیارات استعمال نہیں کر سکتا اور His Lordship مسٹر جسٹس منصور علی شاہ نے stay دیا ہوا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ administrator لوکل گورنمنٹ کی powers excises نہ کریں، administrator day to day functions تو کریں۔اگر for any reason لیکن وہ بجٹ نہ بنائیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!اور وہ financial responsibility ادا نہ کریں۔financial, fiscal and statues کی provision کو operate کرنے کے اختیارات ان کے پاس نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ اگر ہم یہ provision کرتے ہیں تو

From the four corners it will be repugnant to the provision of Article 140(A) and hence word urban issue as per provision of Article 8 of the Constitution, thank you your honour.

جناب سپیکر: مہربانی، شکریہ۔جی، راناصاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!یہ لوکل گورنمنٹ یا لوکل باڈیز service delivery bodies ہیں تو اس لئے یہ ہو نہیں سکتا کہ ان کو

آپ day to day تک محدود کریں۔ اس سے لوگوں کو irreparable loss ہو گا جب ان کی service delivery suspend ہو جائے گی۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in clause 30 of the Bill, for sub-clause (3), the following be substituted:

"(3)When a local government is, for any reason, not in office, the Government may appoint an administrator to perform day to day administrative functions of the local government until the elected local government assumes office but such period shall not exceed six months. Provided that the administrator shall not exercise the power of the local government in any matter, whatsoever, relating to functional, budgetary allocations, re-appropriation and taxation."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 32

MR SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 34

MR SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 34 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 35

MR SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 35 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 36

MR SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 36 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 37

MR SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 37 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 38

MR SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 38 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 39

MR SPEAKER: Now, Clause 39 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 39 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 40

MR SPEAKER: Now, Clause 40 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 40 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 41

MR SPEAKER: Now, Clause 41 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 41 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 42

MR SPEAKER: Now, Clause 42 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 42 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 43

MR SPEAKER: Now, Clause 43 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 43 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 44

MR SPEAKER: Now, Clause 44 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 44 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 45

MR SPEAKER: Now, Clause 45 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 45 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 46

MR SPEAKER: Now, Clause 46 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 46 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 47

MR SPEAKER: Now, Clause 47 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 47 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 48

MR SPEAKER: Now, Clause 48 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 48 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 49

MR SPEAKER: Now, Clause 49 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 49 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 50

MR SPEAKER: Now, Clause 50 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 50 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 51

MR SPEAKER: Now, Clause 51 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 51 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 52

MR SPEAKER: Now, Clause 52 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 52 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 53

MR SPEAKER: Now, Clause 53 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 53 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 54

MR SPEAKER: Now, Clause 54 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 54 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 55

MR SPEAKER: Now, Clause 55 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 55 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 56

MR SPEAKER: Now, Clause 56 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 56 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 57

MR SPEAKER: Now, Clause 57 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 57 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 58

MR SPEAKER: Now, Clause 58 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 58 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 59

MR SPEAKER: Now, Clause 59 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Tahir Ahmed Sindhu, (Advocate). He may move it.

CH TAHIR AHMED SINDHU(Advocate): Thank you. Mr Speaker! I move:

That for Clause 59 of the Bill, the following be substituted;

"**59. Assistance by Government Servants:** A person in the service of the Federal Government or a Provincial Government or a Local Government or a body owned or controlled by any such Government or Local Government, if gives any assistance calculated to further or hinder the election of a candidate shall be guilty of such offence punishable with imprisonment for a term which may extends to three years or with fine which may extend to fifty thousand rupees, or with both."

MR SPEAKER: The motion moved is:

That Clause 59 of the Bill following be substituted:-

"59. **Assistance by Government Servants:** A person in the service of the Federal Government or a Provincial Government or a Local Government or a body owned or controlled by any such Government or Local Government, if gives any assistance calculated to further or hinder the election of a candidate shall be guilty of such offence punishable with imprisonment for a term which may extends to three years or with fine which may extend to fifty thousand rupees, or with both."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: چودھری طاہر احمد سندھو!

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر!میں اس ترمیم پر کوئی لمبی بحث نہیں کرنا چاہتا اگر میرے بھائی محترم وزیر قانون اس سے agree کر جائیں تو اس میں صرف دو چیزیں ہیں۔ میں نے صرف اس لئے یہ ترمیم پیش کی تھی کہ جو legal drafting کا اصول ہے اس میں سب سے پہلے یہ بتایا جاتا ہے کہ offence میں کیا commit کرنا ہے پھر اس کے بعد سزا تجویز کی جاتی ہے۔یہ نہیں ہوتا کہ سزا پہلے سنادیں اور offence بعد میں بتادیں۔History manners کی بات ہے اور یہ بات میرے محترم بھائی کی نظر سے نہیں گزری، میں نے تو in good faith کہا تھا کہ اس Clause کی drafting ٹھیک ہو جائے گی۔

جناب سپیکر!دوسری میری عرض یہ ہے کہ اس میں جو انہوں نے سزا تجویز کی ہے اس کو بڑھایا جائے، ایک کی چھ مہینے اور بیس ہزار روپے جرمانہ ہے ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سزا reasonable ہونی چاہئے تاکہ اس طرح کا اگر کوئی کام کرتا ہے تو اس کے لئے exemplary punishment ہو، میرے خیال میں تین سال کی سزا ہو اور پچاس ہزار روپیہ جرمانہ ہو تو یہ انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق ہو گا۔ میں نے جو گزارش کرنی تھی کر دی ہے اگر جناب کو پسند آئے تو اس ترمیم کو منظور کر لیں اگر نہ پسند آئے تو نامنظور کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر:ان سے پوچھ لیتے ہیں کہ ان کو پسند آتی ہے یا نہیں آتی، پھر اس کے بعد سب سے پوچھ لیتے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! جہاں تک اس کو define کرنے کا تعلق ہے وہ breach of duty بڑی wide term ہے۔ جس پر اس کو explain کر دیا گیا ہے۔ باقی جہاں تک یہ کہہ رہے ہیں کہ اس سزا کو چھ ماہ کی بجائے تین سال کر دیا جائے تو ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ چھ ماہ کی سزا summary trial میں آتی ہے اور ضروری ہے کہ اس قسم کے offences کو کنٹرول کرنے کے لئے on the spot summary trial میں رکھا جائے۔ ویسے بھی جو وفاقی قانون ہے، Representation of People Act اس میں بھی سزا چھ ماہ ہی ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

The amendment moved and the question is:

That for Clause 59 of the Bill, the following be substituted:

"59. Assistance by Government Servants: A person in the service of the Federal Government or a Provincial Government or a Local Government or a body owned or controlled by any such Government or Local Government, if gives any assistance calculated to further or hinder the election of a candidate shall be guilty of such offence punishable with imprisonment for a term which may extend to three years or with fine which may extend to fifty thousand rupees, or with both."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 59 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 60

MR SPEAKER: Now, Clause 60 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 60 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 61

MR SPEAKER: Now, Clause 61 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 61 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 62

MR SPEAKER: Now, Clause 62 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 62 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 63

MR SPEAKER: Now, Clause 63 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 63 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 64

MR SPEAKER: Now, Clause 64 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Ch. Tahir Ahmed Sindhu, (Advocate). He may move it.

CH TAHIR AHMED SINDHU(Advocate): Thank you, Mr Speaker! I move:

"That in Clause 64 of the Bill, sub Clause (3), be deleted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 64 of the Bill, sub Clause (3), be deleted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر:جناب طاہر احمد سندھو!اپنی ترمیم پر بات کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب والا!میں یہ Clause پڑھتا ہوں پھر میں عرض کروں گا کہ اس کو کیوں delete ہونا چاہئے۔

(3) The Government may, on the recommendations of the Punjab Local Government Commission and by notification in the official Gazette, delegate any function of a Mayor or a Chairman to a Deputy Mayor or Vice Chairman subject to such conditions as may be prescribed in the notification.

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو provision ہے اور یہ جو ہمارا system of local governance ہے یہ اس کو destabilize کرے گی کیونکہ اگر یہ گورنمنٹ ہے تو Government means Secretary to the Government of Punjab تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پھر ایسے ہو گا کہ روزانہ ایک میئر سے اختیارات لے کر دوسرے کو دیئے جائیں گے، جس کی وجہ سے ان کے اوپر مسلسل تلوار لٹکا دی جائے گی تاکہ This come to the wishes. میں نہیں سمجھتا کہ اگر local governance کا concept ہے تو یہاں تک تو بات ٹھیک ہے کہ یہ گورنمنٹ کا right ہے کہ in accordance with Law and Constitution اس کو مانیٹر کریں، اس کو supervise کریں، in the public interest directions دیں لیکن یہ جو provisions ہیں، جو دو دھاری تلوار ہیں ان provisions کو enactment میں شامل کرنا، میں سمجھتا ہوں کہ statutory interpretation کے مطابق بھی justifiable نہیں ہے اور public convenience and public interest میں بھی اس طرح کی provisions کو نہیں رکھنا چاہئے، اس کا سسٹم ہونا چاہئے۔ فرض کریں اگر وہ نہیں ہوتا تو فوری طور پر vote of no confidence ہو جائے گا تو اس طرح سے اس کے functions delegate کرنا مناسب نہیں۔ فرض کریں کہ میئر یا چیئرمین کے خلاف no confidence ہوتا ہے، تو for that matter already Law میں provision موجود ہے کہ وائس چیئرمین یا ڈپٹی میئر کے خلاف no confidence ہو جائے گا تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس provision کی ضرورت نہیں ہے۔

My humble request is to delete the provision. Thank you, Your Honour.

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، جو انہوں نے ترمیم پیش کی ہے اس کا جواب دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو اس سے پہلے کا experience رہا ہے اس کے پیش نظر یہ provision بہت ضروری ہے کیونکہ ڈپٹی

میئر اور وائس چیئر مین کو بااختیار بنانا اور انہیں ٹیم کا حصہ بنانا تاکہ وہ بھی اپنا مؤثر کردار ادا کر سکیں بہت ضروری ہے لہذا اس کے لئے یہ شق رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

The motion moved and the question is:

"That in Clause 64 of the Bill, sub-Clause (3), be deleted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is

"That Clause 64 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 65

MR SPEAKER: Now, Clause 65 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 65 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 66

MR SPEAKER: Now, Clause 66 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 66 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 67

MR SPEAKER: Now, Clause 67 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 67 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 68

MR SPEAKER: Now, Clause 68 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 68 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 69

MR SPEAKER: Now, Clause 69 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 69 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 70

MR SPEAKER: Now, Clause 70 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 70 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب سپیکر: Clause 71 میں اپوزیشن کی طرف سے amendments تھیں لیکن انہوں نے جان بوجھ کر، میرے خیال میں انہیں اس بات کا اندیشہ تھا کہ کہیں ہم اس میں کمزور نہ پڑ جائیں یا ہمیں دوبارہ اجازت نہ مل سکے اس لئے وہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔اب میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی solution نہیں ہے کہ میں ان کی amendment کو disposed of کروں لہذا اب میں direct question put کرتا ہوں۔

CLAUSE 71

MR SPEAKER: Now, Clause 71 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 71 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 72

MR SPEAKER: Now, Clause 72 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 72 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 73

MR SPEAKER: Now, Clause 73 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 73 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 74

MR SPEAKER: Now, Clause 74 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 74 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 75

MR SPEAKER: Now, Clause 75 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 75 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 76

MR SPEAKER: Now, Clause 76 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 76 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 77

MR SPEAKER: Now, Clause 77 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 77 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 78

MR SPEAKER: Now, Clause 78 of the Bill is under consideration. There were amendments in it but since none is present, I put the question directly.

Now, Clause 78 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 78 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 79

MR SPEAKER: Now, Clause 79 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 79 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 80

MR SPEAKER: Now, Clause 80 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 80 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 81

MR SPEAKER: Now, Clause 81 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 81 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 82

MR SPEAKER: Now, Clause 82 of the Bill is under consideration. There were amendments in it but none is present. Since none is present, I put the question directly.

Now, Clause 82 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 82 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 83

MR SPEAKER: Now, Clause 83 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 83 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 84

MR SPEAKER: Now, Clause 84 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 84 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 85

MR SPEAKER: Now, Clause 85 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 85 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 86

MR SPEAKER: Now, Clause 86 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 86 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 87

MR SPEAKER: Now, Clause 87 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 87 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 88

MR SPEAKER: Now, Clause 88 of the Bill is under consideration. There were amendments in it but none is present. Since none is present, I put the question directly.

Now, Clause 88 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 88 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 89

MR SPEAKER: Now, Clause 89 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 89 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 90

MR SPEAKER: Now, Clause 90 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 90 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 91

MR SPEAKER: Now, Clause 91 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 91 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 92

MR SPEAKER: Now, Clause 92 of the Bill is under consideration. There was an amendment in it but none is present. Since none is present, I put the question directly.

Now, Clause 92 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 92 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!آپ نے92 Clauseکے بارے میں فرمایا ہے کہ محرک موجود نہیں ہے جبکہ میں تو آپ کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔آپ اتنی speedنہ دکھائیں۔میں صرف پانچ منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: .Gentleman! This amendment is not from you یہ ترمیم آپ کی طرف سے نہیں ہے اس لئے تشریف رکھیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں نے اس میں ترمیم دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر:اس میں آپ کی amendment allowedنہیں ہوئی۔

Don't try to disturb me. It has been ruled out.

CLAUSE 93

MR SPEAKER: Now, Clause 93 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں نے93 Clauseمیں بھی amendmentدی ہے۔یہ میرے پاس اس وقت بھی موجود ہے۔

جناب سپیکر:آپ کی یہ amendment disallowہو چکی ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!مجھے بتایا جائے کہ یہ کیسے disallowہوئی ہے؟

جناب سپیکر:آپ کی یہ ترمیم Rule-106(f) کے تحت rule outہو چکی ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!مجھے rulesدکھا دیں کہ یہ کیسے rule out ہوئی ہے؟

MR SPEAKER: It has been decided. Let me proceed further.

Now, Clause 93 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 93 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 94

MR SPEAKER: Now, Clause 94 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 94 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 95

MR SPEAKER: Now, Clause 95 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 95 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 96

MR SPEAKER: Now, Clause 96 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 96 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 97

MR SPEAKER: Now, Clause 97 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 97 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 98

MR SPEAKER: Now, Clause 98 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 98 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 99

MR SPEAKER: Now, Clause 99 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 99 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 100

MR SPEAKER: Now, Clause 100 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 100 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 101

MR SPEAKER: Now, Clause 101 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 101 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 102

MR SPEAKER: Now, Clause 102 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 102 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 103

MR SPEAKER: Now, Clause 103 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 103 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 104

MR SPEAKER: Now, Clause 104 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 104 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 105

MR SPEAKER: Now, Clause 105 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 105 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 106

MR SPEAKER: Now, Clause 106 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 106 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 107

MR SPEAKER: Now, Clause 107 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 107 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 108

MR SPEAKER: Now, Clause 108 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 108 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 109

MR SPEAKER: Now, Clause 109 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 109 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 110

MR SPEAKER: Now, Clause 110 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 110 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 111

MR SPEAKER: Now, Clause 111 of the Bill is under consideration. There was an amendment in it but none is present.

Now, Clause 111 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 111 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 112

MR SPEAKER: Now, Clause 112 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 112 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 113

MR SPEAKER: Now, Clause 113 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 113 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 114

MR SPEAKER: Now, Clause 114 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Chaudhary Tahir Ahmed Sindhu, also Advocate. Should I say someone for this man? Has he come? I give you clap.

Voices: Gone, gone, gone.

(اس مرحلہ پر چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ) ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: سندھو صاحب!لوگوں نے تو جان چھڑائی تھی لیکن ہمارا ابھی تو حوصلہ دیکھیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):.Sir, I am sorry میں نے ابھی ایک بسکٹ ہی کھایا تھا کہ آپ نے بلالیا۔ میں چائے کا کپ اُسی طرح رکھ کر آیا ہوں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! گنتی کرائی جائے کیونکہ ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جب question put کر دیا جائے تو اُس وقت آپ کورم point out نہیں کر سکتے۔ ویسے آپ کا حق ہے اور آپ کا یہ اختیار ہے لیکن question put کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے اس میں اپنی amendment دی ہے اور وہ اس پر بات کر رہے ہیں۔

You should be vigilant.

CH TAHIR AHMED SINDHU, (Advocate) Mr Speaker! I move:

> That in Clause 114 of the Bill, for sub clause (2), the following be substituted:-
>
> "The Provincial allocable amount and shares of the local governments shall be distributed and transferred on the basis of actual monthly receipts of the government, population and area."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That in Clause 114 of the Bill, for sub-Clause (2), the following be substituted:-
>
> "(2) The Provincial allocable amount and shares of the local governments shall be distributed and transferred on the basis of actual monthly receipts of the government, population and area."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose it.

کورم کی نشاندہی

جناب سپیکر: جناب آصف محمود صاحب نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جی، سندھو صاحب! آپ اپنی ترمیم پر بات کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسودہ قانون لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2013

(۔۔۔جاری)

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سپیشل کمیٹی کی رپورٹ میں دو لفظوں کی بات ہے۔ میں اپنے بھائیوں سے کہوں گا کہ اگر آپ کا ضمیر گوارا کرے تو اس کے مطابق ضرور مہربانی کریں۔ میں پہلے کلاز۔114 کی سب کلاز2 پڑھتا ہوں کہ:

"(2) The Provincial allocable amount and shares of the local governments shall be distributed and transferred on the basis of actual monthly receipts of the government, population and area."

اب actual جو ہے اس پر یہ کہہ رہے ہیں کہ گورنمنٹ کو جو وہاں سے ملے گا اس کے مطابق ہم ان کو دیں گے۔ اگر گورنمنٹ کو کم پیسے ملیں گے تو کم دیں گے اور زیادہ ملیں گے تو زیادہ دیں گے۔ وہ Provincial Consolidated Fund سے بھی آتے ہیں اور لوکل گورنمنٹ کی collection سے بھی آتے ہیں۔اس میں clarity نہیں ہے کہ actual monthly receipts ہیں یا لوکل گورنمنٹ کی grants بھی اس میں شامل ہیں۔ یہ vague and ambiguous ہے لیکن اس کے ساتھ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ receipts کے ساتھ subject to population اور subject to area بھی کر لیں۔ Receipts کو جب آپ نے distribute کرنا ہے تو on the basis of population and on the basis of area distribute کریں کیونکہ کوئی یونین کونسل

اپنے sources سے survive ہی نہیں کر سکتی اور کوئی یونین کونسل کروڑ پتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ساری equal اور equal progress, equal prosperity, equal development ہیں ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو opportunities provincial allocable funds ہوں ان کی equitable and fair distribution ہو۔ یہ equitable and fair distribution اسی وقت ہی ہو سکتی ہے جب آپ یہ خیال رکھیں گے کہ population اور اس کا area کتنا ہے لہذا اس کے مطابق ہی کوئی criteria وضع کیا جائے تاکہ fair and equitable distribution of resources to the Governments ensure ہو سکے۔

Mr. Speaker! My humble submission before this august House is to accede to my request and let this amendment be through. Thank you very much.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی طاہر سندھو صاحب کی یہ آخری amendment تھی۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بہت important ہے لہذا اس کے اوپر ضرور دھیان دیا جائے اور اس معزز ایوان کے ممبران کو بھی کہا کہ آپ بھی اس کا ضرور خیال رکھیں۔ یہ بھی فرمایا کہ میری submission یہ ہے کہ جو receipts گورنمنٹ کو ملیں جب وہ لوکل کونسل کو تقسیم کریں تو آبادی کو ملحوظِ خاطر رکھیں۔ اس amendment کے ذریعے سے یہ ان کا فرمانا ہے۔ اب بدقسمتی یہ ہے کہ انہوں نے Bill کو پڑھے بغیر جہاں سے ان کو جو نظر آیا انہوں نے amendments دے دیں لیکن اس سے مقصد ان کا پتا نہیں کیا تھا؟ اب مجھے یہ بتائیں کہ انہوں نے Clause 114 میں amendment دی ہے لیکن اگر انہوں نے Clause 112 پڑھی ہوتی تو یہ amendment نہ دیتے۔ Clause 112 کی sub-clause (4) ہے کہ:

> The Punjab Finance Commission may, before making recommendations, consult a body or person, and shall take into account the principles of population, backwardness, need and performance of a local government.

جناب سپیکر! یہ جو کہہ رہے ہیں اس سے زیادہ یہ چیزیں اس میں شامل ہیں یعنی population, backwardness اور اس area کی need ہے۔ یہ Clause انہوں نے پڑھی نہیں ہے جبکہ آگے جاکر amendment دے دی ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 114 of the Bill, for sub-clause (2), the following be substituted:-

"(2) The Provincial allocable amount and shares of the local governments shall be distributed and transferred on the basis of actual monthly receipts of the government, population and area."

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now the question is:

"That Clause 114 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, addition of new Clauses 115. Since the amendment is not moved, we take up the next Clauses.

CLAUSE 115

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 115 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 115 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): میری تو اس میں amendments ہیں جو ایجنڈے پر بھی آئی ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہاں کوئی نہیں ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! وہ کدھر گئی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دراصل Rule 106(f) کے تحت وہ سپیکر صاحب نے rule out کر دی ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!کیا a to z میری باقی تمام amendments rule outکر دی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، سپیکر صاحب نےrule outکر دی ہیں۔

CLAUSE 116

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 116 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 116 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 117

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 117 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 117 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 118

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 118 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 118 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 119

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 119 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 119 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 120

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 120 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 120 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 121

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 121 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 121 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 122

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 122 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 122 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 123

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 123 of the Bill is under consideration. There is an amendment from opposition but none is present. Since none is present I put the question directly.

Now, Clause 123 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 123 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 124

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 124 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 124 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 125

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ اس Clause میں بھی اپوزیشن نے amendment دی تھی لیکن وہ موجود نہیں ہیں لہذا ہم direct question put کرتے ہیں۔

Now, Clause 125 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 125 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 126

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 126 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 126 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 127

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 127 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 127 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 128

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 128 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 128 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 129

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 129 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 129 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 130

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 130 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 130 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 131

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 131 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 131 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 132

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 132 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 132 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 133

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 133 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 133 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 134

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 134 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 134 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 135

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 135 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 135 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 136

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 136 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 136 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 137

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 137 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 137 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 138

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 138 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 138 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 139

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 139 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 139 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 140

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 140 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 140 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 141

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 141 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 141 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 142

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 142 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 142 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 143

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 143 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 143 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 144

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 144 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 144 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 145

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 145 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 145 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 146

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 146 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 146 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 147

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 147 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 147 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 148

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 148 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 148 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 149

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 149 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 149 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 150

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 150 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 150 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 151

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 151 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 151 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 152

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 152 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 152 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 153

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 153 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 153 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 154

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 154 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 154 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 155

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 155 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 155 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 156

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 156 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 156 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

FIRST SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the First Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the First Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

SECOND SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Second Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Second Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

THIRD SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Third Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Third Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

FOURTH SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Fourth Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Fourth Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

FIFTH SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Fifth Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Fifth Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

SIXTH SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Sixth Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Sixth Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

SEVENTH SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Seventh Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Seventh Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

EIGHTH SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Eighth Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Eighth Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There are eight amendments in it. The first amendment is from Ch Tahir Ahmed Sindhu (Advocate).

طاہر احمد سندھو صاحب موجود ہیں؟۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں اور کوئی موجود نہیں ہے تو یہ amendment withdraw. سمجھی جاتی ہے۔

Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government Bill 2013 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government Bill 2013 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government Bill 2013 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہوئی اب اجلاس کل مورخہ 22۔اگست 2013 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

590

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،22۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات سوشل ویلفیئر وبیت المال)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون پر غور وخوض ومنظوری

مسودہ قانون(ترمیم)بوائلرز اینڈ پریشر ویسلز پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر7بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)بوائلرز اینڈ پریشر ویسلز پنجاب 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)بوائلرز اینڈ پریشر ویسلز پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

592

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

جمعرات،22۔اگست2013

(یوم الخمیس،14۔شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں دوپہر12بج کر13منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

أَفَحَسِبۡتُمۡ أَنَّمَا
خَلَقۡنَـٰكُمۡ عَبَثًا وَأَنَّكُمۡ إِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُونَ ﴿١١٥﴾ فَتَعَـٰلَى ٱللَّهُ ٱلۡمَلِكُ ٱلۡحَقُّ ۖ
لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ رَبُّ ٱلۡعَرۡشِ ٱلۡكَرِيمِ ﴿١١٦﴾ وَمَن يَدۡعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَـٰهًا ءَاخَرَ ۙ
لَا بُرۡهَـٰنَ لَهُۥ بِهِۦ فَإِنَّمَا حِسَابُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ لَا يُفۡلِحُ ٱلۡكَـٰفِرُونَ ﴿١١٧﴾
وَقُل رَّبِّ ٱغۡفِرۡ وَٱرۡحَمۡ وَأَنتَ خَيۡرُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿١١٨﴾

سورۃ المؤمنون آیات 115تا118

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے(115)تو اللہ جو سچا بادشاہ ہے اس کی شان(اُس سے)اونچی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی عرش بزرگ کا مالک ہے(116)اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارتا ہے جس کی اس کے پاس کچھ بھی سند نہیں تو اس کا حساب اللہ ہی کے ہاں ہوگا۔کچھ شک نہیں کہ کافر رستگاری نہیں پائیں گے(117)اور اللہ سے دعا کرو کہ میرے پروردگار مجھے بخش دے اور(مجھ پر)رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے(118)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

جا زندگی مدینے سے جھونکے ہوا کے لا
شاید حضورؐ ہم سے خفا ہیں منا کے لا
کچھ ہم بھی اپنا چہرہِ باطن سنوار لیں
بُو بکر سے کچھ آئینے عشق و وفا کے لا
دنیا بہت ہی تنگ مسلماں پہ ہوگئی
فاروق کے زمانے کے نقشے اٹھا کے لا
باطل سے دب رہی ہے پھر امت رسولؐ کی
منظر ذرا حسین سے پھر کربلا کے لا
مغرب میں مارا مارا نہ پھر اے گدائے علم
ہر دروازہِ علی سے یہ خیرات جا کے لا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس سے پیشتر کہ ہم سوالات کی جانب بڑھیں۔ میں ایک بات کرنے لگا ہوں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

تعزیت

معزز ممبر اسمبلی میاں ثاقب خورشید کی والدہ ماجدہ اور LOC پر فوج کے کیپٹن کی شہادت پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ سب کے لئے ہے، جب سپیکر بات کر رہا ہو تو اسے interrupt نہیں کرنا چاہئے۔ معذرت کے ساتھ ہمارے اس ایوان کے معزز ممبر میاں ثاقب خورشید صاحب اور ان کے والد میاں خورشید صاحب بھی اس ایوان کے ممبر رہے ہیں۔ میاں ثاقب خورشید صاحب کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائے۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! LOC پر ہمارے فوج کے کیپٹن شہید ہو گئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں اس پر کچھ بولنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب بولنے کی ضرورت نہیں ہے اب ہم ان سب کے لئے دعا کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

پوائنٹ آف آرڈر

حکومت کا اپوزیشن کی عدم موجودگی اور رات کے اندھیرے میں قانون سازی کرنا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس ایوان کی توجہ کل جو کچھ ہوا ہے اس کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ایک انتہائی اہم Bill جس پر بڑے اچھے ماحول میں ایک سپیشل کمیٹی بنی اور اپوزیشن نے اس میں contribute کیا۔ آخری وقت تک اس کی جتنی بھی meetings تھیں اس

میں حصہ لیا لیکن جس انداز کے ساتھ یہاں پر ٹائم extend کر کے رات کے سات آٹھ بجے تک اجلاس کو جاری رکھا گیا اور اس کو منظور کروایا گیا۔ میں اس کی توجیہ کرنے سے قاصر ہوں اور ہم سمجھنے سے قاصر ہیں کہ جب ٹریژری بنچوں کے پاس اتنی بڑی اکثریت موجود ہے اور وہ routine matter کے اندر ایک routine کے procedure کو adopt کرتے ہوئے ہماری amendments کو take up کر لیتے اور اس پر ایک یا دو دن اور لگ جاتے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت ہی قیمتی amendments تھیں، ان پر اپوزیشن کو اظہار خیال کا موقع مل جاتا اور اس کے بعد بھی یہی کچھ ہونا تھا جو آپ نے رات کے اندھیرے میں اس کو اس طرح سے کیا ہے۔ میں چودھری طاہر احمد سندھو کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ اکیلا ممبر جو ٹریژری بنچوں سے تھا یہاں بیٹھ کر اس نے اپنی ان amendments پر بات کی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح راتوں رات، ایک گھنٹے کا ٹائم extend ہوا، پھر extend ہوا اور پھر extend ہوا۔ رات کو 7، 8 یا 9 بجے آپ نے یہ Bill پاس کرا لیا۔ قوم، عوام اور لوگوں کو یہ اچھا message نہیں گیا۔ اکثریت ٹریژری بنچوں کے پاس تھی اور اگر دو دن اور لگ جاتے تو کوئی قیامت نہیں آ جانی تھی۔ 26۔اگست تک ہمارے پاس وقت موجود تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے bitterness میں اضافہ ہوا۔ اس میں جو اچھا ماحول تھا وہ پراگندہ ہوا اور لوگوں تک ایک انتہائی غلط message گیا اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئندہ جب بھی legislation ہو تو اس طرح کی افراتفری، اس طرح کی تیزی اور اس طرح کے انداز کے ساتھ اس طرح کا کوئی Bill پاس نہ کروایا جائے۔ یہ جو کچھ بھی ہوا اس پر ہم اپوزیشن اور پبلک کی طرف سے بھی بہت ہی ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا۔ ہم کل کے اس سارے process کو condemn کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں بات کر لوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں۔ میں بات کر لوں۔ میاں صاحب! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے جو amendments دی تھیں۔ پہلی amendment پر آپ تمام حضرات نے مکمل طور پر بحث میں حصہ لیا۔ آپ تمام نے کہا کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے یا elicit کیا جائے۔ دونوں باتیں آپ نے کی ہیں جو کہ قاعدے کی مطابق بھی غلط تھیں۔ اس کے باوجود میں نے آپ کو interrupt نہیں کیا۔ پھر دوسری amendment آپ کی طرف سے آئی، محترمہ نے اس کو پڑھا اور

اس پر بحث کے لئے میں نے چودھری عامر سلطان چیمہ کو بھی کہا کہ آپ اس پر بات کریں اور بعد میں جس محترمہ نے amendment پیش کی تھی میں نے ان کو کہا کہ آپ تقریر کریں اور آپ اس میں حصہ لیں۔آپ اس میں اپنی تجاویز کے مطابق بحث کریں۔دیکھیں! یہ ایوان ہے کوئی مذاق تو نہیں ہے کہ آپ بجائے اس کے یہ کہیں کہ میں نے تو کہیں کام جانا ہے لہذا اس ایوان کو adjourned کر دیا جائے۔ This is not good. (نعرہ ہائے تحسین)

اگر کوئی justification ایسی ہوتی تو میں بھی ان کو کہتا لیکن مجھے افسوس ہے۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں۔No, please no.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ نے جس rule کا حوالہ دیا جس rule کے تحت آپ نے ہمیں بولنے سے منع کیا، ہمارا بولنے کا حق چھینا، وہ rule تھا ہی نہیں۔ہم پھر کیا کرتے؟

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔اب اجازت نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: ہمارے جانے کے بعد بل پاس کروایا گیا، ہم اس بل کو نہیں مانتے۔

MR SPEAKER: No, No. This is no way.

آپ کس طرح نامنظور کر سکتے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: ہم اس بل کو نہیں مانتے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: آپ جمہوریت پر یقین رکھیں۔اب Question Hour ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ جمہوری روایات کے خلاف ہے۔اپوزیشن کی غیر موجودگی میں یہ بل پاس کیا گیا۔

جناب سپیکر: دیکھیں یہ بات نہیں ہے۔I disagree with you. (قطع کلامیاں)

آپ نے جان بوجھ کر اپنے طور پر یہ کیا ہے۔آپ نے بھی اچھا نہیں کیا، آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کیا ہم یہاں پر بول بھی نہیں سکتے، بات بھی نہیں کر سکتے؟

جناب سپیکر: بجائے اس کے کہ میں گورنمنٹ کو کوئی ٹائم دوں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ نے جو Rules کے حوالے سے بات کی، پندرہ منٹ تک یہاں پر کتابوں کو ٹٹولا گیا اور جو rule یہاں پڑھا گیا اس کی interpretation غلط ہے، غلط ہے، غلط ہے۔ یہاں پر غلط بیانی کی گئی۔

MR SPEAKER: No, Sir. No Sir, you are wrong on this. I over rule it.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مجھے یہ بتائیں کہ ایمرجنسی کیا تھی، کیا کوئی طوفان آ رہا تھا، کیا آج بلدیاتی الیکشن ہونے جا رہے تھے کیا یہ dictation وہاں سے آئی تھی کہ یہ بل آج ہی پاس کروانا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوری روایات کا قتل ہے۔

جناب سپیکر: آپ جو مرضی کہیں، میں آپ کو روک نہیں سکتا لیکن میں نے قاعدے کے مطابق کیا ہے۔ بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! رات کے اندھیرے میں بننے والی حکومتیں ہمیشہ رات کے اندھیروں میں ہی بل پاس کرتی ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اس وقت اندھیرا نہیں تھا۔ روشنی موجود تھی۔ آپ یہ نہ کہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ اس بل کو نامنظور کریں اور اسے نئے سرے سے پاس کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم اس بل کو نامنظور کرتے ہیں کیونکہ اس بل کو پاس کرتے ہوئے جمہوری روایات کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

وہ آپ کہہ سکتے ہیں، میں آپ کو اس بات سے نہیں روکتا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے

"بلدیاتی بل نامنظور، ایجوکیشن اتھارٹی نامنظور، ہیلتھ اتھارٹی نامنظور" کی نعرہ بازی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کی غیر موجودگی میں یہ سب کچھ ہو گیا اس لئے آپ کل کی کارروائی کو null and void قرار دے کر نئے سرے سے بل منظور کریں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں موجود تھا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم احتجاجاً آج کی کسی کارروائی میں شریک نہیں ہوں گے۔ جو روّیہ کل اپنایا گیا وہ غیر جمہوری تھا، اتنی بڑی اکثریت ہونے کے باوجود راتوں رات بل

پاس کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ ہم آج کے اجلاس کا بائیکاٹ کرتے ہیں اور احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میاں صاحب! ایسے نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"بلدیاتی بل نامنظور" کی نعرہ بازی)

اگر ادھر سے کہیں گے کہ ہم نے منظور کر دیا پھر آپ کیا کریں گے ؟جب majority نے اس کو منظور کر دیا ہے۔ اگر آپ اب بھی ووٹنگ کروانا چاہتے ہیں تو میں کروا دیتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جی، جانا نہیں چاہئے۔ میاں صاحب آپ کو جانا نہیں چاہئے۔ آپ کی مہربانی، آپ تشریف لائیں، آ جائیں۔ یہ وقفہ سوالات ہے اور ہم سوالات شروع کرنے والے ہیں۔ اگر وہ نہیں آتے تو پھر میں کیا کروں؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! تب تک آپ مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے دیں۔ آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں آپ کو اجازت دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے کہا تھا ان کے لئے دعا تو کروا دی ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: دعا تو شہید کے لئے منگوائی ہے جو زخمی ہوئے ہیں ان کو بھی تو ہم نے خراج تحسین پیش کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کر دیں۔ صرف آپ کو بات کرنے کی اجازت ہے اس کے بعد کسی کو اجازت نہیں ہو گی۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ ممبران اسمبلی کی طرف سے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ پاکستانی علاقہ میں بھارتی جارحیت، لاقانونیت اور سرحدوں کی خلاف ورزی، نوجوان کیپٹن کی شہادت اور فوجی جوان جو شہید کئے گئے اس پر ہم سب کا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ شہید کو اللہ تعالیٰ جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند کرے اور ان کے اہل خانہ کو صبر دے اور جو ہمارے فوجی زخمی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مکمل صحت عطاء فرمائے۔ (آمین)

جناب سپیکر:(آمین)

ڈاکٹر فرزانہ نذیر:اس انسانیت سوز اور ظالمانہ حرکت پر پوری قوم میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ بھارت کی کھلی جارحیت اور اس کے خطرناک عزائم اور ارادوں کے خلاف حکومت سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ حکومت اس معاملہ کو پوری دنیا میں اٹھائے اور بھارت کے مظالم اور درندگی کے خلاف سخت ایکشن لے۔ ہماری دو ہی منزلیں ہیں غازی یا شہید۔ شکریہ

سوالات

(محکمہ جات سوشل ویلفیئر وبیت المال)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر:آپ کا بہت شکریہ۔ جی،اب آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات سوشل ویلفیئر وبیت المال کے سوالات ہیں۔ پہلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

MS AYESHA JAVED: Thank you. Mr Speaker! Question No. 120. Question and answer both taken to be read.

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی غیر قانونی بھرتیوں کی تفصیلات

*120: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر سوشل ویلفیئر وبیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ پانچ سال کے دوران محکمہ میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر سکیل 17 کی اسامیوں پر بے شمار لوگوں کو میرٹ کے بغیر بھرتی کیا گیا؟

(ب) صوبہ پنجاب میں کتنے اسسٹنٹ ڈائریکٹر بھرتی کئے گئے اور ان کی تعیناتی کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا گیا، کس اخبار میں اشتہار دیا گیا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت غیر قانونی طور پر بھرتی کئے گئے لوگوں کو نوکری سے برخاست کر کے میرٹ پر بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کیا حکومت بغیر میرٹ بھرتی کرنے والے افسران کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سوشل ویلفیئر وبیت المال (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) درست نہ ہے گزشتہ پانچ سال کے دوران بغیر میرٹ کسی فرد کو بھرتی نہ کیا گیا ہے۔ صرف 2012 میں ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی تعیناتی کی گئی جو کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کی گئی۔

(ب) صرف ایک ہی اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی تعیناتی کی گئی ہے، جس کا نام شکیل احمد ہے جو کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کی گئی، اشتہار کی کاپی تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چونکہ کوئی غیر قانونی بھرتی نہ ہوئی لہذا کسی آفیسر کو نکالے جانے کا جواز نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے satisfied ہوں۔

No more questions from my side.

MR SPEAKER: Supplementary question from anyone else…?

جی، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 146 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی: ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*146: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر سوشل ویلفیئر وبیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ سوشل ویلفیئر میں کتنے ملازمین اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں، ان کے نام، گریڈ اور مدت ملازمت سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ محکمہ میں اس وقت ملازمین کی کتنی seats کون کون سے گریڈ کی خالی ہیں؟

(ج) ضلع وہاڑی میں کتنی NGOs محکمہ کے پاس رجسٹرڈ ہیں اور کتنی غیر رجسٹرڈ ہیں نیز ان کے نام اور ان کے چیئرپرسن کے نام سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) 2012-13 کے دوران مذکورہ بالا NGOs کی کارکردگی کیا رہی، آگاہ کریں؟

وزیر سوشل ویلفیئر وبیت المال (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ سوشل ویلفیئر میں کل 60 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ کی ضلع وہاڑی میں کل 12 سیٹیں خالی ہیں جن کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع وہاڑی میں کوئی این جی او محکمہ سے غیر رجسٹرڈ نہ ہے اور رجسٹرڈ این جی اوز کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سال 2012-13 کے دوران کام کرنے والی این جی اوز کی کارکردگی کی تفصیل تتمہ (ج) میں بیان کر دی گئی ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ مذکورہ محکمہ میں ملازمین کی تقریباً 12 سیٹیں خالی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ 12 سیٹیں جو خالی ہیں انتہائی اہم سیٹیں ہیں۔ جس میں supervisor کی سیٹ ہے، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر، میڈیکل سوشل آفیسر، ڈیزائنر اور ڈرائیور کی سیٹ ہے۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ سیٹیں ابھی تک کیوں نہیں پُر کی گئیں اور محکمہ کب تک یہ سیٹیں پُر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں کہ محکمہ کب تک یہ سیٹیں پُر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر سوشل ویلفیئر وبیت المال (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! انہوں نے سوال میں یہ پوچھا تھا کہ محکمہ میں اس وقت ملازمین کی کتنی سیٹیں خالی ہیں تو اس کے جواب میں ہم نے بتا دیا ہے کہ 12 سیٹیں خالی ہیں اور وہ اس لئے پُر نہیں کی گئیں کیونکہ حکومت نے بھرتی پر پابندی لگائی ہوئی ہے جیسے ہی پابندی ختم ہو گی وہ سیٹیں پُر ہو جائیں گی۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ ضلع وہاڑی میں تقریباً 124 NGOs رجسٹرڈ ہیں اور تقریباً 9 NGOs inactive ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان inactive NGOs کے بارے میں کیا لائحہ عمل طے کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر سوشل ویلفیئر و بیت المال (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! اس کی تفصیل لف ہے۔ اگر یہ اپنا سوال repeat کر دیں تو میں ان کو بہتر جواب دے سکوں گا۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو inactive NGOs ہیں اور field میں کام نہیں کر رہیں ان کے بارے میں محکمہ نے کیا لائحہ عمل طے کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، راجہ اشفاق سرور صاحب، کرنل ریٹائرڈ شجاع خانزادہ صاحب اور تنویر اسلم ملک صاحب تینوں منسٹر صاحبان جائیں اور اپوزیشن کو منا کر لائیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر محنت وانسانی وسائل راجہ اشفاق سرور، وزیر تحفظ ماحول کرنل ریٹائرڈ شجاع خانزادہ، وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ جناب تنویر اسلم ملک اپوزیشن کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر سوشل ویلفیئر و بیت المال (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ مجھے پتا چلا ہے کہ محکمہ سوشل ویلفیئر کے پاس جو 8 ہزار کے قریب NGOs رجسٹرڈ ہیں۔ ہم نے رمضان شریف کی وجہ سے اس پر کوئی کارروائی نہیں کی لیکن ابھی سوموار کے دن ہم ایک میٹنگ کر رہے ہیں جس میں ہم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ان آٹھ ہزار NGOs کا کیا کرنا ہے، ہم نے ان کو دیکھنا ہے کہ اس میں سے non functional کتنی ہیں؟ جو non functional ہوں گی ان کے بارے میں ہمارا واضح فیصلہ ہے کہ ہم نے ان کی رجسٹریشن منسوخ کر دینی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال بھی محترمہ آپ کا ہی ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جی، ہاں۔ جناب والا! سوال نمبر 150 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی: چائلڈ لیبر کے خاتمہ کے لئے بیت المال کے تحت چلنے والے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*150: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر سوشل ویلفیئر و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چائلڈ لیبر کے خاتمہ کے لئے ضلع وہاڑی میں پنجاب بیت المال کے تحت چلنے والے سکولوں کی تعداد کتنی ہے اور یہ کہاں کہاں کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان سکولوں میں بچوں اور اساتذہ کی تعداد کتنی ہے اور اساتذہ کے نام اور گریڈ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) مذکورہ ادارے بچوں کو کیا کیا سہولیات مہیا کر رہے ہیں نیز آئندہ حکومت ان بچوں کی بہتری کے لئے کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سوشل ویلفیئر و بیت المال (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) ضلع وہاڑی میں چائلڈ لیبر کے خاتمہ کے لئے پنجاب بیت المال کے تحت کوئی سکول کام نہ کر رہا ہے۔

(ب) چونکہ مذکورہ ضلع میں محکمہ کے زیر انتظام کوئی سکول کام نہ کر رہا ہے اس لئے اس کا جواب دینا ممکن نہ ہے۔

(ج) ۔ایضًا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب والا! انہوں نے اپنے جواب میں clearly بتایا ہے کہ ضلع وہاڑی میں پنجاب بیت المال کے تحت کوئی سکول نہیں چل رہا۔ میرا سوال صرف اتنا ہے کہ کیا حکومت وہاڑی میں یہ سکول بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سوشل ویلفیئر و بیت المال (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ پنجاب بیت المال کے یہ mandate میں ہی نہیں ہے کہ ہم کوئی سکول کھولیں، لہذا کسی نئے سکول کے کھولنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میری بھی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی بول لیں، آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہمیں یہ سوال نامہ روزانہ موقع پر ہی ملتا ہے، ہم اس کو فوری طور پر کیسے پڑھیں گے، اس کا جواب کیسے تیار کریں گے؟ میں آپ کی توجہ اسمبلی

سیکرٹریٹ کے ذمہ داران، اہلکاران صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ہمیں یہ ایجنڈا ایوان میں کم از کم ایک دن پہلے ملنا چاہئے۔اب اس کا کیا جواب دیں گے یہ گفتن، نشستن، برخاستن والی بات نہ ہو جائے۔

جناب سپیکر: جوں ہی اجلاس ختم ہوتا ہے اس کے فوری بعد آپ کی سیٹوں پر یہ پہنچا دیا جاتا ہے لیکن اگر آپ اس کو تلاش نہ کریں یا نہ پڑھیں تو اس میں میرا یا سٹاف کا قصور نہیں ہے اور ایسی کوئی provisionبھی نہیں ہے .This I tell you آپ کی مہربانی، آپ نے بہت اچھی بات کر دی ہے اور ہم نے سن لی ہے۔ میرے خیال میں اب آپ اس میں تھوڑی سی تکلیف کر لیا کریں، آپ اگلے دن کے سوال یہاں سے پہلے لے لیا کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں تو آخر تک اس ایوان میں بیٹھا رہتا ہوں اور آخر میں اٹھ کر جاتا ہوں اگر یہ ملا ہوتا تو سوال بھی نہ کرتا۔ میرے سے یہ گستاخی نہ ہوتی آپ اس پر توجہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جناب فیضان خالد ورک صاحب!

جناب فیضان خالد ورک: سوال نمبر596 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: دستکاری سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

***596: جناب فیضان خالد ورک:** کیا وزیر سوشل ویلفیئر و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں خواتین کے لئے کتنے دستکاری سکول ہیں، ان دستکاری سکولوں میں خواتین کو کس کس دستکاری اور ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(ب) اس وقت گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں خواتین کے لئے ضلع شیخوپورہ میں کہاں کہاں منصوبے زیر غور ہیں اور ان منصوبہ جات پر عملدرآمد کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر سوشل ویلفیئر و بیت المال (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں10 دستکاری سکول چل رہے ہیں جہاں پر خواتین کو سلائی کڑھائی، کٹائی کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(ب)

1) ڈسٹرکٹ صنعت زار شیخوپورہ موجودہ پروگرام برائے خواتین لوکل کیبل نیٹ ورک پر اشتہارات اور شہر کے مختلف مقامات پر بینرز آویزاں کر کے طالبات کی تعداد کو200فیصد تک بڑھادیاہے۔ نیز نئی کلاسز جن میں اینٹیریئر ڈیکوریشن، فیشن ڈیزائننگ، آئل پینٹنگ، گلاس پینٹنگ، کوکنگ اور سلنگ کورسز کااضافہ کیاگیاہے۔

2) سب صنعت زار گھنگ شیخوپورہ

3) سب صنعت زار مرید کے

4) سب صنعت زار فاروق آباد

انڈسٹریل زون مرید کے میں بھی سلائی کڑھائی کاکام چل رہاہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ اس وقت گھریلو صنعت سازی کے شعبہ میں خواتین کے لئے ضلع شیخوپورہ میں کہاں کہاں منصوبے زیر غور ہیں اور ان منصوبہ جات پر عملدرآمد کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھارہی ہے ؟اس کا جواب جو محکمہ کی طرف سے دیا گیاہے وہ مجھے سمجھ نہیں آیا۔ جواب میں لکھا ہواہے کہ ڈسٹرکٹ شیخوپورہ میں صنعت زاری پروگرام۔۔۔

جناب سپیکر: وہ توانہوں نے لکھ دیاہے اب آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہ رہاہوں کہ میرا سوال اور ہے اور جواب کچھ اور ہے۔آپ میرے سوال کے جواب کو خود ہی پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف!

وزیر سوشل ویلفیئر و بیت المال (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب والا! معزز ممبر کی اطلاع کے لئے ہم نے یہ بتایاہے کہ ضلع شیخوپورہ میں جو صنعت زاریونٹ چل رہے ہیں ان کی ان کو location بھی بتا دی ہے۔ان کا سوال تھا کہ کہاں کہاں نئے منصوبے زیر غور ہیں؟

جناب فیضان خالد ورک: جی، میں نے یہی پوچھاہے۔

وزیر سوشل ویلفیئر و بیت المال (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ فی الحال نئے منصوبے زیر غور نہیں ہیں۔

جناب فیضان خالد ورک:ان کا یہ جواب ٹھیک ہے لیکن اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ۔۔۔

جناب سپیکر:انہوں نے آپ کے سوال کا مفصل جواب دیا ہے تاکہ آپ کو اس میں مزید کوئی پریشانی نہ ہو۔

جناب فیضان خالد ورک:جناب والا!ٹھیک ہے،آپ کی بات مان لیتے ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر:جناب والا!میرا ضمنی سوال جز(ب)کے referenceسے ہے ۔ میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ cottage industry developکرنے کے لئے کیا حکومت خواتین کو آسان شرائط پر قرضہ دینے کا منصوبہ رکھتی ہے تاکہ یہ industry developہو؟

وزیر سوشل ویلفیئر وبیت المال(میاں عطاء محمد خان مانیکا):جناب سپیکر!یہ سوال بنیادی طور پر فنانس منسٹر سے پوچھنا چاہئے تھا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر:بیت المال سے کیا کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر:وہ تو کہہ رہے ہیں کہ بیت المال کی رقم سے کوئی سکول نہیں بنا رہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر:جناب والا!جب حکومت کہہ رہی ہے کہ مختلف صنعتوں میں اضافہ کر رہے ہیں،جب تک آپ چھوٹے یعنی micro levelپر،micro finance schemesشروع نہیں کریں گے تو پھر ہنر مند خواتین کڑھائی کس طرح کریں گی؟

وزیر سوشل ویلفیئر وبیت المال(میاں عطاء محمد خان مانیکا):جناب سپیکر!محکمہ سوشل ویلفیئر کے پاس اس قسم کی کوئی budgetary provisionنہیں ہے کہ وہ کسی کو قرض دے یا کسی بھی کام کے لئے financial aidدے۔

جناب سپیکر:آپ اس کے متعلق کوئی تحریک التوائے کار لے آئیں،مہربانی۔اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں اس لئے ان کا سوال dispose ofکیا جاتا ہے،اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں اس لئے اس سوال کو بھی dispose ofکیا جاتا ہے۔

وزیر سوشل ویلفیئر وبیت المال(میاں عطاء محمد خان مانیکا):جناب سپیکر!اس سے پہلے کہ آپ سے اجازت لوں۔۔۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات اگر کوئی ہیں تو ایوان کی میز پر رکھ دیں۔

وزیر سوشل ویلفیئر و بیت المال (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب والا! میں بقیہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع جہلم: رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1082: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر سوشل ویلفیئر و بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع جہلم میں محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کتنی این جی اوز کو حکومت کی طرف سے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے؟

(ج) کیا حکومت کے پاس این جی اوز کے حسابات اور کارکردگی کی چیکنگ کا اختیار ہے؟

(د) سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کن کن این جی اوز کی چیکنگ کی گئی؟

(ہ) کس کس این جی اوز کے ریکارڈ اور گرانٹ میں بے ضابطگیاں پائی گئیں؟

وزیر سوشل ویلفیئر و بیت المال (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) ضلع جہلم میں محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد 170 ہے۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود نے کسی این جی او کو مالی امداد نہ دی ہے۔ محکمہ نے مقامی انڈسٹریل ہومز میں تعلیم دینے والی ٹیچرز کو تنخواہ کی مد میں سالانہ چھ ہزار روپیہ ادا کیا تاہم پنجاب بیت المال کونسل کے ذریعے 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کل 18 این جی اوز کو امداد فراہم کی گئی، جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں۔

(د) سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران تمام 30 این جی اوز جن کو مالی امداد فراہم کی گئی، ان کے حسابات کی چیکنگ کی گئی۔

(ہ) کسی این جی اوز کے ریکارڈ اور گرانٹ میں بے ضابطگی نہ پائی گئی ہے۔

ضلع جہلم: فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*1083: محترمہ راحیلہ انور: کیاوزیر سوشل ویلفیئر وبیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع جہلم محکمہ بیت المال کو سال12۔2011اور 13۔2012 کے دوران کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ب) کتنی رقم کس کس مد میں کن کن کی نگرانی میں تقسیم ہوئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کی خُورد بُرد کا انکشاف ہوااور اس خُورد بُرد کے ذمہ دار کون کون سے افراد ہیں؟

وزیر سوشل ویلفیئر وبیت المال (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) ضلعی بیت المال کمیٹی کو سال12-2011 میں سالانہ گرانٹ-/14,38,484روپے اور سال13-2012 میں-/14,38,484روپے جاری کی گئی۔

(ب) ضلعی بیت المال کمیٹی جہلم کی نگرانی جس مدات میں رقم تقسیم کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال12-2011

مد	استفادہ کنندگان	رقم(روپے)
این جی او	2	-/1,00,000روپے
مالی امداد	352	-/17,24,000روپے
تعلیمی وظیفہ	117	-/8,37,000روپے
شادی گرانٹ	119	-/11,76,500روپے
انتظامی اخراجات		-/52,482روپے
ٹوٹل	590	-/38,89,982روپے

سال13-2012

مد	استفادہ کنندگان	رقم(روپے)
این جی او	18	-/9,00,000روپے
مالی امداد	558	-/20,45,000روپے
تعلیمی وظیفہ	99	-/8,79,000روپے
شادی گرانٹ	107	-/8,40,000روپے
علاج معالجہ	17	-/1,70,000روپے
انتظامی اخراجات		-/54,123روپے
ٹوٹل:	799	-/48,88,123روپے

(ج) ان سالوں کے دوران کسی خُورد بُرد کا انکشاف نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر سوشل ویلفیئر و بیت المال (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب والا! آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ سوال و جواب دیکھ کر مجھے صرف یہ خیال آیا ہے کہ ہم اپنے عمل کا حساب کس کو دیتے، سوال سارے غلط تھے، جواب کس کو دیتے؟ مسئلہ یہ ہے کہ میرے پاس پنجاب بیت المال کا کتابچہ موجود ہے جو پنجاب حکومت نے شائع کیا ہے۔ آپ اس کو دیکھ لیں اور میری معزز ایوان کے ممبران سے درخواست ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو حکم دیں کہ وہ یہ کتابچہ منگوا کر تمام معزز اراکین میں تقسیم کریں۔ سو صفحے کے کتابچے میں ہر جگہ امین بیت المال لکھا ہوا ہے، وزیر کا کہیں پر ذکر نہیں ہے اور اگر وزیر کا صرف یہ کام ہے کہ وہ یہاں پر کھڑے ہو کر بیت المال کے متعلق سوالات کے جواب دے تو پھر اس کے لئے بہتر ہو گا کہ اس کام کے لئے کوئی پارلیمانی سیکرٹری رکھ لیا جائے وزیر کو اس نوکری سے فارغ کر دیا جائے۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ کی یہ بات نامنظور ہے، آپ جیسے معزز دوست کو ہم ایسا کہہ بھی نہیں سکتے۔ محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ مجلس خصوصی نمبر I کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون محمد نواز شریف یونیورسٹی آف ایگریکلچر ملتان مصدرہ 2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر!

"میں محمد نواز شریف یونیورسٹی آف ایگریکلچر ملتان بل 2013 بل نمبر 6 2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔اب ہمیں اگلی کارروائی یعنی توجہ دلاؤ نوٹس کی طرف چلنا ہو گا۔ محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ تشریف فرما ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ جب بھی کوئی بل پیش کیا جاتا ہے تو ہمیں اس کا انگریزی version دیا جاتا ہے میری یہ گزارش تھی کہ جو بھی اس ایوان میں آئے، جو بھی کارروائی اس ایوان کے اندر ہوتی ہے اس کے اردو ترجمے کی کاپی ہمیں دی جائے تاکہ ہم اس کی باریکیوں کو اچھی طرح سے سمجھ سکیں۔

جناب سپیکر: ان کو خصوصی طور پر یہ سہولت مہیا کی جائے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب والا! یہ سہولت سب کے لئے ہونی چاہئے کیونکہ اردو ہماری قومی زبان ہے۔ میرے جیسے ان پڑھ یہاں پر کافی ہوں گے۔

جناب سپیکر: میں نے اپنے سیکرٹریٹ کو کہہ دیا ہے۔

رائے منصب علی خان: جناب والا! اگر پنجابی میں بھی اس کا ترجمہ کر دیا جائے تو بہتر ہے کیونکہ ہم سب اسی دیس سے تعلق رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ اپنے rules of procedure میں ترمیم کروا سکتے ہیں تو کروالیں مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے لیکن اس کو لکھنا بھی آپ کے لئے مشکل ہو گا اور اس کو پڑھنا تو بہت مشکل ہو گا۔

رائے منصب علی خان: ٹھیک ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں ایک اہم issue کی طرف حکومت کی اور اس ایوان کی توجہ چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کی آواز نہیں آ رہی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں ایک اہم issue کی طرف حکومت کی اور اس ایوان کی توجہ چاہتی ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ اس وقت پنجاب اور مختلف علاقوں کے اندر سیلاب کی صورتحال ہے اور اس سیلاب کی صورتحال میں بھی افسوس کی بات یہ ہے کہ بہت سارے لوگ اس سیلاب کی صورتحال

کو بھی exploit کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بہت ساری سڑکوں پر، بہت سارے چوراہوں پر مختلف لوگوں کی طرف سے کیمپس لگائے گئے ہیں اور خاص طور پر کچھ کالعدم جماعتوں کی طرف سے بھی کیمپس لگائے گئے ہیں جن میں وہ چندہ اور مختلف چیزیں اکٹھی کر رہے ہیں۔ میری گزارش ہے حکومت پنجاب کو کوئی ایسا monitoring system وضع کرنا چاہئے کہ انہیں check کرے تاکہ وہاں پر جو چیزیں اکٹھی کی جاتی ہیں، جو عطیات وصول کئے جاتے ہیں ان کی monitoring ہو سکے، وہ چیزیں اور نقد رقوم واقعی شفاف طریقے سے سیلاب زدگان تک پہنچ سکیں۔ یہ بڑا اہم issue ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو پاکستانی تو کہتے ہیں، ہم اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں لیکن جب بھی کوئی ایسی وباء آتی ہے، جب بھی کوئی ایسا issue آتا ہے تو اس پر ہم ہی میں سے کچھ لوگ ہوتے ہیں جو اس issue کو exploit کرتے ہیں اور اس کے اندر بھی کرپشن کے مختلف راستے نکال لئے جاتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس پر حکومت پنجاب کو یقیناً غور کرنا چاہئے اور اس کی monitoring کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کی یہ بات کچھ تو notice میں آچکی ہے لیکن آپ اس پر تحریک التوائے کار لائیں اسے ادھر take up کر لیں گے اگر اس میں کوئی خامی ہو گی تو گورنمنٹ اسے دور کرے گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں وہ بھی کر دیتی ہوں لیکن یہ معاملہ اہم اور فوری نوعیت کا ہے۔ جب اس کی باری آئے گی تب تک تو بہت کچھ ہو چکا ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ آج ہی تحریک التوائے کار دیں تو کل آجائے گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، ٹھیک ہے۔

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! چونکہ میرے حلقے میں بھی سیلاب آیا ہوا ہے اس لئے میں اس سلسلے میں معزز ممبران کی اطلاع کے لئے اور انہیں update کرنے کے لئے عرض کروں گا کہ محترمہ کا point valid ہے کہ جو لوگ اس طرح کیمپس لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور لوگوں کو بے وقوف بنا کر سیلاب کے نام پر چندہ اکٹھا کر رہے ہیں۔ محترمہ جو تحریک التوائے کار لے کر آئیں اس کا مضمون اس طرح کا ہونا چاہئے کہ ان لوگوں کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب کی طرف سے PDMA کے نام سے ادارے کی formation موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر آبپاشی!ان کی بات غور سے سنیں،آپ کو جواب بھی دینا پڑے گا۔

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر!میں صرف یہی کہنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر آبپاشی!ان کی بات غور سے سنیں۔

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر!وزیر آبپاشی بیٹھے ہیں میں عرض کرتا ہوں کہ کارروائی صرف ان لوگوں کے خلاف ہو اور جو مخیر حضرات سیلاب زدگان کی مدد کرنا چاہتے ہیں وہ اس proper forum پر جا کر انہیں support کریں تاکہ ان مستحق لوگوں تک پہنچ سکیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: اپوزیشن کو منانے گئے ہیں اتنی دیر تک اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر لینا چاہتے ہیں تو لے لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: خدا کے لئے آپ جانے دیں۔پہلے مجھے ادھر پوائنٹ آف آرڈر دینے دیں۔

میاں محمد رفیق: ان کے بعد مجھے دے دیں۔

جناب سپیکر: ان کے بعد میں سوچوں گا۔موقع ملے گا تو پھر آپ کو دیں گے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!میں سیلاب کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا کہ میں کل اپنے حلقہ میں گیا ہوا تھا وہاں پر دیکھنے میں آیا کہ سیلاب کے ریلے کے اندر سے بے پناہ انسانی اور مال مویشیوں کی bodies نکل رہی ہیں۔پانی کا level چڑھنے کی وجہ سے لوگ گھروں سے دربدر ہو چکے ہیں اور ادھر ادھر سڑکوں پر رہنے پر مجبور ہیں۔حکومت کوشش تو کر رہی ہے،اے سی صاحب بھی وہاں حلقے کے اندر پھر رہے ہیں لیکن ان کے پاس as such کوئی امدادی ٹیکنالوجی ہے،مشینری ہے اور نہ ہی ان کے پاس فنڈز ہیں۔ایسے نہ ہو جیسے راجن پور اور چنیوٹ کے اندر ہوا کہ وہاں tax pair کی money کو دھوکا دیا گیا۔جناب وزیر اعلیٰ بہت کوشش کر رہے ہیں اور فنڈز بھی دے رہے ہیں لیکن ایسے لوگ جو اس چیز کا غلط استعمال کر رہے ہیں یا عوام تک نہیں پہنچنے دے رہے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے اور اس کی رپورٹ اس ایوان میں پیش کی جائے۔

جناب سپیکر! مجھے اپنے حلقے میں جو دیکھنے میں آیا اسی طرح کئی اور حلقوں میں بھی ہو گا لہذا میری استدعا ہے کہ ان حلقوں کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی سپیشل مشینری مہیا کی جائے اور ان لوگوں کو اس طرح کی امداد دی جائے۔ ماشاء اللہ آپ خود زمیندار ہیں آپ کو بھی اس چیز کا بخوبی علم ہے کہ ایک غریب آدمی جس کی چند ایکڑ زمین ہو اگر اس کا ٹریکٹر اس سیلاب میں دب جائے تو اس کے لئے کتنے مسائل ہیں۔ اس طرح کی بہت ساری چیزیں ہیں جو نظر ثانی مانگتی ہیں۔ کوشش ہو رہی ہے لیکن میرے خیال میں یہ کافی نہیں ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: آپ اس بارے میں ڈی سی او صاحب سے رابطہ کر لیں میں بھی ان کو کہوں گا۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس take up کرتے ہیں۔ محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ کی طرف سے توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 131 ہے۔

راولپنڈی: اڑھائی کروڑ روپے کی ڈکیتی کی تفصیلات

محترمہ لبنیٰ ریحان: شکریہ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایک مؤقر اخبار روزنامہ "جنگ" کی خبر مورخہ 2013-08-18 کے مطابق راولپنڈی تھانہ ریس کورس کے علاقے بکر منڈی میں ایک جیولرز کی دکان سے ڈاکو دو کروڑ روپے کا سونا اور 62 لاکھ روپے نقد لوٹ کر فرار ہو گئے۔

(ب) اس ڈکیتی کی واردات کے بارے میں متعلقہ پولیس نے کیا کارروائی کی اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے۔ اس پر مقدمہ نمبر 422 مورخہ 2013-8-18 بجرم 457,380 ت پ تھانہ ریس کورس راولپنڈی درج رجسٹر ڈ ہوا ہے۔

(ب) اس سلسلہ میں مقدمہ درج کرنے کے بعد SI ذکی اللہ تفتیش کو عمل میں لا رہا ہے اور اس سلسلے میں کچھ لوگوں کو شامل تفتیش کیا گیا ہے۔ فنگر پرنٹس جائے واردات سے لے کر بھجوائے گئے ہیں ان کے رزلٹ کا انتظار ہے۔ اس کے علاوہ اس جائے وقوعہ کے پاس ایک

الفیصل بنک ہے جہاں پر CCTV کیمرے موجود تھے ان CCTV کیمروں سے ملزمان کی شناخت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔اس سلسلے میں کافی important clue ملے ہیں انشاء اللہ بہت جلد ملزمان کو گرفتار کر کے انصاف کے کٹہرے میں پیش کیا جائے گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر132 جاوید اختر صاحب کی طرف سے ہے۔اگر وہ آتے ہیں تو ٹھیک ہے نہیں تو یہ pending till next working day اب تحاریک استحقاق نہیں ہیں لہذا تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ محترمہ کنول نعمان صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے ان کی طرف سے request آ گئی ہے لہذا اسے کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/465 رمیش صاحب کی ہے۔

چیئرمین ہندو وقف املاک اور اس کے ممبران کا ننکانہ صاحب میں گردوارہ کی کئی ایکڑ زمین وکلاء ہاؤسنگ کالونی کے نام سے ہڑپ کرنا

جناب رمیش سنگھ اروڑا: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد Evacuee Trust Property Board(ETPB) مرکز سے صوبوں کو منتقل ہو چکا ہے لیکن اس پر سابقا حکومت نے کسی مصلحت کے تحت عملدرآمد نہیں کیا۔ سابقا چیئرمین سید آصف ہاشمی اور اس کے تشکیل کردہ ETPB کے ممبران نے گردواروں اور مندروں کی زمینوں کو جس بے دردی سے ضائع کیا اس کی مثال ماضی میں کہیں نہیں ملتی۔ سابقا چیئرمین کروڑوں روپے کی کرپشن کر کے خود تو ملک سے فرار ہو گیا لیکن اس کی باقیات اس کے ادھورے منصوبوں کو مکمل کروانے کے لئے ابھی بھی سرگرم عمل ہے جس کی ایک مثال ننکانہ صاحب میں گردوارہ کی کروڑوں روپے کی زمین وکلاء ہاؤسنگ کالونی کے نام پر 65 ایکڑ رقبہ ہڑپ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ETPB کے اس عمل سے نہ صرف ملکی وقار مجروح ہو رہا ہے بلکہ اقلیتوں کے تحفظ کی حکومتی writ بھی کمزور ہو رہی ہے جس کی وجہ سے بین الاقوامی اور ملکی سطح پر سکھ کمیونٹی میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے اور یہ کہ متذکرہ زمین ننکانہ صاحب کے غریب کاشتکاروں کو پٹے پر دے رکھی ہے جس کا وہ باقاعدگی

سے اپنا لگان ادا کر رہے ہیں۔ وہ بھی اس عمل سے پریشان ہیں انتہائی غور طلب بات یہ ہے کہ گورونانک انٹرنیشنل یونیورسٹی جو ملکی مفاد کے لئے ایک اچھا منصوبہ ہے وہ آج تک کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔ETPB بھی اس منصوبے کے لئے زمین تو مہیا نہ کر سکا لیکن اپنے من پسند افراد کو نوازنے اور بندر بانٹ کے لئے فائل ارباب اختیار کو بھیجی جاتی رہی۔ سابقا حکومتوں نے گورونانک انٹرنیشنل یونیورسٹی بنانے کا وعدہ انٹرنیشنل سکھ کمیونٹی کے ساتھ کیا تھا اور اس پر عملدرآمد نہ ہونے کی وجہ سے ملکی وقار مجروح ہونے کے ساتھ ساتھ اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ صرف نعرہ ہی بن کر رہ گیا۔ قبضہ مافیا نے مختلف گردواروں پر قبضہ کر کے وہاں مزار بنا رکھے ہیں جس کی مثال گردوارہ بیری صاحب سیالکوٹ اور گردوارہ بھائی تارو سنگھ ہے۔ETPB اور قبضہ مافیا کے روّیہ کی وجہ سے ملک کی عالمی سطح پر بدنامی ہو رہی ہے اور اس پر سکھ کمیونٹی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وکلاء ہاؤسنگ کالونی کے منصوبے کو فی الفور ختم کیا جائے اور قبضہ مافیا سے گردواروں کی زمینیں واگزار کرائی جائیں۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک التوائے کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ تھوڑے سے اور نکات ہیں جن پر میں روشنی ڈالنا چاہوں گا اور اس مقدس ایوان کے notice میں لے کر آنا چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس پر مزید بات نہیں کر سکتے کیونکہ اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر! بہت اہم بات ہے اس لئے مجھے اس پر مزید بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے آپ کوئی اور قانونی طریق کار اختیار کریں۔ رانا صاحب! اس تحریک کو کب تک کے لئے pending کیا جائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سردار صاحب نے اس تحریک التوائے کار میں جو issue اُٹھایا ہے یہ بڑا ہی complicated ہے۔ پچھلے دور میں اس ملک میں جس طرح سے لوٹ مار ہوتی رہی ہے تو اس میں یہ Evacuee Property بھی محفوظ نہیں رہ سکی۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے کروڑوں کا کہہ کر کسرِ نفسی سے کام لیا ہے یہاں پر تو اربوں روپے کے گھپلے ہیں۔ اس کا بڑا comprehensive جواب بورڈ آف ریونیو سے درکار ہو گا۔ اگر سردار صاحب اس کے باقی ثبوت پیش کرنا چاہتے ہیں تو بورڈ آف ریونیو میں پیش

کریں۔ میں وہاں پر کہہ دوں گا۔ یہ خود ساتھ رہ کر اس کی investigation and inquiry وغیرہ کروائیں۔ مناسب یہ ہو گا کہ اس تحریک کو آپ next session تک کے لئے pending فرمادیں تاکہ ایک comprehensive inquiry کے بعد رپورٹ اس معزز ایوان میں پیش کی جا سکے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس تحریک التوائے کار کو next session تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 466 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

فاطمہ جناح میڈیکل کالج برائے خواتین لاہور میں خاتون کی بجائے مرد پرنسپل کی تعیناتی

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج جو خواتین کی میڈیکل تعلیم کے لئے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، وہاں کے پرنسپل کے عہدہ کے لئے کسی خاتون کو پرنسپل مقرر نہ کیا گیا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ عدالت عالیہ کے فیصلوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک male پرنسپل کی تعیناتی ان تمام خواتین پروفیسروں جن کی خدمات کالج ہذا میں 35 سال سے زائد ہو گئے ہیں کی صریحاً حق تلفی کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ پروفیسر ڈاکٹر نظیفہ احمد جو پچھلے 35 سال سے فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں پڑھا رہی ہیں اور اسی قسم کی کسی اور خاتون جس کا پرنسپل بننے کا حق بنتا ہے کو کیوں نظر انداز کیا جا رہا ہے، کیا ان کا عورت ہونا ہی عہدہ پر تعیناتی میں رکاوٹ بن چکا ہے؟ کسی بھی منظور نظر شخصیت کو مستحقین کی حق تلفی کر کے تعینات کرنے کی وجہ سے کالج میں انتہائی بد دلی اور بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میڈیکل کالجوں کے پرنسپل کے تقرر کا باقاعدہ طریق کار ہے اور اس کے مطابق competency and merit ایک بنیاد ہے۔اس بنیاد پر کسی male or female کی discrimination نہیں ہو سکتی۔ بہر حال آپ اس تحریک کو next session تک کے لئے pending فرمادیں تاکہ اس پر محکمہ سے جواب لے کر شیخ صاحب کی خدمت میں عرض کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس تحریک التوائے کار کو next session تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 470 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور کے بارہ شعبہ جات کی اسامیاں خالی ہونے کی وجہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ King Edward Medical University(KEMU) میں بارہ اہم شعبہ جات کے پروفیسروں کی اسامیاں عرصہ دراز سے خالی پڑی ہیں۔یہ امر بھی مزید خطرے کا باعث ہو سکتا ہے کہ میڈیکل یونٹس میں بھی کوئی پروفیسر نہ ہے اور خاص طور پر (Dengue-1) کا کس طرح مقابلہ ہو گا؟اسی طرح پچھلے تین سال سے کارڈیک سرجری میں بھی کوئی پروفیسر نہیں ہے۔نتیجتاً کارڈیک ڈیپارٹمنٹ میں بائی پاس،والو ریپئر نگ اور Bloodless Cardiac Surgery جیسے حساس آپریشنز بغیر کسی سینئر پروفیسر کے ہو رہے ہیں اور اسی وجہ سے پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی (PIC) میں 2016 مریض اس قسم کے آپریشنز کے انتظار کر رہے ہیں جن کی تعداد روزانہ بڑھ رہی ہے۔ناموافق حالات ہونے کے باوجود یہ مریض پرائیویٹ ہسپتالوں کے رحم و کرم پر ہیں۔کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میو ہسپتال میں چار میڈیکل یونٹس ہیں جن میں East, West, North اور South میڈیکل شعبہ جات شامل ہیں۔ Head of the East Medical Ward پروفیسر طاہرہ مرتضیٰ چیمہ لمبی چھٹی پر جا چکی ہیں۔اس کی وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ پروفیسر فیصل مسعود سے اختلافات کی وجہ سے پروفیسر طاہرہ چھٹی پر چلی گئی ہیں۔60 بیڈ کی West Medical Ward بھی ایک ایسوسی ایٹ پروفیسر کے ذمہ ہے کیونکہ پروفیسر ڈاکٹر فاطمہ بہاولپور چلی گئی ہے۔North Medical Unit کے ڈاکٹر ساجد عبداللہ 89 دن کی چھٹی پر ہیں۔

جناب سپیکر! ایک المیہ یہ بھی ہے کہ ڈاکٹر ہارون مشتاق جو چھٹی لے کر گئے تھے ملک سے باہر ملازمت کر رہے ہیں۔اب تک پروفیسر ہارون مشتاق کے خلاف کچھ ہو سکا ہے اور نہ ہی اس کی جگہ کسی کو تعینات کیا گیا ہے۔مریضوں کو نامعلوم کس کے رحم و کرم پر چھوڑا گیا ہے۔Pediatric Surgery Department بھی بغیر سربراہ کے کام کر رہا ہے کیونکہ پروفیسر محمود شوکت کو علامہ اقبال میڈیکل

کالج کا پرنسپل لگایا جا چکا ہے۔ شعبہ چشم کی ڈاکٹر تحسین ساہی کی ریٹائرمنٹ کے بعد کوئی بھی پروفیسر تعینات نہ ہوا ہے چنانچہ شعبہ چشم بھی بغیر سربراہ کے چل رہا ہے۔ معاملے کی سنگینی کی انتہا یہ ہے کہ Department of Anesthesia جو کسی بھی ہسپتال میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتا ہے بھی پچھلے ایک سال سے بغیر کسی پروفیسر کے چل رہا ہے۔ یہی حال کمیونٹی میڈیسن، فارماکالوجی وغیرہ کا ہے۔ ان حالات میں پنجاب کا یہ سب سے بڑا میو ہسپتال اور اس سے منسلک یونیورسٹی کی حالت زار کے عوام کے اوپر منفی اثرات پڑ رہے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب! کیا کوئی اچھی خبر لے کر آئے ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق ہم باہر گئے تھے لیکن وہ نیچے تشریف لے جا چکے تھے، پھر ہم قائد حزب اختلاف کے دفتر میں گئے اور کافی دیر ان کا انتظار کرتے رہے کیونکہ وہ باہر پریس کے سامنے احتجاج کر رہے تھے۔ انہوں نے فلیکس اور بینرز وغیرہ اُٹھائے ہوئے تھے۔ جب قائد حزب اختلاف وہاں سے فارغ ہوئے تو ہم تینوں ساتھی ان سے ملے اور ان سے ایوان میں تشریف لانے کے لئے کہا لیکن انہوں نے refuse کیا کہ آج ہم معذرت چاہتے ہیں اور اجلاس کی کارروائی کا حصہ نہیں بن سکتے۔

جناب سپیکر: چلیں، ان کی مرضی ہے۔ یہ اچھا تو نہیں ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! حکومت نے ابھی کل پانچ میڈیکل کالجوں کے admissions block کئے ہیں۔ پی ایم ڈی سی نے ان کے داخلے block کئے ہیں تو اس میڈیکل کالج کے داخلے کیوں block نہیں ہوتے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کا کیا کرنا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو next session تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس تحریک التوائے کار کو next session تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 471 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

لاہور بورڈاور دیگر بورڈوں کے طلباء کی بہت بڑی تعداد لاہور کے کالجوں میں داخلہ سے محروم رہنے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حالیہ میٹرک کے امتحان جس میں صرف لاہور بورڈ میں ایک لاکھ 38ہزار 531 طلباء کامیاب قرار دیئے گئے، فرسٹ ائر میں داخلہ کے لئے 47 گورنمنٹ کالج جن میں سے 30 کالج لڑکیوں کے ہیں، پر منحصر ہیں۔ پرائیویٹ کالج انتہائی دلرُبا قسم کے اشتہارات دے کر طلباء کو اپنے کالجوں میں داخلہ کے لئے بالکل consumer marketing کے انداز میں پھنسا رہے ہیں۔ پنجاب کے دوسرے آٹھ تعلیمی بورڈوں کی بڑی تعداد بھی لاہور میں داخلہ کی خواہش مند ہے جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ طلباء وطالبات کی بہت بڑی تعداد فرسٹ ائر میں داخلہ سے محروم رہ جائے گی اور یہ بہت بڑی تعداد ہمیشہ کے لئے تعلیم کو خیر باد کہہ دے گی اور فیکٹریز، ورکشاپس وغیرہ کا رُخ اختیار کر لے گی۔ اس صورتحال میں سنگینی کی مزید وجہ طلباء وطالبات کا مختلف کالجوں میں فارم جمع کروانا بھی ہے جس کے نتیجہ میں ایک ہی طالب علم مختلف کالجوں میں on role ہو جاتا ہے اور یہاں تک کہ فیس بھی جمع کروا دیتا ہے حالانکہ عملی طور پر اس نے ایک ہی کالج میں تعلیم شروع کرنی ہوتی ہے۔ اس کا سادہ سا حل تو یہ ہو سکتا تھا کہ ایک centralized admission system software بنا لیا جاتا تاکہ پتا لگتا رہتا کہ اصل کتنی نشستیں خالی ہوں گی لیکن اس تمام صورتحال کا بے پناہ مالی فائدہ پرائیویٹ کالجوں کو دانستہ طور پر پہنچایا جا رہا ہے اور طلباء اور اُن کے والدین کو انتہائی مجبوری اور بے بسی کی تصویر بنایا گیا ہے لہذا اس مسئلہ کو ایوان میں فوری زیر بحث لانا ضروری ہے۔ استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو بھی next session کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک بھی next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

(اذانِ ظہر)

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جوزیر غور لایا گیا)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) بوائلرز اینڈ پریشر ویسلز پنجاب مصدرہ2013

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Boilers and Pressure Vessels (Amendment) Bill 2013 (Bill No.7 of 2013). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Boilers and Pressure Vessels (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Boilers and Pressure Vessels (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

اس میں انہوں نے ترامیم دی ہیں لیکن اس کو oppose کرنے کے لئے وہ یہاں پر ایوان میں موجود نہیں ہیں اور میرے خیال میں حزبِ اختلاف کی طرف سے ڈاکٹر مراد راس صاحب بھی اس کے ممبر تھے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے آج جو amendments دی ہیں تو یہ رپورٹ اس سے پہلے پیش ہوئی تھی وہ within three days اپنی amendments دے سکتے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: حزبِ اختلاف والوں نے آج اپنیamendmentsدی ہیں لیکن وہ اتنا تاخیر سے amendmentsدے بھی نہیں سکتے تھے لیکن پھر بھی اگر وہ یہاں پر موجود ہوتے تو ہم اُن کی بات سُن لیتے۔ حزبِ اختلاف ایوان میں موجود نہیں ہے لہذا مجھے افسوس ہے کہ اُن کی دلچسپی کا یہ عالم ہے۔

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Boilers and Pressure Vessels (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: There was an amendment in it but none is present. Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Boilers and Pressure Vessels (Amendment) Bill 2013, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Boilers and Pressure Vessels (Amendment) Bill 2013, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Boilers and Pressure Vessels (Amendment) Bill 2013, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب سپیکر: آج کا ایجنڈا مکمل ہوا۔اب اجلاس کل بروز جمعۃ المبارک مورخہ 23۔اگست2013 کو صبح 9:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

626

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،23۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات تحفظ ماحول اور خزانہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

"پنجاب پنشن فنڈ برائے سال10-2009 کی رپورٹ پر عام بحث"

628

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

جمعتہ المبارک،23۔اگست2013

(یوم الجمع،15۔شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 55 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۰۴
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ
الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰۵ۙ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ
وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ
بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۱۰۶
وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ هُمْ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۰۷ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ
وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰۸

سورۃ آل عِمرَان آیات 104تا108

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں(104) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بین آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و)اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہو گا(105) جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے منہ سیاہ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (ان سے اللہ فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے سو(اب) اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو(106) اور جن لوگوں کے منہ سفید ہوں گے وہ اللہ کی رحمت (کے باغوں) میں ہوں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گے(107) یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو صحت کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں اور اللہ اہل عالم پر ظلم نہیں کرنا چاہتا(108) **وماعلینا الالبلاغo**

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

تم ذاتِ خُدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو
منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھادے
جس کو میرے سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو
ہر وقت کرم بندہ نوازی پہ تُلا ہے
کچھ کام نہیں اس سے کہ بُرا ہو یا بُھلا ہو

سوالات

(محکمہ جات تحفظ ماحول اور خزانہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات تحفظ ماحول اور خزانہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔اس کے بعد آج سرکاری کارروائی بھی ہے جس میں Pension Fund 2010 کی رپورٹ پر بحث کی جائے گی اور میرے خیال میں آپ سب کو اس کی کاپی بھی مل گئی ہو گی لہذا اس پر جن صاحبان نے بحث میں حصہ لینا ہے وہ اپنے نام درج کروادیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں نے مختصر سی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میری بات سنیں۔ میں آپ سب کا بہت احترام کرتا ہوں لیکن میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ Question Hour میں پوائنٹ آف آرڈر کے حوالے سے ہم نے متفقہ طور پر بات کی ہوئی ہے جس پر مہربانی کر کے آپ عمل کریں لیکن میں آپ کو Question Hour کے بعد ٹائم ضرور دوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وقفہ سوالات کے بعد میں take up کر لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، وقفہ سوالات کے بعد آپ پوائنٹ آف آرڈر لے سکتے ہیں۔پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ میاں نصیر احمد صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: On his behalf (معزز ممبر نے میاں نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب on his behalf آ گئے ہیں۔ سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: سوال نمبر 111 ہے لیکن میں taken as read نہیں کہوں گا بلکہ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے کہوں گا کہ وہ جواب پڑھ کر سنائیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

پولی تھین بیگ کی تیاری اور فروخت پر پابندی لگانے کی تفصیلات

*111: میاں نصیر احمد: کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولی تھین بیگ سیوریج سسٹم کو خراب کرنے کا بڑا باعث ہیں؟

(ب) کیا حکومت پولی تھین بیگ کی تیاری اور فروخت پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) یہ بات درست ہے کہ لوگ استعمال شدہ پولی تھین بیگز پھینک دیتے ہیں۔وزن میں ہلکے ہونے کے سبب پولی تھین بیگز اُڑ اُڑ کر سیوریج اور نالیوں میں جا گرتے ہیں اور ان کی جزوی بندش کا سبب بنتے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے پولی تھین شاپنگ بیگز کے بننے، فروخت اور اس کے استعمال کو Regulate کرنے کے لئے 2002 میں پنجاب پولی تھین بیگ آرڈیننس اور 2004 میں اس کے رولز بنائے تھے۔ جن کے تحت کالے شاپنگ بیگز پر مکمل طور پر پابندی اور دیگر شاپنگ بیگز کے لئے 15 مائیکرون سے زیادہ موٹائی (Thickness) ہونا ضروری قرار دی گئی۔تاہم حکومت پنجاب کا پولی تھین شاپنگ بیگز پر یکمشت پابندی لگانے کا فوری ارادہ نہ ہے۔ مزید برآں اس آرڈیننس کو مؤثر بنانے کے لئے ترامیم زیر غور ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ اس بات کا یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ آرڈیننس کو مزید سخت بنائیں گے لیکن گزارش یہ ہے کہ جب تک آپ اس کا کوئی alternative نہیں دیتے اس وقت تک بات نہیں بنتی۔ جب یہ بات طے ہے کہ پولی تھین بیگ بہت ساری پریشانیوں کا باعث ہیں۔ مجھے وزیر صاحب سے ضمنی سوال یہ پوچھنا ہے کہ محکمے والے اس کا کوئی alternative homework کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!میں ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں اِس وقت پلاسٹک کی second largest industry ہے۔ میرے معزز ممبران کے لئے یہ صرف information ہے کہ پنجاب میں اس وقت تقریباً6500 پولی تھین بیگ اور پلاسٹک کی انڈسٹریاں ہیں،440 پرنٹنگ پریس اور انڈسٹریاں ہیں جو اِن پر print کرتی ہیں اور تقریباً ساڑھے پانچ ہزار recycling plants ہیں جو اسی production کو recycle کرتے ہیں۔ میں بالکل مانتا ہوں کہ یہ پولی تھین بیگ صحت اور municipality کے لئے بڑی خطرناک چیز ہے جس کے لئے حکومت پنجاب اور محکمہ تحفظ ماحول، واسا، اریگیشن ڈیپارٹمنٹ اور ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ دنیا میں ابھی ایسے کیمیکل ہیں جن کو اگر آپ استعمال کریں تو یہ پلاسٹک بیگز جس نوعیت کے بھی ہیں چاہے وہ پتلے ہوں، دس microns کے ہوں، پندرہ یا تیس microns کے ہوں اور چاہے وہ hospital waste disposal ہوں وہ گل جاتے ہیں یا تو وہ vapours بن جاتے ہیں یا وہ زمین میں absorb ہو جاتے ہیں لیکن ابھی تک ہمیں اس کے side effect کا پتا نہیں ہے اور اس پر already کام شروع ہے۔ وفاقی حکومت بھی اس پر کام کر رہی ہے اور ہم بھی اس پر کام کر رہے ہیں۔ ویسٹرن یورپ میں یا امریکہ میں کہاں کہاں یہ چیزیں استعمال ہو رہی ہیں اور کہاں کہاں یہ نہیں ہو رہیں تو ہماری بھی کوشش جاری ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد اس badness سے ہم نے چھٹکارا پانا ہے۔ اگلے مرحلہ میں ہم مائیکرون 15 سے مائیکرون 30 کرنے والے ہیں تاکہ جو مائیکرون 15 سے نیچے کے جتنے بھی کارخانے ہیں وہ اس کو پھر produce نہ کر سکیں۔ اس حوالے سے already 2008 میں ہائیکورٹ میں رٹ دائر کی تھی جہاں honourable سید شبر رضا رضوی صاحب نے پلاسٹک بیگز کو totally banned کر کے رکھ دیا تھا لیکن اس کے اوپر ہم نے پھر اپیل دائر کی ہے اور case ابھی تک court میں ہے۔ جو فیصلہ آئے گا اس کے مطابق ہی حکومت عملدرآمد کرے گی۔ حکومت نے اپنی اپیل میں stringent laws بنائے ہیں، stringent actions لئے ہیں تاکہ اس قسم کے بیگز اور اس قسم کی چیزیں جو کہ law کو violate کر رہی ہیں ان کے خلاف سخت action لیا جا سکے۔

جناب سپیکر: آپ ایسا کریں کہ public میں awareness پیدا کریں اور اس کے لئے کوئی اہتمام کریں کہ یہ جو آپ فرما رہے ہیں کہ سیوریج اور نالیوں میں جا گرتے ہیں جس سے ان کی بندش ہو جاتی ہے تو میرے خیال میں بہتر رہے گا کہ آپ public کو awareness دینے کے لئے شہروں اور دیہاتوں کی سطح پر کوئی ٹیمیں تشکیل دیں تاکہ اس بات سے ہمیں نجات حاصل ہو سکے۔

وزیر تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ)شجاع خانزادہ): جناب سپیکر!آپ کی بات بہت اچھی ہے اور ہم انشاءاللہ تعالیٰاس پر غور کریں گے اور ٹیمیں ضرور بنائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

ملک محمد علی کھوکھر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد علی کھوکھر: شکریہ۔جناب سپیکر!پلاسٹک بیگزاور پولی تھین بیگزbio degradable نہیں ہیں اور شہروں کا wasteہمارا بہت بڑا sourceہوتا تھا جو use agriculture میں آتا تھا وہ اب سب رُک گیا ہے کیونکہ اس بیگ کی وجہ سے damage fields ہوتے ہیں تو کیا وزیر موصوف وضاحت کریں گے کہ بڑے شہروں کے solid waste کو کیا وہاں شفٹ کر کے wasteمیں سے علیحدہ کرتے ہیں یا نہیں کیونکہ اصل چیز وہ کرنے والی ہے کہ جہاں solid wasteاکٹھا ہو اور اسے اس میں سے علیحدہ کیا جائے تاکہ use agriculture کے لئے وہ wasteکام آ سکے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ)شجاع خانزادہ): جناب سپیکر!معزز ممبر کا بڑا اچھا سوال ہے اور اس پر پہلے ہی غور ہو رہا ہے۔Waste Management Lahore جو کہ ایک غیر ملکی کمپنی ہے اور واسا کے ساتھ مل کر یہ کام کر رہی ہے۔ یہ پہلا ہمارا experimentation ہے جو یہاں پر ہم کرنا چاہتے ہیں۔اس میں جتنا بھی waste ہے اسے ہم علیحدہ کریں گے یا پھر اسے recycle کریں گے یا جیسے انہوں نے کہا کہ یہ bio degradable نہیں ہے تو W 2 D ایک این جی او ہے جس نے اسے bio degradable declare کر دیا ہے اور وہ alreadyاسلام آباد کے ساتھ اور ہمارے ساتھ بھی مل کر کام کر رہی ہے اور انشاءاللہ جلد ہم اس پر کامیابی حاصل کریں گے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد احمد خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہائیکورٹ کے فیصلے میں complete ban against the manufacturing of polythene bags provide کیا گیا تھا اور ہائیکورٹ کا وہ orderحکومت پنجاب کی اپیل میں نہیں بلکہ پرائیویٹ

persons کی اپیل میں ڈویژن بنچ کے اندر set aside ہوا but to the certain extent set aside ہوا کہ جو لوگ پلاسٹک بیگز manufacture کر کے باہر export کرتے ہیں ان کو صرف یہاں پلاسٹک بیگز کی manufacturing کی اجازت دی جائے گی۔اب اس آرڈر کی رو سے جو ban ہے وہ آج بھی ہائیکورٹ کے آرڈر کے مطابق ہے۔

جناب سپیکر!دوسرے نمبر پر جسٹس سید شبر رضا رضوی صاحب جج ہائیکورٹ کے آرڈر میں تھا کہ یہ صوبائی اسمبلی پنجاب چھ ماہ کے اندر اندر ایسے قوانین بنائے گی کہ جن کے ذریعے مکمل پابندی عائد کر دی جائے گی this was part two of that order یہ part آج بھی operative ہے اور suspend نہیں ہوا یا set aside نہیں ہوا۔Polythene bags کی manufacturing کے بارے میں 2004 کے جو قوانین تھے اور 18 thick microns کے متعلق تھا جسے انہوں نے insufficient declare کرتے ہوئے right to good life کے parameters پر ban provide کر دیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو 2004 amendments کے قانون کے اندر لائی جا رہی ہیں تو جیسے وزیر موصوف نے فرمایا کہ کیا وہ in line with the orders of the High Court ہیں کیونکہ ہائیکورٹ کا order ابھی suspend نہیں ہوا to the certain extent suspend ہوا ہے اس کا باقی part آج بھی operative ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! جو اپیل حکومت پنجاب یا فیڈریشن نے کی ہے وہ ابھی تک before the High Court pending ہے اور اس کے لئے محکمہ تحفظ ماحول نے پہلے ہی قانون سازی کر لی ہے جو کہ لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس vetting کے لئے چلی گئی ہے اور انشاء اللہ جلد ہی ہم اسے اسمبلی میں لائیں گے اور اس پر قانون سازی کریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔جناب سپیکر! وزیر موصوف دو باتیں تو تسلیم کر چکے ہیں کہ پولی تھین بیگز ڈرینج میں بندش کا باعث بنتے ہیں اور صحت کے لئے بھی نقصان دہ ہیں۔اس حوالے سے ترقی یافتہ ممالک میں یہ قطعی طور پر ban ہے مثلاً جرمنی میں لوگ گھر سے کاغذ کے تھیلے لے کر جاتے ہیں یا کپڑے کے تھیلے

لے کر جاتے ہیں۔وہاں polythene bags پر مکمل پابندی ہے اس لئے میں بھی یہ مطالبہ وزیر موصوف سے کروں گا کہ اس پر مکمل پابندی عائد کرنے پر توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میری بات سنیں۔اس میں بہت سے ایسے مزدور ہوں گے،ایسی skilled labour ہو گی جو کہ بے روزگار ہو جائے گی اس لئے اس کا کوئی اچھا طریقہ انہیں ڈھونڈنے دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! انسانی جانوں سے تو نہیں کھیلا جا سکتا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔اللہ رحم کرے گا۔

میاں محمد رفیق: اور غالب نے شاید اسی لئے کہا تھا کہ:

اس سادگی پہ کون مر نہ جائے اے اسد
مانتے بھی ہیں اور نہیں بھی مانتے ہیں

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے بڑی اچھی بات کی ہے اور ہم پہلے ہی کوشش کر رہے ہیں کہ paper bags اور cloth bags پر آ جائیں اور اس bags کو ہم ختم کر سکیں۔ میں اس حوالے سے پورے ایوان کا تعاون چاہوں گا اور آپ کے حکم کے مطابق عوام میں شعور اجاگر کرنے کی مہم چلائی جائے گی۔ جس طرح یہ لوگ متاثر ہو رہے ہیں تو ہم سب اس سے متاثر ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اسے بہتر کریں گے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں! چونکہ آج سوال تھوڑے ہیں اس لئے میں زیادہ ضمنی سوال کرنے کی اجازت دے رہا ہوں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شاپنگ بیگ کی تیاری اور فروخت کے درمیان کوئی ایسا سسٹم موجود ہے جو اس کی determined thickness کو measure کرے اور اگر وہ below standard ہو تو ان پر جرمانہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ہماری labs ہیں جہاں پر ہمارے پاس پورے equipment ہوتے ہیں جہاں سے ہم bags پکڑ لیتے ہیں تو انہیں ہم پہلے test کرتے ہیں اور ان کی microns اور thickness test کرنے کے بعد پھر ہم انہیں نوٹس جاری کرتے ہیں تو ہمارے پاس پہلے سے آلات اور equipment ہیں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد وحید گل: شکریہ۔ جناب سپیکر! پلاسٹک بیگز کو دوبارہ recycle کر کے جو استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے انسانی جانوں پر برا اثر پڑتا ہے، انہیں بند تو نہیں کیا جا سکتا لیکن اس بات کو ضرور ensure کیا جائے کیونکہ 20 ہزار direct اور indirect۔۔۔

جناب سپیکر: محترم! آپ ضمنی سوال کریں یہ کیا بات کر رہے ہیں؟

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! اس میں recycle کرتے وقت وہ دانہ استعمال ہوتا ہے جو کہ انسانی جانوں کے لئے نہایت ہی خطرناک ہے تو اسے فوری بند کیا جائے اور باہر سے نیا دانہ منگوا کر اس کے بیگز بنائے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! آج کل اس کی restriction کے لئے recycling is ideal ٹھیک ہے ناں، ہم نے اسے کم کرنا ہے۔ اسے ہم نے waste سے اٹھانا ہے اور اسے ہم نے گار میں سے اٹھانا ہے پھر اسے recycle میں دینا ہے تاکہ اسے ہم ختم کر سکیں۔ Recycling plants پر بھی E.P.O لاگو ہے، ان کے gutters چمنیوں میں لگے ہوتے ہیں، ان کے waste water treatment plants لگے ہوتے ہیں تو ان پر بھی ہم نے کڑی نظر رکھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ violations ہیں اور یہ کافی جگہوں پر ہو رہی ہے لیکن ہم نے اسے بہتر کرنا ہے اور مزید بہتر کریں گے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! چونکہ اس سے نقصانات بہت زیادہ ہیں اور اس سے پہلے کہ یہ recyclingکے لئے جائے، انسانوں کے لئے جانوروں اور خاص طور پر sea life کو بھی خطرہ ہے اور انہیں بکریاں وغیرہ بھی نگل لیتی ہیں جبکہ جن لوگوں نے اسے introduceکروایا تھا وہ خود تو اب کاغذ کے لفافوں پر آ گئے ہیں اور ہمیں اس پر رکھا ہوا ہے، why not کہ اس میں involveلوگوں کو ہم کاغذ کے لفافوں میں convertکر دیں اور جتنے مزدور اور کام کرنے والا عملہ ہے وہ بھی کاغذ کے لفافوں کی manufacturingکرے اور ہم اس سے جان چھڑا لیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول(کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ہم یہ gradually کر رہے ہیں abruptly نہیں کر سکتے کیونکہ یہ انڈسٹری تقریباً20 بلین روپے کی ہے جو روزانہ چل رہی ہے اور اس میں لاکھوں مزدور کام کر رہے ہیں۔ اس کو ہم کر رہے ہیں we are getting into the paper bags and cloth bags

جناب سپیکر: اگلا سوال سردار شہاب الدین خان صاحب کا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 131 ہے اور میری گزارش یہ ہے کہ محترم وزیر صاحب اس کا جواب پڑھ دیں پھر میں ضمنی سوال پر آ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ مہربانی کریں اس کا جواب بہت لمبا ہے اس لئے اس کو رہنے دیں اور ضمنی سوال کریں۔

پراونشل فنانس کمیشن ایوارڈ کا قیام و دیگر تفصیلات

*131: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ دور حکومت میں پاکستان پیپلز پارٹی نے جو نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ کیا تھا اٹھارہویں ترمیم میں صوبائی حکومتیں اس کی پابند ہیں کہ پراونشل فنانس کمیشن ایوارڈ قائم ہو اور اس پر عملدرآمد ہو تاکہ آبادی کی بنیاد پر اور پسماندگی کے حوالے سے وسائل کی تقسیم اور فنڈز کی تقسیم ہو سکے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب پراونشل فنانس کمیشن ایوارڈ کا قیام اور اس پر عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ اٹھارویں آئینی ترمیم سے قبل حکومت پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے سیکشن A۔120 کے تحت پراونشل فنانس کمیشن کے ایوارڈ کا اعلان بذریعہ Punjab Specification & Distribution of Provincial Resources Order, 2006 کیا تھا۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت پراونشل فنانس کمیشن صوبائی حکومت اور مقامی حکومتوں کے درمیان (Provincial Consolidated Fund) کے وسائل کی تقسیم سے متعلق تجاویز دیتا ہے۔

پراونشل فنانس کمیشن کی تشکیل اور ممبران کی قابلیت کے متعلق ہدایات لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے سیکشن B۔120 میں دی گئی ہیں۔

Punjab Specification & Distribution of Provincial Resources Order, 2006 یکم جولائی سے نافذ ہوا تھا اور یہ 30۔جون 2009 تک مؤثر تھا۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے سیکشن (3)F۔120 کے تحت نئے پراونشل فنانس کمیشن ایوارڈ کا اعلان 31۔دسمبر 2008 تک ہونا تھا۔ پراونشل فنانس کمیشن کے نئے ایوارڈ کے لئے کارروائی کا آغاز 2008 میں کر دیا گیا تھا۔ تاہم مقامی حکومتوں کے ناظمین کی عدم دستیابی اور لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 میں ترامیم کی وجہ سے اس ایوارڈ کا اعلان نہ کیا جا سکا۔ چنانچہ حکومت نے Punjab Specification & Distribution of Provincial Resources Order, 2006 کی نئے آرڈر کے اعلان تک توسیع کر دی۔ یہ توسیع پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے سیکشن 120F(5) کے تحت کی گئی۔ تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ متذکرہ آرڈر میں وسائل کی تقسیم میں آبادی اور پسماندگی کو بنیادی اہمیت دی گئی تھی۔

(ب) حال ہی میں حکومت نے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم کے لئے ایک بل صوبائی اسمبلی میں "پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2013" کے عنوان کے تحت پیش کیا ہے جس پر بحث ابھی جاری ہے جس میں پراونشل فنانس کمیشن کی شق موجود ہے۔ پنجاب حکومت نئے پراونشل فنانس کمیشن کی تشکیل اس بل کے منظور ہونے کے بعد نئے قانون کے مطابق کرے گی۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!اس کا جو جواب آیا ہے اس میں جز (الف)میں ہے کہ سیکشن (A)120 کے تحتProvincial Finance Commissionکے ایوارڈ کا اعلان بذریعہ Punjab Specification and Distribution of Provincial Resources Order,2006 کیا تھا۔ مجھے اس کی سمجھ نہیں آ رہی ہے،اس میں جو تبدیلی کی گئی ہے تو وزیر موصوف مجھے بتائیں کہ قومی اسمبلی کی قانون سازی کے بعد یہ کس کو اختیار حاصل ہے کہ اس میں ترمیم کرے؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!ان کا سوالProvincial Finance Commissionکے حوالے سے تھا۔ یہ اپنا سوال ذرا repeat کر دیں کیونکہ جو یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں وہ میں سمجھ نہیں سکا کہ ان کا specific question کیا ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ اس جواب میں ابھی تک PFC ایوارڈ قائم نہیں ہوا ہے۔ یہ اٹھارہویں ترمیم 8۔اپریل 2010 کو منظور ہوئی تھی اور اس پر ہمارا صوبہ اٹھارہویں ترمیم کے چھ مہینے بعد تک bound تھا کہ ہم نے PFC ایوارڈ کرنا ہے۔ آج تقریباً اڑھائی پونے تین سال ہو گئے ہیں یہ کیوں نہ ہو سکا ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!اب آپ کو سمجھ آ گئی ہے؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میں بالکل ان کا سوال سمجھ چکا ہوں۔ Provincial Finance Commission کی جو composition تھی اس میں ایک ڈسٹرکٹ ناظم، ایک تحصیل ناظم اور یونین کونسل ناظم اس کے ممبر ہوتے ہیں کیونکہ یہ composition complete نہیں تھی جس کی وجہ سے Provincial Finance Commission کی میٹنگ نہیں ہو سکی۔ میں ساتھ ہی ان کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ یہ 2008 کے بعد سے ہی نافذ تھا جس طرح ہم نے جواب میں بھی دیا ہوا ہے کہ یہ 30۔جون 2009 تک مؤثر تھا۔اس کے بعد چونکہ ہم نئے لوکل باڈیز پر کام کر رہے تھے حکومت نے 2010 میں اس پر ایک high powered committee بنائی تھی۔ اس میں یہی تھا کہ ہم نیا لوکل گورنمنٹ بل لے کر آ رہے ہیں اس کے مطابق پھر اس کو بنایا جائے گا۔اس کی میٹنگ نہ ہونے کی ایک وجہ یہ تھی کہ ڈسٹرکٹ ناظم جو اس کے ممبر تھے جو 2005 سے

چلے آ رہے تھے ان کی اپریل2008 میںdisqualification ہو گئی تھی چونکہ اس کے ممبران پورے نہیں تھے اس وجہ سے اس کی میٹنگ نہیں ہو سکی۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں محترم فنانس منسٹر سے کہوں گا کہ یہ کوئی جواب نہیں ہے۔ Punjab Specification & Distribution of Provincial Resources Order,2006 کے سیکشن 120F(5) کے تحت اس میں جو تبدیلی کی ہے کیا وزیر خزانہ اس معزز ایوان کو بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس میں ترمیم ہو سکتی تھی یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، کیا آپ amendment کر سکتے تھے یا نہیں؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ اٹھارہویں آئینی ترمیم سے قبل پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے سیکشن 120-A کے تحت Provincial Finance Commission ایوارڈ کا اعلان بذریعہ Punjab Specification & Distribution of Provincial Resources Order, 2006 کیا گیا تھا۔ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت Provincial Finance Commission صوبائی حکومت اور مقامی حکومتوں کے درمیان Provincial Consolidated Fund کے وسائل کی تقسیم سے متعلق تجاویز دیتا ہے۔ Provincial Finance Commission کی تشکیل اور ممبران کی قابلیت کے متعلق ہدایات لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے سیکشن 120-B میں دی گئی ہیں۔ Punjab Specification & Distribution of Provincial Resources Order, 2006 یکم جولائی سے نافذ ہوا تھا اور یہ 30۔ جون 2009 تک مؤثر تھا۔ جس طرح PFC چل رہا تھا اس کے مطابق ہی یہ چل رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان کو کوئی misunderstanding ہو رہی ہے کیونکہ اس سوال میں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے حوالے سے بھی explain کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ میں نے میٹنگ نہ ہونے کی وجہ سے بھی ان کو explain کر دیا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں صرف اور صرف آخری بات پر آتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ بل 2013 جو یہاں منظور ہو چکا ہے اب یہ کب تک PFC ایوارڈ کا قیام عمل میں لا سکتے ہیں؟ اس کے علاوہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت ہمیں جو NFC سے فارمولا formulate ہوا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ PFC ایوارڈ کب تک کر لیں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں ان کا سوال سن نہیں سکا کیونکہ پیچھے سے ایک ممبر مجھ سے بات کر رہے تھے اور میں نے انہیں کہا بھی ہے کہ مجھے سوال سننے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جو متلعقہ وزیر جواب دے رہے ہوتے ہیں ان کو disturb نہ کیا جائے۔اگر کسی ممبر نے ایسا کیا تو I will take action. Be careful in future.

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ کیا محترم وزیر خزانہ اس معزز ایوان میں ensure کرانا چاہیں گے کہ لوکل گورنمنٹ بل 2013 جو دو دن پہلے یہاں approved ہوا ہے اب تو ان کو PFC ایوارڈ کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔یہ بتادیں کہ یہ کب تک PFC ایوارڈ کر سکیں گے۔ کیا اٹھارہویں ترمیم کے تحت جو NFC سے ہمیں فارمولا ملا ہے جس میں آبادی، پسماندگی اور need basis شامل ہیں اس فارمولے کو مدنظر رکھتے ہوئے کب تک اس پر عملدرآمد ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: دیکھیں، پہلے تو ہو گا الیکشن پھر اس کے بعد اس پر عملدرآمد ہو گا۔اب الیکشن کی تاریخ تو وہ announce نہیں کر سکیں گے۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!آپ نے میری بات خود کر دی ہے کہ جب تک لوکل گورنمنٹ الیکشن نہیں ہو گا تب تک کچھ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں میئرز ممبران ہوں گے۔جب تک لوکل گورنمنٹ کا الیکشن نہیں ہوتا تب تک اس کی میٹنگ نہیں ہو سکتی لیکن میں معزز ممبر کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جو سابقا ایک فارمولا ہے اس کے تحت Provincial Finance Commission کام کر رہا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرے خیال میں میرے سوالات وزیر موصوف کو سمجھ نہیں آ رہے ہیں۔یہ ایک فارمولا ہوتا ہے جس کے تحت distribution of funds ہوتے ہیں۔جیسے پچھلے بجٹ میں NFC سے 871۔ارب روپے میں سے فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے 702۔ارب روپے ہمارے صوبے کو ملے۔اسی طریقے سے PFC سے ہمارے ضلعوں کو جو فنڈز جاتے ہیں اس میں الیکشن کی کوئی وجہ ہے نہ ہی کوئی کمیٹی کی ہے۔اس کی composition بن چکی ہے اور approve بھی ہو چکی ہے۔میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس پر عملدرآمد کب سے شروع ہو گا؟

جناب سپیکر: چلیں! جی، پوچھ لیتے ہیں۔

وزیر خزانہ / آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کو بھی شاید میری بات سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ اس وقت distribution سابقا فارمولا کے مطابق پسماندہ علاقوں اور ضلعوں کو ہو رہی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں وزیر موصوف سے گزارش کرنا چاہوں گی کہ PFC Award کا نفاذ اس وقت صوبوں کے لئے ضروری ہے اور انہوں نے ابھی فرمایا ہے کہ یہ نظام پرانے سسٹم کے تحت چل رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر پرانے سسٹم پر یہ سارا نظام چل رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ ڈسٹرکٹ کے پاس تو کسی قسم کی کوئی facility نہیں ہے۔ میرے خیال میں سوائے ایک ڈسٹرکٹ لاہور کے پنجاب کے باقی ڈسٹرکٹ جس طرح محروم ہیں ان کو اپنا right نہیں مل رہا اور ان کی وہاں پر development کی problems حل نہیں ہو رہی ہیں۔ ہم نے پہلے دن سے اس اسمبلی میں یہ آواز اٹھائی تھی کہ PFC فوری طور پر بنائیں۔ جواب میں آپ کہہ رہے ہیں کہ لوکل باڈی الیکشن ہوں گے تب جا کر کچھ ہو گا۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ نے خود اس پر جو کمیٹی بٹھائی تھی اس کمیٹی نے یہ طے کیا تھا کہ لوکل باڈی کے ممبران اس کمیشن کا حصہ نہیں ہوں گے اور elected members اس کا حصہ ہوں گے۔ مطلب اب پھر کیا اس میں کوئی change کر دیا گیا ہے کہ آپ ایک نئے الیکشن کا کہہ رہے ہیں؟ آپ نے پچھلے پانچ سالہ جمہوری دور میں ڈسٹرکٹ کو اتھارٹی نہیں دی، میں یہ کہوں گی کہ آپ نے ڈسٹرکٹ کو خود مختار نہیں کیا یا facilitate نہیں کیا اور اب پھر آپ کا پانچ سال گزارنے کا ارادہ سامنے نظر آ رہا ہے۔ میں نے بجٹ speech میں request کی تھی اور میری اس request کا بھی کوئی خاطر خواہ جواب نہیں دیا گیا کہ PFC Commission بنانے میں اس حکومت کو کیا اعتراض ہے؟ جب NFC بن چکا ہے اور NFC Award کے تحت صوبہ پنجاب کو اس کا حصہ مل رہا ہے تو پھر پنجاب کے ڈسٹرکٹ کو ان کا right کیوں نہیں دیا جا رہا؟

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ پنجاب کے ڈسٹرکٹ کو ان کا right کیوں نہیں دیا جا رہا۔ ان کے سپلیمنٹری کا مطلب یہی ہے۔

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں پھر یہ عرض کروں گا کہ اگر یہ بجٹ میں funding دیکھیں تو اس سال بھی 214۔ارب روپیہ پنجاب کے مختلف 36 اضلاع کو دیا گیا ہے۔اگر PFC کے پرانے فارمولے میں change لانی ہے تو جب لوکل گورنمنٹ الیکشن کے بعد PFC دوبارہ constitute ہو گا تو اضلاع کے حوالے سے ان کا جو بھی مقصد ہے اور جو یہ چاہتے ہیں کہ اگر کہیں funding increase یا decrease ہو جائے تو جب نیا PFC بنے گا تب ہم اس کو کریں گے۔ابھی already formula کے مطابق تمام 36 اضلاع کے لئے اس سال بھی بجٹ میں 214۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

ملک محمد احمد خان:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:جی،ضمنی سوال پر ایک اور صاحب آ گئے ہیں۔جی،فرمائیں!

ملک محمد احمد خان:جناب سپیکر!میری معزز منسٹر صاحب سے یہ درخواست ہو گی اور میرا یہ علیحدہ سوال نہیں ہو گا میں اس کو اس سوال کے جز(ب) کے ساتھ relate کروں گا کیونکہ چونگیاں abolish ہو چکی ہیں۔2006 کے آگے پیچھے ہماری لیڈر شپ کا فیصلہ ہوا تھا کہ چونگیاں abolish ہونے کے بعد sales tax میں ضلعوں کو ان کا حصہ دیا جائے گا تو کیا Provincial Finance Commission کے تحت ان محصولات میں سے sales tax کا حصہ ضلعوں کو دیا جائے گا؟

جناب سپیکر:جی،وزیر موصوف!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!ہم نے اٹھارہویں ترمیم کے بعد پچھلے سال خود صوبہ پنجاب میں sales tax کی collection شروع کی اور الحمدللہ پنجاب حکومت نے پچھلے سال فیڈرل گورنمنٹ کی نسبت 15 بلین روپے زیادہ sales tax collect کیا ہے۔میں بتانا چاہتا ہوں کہ بالکل ایک فارمولا ہے اور اس فارمولے کے تحت sales tax سے ڈسٹرکٹ کو حصہ ملے گا۔

جناب سپیکر:جی،بہت شکریہ۔اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم:جناب سپیکر!On her behalf(معزز ممبر نے محترمہ راحیلہ خادم حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی،سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال نمبر169 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں انسپکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*169: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں تحفظ ماحول کے دفاتر میں انسپکٹرز کی کل اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) 2008 سے اب تک کتنے انسپکٹرز بھرتی کئے گئے، ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) محکمہ تحفظ ماحول (حکومت پنجاب) کے دفاتر میں انسپکٹرز کی کل اسامیاں 121 ہیں۔

(ب) 2008 کے بعد صرف ایک انسپکٹر محمد ذیشان افضل ضلعی آفس لودھراں میں بھرتی کیا گیا تھا جس نے مورخہ 2012-04-05 کو اپنی نوکری سے استعفیٰ دے دیا۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! اس کے جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ 2008 کے بعد صرف ایک انسپکٹر محمد ذیشان افضل ضلعی افسر لودھراں میں بھرتی کیا گیا جس نے مورخہ 5۔اپریل 2012 کو اپنی نوکری سے استعفیٰ دے دیا تو میرے ضمنی سوال کے تین حصے ہیں پہلا سوال یہ ہے کہ اس کے استعفیٰ کی کیا وجوہات تھیں؟ دوسرا یہ ہے کہ نیا انسپکٹر کیوں بھرتی نہیں کیا گیا اگر اس میں کوئی قباحت نہیں تو حکومت کب تک نیا انسپکٹر بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: اس کی وجہ کو تو میرے خیال میں چھوڑ دیں لیکن آپ نے جو اگلا ضمنی سوال کیا ہے اس کا جواب ہم لے لیتے ہیں۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ہمارے پاس انسپکٹرز کی authorized strength 121 ہے اس وقت ہمارے پاس تقریباً 56 اسامیاں خالی ہیں۔ جس انسپکٹر نے resign کیا ہے اس نے اپنی خواہش کے مطابق resign کیا اور اس کی resignation accept ہوئی۔ اس وقت ہمارے پاس جو اسامیاں خالی پڑی ہیں ہم نے اس کی پہلے بھی ایک دفعہ سمری بھجوا دی تھی لیکن حکومت نے اجازت نہیں دی ہے۔ ابھی ہم پھر اس کی سمری بھجوا رہے ہیں اگر ہمیں اجازت مل جائے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، حکومت تو آپ خود ہیں۔آپ کیا کر رہے ہیں؟حکومت تو آپ خود ہیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! کبھی کبھی financial constraints ہوتی ہیں اور کوئی problem ہوتی ہے۔ میں اس پر نہیں گیا ہوں۔

جناب سپیکر: ہاں! یہ بات ٹھیک ہے۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! لیکن ہم نے سمری ایک دفعہ پھر initiate کرنی ہے اور امید ہے کہ ہمیں اس وقت اجازت مل جائے گی اور ان کو ہم fill کر لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ایک منٹ مراد راس صاحب آج بڑی دیر کے بعد ضمنی سوال پر آئے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔ جی، مراد راس صاحب! فرمائیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے 121 انسپکٹرز ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انسپکٹرز کب تک ہائر کئے جائیں گے؟ میں آپ کو بتاؤں کیونکہ منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں تو میں ان کو کچھ لاہور کے علاقے کے بارے میں بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں پر lack of Inspectors کی وجہ سے health problems ہیں۔ افشاں پارک، احمد ٹاؤن، مومن پورہ اور دروغہ والا کے رہائشی علاقوں میں چھوٹی چھوٹی فیکٹریاں روزانہ ٹائر جلاتی ہیں۔ جب تک انسپکٹرز نہیں ہوں گے ان علاقوں میں نہیں جائیں گے، inspections نہیں ہوں گی اور ان چھوٹی factories کو بند نہیں کیا جائے گا، ان چھوٹی فیکٹریوں کے دن رات ٹائر جلانے کی وجہ سے اتنے Health issues آ رہے ہیں اس لئے میری یہ request ہو گی کہ جتنی جلدی ممکن ہو یہ انسپکٹرز ہائر کئے جائیں تاکہ ان لوگوں کو ریلیف دیا جا سکے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کو expedite کروائیں۔ آپ کی مہربانی اتنی بات کافی ہے کہ آپ اس کو expedite کروائیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! اس کو expedite کرواتے ہیں۔ میرے ایک معزز ممبر نے ٹائر جلانے کی بات کی تھی۔ بالکل میں ان کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ انڈسٹری بہت بڑھ رہی ہے اور ہم جہاں بھی ایسی فیکٹریوں کو دیکھتے ہیں کہ وہاں پر violation ہو رہی

ہے تو ہم ان کو seal کر رہے ہیں۔ابھی دو دن پہلے میں نے شیخوپورہ کے علاقے میں اس قسم کی ٹائر جلانے والی تین فیکٹریوں کو ban کر کے seal کر دیا ہے۔ ہم اس پر کام کر رہے ہیں۔

I know the problems. The limitations are there but hopefully we would be able to induct these inspectors very soon, sir. Thank you…

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!اس میں میرا علاقہ بھی آتا ہے وہاں پر کوئی کارروائی نہیں ہو رہی۔۔۔

جناب سپیکر: جی،اگر آپ نے ایسی بات کرنی ہے تو پھر آپ ان کے ساتھ علیحدگی میں کر سکتے ہیں۔آپ کی مہربانی آپ بغیر اجازت کے نہ بولا کریں۔.This I tell you

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر!میں ان کی بات کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں،یہ آپ کو خود مل لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!وزیر موصوف نے جو بات کی ہے اس کو میں مزید۔۔۔

جناب سپیکر: جی،ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!ضمنی سوال یہ کر رہا ہوں کہ وزیر موصوف نے کہا ہے کہ ہم اس کو expedite کریں گے۔ مجھے یہ یقین دہانی مطلوب ہے اور میں اس بحث میں نہیں جاتا کہ کب سے یہ خالی پڑی ہیں۔یہ بالکل اس محکمہ سے مذاق ہے یہ ماحولیات کا نہیں مخولیات کا محکمہ لگتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ اس بات کی یقین دہانی کروادیں کہ مالی سال 14-2013 ہے اس دوران یہ سارا process مکمل کر لیں گے،انسپکٹر بھرتی کر لیں گے ؟ یہ یقین دہانی کروادیں۔

جناب سپیکر: جی،انشاء اللہ وہ کروادیں گے ان کو اس بات کا احساس ہے اور میں نے بھی ان کو کہہ دیا ہے کہ اس کو expedite کروائیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر!آپ کے حکم پر expedite کریں گے لیکن فی الحال ban لگا ہوا ہے جب یہ ban lift ہو گا پھر ہماری سمری جائے گی۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر!میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

باؤاختر علی: جناب سپیکر! میرے پاس یہاں پر میرا حلقہ اور اس سے ملحقہ حلقہ جس کے میرے پاس اعداد و شمار ہیں جو کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے اعداد و شمار ہیں اس کے مطابق تین سو کے قریب فیکٹریاں ٹائر اور زہریلا کیمیکل جلاتی ہیں جس سے لوگ کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا ہو رہے ہیں اور اس وجہ سے کئی لوگ ہسپتالوں میں وفات پا گئے ہیں۔ وزیر موصوف یہ بتائیں کہ ان کے انسپکٹرز کب بھرتی ہوں گے اور فیکٹریوں والے جو لوگوں کی جانوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں ان کو seal کیوں نہیں کیا جاتا ہے، نوٹس کیوں نہیں دیئے جاتے اور محکمہ تحفظ ماحول اس پر ایکشن کیوں نہیں لیتا؟

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے کہا ہے کہ تقریباً 3 سو فیکٹریاں ہیں۔ میں یہاں پر تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ لاہور میں اس وقت کل 18 ہزار چھوٹی اور بڑی انڈسٹریز کام کر رہی ہیں۔ اس میں ہر قسم کی انڈسٹری ہے، ٹائر جلانے کی فیکٹری جہاں سے تیل بنتا ہے، اس میں کیمیکل کی فیکٹریاں ہیں، اس میں tanneries factories ہیں، سٹیل کی فیکٹریاں ہیں۔ مجھے پتا ہے کہ یہ آلودگی کا سبب بن رہی ہیں اور National Quality Standards کو violate کر رہی ہیں۔ پانی میں بھی اور ہوا میں بھی pollution ہو رہی ہے۔ ہم واسا کے ساتھ، ٹی ایم ایز کے ساتھ، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ساتھ مل کر ایک ریگولیٹری اتھارٹی، ایڈوائزری باڈی بنا رہے ہیں اور ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں کہ واسا کو بھی in confidence لیں، Irrigation Department کو بھی in confidence لیں، ہیلتھ کو بھی in confidence لیں، ہم نے تو سب کو اکٹھا کرنا ہے۔ ہمارے پاس 35 ممبران کی کونسل ہوتی ہے، جب سے ہمارا ڈیپارٹمنٹ وجود میں آیا ہے وہ dormant رہی ہے۔ اس کی سمری میں نے وزیر اعلیٰ کو بھجوا دی ہے اور وزیر اعلیٰ سے میں نے اس حوالے سے discuss بھی کیا ہے جب وہ 35 ممبران from all walks of the life کی تحفظ ماحول کی ایک کمیٹی بنے گی اس میں، میں آپ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ وہ 35 ممبران جس میں ہمارا ڈیپارٹمنٹ اور تمام متعلقہ ڈیپارٹمنٹ جب ایک ساتھ ملیں گے تو میں اُمید کرتا ہوں کہ یہ جو زہریلا پانی ہے اور جس آلودہ ہوا میں ہم سانس لیتے ہیں، کھانا کھاتے ہیں اس پر انشاء اللہ ہم اگلے پانچ سال میں قابو پا لیں گے۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کی اس کو delay کرنے کی سمجھ نہیں آئی؟

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر !مجھے نہیں پتا کہ ڈیپارٹمنٹ نے کیوں delay کیا ہے، وہ dormant رہے ہیں، ہمارے ایکٹ میں بھی ہے، پہلے بھی میں نے بتایا ہے کہ میں نے اس کی سمری بھیج دی ہے، اس میں ڈیپارٹمنٹ کے لوگ ہیں، باہر کے لوگ ہیں، منتخب ممبران ہیں، ٹیکنو کریٹس ہیں انشاء اللہ سب کو ملا کر ان کی advice لیں گے اور ایک way-out نکالیں گے اور انشاء اللہ سب کو جتنے ہمارے ممبران ہیں، ایم پی ایز، ایم این ایز ان کو بھی میں confidence میں لوں گا اور ان کے ساتھ جاؤں گا۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ یہ seal ہوں۔

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب! میری بات سُن لیں، یہ 35 صاحبان ہیں آپ ان سے خود رابطہ کر کے مہربانی فرمائیں۔ یہ بہت burning issue ہے، آپ خود اس میں pain لیں اور جلد از جلد اس کی میٹنگ کروائیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کے پاس اس کی سمری چلی گئی ہے اور اس کمیٹی کے چیئرمین وزیر اعلیٰ ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ماحول کے حوالے سے پہلی میٹنگ وزیر اعلیٰ preside کر لیں۔ دیکھیں دنیا میں آج کل environment ہر جگہ lead لے گئی ہے All over the world it is priority No.1 but less in Pakistan. ہم نے بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس کو priority No. 1 پر لے کر جانا ہے۔

جناب سپیکر: جی، تمام ممبران کی طرف سے اس کو دیکھ لیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جی، سب ممبران اس میں شامل ہوں گے اور یہ سب میرے ساتھ ہوں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:وزیر صحت اس کا نوٹس لیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور/صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):جی، میں نے اس کا نوٹس لے لیا ہے۔

میاں محمد رفیق:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد وحید گل:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:.Let me proceed further جی، اگلا سوال فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! سوال نمبر 600 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شیخوپورہ: ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس میں عملہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*600: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس شیخوپورہ میں کتنا عملہ کام کر رہا ہے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی بتائیں؟

(ب) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس شیخوپورہ کو سال 10-2009 سے آج تک حکومت پنجاب کی جانب سے سالانہ کتنی رقم کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ زیادہ تر ملازمین عرصہ دس سال سے اس آفس میں کام کر رہے ہیں، ان کے خلاف مالی، کرپشن اور بدعنوانی کی شکایت کے باوجود ان کو یہاں سے ٹرانسفر نہیں کیا جا رہا ہے؟

(د) کیا حکومت ان ملازمین کے خلاف انکوائری کروانے کا ارادہ رکھتی اور ان کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر خزانہ / آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس شیخوپورہ میں 31 ملازمین ہیں جن کی تفصیل مع عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس شیخوپورہ میں مالی سال 10-2009 میں مبلغ -/75,04,000 روپے، سال 11-2010 میں مبلغ -/99,19,000 روپے، 12-2011 میں مبلغ -/10843524 روپے اور سال 13-2012 میں -/12619820 روپے مہیا کئے گئے جن کی تفصیل ضمیمہ (ب)، ضمیمہ (ج)، ضمیمہ (د) اور ضمیمہ (ر) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ بات درست ہے کہ ماتحت عملہ اپنی سروس کا بیشتر حصہ ایک ہی ضلع میں تعینات رہتے ہیں ان کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(د) جن ملازمین کے خلاف شکایت موصول ہوان کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اس طرح حال ہی میں دو اکاؤنٹنٹس کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے ملازمت سے جبری ریٹائر کر دیا گیا ہے جن کے آرڈر ضمیمہ (س) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سوال کے جز(ج) کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ "یہ بات درست ہے کہ ماتحت عملہ اپنی سروس کا بیشتر حصہ ایک ہی ضلع میں تعینات رہتا ہے ان کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔" جبکہ انہوں نے جز(د) میں خود ہی بتا دیا کہ "جن ملازمین کے خلاف شکایت موصول ہوان کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اس طرح حال ہی میں دو اکاؤنٹنٹس کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے ملازمت سے جبری ریٹائر کر دیا گیا ہے۔" انہوں نے ایک جز میں بتایا کہ شکایات موصول نہیں ہوئی ہیں اور دوسرے میں خود ہی بتایا ہے کہ شکایات موصول ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: میرے محترم بھائی! آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! ضمنی سوال تو بعد میں کروں گا، پہلے تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ یہ کیسا جواب آیا ہے؟

وزیر خزانہ / آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ یہاں پر جو سوال کا جواب بھیجا گیا ہے وہ تو ٹھیک ہے مگر تھوڑی سی typing mistake ہو گئی ہے۔ یہ جو بتا رہے ہیں کہ جز(ج) میں یہ تھا کہ "زیادہ تر ملازمین عرصہ دس سال سے اس آفس میں کام کر رہے ہیں اور ان کے خلاف مالی کرپشن اور بدعنوانی کی شکایت کے باوجود ان کو یہاں سے ٹرانسفر نہیں کیا جا رہا ہے۔" اس کا جواب ہم نے یہ دیا تھا کہ "جی، یہ بات درست ہے کہ ماتحت عملہ سروس کا بیشتر حصہ اپنے ہی ضلع میں تعینات رہتے ہیں تاکہ وہ معاشی طور پر زیر بار نہ ہوں لیکن انتظامی وجوہات کی بناء پر دوسرے ضلع میں ٹرانسفر کیا جا سکتا ہے۔ مزید برآں موجودہ عملہ کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔ جز(د) میں انہوں نے یہ سوال کیا کہ "کیا حکومت ان ملازمین کے خلاف انکوائری کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اور ان کو یہاں سے ٹرانسفر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟" اس پر ہم نے یہ جواب

دیا ہے کہ "جن ملازمین کے خلاف شکایت موصول ہوان کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اس طرح حال ہی میں دو اکاؤنٹنٹس کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے ملازمت سے جبری ریٹائر کر دیا گیا ہے۔"اس میں شاید typing mistake ہو گئی ہے جس کا یہ ذکر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں،انہوں نے admit کر لیا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، باباجی آپ بھی ضمنی سوال کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت مہربانی، میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب!ان کی بات غور سے سُنیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں معزز ایوان کی توجہ چاہوں گا، غالب نے فرمایا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ غالب کو ایک side پر رکھیں اور اپنا ضمنی سوال کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ شعر اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: میں شعر نہیں سنوں گا، آپ کی بہت مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جواب میں فرمایا گیا کہ مالی کرپشن اور بد عنوانی کی شکایت پر دو ملازمین کو فارغ کر دیا گیا ہے۔ کیا مالی کرپشن میں جو انہوں نے کھایا پیا، کیا وہ اُگلوایا بھی گیا یا صرف ملازمین کو فارغ کر دیا گیا ہے؟ غالب نے شاید اسی لئے کہا ہے کہ:

ہائے اس زودِ پشیماں کا پشیماں ہونا

کیا یہ اس پر روشنی فرمائیں گے کہ انہوں نے جو بد عنوانی کی ہے اس پر ان کو صرف نوکری سے فارغ کر دیا گیا ہے یا recovery بھی کی ہے؟

جناب سپیکر: جب ان کو فارغ ہی کر دیا گیا ہے تو مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ اب آپ اور کیا لینا چاہتے ہیں؟ جو چلا گیا ہے.Let him go

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کیا کھایا پیا ہضم ہو گیا، ان سے کوئی recovery نہیں کی گئی؟

MR SPEAKER: No more questions.

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں جیسا کہ تمام سرکاری محکموں کے ملازمین کے بل محکمہ خزانہ کے پاس جاتے ہیں مگر وہاں پر کوئی بھی بل کمیشن لئے بغیر پاس نہیں ہوتا،کیاوزیر موصوف کواس کا علم ہے ؟صرف اتنابتادیں۔

جناب سپیکر:اب پھر آپ کہیں گے کہ میں نے سوال سُنا نہیں،آپ کو سوال سُننا چاہئے اوراس کا جواب بھی دینا چاہئے۔

وزیر خزانہ /آبکاری ومحصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں نے بالکل ان کی بات سُنی ہے۔یہ اس سوال سے related نہیں ہے،ان کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔

جناب سپیکر:جی،اس سے متعلقہ،اس سے connected کوئی سوال ہو تو ٹھیک ہے ورنہ آپ نیا سوال دے دیں۔آپ کی بڑی مہربانی۔اگلا سوال احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔سوال نمبر بولئے گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!سوال نمبر388 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد:سمندری مین ڈرین میں فیکٹریوں کا زہریلا پانی پھینکنے وتدارک کی تفصیلات

*388:جناب احسن ریاض فتیانہ:کیاوزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ سمندری مین ڈرین میں فیصل آباد کی فیکٹریوں کا زہر آلودہ پانی پچھلے کئی سال سے پھینکا جارہا ہے جس سے ماموں کانجن، سمندری،ڈجکوٹ کے شہری بدبودار پانی پینے پر مجبور ہیں اور زیر زمین پانی زہریلا ہونے کی وجہ سے زرعی زمین تباہ ہورہی ہے اور دریائے راوی میں اس ڈرین کی وجہ سے مچھلیاں ہلاک ہو گئی ہیں؟

(ب) محکمہ تحفظ ماحول کتنے عرصہ میں فیکٹریوں سے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگوا کر ائرآلودگی اور واٹرآلودگی پر قابو پالے گا؟

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ہاں! یہ بات درست ہے کہ سمندری مین ڈرین فیصل آباد میں 125 سے زائد صنعتی ادارے اپنا غیر صاف شدہ صنعتی فضلہ مدوآنہ ڈرین کے ذریعے پھینک رہے ہیں (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) صنعتی اداروں کے علاوہ واسا فیصل آباد کی طرف سے فیصل آباد سٹی کا 1/3 ضائع شدہ پانی مدوآنہ ڈرین میں ڈالا جارہا ہے مزید برآں کھڑیانوالہ شہر کا پانی بھی اس ڈرین میں ڈالا جارہا ہے۔ سمندری ڈرین کا پانی ماموں کانجن، ڈجکوٹ سے ہوتا ہوا بالآخر دریائے راوی میں جاملتا ہے غیر صاف شدہ پانی کی وجہ سے دریائے راوی میں موجود آبی حیات کے خاتمے کا باعث بن سکتا ہے اور زرعی زمینیں بھی متاثر ہو سکتی ہیں۔

(ب) محکمہ تحفظ ماحول پنجاب کافی عرصہ سے فیصل آباد چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری و ضلعی حکومت کے ساتھ مسلسل رابطے میں ہے اور کوشاں ہے کہ فیصل آباد شہر کے اندر رہائشی آبادیوں میں موجود کارخانے فیصل آباد انڈسٹریل اسٹیٹ میں منتقل ہو جائیں۔ بائیس صنعتی اداروں کے خلاف ماحول ایکٹ 1997 ترمیم شدہ 2012 کے سیکشن 16 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے انوائرنمنٹل پروٹیکشن آرڈر بھی جاری کئے جاچکے ہیں اور انہیں ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے کی ہدایت کی گئی ہے۔ تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جن صنعتی اداروں نے مقررہ مدت میں محکمہ ہذا کے ان احکامات پر عمل نہیں کیا ان کے خلاف کیس بنا کر ماحولیاتی ٹربیونل میں دائر کئے جاچکے ہیں۔ ڈسٹرکٹ آفس فیصل آباد باقی ماندہ 103 کارخانوں کا سروے کر رہا ہے جن کی رپورٹس مرتب ہونے کے بعد ماحولیاتی ایکٹ کے تحت کارروائی شروع کر دی جائے گی۔

مزید برآں محکمہ تحفظ ماحول نے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ اور واسا کو مدوآنہ ڈرین کے اوپر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے کی درخواست کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا! میں اس سوال کے جواب سے satisfy نہیں ہوں، مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ وزیر موصوف اور ان کے ڈیپارٹمنٹ نے صرف جان چھڑانے کے لئے مجھے اس سوال کا جواب دیا ہے۔ آپ خود دیکھیں میرا بڑا clear سوال ہے، جس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ جی، ہاں۔ یہ بات درست ہے کہ 125 سے زائد فیکٹریاں زہریلا پانی ڈال رہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہے

کہ واسا بھی اس میں ایک تہائی کے قریب پانی ڈالتا ہے اور شاید اس سے آبی حیات اور زمینوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ میں آپ کو بتاتا چلوں اور آپ بھی اس بات سے agree کر رہے ہیں کہ اس میں زہریلا پانی ڈالا جا رہا ہے۔ اگر زہریلا پانی ڈالا جا رہا ہے تو یقیناً اس سے زمینیں بھی تباہ ہو رہی ہیں اور آبی حیات بھی مر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ یہ جو فرما رہے ہیں کہ ایک تہائی پانی واسا نے ڈال دیا یا فلاں شہر سے اتنا پانی آ گیا، وزیر موصوف کو یہ بھی check کرنے کی ضرورت ہے کہ ان شہروں کے اندر کتنی فیکٹریاں ہیں جن کی وجہ سے زہریلا پانی شامل ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: ان سے کہیں گے کہ وہ اپنے treatment plants لگائیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا! یہ صرف اتنی سی بات نہیں ہے۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں اس سوال کا تفصیلی جواب دے دوں؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب والا! معزز ممبر کا سوال بہت اچھا ہے اور ان کے علاقہ کا concerned سوال ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہ فیصل آباد کا کافی complicated issue ہے۔ وزیر قانون بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں ان کی بھی اس سلسلے میں کافی کوششیں اور کاوشیں ہیں جن کا میں ابھی یہاں پر ذکر بھی کروں گا۔

جناب والا! معزز ممبر نے یہ پوچھا ہے کہ کتنی انڈسٹریز ایسی ہیں جو فیصل آباد کے اندر ہیں؟ یہاں پر تقریباً 338 انڈسٹریز ہیں اور یہ تقریباً nine clusters میں الگ الگ جگہوں پر موجود ہیں۔ ان کا جتنا بھی effluent waste ہے وہ دو directions میں جاتا ہے۔ ایک پہاڑ نگ ڈرین ہے جو North West میں ہے اور دوسری South East میں سمندری ڈرین ہے جو کہ (مدوآنہ) ڈرین سے ہوتی ہوئی سمندری ڈرین میں جا کر گر جاتی ہے۔ حکومت پنجاب نے already فیصل آباد انڈسٹریل زون 4500 ایکڑز میں پر قائم کر دیا ہے جس میں تمام facilities موجود ہیں۔ اس میں ایک بہت بڑا واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگے گا، جس میں وہ ساری facilities ہوں گی جو اس ماحول میں ہونی چاہئیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ تمام انڈسٹری وہاں پر شفٹ ہو جائے فی الحال وہاں پر پانچ، چھ صنعتیں شفٹ ہو گئی ہیں۔ ہم انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ سے بھی کہہ رہے ہیں، فیصل آباد چیمبر آف کامرس کے ساتھ بھی

ہماری meetings ہوئی ہیں کہ انڈسٹریز کو جتنی بھی جلدی ممکن ہو سکے یہاں سے شفٹ کیا جائے لیکن اس میں ابھی ٹائم لگے گا۔ وہاں پر ایک Effluent Waste Water Treatment Plant ہے اور وہ واسا نے لگایا ہے جس کا سٹیشن نمبر 31 ہے جو کہ پہاڑ نگ ڈرین کے اوپر ہے جہاں پر یہ تقریباً دس فیصد پہاڑ نگ ڈرین کے اندر drain out ہوتا ہے لیکن اس میں Industrial Waste اور Municipal Waste mix ہوتا ہے۔ آپ کو یہ بھی چیز یاد کرنی ہو گی کہ جتنا بھی یہ پانی ہے، چاہے لاہور ہے، فیصل آباد ہے یا جو بھی شہر ہے اس میں تقریباً 80 فیصد Municipal Waste اور 20 فیصد Industrial Effluent Water شامل ہوتا ہے۔ رانا ثناء اللہ خان نے پچھلے دور میں اس کے لئے ایک initiative لیا تھا اور وہ initiative فیصل آباد کی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کی طرف سے for cleaning of environment کے لئے لیا ہے جس میں انہوں نے ابھی دو پلانٹ لگانے ہیں۔ ان کے یہ دونوں پلانٹ مدوآنہ ڈرین اور پہاڑ نگ ڈرین کے اوپر لگنے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک plant aviation wares والا ہے اور دوسرا oxidation plant لگے گا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ جب یہ دونوں پلانٹ لگ جائیں گے ان کی لاگت تقریباً 90 بلین ڈالر کے قریب ہے۔ یہاں پر میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ فیصل آباد کی ان 338 انڈسٹریز میں سے کوئی 10 انڈسٹریز ایسی ہیں جنہوں نے یہ effluent plant لگایا ہے اور اس کے علاوہ Waste Water Treatment Plant بھی لگایا ہے اور ان پر کام بھی ہو رہا ہے باقی جتنی بھی انڈسٹریز ہیں وہ Rules کی violation کر رہی ہیں ان کے خلاف ہم نے already چالان بھی پیش کر دیئے ہیں۔ ہم نے Environment Tribunal میں ان کے خلاف cases بھی بھیج دیئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ That is not the issue بلکہ issue یہ ہے کہ ان لوگوں کو ہم یہاں سے ایک constructive طریقے سے اُٹھا کر 4500 ایکڑ کی زمین میں منتقل کر دیں، اس پر ٹائم لگے گا لیکن ہم already اس سے آگاہ ہیں اور مزید آگے بھی چلیں گے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا! میرا سوال سمندری ڈرین سے related تھا لیکن یہ مجھے کسی اور ڈرین کے بارے میں بتا رہے ہیں اور جو آپ نے مدوآنہ ڈرین کی بات کی ہے اگر آپ کو اس کے بارے میں علم ہو تو مدوآنہ ڈرین ایک چھوٹی ڈرین ہے جو کہ سمندری ڈرین میں گرتی ہے۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): میں بھی یہی کہہ رہا ہوں یہ سمندری ڈرین میں گر رہی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب والا!میں آپ کو تھوڑا سا بتاتا چلوں کہ آپ مجھے ماحول کی بہتری کے لئے بتاتے لیکن یہ سب کچھ ایک different drain پر ہے۔ میں نے آپ سے مشرق کے متعلق پوچھا لیکن آپ نے مجھے جواب مغرب کا بتایا۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب والا!میں نے اگر کوئی غلط بات کی ہے تو I am very sorry.

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب والا!آپ میرے بزرگ ہیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):بزرگ نہیں ہیں، یہاں پر Honourable Members ہوتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب والا!اب میں اپنے سوال کے اگلے حصے کی طرف آ جاتا ہوں۔(شوروغل)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!اس کے اندر انہوں نے مجھے لکھ کر دیا ہے کہ سیکشن 16 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے انہوں نے ان کو notices جاری کئے ہیں اور اس کے علاوہ بھی سب کچھ کیا۔اگر آپ Environmental Protection Act اُٹھا کر دیکھیں تو اس میں منسٹر صاحب کے اوپر صرف اور صرف چیف منسٹر پنجاب ہیں اور جو کونسل ہے اس میں چیئرپرسن چیف منسٹر ہیں اور وائس چیئرپرسن منسٹر صاحب ہیں اور وہ کونسل ہر چیز کی head ہے۔اس نے اپنے نیچے Environmental Protection Agency بھی بنائی ہے جس کے اندر ڈائریکٹر جنرل بطور head کام کرتے ہیں۔اس کے آگے آرٹیکل 7(f) ہے، آرٹیکل (k) ہے اسی طرح آپ آرٹیکل 17(1) دیکھیں، آرٹیکل 17(4) دیکھیں اس میں monetary benefits اُٹھائے جا رہے ہیں اور یہ منسٹر موصوف کے ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے کہ وہ اپنا کردار ادا کرتے ہوئے جو لوگ عوام کی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں اور لاکھوں زندگیوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:آپ ضمنی سوال پر آ جائیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب والا!ان کا سوال کیا ہے؟

جناب سپیکر: وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ سمندری ڈرین میں۔۔۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے نمبر ایک تو یہ کہنا ہے کہ سوال کا جواب غلط ہے۔ دوسرا میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے مجھے جواب میں صرف آرٹیکل 16 لکھ کر بھیج دیا ہے۔ اگر وہ اس ایکٹ اور آرٹیکل کو خود پڑھ لیں تو اس کے اندر ان کو زیادہ نہیں تو کم از کم سات سے آٹھ ایسے آرٹیکل ملیں گے جو یہ بتاتے ہیں ان کا لاء سپریم ہے۔ اگر یہ چاہیں اور نیت کے ساتھ کام کیا جائے تو یہ اس چیز کو روک سکتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ منسٹر صاحب مجھے اس بات کی کیا surety دیتے ہیں کہ وہ اپنے اختیارات کا صحیح طور پر استعمال کرتے ہوئے اس مسئلہ کا حل دیں گے؟

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب والا! اختیارات صاف کہتے ہیں، میرے پاس بھی یہ ایکٹ موجود ہے اس کے آرٹیکل 16 میں Environmental Protection Order ہے اس میں لکھا ہے کہ immediate stoppage، میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میرے پاس اتھارٹی ہے کہ میں ایک فیکٹری کو فوری طور پر بند کر سکوں، لیکن کیا یہ ٹھیک ہے؟ قانون کو ہر طریقے سے interpret کیا جا سکتا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ feasible ہو گا کہ میں ہر انڈسٹری میں جاؤں جس میں Water Treatment Plant نہ ہو اور وہ بند کر دوں اگر میں ایسا کروں تو پھر آپ کی economy کا کیا ہو گا اور ان لوگوں کا کیا بنے گا جو وہاں پر کام کر رہے ہیں اور کیا ہو گا اس taxation کا جو آپ کو مل رہی ہے؟ میں کہتا ہوں کہ ان کا چالان کرنا، ان کو green courts میں لے جانا اس مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ ہم نے فیصل آباد چیمبر آف کامرس کے ساتھ بیٹھنا ہے ان کے ساتھ ہماری ایک میٹنگ ہو گئی ہے اب دوبارہ بھی میں ان کے پاس جا رہا ہوں۔ ان کو ساتھ ملا کر ایک پلیٹ فارم پر آ کر ہم نے اس مسئلہ کا حل ڈھونڈنا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا! آپ نے اپنے جواب میں بتایا تھا کہ اس کونسل میں چیمبر آف کامرس کے لوگ بھی شامل ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ آرٹیکل 30 اور آرٹیکل 33 کو بھی ذرا پڑھیں اور ان پر تھوڑا سا implement کریں تو شاید آپ کے لئے beneficial ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ I am satisfied. Thank you very much.

راؤ کاشف رحیم خان: جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک ماہ پہلے اتوار کے دن میں وہاں پر فاتحہ پڑھنے کے لئے گیا تقریباً دو گاؤں میں پندرہ لوگ فوت ہوئے اور میں نے جب ان سے فوتیدگی کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ انڈسٹری کے آلودہ پانی کی ملاوٹ کی وجہ سے وہ لوگ وفات پا گئے۔Water Treatment Plant نہ لگنے کی وجہ سے وہ لوگ متاثر ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: لیکن یہ ضمنی سوال تو نہیں بنتا۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب والا! میں ضمنی سوال بھی کرتا ہوں۔ دس آدمیوں کی وفات اس آلودہ پانی کی وجہ سے ہوئی، اس سے دس تحصیلیں متاثر ہو چکی ہیں۔ میں اپنے معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور میرے دو ضمنی سوال ہیں کہ آج تک پورے پنجاب میں کس انڈسٹری نے Water Treatment Plant لگایا ہے اور دوسرا سوال یہ ہے کہ آج تک کسی کو سزا ہوئی؟ آپ سارے جواب اٹھا کر دیکھ لیں صرف یہ کہتے ہیں کہ ہم proceeding کر رہے ہیں۔ اس سے تین تحصیلوں کی دس لاکھ آبادی effect ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ ایوان سے غیر حاضر تھے اس وقت کرنل صاحب نے اس بات کا مکمل جواب دیا ہے۔I am sorry

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں سمندری ڈرین کی بات کر رہا ہوں کیا آج تک یہاں کسی کو سزا ملی؟ صاف پانی نہ ملنے کی وجہ سے کئی لوگ فوت ہو چکے ہیں اور اس سے تقریباً دس لاکھ آبادی effect ہو چکی ہے لیکن ہمیں صرف یہ کہا جاتا ہے کہ چالان بھیج دیا گیا ہے۔ کیا آج تک کسی کو سزا ملی یا کسی نے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگایا؟

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال بنتا نہیں، آپ کا یہ ضمنی سوال اس سوال سے related نہیں ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے satisfied نہیں ہوں۔ میرے خیال میں ڈیپارٹمنٹ کو اس کا صحیح اور مفصل جواب دینا چاہئے جس سے لگے کہ وہ علاقے کے مسائل حل کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ وہ کریں گے۔ کرنل صاحب! معزز ممبر سمندری ڈرین کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! سمندری ڈرین اریگیشن ڈرین ہے جو شیخوپورہ کے گاؤں کھرڑیانوالہ سے نکلتی ہے اور ماموں کانجن سے ہوتے ہوئے راوی میں گر جاتی ہے۔ اس کی capacity تقریباً 75 کیوسک ہے۔ اس 75 کیوسک میں 80 فیصد میونسپل waste ہے اور 20 فیصد انڈسٹریل waste ہے جو اس میں جا رہی ہے۔ یہ بات بالکل باعث تشویش ہے۔یہاں اس علاقے میں ہیپاٹائٹس کے کافی کیسز note ہوئے ہیں۔ جس طرح راؤ صاحب نے بات کی ہے۔یہاں پر کافی لوگ ہیپاٹائٹس کی وجہ سے مر چکے ہیں۔ یہ پانی جا کر subsoil water میں مل جاتا ہے۔اس کے جتنے بھی contents ہیں جو ہم نے ابھی تک ٹیسٹ کئے ہیں وہ human consumption کے لئے fit نہیں ہیں یا وہ human surroundings کے لئے ٹھیک نہیں ہیں۔ ہم نے اس کے لئے already واسا اور ٹی ایم اے سے بھی take up کیا ہے۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں بھی اس پر ایک کمیٹی بنی ہے جسے ہیلتھ منسٹر head کر رہے ہیں۔ ہم ان کے سامنے بھی اس علاقے کے مسائل پیش کریں گے تاکہ وہ بھی اس پر کام کریں لیکن یہاں پر اس کا حل Water Treatment Plant ہے اس کے علاوہ یہاں پر اور کوئی چیز کامیاب نہیں ہو گی۔ میں ایوان میں اپنے بھائیوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں ہر source tackle کروں گا چاہے وہ international NGOs ہوں، چاہے ہماری پنجاب حکومت ہو، انشاء اللہ تعالیٰ میری پوری کوشش ہو گی کہ اب سمندری ڈرین کا پانی صاف کر کے راوی میں گرائیں گے۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب! آپ خود بھی تکلیف کر لیا کریں اور اپنا سوال دیا کریں، لوگوں کے سوالوں کے پیچھے نہ بھاگیں۔ بڑی مہربانی آپ بیٹھیں اور مجھے آگے چلنے دیں۔اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 666 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب پر اندرون و بیرون ملک کے اداروں کا قرضہ و دیگر تفصیلات

*666: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب پر اندرون ملک مالیتی اداروں کا کتنا قرضہ ہے اور بیرون ملک مالیتی اداروں کا کتنے ڈالر کا قرضہ ہے؟

(ب) مالیتی سال12-2011اور 13-2012 میں اس قرضہ پر اندرون ملک کتنا سود ادا کیا گیا اور بیرون ملک مالیتی اداروں کو کتنا سود ادا کیا گیا؟

(ج) کیا حکومت پنجاب آئین پاکستان کی دفعہ اے /2 کے پیش نظر اور وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کی روشنی میں مالیتی نظام کو پنجاب میں غیر سودی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو اب تک کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب پر اندرون ملک مالیتی اداروں کا41,752.908 ملین روپے ہے اور بیرون ملک مالیتی اداروں کا4,073.638 ملین ڈالر کا قرضہ ہے۔

(ب) مالیتی سال12-2011 میں9,155.939 ملین روپے اندرون ملک اور5,346.583 ملین روپے بیرون ملک قرضوں پر سود ادا کیا گیا۔

اسی طرح مالیتی سال13-2012 میں6,517.237 ملین روپے اندرون ملک اور 4,028.515 ملین روپے بیرون ملک قرضوں پر سود ادا کیا گیا۔

(ج) فی الحال اس قسم کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے اس پر کوئی بحث نہیں کرنی، یہ بڑا افسوسناک ہوتا ہے کہ جب یہ اپوزیشن میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ معیشت کو قرضوں سے آزاد کریں گے اور اس کے بڑے نعرے لگاتے ہیں لیکن جب گورنمنٹ میں آتے ہیں تو پھر قرضوں کے لئے بھاگتے ہیں اور اس پر سود بھی آتا ہے۔ ابھی بھی اس قسم کی کیفیت چل رہی ہے، میں اس بحث میں پڑے بغیر عرض کروں گا کہ میں نے جز(ج) میں سوال کیا تھا کہ آئین پاکستان کی دفعہ 2(a) یہ کہتی ہے کہ اس ملک کے اندر حاکمیت اللہ کی ہو گی اور حاکمیت اللہ کی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رب العالمین نے نظام چلانے کے لئے جو احکامات دیئے ہیں ہمیں ان کے مطابق اپنے نظام کو بنانا ہے۔ اسی طرح subsequently وفاقی شرعی عدالت کے full bench نے یہ decision دیا کہ یہ اسلامک سٹیٹ ہے اس لئے سود حرام ہے۔ خود رب تعالیٰ نے قرآن ذیشان کے اندر بالکل واضح لکھا ہے کہ فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (تو خبردار ہو جاؤ اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے) یعنی جو لوگ سودی کام کرتے ہیں وہ میرے اور میرے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔ یعنی یہ صریحاً قرآن کی نص ہے اور اللہ کے نبی ﷺ کے اس حوالے سے بہت سارے ارشادات موجود ہیں لیکن ہم ان سب کو ایک طرف رکھتے ہوئے اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے

ہیں آئین کی اس دفعہ کو بھی operative سمجھتے ہوئے اسے incorporate کیا ہوا ہے۔اس پر محکمے نے جو جواب دیا ہے میں اس پر بہت ہی افسوس کا اظہار کرتا ہوں کہ محکمے کے جو بجز مہر ہیں انہوں نے کتنی دیدہ دلیری کے ساتھ جز(ج) میں اظہار کیا ہے کہ ہمیں اللہ اور نبی ﷺ کے ارشادات کی کوئی پروا نہیں۔ میں نے سوال میں پوچھا تھا کہ مالیاتی نظام کو پنجاب میں غیر سودی کرنے کا حکومت پنجاب کوئی ارادہ رکھتی ہے اس پر محکمے نے جو جواب دیا ہے ظاہر ہے وزیر موصوف نے بھی اسے پڑھا ہو گا۔محکمے نے بڑی ڈھٹائی سے لکھا ہے کہ فی الحال اس قسم کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔یعنی ہم مسلسل اس ملک کے اندر اسی نظام کو چلائیں گے جس میں رب العالمین قرآن میں کہتا ہے کہ جو سودی معاملات کرتے ہیں وہ میرے اور میرے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔میں اس جواب پر بہت ہی دکھ کے ساتھ شدید ترین احتجاج اپنے دل کے اندر رکھتے ہوئے ایوان سے ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں اور میں اپوزیشن کے دوستوں سے بھی یہ استدعا کروں گا کہ یہ قرآن کی نص ہے اور انہوں نے جو جواب دیا ہے یہ میرے ساتھ اس بات پر ٹوکن واک آؤٹ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ
کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوا۔اگر کوئی بقیہ سوالات ہیں تو ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر!میں ایک چھوٹا سا سوال کرنا چاہوں گا میرا سوال تھا لیکن میں نہیں پڑھ سکا۔

جناب سپیکر: ٹائم ختم ہو گیا ہے sorry

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر!میں بقیہ سوال اور اس کا جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوال اور اس کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا۔

نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

شیخوپورہ: محکمہ کو ملنے والی گرانٹ واستعمال کی تفصیلات

*602: **جناب فیضان خالد ورک:** کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 11۔2010 اور 12۔2011 کے لئے محکمہ تحفظ ماحول شیخوپورہ کو کتنی گرانٹ ملی؟

(ب) اس شہر میں محکمہ ہذا نے کتنی گرانٹ فضائی آلودگی کے خاتمہ پر خرچ کی ہے؟

(ج) فضائی آلودگی کو کم کرنے کے لئے جو منصوبے شروع کئے گئے ہیں، ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے زیر تکمیل ہیں؟

(ہ) حکومت اس شہر میں فضائی آلودگی کو کم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):

(الف) ضلعی دفتر تحفظ ماحول شیخوپورہ کو حکومت کی طرف سے مالی سال 11۔2010 میں 5852,449 روپے جبکہ مالی سال 12۔2011 میں 6589,856 روپے فنڈز غیر ترقیاتی بجٹ کے طور پر دیئے گئے۔

(ب) ماحول کی بہتری کے لئے ضلعی آفس تحفظ ماحول شیخوپورہ کا رول تحفظ ماحول ایکٹ مجریہ 1997 پر عملدرآمد کروانا ہے۔ اس محکمہ کو اسی مقصد کے لئے غیر ترقیاتی فنڈز جاری کئے جاتے ہیں جس میں سٹاف کی تنخواہیں اور ضروری دفتری امور کو نمٹانا شامل ہے۔ ماحول کی بہتری کی گرانٹ متعلقہ محکموں کو جاری کی جاتی ہے۔

(ج) جواب جز(ب) میں موجود ہے۔

(د) جواب جز(ب) میں موجود ہے۔

(ہ) ضلعی افسر تحفظ ماحول شیخوپورہ نے تحفظ ماحول ایکٹ مجریہ 1997 (ترمیمی 2012) کے تحت مختلف آلودگی پھیلانے والے 165 یونٹس کے خلاف اقدامات اٹھائے۔

جناب فیضان خالد ورک:جناب سپیکر!متعلقہ منسٹر اوران کے سیکرٹری بھی بیٹھے ہیں، میں اپنے گاؤں کے گردونواح کی فیکٹریوں کے پانی کے samplesبوتلوں میں لے کر سیکرٹری تحفظ ماحول کے پاس گیا تھااورانہیں دے کرآیا تھااوران سے کہہ کرآیا تھاکہ کچھ actionلیں۔انہوں نےDEOانوائرنمنٹ کی ڈیوٹی لگائی جس نے جاکر مجھے یہ جواب دیاکہ ہمارے پاس توکچھ فیکٹریاں رجسٹرڈ ہی نہیں ہیں ہمیں پتاہی نہیں کہ یہ فیکٹریاں چل رہی ہیں۔ان فیکٹریوں کاعالم یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:اب وہ بات ختم ہوئی۔اس بات کوچھوڑیں۔آپ بعد میں ان سے بات کرلیں۔

جناب فیضان خالد ورک:مہربانی۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!اگر معزز ممبرyou through میرے پاس آئیں ان کاجو بھیproblemہے جو بھیissueہےانشاءاللہ .we will sort it out We are here for them.

جناب سپیکر:جی، مہربانی۔شاہ صاحب!پلیزاندر تشریف لائیں اور کارروائی آگے بڑھائیں۔مہربانی -

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ
ختم کرکے واپس ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر:!Thank you. Welcome backآپ کی مہربانی۔شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر:ہم نے آپ کے حکم کی تعمیل کردی ہے۔

جناب سپیکر:جی، مہربانی

وزیر خزانہ /آبکاری ومحصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!ڈاکٹر صاحب نے جو سوال کیاتھا۔گوکہ وقفہ سوالات ختم ہوگیاہے لیکن اگرآپ اجازت دیں تومیں عرض کردوں۔

جناب سپیکر:آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

وزیر خزانہ /آبکاری ومحصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جی، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

وزیر خزانہ /آبکاری ومحصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!ڈاکٹر صاحب نے جو سوال کیاتھاوہ صوبائی حکومت سے relatedنہیں ہے۔محکمے نے جو جواب دیاہے وہ انہیں اچھانہیں لگا جس پر

انہوں نے واک آؤٹ کیا مگر وہ سوال صوبائی گورنمنٹ سے related نہیں ہے۔ڈاکٹر صاحب بڑے قابل آدمی ہیں بڑے seasoned parliamentarian ہیں وہ فیڈرل گورنمنٹ سے related سوال تھا یہ اپنے کسی ممبر کو کہیں کہ وہ یہ سوال قومی اسمبلی میں کریں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کروں گا کہ پنجاب کے ایوان میں اکثریت مسلمانوں کی ہے ہم مسلمان ہیں ہم قرآن پڑھتے ہیں، ہم قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب! آئین پاکستان میں قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون بن سکتا ہے اور نہ ہی قانون بنا سکتے ہیں۔ بس آپ کی بڑی مہربانی

ڈاکٹر سید وسیم اختر: آپ کا بہت شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! حکومت پاکستان کے وہ ملازمین جن کی upgrading مورخہ 28-01-2002 سے ہوئی تھی ان کو سپریم کورٹ کے احکامات کے مطابق ایک premature increment دینے کی منظوری مورخہ 31-05-2013 کو دی گئی تھی لیکن حکومت پنجاب نے ابھی تک اس ضمن میں کوئی احکامات جاری نہیں کئے۔ معاملہ چونکہ ملازمین کے جائز حقوق کا ہے لہذا میری گزارش ہے کہ وزیر خزانہ اس پر عملدرآمد کروائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس حوالے سے کوئی تحریک لے کر آئیں پھر اس کا جواب لیں گے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جی، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ہمارا اجلاس اکثر تاخیر سے شروع ہوتا ہے اگر وقت کا تھوڑا سا خیال رکھ لیا جائے تو بہتر ہو گا۔ ہم ایک ایک، دو دو گھنٹے آکر بیٹھے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جو یہاں کرنے والی نہیں ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ہم نیچے بیٹھ کر دو دو گھنٹے انتظار کرتے رہتے ہیں۔ کبھی سب اوپر آتے ہیں اور پھر نیچے چلے جاتے ہیں کیونکہ اجلاس شروع نہیں ہوتا۔ دیکھیں، بڑی سادہ سی بات ہے کہ جو جس کی جتنی عزت کرتا ہے اتنا ہی وقت پر آتا ہے اگر یہاں سے کوئی وزیر اعلیٰ کو ملنے جائے گا تو وہ کبھی بھی ایک منٹ لیٹ نہیں ہو گا بلکہ ایک گھنٹہ پہلے آ کر وہاں کھڑا ہو جائے گا۔ جب لوگ ایوان کی عزت کریں گے تو پھر وہ وقت پر آئیں۔ It's a matter of respect and nothing else.

جناب سپیکر: ہم کوشش کریں گے کہ اجلاس وقت پر شروع کیا جا سکے۔

جناب کانجی رام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی فرمالیں!

جناب کانجی رام: جناب سپیکر! وزیر خزانہ سے میرا ایک سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ سوال نہیں کر سکتے۔ تشریف رکھیں۔ ایک قرار داد کے حوالے سے ہمارے ارکان کے درمیان کچھ کھینچ کھچاؤ ہو گیا تھا لیکن اللہ کا شکر ہے کہ میری موجودگی میں وہ مسئلہ طے ہو گیا ہے۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور رانا ثناء اللہ خان، قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید اور میاں محمد اسلم اقبال نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈرون حملوں کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے ایک چھوٹی سی بات clear کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ میں نے جو تحریر ڈرون حملوں کے حوالے سے اس معزز ایوان کے اندر پیش کی تھی اس کو من و عن تسلیم کیا گیا ہے۔ آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر وزیر قانون نے اس کو تسلیم کیا اور اس کے بعد اس کے دوسرے حصے میں حکومت نے اپنا point of view شامل کیا ہے۔ وزیر قانون اس میں ترمیم لانا چاہتے تھے اور یہ ترمیم لازمی طور پر اکثریت کی بنیاد پر منظور ہونی ہوتی ہے۔ میں یہاں پر صرف اس بات کو clear کرنا چاہتا ہوں کہ میری اس قرار داد میں کسی بھی لفظ کی کمی بیشی نہیں ہوئی البتہ حکومت نے اس کے دوسرے حصے میں اپنا point of view شامل کیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی ہے۔ جی، رانا صاحب! تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈرون حملوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈرون حملوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ڈرون حملوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

پاکستان پر مسلسل امریکی ڈرون حملوں کی شدید مذمت

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان امریکہ کی جانب سے ڈرون حملوں کے مسلسل عمل کو بنیادی انسانی حقوق اور پاکستان کی آزادی، خود مختاری اور سالمیت کے خلاف قرار دیتا ہے اور اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈرون

حملے مبہم اطلاعات اور اندازوں کی بنیاد پر کئے جا رہے ہیں جو کہ بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ امریکی حکومت کو باور کرائے کہ یہ حملے کسی صورت بھی قابل قبول نہیں۔امریکہ اور پاکستان کے تعلقات میں اس باب کو بند کر کے عزت اور برابری کی بنیاد پر نئے دور کا راستہ اختیار کیا جانا چاہئے۔

یہ ایوان وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کے دو ٹوک مؤقف کی بھرپور تائید کرتا ہے اور اس سلسلے میں وفاقی حکومت کی سفارتی کوششوں کی حمایت کرتا ہے۔اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت ڈرون حملوں کے ساتھ ساتھ دہشت گردی کے حوالے سے قومی اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کو جلد بار آور کرے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان امریکہ کی جانب سے ڈرون حملوں کے مسلسل عمل کو بنیادی انسانی حقوق اور پاکستان کی آزادی، خود مختاری اور سالمیت کے خلاف قرار دیتا ہے اور اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈرون حملے مبہم اطلاعات اور اندازوں کی بنیاد پر کئے جا رہے ہیں جو کہ بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ امریکی حکومت کو باور کرائے کہ یہ حملے کسی صورت بھی قابل قبول نہیں۔امریکہ اور پاکستان کے تعلقات میں اس باب کو بند کر کے عزت اور برابری کی بنیاد پر نئے دور کا راستہ اختیار کیا جانا چاہئے۔

یہ ایوان وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کے دو ٹوک مؤقف کی بھرپور تائید کرتا ہے اور اس سلسلے میں وفاقی حکومت کی سفارتی کوششوں کی حمایت کرتا ہے۔اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت ڈرون حملوں کے ساتھ ساتھ

دہشت گردی کے حوالے سے قومی اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کو جلد بارآور کرے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان امریکہ کی جانب سے ڈرون حملوں کے مسلسل عمل کو بنیادی انسانی حقوق اور پاکستان کی آزادی، خود مختاری اور سالمیت کے خلاف قرار دیتا ہے اور اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔اس ایوان کی رائے ہے کہ ڈرون حملے مبہم اطلاعات اور اندازوں کی بنیاد پر کئے جا رہے ہیں جو کہ بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ امریکی حکومت کو باور کرائے کہ یہ حملے کسی صورت بھی قابل قبول نہیں۔امریکہ اور پاکستان کے تعلقات میں اس باب کو بند کر کے عزت اور برابری کی بنیاد پر نئے دور کا راستہ اختیار کیا جانا چاہئے۔

یہ ایوان وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کے دوٹوک مؤقف کی بھرپور تائید کرتا ہے اور اس سلسلے میں وفاقی حکومت کی سفارتی کوششوں کی حمایت کرتا ہے۔اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت ڈرون حملوں کے ساتھ ساتھ دہشت گردی کے حوالے سے قومی اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے اپنی کوششوں کو جلد بارآور کرے۔"

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس طرح کی بے شمار قراردادیں قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں پاس ہوتی رہی ہیں اور امریکہ کے کان پر کوئی جُوں نہیں رینگتی۔ میں نے کمیٹی کی میٹنگ میں بھی یہ propose کیا تھا اس کے اندر یہ اضافہ کریں کہ وفاقی حکومت Armed Forces کو حکم جاری کرے کہ وہ ڈرون طیاروں کو گرادیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، یہ کام میں نے اور آپ نے نہیں کرنا، وفاقی حکومت کا یہ کام ہے اور وہی اس معاملے کو دیکھے گی۔ یہ کام کرنے کے لئے جو مناسب وقت ہو گا اُس وقت وہ کریں گے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 449 محترمہ کنول نعمان صاحبہ کی ہے۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! محترمہ کنول نعمان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے تو وہ کہہ رہی تھیں کہ میری تحریک کو Monday تک کے لئے pending کروادیں۔

جناب سپیکر: محترمہ کنول نعمان کی تحریک کو Monday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 438۔ جناب منان خان صاحب کی ہے۔ جی، منان خان صاحب!

تحصیل شکر گڑھ واقع نور کوٹ قلعہ احمد آباد سے گزرنے والے نالہ کے خستہ حال پل کی ہنگامی بنیادوں پر مرمت کا مطالبہ

جناب منان خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ نارووال کی تحصیل شکر گڑھ میں نالہ بسنتر واقع نور کوٹ، قلعہ احمد آباد روڈ پر ہے۔ اس کے اوپر واقع پُل جو 30 سال سے پہلے تعمیر ہوا تھا اس کا ایک pillar انتہائی خستہ حال ہو چکا ہے اور اس کی وجہ سے مذکورہ پُل کسی بھی وقت کسی حادثے کا باعث بن سکتا ہے کیونکہ اس پُل پر سے ہر قسم کی ٹریفک گزرتی ہے۔ متذکرہ صورتحال سے میرے حلقہ کے عوام میں بے حد تشویش پائی جاتی ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مذکورہ پُل ہنگامی بنیادوں پر مرمت کروایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک آج پڑھی گئی ہے اس کو next week تک pending کر دیں ہم اس کا جواب منگوا لیتے ہیں۔

سرکاری کارروائی

بحث

پنجاب پنشن فنڈ برائے سال10-2009 کی رپورٹ پر عام بحث

جناب سپیکر: یہ تحریک next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈا پر پنجاب پنشن فنڈ برائے سال 10-2009 کی رپورٹ پر عام بحث ہے۔اس پر بحث کا آغاز متعلقہ وزیر کر چکے ہیں تاہم دیگر ممبران جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوادیں۔ میرے پاس اب تک صرف دو نام آئے ہیں۔ایک ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب اور دوسرا میاں محمد رفیق صاحب کا نام ہے تو میں ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنی بحث کا آغاز کریں۔آج جمعۃ المبارک بھی ہے تو 12:30 بجے آدھ گھنٹہ ٹائم بڑھایا جائے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں صرف اتنی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلی اسمبلی کے پچھلے وزیر صاحب نے پنجاب پنشن فنڈ کی اس رپورٹ کو پیش کیا تھا اور اب موجودہ اسمبلی اس کو take up کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں جی،آپ جو کچھ کہنا چاہیں، کہیں۔ جو غیر اخلاقی اور غیر قانونی بات ہو گی اُس پر میں آپ کو ٹوکوں گا باقی آپ کی مرضی ہے آپ جو چاہیں وہ بات کریں۔ جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھے اس حوالے سے پہلی بات تو یہی پیش کرنی ہے کہ تین سال کے بعد یہ رپورٹ اسمبلی کے اندر زیر بحث لائی جا رہی ہے۔اس میں طریق کار تو یہ ہونا چاہئے کہ جب fiscal year ختم ہوا ہے تو رپورٹ next fiscal year میں پیش ہو جائے یا زیادہ سے زیادہ اُس سے اگلے fiscal year میں یہ رپورٹ تفصیل کے ساتھ آ جائے تو بات کرنے کے لئے زیادہ آسانی بھی ہوتی ہے اور بات زیادہ relevant بھی بنتی ہے۔ اب تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ 10-2009 کی رپورٹ کو یہاں پر زیر بحث لائیں گے ایک اسمبلی ختم ہو گئی اور نئی اسمبلی وجود میں آ گئی ہے یہ تو "گونگلوؤں سے مٹی جھاڑنے" والی بات ہے۔

جناب سپیکر!میں نے اس رپورٹ کو دیکھنے کی جو کوشش کی ہے میں اس میں ایک تو یہ lacuna سمجھتا ہوں کہ اس میں تو یہ تفصیل ہے کہ فنڈ کتنا آیا، کہاں سے آیا اور اُس کے بعد اس میں کتنا اضافہ ہوا؟اُس کے بعد انہوں نے اس پر بڑا فخر کیا ہے کہ ہم نے ایک سال کے اندر اندر پنجاب پنشن فنڈ کی savings کو double کر دیا ہے۔اس میں انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ سٹیٹ بنک آف پاکستان نے سود کی شرح مقرر کی ہے، فلاں جگہ پر investment کرنے کے اندر یہ خطرات ہیں ہم نے ان مدات کے اندر اس لئے investment کی ہے کہ اس میں خطرات کم ہیں تو انہوں نے اس کے اندر اسی طرح کی تفصیل دینے کی کوشش کی ہے۔

جناب سپیکر!انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے,Term Deposit Receipts Pakistan Investment Bonds, Term Finance Certificates and Market Treasury Bills کے اندر investments کی ہیں یعنی سارے کے سارے پیسے اس طرح کی چیزوں کے اندر ڈال کر اُس کے اوپر جو سود وصول کیا ہے اُس پر محکمے نے بڑے فخر سے یہ بات کی ہے کہ ہم نے اس کے ذریعے سے اس کے اندر بڑا اضافہ کر لیا ہے۔اس کے بعد اس ادارے کو چلانے کے maintenance expenses مثال کے طور پر کوئی گاڑی ہے، کوئی فرنیچر ہے اس طرح کی ساری چیزیں انہوں نے اس رپورٹ میں لکھ دی ہیں۔اُس کے بعد انہوں نے اس کے اندر ایک آڈٹ رپورٹ بھی شامل کر دی ہے اور کہا ہے کہ ہم نے .KPMG Taseer Hadi & Co جو Chartered Accountants کی ایک فرم ہے۔اُس سے آڈٹ کروایا ہے اور اس میں آڈیٹر نے لکھا ہے کہ جو کچھ انہوں نے ہمیں حسابات پیش کئے ہیں اس کے مطابق ہماری یہ findings ہیں۔اس طرح ان کے ذریعے سے شاباش وصول کر کے یہ رپورٹ مرتب کرنے کے بعد اسمبلی میں پیش کر دی گئی ہے تاکہ ایوان بھی اس پر ان کو شاباش دے دے۔

جناب سپیکر:آپ شاباش دے دیں اس میں کیا مضائقہ ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!اس طرح یہ چاہتے ہیں کہ ہم شاباش لے لیں کہ ہماری یہ کارکردگی ہے۔مجھے یہ پوچھنا ہے کہ پنجاب پنشن فنڈ کس لئے ہے، کیا یہ اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس میں پیسے ڈالتے رہو، اضافہ کرتے رہو، خوش ہوتے رہو کہ اتنا فنڈ ہو گیا ہے اور اتنا سود ہم نے شامل کر لیا ہے؟آخر اس کی disbursement ہے، اس کا خرچہ ہے جو غریبوں پر خرچ ہونا ہے وہ کیسے کیسے خرچ ہوا ہے، کن مدات پر خرچ ہوا ہے اور اس کے لئے کیا طریق کار وضع کیا گیا ہے؟اس پر تو اس رپورٹ کے اندر کوئی چیز

شامل نہیں ہے۔اسی طرح انہوں نےManagerial Committee کاتذکرہ کیا ہے۔اس کمیٹی میں وزیر خزانہ، چیف سیکرٹری، چیئرمین پی اینڈ ڈی، سیکرٹری خزانہ، سیکرٹری لاء، سیکرٹری سروسز، جنرل منیجر پنجاب پنشن فنڈاور تین چار پانچ آدمیوں کے نام لکھ دیئے ہیں جو اس میں شامل ہیں۔یہ کہاں سے اور کیسے آئے ہیں؟ ظاہر ہے کہ اس میں رولز کی تشریح تو موجود نہیں ہے لیکن میں اس حوالے سے تحفظات رکھتا ہوں کہ یہ رپورٹ تصویر کا صرف ایک رُخ پیش کر رہی ہے کہ اس میں حسابات کاتذکرہ ہے اور جو لوگ کام کر رہے ہیں ان کاsalary package یہ ہے، repair پر یہ پیسا خرچ ہوا ہے، vehicle running expenses یہ ہیں، travelling, lodging, boarding کے یہ ہیں اور سٹیشنری و پرنٹنگ کے یہ اخراجات ہیں۔اس طرح کی چیزیں اس میں دی ہوئی ہیں۔مجھے تو یہ مطلوب ہے کہ جب آپ نے یہ سالانہ رپورٹ پیش کی ہے اور جو فنڈاکٹھا ہوا ہے وہ غریبوں کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: کیا میں نے پیش کیا ہے؟ یہ توانہوں نے پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں تصحیح کر دیتا ہوں کہ انہوں نے پیش کیا ہے لیکن اس میں یہ تو بتائیں کہ یہ پیسے انہوں نے کہاں خرچ کئے ہیں اور کیا پنجاب پنشن فنڈ کاادارہ اس لئے ہے کہ یہ پیسے pile up کرتے رہیں اور اس میں سود شامل کرتے رہیں؟ میں آپ کے توسط سے پورے ایوان کے دائیں اور بائیں اطراف پر بیٹھے ممبران سے درخواست کروں گا کہ میں نے جو گزارشات پیش کی ہیں اگر آپ ان کو valid سمجھتے ہیں تو ہمیں اس رپورٹ کوreject کرنا چاہئے اور آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ گزارش کریں کہ اس رپورٹ کو مکمل کیا جائے۔اس کے علاوہ غریبوں کے لئے خرچ و اخراجات کا جو معاملہ ہے اسے بھی شامل کیا جائے تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ جو پیسے اکٹھے ہوئے ہیں وہ رکھ لینے ہیں یا خرچ بھی کرنے ہیں یا یہ پیسے بنک میں پڑے رہیں اور چپکے سے reappropriation کر کے پیسا کہیں کا کہیں لگا لیا جائے۔کیا یہ سارا معاملہ چکر بازی کے لئے رکھا ہوا ہے یا اس کے ذریعے سے کسی غریب غرباء کو فائدہ پہنچانا مطلوب ہے؟

جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف کو یہ گزارش کروں گا کہ میں ذاتی طور پر اس رپورٹ کو مکمل طور پرreject کرتا ہوں اور جب تک اس کا دوسرا حصہ اس میں شامل نہیں کیا جائے گا تو اس وقت تک اس پر بحث کرنے کی کوئی بات ہی نہیں بنتی۔یہ سارا معاملہ ایسا ہے جو محکمہ شاباش لینے کے لئے کر رہا ہے آگے پتا چلے گا کہ اصل بات کیا ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔ میں اس اعتراف کے ساتھ کہ سابقادور جو2008 سے 2013تک رہاہے اس میں یہ annual report پیش کی گئی تھی پھر وقفہ ایسا آیا کہ وقفہ ہو گیا یعنی رات گئی بات گئی۔ اب اس وقت ہمارے ہاتھ میں یہ رپورٹ تھمائی گئی ہے میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے یہ رپورٹ نہیں پڑھی کہ اس میں کیا اچھا اور کیا بُرا ہے جو بھی ہے بہر حال ایک گزارش آپ کے توسط سے اس معزز ایوان میں پیش کروں گا۔ اس کے علاوہ میں مظلوم پنشنرز کی آواز حکمرانوں تک پہچانا چاہتا ہوں جو نچلے اور درمیانے درجے کے ہیں جو عرصہ ملازمت پوری کرنے کے بعد یعنی 60 یا 65 سال کے ہونے کے بعد ریٹائر ہوتے ہیں۔ اس کے بعد جب وہ پنشن کی منظوری کے مراحل میں داخل ہوتے ہیں تو ان کو کم از کم دو، تین سال پنشن کی منظوری کے لئے لگتے ہیں۔ وہ اپنی پنشن کی مسل کو ایک ٹیبل سے جب دوسری ٹیبل تک لے جاتے ہیں تو ہر جگہ ان کو اپنی پنشن میں سے کچھ فیصد حصہ پہیہ لگانے پر لگانا پڑتا ہے تو وہ مسل آگے چلتی ہے۔ ان کی پنشن جب منظور ہوتی ہے تو آدھی پنشن اس کی ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ آپ سے میری ان مظلوم خصوصاً نچلے اور درمیانے درجے کے ملازمین کے لئے درخواست ہے کہ جو ریٹائر ہونے کے بعد پنشن کی منظوری کے مراحل میں داخل ہوتے ہیں کسی طرح سے ان کے لئے آسانیاں پیدا کی جائیں یا جو ملازمین فوت ہو جاتے ہیں تو ان کے بیوگان کے لئے بے پناہ مجبوریاں اور مشکلات سامنے آتی ہیں وہ دربدر پھرتی ہیں۔ اس طرح لوگ رُل جاتے ہیں اور ان کی پنشن منظور نہیں ہوتی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کے لئے کسی طرح سے یہ آسانیاں پیدا کر دی جائیں اور اس process کو آسان بنا دیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بھی شکریہ۔ جی، مراد راس صاحب

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرے دو بھائی پہلے کہہ چکے ہیں کہ یہ رپورٹ 2010 کی ہے جس پر آج ہم بحث کر رہے ہیں۔ اب ہم ممبرز بھی different ہیں اور اس رپورٹ کا idea بھی بہت کم لوگوں کو ہے۔ ہمیں یہ ایک financial statement پکڑا دی گئی ہے۔ میرے خیال میں اگر آپ کا major finance نہ ہو تو آپ کو سمجھ نہیں آئے گی کہ اس report میں کیا لکھا ہوا ہے۔ میری ابھی یہاں بیٹھے ہوئے investment account کی income statement پر نظر پڑی تھی جس میں -/25,567,552 روپے funds operational expenses دیئے ہوئے ہیں۔ میں اس

میں تلاش کرتا رہا ہوں کہ 25 ملین روپے سے زائد کے expenses جو funds کو operate کرنے کے لئے لگائے جا رہے ہیں ان کا break down کہیں بھی نہیں دیا گیا اگر دیا گیا ہے تو مجھے بتا دیں۔ کیا صرف 25 ملین ان funds کو operate کرنے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے تو یہ کیوں لگایا جا رہا ہے؟ یہ بہت بڑی amount ہے جو pension funds کو operate کرنے کے لئے لگائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد آگے credit risk کی بات کی گئی ہے، اس میں 12 بلین کا کل fund ہے جس میں سے 3 بلین credit risk کا لکھا ہوا ہے جو almost کا total amount 25 percent بنتا ہے۔ اس سے اگلے صفحہ پر لکھا ہے کہ کمرشل بنکوں میں 3 بلین روپے پڑے ہوئے ہیں اور miscellaneous میں 172 ملین روپے پڑے ہوئے ہیں۔ Miscellaneous میں جو 172 ملین روپے ہیں یہ کوئی ایک سو، ایک ہزار یا ایک لاکھ روپے کی رقم نہیں ہے بلکہ 172 ملین روپے کی بڑی رقم رکھی گئی ہے جو pension fund کی رقم miscellaneous میں رکھی گئی ہے I think it needs to be looked into یہ 172 ملین روپے کہیں اور بھی رکھے جا سکتے ہیں یا نہیں کیونکہ یہ ایک بہت بڑی رقم ہے۔

جناب سپیکر! اس سے پہلے میں نے آپ کو 25 ملین روپے کی amount کے بارے میں بتایا تھا۔ اگر اس amount کو expense account کے اندر دیکھا جائے تو یہاں پر funds receipt for operating expenses ہیں کیونکہ وہ operating expenses کے طور پر استعمال کئے گئے تھے۔ اس کے اندر بھی آگے جائیں تو پھر 16.5 ملین روپے کے expenses add کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ جو 16.5 ملین روپے کے expenses add کئے گئے ہیں اگر ہم ان کی details میں جائیں، یہاں صفحہ نمبر پھر نہیں دیا گیا لیکن یہ Note No.7 میں ہے۔ اگر آپ اس میں دیکھیں تو 16.5 ملین روپوں میں سے salaries کا سب سے بڑا expense ہے یعنی 16 ملین میں سے 12.7 ملین صرف salaries کا ہے۔ میرے خیال میں اگر پنشن فنڈ کو چلانے کے لئے اتنی salaries چاہئیں تو پھر we need to look into the matter again کہ ان میں کمی کیسے کی جا سکتی ہے کیونکہ 16 ملین کا total expense جو یہاں لکھا ہوا ہے اس میں 12 ملین روپے سے زیادہ کی salaries ہیں۔ اس کے علاوہ ساڑھے چار لاکھ روپے کے expenses صرف vehicle running میں رکھے گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے پاس تو یہ page marking والی رپورٹ ہے۔ کیا آپ کے پاس page marking والی رپورٹ نہیں ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: نہیں۔یہاں page numbers نہیں ہیں۔

معزز ممبران: رپورٹ پر page numbers لگے ہوئے ہیں لیکن بہت dim ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: میرے خیال میں اوپر سے کچھ page numbers کٹے ہوئے ہیں اور کئی لکھے ہوئے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: کہہ رہے ہیں کہ page numbers لگے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: پھر وہ different کاپی ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ وہ کاپی لے لیں۔ صفحہ نمبر کا بھی پتا چل جائے تو بہتر ہوتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرے صرف ایک دو points ہیں جو میں ابھی بتا دیتا ہوں۔ اس رپورٹ میں vehicle running expense دیا ہوا ہے جو 469,912 روپوں کا ہے۔ پنشن فنڈ کے operating expenses کے اندر اتنا زیادہ vehicle expense ڈالنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کے علاوہ operating expenses میں travelling, lodging and boarding کے لئے تقریباً چار لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے۔

What is the point in all this because these are operating expenses of the pension fund. This is not a different company

کہ اس کے اندر ہم travelling, lodging, boarding اور vehicle expenses بھی رکھیں۔ ہمیں ایک رپورٹ پکڑائی گئی ہے جس میں تین چار major points ہیں جیسے رپورٹ کے صفحہ 12 میں دیکھیں تو expenses کے column میں funds operating expenses میں 25 ملین روپے کی figure درج ہے اس کی detail کا پتا چل جائے تو then we will be grateful کیونکہ اس میں یہ بھی clear نہیں کہ 25 ملین کس چیز کا expense ہے؟ اس کے علاوہ یہ پتا چل جائے کہ 147,195 روپے کے expenses جو miscellaneous کے اندر ہیں یہ کہاں پر ہیں اور کس چیز پر invest کئے ہوئے ہیں کیونکہ it's a very large amount کوئی چھوٹی amount نہیں ہے۔ اس کے علاوہ آخر پر میں یہی عرض کروں گا کہ تقریباً 16 ملین روپے کے

operating expenses جن میں salaries کے expenses جو12 ملین سے زیادہ کے ہیں اسی طرح vehicle, boarding, lodging and travelling کے expenses بھی ہیں وہ بھی دیکھے جائیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے تھوڑی سی توجہ دلانی ہے کہ یہ بات میں نے پہلے بھی ایوان کے سامنے رکھی تھی جس پر آپ نے یہ حکم بھی جاری فرمایا تھا کہ محکمے in time سوالات کے جوابات اسمبلی سیکرٹریٹ کو دیں تاکہ اسمبلی سیکرٹریٹ اس قابل ہو سکے کہ جس دن سوالات ایوان کے اندر پیش ہونے ہیں اُس سے ایک دن پہلے وہ سوالات ممبران کو provide ہو جائیں تاکہ وہ اپنے سوالات پر ضمنی سوال کرنے کے لئے تیاری کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ میں اس پر پہلے ہی آرڈر کر چکا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ اس پر کوئی سخت حکم جاری کریں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ ملک محمد احمد خان صاحب!

ملک محمد احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اسی رپورٹ کے صفحہ نمبر5 پر مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ جو رپورٹ پیش کی گئی ہے وہ outlook for the year 2010-11 سے متعلق ہے۔ Meaning by the report we are looking at supposed to be presented in this House in year 2009-10 جس کے بعد اس پر discussion ہونا چاہئے تھی۔ 2010-11 کا outlook ہمیشہ future کے لئے دیا جاتا ہے جبکہ previous and past activities کا outlook نہیں ہوتا۔ اب اگر یہ رپورٹ پیش ہونی تھی تو at least اس صفحہ کو اس میں سے نکال لیتے کیونکہ اس سے ایک مذاق کی صورت اس ایوان کے ساتھ بنے گی۔ یہ رپورٹ ایک public document ہے جبکہ وہ اپنے پچھلے گزرے ہوئے سالوں کی اپنی کارکردگی کے لئے outlook کی رپورٹ پیش کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے concerned Minister ضرور دیکھیں اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کی اس غلطی کو بھی ضرور check کر لیں۔

جناب سپیکر! یہ Provincial Finance Fund کیا چیز ہے اس حوالے سے میں بتاتا ہوں کہ تمام سرکاری ملازمین چاہے وہ درجہ چہارم یا گریڈ21 کی تنخواہ لیتے ہوں ہر سرکاری ملازم کی

ماہوار تنخواہ میں سے ایک خاص رقم throughout service career کاٹی جاتی ہے جسے اس Consolidated Fund کو گورنمنٹ نے manage کرنا ہوتا ہے۔ گورنمنٹ کے اس کی management میں اچھے indicators بھی ہیں اسی طرح پچھلی گورنمنٹ کا بہت اچھا indicator ہے۔ میں کوئی Finance Manager تو نہیں ہوں جیسے ڈاکٹر مراد راس نے کہا کہ اس کے لئے accounts expert ہونا ضروری ہے لیکن ایک basic outlook سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں۔ان کا یہ بڑا اچھا قدم تھا جو 2008-09 میں نہیں تھا بلکہ corporate bond/TFCs کی طرف ایک tilt تھا بے شک وہ 1.5 percent کی ایک چھوٹی figure تھی لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اُن کا شاید learning curve ہو گا یا سیکھنے کے process میں ہوں گے مگر یہ قطعاً نہیں کہا جا رہا کہ یہ equity based investments کریں۔ جب اتنے بڑے حجم کی ایک رقم حکومت پنجاب کے پاس ہے جس کے ساتھ انہوں نے welfare take care کرنی ہے اور یہ welfare take care انہوں نے ضعیف پنشنرز یا بیواؤں کی کرنی ہے۔ حکومت پنجاب کی as a welfare state سب سے بڑی responsibility اس ایوان کے سامنے بھی accountable ہو گی۔ اقتدار کا ہما جب سَر پر رہتا ہے تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں بھی اسی طرح ہی دینا پڑے گا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہ responsibility ہے جو welfare state کا concept پورا کرے گی۔ اس رپورٹ کے حوالے سے ٹھیک ہے کچھ gap آیا ہو گا یا الیکشن کا process ہو گا لیکن یہ رپورٹ 2012-13 ,2010-11 یا پچھلے ایک سال کی lack کے ساتھ نہیں آ رہی بلکہ یہ پچھلے تین سال کا deficit پورا کرنے آ رہی ہے اور یہ 2009-10 کی رپورٹ ہے۔ اب ہمیں جو دقّت ہوتی ہے یا تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اس حوالے سے فنانس منسٹر اس point کو kindly ذرا note فرمالیں اور آپ کی وساطت سے میں یہ request کروں گا کہ دنیا کے اندر پنشن فنڈ کو manage کرنے کے لئے competitive policies اپنائی جاتی ہیں۔ باہر corporate industry جو کر رہی ہے آپ بے شک equity base پر نہ جائیں کہ کہیں یہ شور نہ مچ جائے کہ equity کے اندر یہ سٹّہ کھیل رہے ہیں لیکن کم از کم اس کو competitive ratios پر لے کر جائیں جس طرح باہر corporate market کر رہی ہے۔ میری منسٹر صاحب سے استدعا ہو گی اور ساتھ ہی اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف بھی آپ کی توجہ میں مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ پنجاب پنشن فنڈ کی رپورٹ جس دن lay کی جائے تو رپورٹ lay کرنے کے ساتھ ہی expect کرنا کہ کوئی بھی شخص اس کی in detail general discussion میں حصہ لے لے گا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ویسے ہی زیادتی

ہے۔ رپورٹ پیش کئے جانے کے کم از کم ایک یا دو دن بعد اس پر general discussion کے لئے ایجنڈے پر رکھا جانا چاہئے تھا تاکہ ہم سب دیکھ لیتے کہ اس کے اندر کیا ہے اور سال 2010 جو گزر گیا اس میں کیا تھا تاکہ آنے والے سالوں میں کوئی اصلاح ہو سکے کیونکہ یہ اُن ضعیفوں، بیواؤں اور ناتواں لوگوں کا پیسا ہے جو اب اپنے طور پر کچھ کما نہیں سکتے اور ان کی تمام کفالت کی ذمہ داری حکومت پر ہے لہذا kindly in future it should be taken care of اور کم از کم ایوان کے اندر رپورٹ lay کرتے ہوئے اگلے سالوں کی پالیسیاں جو پیچھے گزر چکی ہیں ان کو یہاں پر نہ رکھیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ شُنیلارُوت صاحبہ!

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں سب سے پہلے یہ کہنا چاہوں گی کہ جس رپورٹ پر آج ہمیں بحث کرنے کے لئے کہا گیا ہے یہ 2010 کی ہے۔ میں یہ چاہوں گی کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ہر سال رپورٹ دی جائے۔ یہ بہت ہی ناانصافی ہے کہ تین چار سال بعد یہ رپورٹ ہمارے سامنے آئی ہے کیونکہ یہاں پر بہت سے ممبران اسمبلی نئے ہیں اور اُن کو پتا ہی نہیں کہ پچھلے سالوں میں کیا ہوا تھا؟ ہم بھی بہت سے اداروں کو Head کرتے ہیں بلکہ ہمیں تو یہ حکم ہوتا ہے کہ ہر سال آڈٹ ہونا چاہئے اور ہر سال رپورٹ آنی چاہئے۔ اسمبلی بھی ایک ایسا ہی ادارہ ہے جو اتنا بڑا ہے جن کے لوگوں کی تنخواہیں ہی 12 لاکھ روپے کے قریب ہیں تو میں آپ کی وساطت سے فنانس منسٹر صاحب اور سیکرٹری صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ ہر سال رپورٹ آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کی request صرف متعلقہ وزیر صاحب سے ہو سکتی ہے اور آپ اس سے آگے نہ بڑھیں۔ اس سے آگے آپ کی request نہیں ہو گی۔

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ یہ اتنا بڑا محکمہ ہے جس میں حکومت کے تمام ملازمین اس کا حصہ اور اس کے contributories ہیں لیکن اس کے اخراجات بہت ہی زیادہ ہیں اور غالباً انہی کے پیسوں میں سے یہ اخراجات کئے جاتے ہیں اس لئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ بھی ان لوگوں کے لئے بڑی ناانصافی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب وحید گل صاحب!

جناب محمد وحید گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بڑا اہم issue ہے جس پر بحث ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس رپورٹ ہے؟

جناب محمد وحید گل: جی،ابھی آئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے پڑھی ہے؟

جناب محمد وحید گل: ابھی میں پڑھ نہیں سکااور اسی لئے اس پر مکمل بحث تو نہیں کر سکتا لیکن چند تجاویز ضرور دینا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ایسی تجاویز دیں جو رپورٹ کے متعلق ہوں، رپورٹ کے متعلق ہی بات کریں اور ادھر اُدھر کی بات میں نہیں سنوں گا۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!ادھر اُدھر کی باتیں نہیں کروں گا۔ سب سے اہم issue یہ ہے کہ جس طرح سے پنشنرز بنکوں کے اندر جاکر لمبی لمبی لائنوں میں لگتے ہیں اور انہیں خواری ہوتی ہے تو اگر یہی پنشن چیک کی صورت میں ان کے گھر بھجوادی جائے اور ان کے گھر کے قریب بنک میں اسے یہ استحقاق حاصل ہو کہ وہیں سے وہ اپنی پنشن لے لیں تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر!اس حوالے سے میری ایک اور تجویز یہ بھی ہے کہ اگر ان پنشرز کو ریٹائر ہونے پر جمع ہونے والی گریجویٹی کی رقم کو حکومت پنجاب double کر کے یک مشت ادائیگی کر دے تو میرا خیال ہے کہ یہ ان کے لئے بہت بہتر ہو گا۔ شکریہ

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وقت ختم ہو رہا ہے اور منسٹر صاحب نے بھی بات کرنی ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!یہ رپورٹ جو ہے اور پنشنرز کے بارے میں غریب اور بوڑھے لوگ۔۔۔

جناب سپیکر: جناب نے اس پر تقریر کرنے کے لئے اپنا نام دینے کی زحمت تو گوارا نہیں کی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!یہ رپورٹ ایوان میں circulate ہی نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: یہ circulate ہو چکی ہے اور آج یہ دوسری دفعہ پھر پیش ہوئی ہے۔آپ نہ پڑھیں تو میں کیا کر سکتا ہوں اور 2012 میں بھی یہ رپورٹ پیش ہوئی تھی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!آج اسےcirculate کر دیں تاکہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ بڑی مہربانی آپ کی۔ جی، منسٹر صاحب!Wind up کریں۔

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): شکریہ۔ جناب سپیکر!اس حوالے سے معزز ممبران نے بہت اچھی باتیں کی ہیں جو کہ خوش آئند چیز ہے اور بحث میں حصہ لیتے ہوئے اپنا اپنا point of view دیا۔ سب سے پہلے معزز ممبران کی اکثریت کا پنشن فنڈ کے حوالے سے خیال ہے کہ شاید یہ جو رقم یا پیسا اکٹھا کیا جا رہا ہے وہ ہم نے لوگوں کی تنخواہوں سے کٹوتی کر کے کیا ہے۔ ایوان میں بیٹھے ہوئے معزز ممبران کو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ پنشن کا جو ابھی process ہے اور جو پنشن کی payments ہوتی ہیں تو وہ اسی طریقے سے جو کہ ابھی process چل رہا ہے وہ اسی حوالے سے اسی طرح سے چل رہا ہے۔ پنجاب پنشن فنڈ حکومت پنجاب نے 3۔ارب روپے سے 2007 میں قائم کیا اور اس میں کسی سرکاری ملازم کی تنخواہ سے کٹوتی یا ان کا کوئی پیسا اکٹھا نہیں کیا جاتا بلکہ حکومت پنجاب ہر سال یا ہر دو سال بعد اس میں کچھ نہ کچھ پیسے in pool کرتی ہے اور ہم یہ ایک فنڈ create کر رہے ہیں جس سے آنے والے دور میں پنشنرز کے expenses کو بہتر طور پر manage کر سکیں۔ 2008 میں جب ہماری حکومت آئی تو اس وقت یہ 3۔ارب روپے تھا لیکن حکومت پنجاب نے investments کیں اور in pool کر کے اسے بڑھایا ہے اور اس وقت ہمارے پاس 18.8۔ارب روپے ہے۔ چونکہ پنشن کا Head ہماری پنجاب حکومت کا بہت بڑا Head ہے تو ہم اسے further جیسا کہ اس میں explain کیا گیا ہے کہ اس میں investments کر کے، اس میں ہماری long term investments بھی ہیں اور اس میں ہماری short term investments بھی ہیں تو ہم اس میں invest کر کے ابھی اس میں اضافہ کرتے جا رہے ہیں اور اس وقت حکومت پنجاب کا پنشن کا expense ستّر ارب روپے سے زیادہ ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے ہر سال اس میں جب پیسے in pool ہوتے جائیں گے تو ہم اسے اتنا بڑا کر دیں گے کہ آنے والے دور میں پنشن فنڈ کو بہتر طور پر manage کر لیں۔

جناب سپیکر!یہاں پر کچھ معزز ممبران نے پنشن لیتے ہوئے دشواری کی بات کی ہے تو میں انہیں یہ بتانا چاہوں گا کہ یکم جنوری 2013 سے حکومت پنجاب کے ریٹائر ہونے والے سرکاری ملازمین کے لئے پنشن کے طریق کار کو بہت آسان کر دیا گیا ہے اور کسی بھی بنک جہاں ان کا اکاؤنٹ ہو وہاں ان کی پنشن ان کے اکاؤنٹ میں directly transfer ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے ATM اور Debit Card کی سہولت بھی پنشنرز کے لئے دے دی ہے۔ پہلے پنشن صرف نیشنل بنک سے ملتی تھی لیکن اب

تمام شیڈول بنکوں جہاں جہاں ان کے اکاؤنٹ ہیں، وہاں پر پنشن کو transfer کیا جاتا ہے۔ میری طرف سے یہی مختصر گزارشات تھیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اور اب اجلاس بروز سوموار 26۔اگست 2013 کی سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

683

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،26۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات توانائی و بہبود آبادی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب 2013 (مسودہ قانون نمبر 9 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب 2013 (مسودہ قانون نمبر 9 بابت 2013)، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان 2013 (مسودہ قانون نمبر 6 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان 2013 (مسودہ قانون نمبر 6 بابت 2013)، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان 2013 منظور کیا جائے۔

685

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

سوموار،26۔اگست2013

(یوم الاثنین،18۔شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 5بج کر2منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَ يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳۱﴾ قُلۡ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۳۲﴾

سورۃ آل عِمرَان آیات 31تا32

(اے پیغمبرؐ لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے(31) کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا(32)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

شہر طیبہ تیرے بازار مہکتے ہوں گے
تیری گلیوں سے جو سرکار ﷺ گزرتے ہوں گے
مُسکرا کر وہ ﷺ کبھی بات جو کرتے ہوں گے
خُوشبوئیں پھیلتی اور رنگ بِکھرتے ہوں گے
دِن کو سُورج بھی اُنہیں ﷺ ڈھونڈتا پھرتا ہو گا
رات کو چاند ستارے بھی مچلتے ہوں گے
جا کے جبریل نے پھر نظر اُتاری ہو گی
اُن ﷺ کے کاندھوں پہ جو حسنینؓ چہکتے ہوں گے
اُن ﷺ کے آنے میں کبھی دیر جو ہوتی ہو گی
اُن ﷺ کے معمول کے رَستے تو تڑپتے ہوں گے

سوالات

(محکمہ جات توانائی و بہبود آبادی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات توانائی و بہبود آبادی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کی طرف سے ہے لیکن محترمہ ذکیہ شاہنواز صاحبہ چونکہ ملک سے باہر ہیں لہذا جب اس محکمہ کی اگلی دفعہ باری آئے گی تو پھر اسے take up کریں گے تب تک کے لئے اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میرا سوال نمبر 697 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں بجلی پیدا کرنے کے منصوبوں کے PC-I کی تیاری و دیگر تفصیلات

*697: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر توانائی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں بجلی پیدا کرنے کے کن کن منصوبوں کا PC-I تیار ہو چکا ہے ان سے ہر منصوبہ سے کتنی کتنی بجلی حاصل ہو گی؟

(ب) یہ منصوبے کب تک مکمل ہوں گے؟

(ج) ان منصوبوں سے حاصل کردہ بجلی کس ریٹ پر عوام کو فراہم کی جائے گی؟

وزیر کانکنی و معدنیات / توانائی (جناب شیر علی خان):

(الف) حکومت پنجاب نے ایشیائی ترقیاتی بنک (ADB) کے تعاون سے بجلی بنانے کے چار منصوبے تیار کئے ہیں جن کے PC-Is منظور ہو چکے ہیں اور ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1. مرالہ ہائیڈرو پاور پراجیکٹ۔ UCC نزد مرالہ بیراج ضلع سیالکوٹ، اس کی استعداد 7.64 میگاواٹ، بجلی کی سالانہ پیداواری گنجائش اوسطاً 43.37 ملین یونٹ ہے۔
2. پاکپتن ہائیڈرو پاور پراجیکٹ۔ پاکپتن کینال نزد کمہاری والا۔ اس کی استعداد 2.82 میگاواٹ جبکہ بجلی کی سالانہ پیداواری گنجائش اوسطاً 21.89 ملین یونٹ ہے۔

3. چیانوالی ہائیڈرو پاور پراجیکٹ۔UCC ضلع گوجرانوالہ، اس کی استعداد 5.38 میگا واٹ جبکہ بجلی کی سالانہ پیداواری گنجائش اوسطاً24.41 ملین یونٹ ہے۔
4. ڈیگ آؤٹ فال ہائیڈرو پاور پراجیکٹ۔UCC نزد ضلع شیخوپورہ،اس کی استعداد4.04 میگاواٹ، جبکہ بجلی کی سالانہ پیداواری گنجائش اوسطاً27.65 ملین یونٹ ہے۔
5. حکومت پنجاب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں 2.5 میگاواٹ کا سولر پراجیکٹ لگا رہی ہے جس کی بجلی یونیورسٹی خود استعمال کرے گی۔
6. حکومت پنجاب 1.5 کلوواٹ کے 50 سولر پراجیکٹ سرکاری دفاتر میں لگا رہی ہے تاکہ عوام کو شمسی بجلی سے آگاہی ہو سکے۔
7. حکومت نے 2,10,000 سولر سسٹم طلباء کو مہیا کئے اور اس مد میں ایک ارب روپیہ موجودہ سال کے لئے بھی مختص کر دیا گیا ہے۔

(ب)

1۔ مرالہ ہائیڈرو پاور پراجیکٹ کی تکمیل November, 2014 تک متوقع ہے۔
2۔ پاکپتن ہائیڈرو پاور پراجیکٹ کی تکمیل October, 2014 تک متوقع ہے۔
3۔ چیانوالی ہائیڈرو پاور پراجیکٹ کی تکمیل February, 2016 تک متوقع ہے۔
4۔ ڈیگ آؤٹ فال ہائیڈرو پاور پراجیکٹ کی تکمیل August, 2015 تک متوقع ہے۔
5۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سولر پراجیکٹ کی تکمیل دسمبر 2014 تک متوقع ہے۔
6۔ دفاتر میں سولر پراجیکٹ رواں سال میں لگ جائیں گے۔

(ج) مندرجہ بالا منصوبہ جات سے پیدا ہونے والی بجلی کے ریٹس کا تعین حکومت پنجاب کی ذمہ داری نہ ہے۔اس کے تعین کا اختیار صرف وفاقی حکومت کے ادارہ(NEPRA) کے پاس ہے کیونکہ پیدا ہونے والی بجلی نیشنل گریڈ کے ذریعے عوام کو فراہم کی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جز(ج) میں انہوں نے کہا ہے کہ NEPRA بجلی کے ریٹ کا تعین کرتا ہے لیکن جب بجلی کے منصوبے پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے لگ رہے ہیں جن پر funding بھی پنجاب گورنمنٹ کر رہی ہے تو پھر قیمت کے تعین کا مکمل اختیار NEPRA کو دینا انصاف نہیں ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت اس قسم کا کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ بجلی کی قیمت کا تعین بھی پنجاب حکومت ہی کرے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / توانائی (جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!جہاں تک بجلی کے نرخ تعین کرنے کا سوال ہے تو NEPRAہی واحد ادارہ ہے جو بجلی کے rates کا تعین کرتا ہے۔ پاکستان میں کہیں بھی بجلی کا کوئی منصوبہ لگایا جائے گا تو اُن کو tariff کے لئے NEPRA کے پاس ہی جانا پڑے گا اور وہی determine کرتا ہے کہ کیا tariff ہو گا؟ بجلی NTDC کو بیچی جاتی ہے جبکہ consumer کو directly کوئی بجلی نہیں بیچی جاتی کیونکہ distribution company کے ذریعے بجلی دی جاتی ہے اور اس کا ریٹ بھی NEPRAہی تعین کرتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!آپ اگلا ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پنجاب کے اندر بھی نہروں کا network ہے اور کئی جگہوں پر پانی کی جھال بنتی ہے جس سے چھوٹے پیمانے پر بجلی پیدا کرنے کی گنجائش موجود ہوتی ہے۔ کیا محکمہ نے ایسا کوئی سروے کرایا ہے کہ پنجاب کی بڑی نہریں جہاں جھال بنتی ہے وہاں بجلی پیدا کرنے کے لئے hydro power plants لگائے جا سکیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / توانائی (جناب شیر علی خان):جناب سپیکر!چار hydro power projects کا ذکر جواب میں کیا گیا ہے جن پر کام شروع ہے اور یہ projects نہروں پر لگائے جا رہے ہیں۔اس کے علاوہ اکتالیس sites ایسی ہیں جو identify ہو چکی ہیں جن کے لئے interested parties نے LOIs بھی لئے ہیں جو وہاں projects لگانا چاہتی ہیں اس لئے ہم نہروں کے اوپر بھی small hydro projects لگانے کا ارادہ بالکل رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ حالیہ سیلاب میں ایک اندازے کے مطابق 80 ملین کیوبک فٹ پانی down stream سمندر میں اب تک جا چکا ہے جو ضائع ہو گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کام کرنے کا وقت تو بہت پہلے تھا لیکن اب وقت ہے کیونکہ صوبے میں بھی پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے اور مرکز میں بھی ان کی حکومت ہے۔ کالا باغ ڈیم کا منصوبہ جس کو redundant کر دیا گیا جس کی feasibility پر اربوں روپیہ پہلے بھی خرچ ہو چکا ہے۔ کل مجھے وفاقی وزیر منصوبہ بندی کا بیان پڑھ کر بہت افسوس ہوا جنہوں نے کہا کہ اس سے قومی یکجہتی میں نقصان ہو گا۔

اس منصوبے کے حوالے سے ٹیکنوکریٹس کی مسلسل رائے ہے کہ یہ ایک feasible منصوبہ ہے جس کی تیاری کے لئےfeasibility studies ہوئیں اور اس پر اربوں روپیہ خرچ ہوا۔ ظاہر ہے جب feasibility study بن رہی تھی تو یہ ساری چیزیں اس وقت کے لوگوں کے پیش نظر تھیں۔ اس وقت اس کو feasible قرار دیا گیا، اس پر اتنا زیادہ پیسا خرچ ہوا، وہاں پر سٹاف کے لئے کالونی بن گئی اور مشینری پہنچ گئی لیکن اس کے بعد یہ منصوبہ politicize ہو گیا جس کے نتیجہ میں اس کی تعمیر نہ ہو سکی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں جن صوبوں کے تحفظات ہیں ان کو دُور کرنے کے لئے قومی سطح پر ایک کوشش ہمیں از سر نو کرنی چاہئے اور ٹیکنوکریٹس کو بھی اس میں شامل کرنا چاہئے۔ اسی طرح صوبہ سندھ یا صوبہ خیبر پختونخواہ کے جو تحفظات ہیں ہمیں ان کو بھی take up کرنا چاہئے اور محنت کرنی چاہئے کیونکہ یہی وہ بڑا منصوبہ ہے جو feasible ہے۔ آپ بھاشا ڈیم بنانا چاہتے ہیں جس کو تعمیر ہونے میں بہت دیر لگے گی لیکن سب سے پہلے کالا باغ ڈیم ہی بن سکتا ہے۔ سیلاب کا پانی جو down stream گیا ہے اس میں سے کالا باغ ڈیم کی 60 capacity ملین کیوبک فٹ ہے یعنی یہ پانی کالا باغ ڈیم میں رُک جاتا تو اتنا بڑا نقصان نہ ہوتا کیونکہ پنجاب کے اندر جنوبی پنجاب اور سندھ اس وقت سیلاب کی مار پر ہیں جس سے بے شمار نقصان ہو رہا ہے اور انسانی جانیں بھی ضائع ہو گئی ہیں۔ یہ بڑی بے وقوفی اس حوالے سے بھی ہے کیونکہ باہر کی دنیا دیکھتی ہے کہ پاکستان کتنا پانی down stream ضائع کر دیتا ہے۔ میں وزیر موصوف سے کہوں گا کہ کیا حکومت پنجاب یہ سفارش وفاقی حکومت کو کرنے کے لئے تیار ہے کہ کالا باغ ڈیم کے لئے از سر نو قومی اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے محنت کی جائے جس میں ہم پورا تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: جی، انہوں نے اچھی بات کی ہے۔ منسٹر صاحب! وہ جو فرما رہے ہیں اس کا جواب دیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / توانائی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! کالا باغ ڈیم کے حوالے سے although یہ سوال میری منسٹری سے relate نہیں کرتا لیکن کالا باغ ڈیم کے حوالے سے معزز ممبر نے کہا کہ یہ feasible project ہے جس میں کوئی شک نہیں کہ It is a feasible project مگر create consensus کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: جی، چاروں صوبوں کا اتفاق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات / توانائی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! جب تک چاروں صوبوں کی رائے اس کے حق میں نہیں ہو گی تب تک اس کی تعمیر سے نقصان زیادہ ہو گا اور فائدہ کم ہو گا لیکن ملک

کی یکجہتی کے لئے یہ ضروری ہے۔ جہاں تک آپ نے کہا کہ اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے تو آپ initiativeلیں ہم انشاءاللہ آپ کے ساتھ ہوں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: انہوں نے تو initiativeلے لیا ہے بلکہ آپ کو کہہ دیا ہے کہ ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جی، ہم ان کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر: وہ فرمارہے ہیں کہ ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔آپ اُن سے اور کیا چاہتے ہیں؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی ضمنی سوال پوچھ لیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! جز(ج) کے اندر منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ بجلی کے rates کا تعین NEPRA کرتی ہے لیکن جز(الف) کے پوائنٹ نمبر5 میں کہا گیا ہے کہ حکومت پنجاب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں2.5 میگاواٹ کا solar projectلگا رہی ہے جس کو utilizeبھی وہ خود ہی کرے گی لیکن یہ NEPRA یا نیشنل گرڈ میں کیوں نہیں جارہا کیونکہ اس میں بھی حکومت کے ہی پیسے لگنے ہیں۔ باقی تمام hydro projects نیشنل گرڈ میں جارہے ہیں لیکن یونیورسٹی کی اگر2.5 میگاواٹ utilization نہیں ہے اور وہ نیشنل گرڈ میں جائے تو ہو سکتا ہے کہ اس کے آس پاس کے دیہات اور علاقے بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر: وہ solar projectہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / توانائی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! بہاولپور یونیورسٹی کے اندر یہ solar projectلگایا جارہا ہے اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ نیشنل گرڈ میں کیوں نہیں دیا جا رہا تو captive powerلگانے کی اجازت ہے۔ پاکستان اور پنجاب میں بہت ساری انڈسٹریاں ایسی ہیں جو captive powerصرف اپنی consumption کے لئے produce کرتی ہیں اور نیشنل گرڈ میں نہیں دیتیں جس کی اجازت ہے۔ اس کا tariff بھی اس لئے determine نہیں کیا جاتا کیونکہ وہ خود consume کرتی ہیں۔ بہاولپور یونیورسٹی کے اندر2.5 میگاواٹ کا solar projectلگایا جارہا ہے اور اس وقت وہ MEPCO سے دو میگاواٹ بجلی لیتے ہیں۔ جب ان کا اپنا solar projectلگ جائے گا تو بجلی کی بچت ہو گی اور یہ دو میگاواٹ بجلی نیشنل گرڈ میں for other consumers to utilize available ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اگلا سوال بہبود آبادی سے متعلقہ ہے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! میں بھی ایک ضمنی سوال کرنے کی اجازت مانگتا ہوں۔

جناب سپیکر: چونکہ آج سوال تھوڑے ہیں اس لئے آپ کو بھی اجازت ہے۔جی، ضمنی سوال کریں۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! میری وزیر موصوف سے درخواست ہے کہ کیا وہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ انہوں نے جن منصوبہ جات کا تذکرہ جواب میں کیا ہے، کیا یہ بجلی کے shortfall کو meet کرنے کے لئے کافی ہیں یا اُن کی منصوبہ بندی اس سے ہٹ کر بھی کچھ ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / توانائی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یقیناً سردار صاحب کو یہ پتا ہو گا کہ ان چھوٹے چھوٹے منصوبوں سے پنجاب کے shortfall کو پورا نہیں کیا جا سکتا and for that we need larger projects جن کے اوپر کام کیا جا رہا ہے اور آپ نے دیکھا ہو گا کہ coal fair projects جو آ رہے ہیں ان سے انشاء اللہ یہ shortfall پورا کر لیا جائے گا۔

محترمہ ارم حسن باجوہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں چونکہ آج سوال کم ہیں اس لئے میں آپ کو موقع دے رہا ہوں۔

محترمہ ارم حسن باجوہ: جناب سپیکر! ہمارے ملک میں جیسے ہر سال بارشیں ہوتی ہیں تو اگر ہم دوسرے ممالک جن میں ملائشیا اور بنگلہ دیش وغیرہ ہیں کے ساتھ اس کا مقابلہ کریں تو انہیں بھی اس کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان کے پاس پانی کو سٹور کرنے کا طریق کار ہے جس کے لئے انہوں نے tunnels بنائی ہوئی ہیں تو کیا ہماری حکومت پانی کے storage کو look after کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ وہ اس پانی کو safe کرنے اور زرعی ضروریات پورا کرنے کے لئے آنے والے وقت میں استعمال کیا جا سکے تاکہ خشک سالی کا بھی مقابلہ کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / توانائی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یہ Irrigation سے related سوال ہے but اس کے اندر small dams بنائے جا رہے ہیں جن سے ضائع ہونے والے پانی کو ذخیرہ کیا جا سکے گا جبکہ پنجاب حکومت نے پچھلے سال بھی اور اس سال بھی اس کے لئے پیسے رکھے ہیں اور انشاء اللہ زیادہ reservoirs create کئے جائیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ precedent میرے لئے بھی رکھیں گے؟

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ایسا نہیں ہو گا کیونکہ آج سوال ایک ہی ہے لہذااس پر اگر زیادہ ضمنی سوال بھی کر لیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ہم یہاں پر کسی مقصد کے لئے بیٹھے ہیں۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر!شوگر ملوں سے بھی حکومت بجلی لے رہی ہے جیسے رحیم یار خان میں "حمزہ شوگر ملز" نے اپنی تحصیل میں قریبی علاقوں میں بجلی دی ہے اور اسی طرح پنجاب میں کافی شوگر ملز ہیں تو اگر آپ ان کے ساتھ contract کر رہے ہیں تو کیا یہ فائدہ مند ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / توانائی (جناب شیر علی خان): شوگر ملوں کے اوپر جو bagasse based energy ہے اس کو بنانے کا ہم بالکل ارادہ رکھتے ہیں اور ہم پنجاب کی تمام 48 شوگر ملوں کو encourage کر رہے ہیں کہ وہ اپنی capacity بڑھائیں اور grid connectivity بھی ہم دے رہے ہیں تاکہ وہ بجلی گرڈ کے اندر جو اپنی کھپت سے زیادہ produce کریں گے وہ ہم خریدنے کے قابل ہو جائیں۔

جناب سپیکر: یہ جناب فیضان خالد ورک صاحب کا سوال نمبر 3 ہے جس کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ جس طرح سے ہم نے پہلے ایک سوال کو pending کیا ہے تو اگلا سیشن جب آئے گا تو ہم اس وقت اسے take up کر لیں گے کیونکہ منسٹر صاحبہ ملک سے باہر ہیں لہذااس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر!pending تو کر دیں لیکن اس کا جواب تو ابھی نہیں آیا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!اس حوالے سے محکمہ جات کو direction دیں کہ وہ بروقت جواب دیا کریں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب!میں نے انہیں تین ماہ کا وقت دیا ہوا ہے۔اگر اسے تین ماہ ہو گئے ہیں تو پھر ہم اس کا notice ضرور لیں گے اور اگر تین سے پہلے کا ہے تو پھر خاموشی اختیار کریں۔اب ہم توجہ دلاؤ نوٹسز لیتے ہیں۔جناب جاوید اختر کا توجہ دلاؤ نوٹس 132 ہے جو کہ 22۔اگست 2013 کو pending ہوا

تھا۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا سےof dispose کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 134 ہے جو کہ سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کا ہے۔

لاہور: تین کروڑ روپے مالیت کے سونے کی ڈکیتی وتاجر کے قتل کی تفصیلات

سردار وقاص حسن مؤکل: شکریہ۔ جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بحوالہ روزنامہ " نئی بات "لاہور مورخہ 2013-8-20 کیا یہ درست ہے کہ گوالمنڈی لاہور کے علاقے سے پانچ کار سوار ڈاکوؤں نے رنگ محل کے ایک سنار اور اس کے ساتھی کو اغواء کیا اور مناواں کے علاقے میں لے گئے جہاں ان سے تین کروڑ روپے مالیت کا سونا لوٹ لیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مزاحمت پر ایک معنوی کو قتل اور دوسرے کو شدید زخمی کر کے ڈاکو فرار ہو گئے؟

(ج) مذکورہ بالا واقعہ کا مقدمہ کہاں درج ہوا اور ڈاکوؤں کی گرفتاری میں کیا پیشرفت ہوئی ہے، ایوان کو تازہ ترین صورتحال سے مطلع کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس توجہ دلاؤ نوٹس کے جواب کا تھوڑا سا حصہ اس لئے پڑھنا چاہوں گا کہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے معزز ممبران کو بھی اس بات کا اندازہ ہو کہ اس طرح کے جرائم کو روکنے کے لئے نہ صرف ملزمان کے خلاف قانون حرکت میں آئے بلکہ لوگوں کو اس بات کا بھی تھوڑا بہت احساس ہونا چاہئے کہ وہ ایسے عمل میں داخل نہ ہوں کہ جس میں بالکل venerability بہت زیادہ ہو۔ اس ایف آئی آر کے مدعی خود یہ بات تحریر کروا رہے ہیں کہ میں خالص سونے کی خرید و فروخت کا کاروبار کرتا ہوں۔ مورخہ 2013-08-19 کو بوقت ایک / دو بجے دوپہر میں اپنے ملازم کاشف ولد واجد علی کے ساتھ شہزاد بٹ "جاپان سنٹر والے "کو سونے کی delivery دینے کے لئے اپنی دکان سے نکلا جو کاشف نے قمیض کی اندرونی جانب بیلٹ میں پچاس piece خالص سونے کے بسکٹ بوزن 5832 تولے جن کی مالیت تقریباً تین کروڑ روپے بنتی ہے، وہ رکھ لئے اور موٹر سائیکل پر ہم دونوں سوار ہو گئے۔ جب یہ آگے گئے ہیں تو وہاں پر کار میں کچھ لوگ آئے ہیں جنہوں نے ان لوگوں کو apprehend کیا اور اس کے بعد پھر انہوں نے وہ سونا بھی ان سے لیا اور ان پر فائرنگ بھی کی جس کے نتیجے میں ملازم کاشف زخمی ہوا اور پھر زخموں

کی تاب نہ لاتے ہوئے ہلاک ہو گیااور یہ خود زخمی ہیں۔ بہر حال ان کا موبائل data بھی لیا گیا ہے اور ان کے کاروبار میں جو لوگ involve ہیں، جن کے علم میں یہ تھا کہ اتنی بڑی مالیت کا سونا لے کر محض یہ دو آدمی جن کے پاس کوئی ہتھیار بھی نہیں ہے اور کوئی حفاظت کا انتظام بھی نہیں ہے جو کہ موٹر سائیکل پر جا رہے ہیں تو اس کے متعلق کوئی information ملی ہے۔ اس معاملے کی تفتیش in progress ہے اور انشاء اللہ بہت جلد ملزمان کو گرفتار کر کے انصاف کے کٹہرے میں پیش کیا جائے گا۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! اس واقعہ کی ایف آر درج ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس واقعہ کا مقدمہ نمبر 13/417 مورخہ 19-8-2013 بجرم 302,365,394 تھانہ گوالمنڈی، لاہور ہے۔

جناب سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

تحریک التوائے کار اور تحریک استحقاق بلا باری take up کرنے کی استدعا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ پرسوں لاہور کے اندر ایک بڑا ہی بدترین سانحہ اور واقعہ رونما ہوا جس میں ایک سیاسی پارٹی تحریک انصاف کے قائدین، اسمبلی کے ایم پی ایز اور پارٹی کی لیڈر شپ کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا گیا، لاٹھی چارج ہوا اور وہاں پر ایسی حرکت کی گئی جس کی مثال جمہوری تاریخ میں نہیں ملتی۔ آج ہم نے ایک تحریک التوائے کار اس واقعہ کے حوالے سے جمع کرائی ہے اس کو out of turn لیا جائے۔ اسی طرح ایک تحریک استحقاق ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی ہے جو اس ایوان کی معزز ایم پی اے ہیں۔ ان کو پولیس نے گھسیٹا، ان سے بدسلوکی کی، تشدد کیا، کئی سو فٹ تک گھسیٹتے ہوئے ٹرک میں ڈالا اور گرفتار کر کے لے گئے۔ وہ واویلا

کرتی رہیں اور کہتی رہیں کہ میں ممبر اسمبلی ہوں آپ میرے ساتھ اس طرح کا سلوک کیوں کر رہے ہیں؟ میری آپ سے درخواست ہے کہ ہمیں تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار کو out of turn لینے کی اجازت دیں تاکہ اس پر بحث کا آغاز کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار پر تو بحث نہیں ہو پائے گی آپ اس بات کو جانتے ہیں۔ تحریک استحقاق تو میرے پاس نہیں آئی وہ ابھی process میں ہے وہ ابھی receive ہوئی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم نے صبح 11 بجے کی جمع کروائی ہوئی ہے۔ اگر حکومتی بنچوں کی طرف سے کوئی تحریک آئے تو وہ پندرہ منٹ کے اندر تمام process complete ہو کر یہاں serve ہو جاتی ہے اور یہ اتنا اہم مسئلہ ہے جس پر پورے پنجاب کے اندر اور ملک کے اندر دن رات بات ہو رہی ہے اس کے حوالے سے اتنی تاخیر ہو رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ routine کے procedure کو suspend کر کے ہماری ان تحاریک پر، جس طرح وزیر قانون نے یقین دہانی کرائی ہے ہمیں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: تحریک استحقاق پر بحث نہیں ہوتی۔ ابھی میرے پاس آفس کی طرف سے اس کا نوٹس نہیں آیا۔ چلیں، محترمہ! آپ تحریک استحقاق پیش کریں۔

لاہور پولیس کا معزز خاتون ممبر اسمبلی کے ساتھ تحقیر آمیز رویّہ

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 24۔اگست 2013 بروز ہفتہ پاکستان تحریک انصاف کے قائدین اور کارکنان صوبائی اسمبلی پنجاب کے حلقہ پی پی۔150 کے انتخاب کے نتائج کو تبدیل کرنے پر پُرامن احتجاج کر رہے تھے۔ اس موقع پر لاہور پولیس کی جانب سے بدترین لاٹھی چارج کیا گیا، کارکنان اور لیڈر پرامن تھے صرف احتجاجی نعرے لگا رہے تھے۔ پولیس اہلکاران نے مجھے گھسیٹتے ہوئے گاڑی میں ڈالا اور گرفتار کر کے پولیس سٹیشن لے گئے۔ میرے بار بار بتانے کے باوجود کہ میں ممبر پنجاب اسمبلی ہوں لیکن پولیس نے ایک نہ سنی اور نہایت تحقیر آمیز رویّہ اختیار کرتے ہوئے مجھے زبردستی گرفتار کر لیا۔ پولیس

کے اس ناروا سلوک سے نہ صرف میرا بلکہ پورے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس پر تو بحث نہیں ہوتی یہ بحث تو تحریک التوائے کار پر ہوتی ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دو دن قبل جو واقعہ پیش آیا ہے اس کے بارے میں میری آپ کے آفس میں بھی لیڈر آف دی اپوزیشن سے بات ہوئی ہے اور میں نے انہیں وہاں پر بھی یقین دلایا تھا اور on the floor of the House انہیں یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک احتجاج کا حق اور آزادئ رائے کی بات ہے تو اس ملک میں آج جمہوری دور ہے اور آج سب کو اظہارِ رائے کی آزادی ہے۔ ہم نے تو اظہارِ رائے کی آزادی کے لئے اُس وقت عَلم بلند کیا جب اظہار رائے کی آزادی باہر سڑک یا کسی چوک پر تو درکنار اس معزز ایوان میں بھی نہیں تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس معزز ایوان میں حکمرانوں کے خلاف بات کرنے کی سزا بھی کوئی لاٹھی چارج یا جیل نہیں تھی بلکہ ٹارچر سیل تھے۔ ہم جماعتی طور پر بھی اس کا دعویٰ رکھتے ہیں اور کرتے ہیں اور میں ذاتی طور پر بھی اس بات کا دعویٰ رکھتا ہوں کہ اظہارِ رائے کی آزادی کے لئے ہم سے بڑھ کر کسی نے struggle اس ملک میں نہیں کی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس اظہارِ رائے کی آزادی کو، اس معزز ایوان کے تقدس کو اور اس معزز ایوان میں بیٹھے ہر ممبر کے اظہارِ رائے کی آزادی کو ہم نے جس طرح سے fight out کیا ہے ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ensure کریں گے اور اس کا ہر طرح سے دفاع بھی کریں گے۔ اُس دن جو واقعہ ہوا ہے جو بھی فرد وہاں پر on duty تھا یہ خالصتاً اُس کا اپنا فیصلہ تھا کہ مال روڈ کو بلاک نہیں ہونے دیا جانا چاہئے کیونکہ یہ قانون کے خلاف ہے لیکن اگر وہاں پر کوئی تجاوز ہوا، وہ جب حکومت کے علم میں آیا اور ہم تک وہ بات پہنچی تو وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے فوری طور پر اس کا حکم دیا کہ ان معزز ممبران اسمبلی کو، لیڈر آف اپوزیشن بھی ساتھ تھے ان کو اور جو ہمارے معزز ممبر ہیں، میں یہ دوبارہ کہنا چاہتا ہوں کہ تحریک انصاف کے وہ معزز سیاسی رکن کیونکہ ہر سیاسی رکن خواہ اس کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہمارے لئے معزز ہے ان کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔ اس کی انہوں نے اپنے طور پر بھی انکوائری آرڈر کی ہے کہ

آیااس میں کوئی تجاوز ہوا ہے یا نہیں ہوا؟ جس طرح محترمہ نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے تو میں اس کو endorse کرتا ہوں آپ اس کو کمیٹی کے سپرد کریں۔ کمیٹی بیٹھے، اس پورے معاملے کو enquire کرے اور میں یقین دلاتا ہوں کہ حکومتی سطح پر ہونے والی انکوائری اس ایوان کی کمیٹی کی انکوائری کے تابع ہو گی۔ یہاں پر معزز ممبران بیٹھ کر اس کے متعلق جو بھی فیصلہ کریں گے، اگر وہ فیصلہ کریں گے کہ کسی جگہ پر کوئی تجاوز ہوا ہے تو حکومت اُس فیصلے کی پابندی کرے گی۔

جناب سپیکر: میں نے ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ اور محترم لاء منسٹر کی بات سن لی ہے۔ میری اور اس معزز ایوان کے تمام ممبران کی یہی رائے ہے کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے لہذا اس کو کمیٹی نمبر2 کے سپرد کیا جاتا ہے۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس سے متعلقہ جو میری اصل تحریک التوائے کار ہے میں اُس پر بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: میں آپ کو ٹائم دوں گا، ضرور دوں گا اور بہت جلد دوں گا don't worry۔ ابھی تحریک التوائے کار کا وقت شروع ہونے والا ہے اس میں آپ کی تحریک التوائے کار کو ضرور لیا جائے گا۔ جن معزز ممبران کی تحاریک التوائے کار پڑھنے والی رہتی ہیں اب ان کو لیتے ہیں پھر میں بعد میں اِن کا جواب لوں گا۔ میں میاں صاحب کو floor دینے والا ہوں۔ محترمہ کنول نعمان صاحبہ! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 473/13 ہے۔

سرکاری گوداموں سے گندم کے اجراء کا مطالبہ

محترمہ کنول نعمان: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 20۔اگست2013 کی خبر کے مطابق لاہور پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن (پنجاب) کے چیئرمین حاجی حبیب الرحمٰن لغاری نے کہا ہے کہ غلہ منڈیوں میں گندم کی قیمتوں میں اضافے کے باعث ملوں کے لئے آٹے کی پسائی گھاٹے کا سودا بن گیا ہے۔ گزشتہ روز نیوز کانفرنس کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ غلہ منڈیوں میں گندم کی قیمتوں میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے اگر صوبائی حکومت نے فوری طور پر

سرکاری گوداموں سے گندم کا اجراء شروع نہ کیا تو کسی بھی وقت صوبے میں آٹے کی قلت پیدا ہو سکتی ہے۔انہوں نے کہا کہ گزشتہ روز لاہور اور راولپنڈی میں گندم کے نرخ -/1440 روپے فی من کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئے تھے جس کے اعتبار سے مارکیٹ میں آٹے کے 20 کلو گرام کے تھیلے کی قیمت -/820 روپے ہونی چاہئے لیکن ملیں آٹا -/780 سے -/790 روپے فی تھیلا فروخت کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملیں آٹے کی قیمتوں میں اضافے کا مطالبہ نہیں کر رہیں۔حکومت جن نرخوں پر گندم کا اجراء کرے گی اسی اعتبار سے آٹے کی قیمت کا تعین کیا جائے گا کیونکہ فلور ملیں مزید نقصان برداشت کرنے کی قوت نہیں رکھتیں۔انہوں نے کہا کہ رواں سال حکومت نے پچھلے سال کے مقابلے میں 9لاکھ ٹن اضافی گندم کی خریداری کی ہے اور اس وقت غلہ منڈیوں میں گندم کی قلت ہے چنانچہ حکومت کو فوری طور پر سرکاری گوداموں سے گندم کا اجراء شروع کرنا چاہئے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، آپ کا بہت شکریہ۔لاء منسٹر صاحب! آپ کے پاس اس کا جواب ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج ہی اس کا notice موصول ہوا ہے۔اس کو next session تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، pending till next session. اگلی تحریک التوائے کار نمبر 475 محمد عارف عباسی صاحب اور محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کی طرف سے ہے۔

پنجاب کے تعلیمی اداروں کی ناقص کارکردگی سے طلباء کے والدین کو پریشانی کا سامنا

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ دنیا مورخہ 20۔اگست 2013 کی خبر کے مطابق لاہور بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن نے نویں جماعت کے سالانہ امتحانات کے نتائج کا اعلان کر دیا، جس میں کامیابی کا تناسب 39.48 فیصد رہا۔لاہور بورڈ کے زیر اہتمام ہونے والے سالانہ امتحانات میں کل 2لاکھ 4ہزار 975 امیدواروں نے حصہ لیا جن میں سے 84ہزار 868 کامیاب رہے۔پنجاب کے دیگر بورڈوں نے بھی نتائج کا اعلان کر دیا ہے۔فیصل آباد بورڈ میں کامیابی کا تناسب 40.25 فیصد رہا۔تعلیمی

اداروں کی ناقص کارکردگی سے نہ صرف طلباء کے والدین بلکہ پورے پنجاب کی عوام میں تشویش کا شدید احساس پایا جارہا ہے کہ پنجاب حکومت کی طرف سے اربوں روپے اساتذہ کی تنخواہوں اور مراعات پر خرچ کئے جاتے ہیں لیکن تعلیمی معیار روبہ زوال ہے جو ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت سرکاری سکولوں میں تعلیمی معیار گرایا جارہا ہے تاکہ والدین مجبور ہو کر اپنے بچوں کو پرائیویٹ سکولوں میں داخل کروائیں۔ تجویز ہے کہ ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس اور اساتذہ کو کامیابی کے واضح ٹارگٹ دیئے جائیں اور ٹارگٹ سے کم رزلٹ آنے پر ان کے خلاف کارروائی کی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس کو next session تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، pending till next session. اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 476 سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کی طرف سے ہے۔

سرکاری کالجوں کے گرتے ہوئے معیار تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے اساتذہ کو واضح ٹارگٹ دینے کا مطالبہ

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ قومی اخبارات کے مطابق پنجاب یونیورسٹی بی اے / بی ایس سی کے سال 2013 کے نتائج کے اعلان کے مطابق کامیابی کا تناسب صرف 37.28 فیصد رہا جو کہ نہایت مایوس کن ہے۔ حکومت تعلیمی شعبے پر اربوں روپے کے سالانہ اخراجات کر رہی ہے لیکن سرکاری کالجوں کی کارکردگی افسوسناک حد تک گر چکی ہے جبکہ پرائیویٹ کالجوں کا رزلٹ گورنمنٹ کے تعلیمی اداروں سے کہیں بہتر ہے۔ عوام الناس اور تعلیم سے منسلک حلقوں نے اعلیٰ حکام سے پُرزور مطالبہ کیا ہے کہ گرتے ہوئے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں اور کالجوں کے پرنسپل اور اساتذہ کو کامیابی کے واضح ٹارگٹ دیئے جائیں اور ٹارگٹ سے کم رزلٹ آنے پر ان کے خلاف کارروائی کی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے نمبر475اور476دونوں کو اکٹھا کر لیا جائے۔ راناصاحب!اب اس کا کیا کیا جائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! اس کا بھیnoticeآج ہی موصول ہوا ہے اس کو بھیnext sessionتکpendingفرمادیں۔

جناب سپیکر:جی،.pending till next session اب اگلی تحریک محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی طرف سے ہے۔

صوبہ میں سیلاب زدگان کی امداد کے لئے چندہ اکٹھا کرنے والے گروپس کی مانیٹرنگ کرنے کا مطالبہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں حالیہ سیلاب نے صوبہ بھر میں تباہی مچادی ہے اور ہر علاقہ پانی میں ڈوب گیا ہے۔ ہزاروں لاکھوں گھر اور اربوں روپے کی فصلات تباہ و برباد ہو گئی ہیں، ہزاروں مویشی مر گئے ہیں۔ سیلاب زدگان کی بحالی کے لئے مالی امداد اکٹھا کرنے کے لئے مختلف سیاسی و غیر سیاسی تنظیموں نے چندہ اکٹھا کرنے کی مہم شروع کر رکھی ہے۔ان تنظیموں کے نمائندوں اور مختلف گروپس نے بھی چندہ اکٹھا کرنے کے لئے صوبہ کے تمام شہروں، چوراہوں اور سڑکوں پر کیمپس لگا لئے ہیں اور وہ لوگوں سے چندہ اکٹھا کر رہے ہیں لیکن اس چندہ کے بارے میں یہ پتا نہیں کہ وہ سیلاب زدگان تک پہنچ رہا ہے یا نہیں۔اس بارے میں حکومت کو چاہئے کہ وہ ان گروپس کی مانیٹرنگ کرے تاکہ چندہ سیلاب زدگان تک پہنچ سکے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر:جی،راناصاحب!آپ بتائیں اس کا کیا کریں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! اس کو بھیnext sessionتکpendingفرمادیں۔

جناب سپیکر:.pending till next session جی، محترم قائد حزب اختلاف!

لاہور مال روڈ پر تحریک انصاف کے قائدین اور معزز ممبران حزب اختلاف کے احتجاجی کیمپ پر پولیس کا دھاوا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ روز نامہ "نوائے وقت "25۔اگست2013 کی خبر کے مطابق حالیہ ضمنی الیکشن میں صوبائی دارالحکومت حلقہ پی پی۔150 میں مبینہ دھاندلی کے خلاف تحریک انصاف کی طرف سے گزشتہ روز مال روڈ سے ملحقہ گرین بیلٹ پر لگائے گئے بھوک ہڑتالی کیمپ پر پولیس نے دھاوا بولتے ہوئے کیمپ اکھاڑ کر پھینک دیا۔ لیڈر آف دی اپوزیشن پنجاب اسمبلی میاں محمود الرشید، پنجاب اسمبلی کی ممبر ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ، صوبائی صدر اعجاز چودھری، عندلیب عباس سمیت پی ٹی آئی کے 60 سے زائد کارکنوں اور رہنماؤں کو گرفتار کیا گیا۔ احتجاجی پروگرام میں وقفہ وقفہ سے لیڈر اور کارکن گرفتار کئے جاتے رہے۔ پولیس نے قائدین اور خواتین کارکنوں پر زبردست لاٹھی چارج کیا۔ پی ٹی آئی کے کارکن حکومت کے خلاف نعرہ بازی کرتے رہے۔ میاں محمد اسلم اقبال ایم پی اے، ڈاکٹر مراد راس، ایم پی اے، محترمہ سعدیہ سہیل رانا ایم پی اے اور محترمہ شُنیلا رُوت ایم پی اے نے ورکروں کی بڑی تعداد کے ساتھ وہاں مطالبہ کیا کہ ہمارے قائدین اور ورکر رہا کئے جائیں۔ صوبائی صدر پی ٹی آئی اعجاز چودھری کا کہنا ہے کہ وہ پُرامن احتجاج کر رہے تھے مگر پولیس نے انہیں زبردستی گھسیٹ کر گاڑی میں ڈال لیا۔ ڈاکٹر نوشین حامد، ایم پی اے سے بدتمیزی کی اور وہاں پر موجود دو درجن سے زیادہ کارکن جو نعرے مار رہے تھے ان کو بھی گرفتار کر لیا۔ پولیس نے ان پر اور ان کے ساتھیوں پر تشدد شروع کر دیا اور ان کو گھسیٹتے ہوئے وہاں سے لے گئے۔ قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید وہاں پر پہنچے اور انہوں نے کہا کہ جمہوری دور میں پُرامن احتجاج سب کا حق ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ اپنی طرف سے پیش کر رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اپنی طرف سے پیش کر رہا ہوں لیکن اخبار کی لکھی ہوئی پڑھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، جی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): ہمارے کارکن رہا کئے جائیں حکومت غنڈہ گردی پر اتر آئی ہے ہم پرامن احتجاج کر رہے تھے کسی نے ٹریفک بلاک نہیں کی مگر حکومت کے کہنے پر ہمارے کارکنوں پر تشدد کیا گیا ہے۔اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں شدید بے چینی،اضطراب اور اشتعال پایا جاتا ہے لہذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر!اس میں ابھی۔۔۔

جناب سپیکر: جی،86 rule پڑھ لیں۔پھر اس کے بعد آپ جو کہیں گے اس کے مطابق چلیں گے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ نہیں بولیں گے۔آپ کی مہربانی، میری اور ان کی بات ہو رہی ہے۔آپ کا شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میں نے آپ سے عرض کیا ہے کہ routine کے Rules and Procedures ہیں آپ ان کو معطل کر کے اس مسئلہ پر بحث کی اجازت دے دیں۔یہ اس ایوان کے اندر اکثر ہوتا ہے کہ جب بھی ٹریژری بنچوں کی مرضی ہوتی ہے آپ سارے rules suspend کر کے اس مسئلہ پر بات کر لیتے ہیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: میاں صاحب!میں آپ کے فائدے کی بات کر رہا ہوں۔ذرا راناثناء اللہ صاحب کی بھی بات سن لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اسی واقعہ سے متعلق ایک تحریک استحقاق یہ معزز ایوان سپیشل کمیٹی نمبر2 کے سپرد کر چکا ہے۔اگر قائد حزب اختلاف کا اصرار ہے تو بے شک آپ اس میں کوئی time fix فرما دیں کہ within such and such days میں وہ استحقاق کمیٹی یا سپیشل کمیٹی نمبر2 اس کی رپورٹ پیش کرے۔اب اس کی رپورٹ آنے سے پہلے اسی واقعے پر adjournment motion یا اس پر بحث نہ صرف rules بلکہ اس معزز ایوان کے استحقاق اور تقدس کے خلاف جاتی ہے کیونکہ معزز ایوان اس پر فیصلہ دے چکا ہے اور اس واقع سے متعلق معاملہ سپیشل کمیٹی نمبر2 کے پاس چلا گیا ہے اور میں نے بھی اس بات کو concede کیا ہے کہ سپیشل

کمیٹی نمبر2اس کے متعلق جو بھی فیصلہ کرے گی اس کی جو رپورٹ ایوان میں آئے گی اس کے اوپر اگر قائد حزب اختلاف بحث کرنا چاہیں تو ان کے لئے کوئی پابندی نہیں۔ وہ اس پر بحث کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اس کو ایسے کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ اگر آپ اس سے مطمئن نہیں ہوں گے تو میں آپ کو دوبارہ اجازت دے دوں گا۔ آپ اس کو دوبارہ پڑھ لیں گے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری عرض ہے کہ یہ مسئلہ آج کا ہے جو کہ تین دن سے گرم ہے، کھڑاک ان کی طرف سے ہوا ہے۔ رانا صاحب نے گول مول، میٹھی میٹھی باتیں یہاں پر کی ہیں، آزادی رائے کے اظہار کی بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بھی میٹھی میٹھی باتیں کریں، میں کب کہتا ہوں کہ نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ حکومت کی طرف سے یا تو معذرت کر لیں، معافی مانگ لیں، پوری قوم سے معافی مانگیں کہ سیاسی کارکنوں پر بدترین تشدد کیا گیا ہے اور اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری طرف سے نہیں ہوا، یہ اس پولیس افسر نے اپنی طرف سے کیا ہے تو پھر اس کو معطل کیا جائے، انکوائری کمیٹی بنائی جائے، اس انکوائری کمیٹی میں اپوزیشن کے نمائندوں کو بھی آپ شامل کریں۔ کسی پولیس افسر کی یہ جرأت نہیں کہ وہ قائد حزب اختلاف، معزز ممبران اور پی ٹی آئی کی لیڈر شپ پر تشدد کرے، لاٹھیاں برسائے، ان سے بدسلوکی کرے، انہیں گھسیٹے، اگر وزیر قانون اُٹھ کر اس پر حکومت کی طرف سے sorry کرتے ہیں تو ہم تیار ہیں لیکن اگر وہ اس بات پر نہیں آتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ شدید زیادتی ہے اور میں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے جو Privilege Motion پیش کی ہے وہ اس معزز ممبر کا استحقاق تھا لیکن واقعہ کی جو sanctity ہے وہ اس بات کی متقاضی ہے، یہ واقعہ اتنا اہم ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ تین مہینے ہو گئے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ کی جو اہم بات تھی وہ میں نے سُن لی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے اور شور مچانے لگے)

جناب سپیکر:.Order please. Order please مجھے سُننے دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر :اب مجھے ان کی بات سُننے دیں۔ Let me hear. Order please, Order please. Order in the House.

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے لیڈر آف دی اپوزیشن اور اپوزیشن کے ممبران۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"پولیس گردی نہیں چلے گی، نہیں چلے گی" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: کہنے کی ہمت بھی رکھیں اور سُننے کی بھی ہمت رکھیں۔آپ کی مہربانی۔(شوروغل) مجھے ان کی بات سُننے دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"لاٹھی گولی کی سرکار، نہیں چلے گی، نہیں چلے گی" کی نعرہ بازی)

نہیں چلے گی۔ میں کب کہتا ہوں کہ وہ سرکار چلے گی؟ میں نہیں کہتا، لاٹھی، گولی نہیں چل سکتی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے کہ وہ ہر قیمت پر اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"لاٹھی گولی کی سرکار، نہیں چلے گی، نہیں چلے گی" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: مجھے ان کی بات تو سُننے دیں۔شاید آپ کے فائدے کی بات ہو؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! وہ رپورٹ سے پہلے ہی بات کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ قائد حزب اختلاف کو ٹائم دیں وہ جو بات کرنا چاہتے ہیں کر لیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی، نہیں چلے گی کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: جی،ان کو بولنے دیں۔Let him speak. Carry on.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"ہم نہیں مانتے، ظلم کے یہ ضابطے"،"نہیں چلے گی، نہیں چلے گی،
لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی"کی نعرہ بازی)

ان کو بولنے دیں، میاں صاحب کو بات کرنے دیں۔ مہربانی کریں،آپ تمام حضرات تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!میں نے آپ سے عرض کر دیا کہ حلقہ۔150 میں جو بدترین دھاندلی ہوئی ہے، چالیس پریذائیڈنگ افسران جو nominated نہیں تھے، appointed نہیں تھے،ایک رات پہلے بدل دیئے گئے اور انہوں نے وہاں پر رزلٹ جمع کروایا ہے اور وہ غیر متعلقہ لوگ کون تھے، کیسے یہ سب کچھ ہوا؟اس پر ہم احتجاج کر رہے تھے اور احتجاج کرنا ہمارا جمہوری حق ہے،اس حق سے ہمیں کوئی دستبردار نہیں کروا سکتا،ہمارا وہ جمہوری حق ہم سے نہیں چھینا جا سکتا۔ وزیر قانون حکومت کی طرف سے آج sorry کر دیں کہ جو کچھ ہوا ہے، وہ غلط ہوا ہے اور جن پولیس افسران نے یہ کیا ہے ان کے خلاف انکوائری کی جائے،ان کو suspend کیا جائے۔ وزیر قانون اور حکومتی بنچ یہ یقین دہانی کرائیں کہ آئندہ انتخابات میں pre-poll rigging سمیت کسی قسم کی دھاندلی کے لئے وہ کچھ نہیں کریں گے۔ یہ ہمیں اس کی یقین دہانی کرائیں تو ہم ان کی بات مان لیں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے بات کی ہے، باقی دوست بھی بات کر لیں۔ میں اس کے بعد عرض کروں گا لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پریس گیلری کے صدر بابر ڈوگر صاحب کی طرف سے مجھے یہ message ملا ہے کہ پی ٹی آئی کے ورکروں نے میڈیا کے ممبران کو تشدد کا نشانہ بنایا ہے۔۔۔

MR. SPEAKER: Very sad incident.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیم، شیم"کی نعرہ بازی)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!وہ بائیکاٹ کر کے چلے گئے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ایک کمیٹی جو اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کے ممبران پر مشتمل ہو ان کو بھیجا جائے تاکہ میڈیا اس ایوان کی coverage کے لئے واپس آئے۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب! یہ ذمہ داری آپ کو قبول کرنا پڑے گی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):جناب سپیکر!پی ٹی آئی کے ممبران کو بھیجیں۔

جناب سپیکر: ان کو بھی بھیجوں گا اور آپ بھی جائیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! آپ پی ٹی آئی کے ممبران کو بھیجیں تاکہ اس کا کوئی اثر ہو، وہ میڈیا کے پاس جا کر ان سے معذرت کریں۔

جناب سپیکر: ان کو بھی بھیجتے ہیں۔ اپوزیشن سے میاں محمد اسلم اقبال صاحب چلے جائیں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اصل مسئلہ سے توجہ ہٹانے کے لئے یہ سب کیا گیا ہے۔ حکومت کا mindset ہے کہ کوئی بات نہ ہو، دو تہائی اکثریت کے باوجود انہیں سکون اور چین نہیں آتا، یہ ہماری جمہوری آواز دبانے کے لئے کوشاں ہیں اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی اس کے اوپر ایوان کے اندر بات ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، میں نے گورنمنٹ کو بھی کہا ہے اور اپوزیشن کو بھی کہہ رہا ہوں کہ آپ میں سے بھی دو حضرات جائیں، دو حضرات گورنمنٹ سے جائیں اور میڈیا کو منا کر لائیں۔ آپ کی مہربانی۔ ہم آپ کی بات سُنیں گے اور سن رہے ہیں۔ اپوزیشن سے ڈاکٹر سید وسیم اختر اور ڈاکٹر مراد راس جائیں اور حکومتی بنچوں سے چودھری محمد شفیق اور چودھری عبدالرزاق ڈھلوں جائیں اور میڈیا کو منا کر لائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں، پہلے میری بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ بھی جائیں گے۔ جدھر میں نے آپ کو بھیجا ہے آپ ادھر جائیں۔ یہ آپ کی طرف سے نہیں ہے۔ آپ کی مہربانی۔ I'll be grateful. آپ ان کو منا کر لائیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری چودھری محمد شفیق، چودھری عبدالرزاق ڈھلوں، ڈاکٹر سید وسیم اختر اور ڈاکٹر مراد راس میڈیا کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

آپ میں سے جو بولنا چاہے، بات کر لے، مجھے اعتراض نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں اس پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا آپ کا نام اس میں ہے؟۔۔۔ جی، آپ کا نام اس میں نہیں ہے۔ میاں محمد اسلم اقبال کا نام ہے، ڈاکٹر مراد راس کا نام ہے اور ایک محترمہ کا نام ہے میرے خیال میں وہ بات کر چکی ہیں۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال! (شور وغل)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! House in order کروا دیں، آپ کی مہربانی ہے۔

MR SPEAKER: Order please. Order please.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ دو روز پہلے جو ایک واقعہ پیش آیا جس میں پاکستان تحریک انصاف کی قیادت اور ممبران اسمبلی کے ساتھ جو نارواسلوک کیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: ہم نے اس کا نوٹس لے لیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ سپیکر بنیں، حکومت نہ بنیں۔اس حوالے سے ہم نے تحریک استحقاق جمع کروائی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ تحریک استحقاق آئی ہے اور اللہ کے فضل وکرم سے کمیٹی نمبر2 کے سپرد ہو گئی ہے، جو ایوان کی کمیٹی بنی ہوئی ہے۔اس کا جو بھی نتیجہ آئے گا وہ آپ کے سامنے ہو گا۔اس میں کسی کو رعایت نہیں ہو گی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایک آپ یہ بھی Ruling فرمادیں کہ کیا during session کسی ممبر اسمبلی کو گرفتار کیا جاسکتا ہے؟ یہ میری استدعا ہے کہ آپ اس پر Ruling فرمادیں۔

جناب سپیکر: اس کا نوٹس ہم نے لے لیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ مجھے یہ عرض کر لینے دیں، آپ مجھے بولنے کا موقع تو دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس وقت ملک میں جمہوریت ہے، one man one vote ہے، یہ ایوان بھی ڈکٹیٹر نہیں ہے، کوئی اور بندہ بھی ڈکٹیٹر نہیں ہے اگر اسی طرح کے روّیے رکھنے ہیں تو پھر ہم بیٹھ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔آپ کا استحقاق اپنی جگہ پر موجود ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ جب بھی حکم کرتے ہیں ہم آپ کی بات مانتے ہیں آپ ممبران اسمبلی کو Question Hour کے دوران ان کے جواب دیتے ہیں لیکن ہم چپ کر کے سنتے ہیں حالانکہ سوالوں کے جواب وزراء صاحبان نے دینے ہوتے ہیں، آپ ان کی جگہ پر جواب دے رہے ہوتے ہیں ہم وہ بھی سن رہے ہوتے ہیں۔ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے، ہمارے سپیکر صاحب کا حکم ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں حکم نہیں دیتا، میں آپ سے گزارش کرتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!آپ حکم کرتے ہیں کہ آپ نے دس منٹ بولنا ہے اس سے زیادہ نہیں بولنا،آپ کہتے ہیں کہ بیٹھ جائیں ہم بیٹھ جاتے ہیں۔یہ بات ٹھیک ہے ہم آپ کی عزت واحترام کرتے ہیں،یہاں پر اس ایوان کے اندر آج رانا صاحب اُدھر بیٹھے ہوئے ہیں کبھی وہ اِدھر بیٹھا کرتے تھے،ایسے بہت سے ممبران اسمبلی ادھر بیٹھے ہوئے ہیں جو میری نظروں میں ہیں پہلے اُدھر بیٹھے ہوتے تھے۔کچھ ساتھی ایسے بھی ہیں جو کبھی ادھر بیٹھتے تھے کبھی ادھر بیٹھتے تھے۔میری یہ گزارش ہے کہ ان کے احتجاج کا طریقہ اس اسمبلی کی دیواروں نے بھی دیکھا ہوا ہے۔ہم کتنے پُر امن طریقے سے، تہذیب کے دائرے میں رہ کر یہاں اپنا احتجاج کرتے ہیں،وہی کرتے ہیں جو ایوان کے Rules and Procedure اجازت دیتے ہیں۔ہمیں بھی یہ پیپر پھاڑنے آتے ہیں،ہمیں بھی مائیک توڑنے آتے ہیں، ہمیں بھی یہ آتا ہے کہ ہم یہاں پر آکر بیٹھ جائیں،ہمیں بھی دھرنا دینا آتا ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی،آپ خاموش رہیں وہ میرے ساتھ بات کر رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: ہم کسی قسم کی ایسی کوئی حرکت نہیں کرتے کہ عوام کو کوئی ایسا message جائے کہ جن معزز ممبران کو ہم نے mandate دے کر اپنی مشکلات حل کرنے کے لئے اسمبلی میں بھیجا ہے وہ وہاں پر جا کر اس سے تجاوز کر رہے ہیں۔اس دن یعنی پرسوں ہفتے والے دن جو ممبران اسمبلی کے ساتھ سلوک کیا گیا،میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑا شرمناک تھا۔پولیس نے جو روّیہ اختیار کیا وہ انتہائی شرمناک تھا،میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی ممبر اسمبلی چاہے وہ Treasury Benches سے ہو یا اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہو۔۔۔

جناب سپیکر: بالکل ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: وہ عوام کے ووٹ لے کر اس اسمبلی میں آتا ہے۔

جناب سپیکر: بے شک۔

میاں محمد اسلم اقبال: عوام کے ووٹ لے کر آتا ہے،اپنی تذلیل کروانے کے لئے نہیں آتا۔

جناب سپیکر: ٹھیک بات ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: دنیا میں سب سے زیادہ مشکل کام پاکستان کے اندر سیاست کرنا اور الیکشن لڑنا ہے۔کتنی مشکلات میں رہ کر ہم الیکشن لڑ کر آتے ہیں،ہم عوام کے سٹاف آفیسر بنے ہوتے ہیں،ان کے فون سنتے ہیں،ان کے کام کرتے ہیں۔ہم سارا دن،ساری ساری رات عوام کے لئے بیٹھ کر ان کی

خدمت کے لئے سوچتے ہیں اور end of the day جنہوں نے ہمارے نیچے رہ کر کام کرنا ہے اگر انہوں نے ہی ہمارے کالر پکڑنے ہیں تو آج پنجاب کی عوام اس ایوان اور حکومت سے آپ کی وساطت سے یہ سوال کرتی ہے کہ کیا ہم اس روّیے کے مستحق ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: کیا ایک کانسٹیبل ایک elected Member کو کالر سے پکڑے، ایک عزت دار خاتون کو پکڑے اور اس کے سر سے دوپٹہ اتارے؟۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: اور اس کو گھسیٹتے ہوئے گاڑی میں ڈالے، کیا آپ کا اسلام یہ کہتا ہے، کیا آپ کا کلچر یہ کہتا ہے، کیا اس صوبے کا وزیر اعلیٰ یہ کہتا ہے کہ سر پر رکھے ہوئے دوپٹے کو اتارا جائے اور عورتوں کی تذلیل کی جائے؟

جناب سپیکر: نہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہم آپ سے توقع کرتے ہیں بلکہ ہم آپ سے انصاف کی توقع کرتے ہیں اگر آپ نہیں کریں گے تو کوئی بات نہیں، ہم سمجھیں گے کہ ہمارے ساتھ انصاف نہیں ہوا۔ باہر جس طرح سے ہمارے ساتھ اور ہمارے ووٹرز، سپورٹرز کے ساتھ سلوک کیا گیا، میڈیا کی photos سے آپ کو پتا چلے گا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جب آپ کو موقع مل رہا ہے تو وہ سب آپ دکھائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ پوری دنیا نے دیکھا ہے۔ وہ میں آپ کو کیا دکھاؤں؟ اور اگر آپ نے نہیں دیکھا تو میں معذرت چاہتا ہوں کیونکہ وہ تو پوری دنیا نے دیکھا ہے کہ پاکستان کے اندر پارلیمنٹیرین کے ساتھ پولیس کیا کرتی ہے؟

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! اس حکومت نے ہمیشہ پولیس کے زور پر وفاداریاں تبدیل کروائی ہیں، یہاں پر جب بھی ان لوگوں کو حکومت ملی ہے تو انہوں نے پولیس کے ذریعے الیکشن کو، الیکشن کے rules کو، ضمنی الیکشن کو اور جنرل الیکشن کو ہمیشہ bulldoze کیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے اور میں یہ بات بڑے وثوق کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ الیکشن سے ایک روز پہلے poling scheme کے اندر forty one Poling

Officers کی ڈیوٹی change کی گئی۔انتظامیہ نے ای ڈی او(ایجوکیشن)لاہور کے علاوہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن لاہور، اس ایوان کے ایک معزز وزیر اس علاقے کے متعلقہ ایم این اے، اس علاقے کے candidate نے اے جی آفس کے ساتھ دفتر میں بیٹھ کر ای ڈی او(ایجوکیشن)کے ذریعے ان اکتالیس پریذائیڈنگ افسران کو یہ کہا کہ اگر تم نے حکومت کے مطابق رزلٹ نہ دیا تو تمہارا تبادلہ لاہور سے باہر کر دیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

اس پولنگ سکیم کے اندر جن کے نام تھے انہوں نے عدالت میں جا کر Returning Officer کے پاس رزلٹ جمع نہیں کروائے۔رزلٹ ان لوگوں نے جمع کروائے جن کے نام لسٹ میں شامل نہیں تھے اور پریذائیڈنگ آفیسر نے ہمارے پولنگ ایجنٹوں کو جو رزلٹ دیا وہ اور ہے، جو عدالت میں جمع کروایا وہ رزلٹ اور ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

میں نہ تو اپوزیشن کا وہ ممبر ہوں کہ فضول میں اپوزیشن کی حمایت کروں، مجھے ایسا کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی میں زندگی میں ایسا کروں گا۔میں وہ بات کروں گا جو حقائق پر مبنی ہو گی اور ٹھیک ہو گی۔اس کے علاوہ میں اس معزز ایوان میں کھڑا ہو کر کبھی کوئی ایسی حرکت نہیں کروں گا جس سے میری فیملی کا وقار خراب ہو، میں کبھی کوئی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔گزارش یہ ہے کہ ان Presiding Officers کے ذریعے لاہور کی صرف ایک سیٹ پر معذرت کے ساتھ لفظ بولنے لگا ہوں "اس ایک سیٹ کے لئے اپنا[****]کر لیا ہے۔"لاہور کی صرف ایک سیٹ کی خاطر اس طرح کی بدترین دھاندلی، یہ بھی کبھی ہوا ہے؟۔۔۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار احتجاجاً اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز!ان کو بولنے دیں، میں نے ان کو اجازت دی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں اپنی بات کر لوں اس کے بعد یہ جو مرضی کہیں۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار احتجاجاً اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے اور مطالبہ کیا کہ میاں محمد اسلم اقبال اپنے الفاظ واپس لیں)

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر712 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: غیر شائستہ الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر آپ نے مجھے بات نہیں کرنے دینی۔۔۔

میاں طاہر: یہ دو سیٹیں ہارنے کے بعد حواس باختہ ہو چکے ہیں یہ اپنے الفاظ واپس لیں اور ایوان سے معافی مانگیں۔

جناب سپیکر: باہر جو مرضی کریں لیکن یہاں شائستہ languageاستعمال کی جائے۔ آرڈر پلیز۔ بڑی مہربانی۔ایسے نہ کریں۔آپ کی مہربانی، بہت شکریہ

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے چور مچائے شور کے نعرے)

جناب محمد وحید گل:[**********]

MR SPEAKER: Order please. Order please. Let him talk.

میاں طاہر:[**********]

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "کڑ وا سچ تھو تھو" کے نعرے)

جناب سپیکر:ان کو بولنے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!House in order کرائیں اور انہیں بتائیں کہ سچ سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔

جناب سپیکر: مجھے بات سننے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے وہ بات حذف کر دی ہوئی ہے۔ آپ کی مہربانی۔ غیر شائستہ الفاظ آپ کہیں گے تو وہ بھی حذف ہوں گے اور ادھر سے ہوئے تو وہ بھی حذف ہوں گے۔ ان کو بات کرنے دیں۔ بڑی مہربانی۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ دونوں طرف سے جو غیر پارلیمانی الفاظ ہوں گے وہ کارروائی کا حصہ نہیں بنیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔اب آپ بولیں۔ آرڈر پلیز۔ Order in the House.

جناب محمد وحید گل:[**********]

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: محترم آپ تشریف رکھیں۔آپ کی بڑی مہربانی۔اچھی بات نہیں۔
No, No. Order please, Order. Order in the House. Order please, Order please.

کوئی غیر شائستہ لفظ استعمال کرے تو وہ کارروائی کا حصہ نہ بنے۔ محترمہ تشریف رکھیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے پولیس گردی نہیں چلے گی کے نعرے)

محترمہ!ان کو بات کرنے دیں۔

جناب محمد نواز چوہان: جناب سپیکر! غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، حذف ہو گئے ہیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے غنڈہ گردی نہیں چلے گی کے نعرے)

جناب امجد علی جاوید: گولڈ سمتھ کا راج نہیں چلے گا۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"ظلم کے ضابطے کو ہم نہیں مانتے لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی" کے نعرے)

جناب سپیکر: اب ان کو بات کرنے دیں۔ان کو بات کرنے دیں۔ محترمہ! مجھے پتا ہے ابھی آپ نے بھی بات کرنی ہے۔Order please, Order please. Order in the House.پلیز ان کو بات کرنے دیں۔آپ تشریف رکھیں۔

جناب امجد علی جاوید: وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ وہ حذف ہو گئے ہیں۔آپ ان کو چھوڑیں وہ بات ہو گئی ہے۔آپ اس بات کو چھوڑ دیں آپ کی مہربانی۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب!اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!ان کو بٹھائیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "غنڈہ گردی نہیں چلے گی" کے نعرے)

جناب سپیکر: بس اب ان کو بات کرنے دیں۔اپنے ساتھی کو بات کرنے دیں۔ نہیں سننا چاہتے تو آپ کی مرضی ہے۔

جناب محمد وحید گل: اگر میاں محمد اسلم اقبال صاحب کا بات کرنے کا موڈ ہے تو بات کریں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد عارف خان سندھیلا: یہ جمہوری ہونے کی تاریخ بتادیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گولی لاٹھی کی سرکار نہیں چلے گی" کے نعرے)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "گولڈ سمتھ کا نظام نہیں چلے گا" کے نعرے)

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں۔پلیز تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی، بڑی مہربانی،آپ کا بہت شکریہ۔

جناب امجد علی جاوید: وہ الفاظ کارروائی سے حذف کرائیں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کروادیئے ہیں۔آپ مہربانی کریں۔ بہت شکریہ۔آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

MR SPEAKER: Order please. Order in the House. Order in the House. Order in the House.

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "لوٹے لوٹے" کے نعرے)

نہیں۔ مجھے ان کی بات سننے دیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے چور مچائے شور کے نعرے)

بات سنیں!جب اس کا ٹائم ختم ہو جائے گا تو پھر میں آپ کی بات نہیں سن پاؤں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب امجد علی جاوید: مجھے بھی بات کرنے دیں۔ وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

محترم آپ تشریف رکھیں۔آپ کو کسی بات کا نہیں پتا،آپ بیٹھیں۔ وہ کارروائی کا حصہ نہیں ہیں۔آپ چھوڑیں۔ مہربانی،آپ کی بڑی مہربانی، محترم ان کو بات کرنے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں آپ سے جو بات کر رہا تھا کہ سچ سننے کی۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!ایک منٹ تشریف رکھیں۔ یہ صاحبان میڈیا کے ساتھیوں کو منانے گئے تھے پہلے ان کی بات سن لیں۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!آپ کے حکم پر میں، ڈاکٹر سید وسیم اختر، چودھری عبدالرزاق اور ڈاکٹر مراد راس ہم چاروں افراد وہاں گئے لیکن وہاں کے حالات

دیکھ کر انتہائی دُکھ اور افسوس ہو رہا ہے۔ ہمارے صحافی برادران جو کہ جمہوری عمل کا حصہ ہیں، جنہوں نے جمہوریت کو بحال کرنے میں ایک اہم role ادا کیا اور جو پچھلے تین دنوں سے پی ٹی آئی کے جمہوری احتجاج کو پورے پاکستان میں دکھا رہے ہیں ان پر تشدد کیا گیا۔ میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہہ رہا ہوں کہ ان صحافی بھائیوں پر شدید تشدد کیا گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیم شیم" کی آوازیں)

اس تشدد کے نتیجے میں تین صحافی شدید زخمی ہوئے اور انہیں ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ ان کے کیمرے توڑ دیئے گئے، ان کا سارا سامان توڑ کر سڑک پر پھینک دیا گیا اور ان کے Identity Cards چھین لئے گئے۔ میں ڈاکٹر مراد راس کے حوالے سے عرض کروں گا کہ انہوں نے وہاں پر ایک positive role ادا کیا ہے۔ انہوں نے بھی اپنے ورکروں سے درخواست کی کہ آپ مہربانی کر کے ہماری بات تو سُنیں لیکن انہوں نے ہماری بات نہیں سُنی۔ صحافی برادران یہاں باہر اسمبلی کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ موقع پر جا کر حالات دیکھیں۔ تمام صحافی بھائیوں نے ہماری بات بڑی بردباری اور تحمل سے سُنی ہے۔ اُن کا صرف یہ مطالبہ ہے کہ جن لوگوں نے ہم پر تشدد کیا ہے اور جنہوں نے ہمارا نقصان کیا ہے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ اس سے بڑھ کر انہوں نے مزید کوئی بات نہیں کی جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہاں سے ہم اپنی عزت بچا کر پیچھے بھاگے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ نے چودھری شفیق صاحب کی بات سُنی ہے اب میری بات بھی سُن لیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): ڈاکٹر صاحب! پہلے میری بات مکمل ہونے دیں پھر آپ بات کر لیجئے گا۔ میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ آپ نے بڑا positive role ادا کیا ہے۔ آپ نے اپنے ورکروں سے درخواست کی ہے اور ہر طریقے سے ان کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ جب صحافی برادران دوبارہ وہاں گئے تو ان کے ورکروں نے دوبارہ ان پر حملہ کر دیا۔۔۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے شیم، شیم کی آوازیں)

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! تشدد کرنے والے لوگ سول کپڑوں میں تھے اور وہ ہمارے ورکروں نہیں ہیں۔

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

مجھے ان کی بات سُننے دیں پھر آپ بھی بات کر لیجئے گا۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):ہم یہ نہیں کہتے کہ اس میں ہمارے قائد حزب اختلاف یا جو معزز ممبران یہاں پر تشریف فرما ہیں ان کا کوئی role ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے جو دوست و احباب باہر آئے اور صبح سے احتجاج کر رہے ہیں انہوں نے صحافیوں پر تشدد کیا ہے۔احتجاج کرنا ان کا جمہوری حق ہے۔ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب اور خصوصی طور پر وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف صاحب نے کہا ہے کہ احتجاج کرنا حزب اختلاف کا جمہوری حق ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! چودھری شفیق صاحب کی سربراہی میں آپ نے تین معزز ممبران کو صحافی بھائیوں سے بات کرنے کے لئے بھیجا تھا اور جس قسم کی صورتحال ابھی چودھری صاحب نے ایوان میں آکر بتائی ہے اس کے پیش نظر میں یہ گزارش کروں گا کہ اجلاس کچھ وقت کے لئے adjourn کر دیا جائے۔ ہمیں اپنے صحافی بھائیوں کے ساتھ مل کر بات کرنی چاہئے اور ان کا بائیکاٹ ختم کرانے کے بعد دوبارہ اجلاس کی کارروائی شروع کی جائے۔

جناب سپیکر:صحافی حضرات کا بائیکاٹ ہمارے لئے اچھا نہیں۔مراد راس صاحب!آپ بات کر لیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر! باہر جو کچھ ہوا وہ بڑا ہی غلط کام ہے لیکن ابھی تک یہ prove نہیں ہو سکا کہ وہ ہماری پارٹی کے ورکر تھے یا پھر کوئی اور لوگ inject کئے گئے ہیں؟جنہوں نے یہ حرکت کی ہے وہ لوگ سول کپڑوں میں ملبوس تھے اور اس وقت وہ مل ہی نہیں رہے۔

جناب سپیکر:اگر وہ لوگ آپ کی پارٹی کے ہوئے تو پھر؟

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر! میری بات تو سُن لیں۔جنہوں نے یہ حرکت کی ہے اس وقت وہ لوگ مل ہی نہیں رہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! یہ صحافی بھائیوں کے زخموں پر نمک نہ چھڑکیں۔ان کو ذمہ داری قبول کرنی چاہئے۔ان کا یہ کہنا صحافی بھائیوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے۔یہ حالات کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!ہم صحافی بھائیوں کے ساتھ ہیں۔جن لوگوں نے یہ سب کچھ کیا وہ پکڑے گئے ہیں اور نہ ہی اس وقت سامنے ہیں۔وہ آکر اور انتشار پھیلا کر چلے گئے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میں درخواست کروں گا کہ ایوان کو adjourn کر دیا جائے۔

جناب سپیکر:اجلاس آدھ گھنٹہ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔آدھ گھنٹہ کے بعد ہم دوبارہ پھر ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر آدھ گھنٹہ کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(آدھ گھنٹہ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 7بج کر25منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر:جی،راناصاحب!کیاآپ کی بات صحافی بھائیوں سے نہیں ہوئی؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! ہماری بات صحافی بھائیوں سے ہوئی ہے۔پریس گیلری کے عہدیداران اور پریس کلب کے صدر صاحب بھی وہاں تشریف رکھتے تھے لیکن وہ آج ایوان کی کارروائی کی coverage کرنے پر آمادہ نہیں ہوئے اور ان کا یہ مطالبہ ہے کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ان کے ایک صحافی رکن کافی زخمی ہیں اور وہ اس وقت ہسپتال میں ہیں۔اندیشہ ہے کہ ان کی آنکھ پر گہری چوٹ ہے کہ وہ ضائع نہ ہو جائے اس لئے وہ کہتے ہیں کہ ہم اس صورتحال میں اجلاس کی کارروائی کو cover کرنے اور واپس آنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔اس میں میری یہ گزارش ہے کہ جب ہم نے اپنے صحافی بھائیوں سے اظہار یکجہتی کے طور پر آج کا اجلاس adjourn کیا تھا۔اب جب وہ واپس نہیں آرہے تو ہمیں اسی جذبے کو برقرار رکھتے ہوئے اجلاس کل صبح 10:00 بجے تک ملتوی کر دینا چاہئے۔

جناب سپیکر:جی،اپوزیشن کی طرف سے کوئی صاحب؟۔۔۔موجود نہیں ہیں۔چونکہ ہمارے میڈیا کے صاحبان coverage کے لئے نہیں آرہے ہیں اور لاء منسٹر صاحب نے بھی اپنی طرف سے کوشش کی ہے لیکن ان کے بغیر ایوان کا چلانا میں مناسب نہیں سمجھتا لہذا اب اجلاس کل مورخہ 27۔اگست 2013 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

منگل27، بدھ28، جمعرات29، جمعتہ المبارک30۔اگست2013، سوموار2۔ ستمبر2013)
(یوم الثلاثہ19، یوم الاربعاء20، یوم الخمیس21، یوم الجمع22، یوم الاثنین25۔ شوال المکرم1434ھ)

سولھویں اسمبلی: چوتھا اجلاس

جلد4(حصہ سوم): شمارہ جات : 11تا15

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

چوتھا اجلاس

منگل،27۔اگست2013

جلد 4:شمارہ 11

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	----------	719
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	721
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	722
	سوالات (محکمہ سپیشل ایجوکیشن)		
4۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	----------	723
5۔	نشان زدہ سوال اور اس کا جواب (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)	----------	755

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار	
6۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	756
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
7۔	ضلع کچہری لاہور سے نیلا گنبد تک کچہری روڈ کا نام تبدیل کر کے Leitner Road رکھا جائے	773
8۔	ہیپاٹائٹس سے بچاؤ کے لئے پانچ سال تک کے بچوں کے لئے ویکسین لازمی قرار دینا	780
9۔	وفاقی حکومت سے ملک کے تمام کنٹونمنٹ ایریاز میں بھی بلدیاتی انتخابات کروانے کا مطالبہ	780
10۔	صوبہ کے تمام گداگروں کو Beggars Home میں رکھنے کا مطالبہ	781
	بدھ، 28۔اگست 2013	
	جلد 4: شمارہ 12	
11۔	ایجنڈا	785
12۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	787
13۔	نعت رسول مقبول ﷺ	788
	سوالات (محکمہ آبپاشی)	
14۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	789
15۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	809
	تحاریک التوائے کار	
16۔	ہیڈ مرالہ سے نکلنے والی نہر مرالہ راوی لنک کو ڈسکہ کے مقام پر غیر قانونی پانی کاٹنے سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا	814
17۔	لاہور کے تعلیمی اداروں میں ڈگنا پارکنگ گنجائش کے فیصلے پر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ عملدرآمد کروانے میں ناکام (۔۔۔جاری)	819

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
18۔	پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کا پی ایم ڈی سی کی منظوری کے بغیر چلایا جانا(۔۔۔جاری)	821
19۔	فیروزپور روڈ پر مسلم ٹاؤن وحدت روڈ فلائی اوور کے غلط نقشے اور ڈیزائن کی وجہ سے موڑ کاٹتے ہوئے متعدد افراد ہلاک(۔۔۔جاری)	822
20۔	واٹر مینجمنٹ (زراعت) کے پراجیکٹ گریٹر تھل کینال کے ملازمین کو مستقل کرنے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)	824
21۔	ویکسین کو سٹور کرنے کے لئے خریدے گئے کولڈ رومز میں سے اکثر بند ہونے کی وجہ سے ویکسین ضائع ہونے کا خدشہ (۔۔۔جاری)	826
22۔	صوبہ میں ہیپاٹائٹس کے بڑھتے ہوئے مرض کو روکنے کے لئے ضروری ادویات اور انجکشن فوری مہیا کرنے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)	828
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
23۔	مسودہ قانون (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب مصدرہ2013	834
	جمعرات،29۔اگست2013	
	جلد 4:شمارہ 13	
24۔	ایجنڈا	858
25۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	860
26۔	نعت رسول مقبول ﷺ	861
	سوالات (محکمہ صحت)	
27۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	862
28۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	907
	پوائنٹ آف آرڈر	
29۔	وزیراعلیٰ کو اسمبلی کے اجلاس میں آنے کی استدعا	923

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
30۔	اسمبلی کا اجلاس بروقت شروع کرنے کا مطالبہ توجہ دلاؤ نوٹس	924
31۔	فیصل آباد: ڈکیتی پر شہری کی ہلاکت کی تفصیلات تحاریک التوائے کار	931
32۔	گورنمنٹ بوائز ہائی سکول چک نمبر69ر۔ب گھسیٹ پورہ فیصل آباد میں حالیہ بارشوں کا پانی داخل ہونے سے قیمتی سامان کا زیاں	933
33۔	پنجاب کے کئی اضلاع میں سیلاب کی آڑ میں سبزیوں کی قیمتوں میں صد فیصد اضافہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا	934
34۔	پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں انجیو گرافی کی مشینیں خراب ہونے سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا	935
35۔	رہائشی علاقوں میں فیکٹریوں کی تعداد میں اضافہ	935
36۔	صوبہ میں ڈینگی وائرس کے مریضوں میں تیزی سے اضافہ کی وجہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا	936
37۔	پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی جماعت نہم کی انگریزی کی کتاب میں دو جانثاران وطن "نشان حیدر" کا اعزاز پانے والوں کا نام خارج کرنے کا انکشاف	937
38۔	ڈی سی او کی اسامی پر گریڈ۔17 کے آفیسر کی تعیناتی سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا	937
39۔	گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کے کوارٹروں کے درمیان چھوٹے گارڈنز کو ختم کرنے کی تجویز سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا	939
40۔	لاہور میں آٹے اور سبزیوں کی قیمتوں میں مسلسل اضافے سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا	940

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
41۔	مسودہ قانون (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب مصدرہ2013(۔۔۔جاری)	943
42۔	مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان مصدرہ2013	971
	جمعتہ المبارک،30۔اگست2013	
	جلد 4:شمارہ 14	
43۔	ایجنڈا	1036
44۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1038
45۔	نعت رسولِ مقبول ﷺ	1039
	حلف	
46۔	نومنتخب ممبران اسمبلی کا حلف	1040
	سوالات (محکمہ ٹرانسپورٹ)	
47۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1041
48۔	نشان زدہ سوال اور اس کا جواب (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)	1081
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
49۔	گندم کی امدادی قیمت کی تجاویز پر عام بحث	1085
	سوموار،2۔ستمبر2013	
	جلد 4:شمارہ 15	
50۔	ایجنڈا	1101
51۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	1103
52۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1104

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	حلف	
53۔	نو منتخب ممبران اسمبلی کا حلف	1105
	سوالات (محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)	
54۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1108
55۔	نشان زدہ سوال اور اس کا جواب (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)	1135
	توجہ دلاؤ نوٹس	
56۔	(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)	1135
	تحاریک استحقاق	
57۔	(کوئی تحریک استحقاق پیش نہ ہوئی)	1137
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
58۔	گندم کی امدادی قیمت کی تجاویز پر عام بحث (۔۔۔جاری)	1138
	حلف	
59۔	نو منتخب ممبران اسمبلی کا حلف	1146
60۔	گندم کی امدادی قیمت کی تجاویز پر عام بحث (۔۔۔جاری)	1149
	حلف	
61۔	نو منتخب ممبر اسمبلی کا حلف	1152
62۔	گندم کی امدادی قیمت کی تجاویز پر عام بحث (۔۔۔جاری)	1153
63۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	1175
64۔	انڈکس	

719

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،27۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سپیشل ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1. شیخ علاؤالدین: اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع کچہری لاہور سے نیلا گنبد تک واقع کچہری روڈ کا نام تبدیل کر کے Leitner Road کر دیا جائے۔
2. ڈاکٹر نوشین حامد: اس ایوان کی رائے ہے کہ ہیپاٹائٹس سے بچاؤ کے لئے 5 برس تک کے ہر بچے کی ویکسینیشن لازمی قرار دی جائے۔
3. محترمہ فائزہ احمد ملک: یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ آئندہ بلدیاتی انتخابات ملک کے تمام کنٹونمنٹ ایریاز میں بھی کروائے جائیں تاکہ ان علاقوں کے رہائشی افراد بھی اپنے بلدیاتی نمائندے منتخب کر کے بلدیاتی نظام کے فوائد حاصل کر سکیں۔
4. محترمہ تحسین فواد: اس ایوان کی رائے ہے کہ گداگری کی لعنت پر قابو پانے کے لئے تمام گداگروں کو Beggars Home میں رکھا جائے تاکہ انہیں تعلیم و تربیت دے کر معاشرے کا کارآمد فرد بنایا جا سکے۔

721

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

منگل،27۔اگست2013

(یوم الثلاثہ،19۔شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ
اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۱﴾
اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ
وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِۨ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۳﴾

سورۃ إبراھیم آیات 1تا3

الرا(یہ)ایک (پُرنور) کتاب (ہے)اس کو ہم نے تم پر اس لئے نازل کیا ہے کہ لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاؤ(یعنی)اُن کے پروردگار کے حکم سے غالب اور قابل تعریف (اللہ) کے رستے کی طرف(1) وہ اللہ کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔اور کافروں کے لئے عذاب سخت (کی وجہ) سے خرابی ہے(2) جو آخرت کی نسبت دنیا کو پسند کرتے اور (لوگوں کو)اللہ کے رستے سے روکتے اوراس میں کجی چاہتے ہیں یہ لوگ پرلے سرے کی گمراہی میں ہیں(3)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حدود طائرِ سدرہ، حضورؐ جانتے ہیں
کہاں ہے عرش مُعلّٰی، حضورؐ جانتے ہیں
بروز حشر شفاعت کریں گے چُن چُن کر
ہر اِک غلام کا چہرہ، حضورؐ جانتے ہیں
پہنچ کے سدرہ پہ روحُ الامین کہنے لگے
یہاں سے آگے کا رستہ، حضورؐ جانتے ہیں
کہیں گے خُلد میں سرورؔ نبیؐ کے دیوانے
ذرا وہ نعت سنانا، حضورؐ جانتے ہیں

سوالات

(محکمہ سپیشل ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ سپیشل ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے،اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 137 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں سپیشل بچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*137: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا محکمہ کے پاس اعداد و شمار موجود ہیں کہ صوبہ میں مختلف نوعیت کی جسمانی و ذہنی معذوریوں والے کتنے Special children ہیں ضلع وار یہ تعداد بیان فرمائیں؟

(ب) پنجاب میں ضلع وار ان بچوں کی تعلیم کے لئے کتنے سکولز و کالجز ہیں اور ان تعلیمی اداروں میں ضلع وار کتنے طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں اور ان بچوں کے روزگار کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جاتے ہیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) محکمہ کے پاس ایسے کوئی اعداد و شمار موجود نہ ہیں جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ صوبہ بھر میں ضلع وار مختلف نوعیت کی جسمانی و ذہنی معذوری والے کتنے سپیشل چلڈرن ہیں کیونکہ آبادی کے اعداد و شمار اکٹھے کرنا محکمہ شماریات کی ذمہ داری ہے اور Pakistan Bureau of Statistics 2012 کی رپورٹ کے مطابق پنجاب بھر میں خصوصی افراد کی تعداد 22,84,490 ہے جس میں سے 7,54,000 خصوصی بچے ہیں جن کی عمریں پانچ سال سے انیس سال تک کی ہیں جو سکول جانے کی عمر میں ہیں ان کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ

دی گئی ہے۔مزید یہ کہ خصوصی تعلیم کے شعبہ کی اہمیت کے پیش نظر یکم اکتوبر2003کو سپیشل ایجوکیشن کا باقاعدہ محکمہ قائم کیا گیا۔الگ محکمہ کا قیام اس لئے بھی ناگزیر تھا کہ خصوصی بچوں کی تعلیم و تربیت کو ان کی ضروریات کے مطابق جدید خطوط پر استوار کیا جاسکے اور سپیشل بچے پڑھے لکھے باعزت شہری کہلوانے کے ساتھ ساتھ معاشرے کے مفید اور کارآمد رکن بن سکیں۔

(ب) محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے ادارے پنجاب کی تمام تحصیلوں میں موجود ہیں جن کی تعداد 237ہے اور ان تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد 24,385ہے ضلع وار اداروں کی تعداد اور ان میں زیر تعلیم بچوں کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے مزید یہ کہ حکومت پنجاب محکمہ سپیشل ایجوکیشن کا کام معذور بچوں کو تعلیم و تربیت فراہم کرنا ہے اور ان بچوں کے روزگار کے لئے جنرل کوٹا2 فیصد کو ہی مدنظر رکھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنے سے پہلے ایک بات کی طرف توجہ دلوانا چاہتا ہوں کہ Rules کے مطابق جب سوال یہاں سے چلا جاتا ہے تو محکمہ کو آٹھ دن کے اندر اندر جواب دینا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: Rules کے مطابق جب سوال یہاں سے چلا جاتا ہے اور محکمہ کو receive ہو جاتا ہے تو اس کو آٹھ دن کے اندر اندر اس کا جواب یہاں پر بھیجنا ہوتا ہے۔پہلی بات یہ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ میں دو دفعہ پہلے بھی ایوان کا ممبر رہا ہوں اور یہ practice رہی ہے کہ اگلے روز جس محکمہ کے سوال آنا ہوتے ہیں اس کے سوال و جواب کی کاپی ایک دن پہلے serve ہو جاتی ہے اور جس ممبر نے بھی سوال دیئے ہوتے ہیں اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ میرا یہ سوال آگیا ہے اور وہ ضمنی سوالات کے حوالے سے relevant material بھی لے آتا ہے کیونکہ یہ سوالات اصلاح کے لئے ہوتے ہیں اور point out کرنا ہوتا ہے اور اس طرح سے حکومت کی بھی مدد ہوتی ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو سابقا practice چل رہی تھی اب اس سے deviation ہو رہی ہے اس میں محکمہ جات involve ہیں جو کہ بروقت سوالات کے جوابات نہیں دیتے۔

جناب سپیکر:اس میں کوئی Rules تو ایسے نہیں ہیں، بہر حال آپ نے جو نشاندہی کی ہے پہلے بھی میں نے تمام محکمہ جات کو کہا تھا کہ ان کی کاپیاں کم از کم ایک دن پہلے ہمارے دفتر میں ضرور پہنچنی چاہئیں اگر کوئی اس میں کوتاہی کرتا ہے تو پھر اس پر نوٹس بھی لیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔ جواب کے جز(الف) میں لکھا ہے کہ محکمہ کے پاس کوئی اعداد و شمار موجود نہ ہیں، دوسری طرف محکمہ یہ کہتا ہے کہ آبادی کے اعداد و شمار اکٹھے کرنا محکمہ شماریات کی ذمہ داری ہے اور Pakistan Bureau of Statistics 2012 کی رپورٹ کے مطابق پنجاب بھر میں خصوصی افراد کی تعداد اتنی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اوپر کیا کہہ رہے ہیں اور نیچے کیا کہہ رہے ہیں؟ اگر محکمہ کے پاس اب تک ایسا کوئی ریکارڈ نہیں ہے تو یہ بنیادی ضرورت ہوتی ہے کہ آدمی جس مسئلہ کو حل کرنا چاہتا ہے اس کی پوری اہمیت بیان کرتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ضمنی سوال کریں۔ میں ان سے کیا پوچھوں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا محکمہ اب اپنے اعداد و شمار اکٹھے کرنے کا کوئی ارادہ رکھتا ہے تاکہ پھر اس حوالے سے بہتر منصوبہ بندی ہو سکے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سپیشل ایجوکیشن!

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! محکمہ خصوصی تعلیم کا کام سپیشل بچوں کو تعلیم دینا ہے، آبادی کی figures یا ان کی تعداد کتنی ہے، کتنے سپیشل چلڈرن ہیں، کتنے سپیشل لوگ ہیں اس کے figures اکٹھے کرنا Pakistan Bureau of Statistics کا کام ہے۔ ان کی طرف سے جو figures ہمارے پاس آتے ہیں اسی کے مطابق ہم نے اس معزز ایوان کو مطلع کیا ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے figures اکٹھے کرنا ہمارے محکمہ کا کام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جو سوال پوچھا جائے اس کا جواب تو محکمے کو مکمل کر کے دینا چاہئے۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): کیا پوچھا جائے؟

جناب سپیکر: معزز ممبر جو بھی سوال پوچھیں، آپ اس کا جواب محکمہ سے لے کر دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ سرکاری ملازمتوں کے اندر معذور لوگوں کے لئے 2 فیصد کوٹا مختص کیا ہوا ہے اور ان کی یہ بات ٹھیک ہے لیکن جہاں تک ان معذور بچوں کا تعلق ہے یہ اپنے لئے ایک تو مستقل نگرانی چاہتے ہیں مزید یہ کہ اپنے

خاندان کوincomeکے حوالے سے کوئیinputبھی نہیں دے سکتے۔کیا محکمہ کے پاس کوئی ایسا منصوبہ زیر غور ہے کہ ایسے جتنے بھی سپیشل بچے ہیں ان کے والدین کو ان کی نگرانی،نگہداشت کے لئے مالی معاونت کی جاسکے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن(جناب آصف سعید منیس):جناب سپیکر!ان سپیشل بچوں کو ہمارا محکمہ مفت تعلیم دیتاہے،مفت یونیفارم،مفت کتابیں،مفت ٹرانسپورٹ کی سہولت مہیا کرتاہے اور جہاں تک معزز ممبر کا یہ سوال ہے کہ ان کی مالی معاونت کا بھی کوئی طریق کار ہونا چاہئے،اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا محکمہ ہر طالب علم کو8سو روپے ماہانہ وظیفہ بھی دیتاہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب والا!میں نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب اس حوالے سے نہیں بنتا،یہ تو مجھے بھی معلوم ہے کہ سپیشل بچوں کے لئے بسیں موجود ہیں اور یہ بہت اچھی بات ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ پچھلے پانچ سالوں کے دوران اس فیلڈ میں محکمہ کے اندر کافیimprovementہوئی ہے۔ بسیں بھی دی گئی ہیں،سکالرشپ بھی دیئے جارہے ہیں لیکن میں نے جو سوال کیا ہے وہ مختلف ہے،ظاہر ہے کہ سارے بچے تو ان سکولوں میں نہیں آتے۔۔۔

جناب سپیکر:معزز ممبر فرمارہے ہیں کہ جو بچے ان اداروں تک نہیں آ سکتے یا نہیں پڑھتے ان کے اعداد وشمار حاصل کر کے ان کے گھر والوں کی کوئی مالی معاونت کر سکتے ہیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن(جناب آصف سعید منیس):جناب والا!محکمہ خصوصی تعلیم کا کام تعلیم دیناہے، ہمارا کام روزگار فراہم کرنا نہیں ہے۔انہوں نے جو مالی معاونت کے حوالے سے بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر:وہ بات آپ نے بتادی ہے۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن(جناب آصف سعید منیس):جناب والا!ہم ان بچوں کو-/800روپے مہینہ کے حساب سے وظیفہ دے رہے ہیں،اس کا مقصد بھی ان کی مالی معاونت ہی ہے۔

جناب سپیکر:مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب والا!میں یہ سوال چھوڑ دیتا ہوں کیونکہ میں نے جو سوال یہاں پر پوچھا ہے اس کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔اب میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ حکومت کو یہ سفارش کرنے کے لئے تیار ہے کہ جس طرح سرکاری محکموں کے اندر ان کا کوٹا مقرر ہے،کیا محکمہ پنجاب اسمبلی کے

اندر بھی سپیشل لوگوں کے لئے کوئی کوٹا مختص کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور کیا محکمہ اس سلسلے میں حکومت کو سفارش کرے گا؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب والا! میں پھر عرض کر رہا ہوں کہ محکمہ خصوصی تعلیم کا کام سپیشل بچوں کو تعلیم دینا ہے، اس میں مالی معاونت یا اسمبلی میں نمائندگی دینا کام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ This is not a supplementary question.

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سپیشل بچے دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک ذہنی معذور ہوتے ہیں جن کو ہم mentally challenged کہتے ہیں اور دوسرے جسمانی طور پر معذور ہوتے ہیں۔ میں یہ جاننا چاہوں گی کہ جو mentally challenged بچے ہیں اور جو جسمانی طور پر معذور بچے ہیں ان کے لئے ہمارے پاس علیحدہ علیحدہ سکول ہیں یا ان بچوں کو ایک ہی سکول میں تعلیم دے رہے ہیں؟ کیونکہ جو mentally challenged بچے ہوتے ہیں They are educatable and they can be trained لیکن آپ ان کو اس طرح کی تعلیم نہیں دے سکتے جو آپ عام بچوں کو دیتے ہیں۔ پھر میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہوگا کہ ہم ان کی integration کے لئے کیا اقدامات کر رہے ہیں یعنی Integration of mentally challenged children and normal children.

جناب سپیکر: وزیر موصوف!

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب والا! محکمہ کے جو سنٹر ہیں ان میں تمام disability کے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں اور disability specific schools بھی موجود ہیں۔ جیسے visually impaired بچوں کے لئے علیحدہ سکول بھی موجود ہیں، اسی طرح hearing impaired کے لئے علیحدہ سکول ہیں، mentally retarded کے لئے علیحدہ سکول ہیں physically disabled کے لئے علیحدہ ہیں اور slow learners کے لئے علیحدہ institutions موجود ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

قاضی احمد سعید: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ رحیم یار خان میں سپیشل ایجوکیشن کے اداروں میں سپیشل بچوں کی کل کتنی تعداد ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):جناب والا!ڈاکٹر سید وسیم اختر کا سوال نمبر 137 بھی اعداد و شمار سے متعلق تھا۔اب معزز ممبر نے رحیم یار خان سے سپیشل بچوں کی تعداد پوچھی ہے تو ان سے میری گزارش ہے کہ وہfresh questionدے دیں ہم ان کو بھی جواب دے دیں گے۔

قاضی احمد سعید:جناب والا!میں نے صرف رحیم یار خان میں سپیشل بچوں کی تعداد پوچھی ہے؟

جناب سپیکر:بچوں کی تعداد وہ ایسے کس طرح سے بتا سکتے ہیں،یہ توfresh questionبنتا ہے۔

ڈاکٹر عالیہ آفتاب:جناب والا!میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:لیکن یہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ:

It should be a supplementary question concerning with the question asked.

ڈاکٹر عالیہ آفتاب:جی،ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

ڈاکٹر عالیہ آفتاب:جناب والا!میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ Shalimar School for Hearing impairedجو کہ جوہر ٹاؤن میں واقع ہے،اس کی بلڈنگ بہت خراب ہو چکی ہے۔میں نے اس کو personally visitبھی کیا ہے،اس کی چھتleakکر رہی ہے،پنکھوں میں بھی پانی آ رہا ہے وہاں پر بہت سیfacilities damageہو چکی ہیں۔جیسے وہاں پر ایکhydro poolہے اس کی دیواریں بہت خراب ہو چکی ہیں۔محکمہ کو اس کا نوٹس بھی دیا گیا تھا مگر ابھی تک اس کو دیکھنے کے لئے کوئی نہیں آیا۔میری وزیر موصوف سے یہ درخواست ہے کہ چونکہ سکول میں بچے پڑھتے ہیں وہاں پر شارٹ سرکٹ کاproblemبھی ہو سکتا ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کا کب تک جائزہ لیا جائے گا اور کب تک ٹھیک ہو گا؟

جناب سپیکر:وزیر صاحب!اس کا جائزہ لیں۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):جناب والا!ہم اس کیinspectionکروا لیتے ہیں وہاں پر جو بھی خرابیاں ہیں یا کوئی کمی کوتاہی ہے،repairsہونے والی ہیں،اس کو ٹھیک کروا دیں گے۔اس کے علاوہ یہاں پر ہمارے ایک معزز ممبر نے رحیم یار خان کے بارے میں سپیشل بچوں کی تعداد پوچھی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے تو ان کو allow نہیں کیا تھا لیکن اگر آپ بتانا چاہتے ہیں تو بتا دیں۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب والا! ان کی تعداد 650 ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب والا! میرا ایک اور ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کے سوال کا مکمل جواب دے دیا ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب اعجاز خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 275 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: محکمہ کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*275: جناب اعجاز خان: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں سپیشل ایجوکیشن کے کتنے دفتر ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں کل کتنے ملازمین کس کس گریڈ کے کام کر رہے ہیں ان ملازمین کا ڈومیسائل کس ضلع کا ہے۔ علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) ان میں کون کون سے ملازمین ایسے ہیں جو کہ 2008 سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں ان کی مدت تعیناتی علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کریں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ تین سال سے زیادہ کوئی بھی گورنمنٹ ملازم ایک دفتر میں کام نہیں کر سکتا ہے کیا حکومت ان ملازمین کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک نہیں تو وجوہات بیان کریں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) ضلع راولپنڈی میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (سپیشل ایجوکیشن) کا ایک ہی آفس ہے۔

(ب) مذکورہ بالا دفتر میں کل سات ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام و عہدہ	سکیل	ڈومیسائل
1	نصرت نجیب (ڈی ای او)	18	لاہور
2	ثناءاللہ (سٹینو گرافر)	12	لاہور
3	خالد محمود اعوان (سینئر کلرک)	09	لاہور
4	فرقان حمید (جونیئر کلرک)	07	راولپنڈی

5	خرم شہزاد(نائب قاصد)	01	راولپنڈی
6	منصور اکرم(چوکیدار)	01	راولپنڈی
7	شہباز مسیح(خاکروب)	01	راولپنڈی

(ج) اس دفتر میں 2008 سے لے کر اب تک صرف 02 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نصرت نجیب(ڈی ای او سپیشل ایجوکیشن)	19۔11۔2005
شہباز مسیح(خاکروب)	12۔03۔2004

(د) 1980 کی ٹرانسفر پالیسی کے مطابق کسی بھی سرکاری ملازم کو عام حالات میں ہر تین سال کے بعد تبدیل کرنا ضروری نہیں ہے البتہ ٹرانسفر پالیسی کے مطابق کسی بھی سرکاری ملازم کو ٹرانسفر تو کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے لئے پالیسی میں چند شرائط درج ہیں جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ محکمہ خصوصی تعلیم ٹرانسفر پالیسی پر سختی سے کاربند عمل ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب اعجاز خان: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ ضلع راولپنڈی میں سپیشل ایجوکیشن کے کتنے دفاتر ہیں، ان دفاتر میں کل کتنے ملازمین ہیں اور کس کس گریڈ میں کام کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ تو آپ کا سوال ہے جس کا جواب محکمہ نے دے دیا ہے۔ اب اگر آپ اس پر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

جناب اعجاز خان: کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال نہیں ہے؟

جناب اعجاز خان: جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں۔

MR SPEAKER: Anybody from this side or from that side? None.

اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہے؟۔۔۔اگلا سوال بھی جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

جناب اعجاز خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 276 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: محکمہ کے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*276: جناب اعجاز خان: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں سپیشل ایجوکیشن کے کتنے سکول ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیاان سکولوں میں بچوں اور بچیوں کو اکٹھی تعلیم دی جاتی ہے۔اگر ہاں تو کون کون سی کلاسز تک تعلیم دی جاتی ہے؟

(ج) ان سکولوں میں بچوں اور بچیوں کی کل کتنی تعداد ہے ان سکولوں میں بچوں اور بچیوں کے داخلہ کا طریق کار کیا ہے؟

(د) ان سکولوں میں سپیشل ایجوکیشن ٹیچرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) ضلع راولپنڈی میں سپیشل ایجوکیشن کے 12 سکولز کام کر رہے ہیں اور ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں !ان سکولوں میں بچوں اور بچیوں کو اکٹھی تعلیم دی جاتی ہے۔ ہائی سکولوں میں نرسری تا میٹرک اور سنٹرز میں نرسری تا پرائمری تعلیم دی جاتی ہے۔

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی کل تعداد 1129 ہے اور ان اداروں میں پورا سال داخلے جاری رہتے ہیں۔ داخلے کے وقت صرف بچے کی معذوری کو مدنظر رکھا جاتا ہے اور بچے کی معذوری کی assessment بھی کی جاتی ہے تاکہ بچے کی کلاس کا تعین کیا جاسکے پھر اس کو متعلقہ کلاس میں داخل کر لیا جاتا ہے۔

(د) ضلع راولپنڈی میں سپیشل ایجوکیشن کے ان اداروں میں ٹیچرز کی 42 اسامیاں خالی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب اعجاز خان: جناب والا! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: آپ جواب سے مطمئن ہیں؟

جناب اعجاز خان: جی، ہاں! لہذا میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! محکمہ نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ ضلع راولپنڈی میں۔۔۔

جناب سپیکر: کون سے جُز پر ضمنی سوال کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب والا! جز(الف)میں فرمایا ہے کہ سپیشل ایجوکیشن کے 12 سکول ہیں اور جز(د)میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ضلع راولپنڈی میں سپیشل ایجوکیشن کے ان اداروں میں ٹیچروں کی42اسامیاں خالی ہیں جبکہ ان اداروں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد1129ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت42اسامیاں خالی ہیں جس سے اندازہ ہو رہا ہے کہ معاملے میں کتنیseriousness ہے۔میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنی زیادہ تعداد میں ٹیچروں کی اسامیاں خالی ہیں، یہ کب سے خالی ہیں اور ان کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر:وزیر موصوف!

وزیر سپیشل ایجوکیشن(جناب آصف سعید منیس):جناب والا!تمام اسامیاں اکٹھی خالی نہیں ہوتیں، مختلف ادوار میں جب کوئی ٹیچر ٹرانسفر ہو جاتا ہے یا کوئی ریٹائر ہو جاتا ہے تو اس طرح سے خالی ہوتی رہتی ہیں اور ان پر بھرتی کرنا محکمہ کا کام نہیں ہے بلکہ یہ بھرتی پبلک سروس کمیشن کرتا ہے۔ہم نے ان کو اپنی requirementبتائی ہے جیسے ہی پبلک سروس کمیشن سے بھرتی کا عمل مکمل ہو جائے گا تو teachersکی vacancies fillہو جائیں گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!یہ بات درست ہے کہ یہ فوری طور پر اس کا جواب نہیں دے سکیں گے لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس طرح وزیر موصوف نے کہا ہے کہ ہم نے ان42اسامیوں کے لئے پبلک سروس کمیشن کو کہا ہے کہ وہ ان سیٹوں کو پُر کریں، محکمہ کی طرف سے ان42اسامیوں کے againstپبلک سروس کمیشن کو جو requisition گئی ہے کیا وزیر موصوف وہ لیٹر یہاں اسمبلی میں فراہم کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر:اگر آپ نے پوچھا ہوتا تو ضرور کرتے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:میں اب پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر:نہیں۔اس طرح تو بات ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن(جناب آصف سعید منیس):جناب سپیکر!میں On the floor of the Houseیہ بات کر رہا ہوں اس لئے معزز ممبر کو میری بات پر یقین کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر:ہاں!یہ بات ٹھیک ہے۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):اگر ان کو اس لیٹر کی کاپی چاہئے تو ہم ان کو فراہم کر دیں گے۔

جناب سپیکر:جی، مہربانی۔

محترمہ سلمیٰ شاہین بٹ:جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ!

محترمہ سلمیٰ شاہین بٹ:جناب سپیکر!کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ disabledبچوں کی تفریح کے لئے سپورٹس کا کوئی انتظام ہے؟

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!تفریح کا کوئی انتظام ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):جناب سپیکر!معزز ممبر نے ان کی تفریح اور سپورٹس کے متعلق پوچھا ہے میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ محکمہ نے ان کی تفریح کے لئے لاہور کے دو پارکس میںdisabled friendly enclaves developکئے ہیں۔ہماری کوشش اور خواہش ہے کہ ہم اس کا دائرہ کار دیگر شہروں اور چھوٹی جگہوں پر بھی لے جائیں۔ہم پہلی stageمیں ڈویژنل ہیڈکوارٹرز میں جوexisting parksہیں ان میں سے انتظامیہ سے جگہ لے کرdisabled friendly enclavesبنائیں گے اور ہمارے تمام سکولوں اور سنٹروں میںsports activities ہوتی رہتی ہیں۔

جناب سپیکر:شکریہ۔چونکہ سوال تھوڑے ہیں اس لئے میں زیادہ ضمنی سوالوں کے لئے اجازت دے رہا ہوں۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی:جناب سپیکر!میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ سپیشل ایجوکیشن کے لئے جو ٹیچرز hire کی جاتی ہیں ان کا کیا میرٹ ہے اور کیا انہیں کوئی سپیشل ٹریننگ دی جاتی ہے جو سپیشل ایجوکیشن کے لئے ضروری ہے؟

جناب سپیکر:یقیناًqualification differentہو گی۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):جناب سپیکر!میں اس کاcriteriaتو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ وہ بھرتی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوتی ہے۔ہم پبلک سروس کمیشن کو کوئی criteria نہیں دیتے بلکہ ان کا اپنا طریق کار ہے اس کے مطابق بھرتی کی جاتی ہے۔ٹیچرز ٹریننگ کے لئے ہمارے

کالج ہیں جن میں ٹیچرز کو مختلف کورسز کرائے جاتے ہیں تاکہ ان کو مزید update کیا جاسکے اور ان کی جو بھی prevailing educational qualification ہے اسے improve کیا جاسکے۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! جواب میں ذکر کیا گیا ہے کہ ڈسٹرکٹ راولپنڈی میں سپیشل ایجوکیشن کے 12 سکول کام کر رہے ہیں تو کیا وزیر موصوف بتانا پسند کریں گے کہ آیا تحصیل ٹیکسلا کے اندر بھی کوئی سکول موجود ہے یا یہ 12 کے 12 سکول راولپنڈی میں ہی ہیں۔ کیا ان کے پاس تحصیل وار تفصیل موجود ہے کہ کس تحصیل میں کتنے سکول موجود ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ بتا سکیں گے۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منہیں): جناب سپیکر! ٹیکسلا میں ہمارا گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر موجود ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو مبارک ہو۔ اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ مہوش سلطانہ: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 358 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ عائشہ جاوید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: سپیشل بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*358: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں حکومت کی طرف سے Mentally retarded سپیشل بچوں کو سکول پک اینڈ ڈراپ کی سہولت دی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت میسر نہیں، جس بناء پر سپیشل بچے سکول نہیں جا سکتے نیز اس وقت لاہور کے کس کس علاقے میں سپیشل بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت حاصل ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لاہور میں بالخصوص اور پورے پنجاب میں بالعموم سپیشل بچوں کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ضلعی حکومت کے زیر انتظام محکمہ سپیشل ایجوکیشن کا ایک سکول اور پانچ سنٹرز لاہور میں کام کر رہے ہیں اور Mentally retarded بچوں کو ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی مہیا کی جاتی ہے۔

(ب) محکمہ سپیشل ایجوکیشن نے بچوں کو فری پک اینڈ ڈراپ کی سہولت مہیا کرنے کے لئے پنجاب کے تمام اداروں میں ٹرانسپورٹ فراہم کر رکھی ہے اور ضلعی لاہور کے بھی تمام اداروں میں ٹرانسپورٹ موجود ہے صرف چند ذہنی معذور بچے ہی اپنے والدین کی مرضی سے خود سے سکول آتے ہیں یا ان کے والدین اپنی ٹرانسپورٹ پر بچوں کو پک اینڈ ڈراپ فراہم کرتے ہیں اور ابھی تک کسی بھی بچے کے والدین کی طرف سے کسی بھی قسم کی کوئی شکایت درج نہیں کروائی گئی۔ مزید یہ کہ اس وقت لاہور کے تمام علاقوں، ٹاؤنز کے سپیشل بچوں کو ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم کی جارہی ہے۔

(ج) محکمہ سپیشل ایجوکیشن نے بچوں کو فری پک اینڈ ڈراپ کی سہولت مہیا کرنے کے لئے پنجاب کے تمام اداروں میں ٹرانسپورٹ فراہم کر رکھی ہے اور تمام بچوں کو جوان اداروں میں زیر تعلیم ہیں فری پک اینڈ ڈراپ کی سہولت فراہم کی جارہی ہے اور اگر کوئی شکایت سامنے آئی تو اس کو فوراً حل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ مہوش سلطانہ: جناب سپیکر! I have one supplementary question as she has mentioned کہ اس میں کچھ جگہوں پر ٹرانسپورٹ کا مسئلہ ہے۔ اگر وہ مسئلہ درپیش ہو تو اس کے حل کے لئے کسے پیش کیا جائے چونکہ پہلے کافی دفعہ یہ مسئلہ notice میں لایا جا چکا ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! ہمارے ڈائریکٹوریٹ میں complaint cell قائم ہے جسے میں خود monitor کرتا ہوں۔ وہاں اس قسم کی کوئی شکایت نہیں آئی کہ کسی سٹوڈنٹ کو ٹرانسپورٹ کی سہولت نہیں دی جارہی۔ اگر معزز ممبر کے علم میں کوئی ایسا کیس ہے تو وہ میرے knowledge میں لے آئیں ہم اسے examine کریں گے اور ان کی شکایت کا ازالہ کیا جائے گا۔

MS MEHWISH SULTANA: Thank you Sir. No supplementary.

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: ادھر سے ضمنی سوال آ گیا۔ جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال نہیں بلکہ ایک comment ہے۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

سردار وقاص حسن مؤکل: سوال نہیں بلکہ ایک comment ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: آپ سن لیجئے پسند نہ آئے تو اسے accept نہ کیجئے گا۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں پھر میں پتا کروں گا کہ آیا ٹھیک ہے یا غلط۔ میں پہلے کیسے commitment کروں؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! آپ سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں اور actually اس سوال میں بھی یہی لکھا ہوا ہے اور جواب میں بھی ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: کون سے سوال کے اندر؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! محترمہ عائشہ جاوید کے سوال نمبر 358 میں۔

جناب سپیکر: کیا لکھا ہے؟ آرڈر پلیز order in the House جی، فرمائیں!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! اس کے اندر لکھا گیا ہے (الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں حکومت کی طرف سے Mentally retarded سپیشل بچوں کو سکول کی طرف سے پک اینڈ ڈراپ کی سہولت دی جاتی ہے۔ میری گزارش ہے کہ mentally retarded لفظ استعمال نہیں ہوتا کیونکہ یہ ایک طرح سے توہین آمیز درجے میں آتا ہے۔ چونکہ یہ official document ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ نے سوال دیا ہے اگر وہ ہوتے تو میں ان سے پوچھتا اب جنہوں نے ان کے behalf پر بات کی ہے اس کا جواب ان سے پوچھوں۔

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس چیز کو اپنی consideration میں لے لیں کہ retarded نہ آئے۔شاید ان کو معلوم نہ ہو میں صرف بہتری کے لئے کہنا چاہتا ہوں کہ mentally retarded کی بجائے mentally challenged کر دیں۔

ڈاکٹر مراد راس:Mentally challenged ہوتا ہے۔

جناب سپیکر:آئندہ سے اس لفظ کو change کر دیا جائے۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):جناب سپیکر!mentally retarded کی آگے کئی categories ہوتی ہیں جس میں down syndrome, Mongols اور artistic بچے ہوتے ہیں۔کئی قسم کی categories ہوتی ہیں ان سب کو اکٹھا کر کے یہی mentally retarded کی term استعمال کی جاتی ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!Mentally retarded بطور لفظ استعمال کرنا مناسب نہیں ہے۔میں یہ نہیں کہہ رہا کہ اس کے اندر down syndrome والے نہیں آتے۔

جناب سپیکر:اب اس کے لئے آپ کو ڈکشنری consult کرنا پڑے گی۔منسٹر صاحب سردار صاحب جو بات کہہ رہے ہیں اسے دیکھ لیں شاید فائدہ مند ہو۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):جناب سپیکر!ان کی تجویز consider کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر !Mentally challenged use ہوتا ہے mentally retarded use ہونا بند ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر:آئندہ سے لفظ mentally challenged استعمال کیا جائے۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):جناب سپیکر!ٹھیک ہے noted

جناب سپیکر:اور دفتر بھی اس بات کا خیال رکھے کہ اگر کوئی ایسی بات آپ کے علم میں آتی ہے اور آپ کو پتا چلتا ہے تو آپ نے اسے Mentally challenged میں تحریر کرنا ہے۔

(اس مرحلہ پر پریس گیلری سے صحافی حضرات آزادی صحافت تک جنگ رہے گی
کے نعرے لگاتے ہوئے کارروائی کا بائیکاٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

آج پھر نیا معاملہ آگیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں آج آپ تو نہیں جائیں گے ؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر:آپ حکم کریں گے تو ہم دوبارہ چلے جائیں گے۔دراصل اس وقت یہ معاملہ دوبارہ raiseہو گیا ہے۔کل جب آپ نے حکم دیا تھا تو میں چلا گیا تھا اور ان سے ساری بات ہوئی تھی اور جب آپ تشریف لائے تو آپ نے ایوان کو adjournکرنے کا حکم صادر فرمایا تھا اس وقت صحافی بھی آ گئے تھے اور سارا معاملہ settleہو گیا تھا اور آپس میں بات ہو گئی تھی۔آج جو صحافی بھائی walkoutکر کے جا رہے ہیں وہ جو بلوچستان میں ARYکے بیورو چیف اور ان کے نمائندگان پر پرچہ درج ہوا ہے۔اس حکومت کے دور میں یہ بہت ہی غلط روایت شروع ہو گئی ہے یہ درست نہیں ہے۔اس میں میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے قرارداد بھی دی ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!۔۔۔

رانا محمد ارشد:جناب سپیکر!آپ اس کے لئے ایک کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔مجھے ان کی بات تو سننے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:ابھی تو میری بات بھی مکمل نہیں ہوئی۔میں گزارش کر رہا تھا کہ بلوچستان میں ARYکے بیورو چیف اور ان کے نمائندگان کے خلاف دہشت گردی کی دفعات کے تحت جو پرچہ درج ہوا ہے یہ اس پر walkoutکر رہے ہیں۔اس حوالے سے ہمارے معزز ممبر میاں محمد اسلم اقبال نے قرارداد بھی دی ہے۔اس وقت اصل مسئلہ یہ ہے اور اس ملک کے اندر یہ ایک بہت ہی غلط روایت ہے اور بلوچستان سے اس کا آغاز ہو رہا ہے۔قراردادوں کے وقت میاں محمد اسلم اقبال کی قرارداد بھی آئے گی ہم چاہتے ہیں کہ اسے بھی لیا جائے تاکہ ہماری طرف سے یہ جذبات جائیں۔

جناب سپیکر:اب مجھے ادھر سے بات سننے دیں۔جی، سندھو صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!I am astoundedکہ ڈاکٹر صاحب کو پہلے سے پتا ہے کہ وہ کس مسئلے پر گئے ہیں۔جب تک کوئی ان کے پاس جاتا نہیں جب تک ان کی بات نہیں سنتا تو میاں محمد اسلم اقبال نے جو یہ قرارداد دی ہے۔

MR SPEAKER: Sorry, I can't listen your speech.

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! I said that I am astounded, I am astonished کہ میاں صاحب کو پہلے سے پتا ہے کہ صحافیوں نے کس بات پر بائیکاٹ کیا۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور رولز یہ ہیں کہ آپ کسی delegation کو بھیجیں گے ان کا مسئلہ معلوم ہو گا تو پھر اس کے بعد آگے یہ بات ہو سکتی ہے کہ اصل میں بات کیا ہے؟ لیکن پہلے ہی اپنے سے اخذ کر لینا۔ یہ تو against the law ہے۔ باقی میاں صاحب نے جو قرار داد دی ہے، worthy وزیر قانون آ جائیں تو پھر اس پر بات کر لیتے ہیں۔ یہ بات جو انہوں نے کہی ہے یہ logic سے باہر ہے۔ پتا نہیں وہ کل کے واقعہ پر پریس گیلری سے walkout کر گئے ہوں کیونکہ کل ان پر تشدد ہوا تھا۔ ابھی بھی اس زخمی صحافی کا سرو سز ہسپتال میں operation ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: صحافی حضرات نے walkout کرتے ہوئے یہ نعرہ لگایا ہے کہ "آزادی صحافت تک جنگ جاری رہے گی" اب پتا نہیں یہ کس کے خلاف ہے؟ میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میرے خیال میں بہتر یہی ہے کہ ان کو منایا جائے اور اس کے لئے ایوان کی ایک کمیٹی تشکیل دیتے ہیں۔ کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ اور میاں محمد اسلم اقبال دونوں صاحبان جا کر صحافی حضرات سے بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وزیر جیل خانہ جات کو بھجوائیں تاکہ انہیں پتا ہو کہ اگر ان کی بات نہ مانی تو پھر ہمیں جیل بھی جانا پڑے گا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ایسی بات نہ کریں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! آپ سے humble submission ہے کہ میاں محمد اسلم اقبال اور میاں محمود الرشید میں سے کسی ایک کو ساتھ بھجوائیں تاکہ یہ وہاں جا کر یقین دہانی کرائیں کہ آئندہ سے ان کے کارکن صحافیوں کو نہیں ماریں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ایسی بات چھیڑنے کا مقصد کیا ہے؟ تشریف رکھیں۔ میں فی الحال صحافی حضرات سے بات کرنے کے لئے کمیٹی باہر بھجوانے کی بات کر رہا ہوں۔ کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ اس کمیٹی کو head کریں گے اور ادھر سے میاں محمد اسلم اقبال ان کے ساتھ جائیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بلوچستان کے اندر ARY News کے خلاف جو پرچہ درج کیا گیا ہے اس پر احتجاج کرتے ہوئے صحافی بھائیوں نے آج پریس گیلری سے walkout کیا ہے۔ یہاں ایوان

میں آنے سے پہلے میری ان سے بات ہوئی ہے۔وزیر صحت اس کو ایک نیا رنگ دے رہے ہیں جو کہ مناسب نہیں۔ میں بڑے وثوق کے ساتھ یہ بات کر رہا ہوں کہ صحافی حضرات نے کل والے واقعہ پر walkout نہیں کیا۔یہاں سے ایک معزز ممبر اُٹھے اور انہوں نے کہا کہ کمیٹی بنادیں۔واقعہ بلوچستان میں ہوا ہے اور آپ کمیٹی اس ایوان کی بنوا رہے ہیں۔وزیر موصوف نے اُٹھ کر کہہ دیا کہ صحافی حضرات نے کل کے واقعہ پر احتجاج کیا ہے۔ایسا نہیں ہے بلکہ بلوچستان حکومت کی طرف سے ARY News کے خلاف جو پرچہ درج ہوا اس کے خلاف انہوں نے walkout کیا ہے۔آپ کا حکم ہے اس لئے ہم جاتے ہیں اور میں چاہوں گا کہ اُدھر سے منسٹر ہیلتھ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔ صحافی بھائیوں کا جو مؤقف ہو گا وہ ہم اس ایوان میں آکر پیش کر دیں گے۔ARY News کے خلاف جو پرچہ درج ہوا ہے اسی حوالے سے میں نے ایک قرارداد بھی جمع کرائی ہے۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو take up کیا جائے تاکہ صحافی بھائیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: اس قرارداد کو ہم بعد میں rules کے مطابق دیکھیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ تو آپ کی discretion ہے۔

جناب سپیکر: کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ اور میاں محمد اسلم اقبال تشریف لے جائیں اور صحافی حضرات سے بات کر کے ان کو واپس لائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وزیر صحت کو بھی ہمارے ساتھ بھجوادیں۔وہاں جا کر ان کی تسلی ہو جائے گی کہ صحافی حضرات نے آج کیوں walkout کیا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، ان کو رہنے دیں۔آپ دونوں حضرات جائیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر تحفظ ماحول، کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ اور معزز ممبر میاں محمد اسلم اقبال صحافی حضرات سے بات کرنے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب سپیکر: کس سوال پر؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں پچھلے سوال پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ سوال تو dispose of ہو گیا۔اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک کا ہے۔ میرے خیال میں وہ تشریف نہیں رکھتے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر478ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب فیضان خالد ورک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: معذور بچوں کے سکولز و سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

***478: جناب فیضان خالد ورک:** کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں معذور بچوں کی فلاح کے لئے کتنے سکولز یا سنٹرز کام کر رہے ہیں؟

(ب) حکومت نے مذکورہ ضلع میں معذور بچوں کی فلاح کے لئے بجٹ میں کتنے فنڈز مختص کئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا ضلع میں سپیشل بچوں کی بہتری کے لئے مزید نئے سکول یا سنٹرز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو سہولیات فراہم کی جا سکیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے زیر انتظام کل سات سکولز/ سنٹرز کام کر رہے ہیں۔

(ب) حکومت نے مذکورہ ضلع میں واقع اداروں کے لئے مالی سال2013-14میں82.375 ملین فنڈز مختص کئے ہیں۔

(ج) جی ہاں!اس وقت حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق صوبہ بھر میں ہر تحصیل کی سطح پر خصوصی تعلیمی ادارے/ سنٹرز کام کر رہے ہیں۔ ضلع شیخوپورہ میں خصوصی بچوں کو تعلیمی سہولیات کی فراہمی کے لئے اس وقت سپیشل ایجوکیشن کے سات ادارے کام کر رہے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

LIST OF INSTITUTIONS OF SPECIAL EDUCATION WORKING IN DISTRICT SHEIKHUPURA.

Sr.#	Name of Institution
1	Govt. High School of Special Education for HIC, Sheikhupura.
2	Govt. Special Education Centre for HIC, Sheikhupura.
3	Govt. Special Education centre, Ferozwala.
4	Govt. Special Education Centre, Sharqpur.
5	Govt. Special Education Centre, Muridkay.

6 Govt. Special Education Centre, Safdar Abad.
7 Govt. Institute for Slow Learners, Sheikhupura.

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! سوال کے جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ "کیا حکومت مذکورہ بالا ضلع میں سپیشل بچوں کی بہتری کے لئے مزید نئے سکول یا سنٹرز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟" محکمہ نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ "اس وقت سات سنٹرز کام کر رہے ہیں۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اعداد و شمار کے مطابق اس ضلع میں مزید سکول یا سنٹرز بنانے کی ضرورت ہے؟ منسٹر صاحب نے کچھ دیر پہلے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا ہے کہ ان کے پاس کوئی اعداد و شمار نہیں کہ کتنے بچے disable ہیں تو پھر یہ کس بنیاد پر سنٹر بنا رہے ہیں یا بنانے کا سوچ رہے ہیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! محکمہ کے پاس ایسے sources نہیں ہیں کہ جس سے ہم ان کی تعداد معلوم کر سکیں۔ یہ اعداد و شمار تو محکمہ شماریات سے لئے جاتے ہیں۔ موجودہ سکولوں میں جس حساب سے enrolment بڑھتی ہے اسی حساب سے ہم مزید ادارے بنانے کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ طالب علموں کی تعداد میں اضافہ ہونے پر ہم اپنے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ مزید ادارے قائم کریں گے۔

محترمہ سلمیٰ شاہین بٹ: جناب سپیکر! بہت سارے disable بچوں کے والدین شکایت کرتے ہیں کہ ٹرانسپورٹ کی سہولت میسر نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے بچوں کو سکول نہیں بھیج سکتے تو یہ کس حد تک ٹھیک ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! خصوصی تعلیم کے ہر ادارے میں بسیں موجود ہیں اور ہماری پوری کوشش ہوتی ہے کہ تمام بچوں کو ٹرانسپورٹ کی سہولت میسر کی جائے۔ محترمہ کے علم میں اگر کوئی specific case ہے تو اس کی نشاندہی فرما دیں ہم اس کو examine کر کے ان کی شکایت کا ازالہ کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! محکمہ نے Pakistan Bureau of Statistics کی 2012 کی رپورٹ کا حوالہ اپنے جواب میں دیا ہے جس کے مطابق پنجاب بھر میں خصوصی افراد کی تعداد 22لاکھ 84ہزار490 ہے۔ اس میں سے پانچ سے انیس سال کے بچوں کی تعداد 7لاکھ 54ہزار ہے۔ محکمہ خود admit کرتا ہے کہ خصوصی بچوں کے 237 سکولوں میں 24ہزار385 بچے زیر تعلیم ہیں۔ یہ پنجاب کے اندر خصوصی بچوں کا پندرہ فیصد بنتا ہے۔ یہاں پر تعلیمی ایمرجنسی لگانے کی بات بھی ہوئی

ہے۔آپ کا محکمہ کہتا ہے کہ کل خصوصی بچے 7لاکھ 54ہزار ہیں اور ان میں سے زیر تعلیم بچے 24ہزار 385ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ باقی بچوں کی تعلیم کے لئے محکمہ نے کیا منصوبہ بندی کی ہے اس کی ذرا تفصیل بتادیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منہیس): جناب سپیکر! خصوصی بچوں کی تعداد اب 25ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ ہم نے اپنی enrolment drive شروع کی ہوئی ہے اور ہمارے اداروں میں admissions کا سلسلہ پورا سال جاری رہتا ہے۔7لاکھ 54ہزار میں بہت سے ایسے بچے ہیں جو کہ پرائیویٹ اداروں میں جاتے ہیں۔اسی طرح جو بچے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے حکومت انہیں پوری طرح سے opportunity مہیا کر رہی ہے۔ ہم نے اپنی enrolment campaign چلائی ہوئی ہے اور ہماری کوشش ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ خصوصی بچوں کو educational network میں لائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس مالی سال میں یہ بچوں کی تعداد کہاں تک پہنچائیں گے اور اس حوالے سے ان کے محکمے کا کیا vision ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منہیس): جناب سپیکر! جب میں نے اس محکمے کا چارج لیا تو اُس وقت بچوں کی تعداد تقریباً 23ہزار 5 سو تھی۔ میں نے اپنے محکمے کو تیس دن کا target دیا تھا تو اُس دوران summer vacation بھی تھیں جن کی وجہ سے بچوں کے داخلے کا کام اور بھی ذرا مشکل تھا لیکن اس کے باوجود ہم نے تیس دنوں میں پندرہ سو بچوں کے داخلے کا target رکھا تھا تو الحمد للہ ہم نے نہ صرف وہ target achieve کیا بلکہ ہم اس target سے بھی اوپر چلے گئے۔ آگے بھی ہماری کوشش ہے کہ ہمارے ادارے جو ابھی تحصیل کی سطح تک ہیں ہم ٹاؤن کمیٹیوں کی سطح پر بھی اپنے ادارے بنائیں گے لیکن اُس کے لئے ہمیں resources کی ضرورت ہے جس پر ہم working کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ بہت سارے بچوں کے ساتھ گھروں کے اندر غیر انسانی سلوک کیا جاتا ہے اُن کو باندھ کر رکھا جاتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اگر سکولوں میں ان بچوں کے داخلے کے لئے کوئی سخت پالیسی بنائی جائے تو ہم ان خصوصی بچوں کو بھی سوسائٹی کے اندر fruitful طریقے سے استعمال کر سکتے ہیں۔ کیا محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے پاس کوئی ایسی پالیسی ہے یا وہ کوئی ایسی

پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتا ہے کہ جن بچوں کو پیدائشی طور پر کوئی نہ کوئی problem ہوتی ہے اُن کے والدین کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے بچوں کو سکولوں میں ضرور داخل کروائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منہیس): جناب سپیکر! ہمارے پاس ایسی کوئی سخت پالیسی تو موجود نہیں ہے لیکن ہم والدین اور بچوں کو بھی encourage کرتے ہیں۔ میں نے جیسے پہلے بھی بتایا ہے کہ ہمارا محکمہ جو facilities دے رہا ہے اُس میں ہر چیز free ہے تو ایسے اقدامات کی وجہ سے ہم والدین اور طلباء کو attract کر رہے ہیں کہ وہ ہمارے تعلیمی اداروں میں آکر تعلیم حاصل کریں تاکہ حکومت کی ذمہ داری پوری ہو سکے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ایک welfare state کا concept یہ ہے اور یہ سٹیٹ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اُس نے بچوں کو تعلیم دینی ہے اور اب حکومت کا vision بھی یہ ہے کہ ہم نے ہر بچے کو سکول میں داخل کرانا ہے تو اس حوالے سے خصوصی تعلیم زیادہ اہم ہے کیونکہ خصوصی بچوں میں پیدائشی طور پر کوئی نہ کوئی problem ہوتا ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ محکمہ کوئی ایسا قانون بنائے جس کے تحت خصوصی بچوں کو گھروں میں بند کرنے کی بجائے اُنہیں سکولوں میں داخل کرایا جائے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ لکھ پڑھ کر اس کے اوپر کوئی چیز لے کر آئیں تو وزیر موصوف سے اس کے لئے کہیں گے۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منہیس): جناب سپیکر! پرائیویٹ ممبرز ڈے پر محترمہ کوئی بل وغیرہ لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر نجمہ افضل صاحبہ!

ڈاکٹر نجمہ افضل: جناب سپیکر! سپیشل ایجوکیشن کے جو ادارے کام کر رہے ہیں ان میں زیادہ تر Day Care Centres کی بات ہو رہی ہے۔ کیا کسی ادارے میں کوئی hostel services دی جا رہی ہیں یا حکومت کا کوئی ایسا ارادہ ہے کہ hostel services بھی provide کی جائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منہیس): جناب سپیکر! ہمارے اداروں میں hostels بھی موجود ہیں اور اُن کو مزید strengthen بھی کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ کرن ڈار: جناب سپیکر! ابھی بات ہو رہی تھی کہ خصوصی بچوں کے والدین کو convince کرنے کے حوالے سے کوئی walk وغیرہ نہیں کی جاتی تو کیا ہماری حکومت کوئی ایسا ارادہ رکھتی ہے کہ اس طرح کی کسی walk کا کوئی اہتمام کیا جائے تاکہ والدین اپنے بچوں کو ان سکولوں میں داخل کرائیں جہاں پر اُن کی اچھی پرورش کی جا سکے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! ہم مختلف ذرائع اور طریقوں سے کوشش کرتے ہیں کہ والدین اور طلباء کو مائل کر سکیں کہ وہ حکومت کے اداروں میں آ کر تعلیم حاصل کریں۔ محترمہ کی یہ اچھی تجویز ہے ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نسرین جاوید المعروف نسرین نواز: جناب سپیکر! جوہر ٹاؤن میں خصوصی تعلیم کا ایک سکول ہے جس میں پانی کی بڑی قلت ہے وہاں پر پانی کا اہتمام کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ مسئلہ وزیر موصوف کے نوٹس میں آ گیا ہے انہوں نے لکھ بھی لیا ہے۔ جناب مہندی عباس خان صاحب!

جناب مہندی عباس خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میرا سوال ہے کہ یہاں پر بسوں کا ذکر ہوا تو کیا اُن بسوں کے لئے fuel بھی میسر ہوتا ہے کیونکہ میرے علم میں آیا ہے کہ fuel کی کافی shortage رہتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! اُنہیں محکمے کی طرف سے petrol بھی دیا جاتا ہے اور کسی طالب علم سے fuel کی مد میں کوئی demand بھی نہیں کی جاتی۔

جناب مہندی عباس خان: جناب سپیکر! ضلع ملتان میں تحصیل جلال پور پیر والا بہت پسماندہ تحصیل ہے اور وہاں پر تعلیمی ایمرجنسی بھی لگائی جا چکی ہے۔ وہاں پر خصوصی بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے تو میں نے محکمے کو لکھ کر دیا تھا کہ وہاں کے سکول کو upgrade کر کے میٹرک تک کر دیا جائے کیونکہ اُن بچوں کو خصوصی تعلیم کے لئے باہر جانے پر بہت problem ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب!آپ نے اُن کی بات سُن لی ہے تو اس معاملے میں اُن کی تسلی کروائیں۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منہیس): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! کیا رولز اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ حزب اختلاف کی طرف سے اگر کوئی سوال آئے تو اُس کے اوپر معزز ممبران حزب اقتدار بھی کوئی ضمنی سوال کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ بھی ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔آپ کو یہ بھی پتا ہونا چاہئے کہ یہ سوال آپ کی طرف سے ہی ہے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ خصوصی بچوں کو خصوصی تعلیم تو دے ہی رہے ہیں لیکن کیا اس طرح کا کوئی انتظام ہے کہ اُن اداروں یا ہسپتالوں میں اُن خصوصی بچوں کی health care کا کوئی بندوبست موجود ہو اور اگر ایسا کوئی بندوبست موجود نہیں ہے تو کیا حکومت ایسا بندوبست کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منہیس): جناب سپیکر! معزز ممبر نے بچوں کی health care کے بارے میں سوال کیا ہے تو ہمارے اداروں سے بچے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں refer کئے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے کچھ hearing impaired بچوں کے cochlear implant کرائے ہیں جو کہ خاصا مہنگا عمل ہے۔ ہم ان کو hearing aid بھی فراہم کرتے ہیں، health facilities فراہم کرنا محکمہ صحت کا کام ہے بچوں کو وہاں refer کیا جاتا ہے اور وہاں انہیں صحت کی پوری سہولیات میسر کی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ کنول صاحبہ!

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں یہ سوال کرنا چاہوں گی کہ ہمارے ملک میں speech therapy بہتر نہیں ہے، باہر کے ممالک میں جو بچے سن نہیں پاتے انہیں lip syncing کے ذریعے سے بھی بولنا سکھا دیتے ہیں لیکن ہمارے ہاں المیہ یہ ہے کہ جو بچے سن سکتے ہیں لیکن وہ بول نہیں پاتے، شاید ہمارے ٹیچرز اتنے qualified نہیں ہیں کہ جن کی hearing ٹھیک ہے ان کو بولنا بھی سکھا دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ کرنا چاہوں گی کہ اگر ان کو private speech therapy کرائی جائے تو اس کے charges بہت زیادہ ہوتے ہیں ایک ہزار روپے سے لے کر دو ہزار روپے فی گھنٹہ ٹیوشن فیس کے طور پر مانگے جاتے ہیں اور اس میں time limit بھی نہیں ہے کہ بچہ پانچ سال، دس سال یا بیس سال میں بولنا سیکھ لے گا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ government level پر کوئی ایسا ٹیوشن سنٹر کھول دیں جہاں بچوں کی speech therapy ہو جائے کیونکہ یہ بہت expensive ہے ان سپیشل بچوں کے والدین پہلے ہی suffer کر رہے ہوتے ہیں۔اس کے باوجود ہمیں اتنی مہنگی speech therapy afford کرنی پڑتی ہے جو بہت سے لوگ نہیں کرا سکتے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر سپیشل ایجوکیشن!

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس): جناب سپیکر! محکمہ سپیشل ایجوکیشن، ایجوکیشن کے ساتھ ساتھ اپنے students کو therapy services بھی فراہم کرتا ہے۔ ہمارے اداروں میں speech therapists and experts موجود ہیں جو ان کو therapy services فراہم کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ملک مظہر عباس راں صاحب!

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! یہاں پر emergency enrolment کی بات ہو رہی تھی میں اِسے سمجھ نہیں سکا۔ منسٹر صاحب بتائیں کہ کیا اس enrolment میں اپوزیشن کے لئے بھی کوٹا ہو گا؟

جناب سپیکر: کس کے لئے؟

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! کیا اپوزیشن کے لئے سپیشل کوٹا ہو گا؟

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے، میں افسوس ہی کر سکتا ہوں۔ آپ بھی معزز ممبر ہیں اور یہ بھی معزز ممبر ہیں۔ یہ ایوان صرف آپ کا یا میرا نہیں بلکہ یہ ایوان تمام معزز ممبران کا ہے۔ اس ایوان کے تقدس کو پامال نہیں کرنا چاہئے اور سوچ کر بات کرنی چاہئے۔ میں اس پر آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ آپ آئندہ ایسی بات کریں گے تو ایکشن بھی ہو سکتا ہے۔ جی، احمد سعید صاحب!

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں ابھی انہوں نے enrolment campaign شروع کرنے کی بات کی ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ enrolment

campaignکے سلسلے میں حکومت کیا وسائل بروئے کار لا رہی ہے اور لوگوں کی awareness کے لئے کون کون سے sources کو بروئے کار لایا جا رہا ہے؟اس کے علاوہ اگر کسی جگہ پر ایسے لوگ موجود ہیں کہ جن کے سپیشل بچے ہیں اور اُن کے پاس وسائل کی کمی ہے تو کیا حکومت ان لوگوں کو accommodateکرنے یا انہیں hostel facilityدینے کا ارادہ رکھتی ہے یا ان بچوں کو اپنے پاس رکھنے کے لئے اِن کے پاس کوئی networkموجود ہے؟

جناب سپیکر: آپ کس طرح لوگوں میں awarenessپیدا کرتے ہیں؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منہیس): جناب سپیکر!ہم field officers،اداروں اور خاص طور پر طلباء کے والدین کے ذریعے اس enrolment campaignکو چلاتے ہیں کیونکہ سپیشل بچوں کے والدین کے ایسے لوگوں سے زیادہ روابط ہوتے ہیں جن کے گھروں میں سپیشل بچے ہوتے ہیں۔ ہم اس طریقے سے لوگوں کو motivateکرتے ہیں۔

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! میری بات کا مکمل جواب نہیں دیا گیا۔ میں نے یہ بات کہی تھی کہ ان کے پاس جو رجسٹرڈ کیس ہیں ان کو تو یہ اس طرح سے awarenessدیں سکتے ہیں لیکن پنجاب کا بہت سا علاقہ ایسا ہے جو دیہاتوں پر مشتمل ہے۔جہاں لوگوں کو اس بات کا پتا ہی نہیں کہ ان کے بچوں کی تعلیم کے لئے گورنمنٹ اپنے طور پر کیا کیا کام کر رہی ہے۔اُن کی awarenessکے لئے کیا ٹیلی ویژن،اخبار، بینرز لگا کر یا کسی اور طریقے سے کوئی کام کیا جا رہا ہے اگر نہیں تو کیا محکمہ اس قسم کا کوئی ارادہ رکھتا ہے یا صرف ان لوگوں کو جو ان کے پاس رجسٹرڈ ہیں انہی کو اطلاع کی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: منہیس صاحب! یہ نیکی کا کام ہے اسے کر دیں اس میں کیا برائی ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منہیس): جناب سپیکر!ہم حاضر ہیں اور یہ نیکی کا کام ہی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شاباش۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منہیس): جناب سپیکر!گورنمنٹ سپیشل بچوں کی تعلیم کے لئے بہت سے اقدامات کر رہی ہے۔اس کے علاوہ rural and remote areasمیں بھی ایسے بچے ہیں جن کو تعلیم کی طرف مائل کیا جانا چاہئے۔اس لئے میں ایوان میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم سب ممبران کا دیہی علاقوں کے لوگوں سے رابطہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ بھی ان لوگوں کو motivateکریں کہ

گورنمنٹ یہ یہ educational services provide کر رہی ہے۔ ہماری پوری کوشش ہے اور ہم town committee level تک ایسے ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہم اسی طرح ان لوگوں کو education network میں لا سکتے ہیں۔

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی ایک معزز ممبر نے speech therapy کے حوالے سے پوچھا تھا۔ یہ یقیناً بہت مہنگا کورس ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ services صرف سکول کے اوقات میں فراہم کی جاتی ہیں یا سکول کے اوقات کے بعد بھی جو بچے speech therapy لینا چاہتے ہیں، ان کے لئے سکول کے اوقات کے بعد بھی کوئی arrangement موجود ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں سکول کے اوقات میں ہی ایسا ہو سکتا ہے۔

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منہیس): جناب سپیکر! speech therapy سکول کے اوقات میں ہی کی جاتی ہے لیکن کوئی پابندی نہیں۔ اگر کوئی ایسا کیس ہو تو سکول کے اوقات کے بعد ضرور ایسی services دی جاتی ہوں گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ کنیز اختر صاحبہ!

محترمہ کنیز اختر: جناب سپیکر! گونگے بہرے، ذہنی معذور اور جسمانی معذور بچے disable کہلاتے ہیں تو کیا ان کے لئے علیحدہ علیحدہ ادارے ہوتے ہیں؟ میرا تعلق فیصل آباد سے ہے وہاں پر گونگے بہرے بچوں کے لئے ایک ہی سکول ہے لیکن جسمانی اور ذہنی معذور بچوں کے لئے ایک سکول صرف ایک NGO چلا رہی ہے جس کا نام النسان ہے اور میں بھی اس کی ممبر ہوں۔ اس میں ذہنی معذور بچے ہیں۔ کیا حکومت فیصل آباد میں ذہنی معذور بچوں کے لئے کوئی ادارہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ میرا دوسرا سوال اسی سے متعلق ہے کہ وہ لڑکیاں جو ذہنی معذور ہیں اور وہ سن بلوغت کو پہنچ جاتی ہیں کیا ان لڑکیوں کے لئے کوئی ایسا ادارہ موجود ہے جہاں انہیں تربیت دی جا سکے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب سے ابھی جواب لے لیتے ہیں پہلے کرنل صاحب اپنی رپورٹ دے دیں۔ جی، کرنل صاحب!

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! چند منٹ پہلے صحافی صاحبان نے گیلری سے walkout as protest کیا۔ آپ نے اس پر کمیٹی تشکیل دی جس میں، میں اور

میاں محمد اسلم اقبال جو ابھی ایوان میں موجود نہیں ہیں شاید باہر کھڑے ہیں، ہم باہر گئے تو اسمبلی کے سامنے ان کے عہدیداران کی protest speeches ہو رہی تھیں۔ ہم نے ان سے بات کی کہ ہم facts finding کے لئے آئے ہیں کہ یہ protest کن واقعات پر ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا protest کل کے واقعات پر اور ARY News کے خلاف جو پرچہ درج ہوا ہے اس پر بھی ہے۔ان کو میں نے یقین دلایا کہ آپ جمہوریت کے ہمارے چوتھے ستون ہو، ہمیشہ ہم آپ کے ساتھ چلے ہیں اور آپ کا جو بھی حق ہو گا وہ آپ کو ملے گا۔ میں نے کہا کہ آپ کا protest سپیکر صاحب تک پہنچا دیتا ہوں جس کے بعد جو بھی فیصلہ ہو گا وہ آپ کو پتا چل جائے گا۔ میں نے ان سے request بھی کی کہ اس پر جو بھی discussion ہو گی آپ پریس گیلری میں بیٹھ کر اس کو سنیں۔ پہلے تو انہوں نے کہا کہ ہم چوبیس گھنٹے یہ protest جاری رکھیں گے لیکن ابھی وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم تھوڑی دیر بعد گیلری میں آ رہے ہیں۔ یہ بات چیت اُن کے ساتھ ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اُن کی مہربانی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں بھی گزارش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق میں بھی اُن دوستوں کے پاس گیا تھا تو پریس گیلری کے صدر بابر ڈوگر صاحب اور ان کے دوسرے رفقائے کار سے میں نے بھی بات کی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ٹی وی چینل ARY کے اوپر بلوچستان حکومت نے جو ایف آئی آر کاٹی ہے اُس پر ہم احتجاج کر رہے ہیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری بات مکمل ہونے دیں پھر بعد میں یہ بات کر لیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے عرض کرتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے بات مکمل کر لینے دیں۔ میری بات مکمل سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں یہ بات اپنے تئیں نہیں کر رہا بلکہ پریس گیلری کے صدر سے پوچھ کر جہاں اُن کے دوسرے صحافی ساتھی بھی موجود تھے یہ بات تصدیق کروا کر میں اس floor پر کر رہا ہوں۔انہوں نے کہا ہے کہ ہمارا protest بلوچستان کی حکومت میں ARY کے خلاف جو ایف آئی آر کاٹی گئی ہے اُس کے اوپر ہے اور ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ ایف آئی آر فوری طور پر واپس لی جائے۔اسی طرح ان کا کہنا ہے کہ ہمارے اوپر جو قدغن لگانے کی کوشش کی گئی ہے اس سے بلوچستان حکومت کا آمرانہ چہرہ سامنے آ رہا ہے۔یہ اُن صحافی بھائیوں کی باتیں ہیں جو میں ایوان تک پہنچا رہا ہوں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی،آپ مجھے سننے دیں،آپ کیا کر رہے ہیں؟آپ بات نہ کریں اور میں اُن سے بھی پوچھوں گا۔پلیز تشریف رکھیں۔جی،میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ آپ کے نمائندے کی حیثیت سے ہم دونوں بھائی گئے تھے۔

MR SPEAKER: Order please, Order please.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں یہ قطعاً نہیں کہہ رہا کہ کل کے protest کے حوالے سے انہوں نے بات نہیں کی۔۔۔

جناب سپیکر: بس وہ بات ہو گئی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!کل کا جو واقعہ ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس بات کو آپ چھوڑیں۔صرف یہ بتائیں کہ وہ آ رہے ہیں یا نہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!وہ کہتے ہیں کہ ہم ابھی protest کر رہے ہیں اور بعد میں ہم اپنا لائحہ عمل آپ کو بتاتے ہیں کہ ہم نے ایوان کے اندر کب آنا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ میاں صاحب بڑے منجھے ہوئے سیاستدان ہیں۔یہ تو dishonesty ہے کہ ایک منسٹر یہاں آ کر بات کر رہا ہے لیکن ان پر یقین نہیں کیا جا رہا۔کل کے واقعہ میں میڈیا کا اسلم نامی بندہ جو زخمی ہوا ہے میں ان کے پاس ساڑھے چھ گھنٹے رہا ہوں اور وہاں کھڑے ہو کر اس بچے کا آپریشن کروایا ہے جس کا ابھی تک دوسرا آپریشن ہونا ہے لیکن یہ اس کے بارے میں بات نہیں کر رہے۔یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ان کو منانے کے لئے بھیجا تھا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! منسٹر صاحب صحیح طرح explain نہیں کر رہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے ایسی بات ہی نہیں کی ہے۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ انہوں نے مکمل طور پر بات کی ہے اور جو بات انہوں نے کی ہے وہ میں نے سن لی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے یہ بات ہی نہیں کی اور اگر یہ بات کو بڑھانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترم! میں نے وہ بات سن لی ہے۔ آپ کی مہربانی ہے۔ ایسے نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہوں نے مٹی کے تیل کی بوتل اپنے ہاتھ میں رکھی ہوئی ہے تاکہ اسے موقع پر استعمال کر سکیں۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہ کریں۔ ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں انتہائی ادب واحترام کے ساتھ آپ سے بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! میری بات سنیں۔ ان کا protest دونوں حوالے سے ہے جو بات مجھے بتائی گئی ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! وہ بات کو چھپا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کسی نے بات نہیں چھپائی۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں وہ بات نہیں کرتا یہ میرا آپ سے وعدہ ہے لیکن میں کوئی دوسری بات کرنا چاہتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے اسی وقت ہی کہا تھا کہ سندھو صاحب ہمارے ساتھ چلے جائیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں کوئی دوسری بات کرنا چاہتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میاں صاحب! مجھے سننے دیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا لیکن ابھی مجھے ان کی بات سننے دیں۔ Let him speak

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اگر میری بات نہیں سننی تو پھر میں ایک شعر عرض کرتا ہوں کہ:

جو زہر پی چکا ہوں تم ہی نے مجھ کو دیا
اب تم تو زندگی کی دعائیں مجھے نہ دو

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ کرنل صاحب! آپ بات کریں۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کی مہربانی۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔ میں نے floor کرنل صاحب کو دیا ہے۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! ان کا جو issue بلوچستان کے حوالے سے ہے وہ ہمیں دیکھنا چاہئے اور اس کو حل کرنے کے لئے کمیٹی بنانی چاہئے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ کی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ صوبائی خود مختاری کی بات ہے تو کیا ہم اس ایوان میں کمیٹی بنا سکتے ہیں؟

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! صحافی بھائیوں کا issue وہی ہے جو کل تھا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ Please this is no way. میں نے floor کرنل صاحب کو دیا ہے وہ بات کریں گے۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! میں نے مختصر سی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کرنل صاحب کو بات کرنے دیں اور مجھے مجبور نہ کریں۔ آپ کی مہربانی ہے۔ This is no way جی، کرنل صاحب!

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! معزز ممبر میاں محمد اسلم اقبال ہمارے بڑے قریبی ہیں اور میں ان کی بڑی قدر کرتا ہوں لیکن میں آج اس ایوان میں حیران ہوں کہ انہوں نے ایسی statement بنائی ہے جو بہت حیران کن ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ بات نہ کریں۔ انہوں نے دونوں کو focus کیا ہے اور کہا ہے کہ کل کے حوالے سے بھی وہ احتجاج کر رہے ہیں اور بلوچستان کے issue پر بھی کر رہے ہیں۔ ایسی بات آپ نہ کریں کیونکہ انہوں نے دونوں باتیں کی ہیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں نے اپنے صحافی بھائیوں سے categorically پوچھا ہے کہ آپ کے کون کون سے issues ہیں انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے دو issues ہیں۔ ایک issue یہ ہے کہ ہمارے اوپر PTI کی طرف سے جو تشدد ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں نے وہ بات بھی سن لی ہے۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): اور دوسرا ان پر جو FIR کاٹی گئی ہے اس پر ہے۔ یہ ان کے دو مطالبات تھے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ اب آپ بتائیں کہ وہ پریس گیلری میں تشریف لا رہے ہیں یا نہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہاں پر پریس گیلری کے صدر بابر ڈوگر صاحب ابھی آ جاتے ہیں جنہیں میں آپ کی اجازت سے آپ کے چیمبر میں لے کر آ جاؤں گا اور جو بات انہوں نے کی ہے آپ اُن سے بھی پوچھ لیجئے گا کیونکہ میں نے ان کے رفقائے کار سے بھی پوچھا ہے۔ میں نے ابھی یہ قطعاً نہیں کہا کہ کل کے واقعہ کے اوپر وہ احتجاج نہیں کر رہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: میں یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ وہ باہر کل کے واقعہ پر بھی احتجاج کر رہے ہیں۔

MR SPEAKER: You are right on this.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کل ہماری قرارداد پر جہاں سے سلسلہ ٹوٹا تھا مہربانی کر کے وہیں سے اسے جوڑا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے افسوس ہے کیونکہ Question Hour ختم ہو چکا ہے لہذا اب آپ کا جواب نہیں آ پائے گا۔

نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

ضلع لاہور: خصوصی تعلیم کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*108: میاں نصیر احمد: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں خصوصی تعلیم کے کتنے ادارے کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں کے لئے کتنی رقم مالی سال 12۔2011 کے دوران مختص کی گئی تھی؟

(ج) ہر ادارے میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(د) ان اداروں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے؟

(ہ) کیا ہر ادارے کے پاس بچوں کے پک اینڈ ڈراپ کی سہولت موجود ہے؟

وزیر سپیشل ایجوکیشن (جناب آصف سعید منیس):

(الف) ضلع لاہور میں ضلعی حکومت کے زیر انتظام خصوصی تعلیم کے 16 تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا خصوصی تعلیم کے ان اداروں کے لئے مالی سال 12۔2011 کے دوران 30,96,03,929/- روپے کی رقم مختص کی گئی ادارہ وار تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا اداروں میں زیر تعلیم بچوں کی کل تعداد 2764 ہے ادارہ وار بچوں کی تعداد (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان اداروں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 818 ہے ادارہ وار تفصیل (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) جی ہاں! ہر ادارے کے پاس بچوں کے لئے پک اینڈ ڈراپ کی سہولت موجود ہے۔

تحاریک التوائے کار

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں جن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 17 جو پتا نہیں کب سے چل رہی ہے، رانا صاحب! اس تحریک کا جواب آگیا ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! کل ہماری تحریک التوائے کار تھی جس پر بحث جاری تھی۔ ہمارے معزز ممبر میاں محمد اسلم اقبال ابھی بات کر رہے تھے کہ اس دوران آپ نے اجلاس adjourn کر دیا تھا۔

جناب سپیکر: اس دوران adjourn کیا تھا؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جی، آپ نے اجلاس آج تک کے لئے adjourn کیا تھا لہذا وہیں سے اس سلسلے کو دوبارہ take up کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں نے آدھ گھنٹہ کے لئے adjourn کیا تھا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پہلے آپ نے آدھ گھنٹہ کے لئے کیا تھا بعد میں آج صبح تک کے لئے اجلاس ملتوی کیا تھا۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات واک آؤٹ ختم کر کے پریس گیلری میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: جی، welcome back ہم آپ صحافی بھائیوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ میاں صاحب! میری بات سنیں۔ میں آپ سے زیادہ بات نہیں کر پاؤں گا کیونکہ مجھے آپ کا بہت احترام ہے لیکن میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ کی یہ تحریک التوائے کار کل move ہو چکی ہے، اس پر بات بھی ہو چکی ہے اور اب اس کا جواب آنا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے الفاظ اس کارروائی کا حصہ ہیں جو آپ نے کل فرمائے تھے۔ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ جن بندوں کے نام اس قرارداد کے اندر موجود ہیں وہ بول سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ چار بندے تھے۔اگر ٹائم ملا تو میں دے دوں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!آپ نے فرمایا تھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جو ممبران بھی قرارداد جمع کرواتے ہیں ان میں سے کوئی بھی move کر سکتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں اپنے پاس سے کوئی لفظ نہیں کہہ رہا۔آپ نے کل ایوان میں فرمایا تھا کہ جن بندوں کے نام ہیں وہ بولیں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی!میں نے کل کی بات کی تھی ناں،آج کی بات تو نہیں کی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!کل جب کارروائی ختم ہو گئی تو۔۔۔

جناب سپیکر: اگر مجھے ٹائم ملے گا تو پھر آپ کو ضرور ٹائم دے دوں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: نہیں،جناب سپیکر!آپ اس تحریک التوائے کار کا فیصلہ فرمادیں جو آپ نے take up کی ہوئی ہے اور آپ اب اسے کس rule کے تحت take up نہیں کر رہے تو وہ آپ فرمادیں تاکہ ہم چپ کر کے بیٹھ جائیں۔

جناب سپیکر: اگر rules کی بات پر جائیں گے تو آپ کے خلاف بات جائے گی جسے میں اچھا نہیں سمجھتا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ اگر وہ ہمارے خلاف جا رہی ہے تو پھر ہمیں بولنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ اس میں ہمارے دو محرکین کو اظہار خیال کا موقع نہیں دیا گیا لہذا انہیں اگر دو دو،تین تین منٹ اس پر اظہار خیال کا موقع فراہم کر دیں تو اس سے کوئی قیامت نہیں ٹوٹ پڑے گی۔اس کے بعد حکومتی بنچوں کا مؤقف بھی سامنے آ جائے اور پھر آپ اسے نمٹا دیں۔ایک اتنا اہم مسئلہ تھا اور باہر ایک حادثہ ہو گیا جس پر اس معزز ایوان میں پورے طریقے سے آپ نے اسے take up بھی کیا جس پر ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔یہاں

پر بات بھی ہو رہی تھی اور جہاں سے یہ سلسلہ منقطع ہوا وہیں سے آپ دوبارہ شروع کروادیں۔اس کے بعد وزیر قانون کا جو بھی مؤقف ہے وہ سامنے آجائے اور پھر آپ اسے نمٹادیں۔

جناب سپیکر: دو ممبر رہ گئے ہیں اور باقی تو سارے ممبر میرے خیال میں بات کر گئے تھے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل کی جو proceedings ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ ریکارڈ اس بات کی بالکل گواہی دے گا کہ کل جب تحریک التوائے کار محترم قائد حزب اختلاف نے پیش کی جس کے بعد انہوں نے بات کی پھر اس کے بعد میاں محمد اسلم اقبال بات کر رہے تھے، انہوں نے پھر اس پر احتجاج اور نعرے بازی شروع کر دی۔آپ نے انہیں کوئی دس مرتبہ کہا کہ آپ بات کریں، میاں محمد اسلم اقبال آپ بات کریں لیکن انہوں نے بات کرنے کی بجائے نعرے بازی کو ترجیح دی اور اس کے بعد ایوان adjourn ہو گیا لیکن وہ بزنس pending نہیں ہوا بلکہ وہ کل dispose of ہو گیا۔اگر کل یہ اس بحث کو آج کے لئے pending کروا لیتے تو ان کی یہ بات valid تھی۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ کل جس قسم کی غنڈہ گردی اور تشدد صحافیوں کے ساتھ باہر کیا گیا اس کی مثال نہیں ملتی اور آج پورا میڈیا باہر احتجاج کر رہا ہے۔انہوں نے اپنا مقدمہ درج کروایا ہے جس میں چودھری اعجاز صاحب جو تحریک انصاف پنجاب کے صدر ہیں، انہیں اور ان کے ساتھ تحریک انصاف کے درجنوں کارکنوں کو انہوں نے ملزم نامزد کیا ہے اور ان کا یہ مطالبہ ہے کہ انہیں گرفتار کیا جائے۔میں باہر سے ابھی جب اسمبلی آ رہا تھا۔۔۔(شیم، شیم)

جناب سپیکر: وہ تو خود ان باتوں کو condemn کرتے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر وہ condemn کرتے ہیں تو پھر یہ ملزم پیش کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ان کے جو درجنوں کارکن ہیں، جنہوں نے باہر غنڈہ گردی کی ہے، میاں محمود الرشید صاحب ان ملزموں کو پیش کریں ورنہ پھر یہ کل کو کہیں گے کہ پولیس ہمارے گھروں پر raid کر رہی

ہے۔یہ ملزموں کو پیش کریں اور جب تک ملزموں کو پیش نہیں کریں گے بات آگے نہیں بڑھے گی ورنہ یا تو پھر ہمیں یہ اس بات کی اجازت دیں کہ ہم چودھری اعجاز کو گرفتار کر کے ان سے ملزموں کے نام اگلوائیں۔ان کا الزام یہ بھی ہے کہ میاں محمود الرشید صاحب کو ملزموں کا پتا ہے اور میاں محمود الرشید صاحب ملزموں کو پیش کریں اور اس کے بعد بات آگے بڑھے گی۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر سید وسیم اختر کے علاوہ باقی معزز ممبران حزب اختلاف
اپنی اپنی نشستوں سے احتجاجاً کھڑے ہو گئے)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"چور مچائے شور"،"دھاندلی ٹھاہ"اور"پولیس گردی ہائے ہائے"کی نعرہ بازی)

Order please, order please. (Interruptions)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار بھی اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر
"غنڈہ گردی نامنظور"،"صحافیوں پر تشدد نامنظور"کی نعرہ بازی کرنے لگے)

Order please. Order in the House. Order please, order please, order please. Order in the House. Order please, order please, order please. Order in the House.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے ظلم کے ضابطے ہم نہیں مانتے،
"لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی، نہیں چلے گی"کی نعرہ بازی)

Order in the House, order in the House, order please, order please, order please, order please, order in the House, order in the House, order in the House.

مجھے بات کرنے دیں۔مجھے بات کرنے دیں،آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔میں کہتا ہوں کہ مجھے بات کرنے دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے"شرم کرو حیا کرو"کی نعرہ بازی)

(قطع کلامیاں)

Order in the House, order in the House, order in the House, order in the House, order please, order please

(اس مرحلہ پر میڈیا کے باقی صحافی حضرت بھی واک آؤٹ ختم کر کے
ایوان کی پریس گیلری میں واپس تشریف لے آئے)

میں تمام میڈیا کا شکر گزار ہوں کہ وہ واپس ایوان میں تشریف لائے اور میں انہیں welcome کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی، نہیں چلے گی" کی نعرہ بازی)

Order in the House. Order in the House. Order in the House. Order please.

معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں اور ایسا نہ کریں۔ مجھے میاں محمود الرشید کی بات سننے دیں۔(قطع کلامیاں)

میں معزز ممبران سے کہتا ہوں کہ مجھے بات کرنے دیں اور میں ان سے بات کرتا ہوں اس لئے خاموشی اختیار کریں۔آرڈر پلیز،آرڈر پلیز۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "ظلم کے ضابطے ہم نہیں مانتے" کی نعرے بازی)

معزز ممبران ایک دوسرے کی طرف اشارے نہ کریں، مہربانی ہو گی۔

Order in the House, order in the House, order in the House, order please, order please.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے)

میاں صاحب!میں نے آپ سے کل کہا تھا اور ریکارڈ موجود ہے اور گواہ ہے۔,Order please order in the House order in the House میری بات سنیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "پہلے ہمیں سنیں" کی آوازیں)

دیکھیں، پہلے میری بات سنیں۔آرڈر پلیز،آرڈر پلیز۔آپ کی بڑی مہربانی۔جب آپ بار بار میرے کہنے کے باوجود بضد ہیں اور میں نے آپ کو categorically یہ بات کہی کہ اب آپ کا ٹائم ہے،آدھ گھنٹہ اس کا وقت ہوتا ہے۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "ریکارڈ منگوائیں" کی آوازیں)

میں ریکارڈ بھی منگوالیتا ہوں اور اگر ٹائم ختم ہو گیا تو پھر اس کے بعد میں آپ کو وقت نہیں دوں گا۔آپ کا جو main issue تھا وہ تو میں نے کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! کل آپ نے جب ایوان adjourn کیا تو یہاں صرف ہماری طرف سے نہیں بلکہ نعرہ بازی دوسری طرف سے شروع ہوئی جس کے جواب میں دونوں اطراف سے نعرہ بازی شروع ہو گئی۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): آپ آرڈر کریں تو یہ لوگ بھی خاموش ہو جائیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! کل بھی پہلے آپ کی طرف سے نعرہ بازی شروع ہوئی تھی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! صحافی بھائیوں کے ساتھ جو کچھ ہوا اس پر ہم نے کل یہاں پر معذرت بھی کی اور انہیں منانے کے لئے بھی گئے۔ آج جو کچھ حکومتی سطح پر صحافیوں کے ساتھ بلوچستان میں ہوا ہے اس کی یہ بات نہیں کرتے۔ جو حکومتی سطح پر صحافیوں کے آزادئ رائے کا قتل کیا گیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں۔۔۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, order please.

مجھے بات کرنے دیں، یہ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کی مہربانی، صرف ایک منٹ کے لئے میری بات سن لیں۔ میاں صاحب! اس پر آپ کے دو صاحبان بولے ہیں میں نے آپ کے احترام کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ rules کے مطابق تحریک التوائے کار ایک ممبر ہی نے move کرنی ہوتی ہے وہ دو تو نہیں کر سکتے لیکن میں نے کہا کہ بجائے اس کے کہ اس پر کوئی کھپ پڑے تو میں نے اس کو مناسب سمجھا کہ آپ کو time دے دیا جائے۔ پھر میں آپ کو یہ کہتا رہا ہوں کہ دیکھیں یہ time آپ کا ہے اور تحریک التوائے کار کا وقت آدھ گھنٹہ ہوتا ہے۔ اس دوران اگر آپ اپنی بات نہیں کر پائیں گے تو پھر آپ اپنا موقع اپنے ہاتھ سے خود گنوائیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب تک آپ ایوان کو in order نہیں کریں گے اس وقت تک میں اس پر کیوں بولوں؟

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اُدھر سے کھپ پڑ رہی ہے اور آپ ایوان کو in order رہنے کے لئے نہیں کہہ رہے ہیں تو اس طرح سے پھر میں تو بات نہیں کروں گا۔ میں تو اُس وقت بات کروں گا جب سب سن رہے ہوں گے۔ میں ان کا پابند نہیں ہوں کہ یہ احتجاج کر رہے ہوں اور میں بولتا جاؤں۔

جناب سپیکر: آپ ساری باتیں استحقاق کمیٹی میں کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں بھی آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ میں rules کو violate نہیں کر پاؤں گا۔آپ کی بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں نے کل آپ سے ایک گزارش کی تھی کہ اس بات پر ہمیں ruling چاہئے کہ جب سیشن چل رہا ہو تو کیا کسی ممبر اسمبلی کو سپیکر کی اجازت کے بغیر arrest کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ یہ سب کے لئے ہے یہ صرف ہمارے لئے نہیں ہے اس کے اوپر ruling دی جائے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اس پر ruling دوں گا، میں یہ ruling reserve رکھتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: بہت شکریہ۔ میں دوسری بات یہ کرنا چاہ رہا ہوں کہ جب تک House in order نہیں ہو گا اس پر ہم کیا بات کریں گے ؟

جناب سپیکر: احمد خان صاحب!آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: اپنی اپنی باری پر سب بولیں۔

MR SPEAKER: Order please, order please.

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ جب rules provide کرتے ہوں کہ سپیکر کو intimate کئے بغیر ممبر کو arrest نہیں کر سکتے تو پھر ruling کی ضرورت نہیں ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ جب ایک دن کا بزنس dispose of ہو چکا ہو تو آج ہم جتنی بھی گفتگو کر رہے ہیں یا تو آپ rules کو suspend کر دیں اور اس کے بعد آپ اجازت دیں پھر تو بات ہو سکتی ہے لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات نہیں ہو سکتی۔(شور وغل)

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ میں ان کی بات سن رہا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!جب ایک منسٹر سوالوں کے جوابات دے رہا ہو اور ایجنڈے پر سوالوں کے جوابات ہوں تو اس پر بات کی جاتی ہے۔ جب پورے سوالات کے جواب نہ دیئے جا سکیں تو

پھر منسٹر کہتا ہے کہ میں نے اپنے سوالوں کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے ہیں۔ کل جب آپ نے ایوان کو آج کے دن کے لئے adjourn کیا تھا تو ایوان میں یہ بات کہاں پر note کروائی گئی کہ پچھلی ساری proceedings اب ختم ہو گئی ہیں کل نئے سرے سے ہوں گی؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایسا نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو ٹائم دیا تھا۔ یہ بات منسٹر صاحب کے نوٹس میں آ گئی ہے اس کا جواب وہ یقیناً دیں گے آپ اس بات پر مطمئن رہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ بلوچستان کے اندر حکومت نے ARY چینل کے مالکان اور صحافیوں پر جو بد معاشی کی ہے میں نے اس سلسلے میں قرارداد جمع کروائی ہے۔ بلوچستان میں حکومت نے ARY چینل کے مالکان اور صحافیوں پر۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: جب یہ قرارداد میرے دفتر میں آئے گی پھر اس پر کارروائی کریں۔ میاں صاحب! آپ مہربانی کریں rule 86 بھی پڑھ لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ قائد حزب اختلاف سے بھی اس بارے میں رائے لے لیں کہ ایک تو issue تحریک انصاف کے دوست یا قائد حزب اختلاف نے اٹھایا ہے جو اس دن ان کا protest تھا اور اس پر ان کا یہ مؤقف ہے کہ ان کے ساتھ انتظامیہ نے تجاوز کیا اور زیادتی کی۔ اس کے بعد کل ایک معاملہ میڈیا کے حوالے سے درپیش آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپنے چیمبر میں ہمارے میڈیا کے جو پریس گیلری کے صدر اور سیکرٹری ہیں ان کو بلا لیں، قائد حزب اختلاف تشریف لے آئیں اور میں بھی وہاں حاضر ہو جاتا ہوں کیونکہ اس وقت میڈیا کا باہر بہت پریشر ہے۔ وہ ہمیں اس بات پر مجبور کر رہے ہیں کہ تحریک انصاف [*******] (شور وغل)

میں قائد حزب اختلاف سے یہ گزارش کروں گا کہ [*********] پھر گرفتاریاں عمل میں لائی جائیں گی۔ (شور وغل)

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 764 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جو الفاظ ایسے ہیں جن سے کسی معزز ممبر کی عزت نفس پر حرف آتا ہو تو ان کو حذف کر دیا جائے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ خان کے یہ ریمارکس کارروائی سے حذف کئے جائیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ [**********] سارا کچھ کروایا ہے۔ (شور وغل)

انہوں نے بلوچستان میں ARY پر ایف آئی آر درج کرا کر آزادیِ صحافت کا قتل کیا ہے۔ آزادی صحافت پر یہ قاتلانہ حملہ ہے جو انہوں نے وہاں پر ایف آئی آر کٹائی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اس طرح کی بات یہاں اس ایوان کے اندر کریں۔ یہ ہمارے سامنے ایسی بات کرنے والے کون ہوتے ہیں؟ یہ سارا کچھ ان [**********] کی طرف سے ہوا ہے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: میں آپ کا مشکور ہوں، بڑی مہربانی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! میں اپوزیشن لیڈر سے کہتا ہوں کہ اگر وہ تحریک انصاف کے لوگ نہیں تھے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): رانا ثناء اللہ خان اپنے الفاظ واپس لے۔

جناب سپیکر: میں نے وہ الفاظ حذف کرا دیئے ہیں۔ آپ کے بھی کروائے ہیں اور ان کے بھی کروائے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): رانا ثناء اللہ خان اپنے الفاظ واپس لے گا تو یہ ایوان چلے گا ورنہ یہ نہیں چلے گا۔ جب تک یہ اپنے الفاظ واپس نہیں لیں گے اُس وقت تک ہم ایوان کی کارروائی نہیں چلنے دیں گے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: دیکھیں، ایسا نہ کریں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): رانا ثناء اللہ خان اپنے الفاظ واپس لے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ان کی بات سننے دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "ظالموں جواب دو ظلم کا حساب دو"
اور غنڈہ گردی نہیں چلے گی، وزیر گردی نہیں چلے گی "کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "غنڈہ گردی نہیں چلے گی "کی نعرہ بازی)

دیکھیں، ایسا نہ کریں، آپ کی مہربانی۔ میں دونوں کو کہہ رہا ہوں کہ آپ کی مہربانی اس طرح نہ کریں۔ یہ دونوں طرف کا رویہ مناسب نہیں ہے۔ میں اس کو ٹھیک نہیں سمجھتا۔(شور وغل)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "وزیر گردی نہیں چلے گی "کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ملزم کو پیش کرو "کی نعرہ بازی)

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات نہیں سننی۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"یہ ایوان چلے گا، غنڈہ گردی نہیں چلے گی "کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی "کی نعرہ بازی)

Order in the House. Order please, order please.

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "ظلم کے ضابطے ہم نہیں مانتے "کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ملزم کو پیش کرو "کی مسلسل نعرہ بازی)

Order in the House. Order please, order.

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "غنڈہ گردی بند کرو "کی مسلسل نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لاٹھی گولی کی سرکار نہیں چلے گی "کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے " تحریک انصاف کی ناانصافی بند کرو "کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "چور مچائے شور "کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے "کی نعرہ بازی)

Order in the House. Order please, order.

میاں صاحب! آپ اپنی بات کریں اور ان کو بٹھائیں۔ آپ بیٹھیں ان کو بات کرنے دیں۔(شور وغل)

Order please order in the House. I say order in the House.

آپ لوگ تشریف رکھیں۔ میاں صاحب!آپ کیا کہنا چاہتے ہیں،آپ بول لیں جو بولنا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ ایوان کا ماحول اچھا بھلا چل رہا تھا رانا ثناء اللہ نے انتہائی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی آوازیں)

جناب سپیکر: جی،ان کو بات کرنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کے floor پر اگر وہ اس طرح کی بات کریں گے تو اس کا جواب پھر ہمیں دینا آتا ہے اور ہم دیں گے۔

(معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ہمیں بھی جواب دینا آتا ہے" کی آوازیں)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): انہوں نے انتہائی غلط بات کی ہے کہ PTI کے بھیس میں غنڈے چھپے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے آپ میری بات سن لیں۔ دونوں طرف سے جو بھی غیر مہذب الفاظ استعمال کرتے ہیں میں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ ان کو حذف کیا جائے۔ جو بھی ہے چاہے اِدھر سے آئے یا اُدھر سے آئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اس کا مطلب ہے کہ پہلے ایوان میں تسلی کر لی جائے،غلط الفاظ بول لئے جائیں اور اس کے بعد آپ حکم فرما دیں کہ حذف کر دیئے جائیں جو لفظ انہوں نے کہے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں آپ سے بھی کہتا ہوں،ان سے بھی کہتا ہوں۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: پھر ہمیں بھی حق حاصل ہے کہ ہم بھی وہ لفظ کہہ سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف کو pass out نہ کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے جو میرے لفظوں پر اعتراض کیا ہے میں نے یہ قطعاً نہیں کہا۔۔۔

جناب سپیکر: ان کے بارے میں نہیں کہا، یہ بات ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے یہ کہا کہ [******] یعنی میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Please, order in the House.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری بات سنیں۔ قائد حزب اختلاف میری بات سننے کے بعد اس پر react بھی کریں اور جواب بھی دیں۔ قائد حزب اختلاف دو لفظوں میں یہ بات کہہ دیں کہ صحافیوں کے ساتھ جو کل واقعہ پیش آیا وہ غنڈہ گردی نہیں تھا اگر وہ غنڈہ گردی نہیں تھا تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ اگر وہ غنڈہ گردی تھا تو پھر کرنے والے۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے [*********] آوازیں)

جناب سپیکر: بات سنیں! جب لیڈر آف دی اپوزیشن کو floor میں نے دیا ہے تو آپ مہربانی کیا کریں۔ ایسے نہ کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میں ان کو کہہ رہا ہوں۔ جی، راناصاحب! فرمائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پرسوں جو واقعہ پیش آیا وہ تحریک انصاف یا قائد حزب اختلاف کی دانست میں غنڈہ گردی ہے تو جو کل واقعہ صحافیوں کے ساتھ پیش آیا۔ یا تو وہ یہ فرمادیں کہ وہ ایک بہت اچھا عمل تھا اور غنڈہ گردی نہیں تھا تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں اور اگر کل صحافیوں سے غنڈہ گردی ہوئی ہے تو پھر ان غنڈوں کو کون پیش کرے گا؟ پھر قائد حزب اختلاف کی ذمہ داری ہے کہ یہ ان کو پیش کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 772 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: بس کریں۔ جی، آپ بولیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): کل جو بھی واقعہ ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سُنیں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): اس پر on record ہم نے یہاں پر بھی اور۔۔۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جو بھی واقعہ ہوا، تشدد ہوا۔

MR SPEAKER: Order please.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): ہم نے باہر جا کر بھی میڈیا سے اظہار معذرت کیا۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کے الفاظ سُنے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): ایوان میں بھی اظہار معذرت کیا، اب پھر کر رہے ہیں کہ قطعی طور پر ہمارا اس طرح کا کوئی ارادہ نہ تھا، اگر ورکرز کا کوئی ایسا حادثہ ہو گیا ہے تو ہم نے اس پر اظہار افسوس کیا اور یہ کہا کہ اگر پی ٹی آئی کے کسی کارکن کی طرف سے یہ زیادتی ہوئی ہے تو ہم اس کے خلاف سخت ترین تادیبی کارروائی کریں گے، انہیں پارٹی سے expel کریں گے، ہم نے یہ بات کی لیکن جو حکومتی ممبران کی طرف سے، میں یہ سمجھتا ہوں۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: .Order please ان کی بات سنیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جس طرح کی غلیظ زبان ہماری لیڈر شپ کے بارے میں اسمبلی کے۔۔۔

میاں طاہر: کسی نے کوئی ایسی زبان استعمال نہیں کی۔

جناب سپیکر: محترم! میں نے floor اُن کو دیا ہے، آپ کیا کر رہے ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر حزب اقتدار محترمہ فرزانہ بٹ
نے ایوان میں پلے کارڈ لہرایا جس پر "یہودی لابی، نامنظور" کا نعرہ درج تھا)
(معزز ممبران حزب اقتدار شیخ اعجاز احمد، ملک محمد وحید، جناب محمد وحید گل،
میاں طاہر، جناب طارق مسیح گل اپنی اپنی نشستوں سے احتجاجاً کھڑے ہو گئے)

آپ کی مہربانی، مجھے ان کی بات سُننے دیں۔ میں نے floor ان کو دیا ہے۔ جی، آپ بات کریں۔ Be in order. Please be in order. آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ کی مہربانی ہے، میں بات سُن رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! ان غنڈوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ نے بات سُننی ہے یا میں نے سُننی ہے؟ آپ کیا کر رہے ہیں؟ (قطع کلامیاں) I said not allowed. جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں آپ سے یہ درخواست کر رہا تھا کہ ہم نے اس واقعہ کو افسوسناک قرار دیا، اس واقعہ کی مذمت کی اور جو ہمارا صحافی دوست زخمی ہوا تھا اس کی تیمارداری کے لئے ہم ہسپتال بھی گئے، ہمارے ایم پی ایز بھی وہاں دیر تک رہے۔ اس واقعہ کی ہم اپنے طور پر انکوائری بھی کر رہے ہیں لیکن مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ کل یہاں پر کچھ خواتین ایم پی اے اور دوسرے ایم پی ایز جو حکومتی بنچوں پر تھے انہوں نے جو غلیظ زبان ہماری لیڈر شپ کے لئے استعمال کی، اسمبلی کے احاطہ میں، باہر سیڑھیوں پر، اگر میں اپنے ممبران اور خواتین ممبران کو نہ روکتا تو وہ گتھم گتھا ہوتے اور مار کٹائی ہوتی لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومتی ممبران نے وہاں پر خاص طور پر خواتین ممبران نے انتہائی۔۔۔ (شور وغل)

MR SPEAKER: Order in the House, Order in the House. Order please.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): انتہائی گندی زبان ہمارے leaders کے بارے میں وہاں پر استعمال کی گئی۔

MR SPEAKER: Order please.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): دوسری بات یہ کہ جو رانا ثناء اللہ خان نے بات کی ہے اس پر ہم پہلے معذرت کر چکے ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومتی سطح پر ARY کے تمام سٹاف کے اوپر جو ایف آئی آر درج ہوئی ہے وہ زیادہ بڑا جرم ہے۔ اس پر یہ معافی مانگیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

کل کا واقعہ کسی ورکر کی طرف سے، حادثاتاً یا غلط فہمی کی بنیاد پر ہو گیا ہم نے معذرت کی، ہم نے اس کے خلاف کارروائی کا بھی وعدہ کیا لیکن یہ ARY کے اوپر۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ معاملہ پنجاب گورنمنٹ کا نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جو حکومتی سرپرستی میں ایف آئی آر درج ہوئی ہے، یہ آزادئ صحافت کا قتل ہے۔ یہ بھی معافی مانگیں اور حکومت اس ایف آئی آر کو فوری طور پر ختم کرنے کا اعلان کرے اور ہماری یہ جو out of turn قرارداد ہے اس کو آپ take up کریں۔(شور وغل)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار شیخ اعجاز احمد، ملک محمد وحید، جناب محمد وحید گل، میاں طاہر، جناب طارق مسیح گل اپنی اپنی نشستوں سے احتجاجاً کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: کیا کر رہے ہیں؟ جی، سُننے دیں۔(قطع کلامیاں)

مجھے ان کی بات سُننے دیں، مجھے ان کی بات تو سننے دیں۔(شور وغل)

Order please, Order please.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب ہم قراردادوں کی طرف آ رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: بولیں جی، آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر حزب اقتدار محترمہ رخسانہ کوکب نے ایوان میں پلے کارڈ لہرایا جس پر "یہودی لابی، نامنظور" کا نعرہ درج تھا)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ House in order نہیں ہے، خواتین بول رہی ہیں۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, Order please.

میاں محمد اسلم اقبال: ایک بات جو میں یہاں پر کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ۔۔۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب سپیکر: اسلم اقبال صاحب! میں آپ کو ٹائم دوں گا، آپ مجھے راجہ صاحب کی بات سننے دیں۔ جی، فرمائیں!

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر!قائد حزب اختلاف نے اپنا مؤقف بیان کر دیاہے۔اب وزیر قانون اس کا جواب دیں۔آج یہ بات clear کر دیں کہ قائد حزب اختلاف کون ہے؟ اگر میاں صاحب قائد حزب اختلاف ہیں تو final verdict ان کا ہو گا اگر قائد حزب اختلاف نے بات کر دی ہے تو اس کے بعد وزیر قانون کا مؤقف سنا جائے۔

جناب سپیکر: جی،آپ بات کر لیں پھر میں لاء منسٹر کو بلاؤں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اس ایوان کے اندر جس طرح یہ banner لے کر آئے ہیں۔ہم نے احتجاج کیا۔۔۔

جناب سپیکر: کیا؟

میاں محمد اسلم اقبال: یہ جو chart اور banner لے کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کون ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: یہ نئی روایات کو۔۔۔

جناب سپیکر: ان کو باہر نکالیں۔ محترمہ!آپ پانچ منٹ کے لئے باہر جائیں گی۔آپ ابھی جائیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ کو پانچ منٹ کے لئے کہہ رہا ہوں،آپ پانچ منٹ کے لئے باہر جائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر حزب اقتدار محترمہ رخسانہ کوکب ایوان سے باہر تشریف لے گئیں)

MIAN MUHAMMAD ASLAM IQBAL: Yes, yes.

جناب سپیکر: جی، محترم!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں نے آپ سے مؤدبانہ گزارش کی تھی کہ ہم میں سے کوئی بندہ بھی protest کے لئے اپنی جگہ سے نکل کر آگے نہیں گیا،اپنی جگہ کھڑے ہو کر اچھے طریقے سے جو ہمارا جمہوری حق بنتا ہے اس کے مطابق ہم اپنا احتجاج کر رہے ہیں۔ دوسرا ہم نے اس دن پہلے احتجاج کیا، ہم chart لے کر آئے، ہم banners لے کر آئے لیکن ہم ایوان کے تقدس کے لئے وہ ایوان میں نہیں لائے کیونکہ ہمارے سپیکر صاحب نے کہا ہوا ہے کہ آپ اندر نہیں لے کر آئیں گے، ہم نے باہر سیڑھیوں پر بیٹھ کر احتجاج کیا جو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا حق ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: دوسری بات لاء منسٹر صاحب میرے لئے بہت قابل احترام ہیں، بڑے بھائی ہیں، میں ان کی بہت عزت کرتا ہوں، ان کے پاس لاء منسٹر کا عہدہ ہے، ان کے پاس[*******]

جناب سپیکر: ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے، ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

جی، بڑی مہربانی۔اب آپ بیٹھیں گے، اب آپ تشریف رکھیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"یہودی لابی، نامنظور" کی نعرہ بازی)

جی، وزیر قانون!

جناب محمد وحید گل: یہ یہودی لابی ہے، ان کو باہر نکالا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ایسے الفاظ نہ استعمال کیا کریں۔بڑی مہربانی۔جی، وزیر قانون کو بات کرنے دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے انہوں نے غلط کہا ہے،
یہ اپنے الفاظ واپس لیں کی آوازیں)

لاء منسٹر صاحب بات کریں گے۔کیا آپ بات کرنا چاہیں گے، جواب دینا چاہتے ہیں، آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟۔۔۔

میں نے ایسے الفاظ کارروائی سے حذف کرنے کا کہہ دیا ہے۔(شور وغل)

میرے خیال میں اب seriousہو جائیں، مہربانی کریں۔جی، مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں ہیں۔

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر!انہوں نے غیر پارلیمانی الفاظ کہے ہیں، ان کو پانچ منٹ کے لئے ایوان سے باہر نکالا جائے۔

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔

Order please, order please. Order in the House.

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

آج Private Members' Day ہے۔اب ہم مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں لیتے ہیں ۔پہلی قرارداد۔۔۔

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! میاں محمد اسلم اقبال کو بھی غیر شائستہ الفاظ بولنے پر باہر نکالیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟ یہ شیخ علاؤالدین صاحب کی قرارداد ہے وہ اسے پیش کریں۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

ضلع کچہری لاہور سے نیلا گنبد تک کچہری روڈ کا نام تبدیل کر کے Leitner Road رکھا جائے

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع کچہری لاہور سے نیلا گنبد تک واقع کچہری روڈ کا نام تبدیل کر کے Leitner Road کر دیا جائے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع کچہری لاہور سے نیلا گنبد تک واقع کچہری روڈ کا نام تبدیل کر کے Leitner Road کر دیا جائے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو oppose کرتا ہوں۔ شیخ صاحب اس کی reason بتائیں کہ وہ کیوں ایسا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ بتائیں گے۔

DR SYED WASEEM AKHTER: Sir! I oppose.

MIAN MUHAMMAD ASLAM IQBAL: Sir! I oppose.

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: I oppose.جناب سپیکر! روڈ کا نام کسی انگریز سائنس دان کے نام پر نہ رکھا جائے۔ سائنس دان بہت ہوتے ہیں کوئی اسلامی نام لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں بات شروع کرنے سے پہلے معزز ممبر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ انگریز تھا؟ بغیر وجہ کے کسی کو بات نہیں کرنی چاہئے پہلے معزز ممبر یہ بتادیں کہ DR. LEITNER انگریز تھا؟

جناب سپیکر:جی،انہوں نےoppose کیاہے،وہ اپنی بات کریں گے آپ اپنی بات کریں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!بات بہت ذمہ داری سے کرنی چاہئے۔یہ دس کروڑ عوام کا ایوان ہے، بغیر وجہ،بغیر پڑھے لکھے بات کر دینا مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر:جی،آپ اپنی بات کریں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!Dr. Leitner وہ شخصیت ہے جو گورنمنٹ کالج لاہور کے پہلے پرنسپل تھے اور پنجاب یونیورسٹی کے بانی تھے،وہHungary کے رہنے والے شخص تھے،انہوں نے پنجاب کے اس علاقہ میں تعلیم کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں اور کچہری روڈ کو ان کے نام سے منسوب کرنا اس لئے ضروری ہے،چیزوں کا اسلامی نام رکھنے کے بعد یہ سمجھ لینا کہ ہم نے بڑی توپ چلادی ہے،ہم بہت بڑے فنکار ہیں،ان لوگوں کو یاد نہ رکھنا جنہوں نے اس علاقے میں آکر وہ تعلیم دی جس کی وجہ سے آج ہم میڈیکل میں،انجینئرنگ میں کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہیں؟Dr. Leitner نے اس وقت یہ کہا تھا جب انگریزوں کا دور تھا اور ایسٹ انڈیا کمپنی ختم ہو رہی تھی جب1849 میں پنجاب کوcrown نے takeover کیا تو he was the man جس نے یہ کہا تھا کہ پنجاب کی اپنی تعلیم بہت اچھی ہے اور وہ اس کو لے کر آگے چلے تھے۔ایسی عظیم شخصیت کو ہم کیوں نہ خراج تحسین پیش کریں؟اگر اس ایوان میں بیٹھے ہوئے لوگ جن کا پنجاب یونیورسٹی سے کوئی بھی تعلق ہے خدا کے لئے اپنے آپ کو پہچانیں کہ اگرDr. Leitner نہ ہوتا تو انگریزوں نے پنجاب یونیورسٹی کا سنگ بنیاد نہیں رکھنا تھا،گورنمنٹ کالج کا سنگ بنیاد نہیں رکھنا تھا۔گورنمنٹ کالج کی وہ جگہ جہاں آج گورنمنٹ کالج ہے وہ سکھوں کی ایک چھاؤنی تھی۔اس شخص نے جس کا اس دھرتی سے کوئی تعلق نہیں تھا اس نے ہمارے بزرگوں کو وہ تعلیم دی جن کی وجہ سے آج ہم یہاں پر تعلیم یافتہ بنے بیٹھے ہیں۔میں اپنے اس معزز ایوان کی طرف سے ایک ایسی ہستی کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں اور سڑک کا نامDr. Leitner کے نام پر تجویز کرنا چاہتا ہوں۔ہم نے بہت سے انگریزوں کے نام صرف اس لئے مٹا دیئے کہ وہ انگریز تھے لیکن میں یہ بات

پوچھنا چاہتا ہوں کہ پھر ان کی دوائیوں کو کیوں استعمال کر رہے ہیں، ان کی ویکسین کو کیوں استعمال کر رہے ہیں پھر کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں کیوں پڑھ رہے ہیں؟

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پھر کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں بھی پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور آج ایک اور بات بھی میں یہاں پر بتاتا چلوں کہ محترمہ فاطمہ جناح کا فاطمہ جناح میڈیکل کالج سے کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ وہ بالک رام میڈیکل کالج تھا اور ہم نے یہ ظلم کیا کہ ہم نے یہ نام بدل دیئے۔ ہم نے ان لوگوں کو خراج تحسین پیش نہیں کیا جن کا یہاں پر بہت بڑا کردار ہے۔ سر گنگا رام ہسپتال کا نام بھی تبدیل کیا جا رہا تھا لیکن وہ کسی وجہ سے بچ گیا، لارنس گارڈن کا نام جناح گارڈن رکھنے کے بعد ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑی خدمت سرانجام دی۔ ہم بھول جاتے ہیں کہ لارنس برادرز جو چار بھائی تھے اور چاروں آئی سی ایس تھے۔ ایک سگے بھائی نے اپنے بھائی کو جا کر وائسرائے کو کہا تھا کہ یہ anti India ہے اور میں pro India ہوں، ایک نکال دو، آج کوئی مائی کا لال یہ بتائے ایک بھی ایسا ہے؟ اور اس نے اپنے ہاتھ سے مال روڈ کے درخت لگائے تھے لیکن ہم نے لارنس گارڈن کا نام جناح گارڈن رکھ دیا۔ میری استدعا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اس ملک کی کسمپرسی کی حالت میں خدمت کی، اس حالت میں ان کی خدمت کی جبکہ انگریزوں نے 1857 میں across the board مسلمان ملکیت توڑ دی تھی، اس شخص نے جو 1864 میں گورنمنٹ کالج کا پرنسپل بنا اور 1865 میں پنجاب یونیورسٹی کی بنیاد رکھ دی۔ میں اس کو salute کرتا ہوں، ایوان کا فیصلہ کچھ بھی ہو لیکن میں نے اپنا کام کر دیا ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: مہربانی، میاں صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب نے بھی ادھر سے oppose کیا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ شیخ صاحب نے اس قرارداد پر کافی لمبی بات کی ہے لیکن انہوں

نے آخر میں جو بات کی ہے، جس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج کا محترمہ فاطمہ جناح سے کوئی تعلق نہیں ہے اور جس انگریز نے یہ کالج بنایا تھا اس کو انہوں نے خراج تحسین پیش کیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! وہ انگریز نہیں تھا بالک رام تھا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ اس بات کو چھوڑیں، یہ تو کوئی طریق کار نہیں ہے آپ میری بات سنیں۔ آپ کی بات پورے ایوان نے بڑے سکون کے ساتھ سنی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ فلاں نے کالج بنا دیا، فلاں نے یونیورسٹی بنانے میں کردار ادا کر دیا یہاں تک بھی کسی کا نام لیا کہ اس نے مال روڈ کے اوپر پودے لگائے تھے۔ مجھے یہ صرف ایک بات کا جواب دے دیں کہ یہ لوگ یہاں پر آئے کیوں تھے اور ان کو کس نے بلایا تھا؟ کیا اس برصغیر، جسے اس وقت سونے کی چڑیا کہا جاتا تھا، کیا برصغیر کے لوگوں نے ان لوگوں کو وہاں سے بلایا تھا کہ آپ آئیں اور یہاں آکر مال روڈ پر درخت لگائیں اور اس ملک کی ہر چیز لوٹ کر اپنے ملک میں لے جائیں؟ کسی طور پر بھی آپ اپنے یعنی ان Heroes کو جن Heroes میں بلاشبہ محترمہ فاطمہ جناح کا نام سر فہرست ہے۔ آپ اپنے Heroes کو کسی طور پر بھی ان لوگوں کے سامنے undermined نہیں کر سکتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جو اس وقت مجوزہ قانون ہے، اس کے مطابق کسی بھی سڑک، گلی یا کسی بھی جگہ کا نام رکھنے کے لئے یہ چیزیں موجود ہیں اگر شیخ صاحب کو ان کے اوپر اعتراض ہے یا اس میں کسی انگریز کو شامل کرنا چاہتے ہیں تو یہ اس میں amendment کروالیں۔

> "قوم کا بانی ہو یا ایسا شخص جس نے تحریک آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہو اور قیام پاکستان میں اہم کردار ادا کیا ہو، ایسی قومی شخصیت جس کا کردار بے داغ ہو اور وہ حیات نہ ہو، ایسا ہیرو جس نے ملک کے تحفظ کے لئے جان قربان کر دی ہو، اسلامی تاریخ کی کوئی مشہور personality ہو، یا ایسا فرد جس نے اربن کونسل یعنی ہمارا جو بلدیاتی نظام ہے اس میں اس نے کوئی بہتر کردار ادا کیا ہو۔"

یہ وہ شرائط ہیں اور یہ محترم جو ہیں جن کے متعلق تحقیق سے یہ معلوم ہوا ہے کہ Dr. Leitner جو ہیں 1840 کو Hungary میں پیدا ہوئے وہ ایک زبان دان اور معلم تھا اور 1864 میں وہ گورنمنٹ کالج لاہور کا پرنسپل رہا ہے۔ ٹھیک ہے وہ بھی ایک اچھا انسان ہو گا ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں لیکن اسے کسی

صورت بھی آپ برصغیر میں بسنے والی قوم جو ہے آزادی سے پہلے بھی اور بعد میں بھی مسلم قوم کا ہیرو تصور نہیں کیا جا سکتا اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ اس قرارداد کو نامنظور کیا جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے بھی اسے oppose کیا تھا، میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! میں بھی اس پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے اسے oppose نہیں کیا اس لئے آپ اس پر بات نہیں کر سکتیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! میں فاطمہ جناح میڈیکل کالج کی سٹوڈنٹ ہونے کی حیثیت سے اس پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب آپ تشریف رکھیں۔ دوسروں کو اس پر بات کرنے کی اجازت نہیں ہے صرف وہی بات کریں گے جنہوں نے oppose کیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ تو اپنی تقریر کر چکے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں وزیر قانون کی اس بات کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ برصغیر میں کس لئے آئے تھے، میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Dr. Leitner نے ہندوستان پر قبضہ نہیں کیا تھا بلکہ وہ شخص صرف یہاں پر تعلیم دینے آیا تھا، میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ اپنی بات کر چکے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے فاطمہ جناح کے بارے میں۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ہم نے آپ کی بات سن لی ہے، بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: میں نے فاطمہ جناح کے بارے میں بات نہیں کی۔ بالک رام گنگا رام کا بیٹا تھا اور اس کے نام پر کالج بنایا گیا تھا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ماشاء اللہ شیخ علاؤالدین صاحب بہت اچھی اچھی چیزیں ایوان کے اندر پیش کرتے رہتے ہیں پچھلے منگل کو ان کی طرف سے taxation کے حوالے سے جو قرارداد تھی وہ

بہت خوب تھی اور ایوان نے اسے متفقہ طور پر منظور کیا تھا لیکن running کے اندر کبھی کبھی ایسی چیزیں آ جاتی ہیں جو قابل اعتراض بھی ہوتی ہیں۔اس حوالے سے جو قرار داد پیش ہوئی اور جس طرح لاء منسٹر صاحب نے مؤقف پیش کیا ہے کہ اس کے لئے already ایک criteria lay down ہے میں اس کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ جس طرح انگریزوں نے اس خطے پر قبضہ کیا اس کی ایک پوری ہسٹری ہے کہ انہوں نے یہاں پر کس طرح اپنے قدموں کو جمایا اور کتنا ظلم و ستم کیا پھر یہاں کس طرح آزادی کی تحاریک چلیں اور کس طرح انہوں نے ان کو کچلا۔ ظاہر ہے اپنے قبضے کو برقرار رکھنے کے لئے اس طرح کے کام کرنے والے لوگ سارے کے سارے تو خراب نہیں اور اس حوالے سے کچھ اس طرح کے کام ہو جاتے ہیں لہذا اس ساری بات کو، سارے پس منظر کو دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے صرف ایک خاص پس منظر کو سامنے نہیں رکھنا چاہئے۔آپ اس وقت دیکھ لیں کہ پوری امت مسلمہ پریشانی کا شکار ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر محترمہ رخسانہ کوکب ایوان میں واپس تشریف لائیں)

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے تو آپ کو پانچ منٹ کے لئے کہا تھا آدھ گھنٹے کے لئے تو نہیں کہا تھا۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس وقت پوری امت مسلمہ پریشانیوں کا شکار ہے، مصر کے اندر، فلسطین کے اندر، برما کے اندر، بنگلہ دیش کے اندر، کشمیر کے اندر۔ کشمیر کا سارا مسئلہ انگریز کی باقیات ہے جسے برصغیر کی عوام بھگت رہے ہیں اور دونوں طرف ایک لمبی فوج رکھنے کی ضرورت ہے اور ان پر اخراجات ہیں۔ یہ سارا فساد یہاں پر انگریز چھوڑ کر گئے تھے اس لئے یہ ساری باتیں بھی پیش نظر رکھنی چاہئیں۔میں اس میں یہ suggest کرتا ہوں کہ آزادی کی تحریک کے نامور ہیرو ٹیپو سلطان تھے جنہوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا لہذا میں اس میں amendment چاہتا ہوں کہ اس روڈ کا نام ٹیپو سلطان شہید روڈ رکھا جائے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے oppose کیا ہے؟ ملک صاحب! آپ نے oppose نہیں کیا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں نے oppose نہیں کیا بلکہ میں تو support کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کی support کا پتا چل گیا ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! محرک نے اس پر بات کر لی اس کے بعد لاء منسٹر صاحب نے بھی بات کر لی۔ میری گزارش ہے کہ explanatory board for ایک law کا ذکر کریں۔ لاء منسٹر صاحب نے جو law کا ذکر کیا ہے کیا اس کا اطلاق صرف اس period تک ہوتا ہے کہ اگر قیام پاکستان سے پہلے کسی نے اچھی urban services دی ہوں، کسی نے ایجوکیشن میں کام کیا ہو تو اس حد تک دیکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے آپ کی بات آ گئی ہے۔ جی، محترمہ! آپ نے oppose کیا تھا؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جی، میں نے oppose کیا تھا -

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ نے بھی oppose کیا تھا؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے oppose کیا تھا لیکن رانا صاحب نے بات کر دی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب اس ایوان کا ایک بہت اہم حصہ ہیں معزز ممبر ہیں اور ہم نے ہمیشہ appreciate کیا کہ ابھی تک ایوان کی جتنی بھی کارروائی ہے اس میں انہوں نے حکومتی ممبر ہونے کے باوجود ہمیشہ ایک positive role ادا کیا اور ان کی اس contribution کو ہم سب کو appreciate کرنا چاہئے لیکن آج اس قرارداد کو oppose کرنے کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ایک procedure موجود ہے آپ کی حکومت ہے آپ کے پاس کمشنرز اور ڈی سی اوز موجود ہیں، لاہور کی تمام بڑی اہم شاہراہوں کے جو پرانے familiar نام ہیں حکومت نے انہیں تبدیل کر کے ہر پُل اور ہر سڑک کا ایک نیا نام رکھ دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جب already procedure موجود ہے تو پھر ایوان میں اس طرح کی قرارداد لانے کا کوئی جواز نہیں رہتا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع کچہری لاہور سے نیلا گنبد تک واقع کچہری روڈ کا نام تبدیل کر کے Leitner Road کر دیا جائے۔"
>
> (قرارداد نامنظور ہوئی)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ملک احمد خان کی بات کا تو جواب لے لیتے۔

جناب سپیکر: اب آپ اس پر کوئی بات نہیں کر سکتے۔ دوسری قرارداد ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ہیپاٹائٹس سے بچاؤ کے لئے پانچ سال تک کے بچوں کے لئے ویکسین لازمی قرار دینا

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ہیپاٹائٹس سے بچاؤ کے لئے پانچ برس تک کے ہر بچے کی ویکسینیشن لازمی قرار دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ہیپاٹائٹس سے بچاؤ کے لئے پانچ برس تک کے ہر بچے کی ویکسینیشن لازمی قرار دی جائے۔"

چونکہ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی لہذا اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ہیپاٹائٹس سے بچاؤ کے لئے پانچ برس تک کے ہر بچے کی ویکسینیشن لازمی قرار دی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: تیسری قرارداد محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کی ہے۔ محترمہ قرارداد پیش کریں۔

وفاقی حکومت سے ملک کے تمام کنٹونمنٹ ایریاز میں بھی بلدیاتی انتخابات کروانے کا مطالبہ

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ آئندہ بلدیاتی انتخابات ملک کے تمام کنٹونمنٹ ایریاز میں بھی کروائے جائیں تاکہ ان علاقوں کے رہائشی افراد بھی اپنے بلدیاتی نمائندے منتخب کر کے بلدیاتی نظام کے فوائد حاصل کر سکیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ آئندہ بلدیاتی انتخابات ملک کے تمام کنٹونمنٹ ایریاز میں بھی کروائے جائیں تاکہ ان علاقوں کے رہائشی افراد بھی اپنے بلدیاتی نمائندے منتخب کر کے بلدیاتی نظام کے فوائد حاصل کر سکیں۔"

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی oppose کر لیں۔ آپ کیا کرتے ہیں؟ (قہقہے)

محترمہ! اپنی قرارداد کے حق میں بات کریں۔ میرے خیال میں وہ بیٹھ گئے ہیں اور oppose نہیں کرتے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ آئندہ بلدیاتی انتخابات ملک کے تمام کنٹونمنٹ ایریاز میں بھی کروائے جائیں تاکہ ان علاقوں کے رہائشی افراد بھی اپنے بلدیاتی نمائندے منتخب کر کے بلدیاتی نظام کے فوائد حاصل کر سکیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: چوتھی قرارداد محترمہ تحسین فواد صاحبہ کی ہے۔ محترمہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

صوبہ کے تمام گداگروں کو Beggars Home میں رکھنے کا مطالبہ

محترمہ تحسین فواد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ گداگری کی لعنت پر قابو پانے کے لئے تمام گداگروں کو Beggars Home میں رکھا جائے تاکہ انہیں تعلیم و تربیت دے کر معاشرے کا کارآمد فرد بنایا جا سکے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ گداگری کی لعنت پر قابو پانے کے لئے تمام گداگروں کو Beggars Home میں رکھا جائے تاکہ انہیں تعلیم و تربیت دے کر معاشرے کا کارآمد فرد بنایا جا سکے۔"

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے oppose کر دیا ہے۔ آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ تحسین فواد: جناب سپیکر! ہر جگہ فقیروں کا ڈھیر لگا ہوا ہے، خواجہ سراؤں نے بھی مانگنا شروع کر دیا ہے اور ان کی دیکھا دیکھی مرد خواجہ سراؤں کا رُوپ دھار رہے ہیں۔ اسی طرح نوجوان لڑکیاں بھی مانگتی ہیں۔ میں نے خود کئی بار دیکھا ہے کہ نوجوان لڑکیاں مانگ رہی ہوتی ہیں۔ گاڑی اشارے پر رُکتی ہے تو نوجوان لڑکیاں، فقیر یا خواجہ سرا مانگنے کے لئے آ جاتے ہیں۔ میں نے معاشرے کے ان لوگوں کو سیدھے راستے پر لانے کے لئے یہ قرار داد پیش کی ہے اور اس میں کوئی امر مانع نہیں لہذا اس قرار داد کو منظور ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر: جی، محترم صدیق صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں اس قرار داد کے باقی حصے کو oppose نہیں کرتا لیکن انہوں نے اس میں جو "Beggars Home" کا نام recommend کیا ہے اس کی میں مخالفت کرتا ہوں۔ میں Beggars Home کی opposition کرتا ہوں اور کہوں گا کہ اس کو کوئی اور نام دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: تو آپ کوئی اچھا سا نام تجویز کر دیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اس کو Beggars Home کی جگہ Shelter Home لکھ دیا جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کیا اس میں Beggars Home کی جگہ Shelter Home کر دیا جائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تجویز پہلے ہی زیر غور ہے اور اس سلسلے میں ایدھی ویلفیئر آرگنائزیشن کافی بہتر کام کر رہی ہے۔ یہ سکیم حکومت اور محکمہ کے زیر غور ہے کہ اس طرح کے houses بنائے جائیں تاکہ اس لعنت سے معاشرے کو چھٹکارا حاصل ہو سکے۔

جناب سپیکر: تو اس کا نام کیا رکھا جائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر معزز ممبر Beggars Home کی بجائے کوئی دوسرا بہتر نام تجویز فرماتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کے نام کو تبدیل کر دیا جائے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! اس کا نام Rehabilitation Centre رکھا جائے۔

جناب سپیکر: فی الحال Shelter Home کی بات چل رہی ہے اور میرے خیال میں Shelter Home ٹھیک ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جی، ہاں یہ ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ گداگری کی لعنت پر قابو پانے کے لئے تمام گداگروں کو Shelter Home میں رکھا جائے تاکہ انہیں تعلیم و تربیت دے کر معاشرے کا کارآمد فرد بنایا جاسکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آج کی قراردادیں مکمل ہو چکی ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اے آر وائی نیوز کے خلاف جو مقدمات دہشت گردی ایکٹ کے تحت درج ہوئے ہیں اس کے اوپر ہم ایک قرارداد لانا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کل جب قرارداد کا وقت آئے گا تو آپ ضرور لائیں۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل مورخہ 28۔اگست 2013 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

785

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،28۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ آبپاشی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون پر غور وخوض ومنظوری

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)پولیس آرڈر پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر9بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پولیس آرڈر پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر9 بابت 2013)، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پولیس آرڈر پنجاب2013منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان2013(مسودہ قانون نمبر6بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان 2013(مسودہ قانون نمبر6بابت2013)، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان 2013منظور کیاجائے۔

787

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

بدھ،28۔اگست2013

(یوم الاربعاء،20۔شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 11بج کر55منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَآ أُقۡسِمُ بِيَوۡمِ ٱلۡقِيَـٰمَةِ ۝١ وَلَآ أُقۡسِمُ بِٱلنَّفۡسِ ٱللَّوَّامَةِ ۝٢
أَيَحۡسَبُ ٱلۡإِنسَـٰنُ أَلَّن نَّجۡمَعَ عِظَامَهُۥ ۝٣ بَلَىٰ قَـٰدِرِينَ عَلَىٰٓ أَن
نُّسَوِّيَ بَنَانَهُۥ ۝٤ بَلۡ يُرِيدُ ٱلۡإِنسَـٰنُ لِيَفۡجُرَ أَمَامَهُۥ ۝٥ يَسۡـَٔلُ
أَيَّانَ يَوۡمُ ٱلۡقِيَـٰمَةِ ۝٦ فَإِذَا بَرِقَ ٱلۡبَصَرُ ۝٧ وَخَسَفَ ٱلۡقَمَرُ ۝٨
وَجُمِعَ ٱلشَّمۡسُ وَٱلۡقَمَرُ ۝٩ يَقُولُ ٱلۡإِنسَـٰنُ يَوۡمَئِذٍ أَيۡنَ ٱلۡمَفَرُّ ۝١٠ كَلَّا
لَا وَزَرَ ۝١١ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوۡمَئِذٍ ٱلۡمُسۡتَقَرُّ ۝١٢ يُنَبَّؤُاْ ٱلۡإِنسَـٰنُ يَوۡمَئِذِۭ
بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ۝١٣ بَلِ ٱلۡإِنسَـٰنُ عَلَىٰ نَفۡسِهِۦ بَصِيرَةٞ ۝١٤

سورۃ القِیَامَۃ آیات1تا14

ہم کو روز قیامت کی قسم(1)اور نفس لوامہ کی(کہ سب لوگ اٹھا کر کھڑے کئے جائیں گے)(2)کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی(بکھری ہوئی)ہڈیاں اکٹھی نہیں کریں گے؟(3)ضرور کریں گے(اور)ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست کر دیں(4)مگر انسان چاہتا ہے کہ آگے کو خود سری کرتا جائے(5)پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہو گا؟ (6)جب آنکھیں چندھیا جائیں(7)اور چاند گہنا جائے(8)اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں(9)اُس دن انسان کہے گا کہ(اب)کہاں بھاگ جاؤں؟(10)بے شک کہیں پناہ نہیں(11)اس روز تیرے پروردگار ہی کے پاس ٹھکانا ہے (12)اس دن انسان کو جو(عمل)اس نے آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے ہوں گے سب بتا دیئے جائیں گے(13)بلکہ انسان آپ اپنا گواہ ہے(14)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تم ہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تم ہی تو ہو
سب کچھ تمھارے واسطے پیدا کیا گیا ہے
سب غایتوں کی غایت اولیٰ تم ہی تو ہو
دنیا میں رحمت دو جہاں اور کون ہے
جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تم ہی تو ہو

سوالات

(محکمہ آبپاشی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ آبپاشی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب میں قائد حزب اختلاف کو کچھ کہہ نہیں پاؤں گا۔جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آج کے ایک انتہائی اہم اخبار میں یہ خبر چھپی ہے کہ "پنجاب حکومت نے خیبر پختونخوا حکومت کو گندم دینے سے انکار کر دیا۔" میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب نے ہمیشہ بڑے بھائی کا کردار ادا کیا ہے۔یہاں پنجاب میں یہ بات بھی ہوتی رہی ہے کہ ہم گندم export کریں گے۔صوبہ خیبر پختونخوا میں گندم کی shortage پیدا ہونے کا اندیشہ یا خطرہ ہے اور انہوں نے پنجاب حکومت سے درخواست کی تھی کہ وہ چار لاکھ ٹن گندم خریدنا چاہتے ہیں لیکن پنجاب حکومت کی طرف سے انکار کر دیا گیا۔میرا خیال ہے کہ پنجاب کو اپنے ماضی کی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے ایک بڑے بھائی کا کردار ادا کرنا چاہئے۔اگر ہمارے پاس ادھر گندم پڑی ہوئی ہے تو پھر خیبر پختونخوا حکومت اور وہاں کے بھائیوں کو لازمی طور پر دی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ اس حوالے سے باقاعدہ تحریک التوائے کار لے کر آئیں تاکہ ہم حکومت سے پوچھ سکیں کہ آیا وہ گندم دینا چاہتے ہیں یا نہیں، کیا حکومت پنجاب کے پاس گندم کا اتنا ذخیرہ ہے بھی یا نہیں؟ اگر اس وقت متعلقہ منسٹر موجود ہوتے تو وہ یقیناً اس کا جواب دینے کی پوزیشن میں ہوتے۔ بہر حال اس بارے میں ہم دونوں بیٹھ کر ان سے بات کر لیں گے۔اللہ کرے کہ یہ معاملہ ٹھیک ہو جائے۔

میں تمام معزز ممبران کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ آپ اجلاس کی کارروائی کو اچھے طریقے سے چلانے میں میرے ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔میں ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں کہ موبائل فون سے پرہیز کریں۔یہاں ایوان میں بیٹھے ہوئے معزز ممبران فون سُنیں اور نہ ہی کریں۔لابی موجود ہے اور آپ وہاں جا کر بڑے آرام سے بات کر سکتے ہیں۔یہ بات میں دوسری دفعہ کہہ

رہاہوں۔اس کے بعد میری طرف سے next stepاچھا نہیں ہوگا۔آپ تمام کا بہت شکریہ۔پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر3 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں ڈیموں کی تفصیلات

*3۔ **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں کتنے ڈیمز موجود ہیں ان کے نام اور یہ کس کس مقام پر واقع ہیں نیز ان سے نکلنے والی نہروں کی تعداد اور نام بھی بتائے جائیں؟

(ب) صوبہ پنجاب میں کس کس مقام پر چھوٹے یا بڑے ڈیمز بنائے جائیں گے یا بنائے جا سکتے ہیں جن کے بارے میں محکمہ نے اپنی رپورٹس تیار کی ہوئی ہیں ان مقامات کی ایوان میں تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا صوبائی سطح پر ڈیم بنانے کے لئے حکومت پنجاب feasibility reportsتیار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے نیز صوبائی حکومت کو ڈیمز بنانے کا کس قدر اختیار ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ/آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) صوبہ پنجاب میں تکمیل شدہ ڈیمز کی تعداد 55 ہے۔ان کے نام و مقام اور ان سے نکلنے والی نہروں کی تعداد مع نام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں راولپنڈی ڈویژن کے خطہ پوٹھوہار میں سات مختلف مقامات پر ڈیمز کی feasibility reportsسمال ڈیمز آرگنائزیشن نے تیار کی ہوئی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) صوبائی حکومت کو صوبہ میں سمال ڈیمز تعمیر کرنے کا مکمل اختیار حاصل ہے۔مزید نئے ڈیمز تعمیر کرنے کے لئے صوبائی حکومت نے سمال ڈیمز آرگنائزیشن کے ذریعے 18ڈیم سائٹس کا ابتدائی سروے مکمل کر لیا ہے جن کی feasibility reportتیار کرنے کا PC-IIبنایا جا رہا ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!جواب کے جز(ب)میں بتایا گیا ہے کہ تقریباً سات dams کی feasibility reports تیار ہو چکی ہیں۔میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ ان feasibility reports کو تیار کرنے میں کتنے اخراجات آئے ہیں اور ان سات dams کی estimated cost کتنی ہے؟

جناب سپیکر:دیکھیں،منسٹر صاحب نے اس کا جواب ایوان کی میز پر رکھا ہے۔اس محکمہ کے متعلقہ منسٹر آج نہیں آ سکے اور ان کی جگہ پر اسمبلی سوالات کے جوابات دینے کے لئے ملک صاحب کا notification ہوا ہے۔میں یہ کہوں گا کہ آپ بھی تھوڑا سا احتیاط کے ساتھ صرف related ضمنی سوال کریں۔ملک صاحب!میاں نصیر صاحب کے ضمنی سوال کا جواب دیں۔

وزیر ہاؤسنگ،شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ/آبپاشی(جناب تنویر اسلم ملک):جناب سپیکر! معزز ممبر نے estimated cost سے متعلق سوال نہیں کیا تھا۔اس وقت ان dams کی estimated cost میرے پاس نہیں ہے۔جن ڈیموں کی feasibility report تیار ہو چکی ہے اور ان کا PC-I and II مکمل ہو چکا ہے ان کی تفصیل میرے پاس موجود ہے۔جب حکومت کی طرف سے funds allocate ہوں گے تو پتا نہیں اُس وقت تک ان ڈیموں کی cost کیا ہو جائے کیونکہ ابھی تک تو ان کا feasibility work under process ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!ان سات ڈیموں کے PC-I کے لئے جو feasibilities تیار ہو چکی ہیں کیا feasibilities بنانے پر کوئی cost آتی ہے یا free میں بنتی ہیں؟

جناب سپیکر:جی،ملک صاحب!

وزیر ہاؤسنگ،شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ/آبپاشی(جناب تنویر اسلم ملک):جناب سپیکر!یہ fresh question بنتا ہے۔اگر یہ feasibility study cost بھی مانگ لیتے تو ہم اس سوال کے جواب میں وہ تفصیل بھی بتا دیتے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنا سوال پڑھ دیتا ہوں۔صوبہ پنجاب میں کس کس مقام پر چھوٹے ڈیم بنائے جائیں گے،جن کے بارے میں محکمے نے اپنی reports تیار کی ہیں اُن مقامات کی ایوان میں تفصیل فراہم کی جائے اور اُس کے ساتھ کیا صوبائی سطح پر ڈیمز بنانے کے لئے حکومت feasibility report تیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ان دونوں سوالات کے اندر تفصیل کے

ساتھ جواب مانگا گیا ہے اور تفصیل کے ساتھ جواب دیتے ہوئے جب یہ بتا دیا گیا ہے کہ یہ مقام ہے، یہ جگہ ہے اور یہ شہر ہے تو اُس پر لاگت کا نہ بتانا میری سمجھ سے باہر ہے اور اُس کے لئے علیحدہ سے سوال مانگنا اُس سے بھی عجیب بات ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! I am sorry to say کہ ان کا جواب دینا عجیب بات نہیں ہے آپ کا سوال ہی عجیب بات ہے۔ جی، ملک صاحب! ان کو ذرا مطمئن کریں۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! معزز ممبر صحیح کہہ رہے ہیں اس سوال کے جواب میں یہ تفصیل بھی مہیا کی جانی چاہئے تھی۔

جناب سپیکر: یہ محکمے کی غلطی ہے تو اس پر آپ کیا کریں گے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس پر محکمے کو وارننگ دیں گے کہ دوبارہ ایسی غلطی نہیں ہونی چاہئے۔ ان کے سوال کی اتنی زیادہ تفصیل دی جا سکتی ہے تو یہ کوئی اتنی بڑی چیز نہیں تھی اس کے لئے ایک اضافی کالم بنانا تھا لیکن ایسا نہیں کیا گیا یہ محکمے کی غلطی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، یہ تفصیل بھی معزز ممبر کو provide کر دیں۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! کیا ان ڈیموں میں صرف پانی کا ذخیرہ کریں گے یا ان سے بجلی بھی حاصل کی جا سکے گی؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! محکمہ آبپاشی کا بنیادی مقصد تو پانی کے حوالے سے ہے اور اگر حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی ایسی پالیسی آتی ہے تو اُس پر غور کیا جا سکتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ڈیم بنانے کے لئے area بھی مختص کر لیا گیا ہے اور یہ مشروط ہے کہ جب ڈیم بنائے جاتے ہیں تو اُن میں پانی ذخیرہ کرنے کے بعد سب سے بڑی facility بجلی پیدا کرنے کی ہے۔

پوری دنیا کے اندر ایسے ہوتا ہے اور پاکستان کے اندر بھی ایسے ہی ہوا ہے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ ہم اربوں روپیہ خرچ کر چکے ہیں، پانی بھی ذخیرہ کر چکے ہیں تو اُس سے بجلی حاصل کرنی ہے یا نہیں کرنی؟

جناب سپیکر: میری بات سُنیں۔انہوں نے پہلے بتادیا ہے کہ محکمہ آبپاشی پانی کو اکٹھا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے تو یہ سوال انرجی کے حوالے سے ہے، اگر آپ یہ سوال دیں گے تو وزیر انرجی اس کا جواب دے پائیں گے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر!اس سوال کے جواب کے جز(ب) کے بارے میں ضمنی سوال ہے۔ محکمہ آبپاشی نے Punjab Power Development Board بنایا ہوا ہے جو Letter of Interest issue کرتا ہے۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ کسی نہر پر کوئی چھوٹا پراجیکٹ بنایا گیا ہے اور اگر بنایا گیا ہے تو وہ کس کمپنی کو دیا گیا ہے اور کیا feasibility report تھی؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں ایوان کو وضاحت کرتا چلوں کہ بجلی بنانا ہمارا subject نہیں ہے۔ محکمہ آبپاشی کا کام پانی کو سٹور کر کے زمینداروں کو سپلائی کرنا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جز(ج) میں ذکر ہے کہ صوبائی سطح پر مزید اتنے ڈیموں کے لئے feasibility report تیار کی جارہی ہے تو میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا حکومت اس مالی سال میں بہاولپور کے قریب ستلج ڈیم کو زیر غور لانے کے لئے تیار ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جن ڈیموں کی feasibility reports مکمل ہو چکی ہیں ان کی فہرست ہم نے ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔ یہ جس ڈیم کا ذکر کر رہے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ اب non-feasible ہو، چولستان اور ڈیرہ غازی خان کے علاقوں میں سال ڈیم اس وجہ سے بھی نہیں بنائے جا سکتے کہ گارا اور مٹی بہت زیادہ آتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ڈیم مؤثر نہیں ہوتے۔ یہ جس ڈیم کا ذکر کر رہے ہیں اس کی تفصیلات دیکھ لیتے ہیں۔

مجھے شک پڑتا ہے کہ وہ ڈیم feasible نہ ہو لیکن جن کی feasibility reports مکمل ہو گئی ہیں ان کی تفصیل ہم نے آپ کے سامنے رکھ دی ہے۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا اس ستلج لیک ڈیم پر کچھ کام پہلے ہوا تھا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ اپنے محکمہ کو ستلج لیک ڈیم پراجیکٹ کے حوالے سے ہدایات دے دیں کہ میں ان کے ساتھ بیٹھ کر اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ صرف اتنی ہدایات دے دیں باقی باتیں میں محکمہ سے خود کر لوں گا۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب ستلج لیک پراجیکٹ کے حوالے سے جو فرما رہے ہیں اس پر آپ محکمہ کو ہدایات دے دیں۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس ایوان سے جو بھی اچھی recommendations ہوں جس سے کسی علاقہ کی بہتری ہو سکتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ڈاکٹر صاحب آپ سے رابطہ کر لیں گے۔ آپ محکمہ کو ہدایت کریں کہ ان کی بات سنی جائے اور اگر وہ feasible ہے تو اس کو شامل کرا دیا جائے۔ یہ سب کے لئے فائدہ مند ہے۔ جی، عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ جو سات ڈیم پانی ذخیرہ کرنے کے لئے راولپنڈی ڈویژن خطہ پوٹھوہار میں بن رہے ہیں کیا اس پانی کا استعمال یہ آبپاشی کے لئے کرنا چاہتے ہیں یا پینے کے لئے جمع کرنا چاہتے ہیں، اگر آبپاشی کے لئے کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے انہوں نے نہروں کے نظام یا distribution کے لئے بھی کوئی study کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ ڈیم دونوں کاموں کے لئے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ ان کا بنیادی کام تو آبپاشی ہی ہے لیکن اگر کسی جگہ پینے کا پانی نہ ہو تو محکمہ NOC دے سکتا ہے کہ اس پانی کو پینے کے مقصد کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر آبپاشی کے لئے ہے تو کیا انہوں نے اس علاقہ جات میں پانی کی distribution کے لئے نہریں یا چینلز کی study کی ہے۔ ہمارے پوٹھوہار میں نہری نظام بہت کم یا

نہ ہونے کے برابر ہے۔اگر یہ ڈیم بن جائیں تو اس کے بعد تقسیم کے بارے میں سوچیں یا کہاں کہاں پانی پہچانا ہے تو آبپاشی کے لئے انہوں نے کوئی study کی ہے کہ اس پانی کا استعمال اتنا پیسا خرچ کرنے پر ہو گا یہ کس طرح کیا جائے گا اور اس کو end user کاشتکار تک کس طرح پہنچایا جائے گا؟

جناب سپیکر: آپ دونوں ہی پوٹھوہار سے تعلق رکھتے ہیں۔منسٹر صاحب!اِن کو satisfy کریں۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! feasibility study میں تمام چیزوں کو اکٹھا لیا جاتا ہے اس میں command area کو بھی شامل کیا جاتا ہے جو feasibility کا ایک حصہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔جی، محترمہ فرزانہ بٹ صاحبہ!

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! میں پینے کے صاف پانی کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! کیا پینے کے صاف پانی کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! یہ محکمہ کیا صاف پانی مہیا کرتا ہے؟(قہقہہ)

جناب سپیکر: آج پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا محکمہ نہیں ہے۔یہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا کام ہے۔بڑی مہربانی۔This is no supplementary question اگلے سوال پر چلتے ہیں جی، میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 25 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں نہروں کی بھل صفائی کی تفصیلات

*25: میاں نصیر احمد: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں ہر سال نہروں کی بھل صفائی کی جاتی ہے نیز بھل صفائی کس موسم میں کی جاتی ہے؟

(ب) کیا بھل صفائی کی مہم سرکاری خرچ پر کی جاتی ہے یا مقامی سطح پر اپنی مدد آپ کے تحت کی جاتی ہے؟

(ج) اگر بھل صفائی کی مہم کے لئے حکومت پنجاب فنڈز مختص کرتی ہے تو مالی سال2011-12 میں اس مہم پر کتنا خرچ آیا علیحدہ علیحدہ نہر کے حساب کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ صوبہ میں ہر سال مسائل زدہ نہروں کی بھل صفائی کی جاتی ہے۔ان نہروں کی سالانہ بھل صفائی ماہ دسمبر سے ماہ جنوری تک کی جاتی ہے۔

(ب) جی ہاں! بھل صفائی کی مہم محکمانہ طور پر سرکاری خرچ کے ذریعے کی جاتی ہے۔

(ج) بھل صفائی مہم کے لئے حکومت پنجاب کوئی خصوصی فنڈز مختص نہ کرتی ہے بلکہ نہروں کی مرمت و دیکھ بھال کے لئے جو رقم محکمہ کو دی جاتی ہے اس میں سے کچھ فنڈز نہروں کی بھل صفائی کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں مالی سال12۔2011 میں اس مہم پر165.350 ملین روپے خرچ آیا۔ مختصراً تفصیل درج ذیل ہے۔

انہار کی تعداد	=356(سالانہ)
انہار کی کل لمبائی	=1733.152کینال میل
نکالی جانے والی بھل	=464.57لاکھ کیوبک فٹ
کل اخراجات	=165.35ملین روپے

علیحدہ علیحدہ نہر کے حساب کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جز (ج) میں یہ بتایا گیا ہے کہ حکومت جو بھل صفائی کراتی ہے 12-2011 میں اس پر ساڑھے سولہ کروڑ روپے خرچ آیا ہے اور 4لاکھ 64ہزار کیوبک فٹ بھل نکالی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو بھل نکالی جاتی ہے اس کا کیا کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: اگر آپ کو ضرورت ہے تو بتادیں ہم ان کو کہہ دیتے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ہر سال M&Rکا feature ہوتا ہے جس میں کھالوں کی بھل صفائی کی جاتی ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ اس کو dispose of کیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ جو بھل نکلتی ہے اس کا کیا بنتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس کو dispose of کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس بھل کو نیلام کرتے ہیں یا جو چاہے بھل کو اٹھا کر لے جائے؟ وہ آپ سے یہ پوچھ رہے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! پہلی priority تو یہ ہوتی ہے کہ بھل کو نہر کے پُشتوں کی مضبوطی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرے سوال کا مقصد آپ بھی سمجھ رہے ہوں گے کہ جتنا یہ خرچ کر رہے ہیں اس سے تین گنا زیادہ بھل کی قیمت ہے جو یہ نکالتے ہیں، جس طرح لاہور اور لاہور کے علاوہ دیگر نہروں کی اینٹوں کے پُشتے بن چکے ہیں وہاں یہ بھل نہیں ڈالی جاتی۔ دیہات میں تو سمجھ آتی ہے کہ کچے کھال ہوں گے شاید وہاں استعمال ہو جاتی ہو لیکن یہ کروڑوں روپے کی بھل ہے یہ کدھر جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ کے شہر میں بھی بے شمار باغات ہیں وہاں بھی یہ بھل استعمال ہو سکتی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بھل مفت دی جاتی ہے یا بیچی جاتی ہے۔ یہ 4لاکھ 64ہزار کیوبک فٹ بھل کی قیمت 40کروڑ سے زیادہ قیمت ہے یہ کدھر جاتی ہے؟

جناب سپیکر: آئندہ آپ پیسے دیں گے تو ان کو کہیں گے کہ بھل آپ کو دے دیں۔ اگلا سوال احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 30 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں سال 10-2009 میں سال ڈیموں کی تعمیر کی تفصیلات

*30: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 10-2009 کے بجٹ میں ڈیموں کی تعمیر کے لئے رقم مختص کی گئی تھی، اگر رقم مختص کی گئی تھی تو کتنے ڈیم تعمیر کئے گئے، کتنے نامکمل چھوڑ دیئے گئے اور ان پر کتنے پیسے خرچ ہوئے، تفصیل منصوبہ وار فراہم کی جائے؟

(ب) جو ڈیم زیر تعمیر ہیں ان ڈیموں کی تعمیر کا کتنے فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور کتنے فیصد بقایا ہے؟

(ج) ان ڈیموں میں پانی کی سٹوریج کپیسٹی کتنی ہو گی، تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

(د) ان سے کتنے ایکڑ رقبہ کس کس ضلع کا سیراب ہوگا؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) مالی سال 10۔2009 میں کوئی نیا ڈیم شروع نہیں کیا گیا تھا پہلے سے جاری منصوبوں کے لئے مبلغ 444.491 ملین روپے فنڈز مہیا کئے گئے تھے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں بتایا گیا ہے کہ اٹک میں حاجی شاہ ڈیم کی تعمیر کا ٹھیکہ 2006 میں میسرز نذر خان کو دیا گیا تھا لیکن وقت مقررہ پر کام نہ کر سکنے کی وجہ سے یہ ٹھیکہ کینسل کر دیا گیا۔ کیا محکمہ نے اس ٹھیکیدار کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی بھی کی ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ٹھیکیدار کے خلاف محکمانہ کارروائی کس طرح ہو سکتی ہے اور کیا کارروائی کی بھی گئی ہے یا نہیں اس بارے میں بتادیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جب کوئی ٹھیکیدار اپنے time frame کے اندر کام نہ کر سکے تو اس کا ٹھیکہ resent کر دیا جاتا ہے، اس کی سکیورٹی ضبط کر لی جاتی ہے اور اس کے بعد اس کام کا نیا ٹینڈر کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال بھی جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔ جی، کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 33 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع پاکپتن: نہروں، راجباہوں کے نام و دیگر تفصیلات

*33: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع پاکپتن میں واقع انہار، مائنر اور راجباہوں کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان سے کتنے ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے، تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

(ج) ان کا منظور شدہ پانی کتنے کیوسک ہے، تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

(د) ان کی سال2008تا2012 کے دوران دیکھ بھال اور مرمت پر سالانہ کتنی رقم خرچ ہوئی، نیز بھل صفائی پر ان سالوں کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ضلع پاکپتن میں واقع انہار، مائنرز اور راجباہوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سے کل 477214 ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان کا کل منظور شدہ پانی 4116 کیوسک ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان کی سال2008تا2012 کے دوران دیکھ بھال /مرمت اور بھل صفائی پر سالانہ جو رقم خرچ ہوئی درج ذیل ہے۔

اخراجات (روپے)

مالی سال	دیکھ بھال/مرمت		بھل صفائی
2008-09	5684200		2843584
2009-10	5473656		4313339
2010-11	4884458		4545996
2011-12	3939731		4128891
میران	19982045		15831810
کل اخراجات	35813855	=	35.81 ملین روپے

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! پاکپتن کی انہار، مائنر اور راجباہوں کی بھل صفائی کی گئی تو اس پر کتنا خرچ ہوا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جواب میں ساری تفصیل ہے جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرے محترم دوست میاں نصیر احمد صاحب نے جس طرح کہا ہے کہ بھل صفائی کے بعد بھل کو نہر کے کنارے پر رکھ دیا جاتا ہے، اگلے سال نئی بھل بھی آ جاتی ہے اور وہ بھی اس نہر کے اندر ہی چلی جاتی ہے۔ اگر کوئی ایسا کام کر دیا جائے کہ وہ بھل زمینداروں کو دے دی جائے جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ باغات میں بھی استعمال کی جا سکتی ہے تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس حوالے سے محکمہ کوئی اچھا انتظام کرے تاکہ بھل فائدہ مند رہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر81 ہے اور اسی topic کے حوالے سے اگلا سوال نمبر82 بھی ہے۔ جس طرح آپ نے شروع میں بات فرمائی کہ متعلقہ وزیر کسی اہم task کے پیشِ نظر یہاں پر نہیں ہیں تو تھوڑی رعایت بھی کی جائے۔ میرا سوال پیڈا ایکٹ کے متعلق ہے جو ایک policy matter ہے لہذا میں چاہتا یہ ہوں کہ جب متعلقہ وزیر موجود ہوں تب تفصیل کے ساتھ اس حوالے سے بات کی جا سکے۔ میں آپ سے بڑی خصوصی درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ جب اگلی دفعہ محکمہ آبپاشی سے متعلق سوالات آئیں تب میرے یہ دونوں سوال take up ہو جائیں لہذا اُس وقت تک یہ pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی،ان کی request ہے جسے accept کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: On her behalf سوال نمبر98 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ شمیلہ اسلم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ملتان: موضع نوراجہ بھٹہ میں حافظ واہ سب مائنر کو کھلوانے کا معاملہ

*98: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل جلال پور پیر والا ضلع ملتان موضع نوراجہ بھٹہ میں حافظ واہ کے نام سے ایک سب مائنر گزر رہا ہے جو لودھراں کی جانب سے آ رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سب مائنر کا آخری حصہ جو تقریباً دو کلو میٹر پر محیط ہے، کو بند کیا ہوا ہے جس سے وہاں کے کاشتکاروں کو سخت پریشانی کا سامنا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہاں کے کاشتکار سب مائنر کو کھلوانے / جاری کرانے کے لئے کئی سالوں سے درخواستیں دے رہے ہیں لیکن ابھی تک ان کی کوئی شنوائی نہیں ہو رہی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ 2006 میں اس سب مائنر کی منظوری ہو گئی تھی اور اس کے تین بار ٹینڈر بھی ہو چکے ہیں لیکن پھر بھی اس کو چالو نہیں کیا گیا؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سب مائنر (حافظ واہ) کو جلد از جلد کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ تحصیل جلال پور پیروالہ ضلع ملتان نوراجہ بھٹہ میں حافظ واہ کے نام سے ایک سب مائنر گزر رہا ہے جو لودھراں کی جانب سے آرہا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ حافظ واہ سب مائنر کا آخری حصہ محکمہ نہر نے بند کیا ہوا ہے۔ درحقیقت بمطابق چک بندی پلان سال 1925 حافظ واہ نہر کی ٹیل آر ڈی 100+40 سے آگے نہر کا کوئی وجود ہی نہ ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ کاشتکاروں کے نمائندہ مسٹر محبوب احمد سکنہ موضع نوراجہ بھٹہ تحصیل جلال پور ضلع ملتان نے مورخہ 19-04-2004 کو ایک درخواست برائے توسیع ٹیل راجباہ حافظ واہ سب مائنر گزاری تھی تاہم بعد ازاں نئے رقبے کی CCA میں شمولیت پر ban عائد ہونے اور کسی رقبے کے CCA سے اخراج کے سبب مزید کارروائی نہ ہو سکی۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ 2006 میں اس سب مائنر کی منظوری ہو گئی تھی اور اس کے تین بار ٹینڈر ہوئے۔ چونکہ متعلقہ مذکورہ فیلڈ عملہ کے پاس زیر کارروائی تھی اور اس دوران گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے نئے رقبہ جات کی شمولیت پر مورخہ 11-10-2006 کو پابندی عائد کر دی گئی جس کی وجہ سے اس متعلقہ پر مزید کارروائی روک دی گئی۔ مزید واضح رہے کہ حافظ واہ کی توسیع کی صورت میں 2945 ایکڑ نیا رقبہ شامل ہو گا۔

(ہ) نئے رقبہ جات کی شمولیت کی پابندی ختم ہونے کے بعد اس سلسلہ میں مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! جواب کے جز (ج) کی دوسری لائن میں بتایا گیا ہے کہ مورخہ 19-04-2004 کو ایک درخواست برائے توسیع موصول ہوئی تاہم نئے رقبے کی CCA میں شمولیت پر ban عائد ہونے کی وجہ سے کارروائی نہ ہو سکی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس ban کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کھگہ صاحب!آپ نے دو سوال پہلے کر لئے ہیں؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جی، پہلے کئے ہیں۔

MR SPEAKER: Then I am sorry. We are proceeding further now.

محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال میاں محمد شعیب اویسی صاحب کا ہے۔

DR SYED WASEEM AKHTAR: On his behalf.

جناب سپیکر: یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔آپ کے دو سوال تھے اس لئے آپ یہ نہیں کر پائیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!وہ دونوں pending ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جو بھی ہو گئے ہیں لیکن اس سوال پر آپ بات نہیں کر پائیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!یہ میرے علاقے کا سوال ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔یہ کسی اور ممبر کو سوال دے دیں جنہوں نے پہلے سوال نہ کیا ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال قاضی احمد سعید صاحب کا ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 127 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع رحیم یار خان: منچن برانچ نہر میں غیر قانونی موگہ جات کی تفصیلات

*127: قاضی احمد سعید: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) منچن برانچ نہر پل 56 ہزار (برجی نمبر 400+56 تا 000+82) پی پی۔286 ضلع رحیم یار خان کی جنوب کی طرف نہر کے دونوں اطراف کل منظور شدہ موگہ جات کتنے ہیں اور کتنے غیر قانونی موگہ جات ہیں؟

(ب) غیر قانونی موگہ جات کب سے چل رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت نہر کے اس ایریا میں تقریباً دس کے قریب موگہ جات غیر قانونی چل رہے ہیں؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو ان غیر قانونی موگہ جات بنانے کے ذمہ داران کون کون ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان غیر قانونی موگہ جات کو بند کروانے اور جتنے عرصہ سے یہ غیر قانونی چل رہے ہیں اس عرصہ کا تاوان متعلقہ افراد/کسانوں سے وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ/آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) منچن برانچ (برجی نمبرز 400+56تا000+82) پی پی۔286 ضلع رحیم یار خان کی حدود میں صرف دو منظور شدہ موگہ جات برجی آر ڈی (R/025+78اور R/600+82) پر ہیں جبکہ منچن برانچ (برجی نمبر 400+56تا000+82) پی پی۔286 ضلع رحیم یار خان کی حدود میں کوئی غیر قانونی موگہ نہ ہے۔

(ب) کوئی غیر قانونی موگہ نہیں چل رہا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) کوئی غیر قانونی موگہ نہ ہے۔

(ہ) کوئی غیر قانونی موگہ نہ ہے۔ کسی قسم کی مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! چونکہ وزیر آبپاشی تو موجود نہیں ہیں لیکن دوسرے محترم وزیر کو انہوں نے لکھ پڑھ کر دے دیا ہوگا۔ گزارش یہ ہے کہ میں نے منچن برانچ پر غیر قانونی موگہ جات کے حوالے سے سوال کیا تھا لیکن جواب کے تمام جز (الف، ب، ج، د اور ہ) میں انہوں نے کہا ہے کہ کوئی غیر قانونی موگہ نہیں ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ بتا سکتے ہیں کہ اگر میں یہ ثابت کر دوں کہ جو غیر قانونی طور پر منچن برانچ برجی نمبروں کی نشاندہی کی گئی ہے وہاں پر پائپ لگا ہوا ہے اور پانی چل رہا ہے تو اس کی سزا کون بھگتے گا آیا منسٹر صاحب یا سیکرٹری بھگتیں گے وزیر صاحب اس کی detail بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، اس چیز کو منسٹر بھی روکیں گے، سیکرٹری بھی روکیں گے اور جو اس کا ذمہ دار ہے اس کے خلاف قانونی کارروائی کیوں نہیں ہو گی؟ آپ علیحدگی میں بیٹھ کر منسٹر صاحب سے بات کر لیں۔ ہو سکتا ہے کہ جب آپ اس حوالے سے بات کریں تو اس موگے کو محکمے والے بند کر دیں پھر آپ کے سوال کی اہمیت ختم ہو جائے گی۔ آپ علیحدگی میں یہ چیز ان کے notice میں لائیں اور یہ خود اس پر انکوائری کروائیں گے۔ میں بھی ان سے کہہ رہا ہوں۔

قاضی احمد سعید: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اس چیز کو منسٹر صاحب note کریں اور محکمہ بھی note کرے۔ قاضی احمد سعید صاحب! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 128 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رحیم یار خان: برجی نمبر 43 رنداں والی پُل کی تعمیر کا معاملہ

*128: **قاضی احمد سعید:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) نہر منچن برانچ پی پی۔286 رحیم یار خان کی برجی نمبر 43 پل رنداں والی پل کب تعمیر کیا گیا تھا؟

(ب) اس کی تعمیر کے بعد اس کی مرمت پر سال 2002 سے آج تک کتنی رقم سالانہ خرچ کی گئی ہے؟

(ج) کیا اس پُل سے لوگ گاڑیوں کے ساتھ گزر سکتے ہیں؟

(د) کیا کبھی اس پُل کا محکمہ کے متعلقہ ذمہ داران افسران نے موقع پر visit کیا ہے اگر ہاں تو کب اور کس کس تاریخ کو کیا ہے؟

(ہ) اگر یہ پُل ناکارہ اور ٹوٹ پھوٹ چکا ہے تو اس کی تعمیر از سر نو کیوں نہیں کروائی جا رہی؟

(و) حکومت کب تک یہ پُل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) نہر منچن برانچ پی پی۔286 کی برجی نمبری 43 پر رنداں والی پل 1939 میں تعمیر کیا گیا تھا۔

(ب) 2002 سے لے کر آج تک اس پُل کی مرمت پر کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے۔

(ج) پُل کی slab کی حالت تسلی بخش نہ ہے اور گاڑیوں کا گزرنا مشکل ہے۔

(د) نہروں کی چیکنگ کے دوران اس پُل کا visit کیا جاتا ہے تاہم آخری دفعہ 17۔ جون 2013 کو شریف ڈسٹی کو چیک کیا گیا اور اس پُل کا بھی visit کیا گیا۔

(ہ) پُل کا تمام structure صحیح حالت میں ہے صرف slab ٹوٹ چکی ہے اس کے لئے مالی سال 14۔2013 کے ورک پلان میں پُل کی slab کی مرمت اور hydraulic gate لگانے کے لئے 20 لاکھ کی رقم شامل کی گئی ہے۔

(و) منچن برانچ میں آج کل پانی چل رہا ہے 16۔اکتوبر سے 15۔اپریل تک نہریں بند رہیں گی اور اس دوران تمام قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد پل کی slab کی تعمیر اور hydraulic gate لگانے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! نہر منچن برانچ پر پل رنداں کی تعمیر کے حوالے سے میں نے سوال کیا ہے جس کا جواب آیا کہ 2002 سے اس پر کوئی پیسا خرچ نہیں کیا گیا، slab ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، گاڑیوں کی آمدورفت نہیں ہو سکتی اور لوگ نہیں چل سکتے لیکن اس کے لئے اس مالی سال میں 20 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اور اس کو تعمیر کرنے کی وہ تجویز دیں گے۔ کیا منسٹر صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ اس پُل کی slab کی تعمیر اسی مالی سال میں مکمل ہو گی تاکہ لوگوں کی آمدورفت ہو اور گاڑیاں بھی چل سکیں، کیا یہ اس بات کی surety دے سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جواب میں جس طرح تمام چیزیں واضح ہیں کہ slab کی حالت کافی خراب ہے اور گاڑیوں کی آمدورفت کے مسائل ہیں تو ان مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے 14-2013 میں 20 لاکھ روپے کی رقم شامل کر لی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کتنے لاکھ روپے کی رقم رکھی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک):: جناب سپیکر! 20 لاکھ روپے کی رقم اس ADP میں شامل ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کے لئے ADP میں 20 لاکھ روپے کی رقم شامل ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! 20 لاکھ روپے جو رکھے گئے ہیں وہ انہوں نے اس پُل کے لئے مخصوص نہیں کئے بلکہ overall ہیں۔ منسٹر صاحب بتا دیں کہ یہ 20 لاکھ روپے اسی پُل کے لئے ہیں اور کیا یہ اس

کی تعمیر مکمل کرائیں گے جبکہ محکمہ نےadmit بھی کیا ہے کہ وہاں گاڑی چل سکتی ہے اور نہ ہی انسان چل سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ ان کی تکلیف کا پوری طرح سے ازالہ کر دیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ صرف اس پُل کے لئے 20 لاکھ روپے نہیں رکھے گئے۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جس طرح ابتدائی رقم رکھ دی گئی ہے تو انشاء اللہ کوشش کی جائے گی کہ اسی مالی سال میں اس کو مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ ان کے سوال کا جواب بھی شیطان کی آنت جتنا لمبا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد ثقلین انور سپرا صاحب کا ہے۔

ملک مظہر عباس راں: On his behalf سوال نمبر 614 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے جناب محمد ثقلین انور سپرا کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جھنگ: پی پی۔76 میں موجود راجباہوں کی کنکریٹ لائننگ کرنے کی تفصیلات

*614: جناب محمد ثقلین انور سپرا: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ نیلا نمبر 1، 2، راجباہ موچیوالا، راجباہ منگانی اور راجباہ گلوتراں پی پی۔76 جھنگ میں ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا راجباہوں کی concrete lining نہیں ہوئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان راجباہوں میں concrete lining نہ ہونے کی وجہ سے پانی چوری ہوتا ہے پانی کی seepage/leakage ہوتی ہے، پانی ٹیل تک نہیں پہنچتا اور ٹیل والے کسان اس صورتحال میں بہت سخت پریشان ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مالی سال2013-14میں مذکورہ راجباہوں کی concrete lining کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ راجباہ نیلا نمبر 1،2، راجباہ موچیوالا، راجباہ منگانی اور راجباہ گلوتراں پی پی۔76 ضلع چنیوٹ و جھنگ میں ہیں۔

(ب) راجباہ منگانی کی کنکریٹ لائننگ 0تا22 برجی تک ہو چکی ہے جبکہ راجباہ نیلا نمبر1،2 کی کنکریٹ لائننگ کی تجویز PSDP کے تحت زیر غور ہے۔مزید برآں راجباہ موچیوالا اور راجباہ گلوتراں کی کنکریٹ لائننگ کی تجویز بھی PISIP کے تحت PC-I revised میں کی گئی جس کی منظوری تاحال ECNEC سے نہ ہو سکی ہے۔

(ج) Concrete Lining نہ ہونے کی وجہ سے پانی کا ضیاع ہوتا ہے اور لوگ پانی چوری بھی کر لیتے ہیں لہذا کنکریٹ لائننگ کرنے سے ٹیل کے زمینداران کو فراہمی آب میں بہتری آئے گی۔

(د) مندرجہ بالا دونوں تجاویز کردہ پروگرام Punjab Irrigation System Improvement Project (PISIP) Public Sector Development Programme(PSDP) کے تحت اتھارٹی کی منظوری کے بعد کنکریٹ لائننگ کا کام شروع کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! راجباہوں کی کنکریٹ لائننگ جو کی جاتی ہے اس میں کوئی خیال نہیں رکھا جاتا۔ ہماری تحصیل میں ایک رشیدہ راجباہ ہے جو میرے حلقہ میں ہے۔

جناب سپیکر: مجھے جز بتادیں کہ کون سے جز کا جواب پوچھ رہے ہیں؟

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! جواب میں بتا رہے ہیں کہ راجباہوں میں کنکریٹ لائننگ کی جاتی ہے لیکن اس میں کنکریٹ کرتے ہوئے لائننگ غلط ہوئی ہے اور بہت سارے راجباہوں میں کاشتکاروں کو بڑی تکلیف ہے۔ میرے حلقہ میں ایک رشیدہ راجباہ ہے۔

جناب سپیکر: کون سی راجباہ ہے؟

ملک مظہر عباس راں: رشیدہ راجباہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس سوال کے متعلق ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! لائننگ کے بارے میں سوال ہے کہ یہ لائننگ محکمہ صحیح طریقے سے نہیں کرتا جس کی وجہ سے پیسا بھی ضائع ہوتا ہے اور کاشتکاروں کو تکلیف بھی ہوتی ہے۔ میرے حلقہ میں ایک رشیدہ راجباہ ہے جس کی گزشتہ دور میں لائننگ کی گئی جس کی وجہ سے پانی کی سپلائی کم ہو گئی اور اس علاقہ کے موگوں پر پانی نہیں چڑھتا۔ اس حوالے سے وزیر موصوف کیا فرمائیں گے کیونکہ پیسے بھی ضائع ہوئے اور کاشتکاروں کو بھی تکلیف ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ان کا یہ سوال اس سے متعلقہ نہیں ہے کیونکہ ان کی ایک general observation ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ کسی جگہ کنکریٹ لائننگ میں واقعی کوئی مسئلہ آیا ہے اور محکمہ نے صحیح طرح اپنا کام نہیں کیا تو اس کی identification کی جائے انشاء اللہ اس پر proper action لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے کہ رشیدہ راجباہ ہے۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! وہ اس سوال سے related نہیں ہے جو وہ سوال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے لائننگ کی بات کی ہے کہ کنکریٹ لائننگ صحیح نہ ہوئی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! وہ اپنے حلقہ کی بات کر رہے ہیں اس حوالے سے وہ fresh question کر لیں بلکہ اب یہ ہمارے علم میں آ گیا ہے تو ہم اپنے طور پر اس کی انکوائری کروا لیتے ہیں کہ وہاں کنکریٹ لائننگ صحیح طریقے سے کیوں نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر: جی، آپ اس کی باقاعدہ انکوائری کروائیں۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ جب آپ کے علم میں ایک چیز آ گئی ہے تو اس سے ان کی تسلی کروائیں۔ اگلا سوال نمبر 692 ملک احمد یار ہنجرا صاحب کا ہے اور ان کی طرف سے request آئی ہے کہ میرے سوال کو آئندہ سیشن تک کے لئے pending کیا جائے لہذا ان کا یہ سوال آئندہ سیشن تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ محکمہ آبپاشی والے نوٹ کریں۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی(جناب تنویر اسلم ملک):جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع بہاولپور: بہاولپور ہیڈ سنگلہ پر کڑی سسٹم کے تحت پانی فراہم کرنے کی تفصیلات

*126: میاں محمد شعیب اویسی: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اے پی برانچ (اور اس کے Off way) بہاولپور ہیڈ سنگلہ (برجی نمبر135) کے مقام پر پرانے سسٹم یعنی "کڑی سسٹم" کے تحت نہروں کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے، یہ سسٹم کب سے کام کر رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سسٹم کے تحت 30/25 فیصد پانی ضائع ہو رہا ہے، اگر یہاں پر جدید نظام کے تحت گیٹ لگا دیئے جائیں تو پانی کا ضیاع روکا جا سکتا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس ہیڈ پر جدید گیٹ کا نظام نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی(جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ برجی نمبر135 اے پی برانچ ہیڈ سنگلہ پر پرانا سسٹم (کڑی سسٹم) کے تحت نہروں کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے اور یہ سسٹم ستلج ویلی پراجیکٹ کے تحت تقریباً 1930 سے کام کر رہا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ اس سسٹم کے تحت تقریباً صرف پانچ فیصد پانی کا ضیاع ہوتا ہے تاہم اگر یہاں پر جدید نظام کے تحت گیٹ سسٹم لگا دیا جائے تو پانی کی تقسیم مزید بہتر ہو سکتی ہے۔

(ج) جی ہاں! حکومت ہیڈ پر جدید گیٹ کا نظام نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس کے لئے متعلقہ PC-I تیار کیا جا رہا ہے جسے بعد ازاں ضروری کارروائی کے لئے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ بھیجا جائے گا۔ منظوری اور فنڈز کی allocation کے بعد تعمیر کا کام شروع کیا جائے گا۔

صوبہ کی نہروں پر نہانے والوں کے لئے لائف گارڈ تعینات کرنے کی تفصیلات

*312:چودھری عامر سلطان چیمہ:کیاوزیرآبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ہر سال خصوصاً موسم گرما میں سینکڑوں جوان اور بچے صوبہ کی نہروں اور دریاؤں میں نہاتے ہوئے ڈوب کر ہلاک ہو جاتے ہیں؟

(ب) کیادریاؤں اور نہروں میں مناسب حفاظتی اقدامات کے بغیر نہانے پر پابندی کے لئے کوئی قانون ہے،اگر نہیں تو کیا حکومت انسانی جانوں کو بچانے کے لئے مناسب قوانین کے نفاذ کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا شہری حکومتوں کے تعاون سے متعلقہ محکمہ رش والی جگہوں پر لائف گارڈ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیرہاؤسنگ، شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی(جناب تنویراسلم ملک):

(الف) جی،نہیں!یہ درست نہیں ہے۔یہ تعداد کہیں کم ہے۔

(ب) کینال اینڈڈرینج ایکٹ1975،1873ترمیم شدہ2006زیردفعہ 70کے تحت کوئی بھی دریا یانہر میں نہانہیں سکتا۔

(ج) یہ کام براہ راست شہری حکومتوں کا ہے کہ دریااور نہر میں نہانے پر پابندی لگائے نیزلائف گارڈز سمیت مناسب حفاظتی انتظامات کرے۔

ضلع شیخوپورہ: محکمہ آبپاشی کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*449:جناب فیضان خالد ورک:کیاوزیرآبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ آبپاشی کا کل کتنا رقبہ ہے اور اس میں کتنا زرعی ہے اور کتنا غیر آباد ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر کہاں کہاں رہائش گاہیں ہیں؟

(ج) کتنا رقبہ پٹہ /لیز/ٹھیکہ پر دیا گیا ہے یہ کب دیا گیا تھا اس سے سالانہ کتنی آمدن ہو رہی ہے، تفصیل سال12-2011اور13-2012کی بتائیں؟

(د) کتنے رقبہ پر کن کن لوگوں نے کب سے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ہ) ان ناجائز قابضین کے نام اور رقبہ کی تفصیل نیزان سے کب تک رقبہ واگزار کروایا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ آبپاشی کا کل رقبہ 489ایکڑ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اریگیشن زون	غیر زرعی رقبہ	زرعی رقبہ	کل رقبہ
لاہور زون	142ایکڑ	27ایکڑ	169ایکڑ
فیصل آباد زون	28ایکڑ	292ایکڑ	320ایکڑ
کل رقبہ	170ایکڑ	319ایکڑ	489ایکڑ

لاہور زون میں غیر زرعی رقبہ 142ایکڑ Air Defence Regiment Khurian کو برائے شجر کاری حوالے کیا گیا ہے جبکہ 27ایکڑ زرعی رقبہ بورڈ آف ریونیو کو پرایئوٹائزیشن کے لئے دیا گیا ہے فیصل آباد زون میں 275ایکڑ زرعی رقبہ پاک آرمی کو شجر کاری کے لئے دیا گیا ہے۔

(ب)

1۔ کینال کالونی شیخوپورہ 5ایکڑ رقبہ پر محیط ہے۔

(i) جس میں 24عدد رہائش گاہیں شیخوپورہ ڈویژن یو سی سی کے ملازمین کے لئے ہیں۔

(ii) 20رہائش گاہیں اپر گوگیرہ ڈویژن کے لئے ہیں۔

(iii) 12عدد سکارپ کے ملازمین کے لئے ہیں۔

2۔ مینیل کینال کالونی شیخوپورہ 3کنال رقبہ پر مشتمل ہے جس میں چھوٹے ملازمین کی 14عدد رہائش گاہیں ہیں۔

3۔ ایگزیکٹو انجینئر شیخوپورہ ڈویژن یو سی۔ سی کی رہائش گاہ ہے جس کا رقبہ 3.9ایکڑ پر محیط ہے اس میں ایگزیکٹو انجینئر سکارپ کی رہائش گاہ اور سرونٹ کوارٹر بھی ہیں۔

4۔ سب ڈویژنل آفیسر شیخوپورہ ڈویژن یو سی سی کی رہائش گاہ ہے جس کا رقبہ 1.5کنال پر محیط ہے۔

5۔ ایگزیکٹو انجینئر، اپر گوگیرہ ڈویژن شیخوپورہ کی رہائش گاہ ہے جس کا رقبہ 3.9ایکڑ ہے۔

6۔ چوہڑکانہ سب ڈویژن فاروق آباد ریسٹ ہاؤس جو کہ ضلع شیخوپورہ میں ہے اور یہ 17.23ایکڑ پر محیط ہے اس میں کل 17عدد رہائش گاہیں ہیں۔

7۔ اجنیانوالہ ریسٹ ہاؤس 6.64ایکڑ پر محیط ہے اور اس میں کل 4عدد رہائش گاہیں ہیں۔

8۔ پکہ ڈلہ سب ڈویژن پکہ ڈالہ اور ریسٹ ہاؤس پکہ ڈلہ 11.84ایکڑ پر محیط ہے جس میں کل 7عدد رہائش گاہیں ہیں۔

9۔ سالار ریسٹ ہاؤس 10.38ایکڑ پر محیط ہے اور اس میں کل 4عدد رہائش گاہیں ہیں۔

10۔ فیروز ریسٹ ہاؤس 14.40ایکڑ پر محیط ہے اور اس میں کل 6عدد رہائش گاہیں ہیں۔

11۔ ماہمو نوالی ریسٹ ہاؤس کل 7.06 ایکڑ پر محیط ہے اور اس میں کل 4 عدد رہائش گاہیں ہیں۔

12۔ 6.55 ایکڑ رقبہ پر کنال کالونی فاروق آباد میں بھی رہائش گاہیں ہیں۔

(ج) مالی سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے لئے کوئی بھی رقبہ پٹہ / لیز / ٹھیکہ پر نہ دیا گیا ہے کیوں کہ حکومت کی طرف سے 2003 سے زمینوں کی نیلامی / لیز / ٹھیکہ پر پابندی عائد ہے۔

(د) جن لوگوں نے محکمہ انہار کے رقبہ پر قبضہ کر رکھا ہے اس کی تفصیل جز(ہ) میں درج ہے۔

(ہ) مندرجہ ذیل قابضین جون 2004 تک اوپن نیلامی کے ذریعے کھوکھا جات لیز پر لے کر قابض رہے۔ بعد ازاں گورنمنٹ نے بذریعہ چٹھی نمبری SO(Rev)12۔70/2003/General مورخہ نیلامی / لیز پر پابندی عائد کر دی ہے۔اب یہ لوگ عدالتی حکم امتناعی کے ذریعے قابض ہیں۔ دیوانی عدالتوں سے ان کے کیس محکمہ نے خارج کروا دیئے ہیں اب یہ لوگ ہائیکورٹ میں نظر ثانی کی اپیل بذریعہ رٹ پٹیشن نمبر 2792/2012 جا چکے ہیں۔

1۔ عرفان علی ولد خوشی محمد قوم سکنہ خانپور ضلع شیخوپورہ۔۔۔۔۔۔ برجی نمبر 000+266 نہر اپر چناب کینال

2۔ محمد اقبال ولد محمد انور قوم چنگڑ خانپور ضلع شیخوپورہ۔۔۔۔۔۔ برجی نمبر 000+266 نہر اپر چناب کینال

3۔ غلام عباس ولد محمد اسلام قوم ملک سکنہ خانپور ضلع شیخوپورہ۔۔۔ برجی نمبر 000+266 نہر اپر چناب کینال

4۔ محمد عنایت علی ولد نور محمد قوم چنگڑ سکنہ خانپور ضلع شیخوپورہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ برجی نمبر 000+266 نہر اپر چناب کینال

5۔ انور علی ولد محمد دین قوم انصاری سکنہ خانپور ضلع شیخوپورہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ برجی نمبر 000+266 نہر اپر چناب کینال

6۔ محمد ارشد ولد حاکم علی قوم ملک سکنہ خانپور ضلع شیخوپورہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ برجی نمبر 000+266 نہر اپر چناب کینال

نیز کیوبی لنک کے R.O.W کے 21.25 ایکڑ رقبہ واقع فاروق آباد / سرگودھا روڈ پر کچھ لوگوں نے ناجائز تجاوزات بنا رکھی ہیں۔ ناجائز قابضین سے رقبہ خالی کرانے کے لئے تمام قانونی کارروائی کر دی گئی ہے اور سول انتظامیہ کو پولیس کی مدد سے رقبہ واگزار کرانے کے لئے ضروری کارروائی کی جا چکی ہے۔

ضلع شیخوپورہ:زرعی رقبہ کو پانی کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*450:جناب فیضان خالد ورک:کیاوزیرآبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں کتنے رقبہ کو محکمہ آبپاشی کی طرف سے پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع کی ہزاروں ایکڑزرعی اراضی پانی کی عدم فراہمی کی وجہ سے بے کار پڑی ہے؟

(ج) حکومت نے پچھلے تین سال کے دوران اس ضلع کی زرعی اراضی کوآبپاشی کے لئے پانی فراہم کرنے کے لئے جواقدامات اٹھائے،ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیرہاؤسنگ، شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی(جناب تنویراسلم ملک):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ آبپاشی کی طرف سے کل 679692ایکڑرقبے کو پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔زرعی اراضی کو منظورشدہCCAکے مطابق پانی دیا جارہاہے نیززیرزمین پانی بھی میٹھاہے اور موقع پر کسانوں نے آبپاشی کے لئے ٹیوب ویل نصب کررکھے ہیں اس لئے کوئی رقبہ عدم دستیابی پانی بے کار نہ ہے۔

(ج) ضلع شیخوپورہ میں زرعی اراضی کو پانی کی بہتر فراہمی کے لئے حکومت پنجاب نےADPکے تحت مندرجہ ذیل منصوبہ جات پر کام شروع کروارکھے ہیں۔

(i) مریدکے ڈسٹری بیوٹری سسٹم کی بحالی

(ii) شاہدرہ ڈسٹری بیوٹری سسٹم کی بحالی

(iii) نوشہرہ ڈسٹری بیوٹری سسٹم کی بحالی

اس کے علاوہ پچھلے تین سالوں میں مختلف نہروں کی rehabilitation کی گئی کناروں کی مرمت کی گئی بھل صفائی کی گئی اور موگہ جات کو درست کیاگیانیزراجباہوں کی کنکریٹ لائننگ کے منصوبہ جات زیر تکمیل ہیں ان اقدامات کی وجہ سے ضلع شیخوپورہ میں پانی کی فراہمی کافی بہتر ہوئی ہے۔

ڈاکٹرمرادراس:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! لاہور کی وحدت کالونی کے 400 گھروں کو پانی نہیں مل رہا کیونکہ وہاں لگے ہوئے ٹیوب ویل کا بور خراب ہو چکا ہے۔multiple times requests کی گئی ہیں کہ اسے ٹھیک کیا جائے،multiple complaints لکھوائی گئی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ صرف ایک کام کریں کہ ایک تحریک التوائے کار لے کر آئیں۔ میں اس کا نوٹس لوں گا اور انشاء اللہ سختی سے نوٹس لوں گا۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔

ڈاکٹر مراد راس: جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بچے۔ میں آپ کو بچہ کہہ سکتا ہوں کیونکہ میرا آپ کے ساتھ ایک رشتہ بھی ہے ناں!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں نے تحریک التوائے کار کے لئے request کرنی تھی کہ اگر آپ مجھے out of turn پڑھ لینے دیں۔

جناب سپیکر: میں ابھی دیکھتا ہوں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میرے پاس موجود ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ تحریک التوائے کار پڑھ رہے ہیں جسے آپ غور سے سنیں گے اور اس کا تدارک بھی فوری کرنا پڑے گا اور پھر اس کا جواب اسی سیشن میں لینا چاہیں گے۔ جی، پڑھیں۔

ہیڈمرالہ سے نکلنے والی نہر مرالہ راوی لنک کو ڈسکہ کے مقام پر غیر قانونی پانی کاٹنے سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ نہر مرالہ راوی لنک جو کہ ہیڈمرالہ سے نکلتی ہے کو سیلاب کی آڑ میں تقریباً تیس جگہوں سے ڈسکہ سے down stream غیر قانونی طور پر کاٹ دیا گیا جس سے ڈسکہ سے آگے زمینداروں اور کسانوں کو محکمہ کی ملی بھگت سے نہری پانی سے یکسر محروم کر دیا گیا ہے اور وہ اپنی چاول اور دوسری فصلیں کاشت

کرنے سے قاصر ہیں۔ علاقے کے متاثرہ عوام نے محکمہ انہار اور دوسرے متعلقہ حکام سے نہر کی فوری مرمت اور cuts لگانے والے کے خلاف اقدامات کرنے کے لئے رجوع کیا لیکن ان کے جائز اور قانونی مطالبے کو درخور اعتناء نہ سمجھا گیا اور وہ بدستور بے یار و مددگار پڑے ہیں۔ انہوں نے حکومت پنجاب سے احتجاج کیا ہے کہ وہ فوری اقدامات کریں اور نہر کی مرمت کروائیں اور غیر قانونی cuts میں ملوث افراد کے خلاف قانونی کارروائی کریں لہذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اسے کب تک pending کریں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اسی سیشن میں اس کا جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر: پھر کون سی date دی جائے whichever is possible کل کر سکتے ہیں، Is it possible کیا اس کا جواب کل آ جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! کل تو مشکل ہو گا۔

جناب سپیکر: پھر اس کا جواب جمعہ کو لے لیں کیونکہ آپ کو اسی سیشن میں جواب دینا ہو گا۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): اگر چار پانچ دن کا gap مل جائے تو زیادہ بہتر ہو گا ویسے جو آپ حکم کریں گے اس کی تعمیل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: میں یہ تو certainly نہیں کہہ سکتا کہ یہ اجلاس کب تک چل سکے گا۔ جب تک میرے پاس آپ کا business آتا رہے گا میں اسے چلاتا رہوں گا۔

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اگر in the next five days آج کے دن کے بعد سیشن ہوا تو اس کا جواب انشاء اللہ پانچویں دن آ جائے گا۔

جناب سپیکر: In next five days اگر محرک میرے پاس آ جائیں تو آپ کا محکمہ بھی میرے پاس آ جائے تو اس کے لئے time fix کر دوں؟

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی(جناب تنویر اسلم ملک):جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر:اگر اجلاس چلتا رہا تو پھر آپ نے اس معزز ایوان میں جواب دینا ہے اور اگر اجلاس نہ ہوا تو پھر پانچویں دن آپ کے محکمہ کے سیکرٹری یا ایڈیشنل سیکرٹری 11 بجے دن اسمبلی میں میرے پاس اس کا مکمل جواب لے کر آئیں گے اور میں محرک کو بھی بلا لوں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ /آبپاشی(جناب تنویر اسلم ملک):جناب سپیکر! ٹھیک ہے آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔

جناب سپیکر: کسی معزز ممبر کا یا کسی visitor کا ایک پرس مجھے ملا ہے۔ وہ اپنی amount بتا کر، پرس کا رنگ بتا کر، پرس میں چیزیں بتا کر مجھ سے لے سکتا ہے۔ یہ میرے پاس امانت ہے اور جب میں مطمئن ہوں گا تو پھر ہی اسے دوں گا ویسے نہیں دوں گا۔ میں اس کا رنگ بھی چھپانے لگا ہوں تاکہ اس کا پتا نہ چل سکے۔ یہ پرس کسی خاتون کا نہیں بلکہ مرد کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں یہ گزارش اور request کرنا چاہتا تھا کہ دو تحاریک التوائے کار دو اہم معاملات کے حوالے سے میں نے جمع کروائی تھیں۔ ایک تو پنجاب میں آنے والے سیلاب سے متعلق تھی جس میں لاکھوں ایکڑ رقبہ برباد ہوا ہے، گھر تباہ ہوئے ہیں اور 150 سے زائد انسانی جانیں بھی ضائع ہوئی ہیں۔ اب اس ایوان میں اس پر اس طرح تو بات نہیں ہو سکی تو میں نے تحریک التوائے کار دی تھی۔ اس پر میں نے یہ بات بھی کرنی تھی کہ جہاں جہاں سیلاب آیا ہے وہاں بجلی کے بلوں میں چھوٹ دی جائے اور آبیانہ معاف کیا جائے کیونکہ یہ ایوان پنجاب کا ایوان ہے اور پنجاب کے عوام کے مسائل کو represent کرتا ہے۔ اس تحریک التوائے کار کے ذریعے سے مجھے یہ مطلوب تھا کہ یہ ایوان approve کرے اور وزیر اعلیٰ صاحب اور متعلقہ محکموں کو سفارش کرے کہ وہ سیلاب زدہ علاقوں کے اندر آبیانہ اور جتنی قسم کی ٹیکسیشن ہے، بشمول بجلی کے بل، اس کی rebate دی جائے۔ میں چاہتا تھا کہ اگر وہ out of turn لے لی جائے تو پورے پنجاب کے لوگوں کا بھلا ہو جائے گا اور اس حوالے سے ایک اچھی بات ہو

جائے گی۔ پنجاب اسمبلی کی طرف سے جو پنجاب کے عوام کا نمائندہ ایوان ہے، ایک اچھاmessageاس حوالے سے جائے گا۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب کی تحریک التوائے کار ہمارے پاس آئی ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے وہ فائل دی ہوئی ہے اور مجھے پتا چلا ہے کہ آپ کے پاس آئی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ نے کب دی تھی؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے کل صبح دی تھی۔

جناب سپیکر: چیک کر کے مجھے ابھی دو منٹ کے اندر اندر اس کاstatusبتایا جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! دوسری تحریک التوائے کار بھکر کے معاملے پر تھی جہاں پر23افراد کو۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کے لئےorderکر دیا ہے اس لئے اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ زیب النساء اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری ایک requestہے کہ میں نے تین ایسے سرکاری افسران کی نشاندہی کی ہے جنہوں نے کرپشن کی انتہا کر دی ہے۔ جس طرح ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف نے کہا ہے کہ ایسے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس معاملے کو لاء منسٹر صاحب کے نوٹس میں لائیں۔ ایسے بات نہیں ہو گی یا پھر تحریری طور پر کچھ لائیں۔ میں ایسےnoticeنہیں لے سکتا۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! ایک افسر جو32سال سے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! لاء منسٹر صاحب سے بات کریں اور ان کے notice میں لائیں۔ لاء منسٹر ابھی تشریف نہیں رکھتے اس لئے جب وہ آئیں گے تو پھر بات کرنا یا پھر کچھ لکھ پڑھ کر لائیں۔ میرےnoticeمیں کچھ آئے گا تو پھر ہی بات ہو گی۔ ایسے نہیں اورThis is no point of order محترمہ! ایسے نہ کریںLet him come

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے حلقہ کے دو دیہات 436اور 437ج ب ہیں۔ان دیہاتوں میں بائیس سال سے پانی نہیں پہنچااور جو موگہ پختہ تعمیر کیا گیا تھااس کی ناقص تعمیر کی وجہ سے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، قانون نے آپ کو اختیارات دیئے ہیں ان اختیارات کو اگر آپ استعمال نہ کریں تو پھر میں کیا کروں؟ میرے بھائی!پوائنٹ آف آرڈر کسی بات پر ہوتا ہے آپ مہربانی کریں تحریک التوائے کار لائیں یا سوال لائیں تاکہ میں ان سے جواب لے سکوں لیکن ایسے نہ کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے تحریک التوائے کار بھی دی تھی اور سوال بھی دیا تھا میں نے دونوں کام کئے لیکن وہ دونوں ہی نہیں آئے تو پھر میرے پاس کیا حل ہے؟

جناب سپیکر: آپ مجھے بتائیں، لکھ کر لائیں اور میرے دفتر میں دے کر جائیں پھر میں اس کو دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے reject ہوا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میں نے تحریک التوائے کار کا جواب لینا ہے اس طرح سے پھر اس کا ٹائم ختم ہو جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار کا ٹائم اسی طرح ضائع ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: کلو صاحب!آپ تشریف رکھیں میں آپ کو ٹائم دوں گا لیکن اب تحریک التوائے کار کا وقت ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر پر میری بات سن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: کلو صاحب!میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت دوں گا لیکن آپ ایسے نہ کریں جب آپ کو اجازت نہیں دی تو پھر آپ نہیں بول سکتے۔ شکریہ۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 17/13 شیخ علاؤالدین کی ہے اس کا جواب دیا جائے۔

لاہور کے تعلیمی اداروں میں ڈگنا پارکنگ گنجائش کے فیصلے پر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ عملدرآمد کروانے میں ناکام

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): تحریک التوائے کار نمبر17/13 جو محترم شیخ علاؤالدین نے پیش کی ہے اس کے بارے میں جواب ہے کہ لاہور شہر میں واقع سکول وکالج کو کام کرنے کی اجازت محکمہ تعلیم نے دے رکھی ہے۔ جن علاقہ جات میں تعلیمی اداروں کی وجہ سے ٹریفک میں خلل آ رہا ہے ان میں سے اکثر علاقہ جات جن میں گلبرگ، سمن آباد اور ٹاؤن شپ وغیرہ ایل ڈی اے کے زیر انتظام ہیں جو محکمہ HUDاور PHA کے تحت ہیں۔ محکمہ بلدیات نے سٹی ڈسٹرکٹ کے زیر انتظام سڑکوں پر جہاں تعلیمی ادارے قائم ہیں وہاں پر ٹریفک کی روانی کو برقرار رکھنے کے لئے ٹریفک پولیس اور تمام ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز، سیکنڈری ایلیمنٹری مردانہ وزنانہ لاہور سٹی وکینٹ کو بذریعہ چٹھی نمبری A.Q-413 مورخہ 20-06-2013 ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا جواب بالکل غلط آیا ہے۔ سوال کچھ تھا اور جواب کچھ آیا ہے۔ یہ تو سب کو پتا ہے کہ یہ ایل ڈی اے کا ایریا ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ خود انہوں نے یہ کہا کہ اگر پارکنگ اتنے فٹ سے کم ہو گی تو سکول نہیں چلے گا۔ منسٹر صاحب نے اس بارے میں نہیں بتایا کہ ان علاقوں میں رہنے والوں کا حال کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میری بات سنیں۔ یہ rules صرف میرے اور آپ کے لئے ہی نہیں ہیں، یہ سب کے لئے ہیں۔ آپ نے ان کی بات سن لی ہے، آپ گورنمنٹ کے نوٹس میں لے آئے ہیں اگر اس پر گورنمنٹ ایکشن نہ لے پھر آپ اس کا جواب سوال کے ذریعے سے بھی لے سکتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر انہوں نے عمل نہیں کرنا ہے تو پھر یہ ایسے علاقوں میں commercialization کیوں کرتے ہیں؟

MR SPEAKER: I am disposing of it under rule 83(c)

اگلی تحریک التوائے کار میاں محمد اسلم اقبال کی ہے اس کا نمبر 80/13 ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار نمبر 18/13 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بھی میری تحریک التوائے کار ہے۔ جب بھی کوئی معزز ممبر بول رہا ہو تو یہ مائیک کیوں بند کر دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: ان کی تحریک تو آگے آئے گی اس کا نمبر 80/13 ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! 18/13 شیخ صاحب کی ہی ہے۔

جناب سپیکر: اچھا یہ 18/13 ہے۔ جی، منسٹر صاحب! اس کا جواب دیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر: میں اس کا سختی سے نوٹس لوں گا۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): شیخ صاحب! میں نے خود بتایا تھا کہ یہ تحریک شیخ صاحب کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، یہ زیادتی ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): شیخ صاحب! یہ ہماری طرف سے تو نہیں ہے میں نے تو خود کہا ہے کہ شیخ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 18/13 ہے۔

شیخ علاؤالدین: پہلی تحریک کا بھی جواب بالکل غلط دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، آپ آپس میں تکرار نہ کریں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): شیخ صاحب! آپ کے نزدیک وہ جواب غلط ہو گا لیکن ہمارے نزدیک غلط نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 18/13 کا جواب دیں۔

پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کا پی ایم ڈی سی کی منظوری کے بغیر چلایا جانا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ ڈینٹل سیکشن پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد ایک پبلک سیکٹر ہے اور یہ 17۔دسمبر 2008 کو بمطابق پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل قائم ہوا ہے۔ان کے regulation کے تحت اس ادارے کا PMDC سے منظور ہونا ضروری تھا۔ پرنسپل میڈیکل کالج فیصل آباد PMDC نے ڈینٹل سیکشن کی انسپکشن کے حوالے سے پنجاب گورنمنٹ کو درخواست ارسال کی جو حکومت پنجاب نے وفاقی وزارت صحت کو کارروائی کے لئے ارسال کر دی ہے۔ بعد ازاں پرنسپل PMDC نے دوبارہ حکومت پنجاب کو یادداشت مورخہ 14-08-2012 کو ارسال کی کہ ادارہ ہذا کی PMDC سے رجسٹریشن کے لئے منظوری لی جائے تاکہ طالب علموں سے final year کا امتحان بروقت لیا جاسکے۔ پنجاب حکومت نے دوبارہ PMDC کو بذریعہ مراسلہ 13۔اگست 2012 کو یادداشت ارسال کی کہ ڈینٹل سیکشن فیصل آباد کو رجسٹرڈ کیا جائے تاکہ طلباء کا مستقبل محفوظ ہو سکے۔ PMDC نے بذریعہ مراسلہ مورخہ 13۔اگست 2012 کو پنجاب حکومت کو مطلع کیا کہ کالج ہذا نے باقاعدہ تفصیلی Performa ارسال نہ کیا ہے۔ حکومت پنجاب نے PMDC کا یہ مراسلہ باقاعدہ پرنسپل میڈیکل کالج فیصل آباد کو ضروری کارروائی کے لئے بھجوا دیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ اس کا جواب ہے اور اس کے جتنے annexures ہیں وہ بھی ساتھ ہیں اگر شیخ صاحب دیکھنا چاہیں تو میں ان کو دے سکتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان طلباء کا کیا بنا جن کا future at stake ہے، تین سو students اور کم از کم چھ سو parents کا کیا بنا؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ان کو مکمل جواب دے دیں کہ ان تین سو students کا کیا بنا ہے؟

شیخ علاؤالدین: اصل میں تو ان students کا مستقبل ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کے نوٹس میں بات آ گئی ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اگر یہ اس جواب سے مطمئن نہیں ہیں تواس کوpendingفرمادیں ہم مزید جواب لے کران کو بتادیں گے۔

جناب سپیکر:آپ اس کا جواب کب دیں گے ؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر! next session تک دے دیں گے یاجوآپ فرمائیں۔

جناب سپیکر: چلیں،اس کوnext sessionتکpendingکیاجاتاہے۔اس کے جواب کواَن پڑھاہی تصور کیاجائے۔ تحریک التوائے کار نمبر80/13میاں محمد اسلم اقبال کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 21 کا کیابنا جس پر جناب نے اس ایوان میں بحث کی اجازت دی ہوئی ہے۔یہ death of the riverپر تھی کہ ایک دریا کی موت۔

جناب سپیکر: یہ next sessionتک pending ہوچکی ہے۔ منسٹر صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 80/13کا جواب دیں۔

فیروزپور روڈ پر مسلم ٹاؤن وحدت روڈ فلائی اوور کے غلط نقشے اور ڈیزائن کی وجہ سے موڑ کاٹتے ہوئے متعدد افراد ہلاک

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر! میاں محمد اسلم اقبال نے یہ تحریک مسلم ٹاؤن فلائی اوور کے بارے میں دی ہے جس کا جواب یہ ہے کہ مسلم ٹاؤن فلائی اوور اپنی افادیت کے لحاظ سے ٹریفک کے مسائل کو حل کرنے میں کامیابی کے ساتھ عام لوگوں کو سہولیات مہیا کر رہاہے۔ یہ انجینئرنگ کے مسلمہ اصولوں کے مطابق بین الاقوامی شہرت یافتہ کمپنی نیسپاک کے ڈیزائن اور نگرانی میں تعمیر ہوا ہے۔ بعض اوقات چند ناسمجھ افراد ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تیزرفتاری سے وحدت روڈ کی طرف موٹر سائیکل چلاتے ہیں۔مذکورہ واقعہ میں بھی تیزرفتار موٹر سائیکل سوار اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکااور حادثہ کا شکار ہوگیاحالانکہ اس سلسلے میں رہنمائی کے لئے آہستہ چلانے کےspeed limit boards بھی آویزاں ہیں جن کو نظر انداز کرنا حادثے کا باعث بنتا ہے۔پندرہ سے بیس افراد کی ہلاکت کی خبر درست نہ ہے۔تاہم مزید احتیاط مدنظر رکھتے ہوئے وحدت

روڈ پر نیچے اترنے والے flyovers پر تین فٹ اضافی اونچالوہے کا جنگلا لگانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔اس سے وحدت روڈ کے موڑ پر تقریباً کل اونچائی چھ فٹ ہو جائے گی جس کی لمبائی 200 فٹ کے قریب ہو گی۔ اس ضمن میں مورخہ 25-06-2013 کو -/18,73900 روپے Provincial Mechanical Division کو ادا کئے جا چکے ہیں اور تقریباً تیس دنوں کے اندر اس کام کو مکمل کر لیا جائے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو۔۔۔

جناب سپیکر: گزارش ہے کہ تحریک التوائے کار پر بحث نہیں ہو سکتی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر جواب غلط آئے تو پھر بولنے کی اجازت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، جو جواب غلط آئے آپ اس کا دوبارہ notice دے سکتے ہیں کہ یہ جواب انہوں نے غلط دیا ہے۔آپ اس کا notice دیں پھر میں اس کا notice لیتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری آپ سے التجاء اور گزارش ہے کہ میں نے یہاں پر اسی سوال کے اندر ایک request کی ہوئی ہے۔اگر اس کا بھی منسٹر صاحب جواب دے دیں تو جواب پورا ہو جائے گا اور میں بیٹھ جاؤں گا۔انہوں نے کہا ہے کہ وہاں پر اتنی ہلاکتیں نہیں ہوئیں، چلیں وہ بھی میں نے مان لیا، انہوں نے کہا ہے کہ وہ غلط موڑ کاٹتے ہوئے گر گیا، میں نے وہ بھی مان لیا شاید انہوں نے CCTV Cameras ادھر لگائے ہوئے ہیں اور انہیں نظر آتا ہے کہ لوگ موڑ غلط کاٹ رہے ہیں، یہ مسلمہ اصولوں کو مدنظر رکھ کر بنایا گیا ہے، میں نے یہ بھی مان لیا۔

جناب سپیکر! یہ بندہ جو اوپر سے گرا ہے یہ دبئی سے چھٹیاں گزارنے کے لئے اپنے بچوں کے پاس آیا تھا۔اپنے والدین اور خاندان کا اکلوتا بیٹا تھا۔جس دن اپنی روزی کمانے کے لئے اس نے دبئی واپس جانا تھا اس دن اس کا accident ہوا ہے۔میں گزارش کروں گا کہ حکومت ان کی کوئی مالی امداد کرے یہ انتہائی کمزور لوگ ہیں۔میں نہیں بلکہ حکومت کا کوئی نمائندہ امداد جا کر دے آئے اور مجھ پر نہ رکھیں۔میں صرف ان کی استدعا آپ تک پہنچا رہا ہوں آگے آپ کا فیصلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔آپ نے کہہ دیا ان کے notice میں آ گیا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! فرمائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میں میاں محمد اسلم اقبال صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر انہیں ان کے حالات سے متعلق پوری طرح آگاہی ہے اور یقیناً جب انہوں نے تحاریک التوائے کار دی ہے تو اس فیملی سے ان کا رابطہ بھی ہو گا۔ یہ ان سے وزیر اعلیٰ کے نام مالی امداد کے لئے ایک application لے کر اپنی recommendation کے ساتھ مجھے دے دیں تو انشاءاللہ تعالیٰ ان کی جو direction ہے یا جو یہ چاہتے ہیں اس کے مطابق عمل ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!بہت شکریہ۔ بالکل اسی طرح ہی جس طرح لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے میں ایک application دے دیتا ہوں۔اس میں ہماری انا کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کسی کی بھی انا کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!دیکھیں،ہم اس میں parameters کو follow کریں گے۔ ہم صرف ان بے چارے بے کس اور مجبور لوگوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں جن کا اکلوتا کمانے والا فیملی ممبر تھا۔

جناب سپیکر:آپ دونوں کا بہت شکریہ۔ جی،یہ تحریک التوائے کار of dispose کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 132/13 ہے۔اس کا جواب آنا تھا۔

واٹر مینجمنٹ (زراعت) کے پراجیکٹ گریٹر تھل کینال کے ملازمین کو مستقل کرنے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!جناب احمد خان صاحب کی تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے۔

گریٹر تھل کینال پراجیکٹ عرصہ پانچ سال 09-2008 تا 13-2012 کے لئے شروع کیا گیا تھا جس کی مدت 13-06-30 کو ختم ہو چکی ہے۔ اس پراجیکٹ میں تمام ملازمین کو contract lump sum pay package پر پراجیکٹ کی مدت تک کے لئے بھرتی کیا گیا تھا۔ پراجیکٹ کی مدت 13-06-30 ختم ہونے پر ان کا کنٹریکٹ ختم ہو چکا ہے۔ مزید یہ ہے کہ پراجیکٹ پنجاب میں آبپاشی زراعت کی بہتری کا منصوبہ عالمی بنک کی معاونت سے عرصہ پانچ سال کے لئے مالی سال 13-2012 سے زیر عمل ہے۔اس منصوبہ میں حکومت پنجاب کی باقاعدہ منظوری سے بھرتی کا عمل جون

2012 میں مکمل ہو چکا ہے۔ مزید برآں قانون کے مطابق پراجیکٹ ملازمین کو surplus pool میں بھی نہیں بھیجا جاسکتا۔ پراجیکٹ میں وقت کے ساتھ فنڈز کی کمی کے باعث کام محدود ہو گیا ہے اور تقریباً 600 ملازمین کام کے لحاظ سے زیادہ ہیں جن کی تعداد بتدریج کم کی جارہی ہے۔ اس طرح سے جو post کسی وجہ سے خالی ہو جاتی ہے اسے abolish کر دیا جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ ملازمین نے پنجاب ہائیکورٹ ملتان بنچ میں writ petition No. 7590/2013 میں فائل کی ہے۔ ہائیکورٹ کے حکم کے مطابق سیکرٹری زراعت کو ان ملازمین کی شنوائی کے بعد تفصیلی حکم جاری کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ کچھ ملازمین نے علیحدہ بھی چیف سیکرٹری پنجاب کو درخواست دی تھی اور تمام ملازمین کی 13-08-23 کو personal hearing ہو چکی ہے اور جلد ہی تفصیلی آرڈر جاری کر دیا جائے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 13/410 کا جواب آگیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کا جواب نہیں آیا۔ اس کو pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: کب تک pending کیا جائے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! next session تک pending کیا جائے۔

MR SPEAKER: Yes, pending till next session.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو۔۔۔

MR SPEAKER: No, sir.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وہ جو کل آپ نے سیکرٹریٹ سے کہا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ آپ مہربانی کریں۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/414 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کو بھی pending کر دیا جائے۔

MR SPEAKER: Yes, pending till next session.

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: اب تحریک التوائے کار نمبر 415 کے بارے میں کیا کہتے ہیں، آپ کے پاس اس کا جواب ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میرے پاس اس کا جواب موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ویکسین کو سٹور کرنے کے لئے خریدے گئے کولڈ رومز میں سے اکثر بند ہونے کی وجہ سے ویکسین ضائع ہونے کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کا جواب یوں ہے کہ گاوی نے (گاوی ایک coinsurance-organization ہے) جو cold rooms حکومت پاکستان کو فراہم کئے جن میں سے چودہ cold rooms یونیسف کے ذریعے پنجاب میں نصب کروائے گئے تھے جو کہ بائیر پاکستان نے نصب کئے۔ ابتداء میں چند اضلاع سے ان کی کارکردگی کے حوالے سے کچھ شکایات موصول ہوئی تھیں جبکہ متعلقہ فرم نے درست کر دی تھیں۔ اس وقت چودہ میں سے گیارہ cold rooms بالکل ٹھیک حالت میں کام کر رہے ہیں جس کی تصدیق متعلقہ EDOs Health نے بھی کی ہے۔ مورخہ 13-07-18 کو ڈی جی (ہیلتھ) آفس میں ایک میٹنگ کی گئی جس میں یونیسف اور دیگر نمائندوں نے شرکت کی اور اس میٹنگ میں صرف تین اضلاع کے نمائندوں نے cold rooms کے نقص کے بارے میں رپورٹ دی۔ بائیر پاکستان کے نمائندگان نے یہ یقین دہانی کرائی کہ ان شکایات کو دور کر دیا جائے گا۔ خسرہ مہم کے دوران جو ویکسین استعمال کی گئی وہ مکمل طور پر مؤثر تھی جس کی تجدید ہر وائل پر لگے ہوئے vvm میں سے بھی ہوئی تھی۔ خسرہ مہم کے بعد خسرہ کے مریضوں کی تعداد میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی ہے اور اس کی مؤثر ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ تقریباً ایک ماہ سے There is no patient of measles at any hospital. شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جو cold rooms خریدے گئے ہیں اس میں، میں نے گزارش کی تھی کہ یہ ملک میں بنتے ہیں اور میرے پاس واضح ثبوت ہیں کہ یہ اس لئے خریدے گئے ہیں کہ اس میں

کمیشن کھایا گیا ہے اور یہ defective ہیں۔ یہ ابھی خود کہتے ہیں کہ تین اضلاع کے cold rooms defective ہیں۔ تین اضلاع کی آبادی دیکھ لیں کہ کتنی ہو گی؟

جناب سپیکر: جی، اب اگر ان تین اضلاع کا ذکر یہ کریں تو پھر آپ سن لیں گے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں۔ انہوں نے جو نشاندہی کی ہے اس پر ان کی satisfaction ہونی چاہئے۔ آپ کے پاس اختیار ہے اس میں آپ انکوائری بھی کروا سکتے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! Last Saturday میں نے اس کی میٹنگ لی تھی۔ میں اس بارے میں ان کو رپورٹ دوں گا۔ اس میں جو cold rooms خراب تھے ان کے بارے میں ہدایات جاری کی ہیں اور ان کو تین چار دن کا ٹائم دیا تھا اس بارے میں وہ رپورٹ پیش کریں گے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب کو بھی اس میٹنگ میں ضرور بلائیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ہم شیخ صاحب کو ضرور بلائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ یہ تحریک التوائے کار of dispose کی جاتی ہے۔

Now, we come to Adjournment Motion No. 420 that is from Sheikh Ala-ud-Din.

اس کا جواب آپ کے پاس ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 420 منجانب شیخ علاؤالدین کا جواب آگیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس جیسے موذی مرض کے متعلق تحریک التوائے کار نمبر 420 شیخ علاؤالدین نے پیش کی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: ایک دفعہ اور کہہ دیں۔ (قہقہہ)

صوبہ میں ہیپاٹائٹس کے بڑھتے ہوئے مرض کو روکنے کے لئے ضروری ادویات اور انجکشن فوری مہیا کرنے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور/صحت(جناب خلیل طاہر سندھو): یہ تحریک التوائے کار قابل ستائش ہے اس وقت حکومت اس مرض پر قابو پانے کے لئے درج ذیل اقدامات کر رہی ہے۔ صوبہ کے تمام ٹیچنگ اور ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں ہم نے ہیپاٹائٹس سنٹرز قائم کئے ہیں جہاں پر مستحق مریضوں کو مفت ٹیسٹوں کی سہولت کے علاوہ مفت علاج فراہم کیا جاتا ہے۔ہیپاٹائٹس جیسے متعدی مرض سے مناسب احتیاط اپنا کر اس سے بخوبی بچا جا سکتا ہے۔اس کے علاوہ اس پر شعوری مہم مختلف channelsاور مختلف طریقوں جیسا کہ walksوغیرہ کے ذریعے چلائی جارہی ہے۔بنیادی مراکز صحت اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں بھی ہیپاٹائٹس کے مریضوں کو متعلقہ ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں refer کیا جاتا ہے تاکہ ان کا علاج کیا جا سکے۔ پرائیویٹ ڈاکٹروں سے ہیپاٹائٹس کے مریضوں کے متعلق معلومات بھی ابھی حاصل کرنا شروع نہیں ہوئیں جس کے لئے ضلعی افسران صحت کو ہدایات جاری فرما دی گئی ہیں۔ صوبہ بھر میں اندازے کے مطابق 60 سے70لاکھ ہیپاٹائٹس سے متاثرہ لوگ ہیں جن پر اوسطاً30ہزار روپے خرچ آتا ہے تمام مریضوں کو مفت علاج فراہم کرنا ممکن نہیں اس لئے مستحق مریضوں کو مفت علاج کا شعور وآگہی،تاہم انسپکشن کنٹرول کی حفاظت کی حکمت عملی بنائی گئی ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی،آپ مطمئن ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!کیا آپ اس جواب سے مطمئن ہیں؟ محترم وزیر صاحب نے ہیپاٹائٹس کے مریضوں کی جو اتنی rosy pictureپیش کی ہے، کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟ہیپاٹائٹس کے مریضوں کا جو حال ہے، جس طریقے سے ان کو deal کیا جارہا ہے، بہت کم مریضوں کو دوائی دی جارہی ہے جب تک باقاعدہ requestنہ کی جائے آدمی نہ بھیجا جائے، یہ مرض ایسا ہے جس کو بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: جی،اب اس کا جواب بھی آگیا ہے، سب نے سُن بھی لیا ہے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر صوبائی اسمبلی سندھ کا17معزز ممبران پر مشتمل وفد مہمانوں کی گیلری میں آیا)

جی، میں معزز ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ جناب فیاض احمد بھٹ leader of delegation کے ہمراہ 17 معزز ممبران سندھ اسمبلی ایوان میں تشریف لائے ہیں انہیں ہم سب خوش آمدید کہتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اذانِ ظہر)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میں گیلری میں موجود صوبائی اسمبلی سندھ کے معزز ممبران اسمبلی کو اپنی جانب سے اور اس ایوان کی جانب سے خوش آمدید کہتا ہوں اور اس مرحلہ پر PILDAT کے سربراہ احمد بلال محبوب جنہوں نے اس tour کو initiate کیا، facilitate کیا انہیں بھی اس عمل پر appreciate کرتا ہوں ان کا یہ initiative واقعی پاکستان دوست initiative ہے۔اس کو حکومتی سطح پر لیا جانا چاہئے تھا لیکن بہرحال کچھ کام گورنمنٹ سے ہٹ کر بھی کئے جائیں تو ان میں اپنا ایک سجاؤ اور بہتری ہوتی ہے۔PILDAT نے ہمیشہ legislature اور ممبران اسمبلی کی education, guidance and assistance کے طور پر گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں اور انہوں نے یہ جو initiative لیا ہے اس سے ہمارے چاروں صوبوں کے معزز ممبران اسمبلی کو ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھنے، ایک دوسرے کو سمجھنے، ایک دوسرے کے مسائل کو اُن کی نظر سے دیکھنے کا موقع ملے گا۔اس سے بہت بہتر understanding پیدا ہوگی اور اس سے معاملات کو بہتر انداز میں سمجھنے اور اپنے اپنے صوبہ میں وہاں پر متعلقہ حکومتوں اور دوسرے اداروں کو ان معاملات سے متعلق ان کی جو approach ہے اس کو بہتر کرنے کا موقع ملے گا۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ practice نہ صرف اس دفعہ، پہلی مرتبہ سندھ اسمبلی سے یہ ہمارے دوست، ہمارے بھائی اور ہماری بہنیں تشریف لائے ہیں بلکہ باقی صوبوں کے لوگ بھی یہاں آئیں گے اور پنجاب اسمبلی سے بھی وفود یقیناً دوسرے صوبوں اور سندھ میں جائیں گے۔آج صبح جب وزیراعلیٰ پنجاب نے اس معزز وفد سے ملاقات کی تو وہاں پر ہمارے ان بھائیوں اور بہنوں نے بڑی بے لاگ باتیں کیں۔ایک تو میں اس معزز ایوان کے سامنے یہ بات رکھنا چاہوں گا کہ ہر معزز ممبر کی بات میں پاکستانیت اور پاکستان سے محبت ایک ایک لفظ میں رچی بسی تھی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جو کہ اس ملک کے لئے بہت ہی خوش آئند ہے۔انہوں نے کچھ گلے بھی کئے،انہوں نے اپنی کچھ apprehensionsکا بھی ذکر کیا جو کہ ہمیں وہاں پر بیٹھ کر سُننے کا موقع ملا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ممبران کے درمیان اس قسم کے sessionsہونے چاہئیں تاکہ ایک دوسرے کے خیالات کا پتا چلے۔انہوں نے خاص طور پر کالا باغ ڈیم کے حوالے سے ذکر کیا اور ان کے خیال میں کالا باغ ڈیم ایک ایسا منصوبہ ہے جس کو وہ سمجھتے ہیں کہ سندھ کی اکانومی یا سندھ میں جو پانی ہے اس میں کمی واقع ہونے کا سبب بنے گا اور ان کے الفاظ میں یہ apprehensionبھی تھی کہ شاید کالا باغ ڈیم سے متعلق ہمارا مؤقف otherwise ہے۔ میں اپنے ان بھائیوں کو یہ یقین دلاتا ہوں اور ان سے یہ بھی عرض کروں گا کہ وہ ہمارا یہ messageوہاں پر لے کر جائیں کہ ہم کالا باغ ڈیم کو ضروری سمجھتے ہیں لیکن پاکستان سے زیادہ ضروری نہیں سمجھتے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہم سمجھتے ہیں کہ اس معزز ایوان نے کالا باغ ڈیم سے متعلق تین قرار دادیں پاس کی ہیں لیکن ان میں سے کسی قرار داد میں بھی یہ نہیں کہا کہ کالا باغ ڈیم قومی اتفاق رائے کے بغیر بنایا جائے بلکہ ہر قرار داد میں وفاقی حکومت سے یہ سفارش کی گئی ہے کہ کالا باغ ڈیم بنانے کے لئے قومی اتفاق رائے حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔اس حصہ میں ٹھیک ہے، یہ ایک ٹیکنیکل بات ہے۔ایک مؤقف یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم بننے سے پانی کے ذخائر میں اضافہ ہوگا۔ سیلاب کی جو تباہ کاریاں ہیں ان میں کمی ہوگی اور ہم جو سارا سال پانی کی بوند بوند کو ترستے ہیں تو اس کے لئے ہمیں ایک بہت بڑا ذخیرہ میسر آجائے گا،دوسرا نقطہ نظر اس کے برخلاف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان دونوں نقطہ ہائے نظر پر tableپر بیٹھ کر بات ہونی چاہئے۔ جب ہم اپنے ان بھائیوں کو اس بات کی یقین دہانی کرواتے ہیں کہ آپ کی مرضی اور آپ کو on boardلئے بغیر آپ کے اوپر کوئی بات enforceنہیں کی جائے گی، پھر یہ گزارش، یہ استدعا ہماری ان بھائیوں کو بھی قبول کر لینی چاہئے کہ ہمارے ساتھ بیٹھ کر اس مسئلہ پر بات کریں اور اس بات میں اگر کوئی consensusہو جائے،اس کا کوئی حل نکل آئے تو یہی وہ national consensusہے جسے ہمیں نہ صرف پانی کے مسئلہ پر،انرجی کے اوپر، گیس کے اوپر، دہشت گردی کے اوپر بھی پیدا کرنا ہے، یہ national consensusہی دراصل اس وقت اس ملک کی اور اس قوم کی ضرورت ہے۔ اس national consensusکو پیدا کرنے سے ہی ہم ان مسائل پر عبور حاصل کر سکتے ہیں اور ان مسائل کے اوپر قابو پا سکتے ہیں۔National consensusاسی وقت پیدا ہوگا جب ہم آپس میں باہم بیٹھیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں PILDATکا بھی اور ہمارے یہ بھائی of courseجنہوں نے

ٹائم نکالااور وہ یہاں پر تشریف لے کر آئے،National consensus کو حاصل کرنے کی یہ ایک بہت ہی بنیادی اور بہت ہی بہترین کوشش ہے۔ ہم اس کوwelcome کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)
میں اس tour کے جو منتظمین احمد بلال محبوب ہیں، ان سے یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے بہت مختصر ٹائم رکھا، کل یہ ہمارے مہمان بہن بھائی تشریف لائے ہیں اور شاید کل صبح انہوں نے واپس جانا ہے۔ میں نے ان سے یہ گزارش کی ہے کہ جب وہ دوبارہ پنجاب میں کسی دوسرے صوبے سے یا پنجاب سے کسی دوسرے صوبے میںvisit arrange کریں تو آنے اور جانے والا دن نکال کر کم از کمthree clear days رکھیں تاکہ ہمیں زیادہ سے زیادہ بیٹھنے کا، زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے کو سمجھنے کا اور زیادہ سے زیادہ گفتگو کرنے کا موقع مل سکے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اپوزیشن کی طرف سے جناب سبطین صاحب بات کریں گے۔

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے ہمیں بھی اظہار رائے کے لئے ٹائم دیا۔ سب سے پہلے تو میں ان دوستوں کو یہاںjoint opposition کی طرف سے welcome کہوں گا جس میں پی ٹی آئی، پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ(ق) اور جماعت اسلامی بھی شامل ہے۔ میں اپنے ان معزز دوستوں اور بھائیوں کو welcome کہوں گا کہ یہ ہمارے پاس پنجاب، لاہور میں تشریف لائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں PILDAT کے بلال محبوب کے حوالے سے کروں گا، ان کا میں تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ایک بہتimportant issue پرinitiative لیا ہے۔ یہ ایکnational interest کاissue ہے، اس میں ہماری Provincial harmony and Provincial understanding اور صوبائی سطح پر ایک دوسرے کو بہتر جاننے کے لئے، آج مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جن مشکل حالات سے ہمارا ملک گزر رہا ہے، اس وقت پنجاب کا اپنا point of view ہے، سندھ کا اپنا point of view ہے، خیبر پختونخواہ کا اپنا point of view ہے، اس کے علاوہ بلوچستان میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ جانتے ہیں۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن اس وقت PILDAT جو کام کر رہا ہے میری تو یہ خواہش تھی کہ یہinitiative پنجاب حکومت کو being an elder brother لینا چاہئے تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

پنجاب حکومت کی بجائے یہ initiative انہوں نے لیا تو ہم ان کے بھی مشکور ہیں because it is a good initiative. اور جو بھی کوئی اچھا کام کرے اس کی تعریف ہونی چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے یہ respectable بھائی اور دوست پنجاب میں آئیں گے، پنجاب کے جو ہمارے respectable معزز ممبران ہیں وہ سندھ میں جائیں گے، بلوچستان میں جائیں گے، خیبر پختونخواہ میں جائیں گے، اسی طرح اُدھر کے دوست اِدھر آئیں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ We are Pakistanis, we are one nation. ہماری Federation پاکستان ہے۔ پاکستان کے بعد ہم پنجابی، سندھی، بلوچی یا پٹھان ہیں۔ اس وقت میری یہ رائے ہے کہ ہمیں اس چیز پر emphasis کرنا چاہئے کہ ہماری Federation مظبوط ہو اور اگر خدانخواستہ، خدانخواستہ ہماری Federation کو کوئی خطرات ہیں تو اسی قسم کے delegations سے ہماری misunderstandings دور ہوں گی اور ہمارے درمیان understanding زیادہ develop ہو گی اور ہمارے درمیان بہترین working relationship ہو گی۔ اس کے علاوہ ہمارے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان نے کالا باغ ڈیم کے بارے میں جو کچھ کہا، میں بھی ان کی اس بات کو endorse کروں گا، میں ان کی اس بات سے قطعی اختلاف نہیں کروں گا۔ میں پھر اسی بات پر آ رہا ہوں۔۔۔

MR SPEAKER: We are Pakistanis.

جناب محمد سبطین خان: جناب والا! کچھ چیزیں ایسی ہیں جو پاکستان کے لئے بہت ضروری ہیں but not on the cost of Pakistan. پاکستان کی سالمیت کے cause پر ہمیں وہ کام نہیں کرنے چاہئیں۔ میری پھر یہی تجویز ہو گی کہ Punjab being the elder brother اس کو initiate کرنا چاہئے اور جو ہمارے باقی تین صوبے ہیں ان کو بھی confidence میں لیا جائے، ان کو بھی اعتماد میں لیا جائے اور جب تک ان کی misunderstandings ختم نہ ہو جائیں، ان کو پہلے پوری طرح سے satisfy کیا جائے اور satisfy کرنے کے بعد پھر ہمارے جو national issues ہیں ان کو start کیا جائے۔ میں، آخر میں پھر اپنے ان دوستوں کو، ان بھائیوں کو welcome کروں گا اور اپنی joint opposition کی طرف سے welcome کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایوان کی طرف سے بھی welcome کر رہے ہیں؟

جناب محمد سبطین خان: جناب والا! میں ان دوستوں کو پورے ایوان کی طرف سے welcome کرتا ہوں۔ آپ کا بھی شکریہ کہ آپ نے اس موقع پر ہمیں بھی اظہار خیال کا موقع عنایت فرمایا۔

Thank you very much Mr. Speaker and I welcome all of you.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں بھی اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کے behalf پر ادھر سے بات ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں بھی چھوٹی سی گزارش کرنا چاہوں گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! کسی خاتون کو بھی بات کرنے کا موقع فراہم کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے اس حوالے سے بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا ہے۔

جناب سپیکر: اب سرکاری کارروائی کا وقت شروع ہونے والا ہے، آپ مہربانی فرمائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں صرف دو فقروں میں اپنی بات ختم کر دوں گا۔ پارلیمانی لیڈر جماعت اسلامی کی حیثیت سے میں جو دوست صوبہ سندھ سے تشریف لائے ہیں ان کو خوش آمدید کہتا ہوں اور اس کاوش پر میں PILDAT کو بھی تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اس موقع پر جبکہ سیلاب کی تباہ کاریوں نے پنجاب میں بھی کافی تباہی مچائی ہے اور صوبہ سندھ بھی اس سے متاثر ہو رہا ہے۔ محترم وزیر قانون نے بہت خوبصورت طریقے سے ایک اہم مسئلہ کو یہاں پر پیش کیا ہے اور یقیناً اس طرح کی باتوں کو آپس میں سمجھنے کا یہی موقع ہے اور اس حوالے سے بھی کہ اس وقت پاکستان کا دشمن اس طرح کے اختلافات اٹھا کر، صوبائیت، برادری ازم اور مذہب کی بنیاد پر تفاریق پیدا کر کے ہمیں کمزور کرنا چاہتا ہے۔ اس طرح کے اقدامات بہت قابل قدر ہیں۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! خواتین کو بھی اس پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! میں نے بھی آپ سے گزارش کی تھی۔

مسودہ قانون(ترمیم)پولیس آرڈر پنجاب مصدرہ2013

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی، تشریف رکھیں۔اب ہم مسودہ قانون(ترمیم)پولیس آرڈر پنجاب2013 (مسودہ قانون نمبر9بابت2013)کوtake upکرتے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:میرے پیارے بھائی!جب سپیکر بول رہا ہو تو اس کوinterruptنہیں کیا جاتا۔آپ اس وقت تشریف رکھیں، میں بعد میں آپ کی بات سنوں گا۔

It was introduced on 26th of July 2013 and the report was laid down on 21st August 2013. Let's start.

یہ میں آپ کے نام لے رہا ہوں۔.First reading starts nowوزیر صاحب!آپ بلmove کریں۔

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013 (Bill No. 9 of 2013), as recommended by the Special Committee No. 1, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013 (Bill No. 9 of 2013), as recommended by the Special Committee No. 1, be taken into consideration at once."

There are two amendments in it. The first amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar,

Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Qazi Ahmed Saeed, Mrs Faiza Ahmed Malik, Sardar Shahabuddin Khan and Dr Syed Waseem Akhtar. Who is to move it now?

DR SYED WASEEM AKHTAR: Mr Speaker! I move

> "That the Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No. 1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No. 1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی.opposedڈاکٹر صاحب!آپ بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ اس وقت کرپشن ایک ایسا معاملہ ہے جو ہمارے ہر ادارے کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے، اس حوالے سے پبلک کو بہت ساری مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک ایک ڈیپارٹمنٹ کو لیتے جائیں تو کرپشن کی اتنی اتنی جہتیں ہیں جن کی تحقیق بھی ایک بہت بڑا مرحلہ ہے لیکن محکمہ پولیس کے over the years جو حالات بن گئے ہیں۔ میں تیسری دفعہ ایوان کے اندر آیا ہوں مجھے یاد ہے کہ جب میں 1990 سے 1993 کے اندر صوبائی اسمبلی کا ممبر تھا اگر اس زمانے میں

اپنے ضلع کے اندر ایس ایس پی، ڈی آئی جی یا یہاں آئی جی صاحب سے بات کرتے کہ کرپشن ہے اور یہ انسپکٹر یا پولیس کا یہ اہلکار کرپشن کر رہا ہے تو یقین کریں کہ وہ ڈائری نکال لیتے تھے اور کاغذ پر لکھتے تھے کہ ایک معزز ممبر صوبائی اسمبلی نے اس انسپکٹر کے حوالے سے یہ بات کی ہے اور اسے note کر کے اسے چیک کرنے کی کوشش کرتے تھے لیکن اب جو decoy ہوا ہے اور جو گرے ہیں کہ اگر اب اس طرح کی کوئی چیز ان کے سامنے لائی جاتی ہے تو وہ مختلف قسم کی دلیلیں گھڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ مثلاً میں نے ایک سینئر پولیس افسر کو اس حوالے سے بات کی کہ جناب یہ حالات ہیں، پولیس پہلے تو ملزم سے وصولی کرنے کی کوشش کرتی تھی لیکن اب چٹی لینے، کمانے اور ناجائز مالی مراعات لینے کے لئے الٹی چھری سے مدعی اور ملزم کو ایک ہی جگہ پر رکھتی ہے اور جہاں سے زیادہ پیسا مل جاتا ہے انصاف کا قلم اس طرف مڑنا شروع ہو جاتا ہے اور اس کے نتیجے کے اندر مقدمے کا ستیاناس ہو جاتا ہے تو اس نے کہا کہ اس ملک کے بارے میں آپ کیا کہہ سکتے ہیں کہ جب مسجدوں کے اندر رکھے ہوئے ٹھنڈے پانی کے کولروں کو زنجیر لگا دیتے ہیں کہ چوری نہ ہو جائے وہاں تو پبلک ہوتی ہے پولیس تو نہیں ہوتی اور جب یہ حالات بن گئے ہیں تو جب پورا معاشرہ ٹھیک ہو گا تو پھر یہ پولیس بھی ٹھیک ہو جائے گی۔ اب یہ اس طرح کی دلیلیں دیتے ہیں۔ میں دو تین ہفتے پہلے موجودہ آئی جی خان بیگ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے ان سے دردمندانہ عرض کیا کہ لگتا یہ ہے کہ افسران بھی معاملے کی اصلاح کے حوالے سے ہتھیار پھینک گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں آپ پر allegation نہیں لگاتا آپ کو تو ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں چارج لئے اور سال ڈیڑھ سال بعد آپ نے ریٹائر ہو جانا ہے لیکن میں نے ان سے کہا کہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپ جتنا بھی پیریڈ پولیس کے محکمے کی کمانڈ کریں گے اس کی جوابدہی آپ سے اللہ نے کرنی ہے۔

جناب سپیکر! اب یہ محکمہ اتنا rusty ہو گیا ہے اور یہ بالکل تباہی کے دہانے پر ہے اس محکمے کے اندر اصلاح کی جتنی بھی کوششیں ہوں وہ چند روز بعد پھر اسی طرح گاڑی چلنا شروع ہو جاتی ہے۔ میں نام نہیں لیتا CPO میں ایک سینئر پولیس افسر تھے ان سے یاد اللہ تھی تو میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور میں نے اسی حوالے سے ان سے بات کی تو مجھے کہنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب آپ میرے ساتھ چائے پی رہے ہیں میں بھی اٹھارہ سال کی سروس کر کے اس رینک پر پہنچا ہوا ہوں میں دیانتداری سے۔۔۔

جناب سپیکر: چائے پر نہ جائیں بلکہ ترمیم پر آئیں۔ مہربانی کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آخری بات کر رہا ہوں۔ وہ کہنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب میں آپ کو یہ بتاؤں کہ یہ محکمہ ٹھیک نہیں ہو سکتا آپ سپاہی سے لے کر آئی جی تک یک جنبش قلم پورا محکمہ ختم کر دیں پانچ چھ ماہ کے لئے پنجاب کے اندر کوئی اتنا نقصان نہیں ہو گا اور لوگ اپنے آپ کو سنبھال لیں گے۔ نئی فورس پیدا کریں، اس فورس کو pays اچھی دیں ان کے ڈیوٹی ٹائم درست کریں۔ پولیس کے لوگوں کے ساتھ duty hours میں بھی زیادتی ہوتی ہے۔ بہت ساری چیزیں اس طرح کی ملی جلی ہوئی ہیں جس کے نتیجے کے اندر سارا معاملہ خراب ہے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہر قانون سے پبلک effect ہوتی ہے۔ یہ بہت ہی مناسب ہو گا کہ اس حوالے سے پوری amendments کو اخبار میں دیا جائے، لوگ اس پر input دیں تاکہ اس کے نتیجے کے اندر اس حوالے سے کوئی بہتر قانون سازی ممکن ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ Anybody from your side?

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ محکمہ پولیس جس کا کام اس معاشرے کے لوگوں کے جان و مال کو تحفظ دینا ہے اور قانون سازی کے باوجود جس طرح بے لگام ہو گیا ہوا ہے، دارالامان جنہیں ہم تھانے کہتے ہیں وہاں جو کچھ ہو رہا ہے میرا خیال ہے کہ ہمیں زیادہ explain کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم جو اس بل کو عوام کے سامنے مشتہر کرنے کا کہہ رہے ہیں اور ہم کہہ رہے ہیں کہ یہ بل پاس ہونے سے پہلے پاکستان کے عام شہریوں کو پتا چلے کہ ہم جو قانون سازی کرنے جا رہے ہیں اس میں عوام کے ساتھ جو پولیس کا روّیہ ہے، جو برتاؤ ہے اس میں بہتری آئے گی یا وہ مزید خراب ہو گا۔ پولیس ایک واحد محکمہ ہے جس کے روّیے سے کوئی بھی مطمئن نہیں ہے۔ میرا نہیں خیال کہ پاکستان کا کوئی شہری کہے کہ میں پولیس کے روّیے سے مطمئن ہوں اور ہماری پولیس بہت اچھی ہے۔ ہم سب کو اس چیز کا پتا ہے کہ ان کا روّیہ، ان کا کردار، لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر وہ کتنا اچھی طرح کام کرتے ہیں اور باقی معاملات پر کتنا اچھی طرح کام کرتے ہیں۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ اگر ہم یہ بل قانون سازی سے پہلے عوام کے سامنے لائیں گے تو اس میں ہمیں عوام کی طرف سے feedback ملے گی گو کہ ہم عوامی نمائندے ہیں لیکن جب یہ قانون عوام کے سامنے جائے گا اور وہ اسے دیکھیں گے اور اس پر جو feedback آئے گی تو وہ ہماری بڑی مدد کرے گی۔ اس ایوان اور اس کے معزز ممبران کی بڑی مدد کرے گی کہ یہ اس بل کو مزید بہتر کر کے قانون کا حصہ بنائیں اور پولیس کے روّیے میں، ان کے کردار میں اور ان کے جو فرائض ہیں ان میں بہتری آئے نہ کہ پہلے سے زیادہ عوام کو پولیس کے رحم و کرم پر

چھوڑ دیں۔ان کے صوابدیدی اختیارات بڑھا دیں یا جو بھی investigation کے متعلق ہے یا جنرل ہے اسے change کرنے سے پہلے بہت ضروری ہے کہ یہ قانون عام آدمی تک جائے اور اس کی feedback ہمیں ملے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: شکریہ۔جناب سپیکر!میں بھی اس میں یہی بات کروں گی کہ اس قانون کی تشہیر کی جائے اسے اخبار میں مشتہر کیا جائے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق direct عوام سے ہے، عوام کو جو تھانوں سے مسئلے مسائل ہیں اور عوام جو روزمرہ مشکلات face کرتے ہیں میں خاص طور پر خواتین کے حوالے سے بھی بات کرنا چاہوں گی کہ تھانے کچہری کے جو قوانین اور سسٹم ہے اس سے سب سے زیادہ تکلیف عام عوام کو ہے جبکہ ہم اس محکمے کو سب سے زیادہ funds allocate کرتے ہیں لیکن اگر ان کی کارکردگی کو دیکھیں تو وہ دن بدن نیچے جا رہی ہے جرائم بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور چند ایک جرائم کی میں خود چشم دید گواہ ہوں کہ پولیس خود ملوث ہوتی ہے۔پولیس بے لگام ہے اور اس میں پولیس کے نچلی سطح کے لوگ involve ہیں اور اوپر والے آفیسر ان کے خلاف action لینے کی بجائے انہیں protect کرتے ہیں اس لئے بہت ضروری ہے کہ ایسے قوانین جو تبدیلی کا باعث ہیں جن سے ہم عوام کو more comfortable کر سکتے ہیں، comfort دے سکتے ہیں کہ انہیں اس ادارے سے کیا مسائل ہیں؟اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کو اخبار میں مشتہر کر کے عوام کی رائے لیں کہ ان کو پولیس کے محکمے سے یا اس ادارے سے کیا مشکلات ہیں کیا مسائل ہیں اور انہیں note down کر کے اس میں شامل کیا جائے۔قوانین عوام کو relief دینے کے لئے ہوتے ہیں، ان کی بھلائی کے لئے ہوتے ہیں، ان کے فائدے کے لئے ہوتے ہیں نہ کہ ان پر مصیبت لانے کے لئے۔یہاں پر افسران جو قوانین بناتے ہیں وہ ان مسائل سے دوچار نہیں ہوتے۔جو لوگ ان قوانین کا سامنا کرتے ہیں ان کو face کرتے ہیں ان کے circumstances کو face کرتے ہیں ان کی رائے شامل ہونا بہت ضروری ہے۔

That's all thank you.

MR SPEAKER: Anybody from this side now?

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: ذرا ان کی بات سن لیں۔ جی، محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں آپ کی بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے خود ہی موقع لیا ہے میں نے تو نہیں دیا۔ (قہقہے)

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں Police Order (Amendment) Bill 2013 کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہوں اور اس وقت یہی زیر بحث ہے۔ ہم نے اپنی ترمیم میں یہ کہا ہے کہ اس Bill کو for the purpose of eliciting opinion circulate کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ Police Order Bill 2013 بہت ہی اہم ہے کیونکہ اس کا تعلق براہ راست عوام کے ساتھ ہے اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ اس Bill کو مشتہر کریں، لوگوں تک پہنچائیں تاکہ ان کی آراء لی جائیں اور پھر اس کو منظور کیا جائے۔ پولیس کسی بھی ملک میں اس لئے رکھی جاتی ہے تاکہ وہ لوگوں کو تحفظ فراہم کرے اور ان کی محافظ بنے لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ پولیس لوگوں کو تحفظ دینے کی بجائے پریشانی کا باعث بنتی ہے۔ پرانے وقتوں میں بچوں کو یہ کہہ کر ڈرایا جاتا تھا کہ ڈاکو یا چور آ گیا لیکن آج کل بچوں کو یہ کہہ کر ڈرایا جاتا ہے کہ پولیس والا آ گیا اور بچے ڈر جاتے ہیں یعنی ہمارے ملک پاکستان میں پولیس کے حوالے سے یہ حالات ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! جب میں اس اسمبلی میں آئی تو مجھے دو تین افسران نے فون کیا کہ میڈم آپ کو ایک محافظ رکھنے کی اجازت ہے لیکن مجھے تو اس بات سے ہی گھبراہٹ ہوتی ہے کہ کوئی محافظ میرے ساتھ ہو۔ سلمان تاثیر کے ساتھ کیا ہوا تھا؟ اس کے اپنے ہی محافظ نے اسے مار ڈالا۔ میں سمجھتی ہوں کہ پولیس ایک بہت ہی اہم محکمہ ہے۔ ہم جتنے مرضی قوانین بنالیں لیکن جب تک پولیس والوں کی proper training نہیں کی جاتی، ان کو زبان دانی اور mannerism کے حوالے سے مناسب تعلیم نہیں دی جاتی اس وقت تک حالات بہتر نہیں ہو سکتے۔ یہ پولیس والے بہت بُری زبان بولتے ہیں۔ یہ خواتین کے ساتھ بھی بُری طرح سے بات کرتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی پولیس کی proper training کریں۔ اس حوالے سے لوگوں کی طرف سے جو inputs آئیں گی انہیں اس قانون کا حصہ بنایا جائے۔

جناب سپیکر!میں Clause 2کے اوپر بھی بات کرنا چاہوں گی۔اس میں departmental promotion کی بات کی گئی ہے،یہ بڑی اچھی بات ہے اور میں اس کو سراہتی ہوں۔اس میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی انسپکٹر یا سب انسپکٹر گریجویٹ یا اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے تو اسے merit کی بنیاد پر promotion دی جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت اچھا اقدام ہے لیکن میں چاہوں گی کہ اس کو پچیس فیصد سے بڑھا کر پچاس فیصد کر دیا جائے تاکہ محکمہ پولیس میں departmental promotions زیادہ سے زیادہ ہو سکیں۔

جناب سپیکر!ایک اور بات کرنا بہت ضروری ہے کہ ہمارے پولیس افسران کے attitudes بہت ہی خراب ہیں اور وہ بہت بد تمیزی سے بولتے ہیں۔انہیں ایسی کوئی training اور نہ ہی قوانین کا علم ہے۔ابھی کچھ دن پہلے ہمارے ایم پی اے صاحبان کے ساتھ پولیس نے کتنی بد تمیزی کا روّیہ اپنایا اور ان کے ساتھ انتہائی غیر اخلاقی زبان استعمال کی گئی۔یہاں تک کہ ہماری خواتین ایم پی اے کو فون کرنے کی اجازت بھی نہیں دی گئی حالانکہ یہ قانون کے تحت اجازت ہے کہ کوئی شخص گرفتار ہونے پر اپنے گھر والوں کو فون کر کے اطلاع کر سکتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یا تو ہماری پولیس کو اس بات کا علم نہیں یا پھر انہیں اُوپر سے ایسا کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔لہذا ہماری پولیس کی proper training کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں تاکہ انہیں ان سب باتوں کا علم ہو سکے۔

جناب سپیکر: محترمہ!اپنی ترمیم کے بارے میں بات کریں۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر!میں اپنی ترمیم کے حوالے سے ہی بات کر رہی ہوں۔آخر میں یہ کہوں گی کہ پولیس افسروں کے duty hours کو کم کیا جائے کیونکہ ان کی بہت لمبی لمبی ڈیوٹی ہوتی ہے۔اسی طرح ان کی تنخواہیں بھی مناسب ہوں تاکہ corruption کو روکا جا سکے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!جس طرح ابھی میری بہنوں نے ذکر کیا ہے کہ پولیس کا روّیہ عوام کے ساتھ بہت غیر مناسب ہوتا ہے۔اس روّیہ کو بہتر بنانے اور پولیس کی تربیت کے لئے کوئی اقدامات نہیں کئے جا رہے۔اس کے ساتھ ساتھ ہم قانونی طور پر ایک ضروری چیز کو miss کر رہے ہیں اور میں اس کا ذکر کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔Punjab Police Order میں District Public Safety Commission کا باب نمبر5ہے۔اس کے سیکشن 37تا48اور کسی حد تک Local Government Bill 2001 کے باب نمبر6اور سیکشن 49تا 60میں

Capital District Safetyاور District Public Safety Commission Commissionکی دفعات موجود تھیں جبکہ موجودہ Local Government Bill 2013 میں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ آپ کیا پڑھ رہی ہیں اور کس بارے میں بات کر رہی ہیں؟

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میں اپنی بات کی وضاحت کے لئے یہ حوالہ دے رہی ہوں اور یہ قابل توجہ چیز ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ میں نے آپ سے appeal کی ہے کہ اپنی ترمیم کے اندر رہتے ہوئے بات کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میں اس کو general discussion میں لے کر آ رہی ہوں۔ یہ واقعی ایک ایسی چیز ہے کہ جس کو ہم ignore کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میری بہن! general discussion کے لئے آپ کو پھر وقت مل جائے گا۔ اس وقت آپ اپنی ترمیم کے اندر رہ کر بات کریں اور آپ نے اس scope سے باہر نہیں جانا۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! مجھے اجازت دے دیں تاکہ میں اس پر کچھ بات کر سکوں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی ترمیم پر بات کر سکتی ہیں۔ آپ نے تو general discussion شروع کر دی ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! ایک بہت ہی ضروری point جس کو Local Government Bill 2013 میں موجود ہونا چاہئے تھا اور اسی کے تحت اس ordinance کی تشکیل ہونی تھی جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہ رہی تھی۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ Punjab Police Order(Amendment)Bill 2013 ہے جبکہ آپ Local Government Bill 2013 کے حوالے سے بات کر رہی ہیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میں Safety Commission کی بات کر رہی تھی جس کی Police Order میں provision موجود ہے۔ میں Local Government Bill کے بارے میں بات نہیں کر رہی۔ اس میں Safety Commission کی provision کے تحت

elected persons ممبر بنتے ہیں یعنی ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر یا یونین ناظمین elect ہو کر اس کے ممبر بنیں گے۔

جناب سپیکر: مراد راس صاحب! آپ ذرا بہن کو بتا دیں، سمجھا دیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اگر محترمہ دو منٹ بات کرنا چاہ رہی ہیں تو ان کو بات کرنے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہ رہا ہوں۔ Rules of Procedure of the Provincial Assembly کے سیکشن۔96 کے مطابق Motion to be made by the Member Incharge. ہے ابھی ہم اس discussion پر جو بات کر رہے ہیں جس پر ہم نے اپنی amendments دی ہیں۔ اگر اس سیکشن۔96 کا سب سیکشن (D) دیکھیں تو اس کے اندر ہے That is to be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon. یعنی کہ جنہوں نے amendments دی ہیں اُس کے علاوہ پورے ایوان کے لئے یہ open ہے کہ ہر بندہ اس discussion میں حصہ لے سکتا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ ایک بات تو یہ آ جاتی ہے کہ جنہوں نے amendments دی ہیں وہ اس میں حصہ لیں۔ ٹھیک ہے ہم اس discussion میں حصہ لے رہے ہیں۔ اس کی چار چیزیں ہیں جن میں سے پہلی یہ ہے That is to be taken into consideration at once. وہ کر لیا جائے۔ دوسری ہے That is to be taken into consideration on a date to be fixed forthwith. تیسری ہے That is to be referred to a Select Committee. اس میں آ گیا ہے کہ اس کو Select Committee کو refer کر دیا جائے۔ بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پورا ایوان اس discussion میں participate کر سکتا ہے۔ اس کا Section-4(d) کہتا ہے تو اس کو صرف انہی ممبران تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اس میں پورا ایوان اپنی participation کرے تو میری گزارش ہو گی کہ ہم صرف ان ناموں کے اوپر focus کر کے اپوزیشن کو کہہ دیتے ہیں کہ آپ اس پر بولیں۔

جناب سپیکر: گزارش یہ ہے کہ آپ کو یہ اختیار ہے کہ آپ کوئی بھی amendment دے سکتے ہیں۔

> **Definition of Member Incharge is:** In the case of Govt. Bill, a Minister or a Parliamentary Secretary acting on behalf of the Government and in the case of Private

Member Bill, the member who has introduced it or any other member authorized by him.

آپ اس کو اپنی favour میں نہیں پڑھ رہے بلکہ اپنے against پڑھ رہے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میاں محمد اسلم اقبال نے جو سیکشن 96(d) کا ذکر کیا ہے تو Member In Charge, in any case اگر منسٹر نے move کیا ہے لیکن یہاں پر تو ابھی amendments move ہوئی ہیں اور جب amendments move ہوئی ہیں تو اس پر جو opinion لینا ہے وہ ایوان کا ہی لینا ہے تو that extent reading of that Article is right. میاں محمد اسلم اقبال کا یہ مؤقف غلط نہیں ہے۔ اس وقت Member Incharge وہ ہو گا جو اپنی amendments move کرے گا کیونکہ یہ joint movers ہیں۔ اگر اس کو اس طرح سے لیا جائے کہ ایک amendment move ہوئی ہے اُس کو 30 لوگوں نے propose کیا ہے اور Anyone of them can stand up and move that amendment. پھر اُس کے بعد اُس کی treatment ان چار processes کے تحت ہونی ہے جو سیکشن 96(d) میں provided ہے۔ آپ اُس کی directly voting کروا سکتے ہیں یا اُس کو for another date defer کر سکتے ہیں جو وہ کہیں یا پھر تیسرا یہ ہو سکتا ہے کہ جو اُس کی (c) کے اندر provided ہے اور چوتھا eliciting opinion thereupon, whole House کر لیں۔ اس پر وزیر قانون بھی comment کر دیں گے اور وہ بہتر کر سکیں گے۔ میرا تو یہ خیال ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس معاملے کو میاں محمد اسلم اقبال صاحب اور ملک محمد احمد خان صاحب کے ساتھ اپنے چیمبر میں بیٹھ کر ساری بات سُن کر اس پر آپ ruling دے دیں کیونکہ انہوں نے غالباً ایک دن پہلے بھی یہ issue raise کیا تھا جس دن Special Committee والی amendments پیش ہوئی تھیں تو اُس دن بھی میاں محمد اسلم اقبال اور شاید قائد حزب اختلاف نے بھی اس کے اوپر اعتراض کیا تھا بلکہ اُس کے بعد جس دن آپ نے decision دے دیا اور proceedings آگے بڑھ گئیں تو اگلے روز بھی وہ یہ

فرمارہے تھے کہ نہیں، رولز میں ایسی بات نہیں ہے تو میرا خیال ہے کہ There is any confusion جو کہ میاں محمد اسلم اقبال صاحب کے ذہن میں ہے تو میرا خیال ہے کہ آپ اپنے چیمبر میں بیٹھ کر ان کو سُن لیں اور اُس کے بعد آپ اس پر اپنی ruling دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں اس پر اپنی ruling reserve رکھتا ہوں اور دیکھیں میں جو بھی ruling reserve رکھتا ہوں اُس کا فیصلہ آپ فوری طور پر مجھ سے لے لیا کریں۔ اب میں in the presence of Law Minister and Mian Muhammad Aslam Iqbal اس کا فیصلہ کروں گا۔ جی، محترمہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میں کوشش کروں گی کہ میں اُس بات کو بعد میں لے آؤں کیونکہ وہ ایک main flaw ہے لیکن میں فی الحال procedure of investigation کے اوپر تھوڑی سی بات کر لیتی ہوں۔ ہم روزمرہ دیکھ رہے ہیں کہ لوگوں کو investigation کے معاملات میں اُلجھتے ہوئے کبھی ایک در اور کبھی دوسرے در پر جانا پڑتا ہے اور ہمارے انصاف کے تقاضے اُس کی نذر ہو رہے ہیں تو اُس میں ہمیں investigation میں main problem آرہا ہے۔ investigation کے حوالے سے میری ایک suggestion بھی ہے کہ ہمارے یہاں پر رواج وہی ہے کہ سیاسی مداخلت اور سفارشوں کے ساتھ ہم investigation تبدیل کروا لیتے ہیں اور جو daily diary لکھی جاتی ہے جس کو ہم عام فہم زبان میں ضمنی بولتے ہیں۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پریس گیلری میں شاید میڈیا والے موجود نہیں ہیں۔ اگر آپ کہتے ہیں تو رانا محمد ارشد صاحب کو بھیجتے ہیں کہ وہ جا کر پتا کریں کہ کیا مسئلہ ہوا ہے؟

جناب سپیکر: رانا محمد ارشد صاحب! آپ جا کر پتا کریں کہ میڈیا والے دوست پریس گیلری سے اُٹھ کر کیوں چلے گئے ہیں؟ جی، محترمہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہ رہی تھی کہ اس وقت ہمارا جو procedure of investigation ہے اور اُس کی وجہ سے ہم روزمرہ جن تکالیف سے گزر رہے ہیں اور ہمیں جن پریشانیوں کا سامنا ہے جس کا ایک طریق کار ہے کہ جو daily investigation ہوتی ہے Investigation Officer کو daily diary کی صورت میں اُس کو روز لکھنا ہوتا ہے لیکن یہ بہت عام ہوتا جا رہا ہے کہ ان daily diaries یعنی ضمنیوں کو تبدیل کرا دیا جاتا ہے اور بہت دفعہ یہ

دیکھنے میں آیا ہے کہ کسی نہ کسی سفارش اور کسی نہ کسی interference سے وہ ضمنیاں پھاڑ دی جاتی ہیں اور اُس کے بعد نئی ضمنیاں لکھ کر اُس فائل کا حصہ بنادی جاتی ہیں تو یہاں پر میری suggestion ہے کہ investigation کو computerized کر دیا جائے۔ تھانہ کے computerized system کو DPO اور علاقہ مجسٹریٹ کے computerized system کے ساتھ منسلک کر دیا جائے تاکہ investigation کے حوالے سے جو مسائل بار بار درپیش آتے ہیں وہ ختم ہو جائیں۔ میرے خیال میں فوجداری مقدمات میں سب سے بڑا مسئلہ investigation کا ہی ہوتا ہے۔ ہم جہاں کوشش کر رہے ہیں کہ ضلعی اور صوبائی سطح پر بورڈ بنا کر افسران کو involve کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میری تجویز ہے کہ تبدیلی تفتیش کے حوالے سے کسی کو authorize کر دیا جائے یا صرف بورڈز بنائے جائیں کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ پہلے DPO applicant کے پاس جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ تم AIG کے پاس چلے جاؤ جب وہاں جاتا ہے تو وہاں اسے کوئی اور مشورہ دے دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑو تم بورڈ میں چلے جاؤ۔ اس طرح عام آدمی کے مسائل اور دھکے بڑھ جاتے ہیں۔ میری یہ تجویز اور گزارش ہے کہ تبدیلی تفتیش کے اختیار کو مخصوص کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب جاوید اختر!

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔ جب بھی کوئی واردات ہوتی ہے، تھانہ میں جاتے ہیں، رپورٹ لکھی جاتی ہے لیکن رزلٹ کوئی نہیں ہے۔ آج سے تین دن پہلے میں خود ایک ڈکیتی کے سلسلے میں دو تھانوں میں گیا ہوں۔ میرے حلقہ میں وہ دونوں تھانے ہیں ایک ایس ایچ او کہتا ہے کہ یہ میرا علاقہ نہیں ہے، دوسرا کہتا ہے کہ یہ میرا علاقہ نہیں ہے اور جس کے ساتھ یہ واردات ہوئی ہے وہ تین دن سے میرے دفتر میں آ رہا ہے۔ ان سے بار بار رابطہ کرنے پر یہی جواب مل رہا ہے کہ یہ حد بندی نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں اس کا حل ابھی کراتا ہوں۔ آپ جونہی یہاں سے فارغ ہوں لاء منسٹر صاحب کے notice میں جگہ لائیں اس کا آپ کو فوری طور پر حل ملے گا۔ اب آپ amendment پر بات کریں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! لاقانونیت ہے، جہاں بھی جاتے ہیں اس کا کوئی سدباب نہیں ہے۔ واردات ہوتی ہے، رپورٹ لکھی جاتی ہے اور کارروائی کوئی نہیں ہوتی۔ ان کی کارکردگی کوئی نہیں ہے۔ مہربانی

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے یہ amendment تھی کہ اس بل کو عوامی رائے معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے۔ میرے تمام معزز ممبران نے تمام باتیں کی ہیں لیکن اس amendment کے متعلق کوئی بات نہیں کی۔ یہ بل اس وقت through Ordinance نافذالعمل اور in practice ہے۔ یہ لوگوں کے علم میں ہے کیونکہ it is being practiced اس پر عمل ہو رہا ہے۔ یہ Ordinance ہے جسے اب ہم legislation کے لئے لائے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ question put کریں۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: The second amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Rass, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Qazi Ahmad Saeed, Mr Shahab-ud-Din Khan,

Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Who is to move it now?

SARDAR VICKAS HASSAN MOKAL: I move:

"That the Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No. 1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 20th September 2013."

1. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
4. Qazi Ahmad Saeed, MPA
5. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
6. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
7. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
8. Mrs Raheela Anwar, MPA
9. Dr Muhammad Afzal, MPA
10. Mrs Ayesha Javed , MPA

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That the Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No. 1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 20th September 2013."

1. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
4. Qazi Ahmad Saeed, MPA
5. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA

6. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
7. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
8. Mrs Raheela Anwar, MPA
9. Dr Muhammad Afzal, MPA
10. Mrs Ayesha Javed. , MPA

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ بہت اہمیت کا حامل بل ہے جس کا اثر پنجاب کے ہر شہری پر ہوگا۔ میرے خیال میں قانون اور لاء اینڈ آرڈر priority wise حکومت پنجاب کے top three میں شامل ہے۔ اگر ہم اس ترمیم کو consider کریں تو اس کا فائدہ پنجاب حکومت اور پنجاب کے شہریوں کو ہوگا۔ ہمیں اس کے اندر جلد بازی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ جو ترامیم ابھی آئی ہیں وہ شاید ہفتہ دو ہفتہ یا تین ہفتہ کی میٹنگ کی کارروائی کے نتیجے میں آئی ہیں۔ اگر ہم اس میں تھوڑا سا اور وقت لگائیں گے اور محنت کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ ہم بہت سے مسائل جو کہ اس وقت اس ایوان کے ہر ممبر جو کہ اپنے حلقوں سے الیکشن میں ووٹ لے کر آئے ہیں ان کے علم میں ہوں گے کہ پولیس کس مقام پر کس سطح پر چاہے وہ ایس ایچ او ہو یا ڈی ایس پی ہو یا ڈی پی او ہو وہاں پر کیا کیا مسائل عوام کو درپیش آتے ہیں۔ یہ ترامیم بے شک بہتری کے لئے پیش کی گئی ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں ہم جلد بازی نہ کریں اور اس مسودہ کو زیادہ بہتر اور جامع بنانے کے لئے اس سلیکٹ کمیٹی کو وقت دیں اور موقع دیں تاکہ بل کو بہتر طریقے سے عوام کے سامنے پیش کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں اس Bill کے بارے میں آپ کے توسط سے وزیر قانون صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس Bill کو اتنی جلد بازی میں پاس نہ کیا جائے۔ سپیشل کمیٹی کو refer کرنے کا مقصد ہمارا یہ تھا کیونکہ اس Bill میں دو چار چیزیں میں نے بھی دیکھی ہیں جس کے حوالے سے منسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ already ہمارے پنجاب میں اس پر عمل ہو رہا ہے۔ اس Bill کی second amendment میں recruitment کو اگر دیکھیں تو پچاس

فیصد direct لے رہے ہیں اور پچیس فیصد محکمہ پولیس سے ہی لے رہے ہیں۔پچیس فیصد کی تفصیل نہیں بتائی گئی کہ وہ کہاں سے آ رہے ہیں؟اسی طرح investigation کے معاملات کو آسان کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو واقعی بہت ضروری تھا کیونکہ پہلے آئی جی کے پاس صرف اختیار ہوتا تھا جس کی وجہ سے عام آدمی لاہور نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ہمارے پنجاب میں دو تین قسم کے مقدمات ہوتے ہیں۔ اصل میں ground reality یہ ہے کہ ہمیں ایک اصول وضع کرنا چاہئے کہ جو ہمارے سنگین نوعیت کے مقدمات ہوں ان کی ہمیں ایک مخصوص rank سے نیچے investigation نہیں کروانی چاہئے۔ ہماری بہن نے بھی یہی بات کی ہے جس کی میں وضاحت کروں گا کہ اس میں سب سے ضروری چیز ضمنی لکھنا ہوتی ہے۔ پنجاب کا تھانہ کلچر یہ ہے کہ مقدمات کی ضمنی ایک ریٹائرڈ ایس آئی یا پرانا منشی لکھتا ہے حتیٰ کہ دفعہ 302 کے مقدمات کی ضمنی بھی وہی لکھتا ہے۔

جناب سپیکر: وہ تجربہ کار ہی ہوتے ہیں ناں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! وہ تجربہ کار ہی ہوتے ہیں لیکن وہ دفعہ 302 کے مقدمات کی ضمنی بھی لکھتے ہیں یا کسی کو دفعہ 148 اور 149 میں چالان کر دیں تو اس کا بھی وہی چالان بناتے ہیں۔ اس میں جلد بازی نہ کی جائے بلکہ اس کو سپیشل کمیٹی کے پاس refer کیا جائے کیونکہ یہ چیزیں ہمیں اب maintain کرنا ہوں گی۔ مسلم لیگ (ن) تھانہ کلچر اور پٹوار کلچر کو ختم کرنے کی ماشاء اللہ اچھی کوشش کر رہی ہے لیکن یہ اُس وقت تک ختم نہیں ہو گا جب تک ہم ان چیزوں پر ایوان میں in detail بحث نہیں کریں گے۔ میں آپ سے ایک اور گزارش کروں گا کہ Police Order 2002 کے اس Bill میں انسپکٹر کے حوالے سے amendment آئی ہوئی ہے جس میں سب انسپکٹر کو بھی ڈالا ہوا ہے کہ سب انسپکٹر بھی ایس ایچ او لگ سکتا ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر ہم تھانے کے ایس ایچ او level کو اتنا نیچے لے کر آئیں کہ سب انسپکٹر بھی ایس ایچ او لگ سکے گا تو دیہاتی علاقوں میں بہت ساری برائیاں اور جرائم جنم لیتے ہیں۔ میں گورنمنٹ سے ایک اور گزارش کروں گا کہ پہلے بہت اچھا اصول تھا جس کی میں وضاحت کروں گا کہ مقامی انسپکٹر یا سب انسپکٹر مقامی تھانوں میں ایس ایچ اوز نہیں لگتے تھے لیکن اب پنجاب میں ہر جگہ پر ایسا ہے کہ ساتھ والے پولیس سٹیشن کے لوگ دوسرے پولیس سٹیشن میں ایس ایچ او لگے ہوئے ہیں۔ میری اس معاملے میں یہ تجویز ہے کہ کم از کم ایس ایچ او level کا افسر متعلقہ ڈسٹرکٹ کا نہیں ہونا چاہئے۔ K.P.K میں ہماری گورنمنٹ ہے لیکن میں آپ سے یہ گزارش کروں گا جیسے میرا ڈسٹرکٹ میانوالی ہے تو میں on the floor of the House بڑی ذمہ داری سے

بات کر رہا ہوں جو شاید اس سے related نہ ہو لیکن مجھے موقع ملا ہے تو میں آپ کے علم میں لاؤں گا کہ اُدھر DPO level کے پولیس افسران بڑے طاقتور چاہئیں اور DMG کے افسران چاہئیں۔ میں یہ suggest نہیں کروں گا کہ آپ ایک ranker کو ان اضلاع میں لگائیں کیونکہ ہماری کئی problems ہیں۔ میں اس میں آپ کی توجہ چاہوں گا اور اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے آپ سے گزارش کروں گا کہ پولیس کے جتنے بھی معاملات ہیں اس حوالے سے انسپکٹر کے level کا افسر دیہاتی علاقوں میں کم از کم ایس ایچ او ہونا چاہئے اور وہ ڈسٹرکٹ کا مقامی نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس سے کافی جرائم جنم لیں گے۔ اسی طرح recruitment کے حوالے سے یہ پچاس فیصد ایک طرف سے لے رہے ہیں اور پچیس فیصد ایک طرف سے لے رہے ہیں جسے ہم پڑھا ہوا تصور سمجھیں۔ اس Bill میں پچیس فیصد recruitment کے بارے میں نہیں بتایا گیا کہ یہ سو فیصد کس طرح پورا ہو گا؟ اگر practically یہ آرڈیننس چل بھی رہا ہے تو ایسے applicable نہیں چل رہا جس طرح رانا صاحب فرما رہے ہیں کیونکہ تقریباً سب انسپکٹر ایس ایچ او لگ رہے ہیں۔ میں مقدمات میں ضمنی کے حوالے سے آپ سے گزارش کروں گا کہ ضمنی لکھنے یا اس کی نگرانی کرنے کے لئے کم از کم ایسا اصول وضع کرنا چاہئے کہ جس طرح ہر ضلع میں ایس پی اور ڈی ایس پی، لیگل ہوتے ہیں اسی طرح تھانے کی سطح پر ایک اسامی پیدا کرنی چاہئے چاہے وہ اے ایس آئی یا سب انسپکٹر کی سطح کی اسامی ہو وہ ضمنی اور روزنامچے کو لکھنے کے لئے assist کرے۔ میں آپ کو rural پنجاب کی اصل صورتحال بتا رہا ہوں کیونکہ آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ اسی طرح ایوان میں تمام ممبران تشریف فرما ہیں وہ بھی ہم سے بہتر جانتے ہوں گے لیکن پنجاب کی یہ اصل کہانی ہے۔ جب تک پٹوار کلچر خصوصاً تھانہ کلچر یہاں ہم مکمل طور پر ختم نہیں کریں گے اُس وقت تک اس جیسی ہم سو amendments بھی لے آئیں تو ground پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں آخر پر آپ اور ایوان سے پُرزور گزارش کروں گا کہ اس amendment کو سپیشل کمیٹی کو refer کریں جس طرح لوکل باڈیز میں ہم نے دو ماہ لگائے ہیں اسی طرح اس میں بھی کم از کم ہمیں کافی دن چاہئیں تاکہ ہم مکمل تیاری کے ساتھ ان پر بحث کر کے ان amendments کو پاس کریں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے بھی نام دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میرے خیال میں آپ مہربانی کریں کیونکہ پہلے آپ نے بات کر لی ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جب تک آپ کی اس پر Ruling نہیں آئے گی تب تک practice کے مطابق ہمیں amendments پر بولنے دیں۔

جناب سپیکر: یہ پابندی ہے اس لئے آپ بات نہیں کر سکتے۔ آپ پابند نہ کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس میں جتنے بھی movers ہیں سب بات کرنا چاہتے ہیں لہذا اس کو کل پر رکھ دیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں بھی اس پر بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: اچھا، کر لیں۔ آپ کی مرضی ہے۔ اُدھر دیکھ لیں کہ گیلری میں مہمان بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کو تمام باتوں کا پتا ہونا چاہئے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری آپ سے یہ request ہے کہ ہمیں اس پر پورے طریقے سے participate کرنا چاہئے۔ اگر ہمارے معزز مہمان آئے ہوئے ہیں اور اُدھر جانا ہے تو اس کو کل تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں ایسی بات نہیں سننا چاہتا اور آپ کو پابند نہیں کرتا۔ آپ جتنا مرضی بولیں کیونکہ یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ میں آپ کو پابند نہیں کروں گا لیکن relevant بولئے گا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں آپ سے دوبارہ request کروں گا کہ مجھے feel ہو رہا ہے کہ آج آپ مہمانوں کی وجہ سے ذرا disturb بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں disturb نہیں ہوں۔ آپ جاری رکھیں اور جو مرضی کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! یہ تو ناراضگی والی بات ہو گئی کہ جو مرضی کریں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے اس amendment ہی کی بات کر رہا ہوں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں اس پر یہ بات کرنا چاہوں گا کہ ہماری یہ amendment اس حوالے سے ہے کہ اسے سپیشل کمیٹی کے بعد Select Committee کو بھیجا جائے تاکہ اس میں بھی اس کو باریک بینی سے دیکھا جائے۔ میں اس پر لمبی چوڑی تقریر کروں گا اور نہ بات کروں گا بلکہ

صرف تین چیزوں پر بولوں گا کہ recruitment of SI's اسے کیوں Select Committee میں بھیجا جائے؟ پہلے نمبر پر recruitment of SI's دوسرے نمبر پر investigation at police level and district level اور تیسرے نمبر پر change of investigation پر بات کروں گا۔اگر آپ خوشی سے اجازت دیں گے تو میں بولوں گا۔

جناب سپیکر: جی،آپ بولیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میرا پہلا point جو recruitments of SI's پر ہے اس حوالے سے ہمیں brief نہیں کیا گیا کہ what would be the total number of that recruitment? اب اس کا جواب ہمارے معزز وزیر قانون کی طرف سے یہ آئے گا۔۔۔

(اس مرحلہ پر چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ)وزیر قانون راناثناء اللہ خان کے ساتھ وزراء کی نشستوں پر بیٹھ کر ان سے گفتگو کرنے لگے)

جناب سپیکر: منڈا صاحب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ انہوں نے جواب دینا ہے اس لئے آپ انہیں disturb نہ کریں اور تھوڑے سے فاصلے پر ہو جائیں۔ مہربانی ہو گی۔(قہقہے)

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ معزز وزیر قانون اور منڈا صاحب کے درمیان ایک اپوزیشن کے ممبر کو بٹھایا جائے تاکہ یہ cross talk نہ ہو۔(قہقہے)

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر انہوں نے آنا ہے تو ٹھیک ہے فلور کراسنگ کر کے آجائیں۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! تشریف رکھیں اور میں پھر آپ سے کہوں گا کہ آپ اپنی سیٹ پر نہیں تو پھر آپ اچھے رہیں گے؟ سبطین صاحب! لاء منسٹر صاحب نے آپ کی پہلی بات جو ریکروٹمنٹ سے متعلقہ تھی وہ سنی نہیں ہے اس لئے اسے دوبارہ کہہ دیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میرے تین مختصر سے points ہیں جن میں پہلے نمبر پر Recruitment of Sub Inspectors دوسرے نمبر پر Investigation at Police level and District level اور تیسرا اور آخری پوائنٹ Change of Investigation جن پر میں مختصر سی گفتگو کروں گا اس لئے میں چاہ رہا تھا کہ یہ case Select Committee کو بھیجا جائے۔Because of these given reasons

جناب سپیکر! نمبر1یہ ہے کہ what would be the number of recruitment of Sub Inspectors تو اس پر یقیناً جواب یہی آئے گا کہ جتنی vacancies ہوں گی اور یہ بڑا relevant جواب ہے لیکن اس میں میرا یہ مؤقف ہے کہ پہلی دفعہ ہم یہ 50 فیصد والا تجربہ کر رہے ہیں تو اس میں جب تک ایک substantial میں ہماری ریکروٹمنٹ نہیں ہو گی تو مجھے feel ہوتا ہے کہ ground reality یہ کہتی ہے کہ grass root level پر ہمیں اس کا فائدہ کوئی نہیں ہو گا جس کی وجہ یہ ہے کہ Let's suppose I belong to Sargodha Division, District Mianwali اس میں position یہ ہے کہ ہماری دس vacancies ہوں گی یا ڈویژن پر maximum 8 vacancies نکل آئیں گی۔اس میں 25 یا 50 فیصد تو ویسے ہی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے آ جائیں گے اور 25 فیصد جو دوسرے لوگ آئیں گے وہ اے ایس آئی سے آئیں گے جو کہ بیچلر کی ڈگری hold کریں گے یعنی جو graduates ہوں گے۔اس حد تک تو ہمیں کوئی اختلاف نہیں کہ جو graduates ہیں انہیں promotion ملنی چاہئے لیکن جب وہ وہیں سے آئیں گے اے ایس آئی سے آئیں گے تو ان کے لئے سپیشل ٹریننگ کا اس بل میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔جب آپ اتنی بڑی ترمیم کرا کے ایک تبدیلی کے بعد انہیں لے آئیں گے تو وہ اسی طرح mix up ہو جائیں گے اور جب وہ mix up ہوں گے تو میرا خیال ہے کہ جو آپ results ان۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بل کا آج ہی legislate ہونا کوئی اتنا ضروری نہیں ہے۔ چونکہ آپ کی وفد کے حوالے سے کچھ pre-commitments ہیں تو اگر آپ مناسب سمجھیں تو ایوان کو کل کے لئے adjourn کر دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے House adjourn کرنے کی آوازیں)

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں کل یہیں سے شروع کر دوں اس لئے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم خدانخواستہ کسی کو embarrass نہیں کرنا چاہتے۔ دوسرے صوبے سے ہمارے guests آئے ہوئے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ انہیں بھی ٹائم دیں اور ہماری بات بھی سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی یہ جو amendment چل رہی ہے اسے مکمل کر لیتے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! کل یہیں سے شروع کر دیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ اسے wind up کر لیں۔

جناب محمد سبطین خان: اچھا، میں یہیں wind up کرنا چاہوں گا کہ ایک figure substantial چاہئے کہ جو ہماری fresh Sub Inspectors کی ریکروٹمنٹ ہو گی ان کے لئے Select Committee کے لئے گزارش تھی کہ ان کی ٹریننگ علیحدہ ہونی چاہئے۔آج کل جن حالات میں ہمارا ملک گزر رہا ہے اس کے لئے جب تک انہیں علیحدہ سے ٹریننگ نہ دی جائے اور بالخصوص forensic کی ٹریننگ نہ دی جائے، دیکھیں جتنی بھی civilized nations ہیں اور civilized societies ہیں ان میں اس وقت Forensic Labs کا crime کو کنٹرول کرنے کے لئے سب سے اہم کردار ہے۔ یہاں پچھلی دفعہ جب پولیس پر بات ہوئی تھی تو لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ Forensic Lab یہاں کام بھی کر رہی ہے اور ایشیا یا اس ریجن کی بہت بڑی لیبارٹری ہے لیکن اس حوالے سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ ہمیں اتفاق ہے مگر جو fresh recruitment ہے اس کو جب تک forensic کی ٹریننگ نہیں دیں گے آپ crime پر کنٹرول نہیں کر سکتے اور اس کے وہ نتائج شاید نہ نکلیں جو حکومت اس change کے ساتھ لینا چاہ رہی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ان پر اس ٹریننگ کو essential کیا جائے۔

جناب سپیکر! اب انوسٹی گیشن پر آ جائیں کہ اس وقت انوسٹی گیشن کی یہ position ہے کہ جب کوئی جرم ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کا ذمہ دار پولیس سٹیشن ہوتا ہے۔ متعلقہ تھانے کا جو ایس ایچ او ہے وہ ایف آئی آر درج کرے گا اور اس کے بعد انوسٹی گیشن والوں کو بھیجے گا۔ اس میں ہماری یہ رائے ہے کہ آپ crimes کی detail بنا دیں اور میری اس حوالے سے رانا صاحب سے بھی یہ request ہو گی کہ heinous crimes علیحدہ کر دیں اور دوسرے crimes علیحدہ کر دیں اور وہ instead of کہ جو سائل ہے وہ بھاگا پھر رہا ہو۔ اس کے sections کا باقاعدہ پہلے سے نوٹیفکیشن ہو جائے کہ یہ sections جو ہیں ان کی انوسٹی گیشن پولیس سٹیشن پر ہو گی اور اس سے بڑے heinous crimes والے section کے تحت جو جرم ہو گا ان کی انوسٹی گیشن ضلعی سطح پر ہو گی کیونکہ Select Committee والا ذکر جو آتا ہے تو میری اس میں ذاتی گزارش اور ذاتی رائے یہ ہے کہ جو پولیس سٹیشن

والا ہمارا ایس ایچ او ہوتا ہے یا جوانو سٹی گیشن کا concerned officer ہو گا ان سے بہتر کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا کہ یہ جرم کس level پر ہوا ہے اور اس پر کون سی دفعات لگنی چاہئیں۔

جناب سپیکر: آپ فرما رہے تھے کہ میں wind up کر رہا ہوں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں نے wind up کر دیا ہے اور باقی بات میں کل کر لوں گا۔ میں آپ کو پریشان نہیں دیکھ سکتا کیونکہ یہ میری مجبوری ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ amendment معزز ممبران نے move کی تھی کہ اس بل کو دوبارہ ایک سپیشل کمیٹی یا Select Committee کے پاس بھیج دیا جائے جبکہ یہ پہلے ہی سپیشل کمیٹی جس میں اپوزیشن کی بھی نمائندگی تھی، پوری طرح سے discuss ہونے کے بعد یہ رپورٹ lay ہوئی ہے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No. 1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 20th September 2013:
>
> 1. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
> 2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
> 3. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
> 4. Qazi Ahmad Saeed, MPA
> 5. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
> 6. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
> 7. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
> 8. Mrs Raheela Anwar, MPA
> 9. Dr Muhammad Afzal, MPA
> 10. Mrs Ayesha Javed, MPA

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No. 1, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

جناب سپیکر: اب اجلاس کل مورخہ 29۔اگست 2013 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

858

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،29۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون پر غور وخوض ومنظوری

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)پولیس آرڈر پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر9بابت2013)

مسودہ قانون(ترمیم)پولیس آرڈر پنجاب2013پر ضمن وار غور وخوض کا دوبارہ آغاز۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)پولیس آرڈر پنجاب2013منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان2013(مسودہ قانون نمبر6بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان 2013(مسودہ قانون نمبر6بابت2013)، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان 2013منظور کیا جائے۔

860

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

جمعرات،29۔اگست2013

(یوم الخمیس،21۔شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر8منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ
وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٨﴾
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢١﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ
الْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـَٔاتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾

سورۃ الرَّحمٰن آیات17تا27

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)(17) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(18) اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں(19) دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے(20) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(21) دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں(22) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(23) اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں(24) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(25) جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے(26) اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی(27)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

سبحان اللہ روئے محمدؐ کیا کہنا خوشبوئے محمدؐ
طور سینا عکس تجلی جگ مگ جگ مگ کوئے محمدؐ
سر مستی تب ہو گی عجب کچھ آئے جب خوشبوئے محمدؐ
ہیں وہ انساں کیسے پیارے دل جن کے ہیں سُوئے محمدؐ
کیا کہنا بے چین یہ قسمت لکھی نعت خوئے محمدؐ
سبحان اللہ روئے محمدؐ سبحان اللہ روئے محمدؐ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اس سے پیشتر کہ ہم سوالات کی طرف بڑھیں میں سپیکر باکس میں بیٹھے ہوئے۔

Mr David Hanson, Member Parliament House of Commons U.K and Lord Qurban Hussain both are sitting in Speaker's box. We all welcome them in this august House.

اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ صحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کی طرف سے ہے۔جی، محترمہ لبنیٰ فیصل!

محترمہ لبنیٰ فیصل: On his behalf sir(معزز ممبر نے میاں نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال نمبر بولیں۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! سوال نمبر 8 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: ڈی ایم سی سروسز ہسپتال میں لیب بنانے کی تفصیلات

*8: میاں نصیر احمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Diabetic Management Centre سروسز ہسپتال لاہور میں سینکڑوں مریض روزانہ علاج کرانے کے لئے آتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ Diabetic Management Centre سروسز ہسپتال میں لیب کی سہولت نہ ہے؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت Diabetic Management Centre سروسز ہسپتال کے لئے کوئی لیب بنوانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) Diabetic Management Centre سروسز ہسپتال لاہور میں روزانہ 250 سے 350 کے قریب مریض علاج کے لئے آتے ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ Diabetic Management Centre میں علیحدہ لیب کی سہولت موجود نہ ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ Diabetic Management Centre سروسز ہسپتال لاہور کے Department of Endocrinology & Metabolism کا ایک آؤٹ ڈور شعبہ ہے جہاں شوگر کے مریض ڈاکٹر سے نسخہ لکھوانے کے لئے آتے ہیں۔ مزید برآں سروسز ہسپتال میں لیبارٹری کی سہولت موجود ہے جہاں پر ہسپتال کے تمام شعبوں کے مریض بشمول Diabetic Management Centre اپنے ٹیسٹ کروا سکتے ہیں لہذا Diabetic Management Centre کے مریضوں کے لئے سروسز ہسپتال میں علیحدہ سے لیبارٹری بنانے کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ لبنیٰ فیصل: کیا ہسپتال میں ہزاروں مریض بھی وہی لیبارٹری use کرتے ہیں جو کہ Diabetic Management Centre کے مریضوں کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ اڑھائی سو سے لے کر ساڑھے تین سو کے قریب Diabetic Management Centre کے مریض وہاں پر آتے ہیں۔ میرے خیال میں ہزاروں کے قریب روزانہ آنے والے Diabetic Management Centre کے مریضوں کے ٹیسٹ کروانے کے لئے بھی وہی لیبارٹری ہے اور باقی specially Diabetics patients کے لئے بھی وہی لیبارٹری ہے۔ شوگر کے مریضوں کا شوگر level اتنا low ہو جاتا ہے اور انہیں weakness ہوتی ہے تو میرے خیال میں وزیر صحت اس بات کا جواب دیں کہ وہاں پر almost 3000 patients روزانہ آتے ہیں تو کیا ایک لیبارٹری ان کے لئے ناکافی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تین ہزار نہیں ہے بلکہ اڑھائی سو سے ساڑھے تین سو کے قریب مریض علاج کے لئے آتے ہیں۔ یہ صرف ریسرچ سنٹرز

ہوتے ہیں جہاں علیحدہlabsہوتی ہیں اور ہمارے جتنے بھی ریسرچ سنٹرز ہیں وہ اس کے ٹیسٹ کرنے کے لئےfully equippedہیں تاہم اگر انہوں نے کسی اور لیبارٹری کی رپورٹ چیک کرنی ہو تو سروسز ہسپتالThat is the best labجو انہوں نے سروسز ہسپتال کے بارے میں سوال کیا ہےevenپنجاب بھر کے کسی ادارے کی رپورٹ چیک کریں تو وہ بھی اسی لیبارٹری سے کروائی جاتی ہے۔ ہر ڈیپارٹمنٹ کی علیحدہ لیبارٹری نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک labہوتی ہے جو بقیہ شعبہ جات کے بھی ٹیسٹ کرتی ہے لہذااس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے بلکہ This is the one of the best labs in Services Hospitalجو ان تمام مریضوں کے ٹیسٹ کرتی ہے اورDiabetics test is a very simple testاس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ وہاں پر کسی کوrefuseکیا جاتا ہے یا کسی کو واپس بھیجا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ!اسے تین ہزار کی بجائے تین سو پچاس کر لیا جائے کہ نہیں؟

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر!تین سو پچاس تک تو صرف شوگر کے مریض ہیں اس کے علاوہ باقی ہسپتال میں جو مریض شوگر ٹیسٹ کے لئے ڈاکٹروں سے نسخے لکھواتے ہیں تو وہ بھی لیبارٹری میں جاتے ہیں.I am talking about all of them

جناب سپیکر: انہوں نے تعداد تقریباً بتائی ہے۔جی،منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!یہ شوگر اور Diabeticsایک ہی چیز ہے۔ جو بھی مریض آتے ہیں اگر کسی کا ٹیسٹalreadyہوا ہوتا ہے اور وہ میڈیسن پر چل رہا ہو تو پھر میڈیسن دی جاتی ہے اگر کسی مریض کا ٹیسٹ کرانا ہو تو پھر ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔ اس میں ایسی کوئی شکایت نہیں آئی ہے اور یہ سوال بھی مخصوص سروسز ہسپتال کے بارے میں ہے۔ جس طرح میں نے کہا کہ جو ریسرچ سنٹر ہوتے ہیں وہاں پر علیحدہ لیب ہو سکتی ہیں لیکن جو لیبارٹریاں ہوتی ہیںevenکہ دنیا کے کسی بھی ہسپتال میں علیحدہ علیحدہ لیب نہیں ہوتی بلکہ وہاں ایک ہی لیب ہوتی ہے اور اسی لیب میںDiabetic testبھی کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال بھی میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!.On his behalf سوال نمبر 9ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے میاں نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے سرکاری ہسپتالوں میں شوگر کے مریضوں کو مفت ادویات فراہم کرنے کی تفصیلات

*9: میاں نصیر احمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں شوگر کے مریضوں کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ ڈیپارٹمنٹ کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شوگر کے مریض کو اپنی ساری زندگی ادویات پر ہی گزارنا ہوتی ہے؟

(ج) کیا حکومت تمام سرکاری ہسپتالوں میں شوگر کے مریضوں کو ادویات مفت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) صوبہ بھر کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں شوگر کے مریضوں کے لئے خاطر خواہ علاج معالجہ کی سہولیات دستیاب ہیں۔ تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں شوگر کے امراض کے علاج کے لئے علیٰحدہ ڈیپارٹمنٹ کام کر رہے ہیں۔ جیسا کہ سروسز ہسپتال میں علیٰحدہ Diabetic Control Clinic کام کر رہا ہے۔ یہ clinic ماہر ڈاکٹرز اور سٹاف پر مشتمل ہے جہاں پر فری علاج معالجہ، ادویات، تشخیصی ٹیسٹ وضروری counseling کی سہولیات میسر ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) محکمہ صحت حکومت پنجاب اپنے محدود وسائل کے باوجود اس کوشش میں ہے کہ تمام سرکاری ہسپتالوں میں آنے والے مریضوں کو تمام ادویات کی فراہمی بلا تعطل اور مفت جاری رکھی جائے اس میں شوگر کی بیماری سے متعلقہ ادویات بھی شامل ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں شوگر کے امراض کے لئے علیحدہ ڈیپارٹمنٹ کام کر رہے ہیں۔ سروسز ہسپتال میں تو عوام کو آگاہی ہے کہ وہاں پر ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ بنا ہوا ہے، وزیر صاحب میو ہسپتال، گنگا رام ہسپتال، جناح ہسپتال اور جنرل ہسپتال کی detail بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ہمارے جتنے بھی سرکاری ہسپتال ہیں میں نے پہلے سوال میں بھی بتایا تھا کہ:

There is difference between diabetic control clinic and there is a difference between diabetic control lab.

that is entirely different thing ہے کنٹرول کلینک جو ہے لیب میں ٹیسٹ کئے جاتے ہیں اور باقی جتنے بھی ہسپتال ہیں وہاں پر بھی خاص طور شوگر کے مریضوں کے لئے اپنی لیب ہے اسی میں ان کے ٹیسٹ کئے جاتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا سوال different ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ انہوں نے جواب (الف) میں فرمایا ہے کہ تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں شوگر کے امراض کے لئے علیحدہ ڈیپارٹمنٹ کام کر رہے ہیں۔ علیحدہ ڈیپارٹمنٹ سے ہم یہ مراد سمجھ رہے ہیں کہ سروسز ہسپتال کی طرح وہاں پر بھی علیحدہ سسٹم بنایا ہوا ہے جہاں صبح ڈاکٹر بیٹھتے ہیں اور مریض دیکھتے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ یہ detail بتادیں کہ باقی ہسپتالوں میں یہ ڈیپارٹمنٹ کہاں کہاں موجود ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میاں صاحب کا بہت اچھا سوال ہے۔ میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ کسی بھی ہسپتال کا جو بھی Department of Medicine ہے اس میں شوگر کی علاج گاہ ہے اور وہاں پر اس کا proper انتظام ہے۔ جتنے بھی ہسپتال ہیں ان تمام میں یہ انتظام موجود ہے خاص طور پر جو انہوں نے specifically پوچھا ہے اس بارے میں specific answer بھی یہ ہے کہ Department of Medicine میں شوگر کے علاج معالجہ کا علیحدہ انتظام ہے۔ اس کے علاوہ تمام تدریسی ہسپتالوں میں بھی باقاعدہ دن مقرر ہیں جہاں پر شوگر کے امراض کی باقاعدہ screening کی جاتی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ سروسز ہسپتال کے اندر لاہور کے لوگوں کو پتا ہے یا پنجاب کے لوگوں کو پتا ہے کہ یہاں کتنے دن ڈاکٹر بیٹھتا ہے، کتنے دن لیب کھلی رہتی ہے اور وہاں پر اس کے ٹیسٹ ہوتے ہیں۔ روزانہ کی بنیاد پر لوگ وہاں پر جاتے ہیں لیکن میو ہسپتال، گنگا رام، جناح ہسپتال اور جنرل ہسپتال میں اس طرح کا کوئی ٹائم ٹیبل نہیں ہے۔ تمام ہسپتالوں میں

out door ہے لیکن specifically اس مرض کے حوالے سے اس طرح کا کوئی طریق کار رائج نہ ہے جس کی وجہ سے میں منسٹر صاحب سے یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ جس طرح آپ نے سروسز ہسپتال میں ایک ڈیپارٹمنٹ بنایا ہوا ہے اسی طرز کے ڈیپارٹمنٹ دوسرے ہسپتالوں میں بھی بنائے جائیں تاکہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔ انہیں ٹائم ٹیبل کا پتا ہو اور انہیں out door کے رحم وکرم پر نہ چھوڑ دیا جائے کیونکہ out door میں ہزاروں کی تعداد میں مریض آتے ہیں جو مختلف امراض کے سلسلے میں آتے ہیں۔ اگر specially شوگر سے related مریض ادھر آئیں تو میرا خیال ہے کہ اس کو manage کرنا زیادہ بہتر ہو جائے گا۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان ہسپتالوں کے اندر علیحدہ سے ایک ڈیپارٹمنٹ بنایا جائے۔ ہسپتال کے پاس جگہ موجود ہے، ڈاکٹر بھی موجود ہیں تو پھر کیوں نہ ایک الگ ڈیپارٹمنٹ بنا کر ان کو treat کیا جائے۔

MR SPEAKER: It should be noted as well.

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شکریہ کہ میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے اچھی suggestion دی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے نشاندہی کی ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ میں ان کا شکر گزار ہوں۔ شوگر کا علاج ہر جگہ پر موجود ہے in door میں بھی اور out door میں بھی۔ out door میں تمام basic medicine دی جاتی ہیں اور in door میں فری علاج ہے۔ جو انہوں نے شعوری مہم کے حوالے سے کہا ہے that we will take in our notice اور جو انہوں نے ٹائم ٹیبل کا کہا ہے ویسے تو یہ ہر جگہ موجود ہے لیکن اگر کسی جگہ پر کوئی کمی یا deficiency ہے تو اس کو بھی پورا کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں پہلے جواب کا جز (ج) پڑھ دیتا ہوں پھر یہ جواب دیں۔ جز(ج) میں ہے کہ محکمہ صحت حکومت پنجاب اپنے محدود وسائل کے باوجود اس کوشش میں ہے کہ تمام سرکاری ہسپتالوں میں آنے والے مریضوں کو تمام ادویات کی فراہمی بلا تعطل اور مفت جاری رکھی جائے اس میں شوگر کی بیماری سے متعلقہ ادویات بھی شامل ہیں۔

جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو بات یہاں پر مفت ادویات کے سلسلے میں لکھی ہے اس پر میری reservation ہے۔ میں آپ کو بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہاں پر ادویات مفت نہیں

دی جارہی ہیں۔ جب ہسپتالوں میں مفت ادویات دی جارہی تھیں تو باہر کے تمام میڈیکل سٹور بند ہو چکے تھے اب نئے سرے سے میڈیکل سٹور ہسپتال کی surroundings میں کھل رہے ہیں۔ کیونکہ ہسپتالوں میں مریضوں کو ادویات مفت نہیں مل رہی ہیں انہیں ادویات باہر سے لینا پڑ رہی ہیں۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے یہ اپنا ریکارڈ درست کریں۔ جس طرح انہوں نے اس سوال کے جواب میں فرمایا ہے یہ اس جواب کی implementation کے لئے اپنی ٹیم کے ساتھ جاکر ہسپتال کا visit کریں اور پھر یہ بتائیں کہ انہوں نے کتنے پیسے مفت ادویات کے لئے رکھے ہیں؟

جناب سپیکر: جی،ابھی ان کا جواب سنتے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے جو ابھی تیسرا ضمنی سوال کیا ہے اور جو انہوں نے reservation بتائی ہیں یہ کہتے ہیں کہ میں وثوق سے کہتا ہوں۔ میں بھی وثوق سے کہتا ہوں کہ ادویات جو ہیں I would like to tell you that there is difference between in door and out door جو in door ہے وہاں مکمل مفت ادویات ہیں اور جو out door ہے وہاں پر basic medicine emergency جس طرح Aspirin, Amoxil, Insulin یا ڈائیریا کی میڈیسن ہیں وہ مفت دی جاتی ہیں۔ جتنے بھی chronic diseases ہیں یہ حکومت کی ترجیحات میں شامل ہیں کہ تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں ادویات مفت دی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: تیسری بات یہ ہے کہ:

We are also taking the measures which are not curative but preventive.

اس لئے میں میاں صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ preventive measures اس لئے لئے جارہے ہیں تاکہ جو مریض کی referral ratio کم ہو جاتی ہے ہم اس کو بھی زیادہ سے زیادہ focus کر سکیں۔ میں میاں صاحب سے دوبارہ گزارش کروں گا کہ اگر کسی جگہ پر کوئی deficiency ہے تو we will fulfil اگر یہ particularly نشاندہی کرتے ہیں تو ہم اس کو focus کریں گے otherwise میاں صاحب بھی کہیں گے کہ میں وثوق سے کہتا ہوں اور میں بھی کہوں گا کہ میں وثوق سے کہتا ہوں اس طرح سے تو بات نہیں بنے گی۔ یہ جو کچھ بھی وثوق سے کہتے ہیں وہ مجھے بتائیں I am ready اور میرے لئے یہ باعث احترام ہو گا کہ انہوں نے ایک نشاندہی کی ہے۔

جناب سپیکر: اب اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا کیونکہ اس پر چار سوال ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بہت اہم بات ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کر لیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ شوگر کے مریضوں کو ساری زندگی ادویات پر رہنا پڑے گا یا نہیں؟ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ جی ہاں یہ درست ہے۔ کیا یہ agree کرتے ہیں کہ تمام شوگر کے مریضوں کو باقی ساری زندگی medication پر رہنا پڑے گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! As per the answer given by the department انہوں نے تو یہی لکھا ہے کہ جی ہاں! یہ درست ہے کہ جس کو ایک بار diabetic ہو جائے اس کو ساری زندگی میڈیسن کھانا پڑتی ہے۔ اگر ان کی اس پر کوئی reservation ہے تو بتا دیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! different level کے شوگر کے مریض ہوتے ہیں جن کو یہ problems ہوتی ہیں۔ through nutrition اگر وہاں پر nutritionists بٹھایا جائے تو through diet بھی یہ چیزیں کنٹرول کی جا سکتی ہیں، ضروری نہیں ہے کہ ساروں کو medication پر رہنا پڑے۔ Different levels of sugar patients ہوتی ہے اس لئے یہ جواب ٹھیک نہیں ہے۔

MR SPEAKER: He too is a doctor, I tell you.

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب آپ نے جو preventive measures کی بات تھی، اس پر آپ نے nutrition کے حوالے سے بھی بات کی ہے۔ جیسے عام طور پر کہا جاتا ہے کہ میٹھا نہ کھائے، چاول نہ کھائے بے شک لوگ کھاتے رہتے ہیں لیکن آپ کی بات بالکل درست ہے. I admit it and I agree with it.

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بات صرف یہ ہے کہ آپ کی دوائیوں کا خرچ کم ہو جائے گا کیونکہ diet کی وجہ سے لوگ اس پر کنٹرول کر سکتے ہیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): ڈاکٹر صاحب!

I am totally agree with you.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، اگلے سوال پر جانے دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! بہت ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! 33 سوال ہیں آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آپ اگلے سوال پر آئیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! کیا میرا ضلع پنجاب میں نہیں ہے؟ دو سال ہو گئے ہیں وہاں پر کوئی medicine purchase ہی نہیں ہوئی۔۔۔

جناب سپیکر: یہ لاہور کی بات کر رہے ہیں۔ آپ کچھ اور کہہ رہے ہیں۔ وزیر صاحب! ان کی بات کا جواب دے دیں۔ بھائی! یہ شوگر کے مریضوں کی بات ہو رہی ہے۔ جی، وزیر موصوف! فرمائیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! Purely about the diabetic patients اور دوسرا یہ میرے home district سے ہیں اگر ان کی کوئی ایسی بات ہے تو

It's a totally fresh question. He will give it in writing and I will answer that question.

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سے یہ وعدہ تھا کہ پہلے ضمنی سوال ہو لینے دیں۔ جنہوں نے سوال دیئے ہیں اور محنت کی ہے ان کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔ یہ 33 سوالات ہیں۔

QAZI ADNAN FAREED: Sir, I have a very deserving question.

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

QAZI ADNAN FAREED: I would seek your permission to ask questions in English please. Can I sir?

MR SPEAKER: Yes.

QAZI ADNAN FAREED: Sir, I have come from Ahmad Pur East which is one of the biggest Tehsil of the Punjab. The population of our Tehsil is about over a million.

MR SPEAKER: Is this a supplementary question?

QAZI ADNAN FAREED: Yes, and the budget and the hospital, the facility that is to cater for the health of over a million people and the free medicine budget, unfortunately, is 2.4 to 2.5 million only. Does the Honourable Minister think that it is enough to cater for the health of over a million people? We are just discussing here the Diabetic Patients. Is that possible to treat the Diabetic patient? Is this budget enough to cater only for those people, or, is there any plan of the Government to enhance budget for Ahmad Pur East Tehsil?

جناب سپیکر: جی،وزیر موصوف!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور/صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!THQ Hospital کے فنڈز کا بجٹ ضلعی حکومت کو دیا جاتا ہے۔ جو بجٹ ان کے لئے allocate کیا گیا ہے اور ڈیپارٹمنٹ نے ضلعی حکومت کو دیا ہے اگر میرے بھائی سمجھتے ہیں کہ وہ کم ہے تو He must give us and also tell کیونکہ یہ آبادی کے تناسب سے ہوتا ہے۔آپ نے especially diabetic patients کے حوالے سے کہا ہے کہ یہ بجٹ کم ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ شاید وہاں majority diabetic patients ہیں۔

جناب سپیکر: جی،اگلا سوال۔۔۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!۔۔۔

MR SPEAKER: No, please.

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!میں نے صرف ایک ضمنی سوال کرنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔آپ تشریف رکھیں۔آپ تمام دوست تین سے زیادہ ضمنی سوال نہیں کریں گے۔جی،احمد شاہ کھگہ صاحب سوال نمبر بولئے گا۔

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!سوال نمبر 40 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں جعلی ادویات کی روک تھام اور قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*40: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں ادویات کی فراہمی اور ان کے معیار کو جانچنے کے لئے کیا طریق کار ہے؟

(ب) جعلی ادویات کے خاتمہ کے لئے حکومت پنجاب نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ج) حکومت پنجاب ادویات کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) حکومت جعلی ادویات کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، ان سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) صوبہ بھر کے ہسپتالوں میں ادویات کی خرید پنجاب پروکیورمنٹ رولز کے تحت کی جاتی ہے۔ ادویات کی سپلائی مکمل ہونے کے بعد ادویات کے سیمپلز برائے تجزیہ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کو ارسال کئے جاتے ہیں۔ اور مثبت تجزیاتی رپورٹ موصول ہونے کے بعد ماہرین پر مشتمل انسپکشن کمیٹی تمام ادویات کو دوبارہ چیک کر کے رپورٹ دیتی ہے۔ اس کے بعد ہی جو دوا معیار پر پورا اترتی ہے وہ ہسپتالوں کے مریضوں کے لئے فراہم کر دی جاتی ہے تاہم کسی شکایت کی صورت میں ادویات کے سیمپل دوبارہ لئے جاتے ہیں اور ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری میں دوبارہ جانچ پڑتال کی جاتی ہے، غیر معیاری ثابت ہونے کی صورت میں ادویات سپلائی کرنے والی فرم کے خلاف ڈرگز ایکٹ 1976 اور اب ڈرگز ایکٹ 2012 کے تحت سخت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ غیر معیاری ادویات کو بحق سرکار ضبط کر لیا جاتا ہے اور متعلقہ فرم از سر نو معیاری ادویات فراہم کرنے کی پابند ہوتی ہے۔ ضبط شدہ غیر معیاری ادویات ضابطہ کے تحت ضائع کر دی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ مارکیٹ میں ڈرگ انسپکٹر دکانوں سے ادویات کے نمونہ جات لیتے ہیں اور ڈرگز ٹیسٹنگ لیبارٹری کو برائے تجزیہ بھیجے جاتے ہیں۔ ادویات غیر معیاری ہونے کی صورت میں متعلقہ میڈیکل سٹوروں کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) جعلی ادویات کی تیاری اور فروخت کے خاتمے کے لئےDrugs Act 1976کے تحت اقدامات کئے جاتے ہیں، محکمہ صحت حکومت پنجاب نے اس ایکٹ کے تحت ڈرگز رولز 2007 بنائے ہیں۔اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ حکومت پنجاب نے جعلی ادویات کی روک تھام کے لئے جامع پروگرام ترتیب دیا ہوا ہے جس میں صوبہ بھر کے ڈرگ انسپکٹروں کی کارروائی کو کمپیوٹرائزڈ کیا جائے گا۔ پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ کے تعاون سےDrug Inspection Monitoring Evaluation (DIME) سسٹم متعارف کروا دیا گیا ہے۔ جس پر مرحلہ وار عملدرآمد شروع ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ صوبے کے تمام ڈرگ انسپکٹروں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ ادویات کی سٹوریج کے لئے تمام ممکنہ کارروائیوں کو یقینی بنایا جائے۔ مزید برآں ڈرگ انسپکٹروں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ اپنے ایریا میں موجود تمام میڈیکل سٹورز، ڈسٹری بیوٹرز اور فارمیسز کو چیک کر کے اس کی رپورٹ محکمہ صحت کو بھیجے۔ادویات کا معیار بہتر بنانے کے لئے پنجاب ڈرگ رولز 2007 میں ضروری اقدامات کئے گئے ہیں۔

پنجاب میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریز لاہور اور ملتان میں کام کر رہی ہیں جنوری2012 سے لے کر اپریل2013 تک41028 ادویات کا تجزیہ کیا گیا۔ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری لاہور کے لئے198 ملین روپے کا بجٹPC-I منظور کیا گیا جس کی مدد سے لیبارٹری کو upgrade کرنے کے لئے جدید تحقیقاتی آلات / مشینری خریدی جا رہی ہے جس سے ادویات کا بہتر طریقے سے تجزیہ ہو سکے گا۔اس کے علاوہ صوبہ میں چار مزید نئی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریز راولپنڈی، بہاولپور، فیصل آباد اور سرگودھا میں بنائی جا رہی ہیں۔مزید برآں حکومت پنجاب کے تعاون سے پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت سندر انڈسٹریل اسٹیٹ لاہور میںBio equivalence کی لیبارٹری بھی تیار کی جائے گی۔

(ج) ڈرگ ایکٹ1976 کے تحت قیمتیں مقرر کرنے کا اختیار وفاقی حکومت کے پاس ہے، وفاقی سطح پر قائم مرکزی ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی کی ذمہ داری ہے جبکہ ادویات کی سیل اور کوالٹی کنٹرول کرنا وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ وفاقی حکومت(ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی آف پاکستان)ادویات کیManufacturing Retail Price کا تعین

کرتی ہے اور کسی بھی کمپنی یا شخص کو اس مقرر کردہ قیمت سے زیادہ قیمت پر ادویات فروخت کرنے کی اجازت نہیں۔

(د) حکومت پنجاب نے جعلی ادویات کی روک تھام کے لئے جامع پروگرام ترتیب دیا ہوا ہے جس میں صوبہ بھر کے ڈرگ انسپکٹروں کی کارروائی کو کمپیوٹرائزڈ کیا جائے گا۔ پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ کے تعاون سے Drug Inspection Monitoring Evaluation سسٹم متعارف کروادیا گیا ہے جس پر مرحلہ وار عملدرآمد شروع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ صوبے کے تمام ڈرگ انسپکٹروں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ ادویات کی سٹوریج کے لئے تمام ممکنہ کارروائیوں کو یقینی بنایا جائے۔ مزید برآں ڈرگ انسپکٹروں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ اپنے ایریا میں موجود تمام میڈیکل سٹورز، ڈسٹری بیوٹرز اور فارمیسیز کو چیک کر کے اس کی رپورٹ محکمہ صحت کو بھیجے۔ ادویات کا معیار بہتر بنانے کے لئے پنجاب ڈرگ رولز 2007 میں ضروری اقدامات کئے گئے ہیں۔ مزید برآں صوبہ بھر میں ڈرگ انسپکٹر کی خالی پوسٹوں پر تعیناتی کی جارہی ہے۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ بھی فارماسسٹ کی نئی بھرتی کی جارہی ہے۔ صوبہ بھر کے ہسپتالوں میں ڈرگز انفارمیشن سنٹر، پوائزن کنٹرول سنٹر اور Pharma Co Vigilance سنٹرز کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے۔ صوبہ بھر کے تمام ہسپتالوں میں پچاس بیڈز پر ایک فارماسسٹ تعینات کیا جائے گا جس سے ادویات کی کارکردگی اور کوالٹی کو مزید بہتر طریقے سے دیکھا جا سکے گا۔ ادویات کی ترسیل کا نظام اور ہسپتالوں میں Pharmacy services کے نظام کو مزید بہتر بنایا جا سکے گا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے وزیر صحت اور سیکرٹری صحت کی ایک کمیٹی بھی بنائی ہے جو کہ صوبہ میں ادویات کے بہتر کنٹرول کے لئے بہتر نظام Restructuring of Drugs Control Mechanism in Punjab کے لئے بھی تجاویز تیار کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ ڈرگ انسپکٹروں کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے ان کی ٹریننگ کا اہتمام بھی کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بتائیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے میرے سوال کا جواب بڑی تفصیل کے ساتھ دیا ہے کہ یہ جعلی ادویات کی روک تھام اور ان کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے کا کیا لائحہ عمل اپنا رہے ہیں اور یہ بڑا تسلی بخش جواب ہے۔ اس میں میں ضمنی سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی پنجاب میں بے شمار میڈیکل

سٹور ایسے ہیں جہاں expired ادویات پر دوبارہ چٹیں لگا کر فروخت کی جارہی ہیں جو کہ جان لیوا ثابت ہوتی ہیں۔ میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ اس بارے میں محکمہ کیا اقدامات کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! انہوں نے بہت اچھا سوال کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت اچھا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! کیونکہ یہ ایک issue ہے. I will say that this is a very good question. میں جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس پر بڑا سخت ایکشن لیا ہے جس کی تفصیل میں آپ کو دے رہا ہوں۔ First of all ہر تحصیل کی سطح پر ایک ڈرگ انسپکٹر ہے اگر یہ ٹوٹل تعداد پوچھیں گے تو میں وہ بھی بتادوں گا۔ ہر ہسپتال میں ایک Pharmacist ہے اس کے علاوہ وہاں پر ڈپٹی ڈرگ کنٹرولر، ڈرگ کنٹرولر as well as Chief Drug Controller ڈیپارٹمنٹ میں کام کر رہے ہیں۔ جہاں تک انہوں نے پوچھا ہے ہم اس کو بڑا ہی serious لے رہے ہیں۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ from January 2013 to July 2013 تک 2713 چالان کئے ہیں۔ جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی بات درست ہے کہ بہت سی جگہوں پر ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے 1702 کیس کا ڈرگ کورٹ کے ذریعے فیصلہ ہوا ہے کیونکہ اس کے لئے ایک علیحدہ کورٹ بنائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ جو ان پر fine impose کیا گیا ہے وہ علیحدہ ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے سالوں میں No. of Challans, 5449 ہیں 11-2010 اور 2012 میں 5297 total cases decide ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ 2010 میں جو fine impose کیا گیا ہے میرے پاس اس کی different details ہیں۔ جرمانہ متعلقہ عدالتوں یعنی ڈرگ کورٹس کے ذریعے ہوتا ہے اور پھر یہ وفاقی حکومت کے پاس جمع کروایا جاتا ہے لیکن we are very serious اس پر ہمارا deep concern ہے اور ہم اس پر steps لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ بڑا serious matter ہے آپ کو اس کا بڑا سختی سے notice لینا چاہئے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میں نے آپ کے حکم کے مطابق ہر ایک چیز کا علیحدہ علیحدہ تفصیلاً جواب دیا ہے تاکہ کسی چیز کی تشنگی نہ رہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترم!جن کا سوال ہے ذرا ان کو بات کرنے دیں۔آپ کی مہربانی۔ سوال ابھی بہت زیادہ ہیں اگر آپ ضمنی سوال زیادہ کریں گے تو جنہوں نے سوالات دیئے ہوئے ہیں ان کا حق مارا جائے گا۔ جی، کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر!وزیر صاحب نے جو بتایا ہے وہ ماشاءاللہ بڑا اچھا قدم ہے۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دوائیوں والی ایک ایسی مد ہے کہ یہاں ادھار نہیں ہے اور ہر مریض کو نقد پیسے دینے پڑتے ہیں چاہے وہ کوئی چیز فروخت ہی کیوں نہ کرے۔سب کی یہی خواہش ہو گی کہ اچھی اور معیاری دوائیاں ملیں۔اس میں میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت کا کوئی ایسا work plan ہے کہ تمام میڈیکل سٹوروں کے کیش میمو کو بھی computerize کیا جائے تاکہ مہنگی ادویات فروخت نہ کر سکیں؟

جناب سپیکر:اس کا کوئی mechanism ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!بالکل اس کا mechanism ہے۔اس میں special instructions دی گئی ہیں کہ ڈاکٹر جو بھی medicines لکھتے ہیں۔ میڈیکل سٹور والے اس کا Bill دیں۔ ہم اس بارے میں کام کر رہے ہیں تاکہ یہ online اور computerize بھی ہو اور daily کا ریکارڈ مل سکے۔

محترمہ نجمہ بیگم:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کے ساتھیوں کے باقی سوالات ہیں۔آپ مہربانی کریں۔اب اگلا سوال بھی احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!سوال نمبر 41 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے ہسپتالوں کی ایمرجنسیز کو وسیع کرنے کی تفصیلات

*41:جناب احمد شاہ کھگہ: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام بڑے ٹیچنگ و نان ٹیچنگ ہسپتالوں کے شعبہ حادثات میں ادویات سمیت تمام سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ لاہور شہر کے تمام بڑے ہسپتالوں کی ایمرجنسیز میں ایک بیڈ پر دو دو، تین تین مریض پڑے ہوتے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ پنجاب کے تمام بڑے ٹیچنگ و نان ٹیچنگ ہسپتالوں بالخصوص لاہور کے ہسپتالوں کی emergencies کو وسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام بڑے ٹیچنگ و نان ٹیچنگ ہسپتالوں کے شعبہ حادثات میں ادویات سمیت تمام سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

(ب) یہ کسی حد تک درست ہے کہ بے انتہا رش کی وجہ سے ایک بیڈ کی عدم دستیابی کی وجہ سے ایمرجنسی علاج معالجہ کی سہولت بہم پہنچانے کے لئے ایک بیڈ پر ایک سے زائد مریضوں کو لٹانا پڑتا ہے، تاکہ مریضوں کی جان کو کوئی خطرہ نہ ہو۔ جونہی مریض کی حالت بہتر ہوتی ہے اس کو یا تو ڈسچارج کر دیا جاتا ہے یا پھر مزید علاج کے لئے وارڈ میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

(ج) حکومت کی مسلسل کوشش ہے کہ مریضوں کو ایمرجنسی میں مناسب اور خاطر خواہ طبی سہولیات فراہم کی جائیں۔ اس وقت تمام ٹیچنگ ہسپتالوں کی ایمرجنسیز میں مریضوں کو بہترین طبی سہولیات مہیا کی جارہی ہیں۔ حکومت ہر وقت ہسپتالوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی سعی کرتی رہتی ہے۔ ایمرجنسیز کی توسیع کے بارے میں عرض ہے کہ حکومت نے ماضی قریب میں لاہور کے تمام تدریسی ہسپتالوں کی ایمرجنسیز کو وسعت دی ہے۔ تاہم حکومت کو کسی بھی ہسپتال کی طرف سے ایمرجنسی کی وسعت کی تجویز موصول ہو گی تو اس کو منظوری کے لئے متعلقہ حکام کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال بولیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! جواب کے جز(ج) میں محکمہ نے بتایا ہے کہ حکومت ہر وقت ہسپتالوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ تاہم حکومت کو کسی بھی ہسپتال کی طرف سے ایمرجنسی کی توسیع کرنے کی کوئی تحریری درخواست یا تجویز موصول نہ ہوئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر ہسپتال انتظامیہ کو ایمرجنسی میں مریضوں کو درپیش تکلیف کا پتا نہیں یا انہیں فرصت ہی نہیں کہ لاچار مریضوں کی سہولت کے لئے اعلیٰ حکام کو درخواست ہی دے دیں تو کیا محکمہ صحت اپنے طور پر توسیع کرنے کا مجاز نہیں؟ حالانکہ یہاں پر تمام ایم پی ایز اور منسٹر صاحبان کو اس بات کا علم ہے کہ ہسپتالوں میں کتنا رش ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترم احمد شاہ کھگہ صاحب نے جو سوال کیا ہے اس میں یہ ہے کہ بعض اوقات عوامی نمائندوں کو ہم سے بھی زیادہ اپنے متعلقہ ہسپتال کے متعلق پتا ہوتا ہے۔ اس حوالے سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ اگر کوئی بھی ایمرجنسی شکایت وصول ہوتی ہے، ایمرجنسی سے مطلب کہ routine سے ہٹ کر ہوتا ہے تو اس کو بھی ہم fulfill کرنے کو تیار ہیں اور ہم یہ کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جو انہوں نے پہلے بھی بات کی تھی تو اس میں ڈرگ ایکٹ 2007 کے تحت فارمیسی کے سسٹم کو computerize کیا جا رہا ہے۔ شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال پر آ گئے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو اس کا جز (الف) ہے اس میں یہ ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام بڑے ٹیچنگ و نان ٹیچنگ ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں ادویات سمیت تمام سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں؟" اس کا جواب یہ ہے کہ "جی ہاں! یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام بڑے ٹیچنگ و نان ٹیچنگ ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں ادویات سمیت تمام سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔" یہ اس ایوان کے ساتھ اور ان ممبران کے ساتھ بہت زیادتی ہے کہ اس سوال کا جواب انہوں نے 'ہاں' میں دیا ہے آپ کسی بھی بڑے ٹیچنگ ہسپتال میں چلے جائیں۔۔۔ (شور و غل)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر خدانخواستہ کوئی accidental case آ جاتا ہے، آرتھو پیڈک کا مسئلہ ہوتا ہے تو وہاں پر ایمرجنسی کے اندر جو ڈاکٹر صاحبان ہوتے ہیں انہوں نے اپنے باہر ،

میں 'پھڑیا'لفظ استعمال کرنے لگا ہوں جو منڈی میں استعمال ہوتا ہے وہ 'پھڑیے' وہاں پر کھڑے کئے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی ٹانگ میں 20ہزار یا 25ہزار روپے کا rod لگنا ہے وہ بازار سے یا اس کے ذریعے سے جا کر منگوایا جاتا ہے پھر جا کر اسے operate کیا جاتا ہے نہیں تو وہ مریض آپریشن تھیٹر میں تڑپتا رہتا ہے، اس کا کوئی پُرسان حال نہیں۔ میں یہ بات اس وجہ سے کر رہا ہوں کیونکہ ان کے محکمہ کی طرف سے جو جواب آیا ہے، ان کا محکمہ اپنے دفتر میں بیٹھ کر اس طرح کے خوبصورت الفاظ تو لکھ سکتا ہے لیکن جو مریض مر رہے ہیں ان کو ہسپتالوں میں جا کر نہیں دیکھتا، ٹھنڈے AC کے کمروں میں بیٹھ کر جواب تو لکھ دیتے ہیں لیکن ground realities ان کو نہیں پتا، یہ کسی بھی ایمرجنسی میں چلے جائیں وہاں پر انہیں پتا چلے گا کہ مفت ادویات دی جا رہی ہیں یا وہاں پر مریض کی باقی کھال بھی اُتاری جا رہی ہے، یہ جائیں تو انہیں پتا چلے کہ ڈاکٹر اور دوسرا عملہ ان کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے؟

جناب سپیکر! 2002-07 کے دوران اگر کوئی مریض ہسپتال میں ایمرجنسی کی شکل میں جاتا تھا تو تین لاکھ روپے تک اس کا مفت علاج کیا جاتا تھا مگر اب وہاں پر شاید 3ہزار روپے مفت علاج کی سہولت تک بھی میسر نہیں۔ ایک تو یہ اس کا جواب دے دیں۔ دوسرا ضمنی سوال بھی میں ساتھ ہی کروں گا وہ یہ ہے کہ انہوں نے جز(ج) کے جواب میں یہ کہا ہے کہ 'لاہور کے تمام تدریسی ہسپتالوں کی ایمرجنسی کو وسعت دی گئی ہے۔' ان سے گزارش ہے کہ جن ہسپتالوں کے اندر وسعت دی گئی ہے، اس کی تفصیل بتا دیں۔ شکریہ

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ایک تو یہ ڈاکٹروں کی تذلیل کر رہے ہیں، یہ غلط بول رہے ہیں انہیں ڈاکٹروں کے بارے میں پتا ہی نہیں ہے، [*****]

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟ ایسے الفاظ کو جو انہوں نے [********] استعمال کئے ہیں ان کو کارروائی کا حصہ نہ بننے دیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: یہ غلط بات ہے، وہاں پر مفت علاج کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: متعلقہ منسٹر کو جواب دینے دیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر !گزارش یہ ہے کہ ٹھیک ہے آپ الفاظ حذف کروائیں ، محترمہ کس بات پر بول رہی ہیں، میں نے کون سی ایسی غلط بات کی ہے،اگر اس ایوان کو کوئیproper information نہیں دے گا تو کیا ہم اس کی تعریف کریں کہ انہوں نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے ؟

جناب سپیکر: جی، میں نے ان کو کہہ دیا ہے۔ میاں صاحب!آپ ضمنی سوال پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!ہم یہاں پر کسی سول بیوروکریسی کوprotect کرنے کے لئے نہیں بیٹھے، یہ ہمارا حق ہے کہ ہم اپنے سوال بھی کریں اوران کے ٹھیک جواب بھی مانگیں۔ یہ ہمارا حق بنتا ہے۔ یہ ہم پر احسان نہیں کرتے یہ ہماری عوام کیtax money ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: ذرا یہ بتائیں کہ کس ڈاکٹر نے بیس پچیس ہزار روپے لئے ہیں؟ یہ ڈاکٹروں پر الزام لگا رہے ہیں، ڈاکٹر ایسا نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: محترمہ !آپ کیا کر رہی ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: یہ ہماری عوام کے tax کے پیسے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: ہمارے سوال کا صحیح شکل میں جواب دینا ان کا فرض بنتا ہے اور سُننا ہمارا حق بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، درست ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: اگر یہ نہیں دیں گے تو پھر ہمیں یہ لفظ استعمال کرنے دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ ہم وزیر صاحب سے جواب لیتے ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: کوئی ڈاکٹر ایسا نہیں کرتا وہاں پر ایسے لوگ اپنے طور پر کھڑے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ !متعلقہ منسٹر صاحب کو جواب دینے دیں۔ آپ درمیان میںinterruption نہ کیا کریں، آپ کی مہربانی ہے۔ (قطع کلامیاں)

میں ان کو بھی کہتا ہوں کہ ضمنی سوال کی حد تک بات ہونی چاہئے۔ جی، منسٹر صاحب!ان کے سوال کا جواب دیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میاں محمد اسلم صاحب نے جو ضمنی سوال کیا ہے اس میں بہت واضح جواب ہے کہ "حکومت کی مسلسل کوشش ہے کہ مریضوں کو ایمرجنسی میں مناسب اور خاطر خواہ طبی سہولیات فراہم کی جائیں۔ اس وقت تمام ٹیچنگ ہسپتالوں کی emergencies میں مریضوں کو بہترین طبی سہولیات مہیا کی جا رہی ہیں۔ حکومت ہر وقت ہسپتالوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی سعی کرتی ہے۔" Emergencies کی توسیع کے بارے میں عرض ہے کہ "حکومت نے ماضی قریب میں لاہور کے تمام۔۔۔" میاں صاحب اس میں تمام کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں یہ کہوں گا کہ جب اس میں "تمام" کا لفظ آ گیا ہے تو اس میں جتنے بھی ٹیچنگ ہسپتال یا دوسرے ہیں سب کو کہا گیا ہے۔ دوسری بات میں یہ کہوں گا کہ ہمارے جتنے بھی محدود وسائل ہیں اس میں ہم ضروری ادویات اور ٹیسٹ وغیرہ definitely ان کو فری دیتے ہیں، تیسری بات جو انہوں نے خاص complaint کی ہے کہ ڈاکٹروں نے کچھ لوگ رکھے ہوئے ہیں۔ If there is any special or specific complaint then tell me I'll take action on that.

میاں محمد اسلم اقبال: آپ بھی کبھی مہربانی کر کے ہسپتالوں کا visit کر لیا کریں، ساری ذمہ داری ہم پر نہ ڈالا کریں۔ آپ بھی تھوڑی مہربانی کر لیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، کرنا چاہئے، وہ visit کر لیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ بھی سوال کرنا چاہوں گا کہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ تمام تدریسی ہسپتالوں کی ایمرجنسی کو وسعت دی گئی ہے آپ بتا دیں کہ جناح ہسپتال، سروسز ہسپتال، میو ہسپتال، گنگا رام ہسپتال میں کتنے فی بیڈ اضافہ کیا گیا ہے؟ شکریہ

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): میاں صاحب! یہ تو fresh question ہے آپ اس کو دوبارہ کر دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جواب میں درج ہے کہ لاہور کے تمام تدریسی ہسپتالوں کی ایمرجنسی کو وسعت دی گئی ہے۔ میں اس کی تعداد پوچھ رہا ہوں کہ فی بیڈ کتنا اضافہ کیا گیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): میں تعداد بتانے کو تیار ہوں۔ گنگارام ہسپتال میں50 بیڈز کا اضافہ کیا گیا ہے، اسی طرح میو ہسپتال میں70 بیڈز کا اضافہ کیا گیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: بوٹی آ گئی ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! مجھے تو بوٹی کا نہیں پتا کہ بوٹی سے کون کیسے کیسے پاس ہوتا ہے؟ بہر حال ان کو جو وسعت دی جا رہی ہے اس میں تمام ہسپتال شامل ہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہمیں اب آگے بڑھنا چاہئے۔ شکریہ۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! On his behalf.(معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ خود محنت کیا کریں۔ اچھی بات تو یہ ہے۔ دیکھیں آخر میں جنہوں نے سوال دیئے ہوئے ہیں میں ان کو کیا جواب دوں گا جب ان کا سوال نہیں آئے گا؟ آپ کی مہربانی۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! سوال نمبر80 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور: ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کا قیام ودیگر تفصیلات

*80: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاولپور میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کا قائم کیا جانا ایک مستحسن اقدام ہے اس میں کس کس گریڈ کے کتنے ملازم بھرتی کئے گئے ہیں؟

(ب) ان کی بھرتی کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا گیا نیز اس لیبارٹری میں اب تک کل کتنے ٹیسٹ کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ماضی میں مرکزی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کے حوالہ سے یہ مشہور تھا کہ لیبارٹری سٹاف اور دواساز کمپنیوں کی ملی بھگت سے جب بھی کوئی sample ٹیسٹنگ کے لئے آتا تھا عملہ فوراً کمپنی کو اطلاع دیتا تھا اور پھر مک مکا شروع ہو جاتا تھا اور رپورٹ اسی کی روشنی میں ترتیب پاتی تھی؟

(د) بہاولپور ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری نے ادویات کی درست ٹیسٹنگ اور مک مکا کو روکنے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ہ) اگر کوئی پرائیویٹ پریکٹشنر ڈاکٹر کی دوائی مشکوک ہو جائے تو مذکورہ لیبارٹری میں ٹیسٹ کروانے کے لئے کیا طریق کار اختیار کرنا چاہئے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) بہاولپور میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کا قیام ہو چکا ہے اور حکومت پنجاب کی طرف سے مندرجہ ذیل اسامیاں بھی منظور کر دی گئی ہیں:۔

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	تعداد اسامی
1۔	ڈائریکٹر	19	01
2۔	ڈپٹی ڈائریکٹر	18	01
3۔	فارماکالوجسٹ	18	01
4۔	اسسٹنٹ فارماسیوٹیکل کیمسٹ	17	01
5۔	مائیکروبیالوجسٹ	17	01
6۔	اکاؤنٹنٹ	11	01
7۔	لیب ٹیکنیشن	09	01
8۔	لیب اسسٹنٹ	05	01
9۔	لیب اٹینڈنٹ	02	01
10۔	نائب قاصد	01	02
11۔	سینیٹری ورکر	01	01
12۔	چوکیدار	01	01

مندرجہ بالا اسامیاں منظور ہو چکی ہیں تاہم حکومت پنجاب کی طرف سے نئی بھرتی پر پابندی عائد ہے جیسے ہی بھرتی پر سے پابندی ختم ہو گئی تو مذکورہ اسامیوں پر بھرتی کر دی جائے گی۔

(ب) ابھی تک کسی بھی قسم کی کوئی بھرتی نہ ہوئی ہے اور ٹیسٹنگ کا کام بھی ملازمین کی بھرتی کے بعد ہی شروع ہو گا۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ sample کی رپورٹ دوا ساز کمپنیوں اور لیبارٹری سٹاف کی ملی بھگت سے تیار کی جاتی تھی اور یہ بھی درست نہ ہے کہ پنجاب میں صرف ایک مرکزی ڈرگز ٹیسٹنگ لیبارٹری تھی بلکہ پنجاب میں دو ڈرگز ٹیسٹنگ لیبارٹریاں کام کر رہی ہیں جن میں سے ایک لاہور جبکہ دوسری چھ سال سے ملتان میں کام کر رہی تھی۔ تمام ادویات کے sample فارما کوپیا کے تحت دیئے گئے طریق کار اور official specification کے مطابق ٹیسٹ کئے جاتے ہیں۔ لیبارٹری میں باقاعدہ ایک Secrecy Cell ہے اور Analyst کو نمونہ جات fictitious نمبر لگا کر ٹیسٹ کرنے کے لئے بھجوائے جاتے ہیں اس لئے الزام بے بنیاد ہے۔

(د) لیبارٹری ابھی تک فنکشنل نہ ہو سکی ہے لہذا اس میں کسی بھی قسم کے کوئی بھی نہ تو ٹیسٹ ہو رہے ہیں اور نہ مک مکا ہو رہا ہے۔

(ہ) پنجاب ڈرگز رولز2007(رول نمبر13) کے مطابق کوئی شخص مقررہ فیس ادا کر کے ٹیسٹ کروا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گی کہ بہاولپور میں ڈرگز ٹیسٹنگ لیبارٹری کا قیام ایک مثبت اقدام ہے اس میں کس کس گریڈ کے کتنے ملازم بھرتی کئے گئے ہیں اور ان کی بھرتی کے لئے کیا طریق کار اپنایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ یہ نہ پڑھیں، آپ اس میں سے ضمنی سوال کریں۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ملازمین کی بھرتی کے لئے کیا طریق کار ہے؟

جناب سپیکر: جی، جو بھرتی کئے گئے ہیں ان کا طریق کار بتا دیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترمہ نے جواب پڑھا نہیں اس میں لکھا ہے کہ مندرجہ بالا اسامیاں منظور ہو چکی ہیں تاہم حکومت پنجاب کی طرف سے نئی بھرتیوں پر پابندی عائد ہے جیسے ہی بھرتی پر سے پابندی ختم ہو گی تو مذکورہ اسامیاں پُر کر دی جائیں

گی۔جہاں تک ان کی اس بات کا تعلق ہے یہ ایک جرمن آرگنائزیشن ہے جن کی وجہ سے بہاولپور کی ایک لیب ہے GTZان کی جرمن ٹیکنیکل کارپوریشن سے وہsanctionہو چکی ہے۔

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! This is one of the best laboratories in Bahawalpur. ہم نے ابھی بہاولپور میں لیبارٹری بنائی ہے اور بہت جلد وہاں پر سٹاف recruit کر کے بھیج دیا جائے گا تاکہ وہ working condition میں آجائے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کا ہے۔سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال نمبر 159 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی میں ڈائیلسز مشینیں ودیگر تفصیلات

*159: **محترمہ شمیلہ اسلم:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں ڈائیلسز کے لئے صرف چار مشینیں موجود ہیں۔جن میں سے ایک خراب ہے کیا حکومت مزید مشینیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا حکومت منشیات کے مریضوں کی بحالی کے لئے مذکورہ ہسپتال میں الگ وارڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) ڈی ایچ کیو وہاڑی میں کس کس مرض کے وارڈ موجود ہیں، ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) ہیپاٹائٹس کی روک تھام کے لئے ضلع وہاڑی میں کون کون سے اقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں ڈائیلسز کے لئے چار مشینیں فراہم کی گئی ہیں جن میں سے دو مشینیں خراب ہیں جبکہ دو مشینیں بالکل صحیح طور پر کام کر رہی ہیں اور مریضوں کو طبی سہولیات بہم پہنچا رہی ہیں۔مزید یہ کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں کڈنی سنٹر کی تعمیر کا کام مکمل ہو چکا ہے جس کے PC-I میں دو ڈائیلسز مشینوں کی فراہمی بھی شامل ہے۔حکومت

پنجاب نے کڈنی سنٹر کے ریونیو پورشن کے فنڈز مبلغ 49.00 ملین روپے بھی جاری کر دیئے ہیں اور کڈنی سنٹر کے لئے دو ڈائیلسز مشینیں اور دو سرامیڈیکل سامان 14-2013 میں خرید لیا جائے گا۔

(ب) منشیات کے مریضوں کی بحالی کے لئے ضلعی ہسپتال وہاڑی میں الگ وارڈ بنانے کی سکیم زیر غور نہ ہے۔تاہم منشیات کے مریضوں کو ضروری طبی سہولیات ہسپتال فراہم کر رہا ہے۔

(ج) مذکورہ ہسپتال میں مندرجہ ذیل وارڈز کام کر رہے ہیں۔

میڈیکل وارڈ، سرجیکل وارڈ، آرتھوپیڈک وارڈ، گائنی وارڈ، چلڈرن کمپلیکس، چلڈرنICU، آئی وارڈ، ENTوارڈ، کارڈیالوجی وارڈ، ایمرجنسی وارڈ، یورالوجی وارڈ (ڈائیلسز یونٹ) تھیلیسیمیا یونٹ۔

(د) حکومت پنجاب کے ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے تحت ضلعی ہسپتال وہاڑی میں ہیپاٹائٹس بی کی ویکسین تمام عوام کو مفت فراہم کی جارہی ہے۔ہیپاٹائٹس بی اور ہیپاٹائٹس سی کے مریضوں کے علاج کے لئے مفت ادویات وعلاج مہیا کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں ڈائیلسز کے لئے چار مشینیں فراہم کی گئی ہیں جن میں سے دو مشینیں خراب ہیں جبکہ دو مشینیں بالکل صحیح طور پر کام کر رہی ہیں۔" میرا ضمنی سوال خراب مشینوں کے حوالے سے ہے کہ جو دو مشینیں خراب ہیں کیا حکومت انہیں بیچنے کا ارادہ رکھتی ہے یا اس کو صحیح کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر تو صحیح کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہی ہیں کہ یہ دو مشینیں جو خراب ہیں حکومت ان کو بیچنے کا ارادہ رکھتی ہے یا ان کو ٹھیک کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ٹھیک کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کتنے عرصہ میں درست کروائی جائیں گی؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں محترمہ کی information کے لئے ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر چار مشینیں تھیں اب ہم چھ مشینیں کر رہے ہیں تاکہ وہاں پر زیادہ مشینیں ہوں اور جو دو خراب مشینیں ہیں ان کے بھی احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں ان کو ٹھیک کروا کر فنکشنل حالت میں لایا جائے گا لیکن میں یہ on the floor of the

House کہہ رہا ہوں کہ ہم وہاں پر چھ مشینیں کر رہے ہیں تاکہ مریضوں کو اور زیادہ compliance مل سکے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! اسی سوال کے دوسرے حصہ میں کہا گیا ہے کہ کڈنی سنٹر کے ریونیو پورشن کے لئے تقریباً 49 ملین روپے جاری کر دیئے گئے ہیں اور کڈنی سنٹر کے لئے دیگر میڈیکل سامان بھی 14-2013 تک خریدا جائے گا۔ میرا سوال یہ ہے کہ مالی سال 14-2013 تو شروع ہو چکا ہے، بجٹ بھی approve ہو چکا ہے اب حکومت کتنے دنوں تک یہ کام مکمل کر لے گی؟ latest position سے آگاہ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جب یہ بجٹ میں شامل ہے تو یقیناً اس پر انہوں نے کام شروع کرنا ہی ہے۔ بی بی ٹائم تو لگتا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! وزیر موصوف اس کی latest position بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کی latest position بتائیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! پہلے تو یہ جو انہوں نے مشینوں کی مرمت کی بات کی ہے، ہم نے اسی ٹھیکیدار کو کہہ دیا ہے کہ وہ مشینوں کو ٹھیک کر کے دے۔ دوسرا ہماری اپنی بھی یہ کوشش ہے کہ Healthy Punjab Programme کو عملی شکل دی جائے۔ یہ پروگرام ابھی حال ہی میں شروع ہوا ہے ایک یا دو ماہ کے اندر اس کو ہم functional کر دیں گے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (د) میں بتایا گیا ہے کہ "حکومت پنجاب کے ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے تحت ضلعی ہسپتال وہاڑی میں ہیپاٹائٹس کی ویکسین عوام کو مفت فراہم کی جا رہی ہے"۔ یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب اس مرض کو صوبے سے ختم کرنے کے لئے ہر ممکن اقدامات کر رہی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ وہاڑی میں ہیپاٹائٹس کے مریضوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے جن میں سے غرباء کی تعداد زیادہ ہے۔ میں صرف یہ جاننا چاہتی ہوں کہ کیا یہ جو ادویات فراہم کی جا رہی ہیں یہ ماہانہ بنیادوں پر مریضوں کو دی جا رہی ہیں یا صرف out door patients کو دی جاتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر! محترمہ شمیلہ اسلم نے وہاڑی میں ہیپاٹائٹس کے متعلق جو سوال پوچھا ہے اس کے بھی دو حصے ہیں۔اس وقت ہیپاٹائٹس کی کئی اقسام ہیں جس میں "اے، بی، سی، ڈی اور ای" بھی شامل ہیں ۔ کچھ ہیپاٹائٹس پانی کے ذریعے جبکہ ہیپاٹائٹس "بی" اور "سی" خون کے ذریعے یا آلات جراحی کے ذریعے شامل ہوتا ہے۔اس سلسلے میں اگر واقعی کوئی ہیپاٹائٹس کا مریض ہے تو سب سے پہلے مریض کو رجسٹرڈ کیا جاتا ہے پھر اس کے بعد اس کا کورس مکمل کروایا جاتا ہے تاکہ مریض مکمل طور پر صحت یاب ہو جائے۔اس کے علاوہ میں آپ کی وساطت سے محترمہ سے بھی request کر رہا ہوں کہ ہم اس سلسلے میں دوبارہ Awareness Programme شروع کر رہے ہیں، جیسے sanitation ہے، nutrition ہے These are the causes of Hepatitis A, B, C and D اس پر بھی ہم preventive measures لے رہے ہیں کیونکہ اگر یہ ساری چیزیں ٹھیک ہوں گی تو ہیپاٹائٹس کا مرض کم ہو جائے گا۔جتنے بھی ہمارے پاس رجسٹرڈ مریض ہیں ان کو ہم ادویات فراہم کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ تمام MPAs fully empowered ہیں کہ یہ کسی بھی ہسپتال میں جا کر دورہ کر سکتے ہیں۔اگر کہیں پر کوئی special complaint ہے تو یہ ہمارے علم میں لائیں ہم اس کو بھی fulfil کریں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری آپ سے گزارش ہے کہ وہ معزز ممبران جنہوں نے اپنے سوالات کے لئے محنت کی ہے ان کی باری نہیں آئے گی اور وہ یہاں پیش نہیں ہو سکیں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم اور متعلقہ سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کے اندر Hepatitis Awareness Campaign کا بھی کوئی حصہ ہے کیونکہ ہیپاٹائٹس پھیلنے میں سب سے بڑا cause یہی ہے کہ عوام کو اس بارے میں awareness نہیں ہے کہ یہ کیوں پھیل رہا ہے؟

جناب سپیکر:جتنی بات انہوں نے پوچھی ہے آپ بھی اتنا ہی جلدی سے جواب دے دیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر! میں نے جس طرح پہلے بھی کہا ہے کہ ہم نے Hepatitis Awareness Programme شروع کیا ہوا ہے۔ابھی تھوڑے دن پہلے بھی ہم نے ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ کے آفس سے ایک شعوری پروگرام ترتیب دیا ہے۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order in the House.

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! ابھی چند دن پہلے میں نے خود اس walk کی قیادت بھی کی تھی بے شک یہ symbolic ہوتی ہے لیکن اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ لوگوں تک شعوری پروگرام پہنچ جائے۔اس کے علاوہ یہ جو preventive measures ہیں یہ بھی اسی زمرے میں ہی آتے ہیں تاکہ لوگوں کو اس بات کا شعور حاصل ہو جائے اور ہیپاٹائٹس زیادہ نہ پھیل سکے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال نمبر 160 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں تھیلیسیمیا کے مریضوں کے لئے موجود سہولیات کی تفصیلات

*160: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے لئے ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں کتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے، کیا حکومت اسے بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے علاج کے لئے کیا مذکورہ ہسپتال میں لیبارٹری کی سہولت موجود ہے؟

(ج) اس مرض کا شکار بچوں کے لئے مذکورہ ہسپتال میں کون کون سی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں؟

(د) کیا مذکورہ ہسپتال میں ان بچوں کے لئے الگ وارڈ بنایا گیا ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو یہاں موجود ڈاکٹر اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد اور ناموں سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے علاج کے لئے ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں دوران سال 13-2012 ریگولر بجٹ سے تقریباً ایک لاکھ روپے کی ادویات خریدی گئیں جبکہ موجودہ مالی سال میں ضرورت کے مطابق اس میں اضافہ کر دیا جائے گا۔

(ب) تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے علاج کے لئے ضلعی ہسپتال وہاڑی میں لیبارٹری کی سہولت موجود ہے۔

(ج) اس مرض کے شکار بچوں کے لئے مذکورہ ہسپتال میں مفت ادویات، بلڈ ٹرانسفیوژن اور دیگر علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔

(د) ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے علاج کے لئے علیحدہ سے وارڈ (چھ بیڈز) موجود ہے۔ تھیلیسیمیا سنٹر کے لئے مختص لیڈی ڈاکٹر کی پوسٹ حال ہی میں خالی ہوئی ہے۔ جبکہ اس سیٹ کو پُر کرنے کے لئے انٹرویوز ہو چکے ہیں اور جلد ہی لیڈی ڈاکٹر تعینات ہو جائیں گی۔ مزید سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:

سٹاف نرسز	02	(نغمانہ نور + انیلہ منظور)
لیبارٹری ٹیکنیشن	02	(محمد سرفراز + حسنین سبحانی)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ "تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے علاج کے لئے ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی میں 13-2012 میں ریگولر بجٹ سے تقریباً ایک لاکھ روپے کی ادویات خریدی گئی ہیں اور حکومت اس میں مزید اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔" میں سمجھتی ہوں کہ وہاڑی میں تھیلیسیمیا کے حوالے سے جو مریض ہیں ان کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کیونکہ ایک لاکھ روپے کا بجٹ بہت کم ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ وہاڑی کے ڈی ایچ کیو میں ماہانہ تھیلیسیمیا کے کتنے مریض آتے ہیں اور کیا ایک لاکھ روپے کا پورا بجٹ استعمال ہوا ہے اور کیا مزید رقم کی بھی ضرورت پڑی ہے، حکومت اس رقم کو کس حد تک بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو اس کا rough estimate بتایا جائے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! اس کے لئے fresh question درکار ہے۔ محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ میں اس کی ساری تفصیل اپنے ڈیپارٹمنٹ سے لے کر محترمہ کو دے دوں گا کہ اس میں سے کتنی رقم استعمال ہوئی ہے اور اگر مزید رقم کی بھی ضرورت پڑی ہے تو اس کا کیا arrangement کیا گیا ہے؟ I will give the detailed answer.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:اللہ خیر کرے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان نے تھیلیسیمیا پر ایک resolution پاس کی تھی کہ نکاح نامہ میں ایک شق لگادی جائے کہ جو دونوں میاں بیوی بننے جا رہے ہیں وہ تھیلیسیمیا فری ہیں۔وہ ایک انتہائی اہم resolution تھی اس پر اب تک کیوں عمل نہیں ہوا؟

جناب سپیکر:یہ عمل وہ تو نہیں کروا سکتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب والا! یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے اور پچھلے tenure میں بھی تھیلیسیمیا پر بڑی بحث ہوئی تھی لیکن آج تک اس پر عمل نہیں ہوا۔ تھیلیسیمیا کے متعلق cousin marriages اور دوسرے جو مسئلے ہیں ان کے لئے یہ کتنا آسان کام ہے کہ اگر نکاح نامہ میں اس شرط کو لاگو کر دیا جائے کہ دونوں میاں بیوی تھیلیسیمیا فری ہیں۔یہ مسئلہ قوم کو خراب کر رہا ہے ایک ہفتے میں دو دو خون کی بوتلوں کی ضرورت ہوتی ہے اور parents بے چارے خون کے لئے منتیں کرتے پھرتے ہیں۔یہ صرف دو لاکھ، چار لاکھ کی بات نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر:اس سلسلے میں لوکل گورنمنٹ، لاء ڈیپارٹمنٹ بھی اس میں شامل ہوگا۔

شیخ علاؤالدین:آپ بجا کہہ رہے ہیں لیکن محکمہ صحت اس کو move تو کرے گا کیونکہ یہ problem تو محکمہ صحت کا ہے۔اس سلسلے میں محکمہ صحت نے اب تک اس پر کیا کام کیا ہے؟ لاکھ، دو لاکھ روپے میں تو ایک بچے کا علاج بھی نہیں ہو سکتا۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ جس طرح معزز ممبر نے بات کی کہ جتنے بھی نئے جوڑوں کی شادیاں ہونی ہیں کیا حکومت کے پاس اتنے وسائل ہیں کہ ان سب کے ٹیسٹ کروائے جائیں اور ان کو لیبارٹری کی سہولت مہیا کی جائے؟ اس پر اگر legislation کی ضرورت ہے تو کی جانی چاہئے۔یہ نہ ہو ایک طرف بارات آئی ہو اور دوسری طرف پولیس پکڑنے کے لئے آئی ہو۔

جناب سپیکر:بہت شکریہ۔اس میں بہت کچھ دیکھنا پڑے گا، ایسے نہیں ہو جاتا۔

شیخ علاؤالدین:جناب والا! اسی معزز ایوان نے Resolution پاس کی ہوئی ہے، آپ نے ایک اور مہربانی بھی کی تھی کہ شادی بیاہ کے لئے 10 بجے کا ٹائم مقرر کرنے کے معاملے میں میری Resolution

پاس کروائی تھی۔اس میں ہمیں کتنی دعائیں ملی ہیں، پہلے تو دو دو بجے تک شادیاں ہوتی تھیں۔ میں کہتا ہوں کہ کرنے کی نیت ہو تو ایک منٹ کا کام ہے اور اگر یہی سوچتے رہنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں یہ ساری ڈیوٹی آپ ہی کو نہ سونپ دوں؟ میں محکمہ کو کہتا ہوں کہ یہ ساری ڈیوٹی آپ کو سونپ دیں۔

شیخ علاؤالدین: یہ کرسی ابھی بھی ہمارے پاس ہے وہ بات نہیں ہے، آپ نے جہاں پر support دی ہے وہاں عوام کو فائدہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات اچھی ہے لیکن اس میں آپ کو مل بیٹھ کر کچھ کرنا پڑے گا۔

شیخ علاؤالدین: میری تو سب ہی باتیں اچھی ہیں آپ عمل کروادیں۔

جناب سپیکر: تھوڑی سی محنت کرنی پڑے گی کیونکہ اس میں لوکل گورنمنٹ اور لاء ڈیپارٹمنٹ دونوں involve ہیں۔آپ کیا کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! لاء ڈیپارٹمنٹ میں اگر کسی کے بچے کو تھیلیسیمیا ہو گیا تو پتا چل جائے گا۔

جناب سپیکر: اس پر legislation ضروری ہے، آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال جناب جاوید اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! On his behalf.(معزز ممبر نے جناب جاوید اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 287 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ملتان: لیڈی ہیلتھ ورکرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*287: **جناب جاوید اختر:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں کل کتنی لیڈی ہیلتھ ورکرز کام کر رہی ہیں؟

(ب) 2009 سے 2012 تک کتنی نئی ہیلتھ ورکرز کو بھرتی کیا گیا؟

(ج) ان کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

(د) کیاان لیڈی ہیلتھ ورکرز نے مذکورہ بالا عرصہ کے دوران اپنا ٹارگٹ حاصل کیا مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ضلع ملتان میں لیڈی ہیلتھ ورکرز کی کل تعداد 2002 ہے۔

(ب) جولائی 2010 میں 371 لیڈی ہیلتھ ورکرز کو بھرتی کیا گیا۔

(ج) لیڈی ہیلتھ ورکرز نیشنل پروگرام برائے خاندانی منصوبہ بندی وبنیادی مرکز صحت کے تحت ماہانہ 8ہزار روپے مخصوص تنخواہ اور اس میں سالانہ 100 روپے کا اضافہ ہوتا ہے جو کہ ان کو باقاعدگی سے ملتی ہے۔ان کی سہولت کی خاطر ان کی جائے تقرری ان کے رہائشی علاقہ میں ہوتی ہے۔

(د) جی ہاں! ان لیڈی ہیلتھ ورکرز نے اپنا مطلوبہ ٹارگٹ کامیابی سے حاصل کیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

Contraceptive Prevalence Rate (C.P.R):	44 percent
Routine EPI Coverage:	91 percent
Tetanus Taxied (TT):	95 percent
Anti Natal Care (ANC):	91 percent
Skilled Birth Attendant (SBA):	71 percent

انہوں نے نہ صرف ٹارگٹ کو حاصل کیا ہے بلکہ ان کو مقررہ حد سے اوپر لے گئی ہیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے گھر گھر جا کر ماں اور بچے کی صحت کے حوالے سے اپنے فرائض پوری جاں فشانی اور محنت سے ادا کئے ہیں انہوں نے پولیو مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جس کی وجہ سے ضلع ملتان عرصہ چار سال سے پولیو فری ہے۔اس کے علاوہ ضلع ملتان میں ڈینگی وائرس کی روک تھام اور آگاہی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جس کی وجہ سے ملتان میں ڈینگی وائرس کو روکنے میں مدد ملی۔اس کے علاوہ ہنگامی بنیادوں پر لگائی جانے والی ڈیوٹی جس میں الیکشن مہم، محرم الحرام، سیلاب اور دیگر احکامات شامل ہیں تمام کو نہایت خوش اسلوبی سے سر انجام دیتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب والا!انہوں نے جواب کے جز(د) میں کہا ہے کہ "جی، ہاں!ان لیڈی ہیلتھ ورکرز نے اپنا مطلوبہ ٹارگٹ کامیابی سے حاصل کیا ہے۔"اس میں انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ Routine EPI Coverage: 91 percent تھی۔ میں کہتی ہوں کہ یہ figures ٹھیک نہیں ہیں کیونکہ measles کی وباء اس طریقے سے پھوٹی ہے کہ اگر EPI Coverage: 91 percent ہوتی جو کہ ایک standardized programme of immunization ہے تو پھر measles کی وباء اس حد تک نہ پھیلتی۔ دوسرا جو انہوں نے Anti Natal Care (ANC): 91 percent کا لکھا ہوا ہے کہ 91 percent coverage کی گئی ہے اب بھی ہمارا جو maternal mortality rate ہے 261 that is one of the highest in world that is about maternal deaths ہوتی ہیں اور per one lac live births میں سمجھتی ہوں کہ جو یہ کارکردگی بتائی گئی ہے حقیقت میں ایسی نہیں ہے لہذا آپ کے توسط سے التماس ہے کہ اسے چیک کریں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!اسے چیک کریں اگر محکمے نے غلط رپورٹ دی ہے تو پھر اس کا notice لیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ 91 فیصد بھی غلط ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! کچھ جگہوں پر cure rate اس سے بھی زیادہ ہے لیکن پھر بھی میں اسے چیک کر کے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال بھی جاوید اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 288 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب جاوید اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ملتان: سال2009 سے2012 کے دوران نئے بنائے گئے ہسپتالوں کی تفصیلات

*288: جناب جاوید اختر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2009 سے2012 تک ضلع ملتان میں کتنے نئے ہسپتال کہاں کہاں تعمیر کئے گئے؟

(ب) ان میں سے کتنے ہسپتال مکمل ہو چکے ہیں اور ان کے لئے سٹاف بھرتی کر لیا گیا ہے؟

(ج) ان پر کل کتنے اخراجات آئے، علیٰحدہ علیٰحدہ ہسپتال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) کتنے ہسپتال اس وقت چالو حالت میں ہیں اور کب سے؟

(ہ) ان ہسپتالوں میں مریضوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع ملتان میں مندرجہ ذیل نئے ہسپتال تعمیر کئے گئے ہیں:۔

ملتان جنرل ہسپتال (میاں محمد شہباز شریف جنرل ہسپتال) ملتان	ملتان شہر
ماڈرن برن یونٹ نشتر ہسپتال ملتان	ملتان شہر
تکمیل عمارت ڈی ایچ کیو ہسپتال برائے کڈنی سنٹر ملتان	تحصیل ملتان صدر
دیہی مرکز صحت میراں ملما	تحصیل جلال پور پیر والا
سید فیض مصطفیٰ گیلانی بی ایچ یو حامد پور کنورہ	تحصیل ملتان صدر

(ب) دیہی مرکز صحت میراں ملما اور بنیادی مرکز صحت سید فیض مصطفیٰ گیلانی کی عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں اور ان کی منظور شدہ اسامیوں پر سٹاف بھرتی کر لیا گیا ہے جبکہ کڈنی سنٹر اور برن یونٹ کی عمارات تعمیر کے آخری مراحل میں ہیں۔ میاں محمد شہباز شریف جنرل ہسپتال ملتان کی عمارت 80 فیصد مکمل ہو چکی ہے اور باقی ماندہ کام تیزی سے جاری ہے۔

(ج) ضلع ملتان میں ہسپتالوں کی تعمیر پر درج ذیل اخراجات آئے ہیں۔

تعمیر ملتان جنرل ہسپتال (میاں محمد شہباز شریف جنرل ہسپتال) ملتان	170.000 ملین روپے
ماڈرن برن یونٹ نشتر ہسپتال ملتان	239.809 ملین روپے
تکمیل عمارت ڈی ایچ کیو ہسپتال برائے کڈنی سنٹر ملتان	276.800 ملین روپے
دیہی مرکز صحت میراں ملما	42.866 ملین روپے
سید فیض مصطفیٰ گیلانی بی ایچ یو حامد پور کنورہ	

(د) درج ذیل ہسپتال چالو حالت میں ہیں:۔

دیہی مرکز صحت میراں ملما	مورخہ 2012۔12۔13 سے
سید فیض مصطفیٰ گیلانی بی ایچ یو حامد پور کنورہ	مورخہ 2011۔12۔29 سے

(ہ) تعمیر شدہ ہسپتالوں / سنٹرز میں درج ذیل سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔

دیہی مرکز صحت میراں ملہا تمام سیکنڈری کیئر ہیلتھ سروسز بشمول Indoor OPD اور Preventive سروسز بی ایچ یو سید فیض مصطفیٰ گیلانی حامد پور کنورہ تمام پرائمری کیئر ہیلتھ سروسز بشمول OPD اور preventive سروسز

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس میں جتنا سٹاف hire کیا گیا۔ کیا وہ پورا hire ہو گیا ہے؟ مزید برآں مشینری اور equipment کتنے کا خرید اگیا ہے؟

جناب سپیکر: مشینری؟

ڈاکٹر مراد راس: ان ہسپتالوں کے لئے مشینری اور equipment کتنے کا خرید اگیا؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ purely ڈسٹرکٹ ملتان کا سوال ہے۔ اس کی تفصیل جز (ج) میں لکھی گئی ہے کہ کتنے اخراجات آئے ہیں۔ تعمیر جنرل ہسپتال (میاں محمد شہباز شریف جنرل ہسپتال) ملتان 170.000 ملین روپے، ماڈرن برن یونٹ نشتر ہسپتال ملتان 239.809 ملین روپے، تکمیل عمارت ڈی ایچ کیو ہسپتال برائے کڈنی سنٹر ملتان 276.800 ملین روپے، دیہی مرکز صحت میراں ملہا 42.866 ملین روپے اور آپ نے جو مشینری کا پوچھا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ جب ہسپتال کہ تعمیر مکمل ہو جاتی ہے تو اس کے بعد مشینری مہیا کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کل کتنا سٹاف hire کیا گیا ہے؟ کیونکہ مجھے information ملی ہے کہ سٹاف پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بتائیں کہ کتنا سٹاف hire کیا گیا ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس وقت وہاں 80 فیصد سے زیادہ سٹاف موجود ہے لیکن اگر آپ مجھے ٹائم دیں تو میں ڈیپارٹمنٹ سے consult کر کے ابھی تھوڑی دیر میں I will tell you the exact figures

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس پر میرا ایک comment ہے صرف ایک سیکنڈ لگے گا بتایا گیا ہے کہ یہاں مفت ادویات دی جا رہی ہیں لیکن میری information کے مطابق یہاں مفت ادویات نہیں دی جا

رہیں لہذا اس information میں amendment ہونی چاہئے کہ یہاں مفت ادویات نہیں دی جا رہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کا سختی سے notice لیں۔ اگر جواب دیا گیا ہے کہ مفت ادویات دی گئی ہیں اور ثابت ہو جائے کہ نہیں دی گئیں تو پھر آپ کو اس کا stern action لینا پڑے گا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ڈاکٹر مراد راس صاحب نے جو پہلے سوال کیا تھا میں آپ کی اجازت سے اس کا بھی جواب دینا چاہتا ہوں کہ BHU اور RHC میں سٹاف کی کم سے کم تعداد 11 سے 18 افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ جو آپ نے دوسرا حکم دیا ہے کہ مفت ادویات کے بارے میں پوچھا جائے تو اگر کوئی particularly complaint ہے تو

I will look into that and I will give you the answer.

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔ (شور وغل)

گپ شپ کے لئے لابی موجود ہے جن صاحبان نے گپ شپ لگانی ہے وہ گپ شپ کے لئے جا سکتے ہیں بڑی مہربانی۔ اس معزز ایوان کا ایک سیکنڈ بھی ضائع نہ ہونے دیں۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میرے سامنے جو کھڑے ہیں اور جنہوں نے جواب دینا ہے میں ان کی بات کر رہا ہوں۔ جی، فیضان صاحب!

جناب فیضان خالد ورک: سوال نمبر 322 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کا عرصہ تعیناتی و دیگر تفصیلات

*322: **جناب فیضان خالد ورک:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ کے سرکاری ہسپتالوں میں کتنے ڈاکٹر ہیں جو عرصہ دس سال سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں کیا یہ قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی نہ ہے؟

(ب) ان ہسپتالوں میں کتنے ایسے ڈاکٹر ہیں جو انتظامی عہدوں پر عرصہ پانچ سال سے زاید ایک ہی جگہ پر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا حکومت ان ڈاکٹروں کو فوری طور پر یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں مندرجہ ذیل ڈاکٹر عرصہ دس سال سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں:۔
ڈاکٹر فاروق انور چودھری، چیف کنسلٹنٹ سرجن، ڈاکٹر قاضی محسن عظیم، چیف کنسلٹنٹ ENT سرجن، ڈاکٹر محمد نعیم قریشی، سرجن، ڈاکٹر خاور رفیق، سرجن، ڈاکٹر طاہر زبیر، APMO، ڈاکٹر افتخار احمد، APMO، ڈاکٹر عبدالباری، آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر محمد اسلم، APMO ڈاکٹر جاوید حسن جعفری، ماہر بے ہوشی، ڈاکٹر اقبال قریشی SMO، ڈاکٹر فضل الہیٰ شیخ، پرنسپل ڈینٹل سرجن

(ب) کوئی نہ ہے۔

(ج) یہ ڈاکٹر چونکہ انتظامی عہدوں پر تعینات نہ ہیں اور عوام کو بہترین طبی سہولیات بہم پہنچا رہے ہیں۔ ان کے خلاف کسی بھی قسم کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے لہذا عوام کی فلاح اور بہترین طبی سہولیات کی فراہمی کے لئے ان ڈاکٹروں کو یہاں سے ٹرانسفر نہ کیا جا رہا ہے تاہم کسی بھی شکایت کی صورت میں ان کو ٹرانسفر کر دیا جائے گا۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ میں نے سوال کے جز(الف) میں پوچھا تھا کہ عرصہ دس سال سے ادھر کتنے ڈاکٹر تعینات ہیں اور ان کا تبادلہ کب تک کیا جائے گا؟ انہوں نے صرف ڈاکٹروں کی تفصیل دی ہے لیکن یہ نہیں کہا کہ ان کو تبدیل کریں گے یا نہیں یا کب تک کریں گے؟ اس کے ساتھ ہی میرا دوسرا سوال ہے کہ اگر یہ دس سال تعیناتی قواعد وضوابط کے مطابق ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ یہ ذرا مجھے بتادیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترم فیضان خالد ورک نے جو سوال کیا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ اگر انتظامی عہدے پر ڈاکٹر نہ ہو تو وہ continue کر سکتا ہے اور اس کے لئے کوئی عرصہ متعین نہ ہے چونکہ یہ غیر انتظامی عہدہ ہوتا ہے اور جہاں تک انتظامی عہدہ ہے وہاں پر اس کی specific مدت ہوتی ہے۔ یہاں جتنے ڈاکٹروں کا لکھا گیا ہے یہ سارے انتظامی عہدوں پر نہیں بلکہ غیر انتظامی عہدوں پر ہیں اس لئے there is no specific period

MR SPEAKER: Is there any complaint against them?

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS /HEALTH (Mr Khalil Tahir Sindhu): No, sir.

جناب سپیکر: sorry then اگلا سوال بھی فیضان صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: سوال نمبر323 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال شیخوپورہ میں ڈاکٹروں کی خالی اسامیاں و دیگر تفصیلات

*323: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال شیخوپورہ میں اس وقت ڈاکٹروں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) اس وقت کتنے ڈاکٹر رخصت پر ہیں۔ان کے نام، عہدہ اور گریڈ سے آگاہ کریں؟

(ج) اس ہسپتال میں کتنے Specialist ڈاکٹر تعینات ہیں ان کے ناموں سے آگاہ کریں؟

(د) Eyes Specialist کتنے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور کون کون سے کب سے رخصت پر ہیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) اس وقت ڈی ایچ کیو ہسپتال شیخوپورہ میں ڈاکٹروں کی کل 68 اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) اس وقت کل پانچ ڈاکٹر رخصت پر ہیں جن کے نام عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ ڈاکٹر وجیہہ عباس، WMO۔ گریڈ17

2۔ ڈاکٹر صوفیہ طارق، گائناکالوجسٹ۔ گریڈ18

3۔ ڈاکٹر عمبر شفیق WMO۔ گریڈ17

4۔ ڈاکٹر مونا سجاد، WMO۔ گریڈ17

5۔ ڈاکٹر محمد نعیم ارشد، میڈیکل آفیسر، گریڈ17

(ج) اس وقت مذکورہ ہسپتال میں کل 21 سپیشلسٹ کام کر رہے ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

ڈاکٹر فاروق انور چوہدری، چیف کنسلٹنٹ سرجن، ڈاکٹر قاضی محسن عظیم، چیف کنسلٹنٹ ENT سرجن ڈاکٹر بابر امین، چیف کنسلٹنٹ فزیشن، ڈاکٹر محمد نعیم قریشی، سرجن ڈاکٹر خاور رفیق، سرجن، ڈاکٹر نعیم ہاشمی، آرتھوپیڈک سرجن، ڈاکٹر عبد الرؤف، آرتھوپیڈک سرجن، ڈاکٹر توصیف کامران، سکن سپیشلسٹ، ڈاکٹر شمس الاسلام، یورالوجسٹ، ڈاکٹر پرویز، ٹی پی سپیشلسٹ ڈاکٹر اسرار الحق، چائلڈ سپیشلسٹ، ڈاکٹر محمد یونس پتھالوجسٹ، ڈاکٹر صوفیہ طارق، گائناکالوجسٹ، ڈاکٹر روبینہ قمر، گائناکالوجسٹ، ڈاکٹر عائشہ ابراہیم، گائناکالوجسٹ، ڈاکٹر لطیف نجمی، فزیشن، ڈاکٹر عدنان قیصر ملک، فزیشن، ڈاکٹر عبدالباری، آئی سپیشلسٹ، ڈاکٹر جاوید حسن جعفری، ماہر بے ہوشی، ڈاکٹر منیر حسین، ماہر بے ہوشی، ڈاکٹر فضل الہیٰ شیخ، پرنسپل ڈینٹل سرجن

(د) اس وقت مذکورہ ہسپتال میں صرف ایک ہیEye Specialist کی اسامی منظور شدہ ہے جس پر ڈاکٹر عبدالباری، گریڈ18 میں کام کر رہے ہیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں نے سوال کے جز(الف) میں پوچھا تھا کہ ڈاکٹروں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں جس کا جواب ملا ہے کہ 68 اسامیاں خالی ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں موبائل فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی)

جناب سپیکر: یہاں جن صاحب کا کوئی ٹیلی فون چل رہا ہےkindly اسے بند کر دیں ورنہ وہ ضبط ہو جائے گا.This I tell you

جناب محمد وحید گل: میرے فون کی گھنٹی نہیں بجی۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب!Be careful in future

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میرا فون بند ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ 68 اسامیاں کب تک fill کی جائیں گی؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ان کی بات درست ہے کہ 68 اسامیاں خالی ہیں۔ ہم پبلک سروس کمیشن کے تحت2400 نئے ڈاکٹر بھرتی کر رہے ہیں اور 7۔ ستمبر2013 انٹرویو کی آخری تاریخ ہے ان کے ساتھ contract بھی یہی ہے کہ ان کی جہاں بھی تعیناتی کی جائے گی وہ تین سال تک وہیں پر رہیں گے اور non transferable ہوں گے تاکہ وہاں پر جو کمی ہے وہ پوری کی جا سکے۔ ان کے ہسپتال میں 22 سپیشلسٹ ہیں اور ہارٹ کا جو one of the best وارڈ ہے وہاں سپیشلسٹ ہیں، آئی سپیشلسٹ ہیں دوسرے بھی ہیں لیکن جو کمی ہے یہ during next month ساری اسامیاں fill ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر: آپ نے یہ اب کیا ہے ناں۔ جی، فیضان صاحب!

جناب فیضان خالد ورک:جناب سپیکر!چلیں وہ توجب کریں گے اسامیاں fill ہو جائیں گی لیکن ابھی جو موجودہ ڈاکٹر ہیں ان میں سے بھی پانچ ڈاکٹر کافی دیر سے رخصت پر ہیں ان کی جگہ کوئی ڈاکٹر لگائیں گے یا نہیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!جو پانچ ڈاکٹر رخصت پر ہیں ہم نے ان کی تفصیل جواب کے جز(ب)میں دی ہے کہ وہ وہاں پر موجود نہیں ہیں لیکن اس کے علاوہ 22 سپیشلسٹ ڈاکٹر وہاں پر کام کر رہے ہیں۔ جو رخصت پر ہیں یہ سارے گریڈ۔17 میں WMO ہیں لیکن اس کے علاوہ چائلڈ سپیشلسٹ، گائناکالوجسٹ، فزیشن، سکن سپیشلسٹ، آرتھوپیڈک سرجن، یورالوجسٹ، پیتھالوجسٹ ٹوٹل ڈاکٹر وہاں موجود ہیں۔ جو رخصت پر ہیں ان کی کوئی نہ کوئی reason ہو گی، کوئی Ex-Pakistan leave پر ہو گا لیکن یہ نہیں کہ وہاں پر کام رُک رہا ہے I have personally visited that hospital ان کو پتا ہے کہ وہاں ایک چھوٹا سا مسئلہ ہوا تھا تو میں نے اسے خود visit کیا تھا۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ وہاں پر کام نہیں ہو رہا لیکن جو رخصت پر ہیں I can tell the reason that why they are on leave وہ بعد میں انہیں بتادوں گا۔

جناب فیضان خالد ورک:جناب سپیکر!میں نے سوال کے جز(ج)میں پوچھا تھا کہ کتنے سپیشلسٹ ہیں۔ یہ پوچھنے کا میرا main purpose سامنے آ گیا۔ میں پوچھنا چاہتا تھا کہ ہمارے ہاں پہلے ہارٹ سپیشلسٹ ڈاکٹر فاروق تھے اب ادھر نہیں ہیں۔ میں چند دن پہلے CCU میں گیا وہاں ایک ہی ڈاکٹر نعمان شہباز ہے اور وہ بھی مجھے موقع پر نہیں ملا۔ اس کے بعد میں نے اسی وقت چلڈرن وارڈ کا بھی visit کیا اور جا کر دیکھا، کچھ میرے حلقے کے لوگ تھے انہیں دیکھنا تھا اور کچھ ویسے ادھر admit تھے میں انہیں ملا لیکن چائلڈ سپیشلسٹ ڈاکٹر اسرار صاحب ادھر نہیں ملے۔ انہوں نے کہا کہ وہ on call رہتے ہیں۔ وہاں سے ان کا گھر سٹی کے اندر ہی تقریباً آٹھ دس کلو میٹر دور ہے جہاں سے وہ آتے ہیں۔ میرا انہیں خیال کہ کوئی بندہ on call فوری وہاں پہنچ سکے گا۔ ہارٹ کا ڈاکٹر تو مجھے ملا ہی نہیں، میں نے ایم ایس سے فون پر بات کی تو اس نے چھوٹے موٹے ڈاکٹر اور وہ بھی female پتا نہیں اس نے کہاں سے بھیجی کہ وہ آ کر check کرے۔

جناب سپیکر:ڈاکٹرز اور ایم پی ایز میں gender کی کوئی تمیز نہیں ہوتی، چاہے وہ male ہیں یا female آپ ایسی بات نہ کریں۔

جناب فیضان خالد ورک:جناب سپیکر! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ خاتون ڈاکٹر گائناکالوجسٹ آئی تھی وہheart specialist نہیں ہیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!پی آئی سی سے ایک ماہر امراض دل روزانہ کی بنیاد پر وہاں پر تعینات کیا گیا ہے اور وہ مریضوں کی treatment کر رہا ہے۔ورک صاحب نے بتایا ہے کہ جب انہوں نے اس ہسپتال کا visit کیا تو ڈاکٹر ڈیوٹی پر موجود نہیں تھے۔میں وقفہ سوالات کے بعد معلوم کرتا ہوں کہ وہاں ڈاکٹر ڈیوٹی پر موجود کیوں نہیں تھے ؟اس کا تفصیلی جواب میں معزز ممبر سے عرض کر دوں گا۔

جناب فیضان خالد ورک:جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے ایک چھوٹی سی گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ جنڈیالہ شیر خان میں B.H.U ہسپتال ہے جس کا میں اکثر visit کرتا رہتا ہوں۔میں نے جب last time visit کیا تو اس روز صبح کے وقت صرف چار افراد ڈیوٹی پر موجود تھے حالانکہ وہاں پر سٹاف کی تعداد 32 ہے۔اسی طرح second shift میں چھ افراد کی ڈیوٹی ہوتی ہے لیکن وہاں پر ایک یا دو افراد ہی موجود ہوتے ہیں۔یہاں تک کہ اکثر ambulance کا ڈرائیور بھی غیر حاضر پایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!یہ بہت important point ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!معزز ممبر نے بڑا important point raise کیا ہے۔میں آج ہی پوچھوں گا کہ اس BHU کا سٹاف کیوں غیر حاضر رہتا ہے ؟دوسرا میں اپنے بھائی کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ BHU میں ambulance نہیں ہوتی۔وہاں پر جو سٹاف غیر حاضر تھا اس بارے میں تفصیل لے کر میں آج ہی ان کی خدمت میں عرض کروں گا۔

قاضی عدنان فرید:جناب سپیکر!میں بھی ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: محترم!معزز ممبران کے بہت سے سوالات ہیں۔

قاضی عدنان فرید:جناب سپیکر!اگر آپ اجازت دیں تو میں بہت ہی اہمیت کا حامل سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:جنہوں نے یہ سوال دیئے ہوئے ہیں کیا وہ اہمیت کے حامل نہیں ؟

قاضی عدنان فرید:جی،وہ بہت اہم ہیں لیکن میں آپ کی اجازت سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ فرمالیں!

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! احمد پور شرقیہ میں ایک ٹی ایچ کیو ہسپتال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس حوالے سے خود سوال کیوں نہیں دیتے؟

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! میں نے سوال دیئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر اس میں نہ آئے تو پھر؟

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! ہو سکتا ہے کہ وہ اگلے اجلاس میں آ جائیں۔ احمد پور شرقیہ کے ڈی ایچ کیو میں پچھلے دس سال سے CCU قائم ہے، اس کی عمارت موجود ہے لیکن وہاں پر ابھی تک کوئی specialist نہیں آیا۔

جناب سپیکر: آپ اس حوالے سے تحریک التوائے کار دے دیں میں اسے منظور کر لوں گا۔ Let me proceed further now.

قاضی عدنان فرید: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ صاحب کا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: ان کے ایماء پر سوال نمبر 402 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا: آر ایچ سی میانی میں لیڈی ڈاکٹر اور ڈینٹل ڈاکٹر کی تعیناتی کا مسئلہ

*402: ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ RHC میانی ضلع سرگودھا ایک وسیع و عریض آبادی کو طبی سہولیات دینے کے لئے قائم کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سنٹر میں کوئی لیڈی ڈاکٹر ہے اور نہ ہی ڈینٹل ڈاکٹر جس وجہ سے یہ سنٹر بنانے کا عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہو رہا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک RHC میانی میں لیڈی ڈاکٹر اور ڈینٹل ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) ڈینٹل سرجن سہیل احمد تعینات ہے جبکہ لیڈی ڈاکٹر کی سیٹ خالی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب صوبہ کے تمام ہسپتالوں میں ڈاکٹروں اور لیڈی ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے 2000 میڈیکل آفیسرز اور 400 وومن میڈیکل آفیسرز مستقل بنیادوں پر PPSC کے ذریعے بھرتی کر رہی ہے۔ جیسے ہی PPSC کی طرف سے سفارشات موصول ہوں گی تو RHC میانی پر بھی لیڈی ڈاکٹر تعینات کر دی جائے گی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ RHC میانی ضلع سرگودھا میں کوئی لیڈی ڈاکٹر اور نہ ہی ڈینٹل سرجن ہے؟" اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "ڈینٹل سرجن سہیل احمد تعینات ہے جبکہ لیڈی ڈاکٹر کی سیٹ خالی ہے۔" میں سمجھتا ہوں کہ رورل ہیلتھ سنٹر میں لیڈی ڈاکٹر کا نہ ہونا بہت بڑی زیادتی ہے۔ سب سے بڑا issue یہی ہے کہ ان رورل ہیلتھ سنٹروں میں لیڈی ڈاکٹر نہیں ہوتیں۔ میں وزیر صحت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سنٹر میں کب تک لیڈی ڈاکٹر تعینات ہو جائے گی؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! واقعی ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ 7۔ ستمبر 2013 نئے ڈاکٹروں کے interviews کی deadline ہے۔ ہم چوبیس سو نئے ڈاکٹر بھرتی کر رہے ہیں جن میں لیڈی ڈاکٹر بھی شامل ہیں۔ ان میں سے جو ڈاکٹر ہم BHU اور RHC میں لگا رہے ہیں وہ تین سال تک وہاں تعینات رہیں گے۔ یہ بھرتیاں ہم پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کر رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے محترم شیخ صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صوبہ بھر میں ڈاکٹروں کی کمی ستمبر کے دوران پوری کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ RHC میانی ضلع سرگودھا میں جو ڈینٹل سرجن کام کر رہے ہیں ان کی کیا qualification ہے اور وہ کب سے تعینات ہیں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ڈاکٹر نادیہ عزیز نے ڈاکٹر سہیل احمد کی qualification کے بارے میں particular سوال پوچھا ہے تو یہ ڈینٹل سرجن ہیں۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! جواب میں ڈینٹل سرجن لکھا ہوا ہے، ڈینٹل ڈاکٹر نہیں لکھا۔ میری اطلاع کے مطابق He is a Medical Officer not a Dental Surgeon. تو اس جواب کی correction کر لیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ان کو 2012 میں تعینات کیا گیا تھا اور جہاں تک ان کی qualification کا تعلق ہے تو میں یہ محکمہ سے confirm کر کے ڈاکٹر صاحبہ کو بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 416 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: رورل ہیلتھ سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*416: **جناب اعجاز خان:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔12 ضلع راولپنڈی میں کتنے رورل ہیلتھ سنٹر ہیں ان میں ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا ان تمام رورل ہیلتھ سنٹرز میں میڈیکل آفیسر تعینات ہیں اور کتنی سیٹ خالی ہیں اور کب سے؟

(ج) کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) پی پی۔12 راولپنڈی شہری علاقہ ہے جبکہ RHCs اور BHUs دیہی علاقوں میں بنائے جاتے ہیں لہذا پی پی۔12 راولپنڈی میں کوئی بھی RHCs نہ ہے۔ تاہم مذکورہ حلقہ میں

ڈی ایچ کیو ہسپتال راولپنڈی اور نو میڈیکل سنٹرز مریضوں کو طبی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔

(ب) جیسا کہ جز(الف) میں درج ہے کہ مذکورہ حلقہ میں کوئی بھی RHC نہ ہے۔

(ج) تفصیل جز(الف) میں درج ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "کیا ان تمام رورل ہیلتھ سنٹرز میں میڈیکل آفیسر تعینات ہیں اور کتنی سیٹیں خالی اور کب سے ہیں؟" اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "جیسا کہ جز(الف) میں درج ہے کہ مذکورہ حلقہ میں کوئی بھی RHC نہ ہے۔" اس میں میری گزارش یہ ہے کہ اس حلقہ میں اگر RHC موجود نہیں ہے تو وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ حکومت پنجاب وہاں پر RHC قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! وہاں پر میونسپل میڈیکل سنٹرز کی تعداد 9 ہے اور میونسپل میڈیکل سنٹرز پر qualified dispensers کام کر رہے ہوتے ہیں اور ہم اُس کو فلٹر کلینک بھی کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں پر چھوٹے موٹے مریض کو treat کیا جاتا ہے اور اگر کوئی serious مریض ہو تو اُس کو ڈی ایچ کیو میں refer کر دیا جاتا ہے۔ وہاں سے ڈی ایچ کیو بالکل قریب ہے، اس کے علاوہ یہ اربن علاقہ ہے۔ RHC رورل علاقہ میں قائم کیا جاتا ہے۔

MR SPEAKER: Question Hour is over now.

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

راولپنڈی: منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*442: جناب اعجاز خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی ایچ کیو راولپنڈی میں پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر، ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور کتنی خالی ہیں؟

(ب) ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی خالی اسامیاں پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہے، کیا حکومت ان اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال راولپنڈی میں پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کی اسامیاں منظور شدہ نہ ہیں تاہم انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی راولپنڈی سے پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز مریضوں کو بہتر علاج معالجہ کی فراہمی کے لئے visit پر آتے ہیں۔ ڈاکٹرز کی 240 جبکہ پیرا میڈیکل سٹاف کی 452 اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے ڈاکٹرز کی 28 جبکہ پیرا میڈیکل سٹاف کی 43 اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) حکومت ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً بھرتیاں کرتی رہتی ہے تاہم ملازمین کے ریٹائر ہونے، ٹرانسفر یا دیگر وجوہات کی بناء پر اسامیاں خالی ہوتی رہتی ہیں۔ ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے حکومت پنجاب کوشاں ہے اور اس سلسلے میں 2000 میڈیکل آفیسرز اور 400 وومن میڈیکل آفیسرز کو مستقل بنیادوں پر بذریعہ PPSC بھرتی کیا جا رہا ہے۔ جیسے ہی PPSC سے سفارشات موصول ہوں گی مذکورہ ہسپتال میں بھی ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا پیرا میڈیکل سٹاف کی نئی بھرتی پر حکومت پنجاب کی طرف سے پابندی عائد کر دی گئی ہے جیسے ہی یہ پابندی ختم ہو گی پیرا میڈیکل سٹاف کی خالی اسامیوں کو بھی پُر کر دیا جائے گا۔

لاہور: انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ میں ٹیچنگ سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*467: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2012 سے آج تک انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ لاہور میں پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر اور سینئر رجسٹرار کی کتنی پوسٹوں پر بھرتی کی گئی؟

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل بیان فرمائی جائے؟

(ج) اگر بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ نیز میرٹ بنانے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(د) کیا حکومت غیر قانونی بھرتی کی تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) مذکورہ ادارہ میں یکم جنوری2012 سے آج تک ایک پروفیسر، تین ایسوسی ایٹ پروفیسرز بھرتی کئے گئے جبکہ سینئر رجسٹرار کی پوسٹ مذکورہ ادارہ میں منظور شدہ نہ ہے۔

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ڈاکٹر روبینہ سرمد پہلے ہی مذکورہ ادارہ میں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر کام کر رہی تھی ان کو ایکٹنگ چارج کی بنیاد پر بطور پروفیسر تعینات کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سیما امداد PPSC سے بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر تعینات ہوئی ہے لہذا میرٹ لسٹ بھی PPSC نے ہی بنائی ہے۔ ڈاکٹر محمد ہمایوں اور ڈاکٹر انجم زبیر بھٹہ پہلے ہی بطور اسسٹنٹ پروفیسرز مذکورہ ادارہ میں کام کر رہے تھے اور مطلوبہ قابلیت اور تجربہ کے حامل ہونے کی بنیاد پر ایسوسی ایٹ پروفیسر کی سیٹ پر کرنٹ چارج کی بنیاد پر تقرری کی گئی ہے۔

(د) تمام بھرتی / تقرری حکومت پنجاب کی واضح کردہ ریکروٹمنٹ پالیسی کے تحت مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد ہوئی اور کسی بھی قسم کی غیر قانونی بھرتی نہ ہوئی ہے۔

لاہور: انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ میں بھرتیوں کی تفصیلات

*468: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2012 سے آج تک انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ لاہور میں گریڈ ایک سے 16 تک کس کس پوسٹ پر بھرتی کی گئی؟

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتاجات بیان کریں؟
(ج) اگر بھرتی سے قبل اخبار میں اشتہار دیا گیا تو ان اخبارات کے نام اور تاریخ بتائیں؟
(د) اگر یہ بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ فراہم کریں؟
(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ جو بھرتی کی گئی ہے وہ میرٹ سے ہٹ کر کی گئی ہے؟
(و) کیا حکومت اس بھرتی کو منسوخ کر کے حق دار افراد کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) مذکورہ ادارے میں یکم جنوری2012 سے آج تک صرف ایک سینیٹری ورکر کی گریڈ ایک میں تقرری کی گئی ہے۔
(ب) بھرتی ہونے والے ملازم کا نام فیصل عنائیت مسیح ہے جسے گریڈ ایک میں سینیٹری ورکر بھرتی کیا گیا، یہ پرائمری پاس ہے اور مکان نمبر762-B محلہ یوسف آباد کالونی فیصل ٹاؤن لاہور کا رہائشی ہے۔
(ج) یہ تقرری رولز17-A (پنجاب سول سرونٹس اینڈ کنڈیشنز آف سروس) کے تحت کی گئی ہے کیونکہ اس کی والدہ میڈیکل کی بنیاد پر ریٹائر ہو گئی تھی اس لئے اخبار میں اشتہار دینے کی ضرورت نہ تھی۔
(د) جیسا کے تفصیل جز(ج) میں درج ہے لہذا میرٹ لسٹ کی ضرورت نہ تھی۔
(ہ) چونکہ یہ بھرتی رولز17-A کے تحت ہوئی ہے لہذا میرٹ لسٹ کی ضرورت نہ تھی۔
(و) یہ بھرتی خالصتاً رولز اور پالیسی کے تحت کی گئی ہے لہذا منسوخی کا کوئی جواز نہ ہے۔

لاہور: پی آئی سی میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ملازمین کو ریگولر کرنے کی تفصیلات

*538: **جناب محمد ثقلین انور سپرا:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں اس وقت ٹیکنیکل، پیرا میڈیکل سٹاف جو کہ Hospital Board of Management کی وساطت سے مختلف کیٹیگریز میں کام کر رہا ہے، کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا سٹاف عرصہ سے کنٹریکٹ پر کام کر رہا ہے اور انہیں ابھی مستقل نہیں کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے مختلف اوقات میں مختلف محکموں میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ملازمین کو مستقل کیا لیکن مذکورہ بالا ملازمین کو پھر بھی نظر انداز کر دیا گیا؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں اتنے عرصہ سے کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ملازمین کو مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں اس وقت بورڈ آف مینجمنٹ کی وساطت سے 436 ملازمین مختلف کیٹیگریز میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے کنٹریکٹ ملازمین کو یکم مارچ 2013 کو بذریعہ نوٹیفکیشن مستقل کر دیا ہے جبکہ BOM کی سیٹوں پر بھرتی ہونے والے ملازمین کو مستقل کرنے کے لئے محکمہ صحت حکومت پنجاب نے پنجاب کے تمام میڈیکل کالجوں کے سربراہان کو ہدایات جاری کر دی ہیں۔ کاپی Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل جز (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پنجاب حکومت نے کنٹریکٹ پر کام کرنے والے تمام ملازمین کو مستقل کر دیا ہے جبکہ BOM کی پوسٹوں پر کام کرنے والے ملازمین کو مستقل کرنے کے لئے میڈیکل کالجز کے سربراہان کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

گجرات: رورل ہیلتھ سنٹر دولانوالہ کی تکمیل و دیگر تفصیلات

*548: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رورل ہیلتھ سنٹر دولانوالہ گجرات کب مکمل ہوا۔ اس پر کتنی لاگت آئی؟

(ب) اس میں کتنی اسامیاں منظور شدہ اور کتنی خالی ہیں؟

(ج) کیا اس ہسپتال میں 24 گھنٹے ایمرجنسی کے لئے بندوبست ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب کے خصوصی ایم پی اے پیکج کے تحت رورل ہیلتھ سنٹر دولانوالہ سکیم کی تعمیر DCO گجرات کی A.A نمبر 10/GRT/DDC(29) بتاریخ 10۔12۔09 کے تحت منظور ہوئی جس میں 35.000 ملین بلڈنگ اور 15.000 ملین مشینری کے لئے دورانِ مالی سال 11۔2010 مہیا کئے گئے۔اس کی تعمیر کا کام محکمہ تعمیرات ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ نے فوری طور پر شروع کروایا جو کہ 11۔06۔30 کو مکمل ہو گیا۔رورل ہیلتھ سنٹر دولانوالہ مورخہ 12۔05۔28 سے اپنا کام باقاعدہ طور پر شروع کر دیا ہے اور مریض مستفید ہو رہے ہیں۔

(ب) PC-I کے مطابق 60 پوسٹیں منظور ہوئیں لیکن محکمہ خزانہ نے صرف 22 پوسٹیں منظور کیں جن کا بجٹ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے جاری کر دیا ہے۔22 پوسٹوں میں سے 8 پوسٹیں خالی ہیں جن پر تعیناتی گورنمنٹ کی طرف سے بھرتی پر سے پابندی اٹھانے کے بعد کر دی جائے گی، تاہم مختلف ہسپتالوں سے عملہ سپیشل ڈیوٹی پر لگا کر ہسپتال کو چلایا جا رہا ہے۔

(ج) ہسپتال میں 24 گھنٹے ایمرجنسی مہیا کرنے کے لئے بندوبست کیا جا رہا ہے۔

ضلع راولپنڈی: پانچ سال سے زاید ایک جگہ پر تعینات آفیسر کی ٹرانسفر کا معاملہ

*551: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں موجودہ ای ڈی او ہیلتھ کب سے تعینات ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کی تعیناتی پانچ سال سے زیادہ ہو چکی ہے؟

(ج) کیا مندرجہ بالا ای ڈی او کا عرصہ تعیناتی حکومتی پالیسی اور قواعد و ضوابط کے مطابق ہے اگر نہیں تو کیا حکومت ان کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ڈاکٹر ظفر اقبال گوندل کو مورخہ 2006۔03۔16 کو بطور ای ڈی او ہیلتھ راولپنڈی تعینات کیا گیا اور مورخہ 2009۔08۔23 کو ٹرانسفر کر کے ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز راولپنڈی تعینات کیا اور ای ڈی او، صحت راولپنڈی کا اضافی چارج دیا گیا۔ بعد ازاں ڈاکٹر ظفر اقبال گوندل کو

مورخہ 2011۔11۔29 کو ای ڈی او ہیلتھ تعینات کیا گیا جو کہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

(ب) ڈاکٹر ظفر اقبال گوندل 2011۔11۔29 سے بطور ای ڈی او، ہیلتھ راولپنڈی تعینات ہے۔

(ج) ڈاکٹر ظفر اقبال گوندل کی تعیناتی بحثیت ای ڈی او، ہیلتھ راولپنڈی نمایاں رہی ہے اور ان کے Performance Indicators کو مختلف بیماریوں جیسے ڈینگی، پولیو، خسرہ کے حوالہ سے محکمہ صحت اور دوسرے اداروں میں سراہا گیا ہے۔ علاوہ ازیں موجودہ سیلاب کی تباہ کاریوں، ڈینگی، اور خسرہ جیسی موذی بیماریوں کی وجہ سے حکومت پنجاب نے محکمہ صحت میں پوسٹنگ ٹرانسفر پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔

ضلع راولپنڈی: ایم ایس ٹی ایچ کیو ہسپتال ٹیکسلا کی ٹرانسفر کی تفصیلات

*557: **جناب محمد صدیق خان:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ ایم ایس، ٹی ایچ کیو ٹیکسلا ضلع راولپنڈی عرصہ 12 سال سے زائد اس ہسپتال میں تعینات ہے؟

(ب) کیا حکومت موجودہ ایم ایس کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) درست نہ ہے، بلکہ ڈاکٹر محمد شاہد مورخہ 2008۔08۔31 سے تحصیل ہید کوارٹر ہسپتال ٹیکسلا میں تعینات ہے۔

(ب) مذکورہ ڈاکٹر کی کارکردگی بحیثیت ایم ایس، ٹی ایچ کیو ہسپتال ٹیکسلا نمایاں رہی ہے۔ علاوہ ازیں موجودہ سیلاب کی تباہ کاریوں، ڈینگی اور خسرہ جیسی موذی بیماریوں کی وجہ سے حکومت پنجاب نے محکمہ صحت میں پوسٹنگ ٹرانسفر پر پابندی عائد کر رکھی ہے، جیسے ہی صورتحال بہتر ہوتی ہے محکمہ صحت محمد شاہد کی تبدیلی کو زیر غور لائے گا۔

لاہور: محکمہ کے ریسرچ ونگ میں ملازمین کی تعداد وکارکردگی کی تفصیلات

*568: **میاں طاہر:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سول سیکرٹریٹ محکمہ صحت لاہور کے دفتر کے ریسرچ ونگ میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) ریسرچ ونگ کے قیام کے مقاصد کیا ہیں؟
(ج) اس ونگ کی سال12۔2011اور13۔2012کی کارکردگی کی رپورٹ فراہم کی جائے؟
(د) اس ونگ نے ان سالوں کے دوران کس کس مرض/بیماری/کن کن دیگر موضوعات پر ریسرچ کی ہے،ان کی تفصیلات بتائیں؟
(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ریسرچ پر خرچ ہوئی ہے اور اس کیoutputکیا ہے؟
(و) اس ونگ کے ان دو سالوں کے اخراجات مدوار بتائیں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور/صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) اس بابت عرض ہے کہ سول سیکرٹریٹ محکمہ صحت لاہور کے اندر کوئی ریسرچ ونگ کام نہیں کر رہا۔تاہم یہاں پر ڈویلپمنٹ ونگ،establishmentونگ، ٹیکنیکل ونگ اور ایڈمن ونگ موجود ہیں۔
(ب) ریسرچ ونگ موجود نہ ہے۔
(ج) تفصیل جز(الف)میں درج ہے۔
(د) تفصیل جز(الف)میں درج ہے۔
(ہ) تفصیل جز(الف)میں درج ہے۔
(و) تفصیل جز(الف)میں درج ہے۔

ضلع جھنگ:پی پی۔78میں بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کی تعداد ودیگر تفصیلات

*584: **محترمہ راشدہ یعقوب:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) ضلع جھنگ پی پی۔78میں کتنے بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز ہیں؟
(ب) کس کس سنٹر میں کب سے ڈاکٹر نہ ہیں؟
(ج) کتنے سنٹرز ایسے ہیں جن میں بنیادی طبی سہولیات ہی میسر نہ ہیں؟
(د) جن سنٹرز میں ڈاکٹرز ودیگر عملہ موجود نہ ہے کیا حکومت فوری عملہ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) 2012-13 کے دوران مذکورہ سنٹرز میں کتنے فنڈز فراہم کئے گئے اور یہ کس مد میں خرچ کئے گئے۔ مفت ادویات کی مد میں کتنی رقم رکھی گئی، علیحٰدہ علیحٰدہ سنٹرز وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ضلع جھنگ پی پی۔78 میں کوئی بھی بی ایچ یو اور آر ایچ سی نہ ہے جبکہ پی پی۔78 میں پانچ MCH سنٹرز، ایک GRD اور ایک گورنمنٹ سٹی ہسپتال جھنگ سٹی ہے۔

(ب) جیسا کہ جز(الف) میں درج ہے کہ مذکورہ پی پی میں کوئی بھی RHC اور BHU نہ ہے۔

(ج) تفصیل جز(الف) میں درج ہے۔

(د) تفصیل جز(الف) میں درج ہے۔

(ہ) تفصیل جز(الف) میں درج ہے۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال جھنگ میں آپریشن تھیٹر میں طبی آلات کی کمی ودیگر تفصیلات

*585: **محترمہ راشدہ یعقوب:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال جھنگ میں آپریشن تھیٹر میں طبی آلات کی کمی کے باعث اکثر مریضوں کو فیصل آباد یا لاہور کے ہسپتالوں میں refer کرنا پڑتا ہے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب مذکورہ ہسپتال میں طبی آلات کی کمی اور آپریشن تھیٹرز میں بنیادی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) درست نہ ہے۔ کیونکہ ڈسٹرکٹ ہسپتال جھنگ سے مریض کو آپریشن تھیٹر میں طبی آلات کی کمی کی وجہ سے نہیں بلکہ انتہائی نازک حالت کی وجہ سے ٹیچنگ ہسپتالوں کو refer کیا جاتا ہے۔ کیونکہ مذکورہ ہسپتال میں انتہائی نگہداشت کا کوئی یونٹ نہ ہے۔

(ب) جی ہاں! حکومت پنجاب ٹی ایچ کیو ہسپتال جھنگ میں ای ڈی او (ہیلتھ) جھنگ کے توسط سے طبی آلات فراہم کرتی رہتی ہے۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال گوجرانوالہ میں طبی مشینری کی تفصیلات

*611: **چودھری اشرف علی انصاری:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ میں کون کون سی طبی مشینری کس کس ٹیسٹ کے لئے ہے؟

(ب) سال2010-11تا2012-13کے دوران اس ہسپتال کو کون کون سی مشینری فراہم کی گئی؟

(ج) یہ مشینری کتنی لاگت سے کس کس کمپنی سے خرید کی گئی اور یہ مشینری کس کس کی نگرانی میں خرید کی گئی؟

(د) اس ہسپتال میں کون کون سی مشینری کب سے خراب ہے اور اس کو کب تک مرمت کروا دیا جائے گا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ میں استعمال ہونے والی طبی مشینری اور ٹیسٹوں کے نام کی لسٹ (لف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال2010-11میں کوئی بھی مشینری خرید نہ کی گئی ہے اور2012-13میں ICU Ward کے لئے مشینری خرید کی گئی جو کہ ابھی under process ہے

(ج) یہ تمام مشینری گوجرانوالہ میڈیکل کالج گوجرانوالہ کی طرف سے نامزد کردہ کمیٹی نے خریدی ہے اور یہ مشینری درج ذیل کمپنیوں سے خرید کی گئی ہے اور اس کی لاگت2کروڑ12لاکھ ایک ہزار8سو87روپے ہے۔

(1) Medequips Lahore
(Cardic Monitor with Central Station & Motorized Beds)
(2) Artrema, Lahore (Ventilator with wall pendent)
(3) Al kareem, Lahore (Infusion Pump)
(4) KASBN, Lahore (ECG Machine)
(5) Vital Care Lahore (Mobile Suction Pump Heavy Duty)
(6) Verex, Lahore (Patients Beds)

(د) ایک X-Ray Machine 320 MA خراب ہے، جو کہ دفتری کارروائی کے بعد صحیح کرنے کے آرڈر جاری کر دیئے گئے ہیں اور جلد ہی مرمت کے بعد فنکشنل ہو جائے گی۔ باقی تمام مشینری بشمول ایکسرے پلانٹس، سی ٹی سکین، الٹراساؤنڈ مشین صحیح حالت میں کام کر رہی ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں ایل پی کے لئے فراہم کی گئی رقم ودیگر تفصیلات

*612:چودھری اشرف علی انصاری:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں کتنی رقم سال13-2012 کے دوران ادویات کی ایل پی کے لئے فراہم کی گئی؟

(ب) ایل پی کے ذریعے ادویات خریدنے کی مجاز اتھارٹی کون ہے؟

(ج) ان دو سالوں کے دوران ایل پی سے جو ادویات خرید کی گئیں وہ کون کون سی تھیں؟

(د) یہ ادویات کن کن میڈیکل سٹورز/کمپنیوں سے خرید کی گئیں؟

(ہ) یہ ادویات کن کن افراد کو فراہم کی گئیں ان کے نام،پتاجات بتائیں؟

(و) کیا حکومت نے ایل پی سے خرید کی گئی ادویات کی تحقیقات کروائیں ہیں اگر ہاں تو کتنی رقم خُورد بُرد کرنے کا انکشاف ہوا ہے اور اس کے ذمہ دار کون کون افسران/اہلکاران پائے گئے اوران کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی،ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور/صحت(جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) سال13۔2012 کے دوران ادوایات کی ایل پی کا بجٹ86لاکھ25ہزار روپے ہے۔

(ب) ایل پی کے ذریعے ادویات کی خرید کی مجاز اتھارٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ، ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ ہے۔

(ج) ایل پی سے ان ادویات کی خرید کی جاتی ہے جو ہسپتال میں دستیاب نہ ہوں جس کے لئے ہسپتال فارماسسٹNon Availability Certificate دیتا ہے۔ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ اس کوallowکرتے ہیں اور مریض کی ایل پی کر دی جاتی ہے۔

(د) گورنمنٹ کی مجوزہ ریٹ کنٹریکٹ پالیسی میں عبداللہ اینڈ سنز میڈیکل سٹور کو ادویات دینے کا کنٹریکٹ دیا گیا ہے جس کا مکمل پتا درج ذیل ہے۔

عبداللہ اینڈ سنز کیمسٹ اینڈ ڈرگسٹ، منیر چوک، ہسپتال روڈ، گوجرانوالہ

(ہ) یہ ادویات متعلقہ ڈاکٹر، فارماسسٹ اور ایم ایس صاحب پوری ذمہ داری کے ساتھ سکروٹنی کرتے ہیں پھر ان ادویات کی خرید کی اجازت دیتے ہیں۔ برائے ملاحظہ چند نسخہ جات کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) LPادویات کا نظام انتہائی شفاف طریقے سے سر انجام پاتا ہے۔ جس میں متعلقہ ڈاکٹر، فارماسسٹ،اور ایم ایس صاحب پوری ذمہ داری سے مستحق مریضوں کو ادویات جاری کرتے ہیں۔ چونکہ آج تک اس نظام سے متعلق کوئی شکایت یا بے قاعدگی علم میں نہ آئی ہے لہذا فی الحال کسی قسم کی تحقیقات نہ کی گئی ہیں۔

ضلع راولپنڈی:بی ایچ یوز کی تعداد وڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کی تفصیلات

*622: محترمہ صوبیہ انور ستی: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

تحصیل کوٹلی ستیاں اور کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں کتنے بی ایچ یوز ہیں (تفصیل یونین کونسل کے مطابق دی جائے) کتنے بی ایچ یو میں ڈاکٹر کی اسامیاں خالی پڑی ہیں نیز پچھلے پانچ سالوں میں بی ایچ یو تھون تحصیل کوٹلی ستیاں کی مرمت پر کیا اخراجات ہوئے اور اس میں ادویات کی فراہمی کی گزشتہ پانچ سال کی رپورٹ ایوان میں دی جائے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

تحصیل کوٹلی ستیاں میں 9 بی ایچ یوز ہیں جن کی یونین کونسل وار تفصیل درج ذیل ہے۔

یونین کونسل	بی ایچ یوز	یونین کونسل	بی ایچ یوز
کرور	کرور	درنوئیاں	درنوئیاں
دیرکوٹ ستیاں	کوٹ سیاہ	کوٹلی ستیاں	کوٹلی ستیاں
وہیگل	ڈھانڈہ	لستراڑ بالا	کھکوٹ حیدر
ملوت ستیاں	ملوت ستیاں	اریاڑی	اریاڑی (زیر غور)
سانٹھ سرولہ	سانٹھ سرولہ		

تحصیل کہوٹہ میں بھی 9 بی ایچ یوز ہیں جن کی یونین کونسل وار تفصیل درج ذیل ہے۔

یونین کونسل	بی ایچ یوز	یونین کونسل	بی ایچ یوز
کھڈیوسٹ	سمبلہ	پنجاڑ	پنجاڑ
نرڑ	نرڑ	دوبیرن خورد	دوبیرن خورد
بیور	بیور	خلولہ	Nil
لسری	Nil	مٹور	مٹور تھوآ خالصہ
مواڑہ	مواڑہ	دکھالی	دکھالی
ہوتھلہ	Nil	ناڑہ	ناڑہ

تحصیل کہوٹہ میں بی ایچ یو دکھالی اور ناڑہ میں ڈاکٹرز کی اسامیاں خالی ہیں جبکہ تحصیل کوٹلی ستیاں میں بی ایچ یو ملوت ستیاں اور درنوئیاں میں بی ایچ یو کی اسامیاں خالی ہیں۔ پچھلے

پانچ سالوں میں مرمت پر کوئی اخراجات نہیں ہوئے جبکہ فراہم کی گئی ادویات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع راولپنڈی: بڑوئی گاؤں میں بی ایچ یو بنانے کا معاملہ

*623: محترمہ صوبیہ انور ستی: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع راولپنڈی تحصیل کہوٹہ کے گاؤں بڑوئی سے بی ایچ یو نرڑ کا فاصلہ کتنا ہے، نیز کیا حکومت بڑوئی میں بی ایچ یو بنانے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

ضلع راولپنڈی تحصیل کہوٹہ کا گاؤں بڑوہی بی ایچ یو نرڑ سے 27 کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔ بڑوئی گاؤں یونین کونسل نرڑ میں واقع ہے جہاں پر پہلے ہی ایک بی ایچ یو کام کر رہا ہے اور حکومت کی پالیسی کے مطابق ہر یونین کونسل میں ایک بی ایچ یو بنایا جاتا ہے جو کہ حکومتی پالیسی کے مطابق پہلے ہی موجود ہے لہذاایک اور بی ایچ یو نہیں بنایا جاسکتا۔

ضلع سیالکوٹ: سول ہسپتال میں ڈاکٹرز کی تعیناتی و دیگر تفصیلات

*644: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔130 ڈسکہ شہر ضلع سیالکوٹ میں سول ہسپتال اپ گریڈ ہو چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک مذکورہ ہسپتال میں specialist ڈاکٹر تعینات نہ کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں موجود ایکسرے مشین کے لئے ایکسرے فلم مہیا نہ کی جاتی ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں specialists ڈاکٹرز کی تعیناتی اور ایکسرے مشین کی فلم کی دستیابی کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) سول ہسپتال ڈسکہ 179 بیڈز پر مشتمل ہے، جس میں سے صرف 80 بیڈز کی reconstruction ہوئی ہے۔ مذکورہ ہسپتال upgrade نہیں ہوا۔

(ب) جی، نہیں۔ یہ درست نہ ہے بلکہ مذکورہ ہسپتال میں اس وقت سرجن، فزیو تھراپسٹ، ریڈیالوجسٹ،آئی سپیشلسٹ اور چلڈرن سپیشلسٹ تعینات ہیں۔

(ج) جی نہیں۔ یہ درست نہ ہے بلکہ ہسپتال میں ایکسرے مشین کے لئے ایکسرے فلم مہیا کی جا رہی ہے۔

(د) سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی بھرتی بذریعہ PPSC حکومت پنجاب مستقبل بنیادوں پر کر رہی ہے جیسے ہی PPSC کامیاب امیدواروں کی حتمی لسٹ فراہم کرے گا مذکورہ ہسپتال میں سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی خالی سیٹوں پر تقرری کر دی جائے گی۔

ضلع بہاولنگر: ڈسٹرکٹ ہسپتال کے شعبہ حادثات کی تکمیل و دیگر تفصیلات

*663: جناب شوکت علی لالیکا: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر کا شعبہ حادثات / ایمرجنسی مکمل ہو چکا ہے جبکہ تمام سامان اور ہر قسم کی مشینری بھی آچکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کی عمارت محکمہ کے حوالے نہیں کی جارہی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو شعبہ حادثات کی عمارت کب تک محکمہ کے حوالے کر دی جائے گی؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر کا شعبہ حادثات / ایمرجنسی مکمل ہو چکا ہے۔ اور اس کا تمام ضروری سامان جو اس میں نصب کرنا ہے خریدا جا چکا ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ عمارت ابھی بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سے مکمل ہونے کے بعد ڈی ایچ کیو ہسپتال بہاولنگر کے حوالے نہ کی گئی ہے۔

(ج) سب ڈویژنل آفیسر بلڈنگ بہاولنگر نے بذریعہ لیٹر نمبر97 مورخہ 2013-08-19 کے تحت کہا ہے کہ فنڈز موصول ہونے کے بعد 6 ماہ کے بعد بلڈنگ حوالے کر دی جائے گی۔

بہاولپور: انسٹیٹیوٹ آف نیورولوجیکل سائنسز بنانے کی تفصیلات

*703: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیشن2002تا2007 میں قائداعظم میڈیکل کالج کے کانووکیشن کے موقع پر اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے انسٹیٹیوٹ آف نیورولوجیکل سائنسز کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیا موجودہ حکومت بہاولپور میں مذکورہ انسٹیٹیوٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) انسٹیٹیوٹ اور نیورلوجیکل سائنسز کے لئے اعلی تعلیم یافتہ اور تجربہ کے حامل افراد کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ نیورو سے متعلق علاج بہت حساس نوعیت کا ہے۔ دوسرا انسٹیٹیوٹ کے لئے خطیر رقم درکار ہے۔ اس وقت QAMC بہاولپور اور اس کے ساتھ منسلک بہاول وکٹوریہ ہسپتال کے جاری منصوبہ جات کے لئے خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ ان جاری منصوبہ جات کی تکمیل اور ہیومن ریسورسز (H.R) کی دستیابی کے بعد حکومت اس منصوبہ کو زیر غور لائے گی۔

پنجاب میں عطائیوں کے خلاف قواعد کے تحت کارروائی کرنے کی تفصیلات

*1081: **محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت پنجاب کے پانچ بڑے شہروں لاہور، فیصل آباد، ساہیوال، شیخوپورہ اور سرگودھا میں تقریباً پانچ ہزار عطائی لوگوں کی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں؟

(ب) حکومت نے گزشتہ تین سال میں کتنے عطائیوں کے خلاف پی ایم ڈی سی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت کارروائی کی؟

(ج) کیا حکومت عطائیوں، جعلی ڈاکٹروں، روحانی عاملوں اور غیر مستند معالجین کو اخبارات اور مختلف ٹیلیویژن چینلوں پر اشتہارات دینے پر پابندی عائد کرنے کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) پنجاب کے مختلف شہروں میں عطائیت کا کاروبار چوری چھپے کیا جارہا ہے، جس کی وجہ سے ان کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہے۔ تاہم علم ہونے پر عطائیوں کے خلاف قانون کے مطابق سخت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ عطائیت کے خلاف کوششوں کو مزید مؤثر بنانے کے لئے

حکومت پنجاب نے پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن2010 کے تحت ایک خود مختار ادارہ ہیلتھ کیئر کمیشن تشکیل دیا ہے جس کو عطائیت کا قلع قمع کرنے کا خصوصی اختیار دیا گیا ہے۔

(ب) عطائیوں کے خلاف PMDC ایکٹ، میڈیکل ڈگری آرڈیننس، ایلوپیتھک آرڈیننس اور ڈرگز ایکٹ1976 کے تحت تمام ضلعی افسرانِ صحت،DOH اور ڈرگ انسپکٹرز عطائیوں، غیر معیاری اور غیر قانونی ادویات فروخت کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔اس سلسلہ میں2011 سے لے کر جولائی2013 تک صوبہ پنجاب کے تقریباً12 ہزار سے زائد لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔

(ج) عطائیوں، جعلی ڈاکٹروں، روحانی عاملوں اور غیر مستند معالجین کو اخبارات اور مختلف ٹیلیویژن چینلوں پر اشتہارات دینے پر ڈرگ ایکٹ1976 کے تحت پابندی ہے۔اس قسم کے اشتہارات کے خلاف کارروائی کرنے کے مکمل اختیارات ڈرگ انسپکٹرز کے پاس ہیں اور علم میں آنے پر اس طرح کی غیر قانونی اشتہار بازی کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں ڈرگ انسپکٹروں نے2011 سے لے کر جولائی2013 تک تقریباً400 لوگوں کے خلاف قانون کے تحت کارروائی کی ہے۔

پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں خالی اسامیوں و ترقیوں کی تفصیلات

*1136: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں سپرنٹنڈنٹس کی 47 اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے آٹھ اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب کے بڑے ہسپتالوں، ڈائریکٹوریٹ اور ای ڈی اوز محکمہ صحت کے دفاتر میں سپرنٹنڈنٹس کی کل85 اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے21 اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے مورخہ 12۔02۔06 کو ڈی پی سی کی میٹنگ طلب کی گئی تھی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ میٹنگ افسران بالا کے حاضر نہ ہونے پر ملتوی کر دی گئی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈی پی سی کی میٹنگ کو تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن تاحال ڈی پی سی کی دوبارہ میٹنگ نہیں بلائی گئی، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(و) کیا محکمہ صحت کے اعلیٰ حکام ہسپتالوں اور میڈیکل کالجوں کے سربراہان کو اپنے اپنے اداروں میں ڈی پی سی کرنے کے اختیارات تفویض کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ بروقت ڈی پی سی کے ذریعے ملازمین کی ترقیاں کی جاسکیں؟

(ز) کیا محکمہ صحت مذکورہ بالا خالی اسامیوں کو بلاتاخیر پر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور / صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):

(الف) پنجاب کے میڈیکل کالج جو علیحدہ functional unit کی حیثیت رکھتے ہیں اور پنجاب میں ہر میڈیکل کالج کی سنیارٹی علیٰحدہ بنائی جاتی ہے، ہر کالج میں sanctioned پوسٹ کالج وار ہوتی ہیں۔ پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں صرف سپرنٹنڈنٹس کی دو اسامیاں خالی ہیں جن میں سے ایک پوسٹ میڈیکل کالج سرگودھا جبکہ دوسری پوسٹ نواز شریف میڈیکل کالج گجرات میں واقع ہے۔

(ب) مذکورہ دفاتر میں خالی اسامیوں کو بذریعہ پروموشن پُر کیا جائے گا۔اس ضمن میں حال ہی میں ایک DPC منعقد ہوئی ہے جس میں 14 اسسٹنٹس اور سٹینو گرافرز کو سپرنٹنڈنٹس کے عہدہ پر پروموٹ کیا گیا ہے۔ سپرنٹنڈنٹس کی خالی اسامیوں کو جلد ہی بذریعہ پروموشن پُر کر دیا جائے گا۔

(ج) مذکورہ تاریخ پر DPC کی کوئی بھی میٹنگ طلب نہ کی گئی تھی۔بلکہ 2013-03-22 کو DPC منعقد ہوئی ہے جس میں اسسٹنٹ / سٹینو گرافرز میں سے 10 ملازمین کو بطور سپرنٹنڈنٹ ترقی دی گئی ہے۔

(د) جز(ج) میں تفصیل درج ہے۔

(ہ) DGHS کے دفتر میں 2013-03-22 کو بطور سپرنٹنڈنٹ ترقی کے لئے DPC منعقد ہو چکی ہے جس میں 10 اسسٹنٹ / سٹینو گرافرز کو سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ پر ترقی دی گئی ہے۔

(و) جی نہیں! S&GAD جو اس معاملے میں رول فراہم کرتا ہے اس کی advice کے مطابق DPC کی میٹنگ ایڈمنسٹریٹر ڈیپارٹمنٹ کی authority ہی کر سکتی ہے۔

(ز) خالی اسامیوں کو بذریعہ پروموشن پُر کیا جاتا ہے۔ جونہی ورکنگ پیپر موصول ہوں گے، DPC کی میٹنگ منعقد کر کے اسسٹنٹس / سٹینوگرافرز کو ترقی دے کر سپرنٹنڈنٹ کی خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 1137 کو pending کر دیا جائے۔ اُس کے جواب میں بڑی زبردست contradiction ہے۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں۔ محترم! اگر میرے پاس ٹائم ہوتا اور آپ کے سوال کا جواب نہ آیا ہوتا تو پھر تو ٹھیک تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے سوال کا جو جواب آیا ہے وہی تو غلط ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ نے اُس سوال کا جواب چیلنج کر دیا ہے تو میں اُس کو pending کرتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

وزیر اعلیٰ کو اسمبلی کے اجلاس میں آنے کی استدعا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ پچھلے پورے اجلاس میں اکیس بائیس وزراء میں سے ٹوٹل چار پانچ وزراء کے علاوہ یہاں پر وزراء موجود نہیں ہوتے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ پورا اجلاس گزر گیا اور پورے پنجاب میں سیلاب آیا، انرجی کے حوالے سے قائد ایوان نے چائنا کا دورہ کیا، چولستان میں ہزاروں ایکڑ اراضی تقسیم کی، سولر بھی دیئے تو بہتر ہوتا کہ محترم قائد ایوان یہاں پر آ کر ایوان کو اعتماد میں لیتے اور انتہائی اہم معاملات پر ایوان کو آگاہ کرتے کہ حکومت کیا کر رہی ہے۔ آپ سے میری صرف یہ گزارش ہے کہ حزب اختلاف یا صحافی بھائی بائیکاٹ کرتے ہیں تو آپ اُس کے لئے کمیٹی بنا دیتے ہیں تو آپ حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے معزز ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دیں جو جناب وزیر اعلیٰ کو جا کر آمادہ کرے کہ وہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ ختم کر دیں اور پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں آئیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میں اس معزز ایوان کے کسی ممبر کو پابند نہیں کر سکتا ہے کہ آپ ایوان میں بیٹھے رہیں، لابی میں بیٹھے رہیں یا آپ اپنے کمرے میں بیٹھے رہیں۔ میں آپ پر پابندی لگا سکتا ہوں نہ اُن پر پابندی لگا سکتا ہوں۔ ایوان نے اُن کو وزیر اعلیٰ منتخب کیا ہے تو یہ اُن کی صوابدید ہے کہ جب وہ سمجھیں گے کہ میں نے آج جانا ہے تو میں اُن سے کیسے کہوں گا کہ آپ نہ آئیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

اسمبلی کا اجلاس بروقت شروع کرنے کا مطالبہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس میں میری ایک چھوٹی سے گزارش ہے کیونکہ وہ کام آپ کے اختیار میں ہے۔ آپ ایوان کا ٹائم صبح دس بجے کا فرماتے ہیں۔ ہم کوشش کرتے ہیں کہ جملہ ممبران حزب اختلاف ٹائم پر ایوان میں پہنچ جائیں۔

محترمہ شاہجہان: جناب سپیکر! یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ میں سب سے پہلے آتی ہوں اور یہ بعد میں آتے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, order please.

محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟ میں اُن کی بات سُن رہا ہوں میں نے اُس کا جواب دینا ہے۔ آپ بیٹھیں، آپ بات نہ کریں کیونکہ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔ آپ اس طرح نہ کریں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ خواتین میری بڑی بہنیں ہیں لیکن ایوان کے ایک ممبر کے بارے میں جس طرح کے الفاظ یہ بولتی ہیں کیا ایسے الفاظ بولنا جائز ہے اگر یہ اس طرح کے الفاظ بولیں گی تو یہ ہم سے کس طرح کے الفاظ کی توقع کرتی ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ اللہ کے فضل وکرم سے بڑے پڑھے لکھے بندے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ میں ایک دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے آپ سے اجازت لے کر آپ سے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ یہ ہم سب کے مفاد میں ہے کہ آپ ایوان کے لئے روزانہ جو وقت دیتے ہیں آپ اُس وقت پر ایوان کی کارروائی شروع کریں۔ دس بجے کا اجلاس گیارہ بجے ہوتا ہے۔ کل اجلاس بارہ بجے کے بعد شروع ہوا۔ ہم نے پہلے بھی دیکھا ہے کہ ایوان کے اندر دو ممبران بیٹھے ہوں یا تین ممبران جناب سپیکر اپنے ٹائم پر آ جاتے تھے اور ایوان کی کارروائی

شروع کر دیتے تھے اور باقی معزز ممبران اُس پابندی کو follow کرتے تھے۔اب ہوتا یوں ہے کہ ہم دو دو گھنٹے اس انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں کہ کب آپ تشریف لائیں۔آپ کو پتا ہے کہ ہم نے چیمبر میں جو بات کی تھی وہ بات میں یہاں پر نہیں کر سکتا۔آپ سے میری صرف یہ التماس ہے کہ اجلاس کو ٹائم پر شروع کر لیا جائے۔ میں آپ سے قواعد و ضوابط سے ہٹ کر بات نہیں کر رہا میں تو ایک ممبر کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں۔اب میں دوسری بات کروں گا تو وہ دوسرے رنگ میں چلی جائے گی لہذا میں وہ بات نہیں کرنا چاہ رہا۔ میری استدعا ہے،التجاء ہے،اپیل ہے،التماس ہے کہ اس ایوان کو وقت پر شروع کیا جائے۔بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!آپ نے یہ حکم جاری کیا کہ میں کسی ممبر کو پابند نہیں کر سکتا۔اگر آپ اجازت دیں تو ہم ایک قرارداد پیش کر کے اُن سے درخواست کریں کہ وہ ایوان میں آیا کریں۔یہ پنجاب کا سب سے اہم ادارہ ہے۔ہماری تباہی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم اداروں کو مضبوط نہیں کرتے،اُنہیں اہمیت نہیں دیتے،اگر وہ خود یہاں گاہے بگاہے آئیں ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ روزانہ آئیں اگر وہ ایوان میں آئیں تو اُن کے سارے وزراء یہاں پر موجود ہوں، چاک و چوبند ہوں، اپوزیشن بھی پہلے سے زیادہ تیاری کر کے آئے اور وزراء بھی پہلے سے زیادہ تیاری کر کے آئیں اور عوام دیکھیں کہ یہ ہمارے منتخب نمائندے ہیں جو ہمارے مفاد کے لئے بات کرتے ہیں اور قانون سازی کرتے ہیں۔اگر حزب اقتدار کی طرف سے بھی دلچسپی کا یہی عالم رہنا ہے تو میرا خیال ہے کہ اگر آپ اجازت دے دیں تو ہم قرارداد لے آتے ہیں آپ اُسے out of turn لے لیں جس میں ہم میاں محمد شہباز شریف سے درخواست کریں کہ وہ بطور وزیر اعلیٰ اجلاس میں آیا کریں۔

جناب سپیکر: آپ سے اُن کی پرانی دوستی ہے آپ اُن سے خود مل کر ایسی بات کیوں نہیں کرتے؟جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔یہاں پر جو بھی معزز ممبر کھڑے ہو کر بات کرتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اُس میں اس صوبہ کے عوام کی بھلائی کی بات ہوتی ہے۔یہاں قائد حزب اختلاف نے دو مرتبہ بات کی ہے کہ اگر حکومتی بنچوں کا یہی حال رہنا ہے تو ہم قرارداد لے آتے ہیں، فلاں

کرتے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ حکومتی بنچوں کی طرف نظر دوڑالیں اور اس کے بعد اپوزیشن کے بنچوں کی طرف دیکھ لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم اتنے ہی ہیں جو نظر آ رہے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اب یہ سننے کا بھی حوصلہ پیدا کریں۔ یہ ایک pendulum ہے، 2002 کی اسمبلی میں جب میں میاں محمد اسلم اقبال کی جگہ پر بیٹھا کرتا تھا اور یہ یہاں پر بطور ٹورازم منسٹر بیٹھا کرتے تھے تو یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے قرارداد اور منسٹرز کی بات کی ہے۔ ہمارے منسٹرز الحمدللہ بڑے vigilant اور dedicated ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ آج محکمہ ہیلتھ کا وقفہ سوالات تھا تو ہیلتھ منسٹر جب سے اجلاس شروع ہوا اس وقت سے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے تمام ممبران کی بڑی تسلی و تشفی کرائی ہے۔ اس کے علاوہ جہاں تک قرارداد کی بات ہے تو جب میں نے پہلے دن تقریر کی تھی تو میں نے کہا تھا کہ [********]* اس پر اُس وقت انہوں نے بڑا شور کیا تھا۔ اگر تو یہ طے کر لیں کہ کل سے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کیا آپ نے یہ بات میری موجودگی میں کی تھی؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے آپ کی موجودگی میں یہ بات کی تھی بلکہ میں نے اعلان کرایا تھا۔

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ سنتا تو یقیناً ان کو حذف کراتا لیکن اب جب کارروائی چھپے گی تو اگر ایسے الفاظ انہوں نے استعمال کئے ہیں تو ان کو کارروائی کا حصہ نہ سمجھا جائے۔ آپ نے اپنی غلطی خود بتا دی ہے۔ اس پر آپ کا شکریہ۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے کوئی غلطی نہیں کی۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میری بات سنیں۔ یہ معزز ایوان ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے معزز ایوان میں الحمدللہ ہمیشہ parliamentary norms کے اندر رہ کر بات کی ہے۔

جناب سپیکر: تمام ممبران کو دائرے میں رہتے ہوئے بات کرنی چاہئے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں انہی parliamentary norms میں رہ کر بات کر رہا ہوں اس لئے point scoring کی ضرورت نہیں۔ یہاں پر ہم سب موجود ہیں، وزیر اعلیٰ اتنے مصروف ہیں کہ وہ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے صوبہ کے عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر لیڈر آف اپوزیشن یہ چاہتے ہیں کہ وہ یہاں روزانہ آیا کریں تو یہ possible نہیں ہے۔ انہوں نے delegations کو ملنا ہوتا ہے اور پورے صوبہ کے معاملات کو دیکھنا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! میں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرے خیال میں ان کا اعتراض بالکل بے جا ہے۔ انہوں نے یہ بات صرف اخبار کی سُرخی بنوانے کے لئے کی ہے اور اِس میں کچھ نہیں ہے۔

قاضی عدنان فرید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قاضی صاحب!

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! میں ایک point add کروں گا کہ معزز ممبر ابھی بتا رہے تھے اور اپوزیشن کے colleagues بھی ماشاء اللہ بڑے learned اور senior ہیں کئی کئی دفعہ اسمبلی میں آئے ہیں۔ یہ ایک بنیادی نکتہ ہے کہ Cabinet ایک joint responsibility کا concept ہے۔ اگر یہاں پر کابینہ کے ایک وزیر صاحب بھی موجود ہیں تو یہ تصور کیا جاتا ہے کہ پوری حکومت یہاں پر موجود ہے۔ اب یہاں دیکھیں تو ماشاء اللہ کئی منسٹرز اس وقت بھی موجود ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ پوری حکومت یہاں موجود ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ جی، محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ہماری طرف بھی توجہ دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے آپ کے ممبر کی بات سنی ہے۔ اب باری اِن کی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! اِن کے بعد مجھے بھی وقت دیجئے گا۔

جناب سپیکر: میں آپ کو بعد میں وقت دوں گا۔ جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ جو بات یہاں ابھی ہو رہی ہے کہ ہم وزیر اعلیٰ پنجاب سے اس ایوان میں آنے کے لئے گزارش کر رہے ہیں۔ میرے بھائی نے ابھی بڑی اچھی بات کی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے صوبہ کے عوام کی خدمت کرتے ہیں۔ اس وقت گزارش یہ ہے کہ اِن اٹھارہ گھنٹے میں سے وہ اِس معزز ایوان کو بھی آدھ گھنٹہ ہفتہ میں during session ایک دفعہ دے دیا کریں تو میرے خیال میں اِس سے اِس ایوان کا تقدس بڑھے گا کم نہیں ہو گا۔ میرے بھائی نے ابھی فرمایا ہے کہ اگر ایک منسٹر بھی یہاں پر موجود ہو تو پوری کابینہ کو represent کرتا ہے تو میری ان سے گزارش ہے کہ ایک منسٹر بے چارہ آج تک اپنی منسٹری کے جواب تو صحیح نہیں دے سکا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ This is not point of order ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ! بڑی short بات کیجئے گا اگر آپ نے اپنے دائرے کو cross کیا تو پھر میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔ This I tell you آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant ہونا چاہئے۔ آپ کسی پر personal attack نہیں کریں گی۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں پورے ایوان اور معزز ممبران کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اس وقت ملک میں کتنے خطرناک حالات ہیں، سیلاب آیا ہوا ہے، نارووال میں سیلاب آیا ہوا ہے اور بدوملہی اُجڑ گیا ہے تو کون وہاں گیا ہے؟ وزیر اعلیٰ پنجاب [******] تشریف لے کر گئے ہیں۔ انہوں نے شلوار اوپر کی ہوتی ہے اور تین کروڑ روپے بانٹے ہیں وہ ایک ایک گھر گئے، کسانوں کو بلایا، دھان کی فصل اُجڑ گئی تھی تو کس نے جا کر انہیں رقم تقسیم کی ہے؟ آج صبح ڈینگی کے حوالے سے میٹنگ انہوں نے attend کی ہے، وہاں تمام بیوروکریٹس آئے ہوتے ہیں، تمام DCOs آئے ہوتے ہیں وزیر اعلیٰ صاحب ایک ایک کو آرڈر کرتے ہیں۔ کیا کسی کی جان بچانا ضروری ہے یا ایوان میں آنا ضروری ہے؟

جناب سپیکر: بہت شکریہ

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایوان میں لاء منسٹر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ آپ ایوان کی کارروائی شروع کریں۔

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 929 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب موجود ہیں۔ایسی بات نہیں ہے۔آج شاہ صاحب بڑی مشکل سے آئے ہیں۔ہم ان کی بات سن لیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! میاں محمود الرشید صاحب نے اپنی گفتگو کا جو آغاز کیا ہے اور یہاں دوستوں نے جو بات کی ہے اس پر میں مختصراً یہ عرض کروں گا کہ میاں محمود الرشید صاحب قائد حزب اختلاف ہیں اور اپوزیشن کا ہر ممبر اپنے آپ کو اپوزیشن لیڈر سمجھتا ہے۔الحمدللہ Treasury Benches کے تین سو ایم پی ایز اپنے آپ کو وزیر اعلیٰ سمجھتے ہیں تو وزیر اعلیٰ ایوان میں ہر وقت ان تین سو ایم پی ایز کی موجودگی کے ساتھ موجود ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ جو کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ نہیں ہیں تو پاکستان مسلم لیگ(ن) کا ہر ایم پی اے ہر جگہ پر اپنے قائد کی نمائندگی کر رہا ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب ہر ایم پی اے کی شکل میں یہاں پر موجود ہیں۔ میاں محمد شہباز شریف خادم اعلیٰ پنجاب یہاں تین سو ایم پی ایز کی شکل میں موجود ہیں۔اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ میں میاں محمود الرشید صاحب سے گزارش کروں گا کہ اسمبلی کو جس طرح سے آپ چلا رہے ہیں اس میں ہم ایک دوسرے پر تنقید نہیں کر رہے اور بہت اچھے انداز سے اسمبلی چلا رہے ہیں۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ ہمیں اچھے انداز سے اسمبلی کو چلنے دینا چاہئے اور ہر کسی کو سمجھنا چاہئے کہ کس کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میری محترم بہن اُدھر بیٹھی ہوئی ہیں۔انہوں نے [*****] وزیر اعلیٰ کہا ہے۔وہ اس ایوان کے لیڈر اور صوبہ کے سربراہ ہیں اس لئے وہ [*****] نہیں ہو سکتے۔

جناب سپیکر: کیا انہوں نے [*****] کہا ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! انہوں نے بولا ہے۔

جناب سپیکر: میں سن نہیں پایا ہوں۔اگر [******] لفظ استعمال کیا ہے تو اسے کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!میں یہ نہیں کہتا کہ وزیر اعلیٰ صاحب اِدھر موجود ہوں۔ وہ بہت مصروف ہیں، وہ پورے صوبے کو چلا رہے ہیں لیکن میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے یہی تین چار معزز منسٹرز ہیں جو اتنا وقت دیتے ہیں۔

جناب سپیکر:اِن کی ذمہ داری ہے وہ پوری کر رہے ہیں۔آپ ایسا نہ کہیں اور تشریف رکھیں۔

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر!میری دو تحاریک التوائے کار ہیں جو کافی ضروری نوعیت کی ہیں۔

جناب سپیکر:کیا آپ نے جمع کرائی ہوئی ہیں؟

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر!میں نے جمع کرائی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر:جب اِن کا وقت آئے گا تو اُس وقت لے لیں گے۔

جناب احمد خان بھچر:جناب سپیکر!میں یہ چاہ رہا ہوں کہ اِن کو out of turn لیا جائے۔

جناب سپیکر:یہ out of turn نہیں لی جا سکتیں۔ میں آپ کو وقت آنے پر ضرور وقت دوں گا۔

جناب احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس ایوان کے Custodian ہیں۔ ہم سے جتنا ہو سکتا ہے اتنا احترام آپ کا کرنا ہوتا ہے اور آپ نے ہمارا ہر طرح کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ پیپل ہاؤس میں جس طرح کمرے چلے گئے، ایم پی اے ہاسٹل میں چلے گئے اور ایم پی ایز کو ہوٹلوں میں رہائش رکھنے کے لئے کہا گیا، پہلے ایم پی ایز ایک ہوٹل میں گئے پھر دوسرے میں گئے اب ایمبیسیڈر میں ایم پی ایز کو جگہ ملتی ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر جو ایم پی ایز کا حال ہے۔

جناب سپیکر:میں خود اس کو آ کر check کروں گا۔

جناب احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!صرف ایک بات سن لیں۔

جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! بیوروکریٹس کے اکیس گریڈ کے افسران کے لئے جو مراعات ہوتی ہیں ہماری بھی وہی ہوتی ہیں۔ ہمیں وہ کمرے استعمال کے لئے دیئے جاتے ہیں جو بیوروکریٹس کے نوکروں کو دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں خود اس کو check کرتا ہوں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! ہم ذہنی طور پر upset ہیں۔ وہاں پر آٹھ قسم کے کمرے ہیں لیکن سب سے بُرے کمرے ہمیں دیئے جاتے ہیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر148 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ پہلے ہی بہت پوائنٹ آف آرڈر ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! شکریہ

فیصل آباد: ڈکیتی پر شہری کی ہلاکت کی تفصیلات

148: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 24۔اگست 2013 روزنامہ "نیا اخبار" کی خبر کے مطابق تھانہ ڈی ٹائپ کالونی کے علاقہ سمندری روڈ فیصل آباد پر واقع انصاف ایمبرائیڈری میں ڈاکوؤں نے ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر چالیس سالہ چوکیدار صاحب شاہ کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا اور فرار ہو گئے؟

(ب) قتل کا مقدمہ کس تھانہ میں درج ہوا؟

(ج) مذکورہ قتل پر پولیس نے اب تک جو کارروائی کی ہے اس کی مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جواب یوں ہے کہ:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مدعی محمد شفیق کی درخواست پر مقدمہ نمبر511 مورخہ 21-8-2013 بجرم 302/34ت پ تھانہ ڈی ٹائپ کالونی میں درج رجسٹر ہوا۔

(ج) مقدمہ درج ہونے کے بعد اس کی تفتیش کی جارہی ہے۔(شوروغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ مہربانی کریں۔ دیکھیں، وہ جواب پڑھ رہے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! واردات میں استعمال ہونے والا موٹر سائیکل نمبری FDR-1982 کے متعلق محکمہ ایکسائز کے دفتر سے رپورٹ حاصل کی گئی جس کے مطابق موٹر سائیکل محمد سلیم ولد خادم حسین سکنہ گلی نمبر4 منصورہ آباد، فیصل آباد کے نام رجسٹرڈ ہے جو کہ موٹر سائیکل کے مالک محمد سلیم نے بتایا کہ موٹر سائیکل اس کے بیٹے حسنین سلیم کے زیرِ استعمال ہے جسے شامل تفتیش کیا گیا۔ اس نے ہمراہی ملزم علی حسن ولد محمد ریاض سکنہ منصورہ آباد کا نام بتایا جس کو مورخہ 28-08-2013 کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور موٹر سائیکل متذکرہ بالا بھی قبضہ پولیس میں لے لی گئی ہے۔ اس کی مزید تفتیش جاری ہے اور اس میں امید ہے کہ اس مقدمہ کو بہت جلد یکسو کر کے ملزمان کو عدالتِ انصاف کے کٹہرے میں پیش کیا جائے گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس جناب محمد نواز چوہان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اس میں کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ آج تحاریک استحقاق نہیں ہیں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں نے آپ سے تحریک التوائے کار کی عرض کی تھی۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! پہلے آپ نمبر لگوائیں اور میرے دفتر میں جمع کروائیں۔ تحریک التوائے کار نمبر483 جناب احمد خان بھچر صاحب کی ہے۔ بھچر صاحب کدھر ہیں؟ ابھی تو یہاں تھے۔

جناب احمد خان بھچر: میں اِدھر ہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اپنی تحریک پیش کریں۔

گورنمنٹ بوائز ہائی سکول چک نمبر 69ر۔ب گھسیٹ پورہ فیصل آباد میں حالیہ بارشوں کا پانی داخل ہونے سے قیمتی سامان کا زیاں

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ ایک مؤقر اخبار "ایکسپریس" کی خبر مورخہ 24۔اگست2013 کے چک نمبر 69ر۔ب گھسیٹ پورہ فیصل آباد میں واقع گورنمنٹ بوائز ہائی سکول میں حالیہ بارشوں کی وجہ سے تین فٹ پانی کھڑا ہوا ہے اور سکول کی آئی ٹی لیب اور سائنس لیبارٹری میں بھی پانی داخل ہو گیا جس سے لاکھوں روپے کا قیمتی سامان خراب ہو گیا اور سکول ہذا کی انتظامیہ نے نہ تو سکول سے پانی نکالنے کے لئے کوئی انتظام کیا بلکہ سکول کو ایک ہفتہ سے بند کیا ہوا ہے، جو سامان خراب ہونے سے بچ گیا تھا وہ بھی خراب ہو چکا ہے، علاوہ ازیں سکول کی بندش سے بچوں کی تعلیم کا بھی نقصان ہو رہا ہے۔

مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر علاقے کے لوگوں میں حکومت کے خلاف شدید غم و غصہ پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا fresh notice آج ہی موصول ہوا ہے لہذا next session کے لئے اسے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، Pending till next session اگلی تحریک التوائے کار نمبر 484/13 میاں طاہر صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 485 بھی میاں طاہر صاحب کی ہے۔ اِن کی کہیں request تو نہیں آئی۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 486 محترمہ کنول نعمان صاحبہ کی ہے۔

پنجاب کے کئی اضلاع میں سیلاب کی آڑ میں سبزیوں کی قیمتوں میں صد فیصد اضافہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا

محترمہ کنول نعمان: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 24۔اگست 2013 کی خبر کے مطابق مون سون کی بارشوں اور مختلف اضلاع میں آنے والے سیلاب کی آڑ میں مارکیٹ کمیٹیوں نے بھی سبزیوں کے سرکاری نرخ نامے 100 فیصد تک بڑھا دیئے۔ شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک ہفتے کے دوران سرکاری نرخ نامے میں 60 سے 100 فیصد اضافہ کر دیا گیا۔ مارکیٹ کمیٹیوں کی جانب سے جاری کئے جانے والے سرکاری نرخ نامے کے مطابق آلو کی قیمت 16روپے کلوگرام سے بڑھا کر26روپے کلوگرام کر دی گئی۔پیاز27روپے سے40روپے، لہسن70روپے سے90روپے،ادرک چائنا115روپے سے 145روپے، پالک 10 سے 20روپے، گوبھی 40روپے سے 50روپے،شملہ مرچ45روپے سے 80روپے، مٹر95روپے سے110روپے، گھیاتوری17روپے سے60روپے اور گھیا20روپے سے بڑھاکر40روپے کر دیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ موجودہ صورتحال میں آئندہ ایک ہفتے کے دوران سرکاری نرخ نامے میں کمی کی بجائے مزید اضافہ متوقع ہے جس سے شہر کی عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: چونکہ یہ بھی آج پڑھی گئی ہے۔I think it should be kept pending

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو بھی next session کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، Pending till next session محترمہ!اگلی تحریک التوائے کار نمبر488 بھی آپ کی ہے۔

پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں انجیو گرافی کی مشینیں خراب ہونے سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ کنول نعمان: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "اوصاف" مورخہ 25۔اگست 2013 کی خبر کے مطابق پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں غریب مریضوں کی انجیو گرافی کی چار مشینیں اپنا کام چھوڑ گئی ہیں جبکہ ایک انجیو گرافی مشین پر ہی مریضوں کی انجیو گرافی کی جارہی ہے۔ پرائیویٹ مریضوں کی انجیو گرافی پر غریب مریضوں کے ٹیسٹ بالکل بند ہونے کی وجہ سے سینکڑوں غریب مریضوں کے انجیو گرافی ٹیسٹ ہی ملتوی کئے جارہے ہیں۔ غریب مریضوں کو شدید پریشانی اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑرہا ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ پی آئی سی میں انجیو گرافی کی چار مشینیں خراب ہونے کی وجہ سے صرف ایک چلنے والی انجیو گرافی مشین کو ہی استعمال کیا جارہا ہے لیکن چند انجیو گرافی ٹیسٹوں کے بعد تمام مریضوں کی انجیو گرافی ٹیسٹ کی لسٹیں ملتوی کر دی جاتی ہیں۔ غریب مریض نئے سرے سے انجیو گرافی ٹیسٹ کے لئے سرجنز سے وقت لینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔اس خبر سے صوبہ بھر بالخصوص لاہور شہر کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو آئندہ سیشن کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 489 بھی آپ ہی کی ہے۔

رہائشی علاقوں میں فیکٹریوں کی تعداد میں اضافہ

محترمہ کنول نعمان: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 2013-08-24 کی خبر کے مطابق "صوبائی دارالحکومت کے گنجان آباد علاقوں میں زہریلا دھواں اور آلودگی میں اضافے کا سبب بننے والے سیفٹی آلات کی عدم دستیابی اور Labour Laws کی خلاف ورزی کرنے والی فیکٹریوں کی تعداد میں خطرناک حد تک اضافہ ہو گیا ہے۔ متعلقہ محکمے صرف ڈینگی مہم تک محدود، شہر میں متعدد ناخوشگوار واقعات پیش آنے کے باوجود ان

فیکٹریوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو سکی اور شہر میں بوائلرز والی 425 انتہائی خطرناک فیکٹریوں کی سندر انڈسٹریل اسٹیٹ مانگا منتقلی کا منصوبہ بھی انتظامیہ کی عدم دلچسپی کی وجہ سے التواء کا شکار ہو گیا۔ اس وقت بھی محکمہ لیبر کی طرف سے مذکورہ بالا فیکٹریوں کے خلاف کوئی کارروائی کی جارہی ہے اور نہ ہی انہیں کوئی notices بھیجے گئے ہیں جبکہ متعلقہ محکموں کے عدم تعاون و عملے کی کمی اور غیر ضروری assignments کے باعث سروے کے خاطر خواہ نتائج حاصل نہیں ہو سکے۔ شہر میں ان فیکٹریوں کی وجہ سے کوئی بھی ناخوشگوار واقعہ پیش آ سکتا ہے"۔ اس خبر سے لاہور شہر کی عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ بھی pending till next session کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 493 میاں محمود الرشید صاحب، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی صاحب، محترمہ سعدیہ سہیل رانا اور ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، کون پیش کرے گا؟

صوبہ میں ڈینگی وائرس کے مریضوں میں تیزی سے اضافہ کی وجہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 26-08-2013 کی خبر کے مطابق پنجاب میں ڈینگی کا مرض شدت اختیار کرتا جارہا ہے۔ دو افراد میں ڈینگی وائرس کی تصدیق کے بعد صوبے میں ڈینگی مریضوں کی تعداد 45 جبکہ مشتبہ مریضوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار ہو گئی۔ اب تک لاہور شیخوپورہ میں سب سے زیادہ افراد ڈینگی وائرس سے متاثر ہوئے ہیں۔ پنجاب میں مسلسل بارشوں کے باعث ڈینگی کا مرض تیزی سے پھیل رہا ہے۔ گزشتہ چوبیس گھنٹوں کے دوران دو افراد میں ڈینگی وائرس کی تصدیق ہوئی ہے۔ ان میں شیخوپورہ کی 35 سالہ ثمینہ اور لاہور کا 17 سالہ احمد مجتبیٰ شامل ہیں جنہیں لاہور کے میو ہسپتال میں داخل کروایا گیا ہے۔ محکمہ صحت کے مطابق ڈینگی کے ایک ہزار چھ سو پنتالیس مشتبہ cases سامنے آئے۔ لاہور میں 18، شیخوپورہ میں 15، فیصل آباد میں چار مریضوں میں ڈینگی وائرس کی تصدیق ہوئی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ بھیpending till next sessionکی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 501 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔ جی، پیش کریں۔

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی جماعت نہم کی انگریزی کی کتاب میں دو جانثاران وطن "نشان حیدر" کا اعزاز پانے والوں کا نام خارج کرنے کا انکشاف

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار روزنامہ "دنیا" مورخہ 26-08-2013 کی خبر کے مطابق "نشان حیدر پانے والے دو شہداء کے نام نصابی کتاب سے خارج۔ تفصیل یہ ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے جماعت نہم کے لئے انگریزی کی کتاب کے نئے ایڈیشن میں پاکستان کا اعلیٰ ترین اعزاز "نشان حیدر" حاصل کرنے والوں میں سے دو جانثاران وطن لانس نائیک محمد محفوظ شہید اور سوار محمد حسین شہید کے نام خارج کر دیئے۔ اساتذہ نے طلباء وطالبات کو کتاب پڑھانا شروع کی تو انکشاف ہوا کہ اس کے یونٹ نمبر 2 کے صفحہ 13 اور 19 پر 1965 اور 1971 کی جنگوں کے علاوہ کارگل میں ملک وقوم کی سلامتی کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے نشان حیدر حاصل کرنے والے دس میں سے صرف آٹھ شہداء کی بہادری کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ لانس نائیک محمد محفوظ شہید اور سوار محمد حسین شہید کا نام ان میں نہیں ہے۔" مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر صوبہ کی عوام میں حکومت کے خلاف شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، pending till next sessionاگلی تحریک التوائے کار نمبر 502 ملک مظہر عباس راں صاحب کی ہے۔ جی، پیش کریں۔

ڈی سی او کی اسامی پر گریڈ۔17 کے آفیسر کی تعیناتی سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا

ملک مظہر عباس راں: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ "ڈی سی او کی پوسٹ گریڈ 18 کی ہے لیکن مسٹر اعجاز خان جو گریڈ 17 کا افسر ہے،

سیاسی اثر ورسوخ استعمال کر کے مذکورہ اسامی پر اپنی posting کروانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔اس نے چارج لیتے ہی کرپشن کا کھلم کھلا بازار گرم کر دیا۔ مخلوق خدا کا کوئی بھی کام مذکورہ افسر بغیر رشوت اور سفارش کے نہیں کرتا جس کی وجہ سے ایک عام آدمی بھی اس کی کرپشن سے بے حد پریشان ہے۔لوگوں نے متعدد مرتبہ آفیسر مذکور کے خلاف اعلیٰ حکام کو شکایات بھی کیں،اس پر آج تک کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی گئی ہے۔اس کی کرپشن کے بارے میں ایک ممبر واپڈاایمپلائز کوآپریٹو سوسائٹی لاہور نے بتایا ہے کہ موصوف آفیسر نے سوسائٹی ہذا میں اتوار بازار کا ٹھیکہ مبلغ آٹھ لاکھ روپے میں غلام عباس نقوی نامی شخص کو دیئے جانے کی منظوری دی۔اس منظوری کے خلاف 22۔اپریل2013 کو سوسائٹی انتظامیہ کو درخواست دی گئی کہ اتوار بازار کا ٹھیکہ بذریعہ open auction کروایا جائے۔اس پر یہ معلوم ہوا کہ اتوار بازار کی آفر 20لاکھ روپے آنے کے باوجود موصوف آفیسر نے ملی بھگت کر کے کم rate پر صرف آٹھ لاکھ روپے سالانہ کی بنیاد پر تین سال کے لئے ٹھیکہ دے دیا۔اس طرح حکومت کو تین سالوں میں 36لاکھ روپے کا نقصان پہنچایا گیا۔ موصوف آفیسر نے اپنی من مانیاں کر کے نہ صرف حکومتی خزانے کو نقصان پہنچایا بلکہ عام آدمی کے لئے بھی وبال جان بنا ہوا ہے۔انتظامی معاملات میں غفلت برتنا، صفائی کی ناگفتہ بہ حالت اس کا منہ بولتا ثبوت ہے اور اس کی رشوت ستانی سے عوام بے حد پریشان ہیں۔"آفیسر موصوف کے خلاف عوام میں سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،pending till next session اگلی تحریک التوائے کار ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے،ان کی طرف سے کوئی request بھی نہیں ہے اس لئے یہ تحریک التوائے کار of dispose کی جاتی ہے۔اگلی بھی انہی کی ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ تحریک التوائے کار بھی of dispose کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار محترمہ جیّدہ خالد خان، باسمہ چودھری صاحبہ، سردار وقاص حسن مؤکل کی طرف سے ہے۔۔۔کوئی بھی تشریف فرما نہ ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔one should be careful اگلی تحریک التوائے کار نمبر 513 شیخ علاؤالدین کی ہے۔

گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کے کوارٹروں کے درمیان چھوٹے گارڈنز کو ختم کرنے کی تجویز سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ 1928 سے قائم کالونی گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور جو 400 گھروں پر مشتمل ہے اس کالونی کے ہر چار بلاک کے درمیان ایک چھوٹا گارڈن ہے جو 24 گھروں کی families کے لئے ہے۔ان 24 گھروں کے backdoor اس چھوٹے گارڈن کی طرف ہی کھلتے ہیں اور اس چھوٹے گارڈن میں ان گھروں کی خواتین و بچوں کو ہلکی پھلکی تفریح، بیٹھنے کے لئے گھاس اور خوشگوار ماحول میسر ہو جاتا ہے۔ سرکاری ملازمین کے بیوی بچے جو سارا دن گھروں میں مقید ہوتے ہیں وہ شام کے وقت یا خوشگوار موسم میں اپنے بلاکوں کے ساتھ ملحقہ چھوٹے گارڈن میں بیٹھ کر اپنی ہلکی پھلکی تفریح کر لیتے ہیں۔اس چھوٹے گارڈن کی وجہ سے ان گھروں کو تروتازہ ہوا میسر ہوتی ہے۔اب یہ علم میں آیا ہے کہ مسٹر فاروق اسٹیٹ آفیسر ایس اینڈ جی اے ڈی نے ایڈیشنل سیکرٹری ویلفیئر، ایڈیشنل چیف سیکرٹری اور چیف سیکرٹری پنجاب کو یہ proposal بنا کر بھجوائی ہے کہ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ میں ہر 24 گھروں کے درمیان جو چھوٹا گارڈن ہے اس کو ختم کر کے وہاں فلیٹ بنا دیئے جائیں۔اسٹیٹ آفیسر نے ان چھوٹے گارڈنز کو خالی میدان / گراؤنڈ ظاہر کر کے وہاں فلیٹ بنانے کے منصوبہ کو یہ کہہ کر proposal بھجوائی ہے کہ یہ جگہ بے کار ہے اور وہاں فلیٹ بنا دیئے جائیں۔اسٹیٹ آفیسر کی تجویز سے نہ صرف ان گھروں کے مکینوں کو تازہ ہوا ملنا بند ہو جائے گی بلکہ سرکاری ملازمین کی خواتین و بچے گھروں میں مستقل طور پر مقید ہو کر رہ جائیں گے۔ فلیٹ بن جانے کی صورت میں ان گھروں کا پردہ / privacy بھی ختم ہو جائے گی۔ دوسری یا تیسری منزل پر رہنے والے لوگوں کی نظریں ہر کوارٹروں کے صحنوں اور چھتوں پر گڑی رہیں گی جو کسی بھی لحاظ سے مناسب نہ ہے بلکہ غیر آئینی، غیر اسلامی بھی ہے۔اس پر ہمارا مذہب اسلام بھی یہ کہتا ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں، دوسروں کے گھروں میں تاک جھانک مت کرو اور ان کے پردے کا خیال رکھو۔ پھر کیوں کر ان سرکاری ملازمین کی رہائشوں کے درمیان چھوٹے گارڈن کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے؟ موصوف افسر نے یہ تجویز اس آڑ میں بنائی ہے کہ چوبرجی کوارٹرز کا کیو بلاک جو گندے نالے کے ساتھ واقع ہے جو سنگل روم پر مشتمل ہے اور یہاں پر زیادہ تر مسیحی ملازمین رہائش پذیر ہیں جو اسی کالونی کے sweepers / سینٹری ورکرز ہیں۔اب چونکہ حکومت پنجاب نے ایل او ایس

سے ملتان روڈ تک سڑک کو دورویہ بنانے کا منصوبہ بنایا ہوا ہے اور اس پر عملدرآمد کرنے کی غرض سے کیو بلاک کے مکینوں کے لئے فلیٹ بنانے کے منصوبہ پر عملی جامہ پہنائے جانے کی باقاعدہ منظوری ہو چکی ہے جس پر آئندہ چند دنوں میں عملی طور پر کام بھی شروع ہو جانے کی توقع ہے۔اب اسٹیٹ آفیسر نے اس کی آڑ میں سازش کر کے مزید چھوٹے گارڈنز کو ختم کرنے کا منصوبہ بنا لیا ہے جو نہ صرف چوبرجی گارڈنز کے مکینوں کے ساتھ ظلم ہے بلکہ یہ ماحولیاتی آلودگی پھیلانے کا سبب بھی بنے گا۔سرکاری ملازمین کی خواتین و بچوں کو کھلی ہوا میسر ہو گی اور نہ ہی بیٹھنے کے لئے کوئی گارڈن رہے گا۔واضح رہے کہ دس بارہ سال قبل بھی اسٹیٹ آفیسر نے چوبرجی گارڈنز کے پارکوں کو ختم کر کے وہاں فلیٹ بنانے کا منصوبہ بنایا تھا جو اس وقت کی حکومت نے سرکاری ملازمین کے جائز مطالبہ کو مانتے ہوئے اسے ختم کر دیا تھا اب یہ منصوبہ بھی اُسی منصوبہ کی ایک کڑی معلوم ہوتا ہے۔موجودہ اسٹیٹ آفیسر کی اس سازش سے چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ کے تمام مکینوں میں موصوف افسر کے خلاف سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے اور وہ حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ چوبرجی کوارٹرز میں واقع تمام بلاکوں کے چھوٹے گارڈنز کو ختم نہ کیا جائے۔یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس میں صرف یہ ایک بات add کرنا چاہوں گا کہ ماسٹر پلان کو کسی صورت تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب پہلے محکمے سے جواب لیں گے پھر آپ کو بتائیں گے۔اس کو next session تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 519/13 میاں محمود الرشید کی ہے۔

لاہور میں آٹے اور سبزیوں کی قیمتوں میں مسلسل اضافے سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 29-08-2013 کی خبر کے مطابق لاہور میں گزشتہ چھ ہفتوں میں آٹے کی قیمت میں 5 روپے فی کلو تک اضافہ ہو گیا ہے۔قیمت بڑھنے سے روٹی ایک روپے اضافے سے

6روپے اور نان دو روپے اضافے سے 8روپے کا ہو گیا۔ نان بائیوں کا مؤقف ہے کہ جب خام مال مہنگا ہو گا تو روٹی بھی مہنگی ہو گی فلور ملز ایسوسی ایشن نے یکم ستمبر سے آٹے کے بیس کلو تھیلے کی قیمت میں مزید 30روپے اضافے کا عندیہ دے دیا جس سے گھریلو صارف تو متاثر ہوا ہے لیکن تین وقت مجبوراً ہوٹل سے روٹی کھانے والوں کی جیب پر کم از کم ماہانہ دو سو روپے کا اضافی بوجھ بھی بڑھ گیا ہے۔ آل پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن نے آٹے کی قیمت میں اضافہ نہ کرنے کا فیصلہ سرکاری گندم کے اجراء سے مشروط کر دیا اگر محکمہ خوراک پنجاب کی جانب سے یکم ستمبر سے قبل گندم کا اجراء نہ کیا گیا تو یکم ستمبر سے ملیں آٹے کی قیمت میں 30روپے 20فی کلو گرام تھیلا بڑھانے پر مجبور ہوں گی۔ اسی طرح مارکیٹ کمیٹیوں نے سبزیوں کے سرکاری نرخ نامے 100 فیصد تک بڑھا دیئے ہیں جس کی وجہ سے شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے ایک ہفتے میں سرکاری نرخ نامے میں 60 سے 100 فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے۔ سرکاری نرخ نامے کے مطابق آلو کی قیمت 16روپے کلو سے بڑھا کر 26روپے کلو، پیاز 27روپے سے 40 روپے کلو، لہسن 70 روپے سے 90 روپے کلو، ادرک چائنا 115 سے 145 روپے کلو، پالک 10روپے سے 20روپے کلو اور گھیا توری 17 سے 60روپے کلو، گھیا 20روپے سے بڑھا کر 40روپے کر دیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ موجودہ صورتحال میں آئندہ ایک ہفتے کے دوران سرکاری نرخ نامے میں کمی کی بجائے مزید اضافہ متوقع ہے جس سے شہری عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے لہذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! یہ تو سرکاری نرخ نامے میں اضافہ ہوا ہے لیکن اس وقت آپ practically کسی بھی سبزی کی دکان پر چلے جائیں وہاں پیاز 60 سے 70روپے فی کلو، ٹماٹر 100 سے 120روپے اور آلو 40 سے 50روپے فی کلو فروخت ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی حکومت کی بھی بات سنتے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو next session تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کو next session تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لیکن ایک بات کا میں جواب دینا چاہوں گا کیونکہ باقی تو میاں محمود الرشید صاحب نے مہنگائی یا مختلف سبزیوں کی قیمت کی بات کی ہے لیکن جہاں تک گندم کا تعلق ہے نئی فصل آنے تک جو

requirement ہے اتنا سٹاک تو حکومت کے پاس موجود ہے اس لئے اس میں کسی قسم کی shortage ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جہاں تک گندم کی سرکاری طور پر سپلائی شروع کرنے کا معاملہ ہے تو وہ حکومت کے زیر غور ہے، ایک دو دنوں میں اس پر فیصلہ ہو جائے گا اور گندم کی سپلائی شروع ہو جائے گی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مہنگائی جس تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا اگلا اجلاس اگر دو ماہ یا ڈیڑھ ماہ بعد آنا ہے اور اُس وقت اس کا جواب آنا ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کی پالیسی ہم جلدی دے رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): اُس وقت تک عوام کا بھرکس نکل جائے گا۔ خدا کے لئے مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے حکومت کوئی mechanism بنائے اور اس کو اپنی ترجیحات میں شامل کرے۔ غریب آدمی پِس کر رہ گیا ہے اور سرکاری ملازمین، salaried persons کے پاس اب دو وقت کی روٹی حاصل کرنا مشکل ہو گئی ہے۔ یہ سبزیاں اور باقی جو consumer items ہیں اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت جنگی بنیادوں پر کام کرے۔ یہ حکومت کا اوّلین فرض ہے کہ اس inflation اور مہنگائی جس نے عوام کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے اس حوالے سے ہمیں ایوان کے اندر بات کرنی چاہئے اور فوری کرنی چاہئے۔ اس مہنگائی کو روکنے کے لئے حکومت کے پاس کوئی mechanism یا پلان ہے تو وہ ایوان کو بتائے تاکہ عوام کو پتا چلے۔ ہوتا یہ ہے کہ پانچ روپے کسی چیز کی قیمت بڑھتی ہے تو دکاندار دس روپے بڑھا دیتے ہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ اس کو آئندہ session تک کے لئے pending نہ کیا جائے بلکہ اگر حکومت اس مہنگائی کو روکنے کے لئے کوئی اقدامات کر رہی ہے تو وزیر موصوف کل تک اس ایوان کو بتائیں۔

جناب سپیکر: اس پر میں نے آرڈر تو کر دیا ہے اب اور مزید اس پر کیا کریں؟ ویسے آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ایک دوسرے کے ساتھ پوچھنا چاہیں تو پوچھ لینا کیونکہ اس پر تو اب آرڈر ہو چکا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ کل آنی ہے، اب پتا نہیں کل آنی ہے یا نہیں آنی؟

جناب سپیکر: انشاء اللہ آئے گی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ مسئلہ بڑا اہم ہے۔

جناب سپیکر: میں نے یہ تحریک اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی ہے لیکن امید ہے کہ وہ کل آپ کی تسلی کروائیں گے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب مصدرہ 2013

(۔۔۔جاری)

MR SPEAKER: Now, we resume consideration on Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013. Consideration on the Bill up to first reading was completed on Wednesday, the 28th of August 2013. Now, we take up the second reading of the Bill.

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar

Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Jayeda Khalid Khan, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MIAN MUHAMMAD ASLAM IQBAL: I move:

> "That in Clause 2 of the Bill, in the proposed Clause (3c)(a) of Article 7 of the Police Order 2002, for the words "twenty-five percent", the words "fifty percent" be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 2 of the Bill, in the proposed Clause (3c)(a) of Article 7 of the Police Order 2002, for the words "twenty-five percent", the words "fifty percent" be substituted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

MR SPEAKER: Opposed.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں آج Police Order 2013 Bill میں amendment کے حوالے سے اپنی کچھ گزارشات آپ کے توسط سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

(اذان ظہر)

MR SPEAKER: Please carry on.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم جو Police Order 2002 کے اندر amendment کرنے جا رہے ہیں۔ اس کا حکومت کے نزدیک definitely یہ مقصد ہو گا کہ تھانہ کلچر کو تبدیل کیا جائے۔ یہ حکومت پنجاب کا نعرہ بھی ہے اور اس موجودہ حکومت کے معرض وجود میں آنے کے بعد پچھلے تین ماہ سے ہم روزانہ کی بنیاد پر مختلف اخبارات میں قابل احترام وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے یہی ایک خبر

ضرور پڑھتے ہیں کہ ہم تھانہ کلچر اور پٹواری کلچر کو تبدیل کریں گے۔اس وقت موجودہ صورتحال کے اندر Police Order 2002 پر نظر دوڑائیں تو میرے نزدیک اس میں بہت بڑی قباحتیں ہیں۔ میں آپ کے سامنے جن کو تھوڑا سا پیش بھی کروں گا تاکہ پھر اس amendment پر بھی روشنی ڈال سکوں۔Police Order 2002 سے پہلے 1861 کے ایکٹ کے تحت Indo-Pak کے اندر جو سسٹم چل رہا تھا اور 1934 میں پولیس آرڈر کے rules بنائے گئے کہ پولیس کے کیا functions ہیں اور کس طرح سے انہوں نے ادارے کو چلانا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑے comprehensive rules تھے اور ہیں جن کو قلم کی ایک جنبش سے ختم کر دیا گیا اور Police Order 2002 متعارف کروایا گیا۔Police Order 2002 جو متعارف کروایا گیا اس سے پولیس افسران اور محکمے کے اندر ایک اپنے اختیارات کی جنگ کو چھیڑ دیا گیا۔ میں ان اختیاراتی جنگ کی تھوڑی example بھی آپ کو دوں گا۔ جیسا کہ لاہور شہر میں سی سی پی او صاحب کام کریں گے اور جو اس سے چھوٹا شہر ہے وہاں پر سی پی او صاحب کام کریں گے اور ان کو آئی جی کے tier سے نیچے نکال کر independent کر دیا گیا۔اس طرح "آئی جی" کا ان پر تھوڑا سا control lose ہو گیا۔اس طرح محکمے کے اندر اختیارات کی اپنی جنگ شروع ہو گئی۔اس پولیس آرڈر کے اندر اب بار بار ترمیم کرنے جا رہے ہیں۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو recruitment بھرتی ہونے جا رہی ہے اس میں کوٹا مختص ہے کہ پہلے سے موجود ہیڈ کانسٹیبل یا اسسٹنٹ سب انسپکٹر کو 25 فیصد کوٹا دیا جائے گا۔انہوں نے کہا ہے کہ نہیں اس کو بڑھا کر 50 فیصد کر دیا جائے۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب پولیس آرڈر 2002 پر تنقید فرما رہے ہیں۔پولیس آرڈر 2002 آج نہیں نافذ ہوا یا وہ اب نافذ ہونے نہیں جا رہا بلکہ یہ 2002 سے نافذ ہے۔ اگر ان کو پولیس آرڈر میں کوئی نقائص نظر آ رہے ہیں تو اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ یہ اس پر پرائیویٹ ممبر کے طور پر amendment move کریں۔اس amendment سے یہ بحث cover نہیں ہوتی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں دیکھئے گا کہیں ڈاکٹر مراد راس صاحب بھی ناراض نہ ہو جائیں جنہوں نے کمیٹی میں بیٹھ کر اس کو recommend کروایا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایوان کے ہر ممبر کا اپنا نقطہ نظر ہے۔

جناب سپیکر: آپ ترمیم کی طرف آئیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جب تک ایوان کو یہ بات نہیں بتائی جائے گی کہ یہ کیوں کی جا رہی ہے تو پھر ٹھیک ہے اس پر ہم نہیں بولتے۔ وزیر قانون صاحب صحیح فرما رہے ہیں، میری آپ کے توسط سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس پولیس آرڈر کے سسٹم کو تھوڑا سمجھا جائے۔ پولیس کے اندر جو اپنی جنگ چھڑ گئی ہے پہلے اس کو تو ٹھیک کر لیا جائے، ہم تھانہ کلچر تبدیل کرنے کی بات کر رہے ہیں جب تک ہم ان کے سسٹم کو ٹھیک نہیں کریں گے، ہم legislators ہیں، ہم یہاں پر بیٹھے ہیں یہ ہمارا کام ہے اس طرح تو ایک نئی جنگ چھڑ گئی ہے۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر irrelevant ہو رہے ہیں۔ ایوان کا وقت بہت قیمتی ہے، سب ممبران یہاں پر بیٹھے ہیں یہ بتائیں کہ 25 فیصد کو 50 فیصد کیوں ہونا چاہئے؟ یہ 2002 کے پولیس آرڈر کو لئے بیٹھے ہیں اگر پولیس آرڈر 2002 کی وجہ سے جنگ چھڑ گئی ہے، معاملات خراب ہو رہے ہیں تو یہ اس میں ترمیم لائیں اور اس ترمیم کو ایوان سے منظور کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں، جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ ایوان کا وقت بہت قیمتی ہے اسی وجہ سے روزانہ 2 گھنٹے اجلاس دیر سے شروع ہوتا ہے۔ اگر ایوان کا وقت اتنا ہی قیمتی ہے تو پھر صبح 10 بجے کا ٹائم ہوتا ہے، صبح 10 بجے اجلاس شروع کیا جائے۔ ہمیں 2 گھنٹے باہر کیوں بٹھائے رکھتے ہیں؟ بہت قیمتی وقت ہے جب سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے کوئی ایک دن بتا دیں جب اجلاس ٹائم پر شروع ہوا ہو؟

MR SPEAKER: This is not the part of this amendment.

آپ amendment پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں amendment پر بات کر رہا ہوں۔ یہ پولیس آرڈر میں ہے، میں اپنے پاس سے تو یہ بات نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: اگر آپ اس کو 50 فیصد کرنا چاہتے ہیں تو اس کی justification دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر معزز ممبر۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر یہ مجھے بولنے نہیں دیں گے اور ہر بات پر۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر کوئی ایک دن بتائیں، ممبران جب یہاں پر ٹھہرے ہوتے ہیں، یہ درست بات ہے کہ ایک ممبر اسمبلی اور ایک سرکاری آفیسر میں یہ فرق ہے کہ سرکاری آفیسر پر تو پابندی ہے کہ وہ آٹھ بج کر ایک منٹ پر اپنے آفس میں آکر بیٹھے لیکن ممبر اسمبلی جہاں پر بھی ہو وہاں اس کے حلقہ سے لوگ بھی آجاتے ہیں، باقی بھی معاملات ہوتے ہیں اسے کسی کے ساتھ سیکرٹریٹ بھی جانا ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ بحث میں نہ جائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات on record ہونی چاہئے کہ یہ تو درست ہے کہ اجلاس دیر سے شروع ہوا لیکن آج تک یہ ایک دن بتائیں جس دن اجلاس میں routine کا ایجنڈا مکمل نہ ہوا ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر !اب بحث برائے بحث شروع ہو جائے گی، میں بولوں گا پھر قابل احترام وزیر قانون صاحب بولیں گے، میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ بات on record ہے کہ جب سے یہ سیشن شروع ہوا ہے کبھی ٹائم پر اجلاس شروع نہیں ہوا۔ ہم روزانہ آکر ادھر کھپتے رہتے ہیں کہ ٹائم پر اجلاس شروع کریں۔ آپ ایک کام کر لیں کہ ٹائم ان سے لے لیا کریں، ایجنڈا آپ جاری کر دیا کریں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ یہ بتائیں کہ 25 فیصد کو 50 فیصد کیوں کیا جائے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر !ہمیں کس جرم کی سزا ہے کہ ہم 2 گھنٹے آکر اس ایوان میں انتظار کرتے رہیں کہ جب تک وزیر قانون نہیں آئیں گے یہ اجلاس شروع نہیں ہو گا؟

جناب سپیکر: نہیں، میں یہ نہیں کہہ رہا۔ آپ اپنی ترمیم پر بات کرتے رہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں کوئی اپنے پاس سے بات نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: آپ 50 فیصد پر آئیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر !اگر آپ مجھے اس کے پس منظر میں جو بات ہے وہ نہیں کرنے کا موقع دیں گے تو پھر میں چُپ کر کے بیٹھ جاتا ہوں آپ بل منظور کر لیں ویسے بھی آپ نے کر لینا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں ایسے کیسے کر سکتا ہوں؟

میاں محمد اسلم اقبال: آپ کا زورِ بازو ہے، آپ کے پاس تعداد ہے، عددی اکثریت ہے۔ آپ منظور کر لیں ہمیں کیوں ترمیم پر بات کرنے سے روکتے ہیں؟

جناب سپیکر: اگر میں آپ کو کہوں کہ آپ relevant ہو جائیں تو اس پر بھی آپ تیخ پا ہو جاتے ہیں یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ تو میرا اختیار ہے کہ میں ترمیم پر بات کروں۔

جناب سپیکر: میرا بھی کچھ اختیار ہے۔(قطع کلامیاں)

آپ اپنی ترمیم پر بات کریں۔اس بات کو چھوڑیں، مجھے پتا ہے۔شاباش!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر !گزارش یہ ہے کہ پولیس کے اندر جو موجودہ سسٹم چل رہا ہے جس کے تحت کانسٹیبل بھرتی کیا جاتا ہے، اے ایس آئی بھرتی کیا جاتا ہے، اے ایس پی کی بھرتیاں ہوتی ہیں، دو سسٹم صوبے کے پاس رہ جاتے ہیں، ایک فیڈرل کے پاس چلا جاتا ہے۔ موجودہ سسٹم کے اندر کانسٹیبل، اے ایس آئی، اے ایس پی، پولیس آرڈر 2002 سے پہلے بھی جب 1934 کے Rules کا موازنہ کریں تو اس کے اندر بھرتی کرنے کا طریق کار بڑے واضح طریقے سے بیان کیا گیا ہے کہ کانسٹیبل کیسے بھرتی ہو گا، بھرتی ہونے کے بعد اس کی پروموشن کیسے ہو گی، وہ کس طرح سے اے ایس آئی بنے گا، اس کے بعد کس طرح سے سب انسپکٹر بنے گا اس کے بعد جب وہ انسپکٹر بنے گا تو اس کے functions کیا ہیں ان کو بھی بڑے ہی comprehensive طریقے سے ان Rules میں بیان کیا گیا ہے جبکہ پولیس آرڈر کے اندر ابھی تک ہم ایڈہاک ازم میں چل رہے ہیں، ہم اس کے Rules ہی نہیں بنا سکے جو Police Rules 1934 ہیں ان کے مطابق جو آفس انچارج پولیس سٹیشن ہے جس کو اب ہم ایس ایچ او کو Station House Officer کہتے ہیں اس نے جو اپنے تین بنیادی کام کرنے ہوتے ہیں۔

1. Prevention of crime.
2. Investigation of crime.
3. Prosecution of crime.

یہ جو ترمیم دی گئی ہے اس میں آپ اے ایس آئی کی post ختم کر کے سب انسپکٹر کو بھرتی کرنے جا رہے ہیں۔اس سے پہلے بھی1990 میں اس طرح کا تجربہ ہو چکا ہے جس میں direct انسپکٹر بھرتی کئے گئے اور ان کے ذریعے ہم پولیس اور تھانہ کلچر تبدیل کرنا چاہ رہے تھے جو نہیں ہو سکا۔ آج ہم پھر جو کانسٹیبل بھرتی کر رہے ہیں،ان کی پروموشن کا ایک باقاعدہ طریق کار ہے کہ جو کانسٹیبل بھرتی ہوا ہے اس کو پتا ہو کہ آنے والے وقت میں اس نے اے ایس آئی کب بننا ہے اور اپنی تعلیم کے مطابق اس نے ایس آئی کے عہدے تک کب پہنچنا ہے،اگر ہم direct سب انسپکٹر کو بھرتی کریں گے تو محکمہ پولیس میں جو لوگ پہلے سے کام کر رہے ہیں ان کی دل شکنی ہو گی،وہ اپنا کام بہتر انداز میں نہیں کر سکیں گے۔جب ہم direct سب انسپکٹر کی post کو introduce کروا رہے ہیں۔اس ترمیم کے اندر ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ یہ جو سب انسپکٹر کی بھرتی کر رہے ہیں اس کو اس انداز میں نہ کیا جائے بلکہ جو ایک رائج طریق کار ہے اس کو آگے لایا جائے۔کانسٹیبل،اے ایس آئی میں سے سب انسپکٹر لئے جائیں تاکہ کل کو اے ایس آئی کو پتا ہو کہ میں نے محنت کرنی ہے اور کتنے وقت میں اوپر پہنچنا ہے۔اگر ان کی پروموشن کا process slow ہو جائے گا تو یہ سسٹم بیٹھ جائے گا اور وہ بہتر انداز میں perform نہیں کر سکیں گے۔ ہم یہاں پر جس تھانہ کلچر کی بات کر رہے ہیں شاید وہ پھر تبدیل نہ ہو سکے۔ ہم تھانہ کلچر کی یہ بات کر رہے ہیں کہ اس محکمہ کے اندر جب ایک بندہ بھرتی ہو رہا ہے اس کو اس کا حق اس وقت کے مطابق دیا جائے اور عمر کے مطابق دیا جائے۔اب جب آپ سب انسپکٹر کو direct بھرتی کر رہے ہیں ان کو جب ہم تھانوں کے اندر لگائیں گے تو وہ اس کی proper training کے process سے نہیں گزرے ہوں گے۔اس نے تو ابھی سیکھنا ہے،آپ یہاں پر بات کریں گے کہ اے ایس پی کو بھی direct بھرتی کیا جاتا ہے۔اے ایس پی کے role میں اور سب انسپکٹر کے role میں فرق ہے وہ ایک supervisory role ہوتا ہے وہ administrative control کرتا ہے جبکہ نیچے جس بندے کو آپ پروموشن دے رہے ہیں، جس نے تھانے میں آ کر اگلی سیٹ پر بیٹھنا ہے، جس کے اوپر پورے علاقے کا وزن ہوتا ہے،اس نے تو ان تمام چیزوں پر نظر رکھنی ہوتی ہے جو میں نے پہلے بیان کی ہیں۔اس نے ان کو اس پیرائے میں دیکھنا ہوتا ہے اور سسٹم کو آگے چلانا ہوتا ہے۔اس کے علاوہ ان کی اس مقصد کے لئے ایک proper training ہوتی ہے اس بات کو بھی مدنظر رکھا جائے۔اس کے علاوہ ان کی تعداد کو بھی آپ کم کر رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جو وہاں پر پہلے سے بھرتی ہیں ان کو زیادہ accommodate کیا جائے۔آپ

ایک ترمیم کے ذریعے ناحق کو اس کا حق دینے جارہے ہیں اور جو حق دار ہے اس کے حق کو ختم کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! میں اپنی بات ختم کر دوں؟

جناب سپیکر: شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ہو گئی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! جب ہم relevant بھی بولیں تب بھی آپ نہیں بولنے دیتے۔

جناب سپیکر: دوسروں کو بھی موقع دے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! اسمبلی میں اپوزیشن کے اس وقت 42 ممبران ہیں اور ان میں سے بھی صرف پانچ یا سات بندے بولتے ہیں اگر ان کی بات بھی ناگوار ہے تو پھر بسم اللہ کریں ہم اپنی تمام ترامیم کو withdraw کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو کیوں pressurize کروں؟ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ بس
You should be relevant to the extent of your amendment.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! آپ نے بے شک 24 تاریخ کا آرڈیننس جاری کر دیا ہوا ہے، دس دن آپ نے انتظار نہیں کیا۔۔۔

جناب سپیکر: اب تو یہ آپ کے ایوان کے پاس ہے، آپ سب نے منظوری دینی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! یہ تو آپ کا prerogative ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی منظوری ہونی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: میں اب کیا کروں؟

جناب سپیکر: وہ آرڈیننس ختم ہو جائے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا!آپ تو مجھے بولنے نہیں دیتے، میں پھر واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر میاں محمد اسلم اقبال ایوان سے احتجاجاً واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: یہ بات تو ٹھیک نہیں ہے۔ میاں صاحب!آپ ایسے نہ کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا!وہ ابھی بات کرنا چاہتے تھے۔

جناب سپیکر: انہوں نے اپنی بات تو مکمل کر لی ہے۔ان کو لے کر آئیں، مراد راس صاحب آپ جائیں اور ان کو لے کر آئیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب والا!انہوں نے کہیں جانا تھا۔

جناب سپیکر: اچھا چلو ٹھیک ہے۔اب میں question put کر دوں یا آپ بولنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا!میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پھر آپ بولیں۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنی ترمیم کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے بات کرنی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا!آپ کہیں تو نہیں بولتا اور میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایسے نہیں، آپ کیا کرتے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!جو ترمیم ہم نے پیش کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جو ترمیم آپ نے دی ہے اسی پر بات کرنی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا!میں اسی پر ہی بولوں گا اور یہ بھی کوشش کروں گا کہ کوئی ایسی بات نہ کروں جو کہ ہمارے حکمرانوں کو ناگوار گزرے کیونکہ میں نے میاں محمد اسلم اقبال کا حال دیکھ لیا ہے کہ اگر انہوں نے ایک آدھ بات ایسی کر دی تو۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں نے ان سے کوئی ایسی بات نہیں کی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا!وہ تو ہمیں افسوس ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کی اپنی کوئی مجبوری تھی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! ہمیں اس قسم کے روّیہ سے افسوس ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی ترمیم پر relevant ہوں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ ترمیم جو ہم نے سب انسپکٹر کی recruitment کے متعلق پیش کی ہے، اس پر میں عرض کروں گا کہ اس میں 25 فیصد ہم وہ لوگ لے رہے ہیں جو اس وقت سروس کر رہے ہیں۔ پاکستان کے پچھلے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ ہمارے ملک میں جس طرح بے روزگاری تھی، اس وقت بھی ہے بلکہ مزید بڑھتی جا رہی ہے۔اس وقت ہمارے جتنے بھی تعلیم یافتہ نوجوان ہیں، جس وقت کانسٹیبل کی بھرتی ہوتی ہے اس وقت ایم اے، ایم ایس سی لوگ وہاں پر apply کرتے ہیں اور اس وقت بھی highly qualified لوگ اس rank پر کام کر رہے ہیں اور اس وقت ان کی اچھی خاصی ٹریننگ ہو چکی ہے، ان کے پاس اس وقت experience آ چکا ہے۔اب آپ نئی بھرتی کرنے جا رہے ہیں، وہ لوگ جو اس محکمے کو اپنا خون دے چکے ہیں جو اس محکمے کے لئے دن رات ایک کر چکے ہیں، جن کے پاس تعلیم بھی وہی ہے جو آپ کی required ہے، ان کا راستہ روکنا ان کو صرف 25 فیصد دینا اور جو لوگ براہ راست بھرتی کرنے ہیں ان کو زیادہ تعداد میں رکھ رہے ہیں۔ اس طرح آپ experienced لوگوں کی پروموشن کو روک رہے ہیں۔ جو لوگ پہلے سے کام کر رہے ہیں ان کے پاس تجربہ بھی ہے اور ہیچلر ڈگری بھی موجود ہے ان کو آپ صرف 25 فیصد کوٹا دے رہے ہیں اور جو آپ direct بھرتی کر رہے ہیں ان کو زیادہ کوٹا دے رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ایک طرف تو محکمے کے ان ملازمین کے ساتھ ناانصافی ہے جو ایمانداری سے اپنا کام کر رہے ہیں اور جن کے پاس required qualification سے زیادہ qualification ہے اس کے باوجود ان کو neglect کر رہے ہیں۔ یہ لوگ جو پاکستان کے مخصوص حالات کے تحت کانسٹیبل بھرتی ہو گئے، ڈگریاں ان کے پاس موجود ہیں، پڑھے لکھے ہیں، ماں باپ کا لاکھوں روپیہ بھی ان پر خرچ ہو چکا ہے اور وہ صرف اس آس پر ہی بھرتی ہو گئے تھے کہ چلو ہم کانسٹیبل ہی بھرتی ہو جاتے ہیں، محنت کریں گے، کام کریں گے with the passage of time promotion ہو جائے گی اور up to DSP یا جہاں تک بھی وہ جا سکتے ہیں جائیں گے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب آپ ان کے لئے کیوں رکاوٹ بن رہے ہیں؟ محکمے کے اندر ایسے لوگ جب پہلے سے موجود ہیں جن کے پاس تجربہ بھی ہے، تعلیم بھی ہے اور اپنے محکمے کو بھی بہتر انداز سے سمجھتے ہیں اس لئے ہمارا یہ خیال ہے کہ اگر ہم ان کا کوٹا پچاس، پچاس فیصد یعنی برابر کر دیں تو بہتر ہے۔ میرا ذاتی خیال تو یہ ہے کہ ہمیں اے ایس آئی یا سب انسپکٹر direct بھرتی ہی نہیں کرنے چاہئیں بلکہ پہلا حق ہی ان

لوگوں کا ہے جو محکمے میں پہلے سے موجود ہیں اور اس وقت محنت کر رہے ہیں، اس اُمید پر کر رہے ہیں کہ وہ بھی کبھی آگے بڑھیں گے ان کی بھی ترقی ہو گی۔ یہ ان کا راستہ روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ نے ہر صورت میں کرنا ہی ہے تو پچاس، پچاس فیصد کوٹا برابر مقرر کیا جائے ورنہ محکمے کے لوگوں میں بددِلی پیدا ہو جائے گی، لوگ demoralize ہو جائیں گے، لوگ کام نہیں کریں گے، پڑھے لکھے لڑکے بہت زیادہ demoralize ہو جائیں گے۔ ایک آدمی نے آج بی اے کیا ہے اس کو تو آپ اے ایس آئی بھرتی کر رہے ہیں اور ایک بندے نے آج سے دس پندرہ سال پہلے کا بی اے کیا ہوا ہے اور وہ کانسٹیبل بھرتی ہو گیا ہے آخر اس کا کیا قصور ہے کہ اب آپ اسے کہہ رہے ہو کہ ان میں سے ہم نے صرف 25 فیصد لوگ لینے ہیں اور باہر سے 75 فیصد بھرتی کرنے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر اس شخص کا کیا قصور ہے جو آج سے دس پندرہ سال پہلے گریجویشن کر کے محکمہ پولیس میں چلا گیا اب آپ اس کی ترقی کا راستہ روک رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ بات بالکل جائز ہے اس لئے ہماری اس ترمیم کو منظور کیا جائے اور اسے اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ انسانی ہمدردی، محکمے اور ملک کے مفاد میں دیکھا جائے۔ میرے نزدیک تو یہ بہترین طریقہ ہے کہ جو لوگ already service کر رہے ہیں ان کا تعلیمی معیار بھی آپ کی recruitment policy کے مطابق ہے پہلا موقع ان کو دیا جائے۔ آپ یہ صرف اس لئے کر رہے ہیں کہ اپنے لوگوں کو oblige کرنا ہے۔ اس سے پہلے بھی مسلم لیگ (ن) نے اس محکمے میں براہ راست انسپکٹر بھرتی کئے تھے، میں تو کہتا ہوں کہ یہ بھی آپ بھرتی کر لیں لیکن پچاس فیصد سے زیادہ نہ کریں۔ ہم آپ کو منع تو نہیں کر سکتے لیکن خدارا ان لوگوں کا حق نہ ماریں جنہوں نے اس محکمے کے لئے دن رات ایک کر دیا ہے، محنت کی اور اپنا خون جلایا ہے۔ اس ترمیم کا اس سے بڑا logic ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک experienced بندہ پہلے سے موجود ہے اور اس کے پاس qualification بھی وہی ہے اس کو چھوڑ کر آپ ایک نیا بندہ بھرتی کر رہے ہیں اس لئے میری گزارش یہی ہے کہ اس کوٹے کو آپ 50 فیصد تک لے کر جائیں جو حاضر سروس لوگ ہیں جو اس وقت کام کر رہے ہیں ان کو موقع فراہم کریں اور یہ پروموشن صرف ان کا حق ہے جو محکمے میں پہلے سے کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میں آپ کو شاباش بھی دیتا ہوں۔ جناب احمد شاہ کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! میں چونکہ اتنا پڑھا لکھا نہیں اور اس ترمیم کے بارے میں صرف دو، تین باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے پچیس فیصد اور پچھتر فیصد کا جو کوٹا مقرر کیا

ہے میرے خیال میں یہ پچاس، پچاس فیصد ہونا چاہئے۔ جس سپاہی یا اے ایس آئی کو پتا چلے گا کہ میری ترقی نہیں ہونی تو پھر وہ اپنا کام دل لگی سے نہیں کرے گا، وہ اپنا گھر پورا کرنے کی کوشش تو کرے گا، اگر اس کو یہ پتا ہو کہ میں نے ترقی کرنی ہے اور میں نے ڈی ایس پی تک جانا ہے تو پھر وہ رشوت کم لے گا کیونکہ وہ محتاط رہے گا کہ میرے خلاف کوئی درخواست نہ آ جائے، اس ڈر اور اس چاہت سے کہ میں نے ترقی کرنی ہے وہ اپنا کام بھی بہتر کرے گا۔ پچھلے دور میں جو سپاہی کی بھرتیاں ہوئی ہیں اس میں آپ یقین جانیں کہ کوئی لڑکا بھی بی اے سے کم نہیں ہے۔ اس سے ان کو بھی زیادہ مواقع ملیں گے، یہ ایک اچھی سوچ ہو گی اور جو عوام میں سے پچاس فیصد براہ راست بھرتی ہوں گے وہ بھی شفاف طریقے سے آئیں گے اِن میں اور اُن میں مقابلے کا ایک رجحان پیدا ہو گا اور وہ بہتر کام کریں گے۔ اس کی مثال میں یہ دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے ضلع میں ایک ranker S.P لگے ہوئے ہیں اور جب سے وہ آئے ہیں وہ ہر آدمی کی بات سنتے ہیں کیونکہ ان کے پاس تجربہ ہوتا ہے۔ سیانے لوگ کہتے ہیں کہ تجربے کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ آپ یقین کریں کہ وہ ہر آدمی کی بات سنتے ہیں اور انہیں پتا ہوتا ہے کہ یہاں پر بدمعاش لوگ کون سے ہیں، کون سے لوگ criminal ہیں اور کہاں اُٹھ کر جاتے ہیں کیونکہ ان کے پاس تجربہ ہے اس لئے میری وزیر قانون سے یہ گزارش ہو گی کہ اس پر غور کیا جائے اور اس تناسب کو پچاس، پچاس فیصد کیا جائے تاکہ ان کا آپس میں مقابلہ ہو اور اس سے بہتر نتائج برآمد ہو سکیں۔

جناب سپیکر! اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ایک اور بات بھی آپ کی خدمت میں گوش گزار کرنا چاہتا ہوں، وزیر اعلیٰ پنجاب نے موٹر سائیکلوں کو پکڑنے کا جو سلسلہ شروع کیا ہوا ہے یہ بہت اچھا ہے، اس کا یہ فائدہ ہے کہ بہت سے لوگ جو پہلے موٹر سائیکلوں کے کاغذات نہیں بنواتے تھے وہ اب دھڑا دھڑ بنوا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ اگر ایک متعلقہ تھانہ ایک دن میں بغیر کاغذات والے موٹر سائیکلوں کے دس چالان بھی کرتا ہے تو یہ بہت اچھا کام ہے۔ اسی طرح اسی کے متبادل ہمارے گاؤں سے یہ لوگ مال مویشی چوری کر کے، ان کو ٹرکوں پر لاد کر راتوں رات لاہور لے آتے ہیں یا پشاور لے جاتے ہیں، اگر چوری کی دس موٹر سائیکلوں کی مالیت پانچ لاکھ روپے بنتی ہے اور اس کے مقابلے میں ایک ٹرک میں چوری کے اگر مال ڈنگر جائیں تو ایک ٹرک میں کم از کم دس سے بارہ لاکھ روپے کا مال چلا جاتا ہے اور ہم وہ گوشت خرید کر سب کھا رہے ہیں جن میں، میں بھی شامل ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔

جناب احمد شاہ کھگہ: میری گزارش ہے کہ اس سلسلے میں بھی تھانے میں کوئی ایک علیحدہ سیل ہو۔

جناب سپیکر: جی، بنائیں گے، بنانا چاہئے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جو روزانہ کی رپورٹ تیار کرے۔ جیسے موٹر سائیکل والا کام بہتر کیا گیا ہے۔وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش ہے کہ کوئی اس طرز کا بھی نمونہ بنایا جائے جس سے غریب آدمی کا مسئلہ حل ہو۔ مہربانی

جناب سپیکر: مہربانی۔ کوئی صاحب بولنا چاہیں گے ؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں بولنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے بھی بولنا ہے ؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میرا تو کل والا ٹائم بھی رہ گیا تھا۔

جناب سپیکر: لیکن 25اور 50 کے درمیان ہی رہیں بڑی مہربانی۔

جناب محمد سبطین خان: انشاء اللہ، جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ ہماری amendment ہے کہ departmental promotion میں 25 فیصد کی بجائے 50 فیصد کوٹا کیا جائے۔اس میں ہمارا یہ مؤقف ہے کہ جو bachelor degree holder ہوں گے، یقیناً جب گورنمنٹ اس level پر لے آئے گی تو جو اچھے ریکارڈ والے پولیس آفیسرز ہوں گے یقیناً پروموشن انہی لوگوں کی ہو گی جن کی proper ACRs ہوں گی، ہمارا لاء ڈیپارٹمنٹ یا ان کو جو deal کر رہے ہیں انہوں نے کوئی age limit کو بھی bracket کیا ہو گا۔ میری common sense کی بات ہے لیکن مجھے نہیں پتا کہ اس میں کیا ہے کیونکہ ہمیں وہ پوری detail نہیں ملی۔ ایک بندہ He is on verge of retirement اس کی ریٹائرمنٹ میں ایک یا دو سال رہ گئے ہیں تو میرے خیال میں اس کی پروموشن تو نہیں ہو گی تو اس کے لئے گورنمنٹ نے یقیناً ان کی کوئی limitation یا اس پہلو پر کچھ کیا ہو گا۔

جناب سپیکر! 25 فیصد سے 50 فیصد اس لئے ضروری ہے کہ ایک تو experienced لوگ ہوں گے اور ان کا فیلڈ کا تجربہ ہو گا, right from lower level whether he is ASI, Head Constable or Constable جب وہ اس bracket میں آ جائیں گے تو میرا خیال ہے کہ محکمے کے لئے یقیناً بہتری ہی ہو گی۔

جناب سپیکر! دوسری بات کہ SIs کی recruitment کا جو طریقہ ہے اس میں میری ایک سادہ سی تجویز ہے کہ اس کی one time recruitment کر لیں اور اس level پر کریں کہ اس کا

ہماری سوسائٹی پر substantial effect بھی پڑے۔ مثال کے طور پر میں نے کل بھی ایک ہلکی سی بات کی تھی اور آج just half a minute of yours کہ let us suppose ایک ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر آپ کی vacancies دس بارہ یا پندرہ ہیں وہ اتنی کم quantity ہو گی کہ آپ اتنی کم quantity میں quality والے results نہیں لے سکیں گے۔ جب ایک جم غفیر ہو گا ہر طرف آفیسرز کی بہت بڑی تعداد ہو گی اور اس میں ٹوٹل vacancies کے مطابق چاہے وہ SIs ڈائریکٹ لائیں یا by promotion لائیں ان کی تعداد دس بارہ یا پندرہ ہو گی تو میرا خیال ہے کہ وہ معاشرے کو اتنا effect نہیں کرے گا جتنا ہم expect کر رہے ہیں کہ اس کے اچھے results آئیں گے۔

جناب سپیکر! میں اسے آدھے سیکنڈ کا ہلکا سا یہ touch بھی دوں گا کہ again I would insist on meaningful training جب تک آج کی modern techniques کے مطابق trainings نہیں ہوں گی I want to go into those details لیکن میں اتنا کہوں گا کہ جو ہمارے پرانے طریقے ہیں کہ "ذرا کڈھ ناں 8 نمبر تے کڈھ ناں 7 نمبر تے ایہدی طبیعت میں ہنیں صاف کرناں ایہہ مہنے گا" ہمیں ان چیزوں سے تھوڑا سا divert کرنا چاہئے اور ان چیزوں سے پرہیز بھی کرنا چاہئے اس کی وجہ ہے کہ آج کل تعلیم کا دور ہے vibrant media کے ہوتے ہوئے اور اس میں میڈیا کا بھی بڑا positive role رہا جس طرح انہوں نے snaps دکھائیں اور وہ ٹیلی ویژن پر عام ہوئیں تو اب اس چیز سے پرہیز ہے لیکن according to needs اور آج کے دور کے مطابق ان کی proper training ہونا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے جو نئے آفیسرز by promotion یا by selection of Punjab Public Service Commission آئیں گے اس میں میری گورنمنٹ سے بار بار استدعا ہے کہ خدارا ان کی سروس کا کچھ period بھی رکھا جائے۔ ابھی جو نئے آئیں گے پروموشن کے بعد تھانوں میں ہی آنے ہیں چونکہ basic investigation تو تھانوں میں آنی ہے ان کی تعداد اس لئے بھی بڑھنی چاہئے اور اس تعداد کے ساتھ ان کے tenure کی fixation بھی ہونی چاہئے۔ یہ بندے آئیں گے تو ساتھ ہی ان کے ٹرانسفر آرڈر آ جائیں گے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ۔ ابھی یہ proper settle نہیں ہوں گے ابھی ان کی ان حالات سے واقفیت نہیں ہو گی اور فوراً ہی ان کا ٹرانسفر ہو جائے گا۔ جب ان کا ٹرانسفر ہو جائے گا تو I think they won't be able to deliver those things which are expected from them اس لئے ان کے tenure کی fixation بھی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! I know میں بالکل لمبی بات نہیں کروں گا میں Investigation at Police Station پر بولنا چاہتا تھا لیکن چلیں وہ میں اگلی ترمیم پر بول لوں گا۔ بہت بہت شکریہ

MR SPEAKER: Thank you dear, next.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنے آپ کو confine کرنا ہے justification دینی ہے why 25 percent to 50 percent بس آپ اس حد تک مہربانی فرمائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اولاً تو وزیٹر گیلری میں جو چینی delegation آیا ہوا ہے میں اسے welcome کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میں بات کروں گا۔ آپ ابھی مہربانی فرمائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس بل کے اندر ہم نے جو amendment دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ پولیس کی بہتری کے لئے دی ہے اگر پروموشن کوٹے کے 50 فیصد لوگ پورے procedure سے گزر کر پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے آئیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ selection نسبتاً میرٹ پر ہو جائے گی اور نسبتاً کچھ بہتر لوگ آنے کی امید بنتی ہے۔ ورنہ اس وقت جو عملی صورتحال ہے رانا صاحب بھی فیلڈ کے آدمی ہیں انہیں اس حوالے سے پوری معلومات بھی ہیں کہ اس وقت grass roots level پر بہت ہی دگرگوں صورتحال ہے اور over the years اس میں اصلاح کی جتنی بھی کوششیں ہوئی ہیں میں اس کی تحسین کرتا ہوں کہ پچھلے پانچ سال کے tenure میں میاں محمد شہباز شریف صاحب ہی وزیراعلیٰ تھے انہوں نے اس پر کافی stress کیا، پولیس کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا، ان کے equipment میں بھی بہتری لائے مثلاً سول لائن تھانہ بہاولپور میں پہلے ایک ٹوٹی ہوئی گاڑی ہوتی تھی اب ایس ایچ او کی discretion پر تین اچھی گاڑیاں ہیں لیکن performance بہتر ہونے کی بجائے مسلسل گر رہی ہے اور عوام اس وقت شدید کرب کے اندر ہیں۔ میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ اب جو صورتحال بنی ہوئی ہے، جو مدعی ہے یا ملزم ہے اب اس پولیس کے نزدیک کوئی تخصیص نہیں ہے اور وہ یہ دیکھتے ہیں کہ کتنا کسی سے کھینچا جا سکتا ہے کتنی کھال اتاری جا سکتی ہے اس سے کتنی مالی منفعت حاصل کی جا سکتی ہے اور اس کے مطابق سارے معاملے چلتے ہیں۔ آئی جی صاحب تشریف لے گئے ہیں میں ایک ضروری کام کی وجہ سے نہیں آ سکا میں ان کے سامنے یہ بات کرنا چاہتا تھا اور میں خود بھی ان سے جا کر ملا ہوں۔ میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ میں آپ کے پاس کسی کام کے لئے نہیں آیا

میں آپ کو الزام بھی نہیں دیتا۔آپ چند دن پہلے آئی جی بنے ہیں اور سال ڈیڑھ سال بعد ریٹائر ہو کر چلے جائیں گے لیکن میں نے ان سے کہا کہ یہ جو آپ کے پاس ڈیڑھ سال کا period ہے، کیا آپ کو احساس ہے کہ اس کا اللہ کو جا کر آپ نے جواب دینا ہے؟ آپ تو ہتھیار پھینک کر بیٹھے ہوئے ہیں، اسی طرح جتنے آر پی او یا ڈی پی او صاحبان ہیں وہ بھی ہتھیار پھینکے بیٹھے ہیں کہ سارا معاشرہ بگڑ گیا ہے اور جب معاشرہ ٹھیک ہو گا تو اس کے نتیجے میں بہتری آ جائے گی۔ میں نے کہا کہ آپ کو جو کپتانی ملی ہوئی ہے اس کی جوابدہی ہو گی۔ وہاں پر دو تین ڈی آئی جی صاحبان بھی بیٹھے ہوئے تھے۔اس پر آئی جی صاحب ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ بات تو آپ ٹھیک کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر میں ٹھیک کہہ رہا ہوں تو پھر اس حوالے سے آپ کوئی سوچ بچار کریں۔ایک ماہ قبل میں نے میاں محمد شہباز شریف کو ملنے کے لئے requisition دی تھی، ان سے میری one to one ملاقات ہوئی اور میں نے وہاں پر یہی point raise کیا تھا۔ میں نے ان کی کوششوں کی تحسین بھی کی اور کہا کہ اس وقت ہم آپس میں بیٹھے ہیں، کوئی point scoring نہیں ہے۔ میں کسی کی اہلیت یا نااہلی کی بات نہیں کرتا کیونکہ جو لوگ مسلسل گورنمنٹ کے اندر بیٹھے ہیں یہ بھی بہتری چاہتے ہیں اور ہم بھی بہتری چاہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ حالات مسلسل تیزی سے خراب ہو رہے ہیں۔

MR SPEAKER: Doctor Sb! Let's hope for the good.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کی طرف سے اجازت دینے پر یہ ساری گفتگو میں نے اسی پس منظر میں کی ہے۔ عوام کی مشکلات کے حوالے سے یہ درد دل ہے۔آپ اور رانا صاحب کی مہربانی ہے کہ میری گفتگو کو سماعت فرمایا اور مجھے اس ترمیم کی وجہ سے ہی چند باتیں کہنے کا موقع مل گیا۔ ہم نے درد مندی کے ساتھ درخواست کی ہے کہ اس حوالے سے سوچ بچار کیا جائے۔ رانا صاحب ماشاء اللہ ان سارے معاملات کو سمجھتے ہیں اور یہ اہلیت بھی رکھتے ہیں۔اگر یہ کمر کس لیں کہ معاملات کو ٹھیک کرنا ہے تو اس پر بیٹھ کر اچھی debate ہو سکتی ہے، اقدامات طے ہو سکتے ہیں، بہتری کی بہت ساری صورتیں نکل سکتی ہیں اور اس وقت بھی اس گلے سڑے محکمہ میں بہتری لائی جا سکتی ہے۔ ہم نے یہ ترمیم بہتری کی نیت سے دی ہے، اس میں کوئی خرابی پیدا کرنے کے لئے نہیں دی اگر پچاس فیصد لوگ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے آ جائیں گے تو بہتری ہو گی۔ یہ ٹھیک ہے کہ Special Committee نے سفارشات دی ہیں لیکن اب ایوان میں یہ روایت قائم ہونی چاہئے کہ ممبران کی طرف سے مثبت تجاویز کو تسلیم کر لیا جائے۔ جب Special Committee کی سفارشات ایوان کے اندر پیش ہوتی

ہیں تو اس پر اسی غرض سے cut motions آتی ہیں کہ اس پر debate ہو جائے،اس کے نتیجے میں ایوان کے ممبران کی طرف سے کچھ مزید اچھی باتیں آ جائیں اور ان کو incorporate کیا جا سکے۔ میں راناصاحب سے درخواست کروں گا کہ یہ جو پچیس فیصد سے پچاس فیصد کرنے کے حوالے سے ترمیم دی گئی ہے اس کو accept کرتے ہوئے ایک اچھی روایت قائم کریں۔ ہماری ترمیم کو through ہونے دیں کیونکہ اس میں گھاٹے کا سودا نہیں بلکہ محکمہ کی بہتری ہے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ۔اس سے پیشتر کہ میں کارروائی کو آگے بڑھاؤں،اس وقت چائنا کا ایک وفد Speakers Box میں تشریف فرما ہے۔اس وفد میں Mr Liu Tibin Chief Executive, Changhong Group اور ان کے ساتھی شامل ہیں۔ میں ان کو پنجاب اسمبلی میں خوش آمدید کہتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اسمبلی کی طرف سے ڈیسک بجا کر
معزز مہمانان گرامی کو خوش آمدید کہا گیا)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حزب اختلاف کے معزز ممبران نے اس ترمیم پر بات کرتے ہوئے general حوالے سے بھی کافی گفتگو کی ہے تو میں اس کا مختصراً جواب دینا چاہوں گا۔ڈاکٹر مراد راس صاحب نے بتایا ہے کہ انہیں کوئی ضروری کام تھا اور وہ آپ کے ذمے لگا کر جانا چاہتے تھے لیکن آج آپ نے بات اپنے ذمہ نہیں لی۔ بہر حال وہ چلے گئے اگر وہ موجود ہوتے تو میں ان کی خدمت میں بھی عرض کرتا۔اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ اگر کسی ضلع میں ڈی پی او محنتی،committed اور ایماندار ہو تو اس ضلع میں امن و امان کی صورتحال بہت بہتر ہو جاتی ہے یعنی ایک آفیسر کی وجہ سے فرق پڑتا ہے۔اسی طرح اگر کسی تھانے میں ایس ایچ او محنتی،committed،ایماندار ہو،اسے اپنی اور محکمہ کی عزت کا احساس ہو اور لوگوں کی بہتری مطلوب ہو تو اس ایک آدمی کے ایماندار ہونے کی وجہ سے پورے تھانے میں فرق واضح طور پر محسوس ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی یہ کوشش ہے کہ تھانہ کلچر کو تبدیل کیا جائے۔اس وقت پنجاب میں تقریباً 708 کے قریب تھانے ہیں۔ ہم چاہتے تھے کہ فوری طور پر ان لوگوں کو induct کریں لیکن یہ سارا عمل پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہونا ہے اور اس کی اتنی capacity نہیں کہ وہ فوری طور پر اتنی بڑی تعداد میں لوگ ہمیں select کر دے تو پھر جیسے

جیسے وہ لوگ selectکریں گے اسی کے مطابق ان کی تربیت کا مرحلہ وار طریق کار شروع ہو گا۔اس وقت حکومت کی خواہش اور کوشش یہ ہے کہ ہر تھانے میں کم از کم دو آدمی یعنی ایس ایچ او اور انوسٹی گیشن انچارج ایماندار،committed، پڑھے لکھے ہوں اور انہیں ہر حوالے سے بہترینtrainingدی گئی ہو۔ان کی تربیت فورس کیrequirement،اخلاقی اقدار،advanced techniquesاور Forensic Labسے متعلقہ معاملات کے حوالے سے مکمل طور پر کی جائے اور پھر یہ لوگ تھانوں میں جا کر اس تھانہ کلچر کو تبدیل کرنے کی بنیاد بنیں جس سے پوری قوم اور یہ معزز ایوان نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔جب یہ لوگ رشوت اور سفارش کے بغیر صرف اور صرف meritکی بنیاد پر selectہوں گے۔پنجاب پبلک سروس کمیشن ان کو selectکرے گا اور کوئی حکومتی یا محکمانہ کمیٹی ان کی selection نہیں کرے گی تو پھر یہ یقیناً committedہوں گے اور ایمانداری سے کام کریں گے۔ان لوگوں کو بہترین تربیت دی جائے گی جو کم از کم ایک سے دو سال کے عرصے پر محیط ہو گی۔ان سے پوری قوم کو یہ امید رکھنی چاہئے کہ یہ لوگ اس بارے میں ایک بہترین مثال بنیں گے اور تھانہ کلچر کو تبدیل کرنے کی کوشش کریں گے۔اب اگر میری اس بات کے جواب میں یہ کہا جائے کہ دیکھیں، یہ تو آپ کوئی دو سال کا پروگرام دے رہے ہیں اور دو سال بعد یہ لوگ availableہوں گے۔یقیناً ان لوگوں کو availableہونے میں وقت لگے گا لیکن اس کے متبادل کے طور پر انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب اور ان کی باقی leadershipسے پنجاب حکومت نے یہ درخواست کی ہے۔چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری اس کمیٹی میں موجو ہیں، میں بھی ان کے ساتھ ہوں اور ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کم از کم پندرہ، سولہ سو ایماندار انسپکٹر اور سب انسپکٹر لیں۔آگے جا کر ایک ترمیم ہے کہ ہم ایس ایچ او کا rankانسپکٹر سے کم کر کے سب انسپکٹر کر رہے ہیں یعنی اگر انسپکٹر availableنہیں تو سب انسپکٹر بھی ایس ایچ او لگایا جا سکتا ہے۔اس وقت انسپکٹر اور سب انسپکٹر کی تعداد دس ہزار کے قریب ہے۔ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان میں سے پندرہ سو یا دو ہزار بہترین آدمی لیں یا یوں کہہ لیجئے کہ جو comparatively بہتر ہیں ان لوگوں کی selectionکی جائے اور پھر ان کو چھ یا آٹھ ہفتوں پر مشتمل مختصر trainingدینے کے بعد تھانوں میں لگایا جائے گا اور جو لوگ بعد میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے آئیں گے وہ ان کو آہستہ آہستہ replaceکر دیں گے۔پنجاب حکومت کی تھانہ کلچر کو تبدیل کرنے کے لئے ایک short term اور دوسری long termکوشش ہے۔انشاءاللہ تعالیٰ ہمیں بھرپور امید ہے کہ اس سے بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر! جن سب انسپکٹروں کو پنجاب پبلک سروس کمیشن select کرے گا انہیں selection کے بعد بہترین training دی جائے گی۔ سب انسپکٹر کی جتنی اسامیاں ہیں ان میں سے direct بھرتی ہونے والوں کی تعداد پچاس فیصد سے زیادہ نہیں ہو گی۔ اب اس میں حزب اختلاف نے کوئی ترمیم نہیں دی۔ یہ پچاس فیصد لوگ direct آ جائیں گے اور پچاس فیصد through promotion آئیں گے۔ اب انہوں نے ترمیم promotion Clause میں دی ہے لیکن ساری تقاریر پہلی Clause میں ہوئی ہیں۔ یہی میں اس وقت میاں محمد اسلم اقبال صاحب سے گزارش کر رہا تھا۔ اب 50 فیصد direct آ گئے اور 50 فیصد پروموشن کوٹا ہے اُس پروموشن کوٹا کو بھی ہم نے further تھوڑا تقسیم کیا ہے کہ اُس کوٹا میں سے 25 فیصد ہم نے اُن لوگوں کو space دی ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ deserve کرتے ہیں جس طرح سے ایک معزز ممبر نے بات کی ہے کہ بعض لوگ کانسٹیبل بھرتی ہوئے ہیں لیکن اُن کی تعلیم بی اے ہے، بعض لوگ ہیڈ کانسٹیبل ہیں لیکن اُن کی تعلیم بھی بی اے ہے یا وہ اسسٹنٹ سب انسپکٹر ہیں تو اُن لوگوں کو یہ موقع دیا گیا ہے لیکن اس کے لئے کوئی Departmental Committee نہیں بنائی جا رہی وہ موقع بھی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہی دیا جائے گا اس لئے پچھلے tenure میں بھی اور اس وقت پولیس میں میرٹ کا جو کلچر introduce کرایا گیا ہے اور میں on record ہوں کہ جتنی بھی بھرتیاں پچھلے پانچ سالہ دور میں یا اب ہونے جا رہی ہیں اُن میں سے اے ایس آئی اور اس سے اوپر تمام کی تمام پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے ہوئی ہیں اور اُس سے نیچے کی جانے والی بھرتیوں میں 0. فیصد بھی کوئی سیاسی مداخلت نہیں ہوئی اور تمام کی تمام بھرتیاں میرٹ پر ہوئی ہیں۔ جب ہم پولیس میں میرٹ کو introduce کریں گے تو آخر وہ بھی ہمارے بھائی ہیں اسی معاشرے کا حصہ ہیں اس معاشرے میں اگر 30 فیصد corruption ہے تو وہ ہر جگہ پر ہے، وہ پولیس میں بھی ہے، ریونیو میں بھی ہے، سیاستدانوں میں بھی ہے، ڈاکٹرز میں بھی ہے اور اگر اُس corruption کی ratio کم ہے تو اُسی حساب سے ہر جگہ پر کم ہے۔ جب ہم اس محکمہ میں induction کو purely merit پر لائیں گے تو کوئی آدمی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ میں تو سفارش پر بھرتی ہوا ہوں یا میں تو پیسے دے کر بھرتی ہوا ہوں اس لئے میں نے تو پیسے بنانے ہیں تو پھر ہمیں یقین ہے اور ہمیں اپنی اُس پولیس لیڈرشپ سے بھی اور میرٹ کے ذریعے آنے والے اُن لوگوں سے بھی اُمید ہے اور وہ اس اُمید پر پورا اُتریں گے کہ وہ میرٹ کے اوپر کام کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم نے bachelor degree holders کا کوٹا 25 فیصد سے 50 فیصد کرنے کی بات کی ہے اور جن کے پاس بی اے کی ڈگری نہیں ہے اُن کے لئے آپ نے 25 فیصد کوٹا رکھا ہے اُس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ صرف وہ پولیس ملازمین جن کے پاس bachelor degree ہے اور آپ نے اُن کی پروموشن کے لئے 25 فیصد کوٹا رکھا ہے اُس کو ہم نے 50 فیصد کرنے کے لئے یہ amendment دی ہے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That in Clause 2 of the Bill, in the proposed Clause (3c)
> (a) of Article 7 of the Police Order 2002, for the words "twenty-five percent", the words "fifty percent" be substituted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the second amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Who is to move it?

DR SYED WASEEM AKHTAR: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 2 of the Bill, in the proposed Clause (3c) (b) of Article 7 of the Police Order 2002, for the words "twenty-five percent", the words "fifty percent" be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 2 of the Bill, in the proposed Clause (3c) (b) of Article 7 of the Police Order 2002, for the words "twenty-five percent", the words "fifty percent" be substituted."

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! I oppose. لیکن اس پر جو پہلی amendment تھی وہ same amendment یہی ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب آپ کو بھی سوچنا چاہئے کہ آپ نے ساری باتیں تو کر لی ہیں؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! پچھلے چار روز سے آپ کے نوٹس میں ایک بات بار بار لائی گئی ہے۔ ایک wrong practice adopt ہو گئی ہے جس کو rules permit نہیں کرتے۔ Rules of Procedure میں Chapter of Legislation is 7 اور اگر اُس میں سے ہم ایک single article کو اُٹھا کر پڑھ لیں گے تو وہ rule دوسرے rule کے ساتھ اُس طرح سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اب میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت جو proceedings آپ کے سامنے ہیں اُس کا dictate, meaning کے motion کے اندر definitions کی Section 96 میں provided ہے۔ اس provided ہیں۔ اب جب ایک mover نے Bill move کر دیا تو ہم تین گھنٹے بیٹھ کر ایک constant repetition سُنتے ہیں چاہے وہ کسی side سے بھی ہو تو Law that extent Minister is very right. وہ ہر motion پر اپنا objection raise کرتے ہیں۔ وہ repetition کے point کو روکتے ہیں کہ repetition نہیں ہونی چاہئے۔ آپ کے پاس اس کا اختیار Section 106 میں ہے کہ آپ repetition کو روک سکتے ہیں لیکن جو procedure غلط adopt

ہو رہا ہے، Section 96(d) Eliciting opinion thereupon ایسا نہیں ہے کہ میں نے باہر جا کر پبلک سے کوئی eliciting opinion thereupon کروانا ہے۔ یہ open House ہو گا، amendment move کی وہ oppose ہو گی اور اگر وہ eliciting opinion thereupon ہو گا تو ایوان کو opinion elicit کیا جائے گا اور وہ صرف to the member restrain نہیں کرے گا کیونکہ جس نے motion move کرنی ہے اُس کا mover ایک ہو گا۔ اب میری submission یہ ہے کہ جب amendment move ہو جائے گی تو rules کی provision یہ ہے کہ opinion دینے کے لئے مجھے بھی right of audience چاہئے۔ Police investigation کا اتنا important کام ہے اس procedure کے اندر میرے پاس right of audience نہیں ہے۔ میں آپ کے سامنے اپنی بات کیسے رکھ سکوں گا اور یہ rules قطعی طور پر کوئی ایسی چیز frame نہیں کر سکتے جو کہ illogical or irrational ہو۔ اب یہ Committee Select کی رپورٹ ہے اس کے اندر بہتری لانے کے لئے eliciting opinion thereupon, procedure کے اندر provide کیا گیا ہے۔ Section 96, 98, 99. Principles of General Discussion and Section 106, read together in total. یہ بات clear کر دیں گے کہ جو ہم کہہ رہے ہیں وہ درست ہے۔ Eliciting opinion thereupon پورے ایوان کو یہ right دے گا اور یہ جو ایک motion پر تیس تیس لوگوں کے نام ہیں اور تیس لوگ ایک ہی بات کی repetition کریں تو ایوان کا وقت ضائع ہو گا تو kindly اس پر ruling دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں ruling دوں گا لیکن Let it be reserved

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی مرضی ہے۔ آپ کی مہربانی، ذرا وقت کا خیال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اتنی request کرنے کا حق تو رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو روک نہیں رہا۔ آپ relevant بات کریں گے اور repetition نہیں کریں گے۔ اگر آپ کا دل چاہتا ہے تو بات کر لیں لیکن یہ بھی خیال رکھیں کہ سپیکر کے پاس وقت مقرر کرنے کا اختیار ہے۔ اب آپ جلدی سے بات کر لیں۔ مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ نے جو حکم جاری کیا ہے میں اس کی پابندی کروں گا۔ رانا صاحب نے بھی ٹھیک بات کی ہے کہ یہ اسی سے متعلقہ ہے لیکن اتنی request کرنے کا تو میں اختیار رکھتا ہوں کہ اتنی باتیں جو ہم نے اس حوالے سے کی ہیں۔ یہ جو ایک practice بن گئی ہے کہ ابھی معزز فاضل ممبر بھی اسی حوالے سے بات کر رہے تھے کہ جیسے کوئی Bill introduce ہوتا ہے وہ Standing Committee کو چلا جاتا ہے۔ وہاں دس بارہ آدمی اس پر بحث و مباحثہ کرنے کے بعد جو چیز مرتب کر لیتے ہیں وہ پھر اس ایوان کے اندر پیش ہو جاتی ہے۔ اس پر اپوزیشن amendments دیتی ہے اور اس پر وہ جتنے بھی دلائل لے آئے اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس Standing Committee میں جو دس بارہ آدمی بیٹھے ہوئے ہیں ان کی اپنی ایک opinion ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں یہ ایک بڑا ایوان ہے جس میں اور بھی فاضل ممبران موجود ہوتے ہیں ان کو رائے کے اظہار کا موقع اور اُس کو وزن دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن آپ کو جمہوریت پر یقین ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس حوالے سے ہمیں ان practices کو تھوڑا سا تبدیل بھی کرنا چاہئے۔ اگر کمیٹی نے کوئی چیز بنا کر پیش کر دی ہے تو وہ قرآن و حدیث نہیں ہے کہ اب اس کے اندر کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی لیکن عملاً یہی چیز بن گئی ہے۔ میں رانا صاحب سے یہی درخواست کروں گا کہ اتنی باتیں ہوئی ہیں انہوں نے ان کو کوئی weightage نہیں دیا۔ میری گزارش ہو گی کہ سابقا باتوں کو weightage دے کر reconsider کریں کہ ہم بھی جو کہہ رہے ہیں وہ غلط نہیں کہہ رہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں رانا صاحب نے oppose بھی کر دیا ہے اور اپنی بات بھی مکمل کر لی ہے اس لئے میں اب put question کرتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That in Clause 2 of the Bill, in the proposed Clause (3c)(b) of Article 7 of the Police Order 2002, for the

words "twenty-five percent", the words "fifty percent" be substituted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch. Aamar Sultan Cheema, Mr Ahmad Shah Khagga, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Who is to move it?

DR SYED WASEEM AKHTAR: I move:

"That in Clause 3 of the Bill, in Clause (13) of the proposed Article 18 of the Police Order 2002, the commas and words "for reasons to be recorded," be inserted between the words "is" and "of the opinion".

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 3 of the Bill, in Clause (13) of the proposed Article 18 of the Police Order 2002, the commas and words "for reasons to be recorded," be inserted between the words "is" and "of the opinion".

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ترمیم جو اپوزیشن نے دی ہے۔ میں اس کلاز کو پڑھ دیتا ہوں کہ:

> (13) If the officer-in-charge of the police station is of the opinion that a case under investigation by the police station staff is required to be investigated by the District Investigation Branch, he shall, under intimation to the Head of District Police, send the case for further investigation to the District Investigation Branch.

اب یہ کہتے ہیں کہ If the officer-in-charge of the police station is of the opinion کی بجائے is for reasons to be recorded of the opinion ہونا چاہئے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ جب وہ opinion دے گا تو وہ بہر حال reasons پر ہی دے گا لیکن good gesture کے طور پر میں اس amendment کو oppose نہیں کرتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس gesture پر راناثناء اللہ صاحب کا مشکور ہوں۔ انہوں نے اس حوالے سے اچھی بات کی ہے۔ ہم نے جو amendment دی ہے اس سے law مزید elaborate ہو جاتا ہے یعنی شہنشاہی آرڈر نہیں ہو گا کہ اس کے پاس آ گئی ہے اور اوپر سے کوئی pressure ہے تو اِدھر دے دو اُدھر دے دو۔ جب وہ reasons in writing دے گا تو اس سے پوزیشن بہتر ہو جائے گی۔ میں راناصاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 3 of the Bill, in Clause (13) of the proposed Article 18 of the Police Order 2002, the

commas and the words "for reasons to be recorded," be inserted between the words "is" and "of the opinion".

None has opposed it. Therefore, the amendment, as amended is accepted.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: The proposed amendment has been approved by all sides and it will become part of the Bill. Now, second amendment is from Sardar Vickas Hassan Mokal, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr. Syed Waseem Akhtar and Dr Murad Raas…

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں اس کو move کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر مراد راس صاحب! آپ اس کمیٹی کے ممبر بھی تھے۔ آپ کی طرف سے یہ amendment دیر سے آئی ہے جو time barred ہو گئی ہے۔ آج 29 تاریخ ہے اور آپ کی یہ amendment دو دن پہلے آنی چاہئے تھی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ نے پہلے بھی Rules suspend کر کے لی ہے۔

جناب سپیکر: Rules کے مطابق بنتی نہیں ہے تو میں کیا کروں؟ آپ کی مہربانی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ Rules suspend کر کے ذرا دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، ایوان کی اجازت سے Rules suspend ہونے ہیں جو نہیں ہوں گے پھر آپ کہیں گے کہ یہ کیا ہوا؟ میرے خیال میں time barred ہے اس لئے اس پر کچھ نہیں ہو سکتا۔

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! Clause 3 میں جو amendment اپوزیشن نے پیش کی تھی جس کو میں نے oppose نہیں کیا اُس کا آپ نے question put کیا ہے لیکن اس confusion میں Clause 3 as amended do نہیں ہو سکا جو miss ہو گیا ہے۔ stand part of the Bill

جناب سپیکر:وہ تو میں نے بول دیا تھا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! Clause 3 of the Bill, as amended, do question put نہیں ہوا۔ یہ لیکن وہ stand part of the Bill question put نہیں ہوا۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That Clause 3 of the Bill, in Clause (13) of the proposed Article 18 of the Police Order 2002, the commas and the words", for reasons to be recorded…

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! اس کو آپ نے ابھی allow نہیں کیا۔اب جو Clause 3 ہے وہ as amended پڑھی جائے گی۔

MR SPEAKER: That Clause 3 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

پہلے Clause 5 تک reading ہو گئی ہے۔اب آگے چلتے ہیں۔

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013,
as amended, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013,
as amended, be passed."

None has opposed. The motion moved and the question is:

"That the Punjab Police Order (Amendment) Bill 2013, as amended, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill, as amended is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان مصدرہ2013

MR SPEKAER: First reading starts. Now, we take up Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture Multan Bill 2013 (Bill No.6 of 2013). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Mian Mehmood ur Rasheed, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch. Aamar Sultan Cheema, Dr. Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr. Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad

Siddique Khan, Dr. Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr. Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs and Faiza Ahmed Malik. Who is to move it?

DR MURAD RAAS: Sir, I move:

> "That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی،اسےopposeکیا گیا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: شکریہ۔جناب سپیکر!میں اس حوالے سے تین چار چیزوں پر بات کرنا چاہوں گا۔۔۔

MR SPEAKER: Dr Sahib! Were you Member in that Committee or not?

ڈاکٹر مراد راس: نہیں، I am member میں یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے میں اس کمیٹی کا ممبر ہوں جس میں کل دس ممبران تھے جن میں سے ایک میں ہوں۔ کمیٹی کے اندر جب یہ discuss ہو رہا تھا تو جب میں نے یہ کہا کہ amendments کرنی ہیں تو انہوں نے کہا کہ آپ وہ amendments کر کے file کروا دیں تو اسمبلی کے اندر discussion ہو جائے گی جس پر میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اگلی دفعہ سے بھی جب اندر کوئی discussion ہو گی تو ان میں کوئی amendments آئیں، کیونکہ میں نے اپنے باقی ممبران کے ساتھ بھی discuss کرنا تھا اس لئے انہوں نے کہا کہ آپ ان کے ساتھ discuss کر لیں اور جو amendments لانی ہیں وہ on the floor of the House لے آئیں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلی جو discussion ہونی چاہئے وہ یہ ہے کہ جو ملتان کے مقامی لوگ ہیں جہاں پر یہ یونیورسٹی بنی ہے یا جہاں پر ابھی بننی ہے تو وہاں local input بہت زیادہ ضروری ہے۔ Different چیزیں کی جا رہی ہیں تو سب سے پہلی جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ یونیورسٹی کا نام select کیا گیا ہے۔ جو نام select کیا گیا ہے وہ ہے Mr Nawaz Shareef جو ہمارے وزیر اعظم ہیں ان کے نام پر تو ہمیں یہ روایت change کرنی چاہئے۔ Presidents or Prime Ministers کے یا Leader کے نام پر اس طرح نام رکھ دینا مناسب نہیں ہے۔ دیکھیں خوب decide کر کے اداروں کے نام رکھنے چاہئیں جس کو شوق ہے، اگر مجھے شوق ہے میں ڈاکٹر مراد راس "مراد راس" کے نام سے یونیورسٹی بنانا چاہتا ہوں تو مجھے فنڈز دینے چاہئیں۔۔۔

جناب سپیکر: بنا دیں میں، آپ کے ساتھ ہوں اور میں آپ کا نام اس پر رکھوں گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! نہیں۔ میں بڑی عزت و احترام سے کہنا چاہتا ہوں کہ اگر میں یونیورسٹی کا نام اپنے نام پر رکھنا چاہتا ہوں تو مجھے وہ خود فنڈنگ کرنی چاہئے۔ ہمارے پاکستانی ٹیکس ادا کرنے والوں کے پیسے سے یونیورسٹیوں کے نام Presidents کے نام پر نہیں رکھے جانے چاہئیں۔ اس یونیورسٹی کا نام قائد اعظم یونیورسٹی رکھا جا سکتا تھا یا اس کا نام ملتان ایگریکلچر یونیورسٹی رکھا جا سکتا تھا۔ یہ ایک issue ہے جس پر پہلے پاکستان مسلم لیگ (ن) بھی بات کر چکی ہے۔ جب بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام شروع کیا گیا تو مسلم لیگ (ن) نے ہی سب سے پہلے یہ issue اٹھایا تھا کہ اس طرح سے لیڈر کے نام پر پروگرام کے فنڈز یا یونیورسٹیوں کے نام نہیں رکھنے چاہئیں so the most important thing here is کہ ہمیں ان چیزوں کو دیکھنا چاہئے کہ ہمیں یونیورسٹیوں کے نام کن کے نام پر رکھنے چاہئیں؟

Leaders کے نام پر رکھنے چاہئیں یا tax payers کے نام پر؟اور اسی لئے eliciting opinion کے لئے یہ بات کھولی گئی ہے کہ لوگوں کا opinion لیا جائے کہ کس لئے یہ نام رکھا جارہا ہے۔

I think it should be put as Quaid-e-Azam University or Multan Agriculture University. One of these names should be recommended or should be at least brought into notice.

اس کے بعد یونیورسٹی کے جو different issues ہیں ان میں یونیورسٹی کی ڈسپلن کمیٹی نہیں بنائی گئی جو کہ بنانی چاہئے جس کی وجہ سے دیکھا جاسکے کہ طلباء کے پروگرام پر disciplinary action کے لئے وہاں پر ایک طلباء یونین بنانی چاہئے جو کہ ابھی تک نہیں بنائی گئی۔ طلباء یونین کی representation in the Syndicate ہونی چاہئے طلباء یونین کی representation نہیں ہے۔جب تک اس کے اندر طلباء یونین کی representation نہیں ہو گی تب تک آپ کو یہ exactly پتا ہی نہیں لگ سکتا کہ وہاں پر طلباء کی demand کیا ہے،ان کے problems کیا ہیں اور انہیں حل کیسے کرنا ہے؟ جب تک وہ اپنا پورا point of view لے کر نہیں آئے گا اور ان کا point of view صرف ان کا representative ہی لے کر آسکتا ہے، کسی اور کا representative لے کر نہیں آسکتا۔ صرف طلباء کا representative لے کر آسکتا ہے۔

جناب سپیکر!اسی طرح جو ڈسپلن کمیٹی بنائی جائے گی وہی صرف اس کو manage کر سکتی ہے کہ جو سارا academia ہے اس کا ڈسپلن جاری ہے یا کس طرح اس کی problems کو حل کرنا ہے۔ اس کے بعد آگے ایک اور issue چانسلر۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب!اسی amendment پر بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!اسی پر بات کر رہا ہوں کہ اس لئے eliciting opinion کے لئے کھولا گیا ہے کیونکہ سنڈیکیٹ میں چانسلر صاحب کو وہاں پر اتنا اختیار دے دیا گیا ہے کہ میں آپ کو وہ پڑھ کے بتا دیتا ہوں جو کہ اس بل کے اندر ہے I will read it

"The Chancellor may set aside a decision or action of the Syndicate, which, in the opinion of the chancellor, is against the law, interest or academic excellence of the

University, national integrity, religious or cultural ideology."

اس میں سب چیزیں coverہو جاتی ہیں کہ چانسلر صاحب کے پاس سارے اختیارات آ گئے کہ وہ سنڈیکیٹ کی کسی چیز کو بھی ایک sideپر کر سکتا ہے۔ جب سنڈیکیٹ میں اتنے ضروری لوگوں کو شامل کیا گیا ہے اور سنڈیکیٹ کے اندر ہر ضروری ڈیپارٹمنٹ کا بندہ شامل ہے تو

How can the Chancellor of the University who is the Governor of the Punjab is going to be able to make decision against all these people in the Syndicate.

جناب سپیکر! ایک سرچ کمیٹی بھی بنائی گئی ہے۔ سرچ کمیٹی سے بہتر ایک چیز جو کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ evaluationاور identification committeeبنائی جائے جو کہ صرف لوگوں کو ڈھونڈ کر لگا نہ دے کیونکہ وہاں لوگوں کو responsible positionsدینی ہیں، اس کے اندر کم از کم ان کی پہلے evaluationکی جائے اور identificationکی جائے کہ وہ لوگ اس jobکے قابل بھی ہیں کہ نہیں؟ سب سے ضروری چیز ہے کہ انہیں پہلے دیکھا جائے کہ ان کی qualificationہے کہ نہیں کیونکہ کسی سفارش کی وجہ سے تو نہیں وہ وہاں پر لگ گئے یا کسی اور accessکو useکر کے تو نہیں لگ گئے؟ میرے خیال میں سرچ کمیٹی کی جگہ identification and evaluation committee ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! آخری دو چیزیں جو میں کہنا چاہتا ہوں اس لئے دو پوائنٹس ہیں۔ سنڈیکیٹ میں دو ایم پی ایز کو شامل کیا گیا ہے تو میری یہ requestہے کہ اس میں ایک اپوزیشن کا ایم پی اے ہونا چاہئے۔ دونوں ایم پی ایز local areasکے ہونے چاہئیں اور سنڈیکیٹ کے اندر ایک local farmer یا localکاشتکاروں کی یونین کے Headکو شامل کرنا بہت ضروری ہے تاکہ ہم یہ دیکھ سکیں کہ جس چیز کے لئے ہم یہ یونیورسٹی بنا رہے ہیں، جس چیز کے لئے ہم نے وہاں پر اتنا پیسا خرچ کرنا ہے، اس کا صحیح استعمال کریں تاکہ اس کے نتائج صحیح نکل سکیں۔ جب تک انہیں شامل نہیں کیا جائے گا وہ local areaکی جو productionہے، local areaکے اوپر جو effectآئے گا وہ اس کے اندر شامل نہیں ہو سکے گا۔ اس کے علاوہ ایک لفظ جو ہر جگہ استعمال کیا جاتا ہے وہ prescribedہے جو کہ ہر جگہ استعمال کیا جاتا ہے اور میں چاہوں گا کہ اس کی definitionکی جائے کیونکہ یہ ایک لفظ بیوروکریسی کو light greenدے دیتا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کے لئے ڈکشنری دیکھ لیں۔

ڈاکٹر مراد راس: نہیں، نہیں۔ جناب سپیکر! آپ جو مرضی کریں یہ prescribed کا لفظ ہر جگہ استعمال کیا جارہا ہے۔ میں جس دن سے اس اسمبلی میں آیا ہوں تو ہر بل کے اندر ہر جگہ یہ لفظ استعمال کر دیا جاتا ہے جس کی کوئی limit نہیں ہے۔ یہ prescribed ہے اس میں بعد میں چیزیں آتی ہیں کہ کیا prescribed کی گئی ہیں حالانکہ یہ پہلے بتانی چاہئے۔ اس وقت اس لفظ کو delete کر دینا چاہئے۔ Prescribed کے الفاظ آپ کو unlimited چیزیں دے دیتے ہیں جو کہ بعد میں آتی ہیں جو ہمیں پتا نہیں لگتا کہ وہ چیزیں کیا ہیں؟ ہر جگہ آخر میں لکھ دیا جاتا ہے as prescribed-what is that "as prescribed" what? "as prescribed" by whom and یہ بتانا تو چاہئے کہ کیا prescribed کر رہے ہیں، کیوں کر رہے ہیں اور کون کر رہے ہیں؟ Green area میں ڈالنے کے لئے ہر چیز کو as prescribed لکھ دیا جاتا ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے یہ جو ملتان کے قلب میں یونیورسٹی بننے جارہی ہے چونکہ ملتان صوفیوں اور اولیاء کا شہر ہے۔ یہاں بڑے بڑے نام ہیں جن کے نام پر اس یونیورسٹی کا نام رکھا جاسکتا تھا۔ میں ابھی دو دن پہلے کی proceeding کا حوالہ دینا چاہتی ہوں کہ شیخ علاؤالدین نے ایک سڑک کا نام تبدیل کرنے کی بات کی تھی جس پر ہمارے لاء منسٹر نے کھڑے ہو کر description بیان کی تھی کہ کسی کا نام رکھنے کے لئے ایک criteria ہوتا ہے۔ اس criteria کے مطابق وہ شخص کوئی قومی ہیرو ہو یا اس نے ایسا کارنامہ کیا ہو جس کی تاریخی حیثیت ہو، اس کے نام سے سب کی اتفاق رائے ہو اور وہ حیات نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نواز شریف صاحب کو زندگی دے، یہ (ن) لیگ والے کہیں گے کہ یہ ان کے پیچھے پڑ گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو زندگی صحت دے، اس ملک کو اُن کی بہت ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: آمین، آمین۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میرے خیال میں نام کا issue بہت important ہے۔ ہمارے پاس بہت سارے قومی ہیرو ایسے ہیں جو اب ہم میں نہیں ہیں لیکن ان کے کارنامے بہت بڑے ہیں۔ ایسی شخصیت جس نے agriculture میں بہت کام کیا ہو ہم یونیورسٹی کے لئے اس کا نام دے سکتے

ہیں، قائداعظم کا نام دے سکتے ہیں، کسی اولیاء صوفیاء کا نام دے سکتے ہیں یا بہاؤالدین زکریا کا نام دے سکتے ہیں۔ جب کوئی شخص کسی سیاسی پارٹی کا رہنما ہوتا ہے تو وہ پارٹی مخصوص عرصے کے لئے حکومت میں آتی ہے، پانچ سال کے بعد حکومت تبدیل ہو جاتی ہے اور پھر جو نئی حکومت آتی ہے وہ اس کا نام تبدیل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ پھر یہ ہوتا ہے کہ اس یونیورسٹی کو ignore کرنا شروع کر دیا جاتا ہے کیونکہ اس میں نام کا tag لگا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اس میں لکھا گیا ہے کہ اس یونیورسٹی کو donation بھی دی جائے گی۔ جب آپ کسی سے donation لیتے ہیں اور اس میں ایک سیاسی شخصیت کا نام لگ جاتا ہے تو وہ donations limited ہو جاتی ہیں۔ Donors کی اپنی affiliations ہوتی ہیں، ان کی اپنی ایک mentality ہوتی ہے، کسی بھی سیاسی جماعت کو پسند کرنے والے مخصوص لوگ ہوتے ہیں اور ان کے لیڈر کو بھی پسند کرنے والے مخصوص لوگ ہوتے ہیں اس طرح سے donations بھی limited ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ جس طرح ملتان۔۔۔

جناب محمد وحید گل: عمران خان نے بھی تو اپنے نام سے ہسپتال کا نام رکھا ہوا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: شوکت خانم ہسپتال عمران خان کے نام پر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسا نہ کریں۔ No cross talk please

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: وہ ویسے بھی پرائیویٹ ادارہ ہے قومی ادارہ نہیں ہے۔ وہ عمران خان صاحب کی والدہ کے نام پر ہے جو حیات نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ relevant رہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ملتان چونکہ اپنی زرعی مصنوعات کی بناء پر آم اور کپاس کے لئے بڑا مشہور ہے۔ ہمارا المیہ صرف یہی رہا ہے کہ ہم لوگ Universities Institutes تو بہت بناتے ہیں مگر research work نہیں کرتے۔ ہمارے ملکوں میں جو lacking ہے وہ یہی ہے کہ ہم research work نہیں کرتے۔ پوری دنیا میں environmental control atmosphere بن رہا ہے جہاں ہم اپنی مصنوعات کو بہتر طور پر improve کر سکتے ہیں۔ میری درخواست یہ ہے کہ اگر

یہ یونیورسٹی بننے جارہی ہے تو ہم weather/environment پر بھی غور رکھیں۔ اس میں ایک اور چیز ہے جو میں پڑھ کر سنادیتی ہوں۔

> No suit or legal proceeding shall lie against the Government, the University, or any Authority, office or employee of the Government or the University, or any person in respect of anything which is done in good faith under the act.

تو یہ good faith کون decide کرے گا this is question mark یا تو عدالت ہو جو good faith decide کرے۔اس پر ذرا تھوڑی سی روشنی ڈال دیجئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں حکومت پنجاب کی اس کام پر تحسین کرتا ہوں۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ ایک یونیورسٹی جنوبی پنجاب کے اندر اس حوالے سے بنائی جارہی ہے یہ بہت اچھا اقدام ہے اور میں ذاتی طور پر اس کی تحسین کرتا ہوں۔ ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ ابھی تک regular committees نہیں بنیں۔ایک Select Committee بنادی گئی ہے اور جو بھی قانون سازی ہوتی ہے وہ اس کے حوالے کر دی جاتی ہے جس کے نتیجے میں اس کمیٹی پر کافی burden ہے۔ اس کمیٹی کے پاس کبھی پولیس کا بل، کبھی ہیلتھ کا بل اور کبھی ایجوکیشن کا بل آجاتا ہے۔ نتیجتاً ان کے پاس اس بل کو پوری طرح سے thrash out کرنے کا وقت ہی نہیں ہوتا۔اس طرح پھر جو ادارے بنتے ہیں اس سے پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔اس وقت بہت ساری یونیورسٹیاں already کام کر رہی ہیں اس میں rules and regulations کے اندر جو خامیاں کوتاہیاں ہیں، کام کاج کے اندر، اختیارات کے اندر اور working کے اندر وہ بھی کافی سامنے آتی ہیں۔اس بل میں ہم نے یہ ترمیم اس لئے ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ کمیٹی نے تو اس کو بالکل narrow vision کے ساتھ دیکھا اور یہاں منظوری کے لئے آگیا۔ یہ اتنا urgent matter بھی نہیں ہے اس حوالے سے اگر اس کو public opinion کے لئے پیش کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا اور قانون سازی بھی بہت بہتر ہو جائے گی۔ایک تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جو already یونیورسٹیاں کام کر رہی ہیں اس میں وائس چانسلر کو بہت زیادہ اختیارات دیئے گئے ہیں۔ یونیورسٹی کے ٹیچروں کے حوالے سے یہ باتیں آتی ہیں وہ کہتے ہیں کہ یونیورسٹی کے اندر جو ملازمین ہوتے ہیں ان کے دو خدا ہوتے ہیں۔ایک اللہ تو ظاہر ہے وہ ہے جو پوری کائنات کا رب ہے، خالق اور

مالک ہے۔یونیورسٹی کے ملازمین اور ٹیچروں کا دوسرا اللہ بھی ہوتا ہے جو وائس چانسلر ہوتا ہے۔یہ باتیں بھی لوگ مذاق میں کرتے ہیں کہ جو رب مالک کائنات ہے اس سے لوگ کم ڈرتے ہیں اور وائس چانسلر سے زیادہ ڈرتے ہیں۔یہ اس وجہ سے ہے کہ وائس چانسلر کے پاس بے شمار اختیارات ہیں۔اس بل میں کلاز 12 میں powers of the Vice Chancellor ہے اس کے سیکشن 5 میں اس کو ایسے اختیارات بھی دیئے گئے ہیں کہ وہ ایک نائب قاصد کو کنٹرولر کے اختیارات دے دے اور کنٹرولر کو کہے کہ تم اب مالی کے طور پر پودے لگایا کرو۔یہ اختیارات اس حوالے سے موجود ہیں کہ:

> Direct a teacher, officer or other employee of the University to take up such assignment in connection with examination, administration or any other activity in relation to the University;

اگر ہر یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے اختیارات کے غلط استعمال کو probe in کریں گے تو اس کی چیزیں نکلتی چلی جائیں گی۔اسی طرح پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر مجاہد کامران صاحب ہیں سب سے زیادہ رِٹیں اس موصوف کے خلاف ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: اس بارے میں بات کریں جو بات ہو رہی ہے، بڑی مہربانی۔اب آپ کے پاس صرف ایک منٹ ہے، مہربانی فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ٹھیک ہے۔یہ اس وجہ سے ہے کہ ان کے پاس اختیارات بہت زیادہ ہیں۔یہ اختیارات appointment کے حوالے سے بھی ہیں۔

Make appointments of such categories of employees of the University and in such manner as may be prescribed;

اب یہ جو as may be prescribed ہے یہ کبھی prescribe نہیں ہونا ہے۔یہ اسی طرح اس کے اندر چلے جانا ہے اور وائس چانسلر صاحب کے پاس اسی طرح پورے اختیارات موجود رہنے ہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ پنجاب کی حکومت کے پاس اس یونیورسٹی کے علاوہ بھی ڈھیر سارے کام ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اپنی بات مکمل کر لوں۔اب اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ بل جب یہاں سے ہو کر چلا جائے گا، یہ لاگو ہو جائے گا اور اس کے اندر بعد میں as may be prescribed

کسی نے نہیں دیکھنا۔ وائس چانسلر نے تو اس کو بالکل دیکھنا ہی نہیں وہ یہ سمجھتا ہے کہ سارے کے سارے اختیارات میرے پاس رہیں گے اور میں اپنی من مانی کرتا رہوں گا۔ آپ نے منع کیا ہے لیکن میں مثالیں دے کر اس بات کو ثابت کر سکتا ہوں کہ وائس چانسلر صاحب۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بات کچھ ہو رہی ہے آپ پتا نہیں کہاں پہنچے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس کی reasons بتا رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: اگر آپ نے اس پر amendments دی ہوئی ہیں تو اس وقت بات کر لینا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ایسا نہیں ہے۔ میں وہ reasons بتا رہا ہوں جن reasons کی وجہ سے یہ پبلک کے پاس جانا چاہئے تاکہ وہ اس پر اپنی رائے دیں۔ وائس چانسلر اپنی مرضی سے ایک کم اہلیت کے آدمی کو appoint کر دیتا ہے پھر اس کو وہ دو تین سال چلاتا رہتا ہے جب اس کا experience پورا ہو جاتا ہے تو اس کے بعد اس کی باقاعدہ طور پر appointment بڑی آسانی کے ساتھ کروالیتا ہے۔

جناب سپیکر! گزارش ہے کہ یہ وہ reasons ہیں جن کی وجہ سے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کو حکومت مشتہر کرے۔ اس پر educationists یا جو Universities کے Rules and Regulations کو اچھی طرح سمجھتے ہیں، اس کے علاوہ اس میں مزید خرابیاں وائس چانسلر صاحبان اپنی powers کے حوالے سے پیدا کرتے ہیں وہ ساری چیزیں کھل کر سامنے آ جائیں گی تو پھر ایک بہتر اور قابل عمل ایسی چیز بن جائے گی جس کے نتیجے میں نہ اس یونیورسٹی کے اندر کارکردگی بہتر ہو جائے گی بلکہ دوسری یونیورسٹیوں کے اندر بھی اس کی روشنی میں کوئی تبدیلی کرنے کے لئے ایک بہتر تصویر اور Rules and Regulations کو فریم کرنے کے حوالے سے ایک اچھی راہنمائی مل جائے گی۔ اس میں ہماری قطعاً کوئی بدنیتی نہیں ہے۔ آپ کیونکہ بار بار میری طرف غصہ سے دیکھ رہے ہیں تو اس لئے میں نے آپ سے ڈرتے ہوئے دو چار باتیں کی ہیں ورنہ میرے پاس تین چار یونیورسٹیوں کا پورا ریکارڈ موجود ہے کہ وہاں پر وائس چانسلر صاحبان کیا کیا کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس یہاں بھی طریق کار موجود ہے۔ آپ کوئی طریق کار اختیار کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: وہاں ٹھیکے کیسے دیتے ہیں اور کس طرح من مانیاں کرتے ہیں یہ چیزیں کس نے rectify کرنی ہیں؟ جب یہ قانون بن جائے گا اور اس کے نتیجے میں اس میں جو خرابیاں رونما ہوں گی ان کا آپ کے ذمے بھی حصہ آئے گا اور ان دونوں sides میں بیٹھے ہوئے ہم سب کے ذمے بھی ان

خرابیوں کا حصہ آئے گا۔یہاں پر لاء سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں یہ بھی چیزوں کو اچھے طریقے سے بیان کرتے رہتے ہیں لیکن بعض اوقات اس کے اندر تھوڑی سی reservation بھی کر دیتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری ہے کہ یہ Bill پبلک میں بھیجا جائے اور اس کو مشتہر کیا جائے تاکہ تمام لوگوں کو پورا موقع مل جائے اور اس میں وہ ساری چیزیں ٹھیک ہو سکیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ مجھے اجازت دیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی مجھے اجازت دیں۔ میں ذرا آرٹیکل (105) کو پڑھ دوں۔ "اگر مسودہ قانون کو زیر غور لائے جانے کی تحریک منظور ہو جائے تو کوئی ممبر مسودہ قانون میں ایسی ترمیم پیش کر سکتا ہے جو مسودہ قانون کی حدود کے اندر ہو اور اس کے نفسِ مضمون سے تعلق رکھتی ہو" آپ کی مہربانی۔ آپ بار بار مجھے پریشان کر رہے ہیں۔ آپ ٹائم بھی دیکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم آپ کو بالکل پریشان نہیں کرنا چاہتے۔ ہم نے جو اس Bill میں مشتہر کرنے کی amendment دی ہے۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: Order please order ان کی بات سنیں۔ پھر آپ کو اس کا جواب دینا ہو گا۔ جی، فرمائیں!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ایک تو بڑی اچھی بات ہے کہ یونیورسٹی بن رہی ہے اور یونیورسٹیاں بنانے کے لئے ہمیں جو بھی قربانی دینی پڑے دیں even بھوکا رہنا پڑے تو پھر بھی یونیورسٹیاں بننی چاہئیں۔ ہمارے لئے تعلیم بہت ضروری ہے لیکن ایک چیز کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم ہر اچھے کام کو متنازعہ بنانے کی دانستہ کوشش کیوں کرتے ہیں؟ یونیورسٹیاں بنا رہے ہیں، بہت اچھی بات ہے اور ہماری ضرورت ہے، ہمیں تمام عیاشیوں کے اخراجات کاٹ کر یونیورسٹیاں بنانی چاہئیں۔ یہ کتنا اچھا کام ہو رہا ہے لیکن آپ ایک نام پر اس کو متنازعہ بنا رہے ہیں اور یہ نام کوئی اتنا بڑا issue نہیں ہونا چاہئے۔ آپ نام کوئی ایسا رکھ دیں جو غیر متنازعہ ہو اور اچھے کام پر دونوں side سے appreciation ملے۔

جناب سپیکر: یہ ٹھیک ہے لیکن آپ question put کر لینے دیں تو سب پتا چل جائے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!آج پتا نہیں کہ آپ اپوزیشن کی بات کو کیوں نہیں سننا چاہتے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: وہ تو مجھے سوال کر کے ہی پتا چلے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!ذرا انہیں بتادیں کہ ایوان میں cross talking نہیں ہوتی اور ایوان میں Chair کے through بات ہوتی ہے kindly left side پر بیٹھی ہوئی میری بہنوں کو اتنا بتادیں کہ ایوان میں cross talk نہیں کی جاتی۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ لوگ درمیان میں نہ بولیں۔Order please, order.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!کم از کم ان کی training classes کر دیں تاکہ ان کو پتا چلے کہ ایوان میں بات کرنے کا طریقہ کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ مجھ سے بات کریں،آپ ان سے بات نہ کریں۔ میں آپ کی باتیں سن رہا ہوں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!ہمارا اس Bill کو پبلش کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ جس علاقے میں یونیورسٹی بن رہی ہے کم از کم اس علاقے کے لوگوں کو پتا ہو،ہم نے اس میں ایک amendment نام کے بارے میں دی ہے اس پر لوگوں کی رائے آجائے پھر اس میں جو قانون بنائے گئے ہیں اور جو اختیارات وائس چانسلر کو دیئے گئے ہیں اس میں دو چیزیں بڑی اہم ہیں جن میں آپ کے اختیارات اور فرائض ہیں۔ جس طرح میرے دوست نے کہا کہ اس میں خدانخواستہ وائس چانسلر کو یونیورسٹی کا خدا بنادیا ہے۔اس میں بھی لوگوں کو پتا چلنا چاہئے،اس بارے میں ان کی رائے آنی چاہئے اور students کو بھی پتا ہونا چاہئے کہ ان کے فرائض کیا ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ بات نام کی ہے آپ کو نام پر بات کرنی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!صرف نام پر نہیں کرنی اور بھی کافی چیزیں ہیں اس میں چار amendments ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز ممبران نے یہ amendment move کی تھی کہ اس Bill کو 20۔ ستمبر تک مشتہر کر دیا جائے۔اب انہوں نے ساری جو گفتگو کی ہے وہ کسی اور حوالے سے کی ہے۔انہوں نے خاص طور پر

نام کے حوالے سے کی ہے۔ان کی amendment نام کے حوالے سے آگے آرہی ہے۔ وہ جب آئے گی تو اس وقت میں عرض کروں گا کہ یہ مثالیں موجود ہیں کہ ملک کے صدر یا وزیراعظم جب اس حیثیت میں موجود تھے تو ان کے نام پر institutions بنے ہیں۔انہوں نے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی کہ اس کو کیوں مشتہر کیا جانا چاہئے۔اس معزز ایوان کو عوام نے ہی mandate دیا ہے کہ وہ legislation کرے اور سپیشل کمیٹی نے اس Bill پر پورا غور و خوض کیا ہے اس لئے اس کو مزید مشتہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس لئے وہ واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ ڈاکٹر مراد راس صاحب جان بوجھ کر چلے گئے۔

The amendment moved and the question is:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: The second amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamir Sultan Cheema, Dr Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Ms Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ejaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan,

Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan and Mrs Faiza Ahmed Malik. Who is to move it?

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترم!اب آپ move نہیں کر پائیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!میں move کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے move کی ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!میں نے speech کی ہے لیکن amendment move نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ نے speech کر لی ہے۔ چلیں!آپ دونوں صاحبان ہی تشریف رکھیں۔ جی، پیچھے سے کوئی صاحب؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!ویسے تو یہ قاعدے اور قانون کے مطابق نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!اگر ہم نے یہ amendment دی ہے تو اس پر ہمیں بات کرنے کا تو حق ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: حضرت!آپ تشریف رکھیں، بعد میں آپ سے اس بارے میں بات کریں گے۔ وہ Ruling reserve ہے۔ دیکھیں ابھی اس کا کیا بنتا ہے۔ جی، سبطین صاحب!

MR MUHAMMAD SIBTAIN KHAN: Sir, I move:

> "That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No. 1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report thereon by 20th September 2013:-

MR SPEAKER: Read out the names as I read it. You'll have to read it.

MR MUHAMMAD SIBTAIN KHAN: Sir! Should I read the names too?

MR SPEAKER: Yes.

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! Actually میری مجبوری یہ ہے کہ آج میں اپنی عینک گھر بھول آیا ہوں اگر مجھے کوئی عینک دے دے تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: آپ میری عینک لے لیں۔

جناب محمد سبطین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بڑی ہمت والی بات ہے جو آپ اتنے نام پڑھ لیتے ہیں، آپ متفقہ اپوزیشن ہی کہہ دیا کریں۔

جناب سپیکر: یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کہ کمیٹی کے سُپرد کر دیا جائے مجھے کیا پتا کہ میں کس کے سُپرد کروں؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں نام پڑھ دیتا ہوں:۔

1. Mian Mehmood-Ur-Rasheed, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Amir Sultan Cheema, MPA
4. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
5. Qazi Ahmad Saeed, MPA
6. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
7. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
8. Mr Zaheer-ud-Din Alizai, MPA
9. Ms Raheela Anwar, MPA
10. Dr Muhammad Afzal, MPA
11. Ch. Tahir Ahmad Sindhu(Advocate), MPA
12. Mrs Ayesha Javed, MPA

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No. 1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report thereon by 20th September 2013:-

1. Mian Mehmood-ur-Rasheed, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Amir Sultan Cheema, MPA
4. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
5. Qazi Ahmad Saeed, MPA
6. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
7. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
8. Mr Zaheer-ud-Din Alizai, MPA
9. Ms Raheela Anwar, MPA
10. Dr Muhammad Afzal, MPA
11. Ch. Tahir Ahmad Sindhu(Advocate), MPA
12. Mrs Ayesha Javed, MPA

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب سپیکر: جی،oppose کر دیا گیا ہے۔ جناب محمد سبطین خان صاحب! اب بات کر لیں۔ بغیر عینکوں کے ہی بات کر لیں اگر گھر بھول آئے ہیں۔ (قہقہہ)

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میری بالکل مختصر سی گزارش ہے مجھے اس چیز کا پورا احساس ہے کہ ہمارے ممبران چاہے وہ ٹریژری بنچوں سے ہیں یا اپوزیشن بنچوں سے ہیں وہ اس وقت کافی تنگ بیٹھے ہیں اور وہ بھی چاہ رہے ہیں کہ یہ بل پاس ہو۔ اور آپ کی determination بھی نظر آ رہی ہے کہ آپ نے اس کو پاس کر کے ہی اُٹھنا ہے۔ چاہے اُس دن کی طرح شام کے چھ بج جائیں۔ میں تو

صرف اتنی سی بات کروں گا کہ اس کوpublic opinion کے لئےpublish کر دیا جائے تو کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے تو سلیکٹ کمیٹی پر بات کرنی ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ہماری بات سُن لیا کریں۔ ہماری بات ابھی زبان سے نکلتی نہیں اور دو صاحبان فوراً آپ کی طرف لپک کر آپ کوcapture کر لیتے ہیں اور ہم سے دور کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ صرف ادھر سے نہیں ادھر سے بھی ایسا ہی ہوا ہے جو آپ بات کر رہے تھے (قہقہہ) جی، سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: میں نے توin good faith بات کی ہے۔ اگر اس کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے تو اس کا یہ فائدہ ہو گا کہ اگر کوئی recommendations یا تبدیلی کرنی ہو گی تو سب مل جل کر ایوان کے ٹریژری اور اپوزیشن ممبران consensus کے ساتھ اس بات کا حل نکالیں گے۔ گورنمنٹ نے ایک نیا کام شروع کیا ہے، ایک نئی ایگریکلچرل یونیورسٹی فیصل آباد کے بعد بن رہی ہے اور وہ بھی ایگریکلچر کے گڑھ یعنی ملتان میں بن رہی ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ایک بہت بڑی ایگریکلچرل بیلٹ ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس بل کو سلیکٹ کمیٹی میں بھیج دیا جائے تو اس میں اختلاف برائے اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر میں نے یہamendment دی ہے تو Rules کے مطابق مجھے اس پر بات کرنے کا پورا حق ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔I'll be grateful.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! Rules کے مطابق تو مجھے پورا حق ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس سپیشل کمیٹی نے اس بل کو recommend کیا ہے جس کی رپورٹ ایوان میں lay ہوئی ہے اس میں بھی اسی ایوان کے معزز ممبران تھے لہذا سلیکٹ کمیٹی کا کوئی جواز نہیں پیدا ہوتا۔

MR SPEAEKR: The amendment moved and the question is:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No. 1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report thereon by 20th September 2013:-

1. Mian Mehmood-ur-Rasheed, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Amir Sultan Cheema, MPA
4. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
5. Qazi Ahmad Saeed, MPA
6. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
7. Sheikh Ala-Ud-Din, MPA
8. Mr Zaheer-Ud-Din Alizai, MPA
9. Ms Raheela Anwar, MPA
10. Dr Muhammad Afzal, MPA
11. Ch. Tahir Ahmad Sindhu(Advocate), MPA
12. Mrs Ayesha Javed, MPA

(The motion was lost.)

MR SPEAEKR: The motion moved and the question is:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, as recommended by Special Committee No. 1, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading start. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There is an

amendment. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch. Aamar Sultan Cheema, Dr. Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr. Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr. Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr. Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan and Mrs Faiza Ahmed Malik. Who is to move it?

MALIK TAIMOOR MASOOD: Sir! I move:

> "That in Clause 3 of the Bill, in sub-Clause (1), for the words "Muhammad Nawaz Shareef" the word "Quaid-e-Azam" be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 3 of the Bill, in sub-Clause (1), for the words "Muhammad Nawaz Shareef" the word "Quaid-e-Azam" be substituted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I Oppose.

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! یہ قائداعظم کو بھی oppose کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: وہwordsکی اورcommasکی بات کر رہے ہیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! شکریہ۔یہ ترمیم جس میں محمد نواز شریف کے نام کی جگہ قائداعظم محمد علی جناحؒ تجویز کیا گیا ہے۔ جہاں تک اس ایگریکلچر یونیورسٹی کاinitiativeلیا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی جانب سے یہ ایک بہت ہی احسن اقدام ہے۔ایگریکلچر سیکٹر کے اندر ایک ایسی یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے جو کہ جنوبی پنجاب کے ایریا میں ہے اور وہ بیلٹ ایگریکلچر کے حوالے سے خصوصی طور پر اہمیت کی حامل بھی ہے،اس کے علاوہ ہمارا صوبہ پنجاب جس کی 70فیصد آمدنی ایگریکلچر پرdependکرتی ہے لیکن جیسا کہ یہاں پر ذکر کیا گیا ہے نجانے ہمیں کیا عادت ہے اچھے کاموں کو بھی disputed بنانے کے لئے کچھ نہ کچھ ایسے اقدامات کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ کام disputed ہو جاتے ہیں لہذا میاں محمد نواز شریف جو اس وقت تیسری مرتبہ ملک کے وزیراعظم بن چکے ہیں،اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت عزت بھی دی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان کو کسی قسم کی ایسی تشہیر کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے نام کو یا اُن کے نام کو اونچا کرنے کے لئے یا اُن کو تشہیر دینے کے لئے عام تعلیمی اداروں اور درسگاہوں کے نام رکھیں۔ یہ ہم غلط روایات کو جنم دینے جا رہے ہیں، ہم ایسی روایات کی جانب دوڑنا چاہ رہے ہیں جو بہتری لانے کی بجائے ابتری کا باعث بن سکتی ہیں۔ میاں محمد نواز شریف حکومت نے اور مسلم لیگ(ن) نے خود اس روایت کو ختم کرنے کے لئے جیسا کہ اس سے پہلے اس ایوان میں بھی ذکر کیا گیا کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے نام کو ختم کر کے اس کا نام نیشنل انکم سپورٹ پروگرام رکھا گیا، اس حوالے سے جب ہم کسی بھی سیاسی جماعت کے سربراہان کو، یہاں پر میری محترمہ بہن نے بھی ذکر کیا اور وزیر قانون نے بھی اس ایوان میں ایک دن پہلے یہ بات کی تھی کہ ہم اپنے national assets کے نام یا اپنے ان اداروں کے نام ایسی شخصیات کے نام پر رکھتے ہیں جن کی تحریک آزادی کے حوالے سے کوئی خدمات ہوں، جن کی کوئی ایسیcontributionہو جنہوں نے واقعی ہی حقیقی معنوں میں پاکستان کی بہتری کے لئے یا پاکستان کے وجود کے لئے کردار ادا کیا ہو یا ایسے نیشنل ہیروز ہوں جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ اس ملک کے لئے دیا ہو۔ اس ادارے کا نام، اس درسگاہ کا نام ہم میاں صاحب کے نام پر رکھ کر ایسی سیاسی روایت کو جنم دینے جا رہے ہیں جو ٹھیک نہیں ہے۔ یہ ہماری ترمیم کو نامنظور بھی کروالیں گے،اس یونیورسٹی کا نام بھی رکھوالیں گے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ جہاں یہ اتنا احسن اقدام کرنے جا رہے ہیں، جہاں پر یہ اس ملک میں تعلیم کے حوالے سے جو میاں محمد شہباز شریف کا ایک انقلابی پروگرام ہے جس سے وہ تبدیلیاں لے کر آنا چاہتے ہیں،انقلابی تبدیلیاں لے کر آنا

چاہتے ہیں،ان کو اس قسم کے نام رکھ کر ان اداروں کو disputed بنانے کی ضرورت نہیں ہے اور جیسا کہ یہاں پر بھی کہا گیا،ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔یہاں پر شوکت خانم ہسپتال کے حوالے سے بھی بات کی گئی،یہاں پر میں غلام اسحاق خان انسٹیٹیوٹ کے حوالے سے بھی بات کروں گا لیکن یہ ادارے ان شخصیات کے نام پر ہیں جو اپنی ذاتی خدمات، اپنی ذاتی کاوش اور اپنی ذاتی جیب سے پیسا لگا کر ان اداروں کا قیام عمل میں لائے۔یہی وجہ ہے کہ اداروں کے نام ان کے نام پر رکھے گئے ہیں۔اگر میاں صاحب اپنی ذاتی جیب سے ایسے اداروں کا قیام کریں گے تو ہمیں اس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن قوم کے پیسے پر ایک ایسی یونیورسٹی جس کو بعد میں donations بھی درکار ہوں گے اور ان کے لئے donations بھی دیئے جائیں گے تو اگر ہم اس قسم کے نام رکھیں گے تو میرے خیال میں نہ صرف آگے چل کر اس کے معاملات میں بھی دِقت پیش آئے گی بلکہ وہ ایک یونیورسٹی بنے گی جس کے آگے جا کر after effects ایسے ہوں گے جو اس درسگاہ کے لئے اور اس ادارے کے لئے بہتر نہیں سمجھے جائیں گے۔یہی میری درخواست تھی اور اسی کے لئے گزارش تھی کہ اس ادارے کا نام قائداعظم محمد علی جناح کے نام سے موسوم کیا جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب والا!میں نے بھی گزارش کرنی ہے۔

جناب سپیکر:آپ اس پر نہیں بول سکتے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب والا!میں بول سکتا ہوں اور اس بارے میں جو Rules دیئے گئے ہیں ان کے مطابق بول رہا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،آپ بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:شکریہ۔جناب سپیکر!مجھے وقت کا احساس ہے اس لئے میں اس پر کوئی لمبی بات نہیں کرنا چاہتا۔میاں محمد نواز شریف جو کہ پاکستان مسلم لیگ(ن) کے سربراہ ہیں اور اس وقت تیسری دفعہ ملک کے وزیراعظم بننے کا بھی اعزاز رکھتے ہیں۔ہم ان کا اس حوالے سے مکمل احترام بھی کرتے ہیں۔میں اس میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی اچھی روایات نہیں ہیں، اگر ماضی کے اندر بھی ایسا کوئی کام ہوا ہے تو وہ بھی اچھی روایات نہیں تھیں۔میاں محمد نواز شریف ظاہر ہے کہ ایک پارٹی کو represent کرتے ہیں،ماضی میں بھی ایسا ہوا ہے کہ جب وہ وزیراعظم نہیں رہے اور دوسرے وزیراعظم آ گئے،ایک وزیراعلیٰ آتا ہے پھر دوسری پارٹی کا وزیراعلیٰ آتا ہے،میں اس سلسلے

میں بہاولپور کی مثال دیتا ہوں کہ وہاں پر چودھری پرویز الٰہی جب چیف منسٹر تھے تو انہوں نے بہاولپور میں کارڈیالوجی وارڈ کے لئے فنڈز جاری کئے،ظاہر ہے کہ routine میں ڈویلپمنٹ ہونی ہوتی ہے، چیزیں بننی ہوتی ہیں،وہاں پر کارڈیالوجی وارڈ کے لئے بجٹ میں allocation کر دی گئیں اور وہ کارڈیالوجی وارڈ جب بن گیا تو پھر خوشامدی جو ہوتے ہیں اس طرح کے معاملات کو derail کروانے کی کوشش کرتے ہیں۔وہاں پر ایک بڑا خوبصورت glaring سا پیتل کا ایک چمکتا ہوا بورڈ بنایا گیا اور پھر انہیں وہاں پر مدعو کیا گیا جس پر بڑی تالیاں بجیں، فوٹو سیشن ہوا اور اس کو لگا کر inauguration کر دی گئی۔جب تک تو موصوف وزیر اعلیٰ رہے، وہ بورڈ بھی وہاں پر موجود رہا اس پر گرد پڑتی تھی تو ایم ایس صاحب کوشش کرتے تھے کہ اس کی گرد صاف ہو جائے اور یہ بورڈ چمکتا ہوا نظر آئے۔جب گورنمنٹ ختم ہو گئی تو وہ بورڈ بھی وہاں سے غائب ہو گیا۔ میں چونکہ وہاں کا رہنے والا ہوں اور مریضوں کی عیادت کے حوالے سے وقتاً فوقتاً وہاں پر جانے کا موقع ملتا رہتا ہے۔اب وہ بورڈ وہاں پر نہیں ہے،بورڈ وہاں سے اتر گیا ہے اور اس کی باقیات کی شکل میں دو سوراخ وہاں پر موجود ہیں۔اس حوالے سے یہ ایک اچھا gesture نہیں بنتا کیونکہ یہ پھر اس حوالے practice شروع ہو جاتی ہے کہ جب ایک گورنمنٹ آتی ہے وہ اپنے نام اس پر لکھوا دیتے ہیں، تختیاں بھی لگ جاتی ہیں جب کوئی دوسری پارٹی آتی ہے وہ ان بورڈوں کو اتارنے کی کوشش کرتی ہے اور پھر جب کوئی چیزیں بناتے ہیں تو ان کو اپنے ناموں کے ساتھ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی practice نہیں ہے۔اسی طرح شیخ علاؤالدین صاحب نے جیس Dr. Leitner کے حوالے سے نیلا گنبد روڈ کے نام کو تبدیل کرنے کے لئے یہاں پر ایک قرار داد پیش کی تھی تو وزیر قانون نے وہ parameters بھی جو already prescribed ہیں بیان کئے تھے کہ اگر اس طرح کی جگہوں کے کوئی نام رکھنے ہیں تو اس سلسلے میں انہوں نے پورے قاعدے بھی بتائے تھے کہ یہ parameters ہیں،ان خدمات کے نتیجہ میں آپ کسی کا نام اس حوالے سے رکھ سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہی directions یا اس وقت جو راہنمائی وزیر قانون نے بہت اچھے طریقے سے پیش کی اور میں نے اس وقت بھی اس کی تحسین کی تھی، second کیا تھا کہ یہ بہت اچھے قاعدے قانون ہیں جو وزیر قانون نے یہاں پر بیان فرمائے ہیں، اچھے طریقے سے اس کو elaborate کیا ہے یہ بہت اچھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی spirit کو ہمیں سامنے رکھنا چاہئے اور اس حوالے سے خود مسلم لیگ کی تاریخ کے اندر، ظاہر ہے یہ پاکستان جو بنا ہے۔ یہ پاکستان رب کی مرضی کے ساتھ بنا اور قائداعظم جو اس وقت پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ تھے اور ان

کے ساتھ ایک پوری ٹیم تھی۔ وہ پوری ٹیم ہمارا اثاثہ ہے اور آج ہم اس حوالے سے اس ٹیم پر فخر کرتے ہیں کہ وہ کیسے لیڈر تھے جنہوں نے کس طرح کی governance کی کہ عبدالرّب نشتر گورنر تھے تو ان کا بیٹا سرکاری گاڑی کی بجائے سائیکل پر اپنے تعلیمی اداروں میں جایا کرتا تھا۔ ایسے لیڈروں کی اس طرح کی روایات خود مسلم لیگ کے کھاتے کے اندر موجود ہیں، ان کی تاریخ کے اندر ایسے لیڈر موجود ہیں۔ ہم نے تو اس کو بہت ہی سادہ کر کے یہ ترمیم دے دی کہ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ جو بانی پاکستان ہیں ان کا نام رکھ دیا جائے جن کا احسان بھی ہے جو national unity کی نشانی بھی ہیں اور اس حوالے سے ان کی ذات کے اندر بے شمار راہنمائی موجود ہے۔ ہمیں اس میں کوئی لگت بازی نہیں ہے اور نہ ہی اس کے اندر کوئی ذاتی عناد شامل ہے بلکہ بالکل درد دل کے ساتھ یہ ترمیم دی ہے۔ آج نام رکھا ہو اور خدانخواستہ کل اسی ایوان کے اندر اگر کرسیاں تبدیل ہو جائیں اور جس طرح ہوتی رہتی ہیں کبھی ایک پارٹی آ جاتی ہے کبھی دوسری پارٹی آ جاتی ہے۔ پھر وہ اس کے اندر amendment کا بل لے آئے کہ اب اس کا نام اس وقت کے وزیراعظم کے حوالے سے رکھنا چاہتے ہیں تو یہ اچھی practice نہیں ہو گی۔ پورا ایوان یہ سن رہا ہے کہ میں رانا صاحب سے بڑی دردمندی کے ساتھ اور ان کی عزت کے حوالے سے یہ بات کر رہا ہوں کہ کل کو کوئی دوسری اسمبلی آ کر نام ہٹانے کی کوشش کرے۔ ہم نے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام propose کر دیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ اس طرح کا نام ہٹانے کی کوئی بھی کاوش ہو گی۔ اگر یہ نام ہٹانے کی کوشش کی جائے گی تو اس پر پورا پاکستان سراپا احتجاج ہو جائے گا کہ جو ہمارا محسن ہے اس کا نام ہٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے تو اس حوالے سے وہ تبدیلی ممکن نہیں ہو سکے گی۔ جو ادارہ بن رہا ہے میں نے پہلے بھی اس کی بڑی تحسین کی ہے کہ گورنمنٹ نے جو وہاں پر ادارہ بنانے کا فیصلہ کیا ہے یہ بہت اچھا فیصلہ ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

ہم اس کی تحسین کرتے ہیں یہ ادارے بننے چاہئیں اور بھی یونیورسٹیاں بننی چاہئیں اس میں کوئی مضایقہ نہیں لیکن نام رکھنے کے حوالے سے میں نے پوری سوچ سمجھ کر ساری باتیں کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس طرح نہ کریں کہ آج نام رکھ رہے ہیں اور کل کو پھر اتارنے والے بھی آ جائیں۔ اس سے تکلیف بھی ہوتی ہے اور یہ اچھی practice نہیں ہے۔ اس سے معاملات کے اندر ایک انتشار بھی پیدا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کے توسط سے وزیر قانون سے میری گزارش ہے کہ اگر وہ اس نام کو withdraw کر لیں یا ہم نے جو نام پیش کیا ہے اسے قبول کر لیں تو ساری قوم اسے قبول کرے گی یا ابھی

بیٹھے بیٹھے پاکستان مسلم لیگ کے ان لیڈروں میں سے جنہوں نے اس ملک کو بنانے کے حوالے سے بڑی قربانیاں دی ہیں ان میں سے کسی کا نام propose کر دیں گے تو انشاء اللہ ہم اسے قبول کر لیں گے اور ہم اس میں کوئی reservation نہیں رکھیں گے۔ مجھے آپ کے توسط سے اس حوالے سے یہ چند گزارشات ایوان میں بائیں جانب بیٹھے ہوئے گورنمنٹ کے ساتھیوں کی خدمت میں عرض کرنی تھیں۔ بہت شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں آپ کو انتہائی سچائی کے ساتھ بتا رہا ہوں کہ ہم جو قوم کی خدمت کرنے کے لئے یہ یونیورسٹی بنانے جا رہے ہیں اسے غیر متنازع بنانے کے لئے ہم نے انتہائی خلوص اور ایمانداری سے یہ amendment دی ہے۔ ہمارا کسی شخصیت کے ساتھ کسی قسم کا سیاسی اختلاف بنیاد نہیں ہے۔ یہ نہیں ہے کہ خدانخواستہ ہمیں نواز شریف صاحب کا نام پسند نہیں یا نواز شریف یونیورسٹی نہ بنے بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایک ایسا کام جو کہ اس ملک کی بہتری کے لئے ہو ہم اسے appreciate کرتے ہیں لیکن اس میں کم سے کم متنازع چیزیں آئیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے جو قائداعظم کا نام دیا ہے صرف اس وجہ سے دیا ہے کہ ہماری قوم کے لئے قائداعظم کی وہ واحد شخصیت ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شخص اختلاف کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ میں پہلے تو یہ چیز clear کر دوں کہ ہمارے اس خلوص کو، ہماری اس ایماندارانہ کاوش کو اس تناظر میں نہ دیکھا جائے کہ ہم میاں محمد نواز شریف کی مخالفت کر رہے ہیں بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ ایک تعلیمی ادارہ ہے اور یہ سب کا ہے اس میں کوئی discrimination نہیں ہے کہ یہ (ن)لیگ نے بنایا ہے تو (ن)لیگ والے ہی پڑھیں گے، پیپلز پارٹی یا پی ٹی آئی کے پڑھیں گے۔ ہم تو سیاست سے اوپر رہ کر بات کرنا چاہتے ہیں، ہمیں کچھ ایسے کام کرنے چاہئیں جو ہماری پارٹی سیاست، ہمارے ذاتی مفادات، ذاتی شہرت سے اوپر اٹھ کر اس قوم کے لئے اور خصوصی طور پر اس قوم کے بچوں کے مفاد میں ہوں۔ اگر ہم اتنے اچھے کام کو ایک نام کی وجہ سے متنازع بنا رہے ہیں تو یہ کوئی دانشمندانہ فیصلہ نہیں ہے۔ ماشاء اللہ میاں محمد نواز شریف بہت بڑے لیڈر ہیں پاکستان میں بڑی چیزیں ان کے نام پر ہیں لیکن خدا کے لئے تعلیم کے شعبے کو غیر سیاسی اور غیر متنازع رہنے دیں۔ اگر آپ اس میں قائداعظم کا نام رکھ لیں گے تو میرا نہیں خیال کہ اس میں کسی کی سبکی ہو گی۔ ہم میں سے کوئی بھی claim نہیں کر سکتا کہ شاید قائداعظم سے کوئی بڑا لیڈر پاکستان میں ہے۔ ہاں اگر ہم اس کی جگہ کوئی سیاسی مفاد لینا چاہتے یا کوئی سیاسی نام دینا چاہتے تو پھر آپ کہہ سکتے تھے لیکن ہم نے تو ایسا غیر متنازع نام دیا ہے جس میں آپ کو یقین ہونا چاہئے کہ ہمارا پورا

خلوص شامل تھا، ہماری پوری دیانتدارانہ رائے تھی کہ تعلیم کے شعبے کو سیاست میں ملوث نہیں کرنا چاہئے اور میں بائیں ہاتھ پر بیٹھے اپنے دوستوں سے امید رکھتا ہوں کہ یہ ہماری اس تجویز اور ترمیم کو سیاست کی نذر نہیں کریں گے بلکہ سیاست سے اوپر اٹھ کر اس خلوص کو، اس کے پیچھے جو ہماری نیک نیتی ہے اس کے معیار پر رکھیں گے اور قائد اعظم کا نام ہی بڑا نام ہے اور اس یونیورسٹی کا نام قائد اعظم یونیورسٹی ہی ہونا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ اپوزیشن کے معزز ممبران نے جو تجویز دی ہے اور اس تجویز کے arguments کے طور پر انہوں نے یہ فرمایا کہ قائد اعظم کا نام رکھا جائے اور اسے اس طرح سے dispute نہ کیا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ غیر متنازع نام ہے اور پاکستان جب تک قائم رہے گا قائد اعظم اور علامہ اقبال کے ناموں کو کوئی dispute نہیں کر سکتا لیکن انہوں نے یہاں پر یہ نام دیتے ہوئے یہ بھی نہیں سوچا کہ قائد اعظم کے نام سے already ایک یونیورسٹی پاکستان میں موجود ہے اور ایک ہی نام سے دو مختلف institutions کو منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ جہاں تک انہوں نے یہ بات کی ہے کسی حکمران کے نام پر کسی institution کا نام نہیں رکھا جا سکتا تو اس کی مثالیں موجود ہیں۔ فیصل آباد میں ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ آف ایگریکلچر اس وقت قائم ہوا جب ایوب خان اس ملک کے صدر تھے اور اس کے بعد وہ صدر نہیں رہے لیکن وہ آج بھی ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ آف ایگریکلچر فیصل آباد میں موجود ہے اور محترم ڈاکٹر صاحب نے جو گردوالی کہانی سنائی ہے وہاں پر تو کوئی ایسا نہیں دیکھا اور ان کا نام لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح سے غلام اسحاق خان نے ساری زندگی سیاست کی اور جنرل ایوب نے بھی سیاست کی۔ غلام اسحاق خان اس وقت ملک کے صدر تھے جب خیبر پختونخواہ میں ان کے نام پر غلام اسحاق خان انسٹیٹیوٹ رکھا گیا۔ پھر ان دونوں صاحبان کی مخالف حکومتیں آئیں یعنی جب جنرل ایوب اقتدار سے محروم ہوئے تو فوراً بعد ان کے جو بدترین مخالف تھے ان کی حکومت آئی لیکن انہوں نے اس نام کو رہنے دیا۔ ٹھیک ہے یہ حکومتوں کا اختیار ہے کہ اگر کوئی کسی نام کو replace کرنا چاہے، change کرنا چاہے تو کر سکتا ہے لیکن اس کے نام کو change نہیں کیا گیا۔ اسی طرح غلام اسحاق خان انسٹیٹیوٹ کا آج بھی نام غلام اسحاق خان سے ہی منسوب ہے اور اس کو کسی نے تبدیل نہیں کیا حالانکہ ان کے اقتدار سے جانے کے بعد بھی ایسے لوگوں یا جماعتوں کی حکومت رہی ہے جو ان سے متفق نہیں تھے یا ان کے مخالف تھے

اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کیا میاں محمد نواز شریف صرف وزیر اعظم ہیں،ان کا اس ملک یا قوم سے respect کا جو رشتہ بنتا ہے وہ صرف اس بات کا ہے کہ وہ ایک سیاسی جماعت کے سربراہ ہیں یا اس ملک کے تین مرتبہ وزیر اعظم رہے ہیں؟ نہیں، معاملات اس سے تھوڑے مختلف ہیں۔ میں اس بات کو قطعی طور پر discredit کرتا ہوں اور نہ ہی اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ اس ملک کے ایٹمی قوت بننے کے عمل کا آغاز 70 کی دہائی میں ذوالفقار علی بھٹو نے بطور وزیر اعظم کیا تھا لیکن 28۔ مئی 1998 تک یہ ملک ایٹمی قوت نہیں تھا۔ یہ ملک ایٹمی قوت بننے کی capacity رکھتا تھا یا نہیں یہ کسی کو معلوم نہیں ہے لیکن 28۔ مئی 1998 تک یہ ملک ایٹمی قوت نہیں تھا۔ یہاں پر ایسی مثالیں موجود ہیں کہ جن کے سینے تمغہ جرأت اور ستارہ جرأت سے بھرے پڑے ہیں وہ ایک اسسٹنٹ سیکرٹری آف سٹیٹ کے فون پر ڈھیر ہو گئے۔ انہوں نے وہی کچھ کیا جو کہ امریکہ نے انہیں dictate کیا۔ اس کے برعکس یہ ویسٹ کوٹ، شلوار قمیض پہننے والا قوم کا وہ لیڈر ہے کہ جس کو امریکہ کے صدر نے پانچ ٹیلیفون کئے اور اس نے چھ ایٹمی دھماکے کر کے پاکستان کو ایٹمی قوت بنایا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پاکستان 28۔ مئی 1998 کو مسلم دنیا کا پہلا ایٹمی قوت حاصل کرنے والا ملک بنا۔ اس دن نہ صرف پورے ملک بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں نے خوشی منائی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس دن پاکستان ایٹمی قوت بنا اس روز پورے عالم اسلام کا سر فخر سے بلند ہوا تو ان چیزوں کو مخالفت کی بناء پر تبدیل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ ground realities ہیں۔ 14۔اگست 1947 کو قوم نے قائداعظم کی سربراہی میں تخلیق پاکستان کے خواب کی تکمیل ہوتے دیکھی لیکن استحکام پاکستان کا خواب 28۔ مئی 1998 کو پورا ہوا اور اس کا سہرا میاں محمد نواز شریف کے سر ہے۔ میں نے اس حوالے سے غلام اسحاق خان اور جنرل ایوب کی مثالیں بھی دی ہیں۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں جو کہ ہٹ کر ہو اس لئے میں معزز ایوان سے یہ درخواست کروں گا کہ اس تحریک کو vote out کیا جائے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں صرف ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ اب آپ اس پر بات نہیں کر سکتے کیونکہ میں question put کرنے لگا ہوں۔

The motion moved and the question is:

"That in Clause 3 of the Bill, in sub-Clause (1), for the words "Muhammad Nawaz Shareef", the word "Quaid-e-Azam" be substituted."

(The motion was lost.)

ڈاکٹر مراد راس: دیکھیں،اس پر مجھے ایک منٹ بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب!اس موقع پر آپ بات نہیں کر سکتے اس لئے مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

Now, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!اگر ہسٹری میں غلط چیزیں ہوتی رہی ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم بھی وہ کرتے رہیں اور انہیں ٹھیک نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب!مہربانی کر دیں۔جب question put ہو جائے تو پھر تقریر نہیں ہو سکتی لہذا مجھے rules کے مطابق چلنے دیں۔

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from:

Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch. Aamir Sultan Cheema, Dr. Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Ms Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ejaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan and Mrs Faiza Ahmed Malik. Who is to move it?

DR NAUSHEEN HAMID: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 11 of the Bill, for the words "Search Committee", wherever occur, the words "Identification and Evaluation Committee" be substituted."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 11 of the Bill, for the words "Search Committee", wherever occur, the words "Identification and Evaluation Committee" be substituted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد:جناب سپیکر!اس کمیٹی کا جو job define کیا گیا وہ recommendations for the appointment of the Vice Chancellor ہے۔اس کا دوسرا کام to identify the panel of persons for the post of Vice Chancellor. ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایک بہت ہی بے ضرر سی ترمیم دی گئی ہے۔اس نام سے purpose of the Committee زیادہ clarity کے ساتھ سمجھ آئے گا اور ویسے بھی word "Search" اس کے مقصد کو define نہیں کرتا اس لئے اگر ہم "Identification and Evaluation Committee" کے words use کر لیں تو زیادہ اچھا impression ہو گا۔بہت شکریہ

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میں نے صرف یہ comment دینا ہے کہ "Search" بڑا generalize لفظ ہے۔لفظ "Search" کے ساتھ کوئی چیز define نہیں کی گئی۔It is just search. اگر ہم Identification and evaluation کے الفاظ استعمال کریں گے تو اس کی وضاحت ہو جائے گی کہ ہم کس چیز کے لئے وہ کمیٹی بنا رہے ہیں۔"Search" is very generalize word. اور Search Committee تو کچھ بھی search کر سکتی ہے۔جب تک وہ identify نہیں کرے گا کہ کس بندے کو لگانا ہے،وہ بندہ اس معیار پر اُترتا ہے یا نہیں اور اس کی qualification ہے یا نہیں؟.That is the most important thing وہاں پر پہلے وہ بندہ identify کیا جائے کہ وہ اس قابل ہے یا نہیں ہے جس پوسٹ پر اُس کو لگانا ہے۔نام تبدیل کرنے کا کوئی اتنا بڑا issue نہیں ہے۔It is only کہ وہ کمیٹی represent تو کر سکے جو ہم نے اُس کا exact نام رکھنا ہے۔بہت شکریہ

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! ڈاکٹر مراد راس صاحب نے جو بات کی ہے یہ درست ہے کہ نام سے تو اس کے functions change نہیں ہوتے لیکن internationally, Search Committee and Evaluation Committee یہ دونوں نام ہی استعمال ہوتے ہیں۔اس میں identification کا کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے لیکن اس میں technically رکاوٹ یہ ہے کہ ہماری تمام یونیورسٹیوں کے قوانین میں Search Committee کا ہی نام استعمال کیا گیا ہے۔اس نام سے لوگ بخوبی واقف ہیں،یہ نام familiar ہے اور اس ایک جگہ پر یہ نام تبدیل کرنے سے باقی تمام جگہوں پر effect otherwise ہو گا۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 11 of the Bill for the words "Search Committee", wherever occur, the words "Identification and Evaluation Committee" be substituted."

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That the Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed. Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch. Aamir Sultan Cheema, Dr Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Ms Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ejaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan. Mr Masood Shafqat. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed

Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it?

MRS SAADIA SOHAIL RANA: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 19 of the Bill, in sub-Clause (1), after para(e), the following new paras be added and subsequent paras be renumbered accordingly.
>
> "(f) Discipline Committee;
>
> (g) University Students, Union;"

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is:

> "That in Clause 19 of the Bill, in sub-Clause (1), after para (e), the following new paras be added and subsequent paras be renumbered accordingly.
>
> "(f) Discipline Committee;
>
> (g) University Students, Union;"

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں پہلے Discipline Committee کی بات کرتی ہوں کہ اگر کسی بھی institute میں Discipline Committees ہوں گی تو وہاں کے discipline کو maintain کرنے کے لئے check and balance بہت ضروری ہے کیونکہ اداروں میں جو خرابیاں اور مسائل پیدا ہوتے ہیں وہ یہی ہیں کہ خاص طور پر ہمارے یہاں اداروں میں discipline نام کی کوئی چیز نہیں رہی جبکہ قائداعظم محمد علی جناح بھی discipline پر بہت زیادہ زور دیتے تھے اور اگر ہم آج اس چیز کو اپنے اداروں میں شامل نہیں کریں گے تو اس چیز کا already بہت فقدان پیدا ہو چکا ہے اور یہ بہت بے ضرر سی چیزیں ہیں۔ I think اگر ہم نے پہلے کسی ادارے میں یہ چیزیں نہیں دیں تو

ہمیں نئی اچھی چیزیں دینے میں کوئی harm نہیں ہے اور یہ بالکل harmless amendments ہیں اگر ان کو کر لیا جائے تو یہ ادارے کی بہتری کے کام آئیں گی۔ جہاں تک Universities Students Unions کا تعلق ہے میری نظر میں ایسے بہت سارے رہنما ہیں جو Students Union سے آگے بڑھ کر National and International Leaders بنے تو یہ nurseries ہیں جہاں سے leadership develop ہوتی ہے۔ میرے خیال میں یہ بہت ضروری ہے کہ ہماری آئندہ کی جو leadership ہے اُن کی یونیورسٹیوں سے ٹریننگ شروع کریں۔ اگر یہ authority کا حصہ بنتے ہیں تو ان میں sense of responsibility بھی آئے گی اور اُن کو پتا چلے گا کہ انہوں نے آگے اس ملک کی باگ ڈور سنبھالنی ہے تو جب وہ اپنے ادارے سے یہ ٹریننگ لینا شروع کریں گے اور پھر یونیورسٹیوں پر بھی لازم ہو گا کہ وہ باقاعدہ ان کے الیکشن کرائے اور انہوں نے مستقبل میں جس جمہوری procedure کا حصہ بننا ہے اگر یہ اپنی یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں سے ٹریننگ لے کر آئیں گے تو یہ ایک بہت اچھا addition ہو گا اور یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ ہماری انا کا مسئلہ ہے کہ ہم نے حزب اختلاف کی کسی بھی amendment پر no ہی بولنا ہے۔ یہاں حزب اقتدار کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے بہت سے لوگ میری بات سے اتفاق کریں گے لیکن مجھے افسوس ہے کہ وہ ہمارے ساتھ کھڑے نہیں ہوں گے۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ Chapter-4. Authorities of the Universities ہے ان میں

Syndicate, Academic Council, Board of Faculties, Board of Advance Studies and Research, Selection Board, Finance and Planning Committee

اور (g) میں لکھا ہے. Such other authority as may be prescribed اس میں تو پھر straight away یہ لکھ دیتے کہ Any authority as may be prescribed تو سارا مسئلہ حل ہو جاتا اور جب بھی وقتاً فوقتاً کوئی بھی ضرورت پیدا ہو جاتی تو اُس کے نتیجے کے اندر وائس چانسلر صاحب authorities بناتے رہتے اور معاملہ چلتا رہتا لیکن ظاہر ہے اس حوالہ سے ماضی کے تجربہ کے حوالے سے اس میں جو authorities دے دی گئی ہیں یہ ٹھیک ہے اس کو ہم اس حوالے سے پوری طرح favour کرتے ہیں لیکن یہ بھی بالکل clear ہے کہ ظاہر ہے ایک اتنا بڑا ادارہ بنتا ہے اور اُس میں

مختلف ایسے معاملات create ہوتے رہتے ہیں جو general norms سے ہٹ کر ہوتے ہیں اور اس میں ضرورت اس بات کی ہے کہ باضابطہ طور پر statues کے اندر کوئی ایسی کمیٹی موجود ہو جو اس ایکٹ کے تحت وجود میں آ جائے۔ جب یہ ساری چیزیں بنیں گی جو ضروری اوپر لکھی ہوئی ہیں تو اُس میں جب یہ کمیٹی بھی بن جائے گی تو باقاعدہ اس کمیٹی کی ایک authority ہو گی، کمیٹی کا ایک decorum ہو گا، کمیٹی کا ایک وزن ہو گا لیکن ہمارے ہاں ہوتا ہے کہ جب آپ چیزیں as may be prescribed چھوڑ دیتے ہیں تو جب کوئی issue arise ہوتا ہے مثلاً وائس چانسلر صاحب کی کسی ٹیچر کے ساتھ نہیں بنتی ہے تو اب یہاں پر اس حوالے سے کوئی چیز prescribed نہیں ہے اُس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ اپنی مرضی کے ساتھ as may be prescribed ایک کمیٹی بنا دیں گے۔ وہ کمیٹی اپنے اُن لوگوں پر مشتمل ہو گی جو اُن کی kitchen cabinet کے لوگ ہوں گے اور یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے اختیارات ویسے بھی اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ وہاں پر پڑھاتے پڑھاتے جو لوگ لیکچرار، اسسٹنٹ پروفیسر، پروفیسر، چیئرمین، پھر ڈین بنتے ہیں میرا ذاتی تجربہ ہے، آپ کا بھی تجربہ ہو گا اور ایوان کے باقی ممبران کا بھی اس حوالے سے تجربہ موجود ہو گا کہ وائس چانسلر سے بعض اوقات ملاقات کے لئے جانا ہوتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا فیکلٹی سینئر ممبر آیا بیٹھا ہوتا ہے تو بھیگی بلی بنا بیٹھا ہوتا ہے۔ ان سے جب عام پرائیویٹ لوگ ملتے ہیں تو وہ بڑے اچھے طریقے سے normal طریقے سے بات کرتا ہے لیکن جب وائس چانسلر کے سامنے بیٹھا ہوتا ہے تو ایسے گھُٹا بیٹھا ہوتا ہے کہ اس کی گچی میں سے آواز ہی نہیں نکل رہی ہوتی۔ وہ وائس چانسلر کے حوالے سے خوفزدہ اور دباؤ کا شکار ہوتا ہے اس لئے جب وہ اپنی مرضی سے کوئی کمیٹی بنائے گا اور off hand direction بھی دے گا کہ اس میں یہ کرنا ہے۔ اس طرح وہ ایک hand pick کمیٹی بن جائے گی جس میں وائس چانسلر اپنی مرضی کے مطابق جس کو اوپر نیچے کرنا چاہیں گے تو کر لیں گے۔ میں نے جو بات کی ہے اس کو پورے تجربے کی روشنی میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب آپ ایک ڈسپلن کمیٹی باضابطہ طور پر اس statues میں شامل کر دیں گے تو پھر اس کو undo کرنا اور اپنی مرضی سے آگے پیچھے کرنا وائس چانسلر کے اختیار میں نہیں ہو گا۔ آپ نے سنڈیکیٹ کی کلاز میں "J" تک prescribe کر دیا ہے کہ یہ لوگ اس میں شامل ہوں گے اس کے نتیجے میں جب یہ لوگ اس میں بیٹھیں گے تو وائس چانسلر مجبور ہوں گے کہ یہ سنڈیکیٹ بیٹھی ہے اس کے مطابق انہوں نے behave کرنا ہے اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ جب سنڈیکیٹ کی میٹنگ ہوتی ہے تو بڑے باضابطہ طریقے سے ہوتی ہے، یہ کمیٹی بڑی اتھارٹی رکھتی ہے، اس کے ممبران اتھارٹی رکھتے ہیں

اور ٹھیک طریقے سے وہاں پر فیصلے کی صورت بنتی ہے۔ وائس چانسلر صاحبان کو وہاں پر ایک دائرے کے اندر رہنا پڑتا ہے۔ مجھے خود اس کا تجربہ ہے کہ پچھلے دور حکومت میں جب کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی بنی تھی تو سپیکر صاحب نے مجھے ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے pioneer committee کے لئے نامزد کیا تھا۔ مجھے وہاں جانے کا اتفاق ہوا تو بیشتر اوقات وائس چانسلر اپنی اتھارٹی رکھنے کے باوجود جب وہ سنڈیکیٹ کے اندر بیٹھے ہوتے تھے تو وہاں ممبران حاوی لگتے تھے۔ ان میں ہائی کورٹ کے ایک جج اور دو وائس چانسلر بھی ہوتے تھے تو بڑے اچھے طریقے سے smoothly قاعدے قانون کے مطابق فیصلے ہو جاتے تھے اور اس حوالے سے ایک اچھی picture بنتی تھی۔ آپ جب کسی چیز کو vague چھوڑ دیں گے تو وائس چانسلر جو پہلے ہی پر دھان منتری ہوتے ہیں، میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ یونیورسٹی میں دو خدا ہوتے ہیں ایک خدا وہ اور دوسرا ان کا وائس چانسلر ہوتا ہے۔ وہ کیسے معاملات کو سیدھا کر سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ جو وائس چانسلر direction دیں گے کہ میں نے یہ کمیٹی بنا دی ہے یہ ٹھیک کام نہیں کر رہا اس کو نکالنا ہے تو ہیر پھیر کر کے اپنی مرضی کی recommendations دے دیتی ہیں۔ میں اس حوالے سے تجربے کی بنیاد پر اس ایوان کے ممبران کے لئے آپ کی وساطت سے یہ کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر! ہم نے دوسرا ادارہ جو اس کے اندر ڈالنے کی کوشش کی ہے وہ سٹوڈنٹس یونین ہے۔ اس حوالے سے سب لوگ باہر تو بات کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں alternate leadership بھی develop ہونی چاہئے۔ میں گورنمنٹ پارٹی کے حوالے سے عرض کروں گا کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے اندر وفاقی کابینہ میں جو زوردار نام ہیں اور جو محنت سے کام کر رہے ہیں مثلاً احسن اقبال صاحب ہیں میری بھی ان سے میل ملاقات رہتی ہے۔ وہ سٹوڈنٹس یونین کے صدر رہے ہیں۔ وہ بڑے composed اور اچھے طریقے سے بات کرتے ہیں، analyze کرتے ہیں اور اس وقت بھی ایک vision پر کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح خواجہ سعد رفیق صاحب ہیں جو سٹوڈنٹس یونین میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ اب ریلوے کا محکمہ جس کی کوئی کل سیدھی نہیں اس پر وہ محنت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ جو leadership کی qualities ہیں تو یہی سیکھنے کی عمر ہوتی ہے۔ یہ اس حوالے سے اچھی عمر ہوتی ہے کہ یونیورسٹیوں میں آدمی mature بھی ہوا ہوتا ہے، graduation کے بعد آتا ہے اور ان کا confidence بھی develop ہوتا ہے۔ آپ بھی اس حوالے سے تجربہ رکھتے ہیں کہ جب آدمی ایک elected forum میں جاتا ہے تو اس میں confidence develop ہوتا ہے اور یہیں سے بڑے بڑے نام پاکستان کی سیاست کے اندر آئے ہیں جنہوں نے contribute کیا ہے۔ اس وقت صورتحال یہ

ہے کہ صرف اس خوفزدگی سے کہ سٹوڈنٹس یونین ہوں گی، اس کے خلاف بھی دلائل دیئے جا سکتے ہیں کہ سٹوڈنٹس یونین کی وجہ سے لڑائی جھگڑا ہوتا ہے لیکن جب انصاف کا قانون ہوتا ہے تو یہ چیزیں سنبھالی جا سکتی ہیں۔ دنیا میں جو ترقی یافتہ ممالک ہیں وہاں پر وہ یونیورسٹیوں میں سٹوڈنٹس یونین رکھتے ہیں اور ان کے ذریعے سے چیزوں کو regulate کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم باقاعدہ اسے ایک ادارے کے طور پر authorities میں شامل کر دیں گے تو یونیورسٹیوں کے لئے یہ ایک mandatory provision ہو جائے گی کہ انہیں سٹوڈنٹس یونینز کے الیکشن کرانے پڑیں گے۔ اس کے نتیجے میں ایک اچھی قیادت groom ہونا شروع ہو جائے گی۔ اب اگر راناصاحب یہ دلائل دیں کہ یہ یہ یونینز کی طرف سے ہوتا ہے تو پھر ہر ادارے کے حوالے سے منفی اور مثبت باتیں سامنے آ سکتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو راناصاحب کے اپنے دلائل ہوں گے۔ آپ اپنی بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے پرسوں ایک بات کی تھی کہ ایک سینئر پولیس آفیسر ڈی آئی جی رینک کے تھے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ ڈاکٹر صاحب یہ محکمہ ٹھیک نہیں ہو سکتا، میں خود وردی میں ہوں، star لگے ہوئے ہیں، میں نے اٹھارہ اُنیس سال کی سروس کر لی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں تجربے کی بات آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ سپاہی سے لے کر آئی جی تک تمام کو محکمہ سے برخاست کریں چھ مہینے میں کچھ نہیں ہوتا پنجاب کے لوگ اپنے آپ کو سنبھال لیں گے alternate force develop کریں۔ یہ پھر یہ بات بھی کر سکتے ہیں کہ آپ الیکشن نہیں کرانا چاہتے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ راناصاحب کو موقع دیں گے تو وہ یہ بات خود کر لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں foresee کر رہا ہوں کہ راناصاحب نے اس حوالے سے کیا کیا کہنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کو موقع دیں تو بہتر ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: راناصاحب ماشاء اللہ بہت کچھ کہتے ہیں۔ ہم نے ان کو ایوان کے اِدھر بھی دیکھا ہے انہوں نے وخت ڈالا ہوتا تھا۔ اب یہ اُس طرف موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب آپ کا جواب دینے کے لئے بے تاب ہیں۔ آپ مہربانی کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان کی صلاحیتیں بڑی ٹھٹھر گئی ہیں۔ ہم اِن کو اُسی جوبن میں دیکھنا چاہتے ہیں لیکن مجبوری یہ ہے کہ اب ان کے ہاتھوں اور گلے میں جسے اقتدار کی گُگی کہتے ہیں وہ آ گئی ہے ورنہ ہم تو ان کے معترف ہیں۔ یہ اس حوالے سے اس ایوان میں سب سے زیادہ تجربہ کار ہیں۔

جناب سپیکر!میں یہ گزارش کروں گا کہ ڈسپلن کمیٹی اور سٹوڈنٹس یونین کو authorities میں ڈال دیا جائے تو یہ اس حوالے سے بڑا کار خیر ہو گا۔ یہ دو مضبوط ادارے جن میں سے ایک نے leadership develop کرنی ہے اور ایک نے یونیورسٹی کے اندر لاء اینڈ آرڈر کو برقرار رکھنا اور غلط کاریوں کی روک تھام کرنی ہے۔ اگر یہ دو مضبوط ادارے یونیورسٹی کے اندر بن جائیں گے تو یہ یونیورسٹی کے لئے بہت اچھا ہو گا۔ یہ اب تجربہ کر لیں اگر کوئی صورت خراب ہو تو پھر نئی ترمیم لا کر اس کو waive off یا ختم بھی کیا جا سکتا ہے۔ میں پورے ایوان سے اور رانا صاحب سے خصوصاً یہ گزارش کروں گا کہ جانے دیں، ایک دفعہ تجربہ کر لیں اس میں بھی کوئی مضایقہ نہیں ہے۔ یہ بھی ایک اچھی روایت اس حوالے سے بن جائے گی۔ بہت شکریہ

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر!انہوں نے دو خدا کی بات کی ہے جو بہت غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!آپ تشریف رکھیں۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! غالباً رانجھا صاحب بھی شاید اسی بات پر معترض تھے۔ میرے بھائی ڈاکٹر وسیم صاحب نے یہ بات کی کہ یونیورسٹی میں دو خدا ہوتے ہیں۔ایک خدا ہوتا ہے اور دوسرا انہوں نے وائس چانسلر کو خدا منسوب کیا۔ حالانکہ ان کو پتا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی میں ان خداؤں کو اسلامی جمیعت طلباء نے کبھی مانا ہی نہیں ہے اور ان خداؤں کا جو حشر پنجاب یونیورسٹی میں ہوتا رہا ہے ڈاکٹر صاحب مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب!اُن کو بات کرنے دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وہ تو آپ نے بات کی ہے تو میں نے حوالہ دیا ہے۔ جس طرح سے آپ نے ایک اور بات کی ہے کہ میں فلاں دفتر میں گیا تو وہاں مجھے ایک پولیس افسر ملے،اُن کے کندھوں پر star بھی لگے ہوئے تھے، یہ بھی تھا، وہ بھی تھا اور وہ پولیس افسر کہنے لگے کہ یہ محکمہ ٹھیک نہیں ہو سکتا اس لئے آپ اس کو ختم کر دیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس پولیس افسر کو اپنی مرضی کی کوئی بہتر posting نہ ملی ہو۔اگر ڈاکٹر صاحب اس کا نام مجھے بتا دیں تو ہم اس آدمی سے کم از کم یہ کہیں کہ پہلے تم تو استعفیٰ دو تاکہ ایک آدمی کی کمی تم کرو۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس قسم کی باتیں حوالہ دینے کی حد تک ٹھیک ہیں لیکن میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ ہم legislation کر رہے ہیں۔ اس Bill کی Clause 4: Functions of the University سے متعلق ہے جس کی sub-Clause (1)(q) میں ہے کہ:

(q) maintain order, discipline and security in a campus of the University;

یہ یونیورسٹی کی بنیادی ذمہ داری ہے جس کو پورا کرنے کے لئے یونیورسٹی اپنے Rules and Regulations میں Discipline Committee ایک سے زیادہ بنا سکتی ہے بلکہ یہ Discipline Committees بنائی جاتی ہیں اور اس میں ایسی کوئی قدغن نہیں ہے۔ بنیادی طور پر یہ یونیورسٹی کے functions میں ہے اور یونیورسٹیاں اپنے Rules میں ان functions کو carry out کرنے کے لئے Discipline Committees بناتی ہیں۔ باقی جہاں تک انہوں نے student unions کی بات کی ہے تو student unions کو اس Bill میں بنانے پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ چونکہ یونیورسٹیاں semi autonomous bodies ہیں اس لئے کوئی یونیورسٹی اگر اپنے طور پر مناسب سمجھے تو وہ اپنے طریق کار کے مطابق student union بنا سکتی ہے جس کی ممانعت کوئی نہیں ہے لیکن ہم ان اداروں کو force بھی نہیں کر سکتے کہ آپ لازمی طور پر student unions بنائیں۔ اگر ہم اس amendment کو carry کریں تو پھر یہ لازم ہو جائے گا لہذا ان اداروں کو force کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ autonomous bodies ہیں۔ وہ اپنے طور پر بنانا چاہیں تو بنا سکتی ہیں لیکن اس Bill میں کوئی قدغن نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 19 of the Bill, in sub-Clause (1), after para (e), the following new paras be added and subsequent paras be renumbered accordingly:

"(f) Discipline Committee;

(g) University Students Union;"

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal….

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو amendment ہے اس کو یہ معزز ایوان پہلے vote out کر چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! پہلے میں یہ پڑھ دیتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ one representative of University Students Union کی بات کرتی ہے لہذا اسے آپ دیکھ لیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Since this amendment is substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is inadmissible under Rules 106(b) and 198(4) and it is ruled out of order.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر بات ہو گئی ہے اور اب میں اس پر کہہ چکا ہوں۔ مہربانی کریں۔

Now, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری ایک گزارش سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ غلط طریق کار ہے۔ میں اس پر احتجاج کرتا ہوں اور واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر سید وسیم اختر احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

CLAUSE 22

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

ADDITION OF NEW CLAUSE 30A

MR DEPUTY SPEAKER: Since this amendment is substantially…

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بھی students union کی بات ہے۔ اب جب قانون میں یہ provide نہیں کیا گیا اور اس ایوان نے بھی formation of students union کو vote out کر دیا ہے تو اس کے بعد اب یہ کہنا کہ students union کا نمائندہ فلاں کمیٹی میں بیٹھے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر وسیم صاحب کو misunderstanding ہوئی ہے۔ جب students union کے وجود کو اس ایوان نے vote out کر دیا ہے تو پھر یہ کہنا کہ اس کے نمائندے کو فلاں کمیٹی کا حصہ بنایا جائے تو یہ اس سے contradict کرتا ہے۔ اگر ہم نے قانون میں یہ provide نہیں کیا کہ union نہیں بنائی جا سکتی تو یہ بھی provide نہیں کیا کہ بنائی جا سکتی ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Since this amendment is substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is inadmissible under Rules 106(b) and 198(4) and it is ruled out of order.

CLAUSE 31

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 31 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

ADDITION OF NEW CLAUSE 31A

MR DEPUTY SPEAKER: Since this amendment is substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is inadmissible under Rules 106(b) and 198(4) and it is ruled out of order.

ADDITION OF NEW CLAUSE 31B

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Addition of new Clause 31B is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch. Aamar Sultan Cheema, Dr. Syed Waseem Akhtar, Qazi

Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr. Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr. Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr. Salah Ud Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr. Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan and Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it!

DR MURAD RAAS: Sir! I move:

> "That in the Bill, the following new Clause 31B be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-
>
> **"31B. Retirement from service.-** An officer, teacher or other employee of the University shall retire from service-
>
> **(a)** on such date, after he has completed twenty-five years of service qualifying for pension or other retirement benefits as the competent authority may, in the public interest direct, or
>
> **(b)** where no direction is given under sub-Clause (a), on the completion of the sixtieth year of his age.
>
> **Explanation.-** In this section, competent authority" means the appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not

being a person lower in rank to the officer, teacher or other employee concerned."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in the Bill, the following new Clause 31B be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-

"31B. Retirement from service.- An officer, teacher or other employee of the University shall retire from service-

where no direction is given under sub-Clause (a), on the completion of the sixtieth year of his age.

(a) on such date, after he has completed twenty-five years of service qualifying for pension or other retirement benefits as the competent authority may, in the public interest direct, or

(b) where no direction is given under sub-Clause (a), on the completion of the sixtieth year of his age.

Explanation.- In this section, "competent authority" means the appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the officer, teacher or other employee concerned."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کون بات کریں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: شکریہ۔جناب سپیکر!اس پر بڑا point self-explanatory ہے جو ہم نے amendment دی ہے کہ any officer or teacher جو اپنا 25 years of time service پورا کر چکا ہے۔

Qualifying for pension or other retirement benefits as competent authority may direct in the public interest.

اس پر ہم صرف یہ جو self-explanatory ہے اس پر ہی ہم کہہ رہے ہیں there should be a retirement for them and everything اور اس میں جو اتھارٹی دینے والی ہے وہ بڑی واضح ہونی چاہئے۔

That "competent authority" means the appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the officer. So what we are requesting is

کہ اس میں جو amendment ہے کہ:

Any officer or teacher or any other employee…

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر وسیم اختر صاحب واک آؤٹ کر گئے ہیں تو میں وزیر صحت جناب خلیل طاہر سندھو صاحب سے کہتا ہوں کہ وہ انہیں منا کر ایوان میں لائیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر صحت جناب خلیل طاہر سندھو ڈاکٹر سید وسیم اختر کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

ڈاکٹر مراد راس: جب وہ 60 سال کے ہو جائیں جو آفیسر، ٹیچر یا دیگر ملازمین تو انہیں ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد benefits ملنے چاہئیں اور یہ کون فیصلہ کرے گا تو یہ competent authority decide کرے گی and that competent authority has to be person جو کہ انہیں appoint کرنے کے وقت استعمال کی گئی ہو۔ وہی authority استعمال کرنی چاہئے کہ انہیں ریٹائرمنٹ کے کیا benefits ملنے چاہئیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس پر میں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا 4 Chapter جو ہے وہ بڑا comprehensive ہے اور وہ ان تمام معاملات کو deal کرتا ہے اس قسم کی amendments سے یونیورسٹیوں کے پاس جو space ہے اور اس میں چونکہ یونیورسٹی کے سارے ملازمین مستقل بنیادوں پر نہیں ہوتے بلکہ وہاں پر پروفیسر، رجسٹرار، لیکچرار کو عارضی بنیادوں پر بھی یونیورسٹیاں رکھتی ہیں۔ مارکیٹ سے ہائر کرتی ہیں اس لئے اس قسم کی amendment یونیورسٹیوں کی autonomy کو compromise کرنے کے مترادف ہو گی۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That in the Bill, the following new Clause 31B be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-

"**31B.Retirement from service.**-An Officer, teacher or other employee of the University shall retire from service-

(a) on such date, after he has completed twenty-five years of service qualifying for pension or other retirement benefits as the competent authority may, in the public interest direct, or

(b) where no direction is given under sub Clause (1), on the completion of the sixtieth year of his age.

Explanation.-In this section, "competent authority" means the appointing authority or a person duly authorized by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the officer, teacher or other employee concerned."

(The motion was lost.)

ADDITION OF NEW CLAUSE 31C & 31D

MR SPEAKER: Now, addition of new Clauses 31C and 31D. Since these amendments are substantially identical to the amendments which have already been lost, therefore, the same are inadmissible under rule 106(b) and 198(4) are ruled out of order.

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!31Cجو ہے وہ different ہے as the same not کیونکہ
31C is different from what 31B was.سارو ں کو اکٹھا کر دیا گیا ہے

MR SPEAKER: Now, it has been ruled out. Thank you very much.

ADDITION OF NEW CLAUSE 31E

MR SPEAKER: Now, addition of new Clause 31E. There is an amendment from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamir Sultan Cheema, Dr Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Ms Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ejaz Khan, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan and Mrs Faiza Ahmed Malik. Who is to move it?

MALIK TAIMOOR MASOOD: Sir, I move:

> "That in the Bill, the following new Clause 31E be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-

"31E. Recovery of University dues.- The University or any person, generally or specially authorized by it, may apply to the Collection for recovery of any sum due to the University and the Collector shall thereupon proceed to recover the sum due, as if it were arrears of land revenue."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in the Bill, the following new Clause 31E be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-

"31E. Recovery of University dues.- The University or any person, generally or specially authorized by it, may apply to the Collection for recovery of any sum due to the University and the Collector shall thereupon proceed to recover the sum due, as if it were arrears of land revenue."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

MR SPEAKER: Opposed.

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر!یہself explanatoryہے اس میں clear ہے کہ University dues کے لئے کوئی ایسی اتھارٹی بنائی جائے کہ یونیورسٹی کے land revenues ہمیں مل سکیں۔یونیورسٹی کے assetsیا انکم جوbad debtsمیں شامل ہو جاتے ہیں ان کوrecover کرنے کے لئے کوئی ایسی اتھارٹی کا قیام ضروری ہے۔ میرے خیال میں یہ بہت اچھی چیز ہے اور یونیورسٹی کےfavour میں ہے۔اس سے گورنمنٹ کےassetsبھیincreaseہوں گے۔ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے پہلے بھی اچھاgestureدیا ہم اب بھی اس gesture کی توقع کریں گے۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! Land Revenue Act 1967 میں پہلے ہی تمام گورنمنٹ اتھارٹی کو کسی بھی arrear کو land revenue arrears کے طور پر declare کرنے کا اختیار موجود ہے اس لئے یہ ترمیم بلا جواز ہے کیونکہ یہ اختیار already موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

The amendment moved and the question is:

"That in the Bill, the following new Clause 31E be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-

"31E. Recovery of University dues.- The University or any person, generally or specially authorized by it, may apply to the Collector for recovery of any sum due to the University and the Collector shall thereupon proceed to recover the sum due, as if it were arrears of land revenue."

(The motion was lost.)

ADDITION OF NEW CLAUSE 31F

MR SPEAKER: Now, the Addition of New Clause 31F. It is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamir Sultan Cheema, Dr Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mr Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ejaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-

ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan and Mrs Faiza Ahmed Malik, Who's to move it?

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس کو move کروں گا لیکن یہ تمام ممبران پریشان بیٹھے ہیں اور of the record کہہ رہے ہیں کہ کوئی روٹی وغیرہ کا بندوبست کراؤ۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر ڈاکٹر صاحب کھانا کھانا چاہتے ہیں تو ہم ان کے لئے بندوبست کروا دیتے ہیں۔(قہقہہ)

میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بھی کلاز 36 سے متعلقہ ہے اس میں یہ آڈٹ چاہتے ہیں تو یہ پہلے سے موجود ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: چلیں، میں اسے پیش تو کر دوں۔

I move:

"That in the Bill, the following new Clause 31F be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-

"31F.Audit.- (1) The Auditor-General of Pakistan, shall, on the basis of such audit as he may consider appropriate or necessary, certify the accounts of the university for each financial year.

(2) The Auditor-General shall audit the accounts of the university in such form and manner as may be deemed appropriate.

(3) The Audit Report of the Auditor-General shall be submitted to the Provincial Assembly of the Punjab for consideration by its Public Accounts Committee."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in the Bill, the following new Clause 31F be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-

"31F.Audit.- (1) The Auditor-General of Pakistan, shall, on the basis of such audit as he may consider appropriate or necessary, certify the accounts of the university for each financial year.

(2) The Auditor-General shall audit the accounts of the university in such form and manner as may be deemed appropriate.

(3) The Audit Report of the Auditor-General shall be submitted to the Provincial Assembly of the Punjab for consideration by its Public Accounts Committee."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: لاء منسٹر نے oppose کیا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو amendment دی ہے رانا صاحب نے تو کہا ہے کہ اس میں already اس حوالے سے کوئی نہ کوئی چیز موجود ہے۔ یقیناً موجود ہو گی ظاہر ہے کہ ایک اتنا بڑا ادارہ بن رہا ہے جب اس میں اخراجات کرنے کے اختیارات موجود ہیں، بجٹ ان کے پاس موجود ہو گا، فیس collect کریں گے اور گورنمنٹ کی طرف سے کچھ ملے گا یہ ساری چیزیں اس میں شامل ہیں۔ جب اخراجات ہوں گے تو اس کا آڈٹ بھی ہو گا اور اس کی ایک روایت موجود ہے لیکن آڈیٹر جنرل کے حوالے سے یہ جو ترمیم دی ہے یہ اس لئے دی ہے کہ آڈیٹر جنرل ایک بالکل independent ادارہ ہے اور وہ آئینی ادارہ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو اس ملک کے بڑے بڑے مسائل ہیں جیسے مہنگائی بہت بڑا مسئلہ ہے، بے روزگاری بہت بڑا مسئلہ ہے، بدامنی، ڈرون حملے بہت بڑے مسئلے ہیں، کرپشن بہت بڑا مسئلہ ہے۔ کرپشن پاکستان کے ہر ادارے کو دیمک کی طرح چاٹ گئی ہے۔ نیچے سے لے کر اوپر

تک کرپشن کے scans نکلتے ہیں اور اس ملک کے اندر اربوں کھربوں روپے کی کرپشن ہوتی ہے۔ جب یہ سلسلہ top کی سطح سے شروع ہوتا ہے تو پھر یہ نیچے تک جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں ہر جگہ کرپشن جو بن پر ہے۔ یہ باتیں ہم اس ایوان میں بھی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کرپشن نے ہمارے سارے معاملات کو اس حوالے سے برباد کیا ہوا ہے۔ ہم نے آڈیٹر جنرل کے حوالے سے جو amendment دی ہے کہ وہ بالکل independent authorized body ہے اور ظاہر ہے کہ وہ بہت سارے اداروں کا اس حوالے سے آڈٹ بھی کرتے ہیں۔ اب اگر اس میں یہ ترمیم شامل کر دی جائے اور کچھ عرصہ نظام چلے گا تو اس کے نتیجے میں یہ معلومات ہو جائیں گی کہ اس میں کتنی اچھائی ہوئی ہے۔ یقیناً اس کے نتیجے میں ایک اچھائی ہی ہو گی کہ آڈیٹر جنرل اس کا آڈٹ کریں گے اور ان پر کوئی پریشر بھی نہیں ڈال سکے گا۔ اس طرح یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور وہ تمام ادارے جو اخراجات کرنے والے ہیں ان پر پورا خوف ہو گا کہ ان اخراجات کا آڈٹ ایک authorized body جو آئینی ادارہ ہے وہ کرے گا۔ یونیورسٹی پر یہ پریشر موجود رہے گا جس سے کرپشن رکے گی اور طلباء کی فیسیں جو والدین پیٹ کاٹ کر دیتے ہیں اس کو خُورد بُرد ہونے سے بھی روکا جا سکتا ہے اس لئے میں آپ کے توسط سے رانا صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر وہ اس ترمیم کو اس بل میں شامل کر دیں گے تو اس سے یونیورسٹی کے financial management کے سسٹم میں بہت بہتری آ جائے گی۔ ورنہ یہ بات تو ہمیں معلوم ہے کہ جتنی بھی یونیورسٹیاں ہیں ان میں اخراجات کے لئے ایک کمیٹی ہوتی ہے، ان کی آڈٹ رپورٹ ہوتی ہے اور وہ یہاں پیش بھی ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود کیونکہ پہلے بھی آپ نے یہ ruling دی تھی کہ آپ کوئی چیز specify نہ کریں ورنہ اگر آپ اجازت دیتے تو میں دو چار یونیورسٹیوں کے بارے میں بتاتا ہوں کہ وہاں پر ان کی financial management کس طرح ہوتی ہے، کس طرح کے اخراجات ہوتے ہیں اور کس طرح وائس چانسلر اپنا تصرف اپنی مرضی کے ساتھ کرتے ہیں۔ میں مثالیں بھی دے سکتا ہوں اور وقتاً فوقتاً ان چیزوں کا homework کر کے قاعدہ قانون کے مطابق اس ایوان کے اندر علیحدہ سے اٹھایا بھی کروں گا لیکن اس حوالے سے میں چاہتا ہوں کہ اگر یہ ساری چیزیں اس کے اندر شامل کر دیں گے تو یہ اچھا ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے ممبران دل سے تو agree کرتے ہیں کہ کرپشن ختم ہونی چاہئے اور آڈٹ بھی ہونا چاہئے لیکن بے چارے اب مجبور ہیں جب رانا صاحب نے ہاتھ اٹھانا ہے تو ان سب نے ہاتھ اٹھانا ہے۔ اب یہ ان کی مجبوری ہے لہذا اب ایسے ہی ہونا ہے لیکن ہمارے

ذمہ بھی اذان دینا ہے ہم اذان دیتے رہیں گے اور یہ بھی ہاتھ اونچا کرتے رہیں گے۔آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بھی بہت شکریہ۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں، میں نے پہلے بھی محترم ڈاکٹر صاحب کو حوالہ دیا تھا کہ Bill کی Clause-36 میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ:

> **Budgets, Audit and Accounts:** The budget of the university shall be approved and its accounts shall be maintained and audited in such manners as may be prescribed by the syndicate.

جناب سپیکر! syndicate ایک independent ادارہ ہے۔ وہ اس کے accounts کو maintain کرنے اور audit وغیرہ کرنے کی approval دیتا ہے۔ڈاکٹر صاحب جس طرح فرما رہے ہیں کہ ایسے ہونا چاہئے تو آئین کے آرٹیکل 169(B) کے تحت Auditor General تمام صوبائی اداروں اور یونیورسٹی کے audit کرنے کا پابند ہے۔ڈاکٹر صاحب نے جو چیز فرمائی ہے یہ already اس میں موجود ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in the Bill, the following new Clause 31F be added and subsequent Clauses be renumbered accordingly:-
>
> **"31F. Audit.**-(1) The Auditor General of Pakistan, shall, on the basis of such audit as he may consider appropriate or necessary, certify the accounts of the university for each financial year.
>
> (2) The Auditor General shall audit the accounts of the university in such form and manner as may be deemed appropriate.

(3) The Audit Report of the Auditor General shall be submitted to the Provincial Assembly of the Punjab for consideration by its Public Accounts Committee."

(The motion was lost.)

CLAUSE 32

MR SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 32 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Dr Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ejaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah- ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan and Mrs Faiza Ahmed Malik. Who is to move it?

DR MURAD RAAS: I move:

"That in Clause 33 of the Bill, in sub-Clause (1), after para (x), the following new paras be added and subsequent paras be renumbered accordingly:

"(xi) Accreditation of the university;

(xii) Collaboration and students' exchange programmes with national and international institutions in the field of agriculture and agricultural development."

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That in Clause 33 of the Bill, in sub-Clause (1), after para (x), the following new paras be added and subsequent paras be renumbered accordingly:-

"(xi) Accreditation of the university;

(xii) Collaboration and students' exchange programmes with national and international institutions in the field of agriculture and agricultural development."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ابھی تک انتظار کر رہا ہوں کہ رانا صاحب ایک دفعہ کہہ دیں کہ وہ oppose نہیں کر رہے تو بڑا اچھا ہو جائے گا کیونکہ یہ بڑی simple چیزیں ہیں جو ہم نے اس amendments کے اندر request کی ہوئی ہیں۔ پہلی چیز Accreditation of the University ہے۔ یہ Accreditation ایک ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے ساری انکم، سارے students اور سب چیزیں attract ہو کر Accreditation کی طرف آتے ہیں۔ ہم یہاں پر Accreditation پہلے دے دیتے ہیں اور students بعد میں آتے ہیں۔ پہلے ایک سسٹم کو چلا کر

دیکھا جائے۔یہاں پر 100 یا150 کے درمیان students ہیں۔ پہلے students لا کر ایک سسٹم بنایا جائے اور چلایا جائے پھر Accreditation کسی نہ کسی basis اور qualification پر دی جائے۔ہم Accreditation پر پہلے آ جاتے ہیں تاکہ ہمیں guarantee مل جائے کہ یونیورسٹی چلنی ہے، پیسے بننے ہیں اور یہ پراجیکٹ چلنا ہے۔ Accreditation dose not mean anything unless کہ آپ پہلے سے ایک سسٹم تیار کر دیں۔آپ نے Accreditation لگا دیا چاہے یہ سسٹم ٹھیک بنایا ہے یا غلط۔Accreditation کا مطلب ہے کہ وہ سسٹم غلط بھی تھا تو ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ وہ ایک ایسی stamp ہے۔we need to make sure کہ وہ پہلے سارے سسٹم place in ہوں تو پھر Accreditation دی جائے۔

جناب سپیکر!دوسرا point collaboration of students exchange programme nationally and internationally. ہے۔ اس وقت اس کی ایک بڑی ضرورت ہے۔ کسی بھی ملک کی backbone ان کی economy کے لحاظ سے different ہوتی ہے۔ پاکستان کی backbone agriculture ہے اور ہم ایک Agriculture University بنانے جا رہے ہیں۔ پاکستان کی backbone agriculture ہے اس کے لئے ہمیں باہر سے جتنی بھی facilities اور knowledge مل سکے اس کی بہت ضرورت ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے پڑوسی ملک انڈیا میں اتنی چیزیں پیدا ہو رہی ہیں جن کی ہم سے بہتر production ہے۔آپ باقی ملکوں کی طرف چلے جائیں، Asian Countries کی طرف چلے جائیں ان کی production کیوں بہتر ہے؟ اگر ہم ان چیزوں کے لئے Foreign Exchange Programme کھولیں، ان کے students یہاں بلائیں اور development programmes کریں تو اس میں صرف ہمارا فائدہ ہے اس میں ہمارا نقصان کوئی نہیں ہے۔ اگر ہم ترکی کے ساتھ صفائی کا پروگرام بنا سکتے ہیں تو ہم کسی اور ملک کے ساتھ students and development projects کا Foreign Exchange Programme کیوں نہیں بنا سکتے؟ وہاں سے جو information آئے ہمارے لئے بہتر ہو اس لئے میرے یہ دو points تھے جن میں ایک Accreditation اور دوسرا Foreign Exchange Programme تھا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! یہ جوAccreditation of University ہے اس میں یونیورسٹی کا معیار مقرر کرنا ہوتا ہے کہ یونیورسٹی کہاں پر fall کرتی ہے،یعنی نمبر 1,2,3 یا 4 میں سے کہاں پر fall کرتی ہے۔یونیورسٹی یہ through regulation نہیں کر سکتی۔ یہ ہائرایجوکیشن کمیشن نے کرنا ہے اس لئے یہ amendment suit نہیں کرتی اور یہ بلا جواز ہے۔

MR SPEAEKR: The amendment moved and the question is…

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!انہوں نےstudents foreign exchange programmes کے متعلق نہیں بتایا۔

جناب سپیکر:جی،foreign exchange programmes کے بارے میں بھی ان کو بتادیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! جوAccreditation of the university ہے اس میں وہ یونیورسٹی اپنے طور پرregulation میں تو یہ چیز نہیں کر سکتی باقی جہاں تک انہوں نے یہ کہا ہے کہ جو students exchange programmes ہیں تو یونیورسٹی کا سنڈیکیٹ ایکindependent ادارہ ہے اگر وہ یہ چیزیں کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔وہ ایکsemi-autonomous body ہے اس کو اس طرح سے توregulate نہیں کیا جا سکتا۔

MR SPEAKER: Right; thank you. The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 33 of the Bill, in sub clause (1), after para(x), the following new paras be added and subsequent paras be renumbered accordingly:
>
> (xi) Accreditation of the university;
>
> (xii) Collaboration and students' exchange programmes with national and international institutions in the field of agriculture and agricultural development;"

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 33 of the Bill, do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 34

MR SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Ch. Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch. Aamar Sultan Cheema, Dr. Syed Waseem Akhtar, Qazi Ahmad Saeed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr. Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr. Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr. Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhachar, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Sardar Shahab-ud-Din Khan and Mrs Faiza Ahmed Malik. Who is to move it?

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Sir! I move:

> "That in Clause 34 of the Bill in sub clause (1), the words "The rules so framed shall be submitted to the Syndicate for ratification before their enforcement" be added at the end."

(اذانِ عصر)

MR SPEAKER: The amendment moved is:

> "That in Clause 34 of the Bill in sub-Clause (1), the words "The rules so framed shall be submitted to the Syndicate for ratification before their enforcement" be added at the end."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I oppose.

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بڑی بے ضرر سی ترمیم ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ ادارے کی بہتری کے لئے بہت ضروری ہے۔ابھی تھوڑی دیر پہلے جو وزیر صاحب نے کہا تھا کہ بااختیار ادارہ ہے، ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس ادارے کے لئے جو بھی Rule بنے بجائے اس کے کہ اس میں غلطیاں ہوں، جب disaster ہو جائے اس کے بعد وہ سنڈیکیٹ کے پاس پہنچے before enforcement, before implementation، اگر اس Rule کو سنڈیکیٹ کے پاس بھیج کر اس کی وہاں سے verification or ratification جو بھی وہ مناسب سمجھے وہ کرے وہاں ہمارے elected members بھی ہوں گے جو اتنا بااختیار ادارہ ہے تو اس لئے ہم نے یہ ترمیم پیش کی تھی، مجھے نہیں سمجھ آئی کہ اس کو oppose کیوں کیا گیا ہے؟ یہ تو بہتری کے لئے ہے کہ آپ جو بھی قانون بنائیں اس میں سنڈیکیٹ سے verification or ratification کروا کر اس کو لاگو کر دیں بجائے اس کے کہ جب کوئی Rule بن جائے، اس میں خرابیاں آنا شروع ہو جائیں تو پھر وہ سنڈیکیٹ کے پاس آئے جب اتنی چیزیں خراب ہونے سے پہلے ہی Rule پاس ہو کر چلا جائے تاکہ اگر اس میں کسی قسم کی کوئی کمی کوتاہی رہ گئی ہے تو وہ بھی ٹھیک ہو۔یہ ہمارا مقصد ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سنڈیکیٹ کی جو inherent power ہے اس کے پاس already یہ اختیار موجود ہے کہ ان Rules میں کسی قسم کی کوئی کمی کوتاہی دیکھے تو وہ direction دے کہ اس کو amend کیا جائے یا ختم کر دیا جائے۔یہ already سنڈیکیٹ کی powers میں موجود ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 34 of the Bill, in sub-Clause (1), the words "The rules so made shall be submitted to the Syndicate for ratification before their enforcement" be added at the end."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 34 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 35

MR SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 35 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 36

MR SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 36 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 37

MR SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 37 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 38

MR SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 38 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 39

MR SPEAKER: Now, Clause 39 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 39 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. Since this amendment is substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is inadmissible under rules 106 (b) and 198 (4) and it is ruled out of order.

Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. Since this amendment is substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is inadmissible under rules 106 (b) and 198 (4) and it is ruled out of order.

Now, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

(شوروغل)

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Point of order.

MR SPEAKER: No, You cannot talk on it. Now it has been ruled out.

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! محمد نواز شریف ایگریکلچر یونیورسٹی کا نام قائداعظم محمد علی جناح یونیورسٹی نہ رکھنے پر ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

MR SPEAKER: It has been ruled out.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. Since the amendment is substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is inadmissible under rules 106 (b) and 198 (4) and it is ruled out of order.

Now, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. Since this amendment is substantially identical to the amendment which has been lost, therefore, the same is inadmissible under rules 106 (b) and 198 (4) and it is ruled out of order.

Now, the question is:

"That the Long the Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, be passed."

The motion moved and the question is:

"That Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture, Multan Bill 2013, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب سپیکر:اب اجلاس کل مورخہ 30۔اگست2013 صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

1036

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،30۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

"گندم کی امدادی قیمت کی تجاویز پر عام بحث"

1038

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

جمعتہ المبارک،30۔اگست2013

(یوم الجمع،22۔شوال المکرم1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 17 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَسْـَٔلُهُۥ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِى شَأْنٍ ﴿٢٩﴾
فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٣٠﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ ٱلثَّقَلَانِ ﴿٣١﴾
فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٣٢﴾ يَٰمَعْشَرَ ٱلْجِنِّ وَٱلْإِنسِ إِنِ
ٱسْتَطَعْتُمْ أَن تَنفُذُوا۟ مِنْ أَقْطَارِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ
فَٱنفُذُوا۟ ۚ لَا تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَٰنٍ ﴿٣٣﴾ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبَانِ ﴿٣٤﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّن نَّارٍ ۙ وَنُحَاسٌ فَلَا
تَنتَصِرَانِ ﴿٣٥﴾ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٣٦﴾ فَإِذَا ٱنشَقَّتِ
ٱلسَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَٱلدِّهَانِ ﴿٣٧﴾ فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبَانِ ﴿٣٨﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَن ذَنۢبِهِۦٓ إِنسٌ وَلَا جَآنٌّ ﴿٣٩﴾
فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٤٠﴾

سورۃ الرَّحمٰن آیات29تا40

آسمانوں اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب اسی سے مانگتے ہیں۔ وہ ہر روز کام میں مصروف رہتا ہے(29) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(30) اے دونوں جماعتو! ہم عنقریب تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں(31) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(32) اے گروہ جن وانس اگر تمہیں قدرت ہو کہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ۔ اور زور کے سوا تم نکل سکنے ہی کے نہیں(33) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(34) تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا تو پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گے(35) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(36) پھر جب آسمان پھٹ کر تیل کی تلچھٹ کی طرح گلابی ہو جائے گا(تو) وہ کیسا ہولناک دن ہوگا(37) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(38) اس روز نہ تو کسی انسان سے اس کے گناہوں کے بارے میں پرسش کی جائے گی اور نہ کسی جن سے (39) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(40)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

الھم صلے علیٰ سیدنا محمد
وعلیٰ آلہ واصحابہ و بارک وسلم
وہی رب ہے جس نے قرآن میں
فرمایا آقا کی شان میں
تمہارا رب اور ملائکہ پڑھتے ہیں تم بھی پڑھا کرو
الھم صلے علیٰ سیدنا محمد
وعلیٰ آلہ واصحابہ و بارک وسلم
میرے مصطفیٰ میرے مجتبیٰ سا حسین آیا نہ آئے گا
انہیں دیکھنا ہو خواب میں تو درود ان پہ پڑھا کرو
الھم صلے علیٰ سیدنا محمد
وعلیٰ آلہ واصحابہ و بارک وسلم
جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہو گا

حلف

نو منتخب ممبران اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔آج ہمارے دو نو منتخب معزز ممبران میاں خرم جہانگیر وٹو اور جناب محمد زبیر خان اسمبلی چیمبر میں موجود ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ وہ حلف کے لئے تیاری کریں اور جب میں انہیں کہوں تو وہ اپنی نشستوں کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے۔آپ کا یہ حلف اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 127 اور 65 کے تحت ہو گا۔اس کے بعد آپ کو حلف نامہ کے رجسٹر پر دستخط کرنا ہوں گے۔ پھر اگر آپ بات کرنا چاہیں تو میں آپ کو دو دو منٹ کے لئے بات کرنے کی پیشگی اجازت دے رہا ہوں۔اس کے بعد ہم دوسری کارروائی شروع کریں گے۔اب آپ حلف لینے کے لئے اپنی نشستوں کے سامنے کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے نو منتخب ممبران میاں خرم جہانگیر وٹو
اور جناب محمد زبیر خان سے بطور ممبر پنجاب اسمبلی کا حلف لیا)

جناب سپیکر: آپ کو مبارک ہو۔اب آپ حلف نامہ کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب معزز ممبران اسمبلی نے حلف نامہ کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

جی، میاں صاحب!

میاں خرم جہانگیر وٹو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب سپیکر! میں آپ کا دلی طور پر ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا اور میرے لئے یقیناً یہ بھی اعزاز کی بات ہے کہ آج میں پنجاب اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا ہوں۔ جہاں میں اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہوں وہاں میں اپنے حلقے کی عوام کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے محبت دی، پیار دیا اور اسی کی وجہ سے میں یہاں آج پنجاب اسمبلی کے floor پر موجود ہوں۔ یہ یقیناً ہمارے ووٹروں اور سپورٹروں کی کاوش ہے جس پر میں ان کا دلی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں یقیناً یہاں اس بات کا اعادہ کروں گا کہ جس طرح سے حلف اٹھایا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے جو قوانین ہیں، قانون سازی اور دیگر ضابطے ہیں ان کی پاسداری کروں گا۔ اسمبلی کے قوانین اور ضابطے کو سامنے رکھتے ہوئے بطور اپوزیشن ممبر ہم مثبت تنقید کریں گے اور جہاں جہاں پر بھی حکومت بہتر طریقے سے اپنی کارکردگی دکھائے گی ہم یقیناً اس کی support بھی کریں گے۔ بطور اپوزیشن ممبر انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو ایک مثبت role دیکھنے میں ملے گا۔ میں آپ کا دلی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں، اپنے

رب تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے پہلے بطور ممبر نیشنل اسمبلی بھی perform کیا اور میں نے تقریباً بیس بائیس قوانین و آئینی ترامیم پیش کی ہیں جن میں سے ایک ڈرون حملے کے خلاف تھی جو ابھی بھی وہاں کی سٹینڈنگ کمیٹی میں موجود ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ توقع ہے کہ اس پر کچھ پیشرفت ہو گی۔ یہاں پر رہتے ہوئے بھی انشاء اللہ تعالیٰ مثبت طریقے سے معاملات کو چلانے کی پوری پوری کوشش کی جائے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، زبیر خان صاحب!

جناب محمد زبیر خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اپنی گزارشات پیش کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ میں اس معزز ایوان کا حصہ بنا۔ میں اپنے عظیم قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ میں اس معزز ایوان کی عزت میں اضافے کا سبب بنوں۔ میں اپنی پوری توانائیاں اس ملک و قوم اور صوبے کی عوام کی فلاح و بہبود کے لئے صرف کروں گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اب ہم اپنے ایجنڈے پر آتے ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں اس وقت کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔

سوالات

(محکمہ ٹرانسپورٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: آپ کے مسائل تو ہمیشہ ضروری ہوتے ہیں لیکن میں کیا کروں؟ میری بھی مجبوری ہے آپ کو پتا ہے۔ اب وقفہ سوالات ہے میں اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ ٹرانسپورٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد کا ہے۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا سوال نمبر16 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کی تفصیلات

*16: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں اربن ٹرانسپورٹ کی بسوں اور ویگنوں کا سالانہ چیک اپ ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سالانہ چیک اپ کے باوجود اربن ٹرانسپورٹ کی بسیں اور ویگنیں دھواں چھوڑتی ہیں اور ماحول کو آلودہ کرتی ہیں؟

(ج) کیا محکمہ ان دھواں چھوڑنے والی بسوں اور ویگنوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے نیز اگر کوئی کارروائی کی جاتی ہے تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) یہ امر قابل ذکر ہے کہ شہر میں تمام پبلک ٹرانسپورٹ کو فٹنس سرٹیفکیٹ موٹر وہیکلز رولز کے تحت فزیکل اور ٹیکنیکل چیک اپ کے بعد جاری کیا جاتا ہے ہر ضلع میں مجاز افسر MVE تعینات ہے جو گاڑیوں کو بمطابق قانون فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے اور یہ فٹنس سرٹیفکیٹ چھ ماہ کے لئے جاری کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ دھواں چھوڑنے والی گاڑیاں شہر میں بے پناہ آلودگی کا باعث بنتی ہیں جو کہ ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے ماحول دوست پالیسی پر عمل کرتے ہوئے 350 سی این جی (اے سی) بسوں کو درآمد کیا جس سے لاہور شہر میں اس مسئلہ پر کافی حد تک قابو پایا گیا ہے۔

(ج) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی محکمہ تحفظ ماحول (حکومت پنجاب) اور ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ مل کر دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف عوامی آگاہی مہم کا حصہ ہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی ماہ جون2013تک تقریباً44800گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لاچکی ہے جس کے نتیجہ میں کافی حد تک دھواں چھوڑنے والی اور فٹنس مسائل کی شکار پبلک ٹرانسپورٹ پر قابو پایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال شہروں کے اندر اربن ٹرانسپورٹ کے حوالے سے تھا جو ٹرانسپورٹ ماحولیاتی آلودگی کا باعث بن رہی ہے۔اس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ ضلع میں مجاز آفیسر تعینات ہیں جو گاڑیوں کے مطابق fitness certificate بھی جاری کرتے ہیں اور یہ چھ ماہ کے لئے جاری کئے جاتے ہیں۔اس میں آگے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ پبلک ٹرانسپورٹ کی اوسط عمر تقریباً دس سال ہے۔ میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ چلیں، دس سال تو ٹھیک ہے کسی نے maintain کر لی اور اس کی مدت دس سے پندرہ سال بھی ہو گئی۔پورے پنجاب کے دیہی اور شہری علاقوں کا یہ مسئلہ ایک جیسا ہی ہے کہ جب دس سے بارہ سال کے بعد۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال ہے یا آپ کوئی نئی تجویز دے رہے ہیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال ہے لیکن ذرا وضاحت سے کر رہا ہوں تاکہ باقی سوال نہ کرنے پڑیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔آپ ضمنی سوال کریں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ دس سال کے بعد جب وہ ٹرانسپورٹ روڈ پر چلنے کے قابل نہیں رہتی تو ان کو روڈ سے ہٹانے کے لئے کیا بندوبست کئے جاتے ہیں تاکہ وہ بس روڈ پر نہ چل سکے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ! جو بسیں دس سال تک چل چکی ہوتی ہیں اور اگر پھر بھی وہ روڈ پر رہیں تو ان کا پھر آپ کے پاس کیا علاج ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! سب سے پہلا سوال تو یہ ہے کہ سالانہ چیک اپ کے حوالے سے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کے سوال کو آپ چھوڑ دیں، جو انہوں نے دس سال کی بات کی ہے اس کا جواب دے دیں۔لمبی بات آپ بھی نہ کریں، مہربانی۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):جناب سپیکر!ایک تو سالانہ چیک اپ کے حوالے سے یہ ہے کہ سالانہ نہیں بلکہ یہ چیک اپ ہر چھ مہینے کے بعد ایک دفعہ کرتے ہیں اور باقاعدہ یہ fitness certificate سال میں دو دفعہ جاری کیا جاتا ہے۔fitness certificate جاری کرنے کے علاوہ باقاعدہ اس ٹرانسپورٹ پر مہر بھی لگائی جاتی ہے تاکہ پتا چلے کہ fitness certificate جاری کیا گیا ہے اور باقاعدہ محکمہ ٹرانسپورٹ کے پاس ریکارڈ بھی موجود ہے جو چیک بھی کیا جا سکتا ہے۔اس کے علاوہ اگر کوئی fitness certificate کے باوجود کوئی گاڑی دھواں چھوڑتی ہے یا ماحول کی آلودگی کا سبب بنتی ہے اس کی کوئی اور وجوہات بھی ہیں جس طرح۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!وہ صرف یہ پوچھ رہے ہیں کہ اگر وہ بس دس سال پوری کر لے اور اس کے بعد اگر وہ روڈ پر آئے تو اس کا آپ کے پاس کیا علاج ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):جناب سپیکر!محکمہ ٹرانسپورٹ کے پاس باقاعدہ ایک انسپکشن ٹیم ہے جو گاڑیاں چیک کرتی ہے، پرانی گاڑیوں کے باقاعدہ چالان کئے جاتے ہیں اور ان کو بند کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!میں اس سوال کو یہیں wind up کرتا ہوں اور گزارش یہ کرنا چاہ رہا ہوں کیونکہ پچھلی بار بھی یہ بات بہت زیر بحث رہی ہے۔یہ بسیں جو روڈ پر چلتی ہیں یہ چلتے پھرتے ماحول کی دشمن ہیں۔میں آپ سے گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحبہ کو یہ فرمادیں کہ اگلے اجلاس تک یہ ہمیں کم از کم کوئی پالیسی وضع کر دیں کہ چالیس چالیس، پچاس پچاس سال پرانی گاڑیاں روڈ پر چلتی ہیں ان کے بارے میں واضح پالیسی بنا کر بتایا جائے کہ ان کو کیسے ہٹایا جائے گا؟یہ بسیں نہ صرف ماحول کو خراب کرتی ہیں بلکہ ٹریفک حادثات کا بھی باعث بنتی ہیں۔ان کے لئے کوئی واضح پالیسی کا ہونا بہت ضروری ہے۔محکمہ کے پاس کوئی پلان ہے تو وہ بتایا جائے اگر نہیں ہے تو اگلے اجلاس سے پہلے اس ایوان کو ضرور آگاہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):جناب سپیکر!ایک تو گورنمنٹ کی طرف سے کوئی اس قسم کی پابندی نہیں ہے کہ دس سال کے بعد ان کو روٹ چھوڑنا پڑے گا یا ان کو fitness

certificate نہیں ملے گا۔ عموماً دس سال کی مدت ہے لیکن اگر دس سال کے بعد بھی گاڑیاں صحیح ہیں اور وہ روڈ پر چل سکتی ہیں تو گورنمنٹ ان کو fitness certificate جاری کر دیتی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! Fitness certificate کے دس سال ہوئے، گاڑی مالکان نے maintenance کرالی بارہ یا پندرہ سال ہو گئے تو یہ بڑی عجیب بات ہے اور محکمے کی بے بسی کی انتہا ہے کہ ان کے پاس پالیسی نہیں ہے کہ پندرہ سال کے بعد ہم نے کرنا کیا ہے؟ میں یہ گزارش کروں گا کہ دس، پندرہ اور بیس۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسے کریں کہ اس میں کوئی legislation کروائیں تو بہتر نہیں ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں legislation کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر اس میں محکمہ اور منسٹر صاحب مل جائیں تو یہ simply پالیسی بنانی ہے اور ایک time fix کرنا ہے کہ پندرہ یا دس سال کے بعد گاڑیاں روڈ پر نہیں آ سکتیں۔ جب پوری دنیا میں ایک انٹرنیشنل rule پانچ سال ہے تو ہم نے دس سال کر دیا۔ چلیں ہم دس سال چھوڑ دیتے ہیں اور پندرہ سال کر لیتے ہیں لیکن پندرہ سال کے بعد اس مسئلے کے حل کے لئے کوئی نہ کوئی پالیسی ہونی چاہئے اور اس میں legislation کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ آپس میں کم از کم مل بیٹھ کر ایک time frame fix کر لیں کہ پندرہ سال کے بعد وہ بسیں سڑکوں پر نہیں آئیں گی۔ ان بسوں کو روکنا کوئی مشکل کام نہیں ہے محکمہ کے پاس اپنے اختیارات موجود ہیں کہ وہ بسوں کو روک سکتے ہیں اس کے لئے میری گزارش ہے اگلے سیشن سے پہلے یہ ضرور بتائیں کہ پندرہ، بیس یا تیس سال کا کوئی time frame تو دیں؟ یہ بے مہار تو چھوڑا نہیں جا سکتا کہ جب دل چاہے سڑکوں پر گاڑیاں لے آئیں یا پچاس سال بسیں چلتی رہیں۔

جناب سپیکر: کچھ ایسے بھی صاحبان ہیں جو چالیس سال کی پرانی گاڑیاں رکھتے ہیں۔ وہ آپ اور میری عمر سے زیادہ کی گاڑیاں اپنے طور پر رکھتے ہیں۔ اگر وہ maintain رکھتے ہیں اور اس کا certificate لے لیتے ہیں۔۔۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس پر انٹرنیشنل لاء پانچ سال کا ہے۔ ہم تو کہہ رہے ہیں آپ ادھر ڈبل اور تین گنا ٹائم دے دیں لیکن یہ تو ممکن نہیں ہے کہ پوری دنیا جو ایک rules follow کر رہی ہے اور ہم ان سے ہٹ کر یعنی چالیس سال والی گاڑی یہاں پر چلا رہے ہیں۔ جن لوگوں نے اپنی پرسنل گاڑیاں رکھی

ہوئی ہیں وہ دو سو سال چلیں تو ہمیں ان پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جو پبلک ٹرانسپورٹ اربن ایریا میں چلتی ہے اس کے لئے کوئی نہ کوئی rules and regulations بنانے پڑیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، یقیناً ہوں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! منسٹر صاحبہ اقرار کر چکی ہیں کہ اس بارے میں ہمارے پاس کوئی پالیسی ہے اور نہ ہی ہمیں پابند کیا گیا ہے کہ ہم نے کوئی ٹائم فریم مقرر کرنا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ ہر دفعہ سوال آتا ہے اور کم از کم اگلے سیشن سے پہلے یہ ضرور بتائیں کہ ہم نے کرنا کیا ہے ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! اوّل تو یہ ہے کہ چونکہ دس سال سے جو پرانی گاڑیاں ہیں وہ بھی motor contusion ہیں اس طرح سڑکوں سے تمام گاڑیاں ہٹائی نہیں جا سکتیں لیکن اگر میاں نصیر احمد صاحب چاہتے ہیں کہ کچھ مقررہ مدت کے بعد ان گاڑیوں پر پابندی لگنی چاہئے تو پھر اگلے سیشن تک انشاء اللہ تعالیٰ ان کی تجویز پر غور کر کے آپ کو بتائیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے ؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ اپنی سیٹ تبدیل کر لیں کیونکہ میرے خیال میں آپ کا مائیک تھوڑا سا ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! میں یہیں پر ٹھیک ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا آپ یہیں بیٹھنا چاہتی ہیں تو ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 16 کے جز (ج) کا جواب ذرا موصوفہ صاحبہ پڑھ کر سنا دیں کہ اس کا مطلب کیا نکلتا ہے ؟

جناب سپیکر: اس پر ruling آ چکی ہے میں نے کہہ دیا ہے کہ پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! چلیں ٹھیک ہے۔ اب میں ضمنی سوال کر رہا ہوں۔ اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی محکمہ تحفظ ماحول اور ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ مل

کر دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف عوامی آگاہی مہم کا حصہ ہے۔ کوئی سمجھ نہیں آتی کہ کون کس کا حصہ ہے ؟آپ نے تو رولنگ دے دی ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ انہوں نے دھواں اور آلودگی کے حوالے سے جز(ب) میں کہا ہے کہ ہم نے 350 سی این جی بسیں درآمد کی ہیں جس سے لاہور شہر میں مسئلے پر کافی حد تک قابو پالیا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب تو سی این جی مل ہی نہیں رہی اور تین تین دن سی این جی نہیں ملتی تو ان بسوں کو چلانے کے حوالے سے کیاalternativeبندوبست ہے ؟

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں اور بقول ان کے کہ سی این جی تو ملتی نہیں تو آپ نے ان بسوں کا کیا alternativeبندوبست کیا ہے لیکن میرے خیال میں ان گاڑیوں کو تو سی این جی ملتی ہو گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!ان کے لئےspecific arrangementہے۔

جناب سپیکر: جی، میں منسٹر صاحبہ سے پوچھتا ہوں۔آپ تشریف رکھیں۔جی، وزیر موصوفہ !

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ سی این جی کے لئے مخصوص دن مقرر کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ آلودگی کو ختم کرنے کے لئے جس طرح میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ اگر کوئی انجن کمزور ہے یا موبل آئل چینج نہیں ہوتا اور اوور لوڈ کی وجہ سے گاڑیاں دھواں وغیرہ چھوڑتی ہیں تو اس کے لئے باقاعدہ انسپکشن ٹیم بنائی گئی ہے۔ ہم ان گاڑیوں کو پکڑ رہے ہیں اور ان کو سڑک پر چلنے نہیں دے رہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال کچھ اور ہے جواب کچھ اور ہے ؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر!اچھا میں بتاتی ہوں کہ سی این جی کے حوالے سے ہفتے میں جمعہ سے اتوار تک دن مقرر کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ کہتی ہیں کہ ہم جمعہ سے اتوار تک کا انتظام مکمل کر کے رکھتے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے ؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ جی،ان کو بھی ضمنی سوال کر لینے دیں۔ محترم بڑی مشکل سے کھڑے ہوئے ہیں۔ جی، فرمائیں!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ میاں نصیر احمد صاحب کا سوال بڑاvalid تھا کہ ٹرانسپورٹ میں بسوں اور ویگنوں کا سالانہ چیک اپ کیسے ہوتا ہے ؟ جواب میں آیا ہے کہ موٹر وہیکل

ایگزامینر ہر ضلع میں تعینات ہیں اور وہ چیکنگ کرتے ہیں تو میرا اس پر ضمنی سوال یہی ہے کہ کسی بھی ضلع میں ان کی کوئی چیکنگ نہیں ہوتی جو بھی فیس دیتا ہے وہ گھر بیٹھے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔This is no supplementary question. Thank you.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی ماہ جون 2013 تک تقریباً 44800 گاڑیوں کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لا چکی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ قانونی کارروائی صرف جرمانہ تھا یا ان گاڑیوں کو off road کر دیا گیا کہ جب تک unless to fit نہ ہوں۔ قانونی کارروائی کے مطابق صرف جرمانہ کیا گیا ہے یا ان گاڑیوں کو off road کیا گیا ہے کہ جب تک وہ fit نہ ہوں روڈ پر نہ آئیں۔

جناب سپیکر: یہ مختلف چیزیں ہوں گی، درمیان میں کہیں جرمانہ ہو گا اور کہیں بند کر دیا ہو گا۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! جی، ایسا ہی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر گاڑیاں دھواں چھوڑ رہی ہوں گی تو جرمانہ کیا گیا ہو گا تو میرے خیال میں جرمانے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! گاڑیوں کا چالان بھی کرتے ہیں اور off road بھی کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ Very good. Thank you اب اگلا سوال میاں محمد اسلم اقبال صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز ممبر نے میاں محمد اسلم اقبال کے ایما ء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، On his behalf, question No. بولئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 96 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: میٹرو بس کے بجٹ، سٹاف اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*96: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 13-2012 کے میٹرو بس کے ٹوٹل بجٹ کی تفصیلات بیان فرمائیں؟

(ب) یہاں پر کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کی تفصیلات مع ڈومیسائل ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) روزانہ کل کتنے مسافر سفر کرتے ہیں اور حکومت اس پراجیکٹ پر کتنی سبسڈی دے رہی ہے؟

(د) اس روٹ پر چلنے والی میٹرو کی کل کتنی بسیں عوام کو سفری سہولیات فراہم کر رہی ہیں؟

(ہ) اس کی آمدنی اور اخراجات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) پنجاب میٹرو بس اتھارٹی کو ملنے والی کل بجٹ گرانٹ برائے مالی سال (13-2012) کی رقم 1125 ملین روپے ہے۔ بجٹ گرانٹ، متعلقہ اخراجات اور آمدنی کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب میٹرو بس اتھارٹی میں کام کرنے والے ملازمین کی تعداد 50 ہے مکمل تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) میٹرو بس پر روزانہ سفر کرنے والے افراد کی اوسط تعداد 1,18,120 ہے اور حکومت اس پراجیکٹ کی آپریشنل سبسڈی تقریباً 14.4 کروڑ روپے ماہانہ ادا کر رہی ہے۔ اس میں میٹرو بس اتھارٹی اور دیگر اداروں کی طرف سے کی جانے والی ماہانہ ادائیگیوں کی رقوم شامل ہیں۔

(د) اس روٹ پر کل 45 میٹرو بسیں عوام کو سفری سہولیات فراہم کر رہی ہیں۔

(ہ) آمدنی و اخراجات کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس میٹرو بس سروس کی 14.4 کروڑ روپے آپریشنل سبسڈی ہے جو اس ملک کے غریب عوام پر بوجھ ڈالا گیا ہے یہ کب تک دی جاتی رہے گی اور کب تک محکمہ کا پلان ہے کہ یہ میٹرو بس اپنے پیروں پر خود کھڑی ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: اگر کسی غرباء کے لئے کوئی اچھا ہو گیا ہے، جی، وزیر موصوفہ!

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! ساڑھے چودہ کروڑ روپے کی سبسڈی ماہانہ ہے کیونکہ یہ 2012 سے 2013 تک کی سبسڈی ہے اور آپ کو پتا ہے کہ جس وقت inauguration ہوئی تھی تو کچھ عرصہ یہ بسیں فری چلائی گئی تھیں۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ اس کی ڈیمانڈ بڑھ رہی ہے اور جوں جوں وقت گزرے گا تو ریونیو بڑھتا جائے گا اور سبسڈی میں کمی آتی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس پورے پراجیکٹ پر کتنی لاگت آئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس پر لاگت کتنی آئی ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ یہ fresh question بنتا ہے۔ اس کا جواب next session میں انشاء اللہ تعالیٰ دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ رہنے دیں مہربانی۔ جی، اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 114 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں خواتین کے لئے علیٰحدہ ٹرانسپورٹ چلانے کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*114: میاں نصیر احمد: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں پبلک اربن ٹرانسپورٹ میں خواتین کے بیٹھنے کے لئے سیٹوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دور جانے والی خواتین سواریوں کو بٹھایا ہی نہیں جاتا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خواتین کی آسانی کے لئے کوئی علیٰحدہ ٹرانسپورٹ چلانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) درست صورتحال یہ ہے کہ اربن بسوں میں نشستوں کی مقرر شدہ تعداد39 ہے ان میں سے خواتین کے علیٰحدہ کمپارٹمنٹ میں خواتین مسافروں کے لئے 11 نشستیں مخصوص ہیں اور اتنی ہی تعداد میں خواتین مسافر کھڑی ہو کر بآسانی سفر کر سکتی ہیں۔

(ب) اربن ٹرانسپورٹ بسیں اپنے مقررہ روٹ پر مقرر شدہ اوقات کے مطابق چلتی ہیں لہذا کسی بھی مسافر کو خواہ کم فاصلہ یا طویل فاصلے کا سفر درکار ہو انکار نہیں کیا جاتا اور اس ضمن میں کسی مسافر خاتون سے اس قسم کی کوئی شکایت ابھی تک سامنے نہیں آئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے گزشتہ سالوں میں وقتاً فوقتاً مسافر خواتین کے لئے علیٰحدہ بس سروس کا آغاز کیا تھا لیکن ان مخصوص بسوں میں خواتین مسافروں کی تعداد نشستوں کی تعداد کے لحاظ سے بہت کم تھی جو کہ مالی خسارے کا سبب بن رہی تھی البتہ اس وقت بھی چند (Pink) کلر کی بسیں خواتین مسافروں کے لئے رش کے اوقات میں چلائی جا رہی ہیں۔مزید برآں حکومت پنجاب ٹرانسپورٹ کے شعبہ خصوصاً اربن ایریاز میں جدید ماڈل، معیاری اور آرام دہ بسوں کے لئے کوشاں ہے تاکہ پنجاب کے بڑے شہروں میں معیاری بس سروس کی سہولت میسر ہونے ٹرانسپورٹ کے درپیش مسائل کو کم کرنے میں مدد ملے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ بارہا دفعہ جواب آیا ہے اور اس میں تھوڑا سا ابہام پیدا ہو رہا ہے۔یہ پبلک اربن ٹرانسپورٹ سے متعلق سوال ہے اس میں، میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ پبلک اربن ٹرانسپورٹ سے کیا مراد ہے؟ میں نے جز(الف) کے بارے میں سوال کیا ہے۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! پبلک اربن ٹرانسپورٹ کا مطلب یہ ہے کہ اربن ایریاز میں جو ٹرانسپورٹ چلتی ہے بلکہ میرے خیال میں یہ specifically لاہور کے بارے میں کہا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اگلا ضمنی سوال کریں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال کے جز(الف) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں پبلک اربن ٹرانسپورٹ میں خواتین کے بیٹھنے کے لئے سیٹوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے؟

اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "درست صورتحال یہ ہے کہ اربن بسوں میں نشستوں کی مقرر شدہ تعداد39 ہے ان میں سے خواتین کے علیٰحدہ کمپارٹمنٹ میں خواتین مسافروں کے لئے 11 نشستیں مخصوص ہیں۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان بسوں میں39اور11 کی ratio کس بنیاد پر رکھی گئی ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحید الدین):جناب سپیکر!ایک تو یہ ہے کہ خواتین کی 30 فیصد نمائندگی ہے اور اس کے علاوہ اگر بسوں میں کل 39 نشستیں ہیں تو اس میں سے 11 نشستیں خواتین کے لئے رکھی گئی ہیں جبکہ 11 خواتین کھڑے ہو کر بھی جا سکتی ہیں لہذا 11 اور 11یعنی 22 نشستیں خواتین کے لئے ہیں۔ خواتین کے سفر کرنے کی ratio کم ہے اس لئے ہم نے اسے30 فیصد رکھا ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر! میری اس میں چھوٹی سی گزارش یہ ہے کہ یقیناً ماضی میں اسی طرح ہوتا رہا ہے لیکن اب شہروں میں آپ نے بھی غور کیا ہو گا کہ صورتحال بالکل مختلف ہے جو مرد حضرات ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کا حلقہ بھی آتا ہے، آپ میٹرو بس پر بیٹھ کر آتے ہوں گے۔ مجھے ایسا لگتا ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر !آپ نے بالکل ٹھیک فرمایا ہے میرے گھر کے سامنے بس سٹاپ ہے اس لئے میں آپ سے شیئر کرنا چاہتا ہوں اور آپ کے علم میں بھی لانا چاہتا ہوں کہ روز گزرتے ہوئے میں یہ دیکھتا ہوں کہ بس سٹاپ پر خواتین بہت زیادہ تعداد میں موجود ہوتی ہیں۔ ہمارے مرد حضرات چونکہ موٹر سائیکل اور گاڑیاں استعمال کرتے ہیں لیکن ہمارے یہاں خواتین موٹر سائیکل بھی نہیں چلاتیں اور normally گاڑیاں بھی نہیں چلاتیں تو یہ جو11 اور 39 کی ratio ہے یہ تقریباً15 یا20 فیصد بنتی ہے اگر آبادی سے compare کیا جائے۔

جناب سپیکر:آپ یہ تو نہ کہیں کہ گاڑیاں نہیں چلاتیں۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!گاڑیاں چلانے کی ratio بہت کم ہے اور کم از کم موٹر سائیکل تو کوئی خاتون نہیں چلاتی لہذا میں ان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ہم نے روایتی تفریق اور تقسیم کی ہوئی ہے اس بارے میں ان کی کوئی پالیسی ہے کہ کم از کم اربن ایریاز میں یہ نشستیں 11 سے بڑھا کر 25 سے 40 تک کر دی جائیں، ان کا اس طرح کا کوئی پروگرام ہے؟

جناب سپیکر: جی،آپ کی تجویز پر وہ یقیناً عمل کریں گے،آپ کی مہربانی۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر!میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!آپ بھی ضمنی سوال کرلیں۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر !جواب میں بتایا گیا ہے کہ چند pink colour کی بسیں خواتین مسافروں کے لئے رش کے اوقات میں چلائی جارہی ہیں۔بتایا جائے کہ لاہور کے کن کن routes پر چلائی جاتی ہیں،نیز کتنے وقت سے لے کر کتنے وقت کے لئے چلائی جاتی ہیں،رش کے اوقات کیا ہیں،کیا حکومت لاہور کے تمام routes پر pink colour کی بسیں چلانے کاارادہ رکھتی ہے؟شکریہ

جناب سپیکر:ان کا سوال ہے کہ یہ جو آپ کی pink ٹرانسپورٹ ہے اس کے اوقات بتادیں اور وہ تو ان کے routes بھی مانگ رہی ہیں۔محترمہ!routes شاید وہ نہ بتا سکیں لیکن اوقات ضرور بتادیں گی۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحید الدین):جناب سپیکر !pink colour کی بسیں تین routes پر چلائی جاتی ہیں۔1. B-33 2. B-12-(A) 3. B-22

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔جی،عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!جواب کے جز(ج) میں لکھا ہے کہ "حکومت پنجاب ٹرانسپورٹ کے شعبہ خصوصاً اربن ایریاز میں جدید ماڈل،معیاری اور آرام دہ بسوں کے لئے کوشاں ہے تاکہ پنجاب کے بڑے شہروں میں معیاری بس سروس کی سہولت میسر ہونے اور ٹرانسپورٹ کے درپیش مسائل کو کم کرنے میں مدد ملے۔"میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ موجودہ مالی سال میں اس منصوبہ میں ان بسوں کے لئے کتنا بجٹ رکھا گیا ہے اور کون کون سے اضلاع میں نئی ماڈل کی بسیں چلانے کا پروگرام ہے؟

جناب سپیکر: کون کون سے اضلاع میں بسیں چلانے کاارادہ رکھتے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جی،اس کے علاوہ یہ بھی بتادیں کہ اس کے لئے کوئی بجٹ بھی رکھا گیا ہے یا صرف ہمیں ایسے ہی بتادیا ہے کہ ہم بسیں چلانا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: ویسے یہ fresh question بنتا ہے لیکن ہم پوچھ لیتے ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:جناب سپیکر!میرا بھی ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!آپ بھی ضمنی سوال کرلیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! انہوں نے صرف روٹ نمبر بتائے ہیں اس سے علاقوں کا نہیں پتا چلتا اگر یہ علاقوں کے نام بھی بتا دیں تو زیادہ مناسب ہو گا؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ وہ علیحدہ سے پوچھ لیں، ایسے embarrass نہ کریں۔ آپ کی مہربانی۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحید الدین): جناب سپیکر! میں علاقوں کے نام بتا دیتی ہوں۔ امر سندھو سے واہگہ، سٹیشن سے باگڑیاں، اور ٹھوکر سے واہگہ۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 342 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ و دیگر تفصیلات

*342: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پبلک ٹرانسپورٹ کے مالکان کو اپنی گاڑیوں کا سالانہ یا ششماہی Fitness Certificate لینا ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہروں میں بسوں اور ویگنوں کو روٹ پرمٹ جاری کرتے وقت سڑکوں کی چوڑائی کو مدنظر رکھا جاتا ہے نیز لاہور میں چلنے والی بسوں کے نمبر اور ان کے مکمل روٹ (سٹاپ کے لحاظ سے تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے)؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پبلک ٹرانسپورٹ میں استعمال ہونے والی بسوں، منی بسوں اور ویگنوں کو ایک خاص مدت کے بعد بطور پبلک ٹرانسپورٹ استعمال سے روک دیا جاتا ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کتنی مدت کے بعد روکا جاتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحید الدین):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے شہر میں تمام پبلک ٹرانسپورٹ کو فٹنس سرٹیفکیٹ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جاری ہوتا ہے جس میں موٹر وہیکل ایگزامینر گاڑی کا مکمل چیک اپ کرنے کے بعد چھ ماہ کے لئے فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے۔

(ب) لاہور شہر میں بسوں اور ویگنوں کا روٹ شروع کرنے سے پہلے مطلوبہ آلائنمنٹ کا مکمل سروے کیا جاتا ہے جس میں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا پلاننگ ڈیپارٹمنٹ مختلف تکنیکی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خاص خیال رکھتا ہے کہ مطلوبہ روٹ پر روڈ کی مناسبت سے کون سی پبلک ٹرانسپورٹ بہتر طور پر چلائی جا سکتی ہے۔ تمام آپریشنل routes اور روٹ آلائنمنٹ کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پبلک ٹرانسپورٹ میں استعمال ہونے والی بس کی اوسط عمر 10 سال ہوتی ہے لیکن مناسب دیکھ بھال اور ریپئرنگ کے ساتھ بس کی عمر میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ موٹر وہیکل ایگزامینر پبلک ٹرانسپورٹ میں استعمال ہونے والی بس، منی بس، ویگن اور رکشا کو اس وقت فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرے گا جب مطلوبہ گاڑی مکمل طور پر فٹنس کے معیار پر پورا اترتی ہو گی۔ فٹنس سرٹیفکیٹ کے حصول کے بعد ہی مطلوبہ گاڑی کو روٹ پر چلنے کے لئے روٹ پرمٹ جاری کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں محکمہ نے یہ کہا ہے کہ واقعی فٹنس سرٹیفکیٹ لیا جانا ضروری ہے اور مکمل چھ ماہ بعد جاری کیا جاتا ہے۔ میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ جو حادثات ہوتے ہیں جیسے مئی کے مہینے میں ایک بہت ہی گھناؤنا اور ہولناک حادثہ پیش آیا تھا جس میں سکول کی وین میں آگ لگ گئی تھی جس کی بنیادی وجہ فٹنس سرٹیفکیٹ نہ ہونا تھا۔ منسٹر صاحبہ بتانا پسند کریں گی کہ اُن کے سامنے جو ایسے cases آتے ہیں کیا محکمہ اس پر کارروائی کرتا ہے اگر اس پر ابھی تک کوئی کارروائی کی گئی ہے تو بتائیں؟

جناب سپیکر: وہ تو کیس رجسٹرڈ ہوا ہو گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحبہ سے گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ کے حوالے سے سوال ہے۔ جواب دینا چاہیں تو ٹھیک ہے نہیں تو میں اگلا ضمنی سوال کر لیتی ہوں۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! فٹنس سرٹیفکیٹ کے حوالے سے پہلے بھی میاں نصیر احمد صاحب کی طرف سے سوال تھا میں اس کا جواب دے چکی ہوں کہ سال میں

دو دفعہ فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے اور اگر کوئی گاڑی ناقص ہے تو اس کے لئے انسپکشن ٹیم بنی ہوئی ہے اس کا باقاعدہ چالان کیا جاتا ہے اور اس کو off road کیا جاتا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا یہ سوال تھا کہ ان کو check کرنے کا کوئی معیار ہے، اگر ہے تو اس کا کیا طریق کار ہے اور جو حادثات پیش آتے ہیں کیا ان پر کوئی کارروائی ہو رہی ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحید الدین): جناب سپیکر! انہوں نے فٹنس سرٹیفکیٹ کے حوالے سے پوچھا تھا اس میں یہ ہے کہ اگر کوئی شکایت آتی ہے تو ہم باقاعدہ اس گاڑی کو off road کرتے ہیں اور اس کو بند کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا ضمنی سوال کریں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ "تمام آپریشنل routes اور روٹ الائنمنٹ کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔" اس میں دو بہت اہم routes ہیں جس میں، میں اسلام پورہ کا ذکر کرنا چاہوں گی کہ اس میں اسلام پورہ اور ساندہ کا روٹ شامل ہی نہیں کیا گیا جبکہ وہ بہت گنجان آباد علاقہ ہے وہاں روٹ نمبر 1 اور روٹ نمبر 3 پر بس چلتی تھی یہ بس بند کر دی گئی ہے، کیا یہ اس کی کوئی وجہ بتانا پسند کریں گی؟ اس تفصیل میں انہوں نے ان علاقوں کا ذکر نہیں کیا ہے حالانکہ یہ لاہور کے بہت گنجان آباد علاقے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ اسلام پورہ کے بارے میں پوچھ رہی ہیں کہ جو روٹ نمبر 1 اور 3 پر بس چل رہی تھی وہ بند ہو گئی ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحید الدین): جناب سپیکر! جس سڑک کا عائشہ صاحبہ نے ذکر کیا ہے وہ چھوٹی سڑک ہے وہاں بس نہیں چل سکتی وہ ویگن کا روٹ ہے۔ اگر یہ سمجھتی ہیں کہ main road ہے تو دوبارہ check کروایا جا سکتا ہے اور اگر مناسب ہوا تو ہم ان کی تجویز پر عمل بھی کریں گے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق اس جگہ اب ویگن بھی نہیں چل رہی۔ میں محکمہ کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں اور ان کو معلوم بھی ہو گا کہ اس وقت روٹ نمبر 1 اور 3 پر ویگن بھی نہیں چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محکمہ کو ہدایت کریں کہ فوری طور پر وہاں پر ٹرانسپورٹ چلوائیں۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جی، بالکل ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ فوری چلوا دیتی ہیں۔آپ کی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ابھی تو شاید محترمہ اور ضمنی سوال کر رہی ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وہ بیٹھ گئی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، آپ ضمنی سوال کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پبلک سروس وہیکل کی تعداد اس وقت بہت زیادہ ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ لاہور میں کتنے موٹر وہیکل ایگزامینر موجود ہیں کیونکہ چھ چھ مہینے بعد انہیں certification کرنی ہوتی ہے۔ یہ بتا دیں کہ لاہور میں کتنے موٹر وہیکل ایگزامینر اس کام کو کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: موٹر وہیکل ایگزامینر کی تعداد ان کو بتا دیں۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب والا! لاہور میں اس وقت کل تین ایگزامینر ہیں۔

جناب سپیکر: صرف تین؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جی، تین ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! ٹرانسپورٹ کی تعداد کے مطابق موٹر وہیکل ایگزامینروں کی تعداد تین انتہائی ناکافی ہے۔ جواب میں تو لکھا ہوا ہے کہ ہر چھ ماہ بعد Fitness Certification ہوتی ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی certification نہیں ہوتی اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ کیا محکمہ اس تعداد کو بڑھانے پر غور کر سکتا ہے تاکہ timely یہ سب کچھ ہو جائے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا محکمہ ان کی تعداد بڑھانے پر غور کر سکتا ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب والا! انشاء اللہ ان کی تجویز پر غور کریں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب والا! یہاں پر چونکہ گاڑیوں کی fitness کا تو ذکر ہو رہا ہے، کیا میں یہ سوال کر سکتی ہوں کہ جو ڈرائیور حضرات ہوتے ہیں ان کی fitness، ان کی qualification یا ان کی capability پر بھی محکمہ ٹرانسپورٹ نے کوئی معیار مقرر کیا ہوا ہے کیونکہ majority of accidents drivers کی غلطی کی وجہ سے ہوتے ہیں؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب والا! انہوں نے کیا فرمایا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! یہاں پر جو ضمنی سوال ہوتے ہیں ان کو غور سے سنا کریں اور پھر اس کے بعد جواب دیا کریں۔ جو سوال انہوں نے کیا ہے کیا وہ آپ نے سنا ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): سُن کے ہی تو میں ان سے سوال پوچھ رہی تھی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ایسی بات نہ کریں کیونکہ آپ آج پہلی دفعہ جواب دے رہی ہیں۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب والا! کمپنیوں کی طرف سے جو drivers employ کئے جاتے ہیں ان کی fitness یا ان کی capability کو check کرنے کے لئے بھی کوئی معیار مقرر کیا گیا ہے، ان کے لئے کوئی rules and regulations موجود ہیں، ان کے لئے duty hours مقرر کئے گئے ہیں یا نہیں کیونکہ majority of accidents drivers کی غفلت کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں fitness کے بغیر تو کسی کو driving کی اجازت دیتے ہی نہیں ہوں گے۔ محترمہ! اس پر کچھ فرمائیں گی؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): روٹ پر چلنے والی گاڑیوں کے جتنے ڈرائیور ہیں ان کے لئے محکمہ ٹرانسپورٹ کی طرف سے باقاعدہ ٹریننگ سنٹر کا بندوبست کیا گیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مجھے خود سمجھ نہیں آئی میں ان کو کیا بتاؤں؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب والا! کیا آپ کو اس وقت میری آواز آ رہی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ دوسرا مائیک لے لیں، مجھے تو آپ کی آواز ہی نہیں آ رہی۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحید الدین): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ایک بات تو یہ ہے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ کی جانب سے ڈرائیورز ٹریننگ سنٹر کا اجراء کیا گیا ہے۔روٹ پر چلنے والی جتنی بھی گاڑیاں ہیں ان کے ڈرائیوروں کے لائسنس باقاعدہ چیک کئے جاتے ہیں،اس کے علاوہ اس ٹریننگ سنٹر میں ڈرائیوروں کو باقاعدہ ٹریننگ بھی دی جاتی ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب والا!ان کے کوئی fix duty hours ہیں یا نہیں کیونکہ اکثر جو accidents ہوتے ہیں اس کی بڑی وجہ ڈرائیور کو نیند آ جانا ہوتا ہے۔ڈرائیور overtime کے چکر میں extra hours duty کرتے ہیں بعض اوقات وہ چوبیس، چوبیس گھنٹے سے ڈرائیونگ کر رہے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایسی بات نہیں ہے،یقیناً ان کو rest دیتے ہوں گے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟ کیونکہ آپ کا آج پہلا دن ہے اور محترمہ وزیر صاحبہ کا بھی پہلا دن ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب والا! میرا چھوٹا سا سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب والا!روٹ پرمٹ اور گاڑیوں کی fitness کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے کہ سال 2012-13 میں اس کا کتنا revenue collect ہوا ہے؟

جناب سپیکر: یہ تو آپ کا fresh question بنتا ہے۔آپ نیا سوال کر دیں، next time ان سے اس کا جواب لے لیں گے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب والا میرا ایک اور ضمنی سوال ہے کہ اربن ٹرانسپورٹ کے حوالے سے تو fitness certificate کی ضرورت ہوتی ہے، rural areas میں جو پبلک ٹرانسپورٹ چلتی ہے اس کے لئے کیا قوانین ہیں، کیا وہاں پر بھی fitness certificate کی ضرورت ہوتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ rural areas کے بارے میں پالیسی پوچھ رہے ہیں؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب والا! rural اور urban دونوں جگہ ایک ہی قانون ہے اور ہر جگہ سال میں دو دفعہ fitness certificate جاری کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: شاباش، شکریہ۔ اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کی طرف سے ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا! میرا ابھی دوسرا سوال رہتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! sorry۔ فیضان خالد ورک صاحب! آپ ابھی تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 343 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: فرنچائز بس سروس و دیگر تفصیلات

*343: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں عوام کے مفاد کے مدنظر اربن ٹرانسپورٹ کے سلسلہ میں مختلف routes پر فرنچائز بس سروس شروع کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں بھی فرنچائز بس سروس شروع کی گئی ہے، لاہور میں چلنے والی تمام فرنچائز بس سروس کے routes، بسوں کی تعداد اور ان کے مالکان کے ناموں کی تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن routes پر فرنچائز بس سروس موجود ہے وہاں کوئی دوسری پبلک ٹرانسپورٹ نہیں چل سکتی یا انھیں عوام کی سہولت دینے سے روک دیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر فرنچائز بس سروس کے روٹ کے لئے بسوں کی تعداد بھی مقرر کی جاتی ہے اگر ہاں تو کیا لاہور میں ہر روٹ پر بسوں کی تعداد پوری ہے، اگر نہیں تو اس سلسلے میں حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) لاہور شہر میں اربن ٹرانسپورٹ میں بہتری لانے کے لئے لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا وجود عمل میں لایا گیا۔ ایل ٹی سی نے اربن ٹرانسپورٹ میں سرمایہ کاری کے ناموافق حالات میں بھی ملکی و غیر ملکی ٹرانسپورٹ کمپنیوں کو لاہور شہر میں اربن ٹرانسپورٹ سیکٹر میں

سرمایہ کاری کی طرف راغب کیا جس کے نتیجہ میں لاہور شہر اور گردونواح کی عوام کو بہترین اے سی بس سروس مہیا کی جارہی ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں اربن ٹرانسپورٹ میں بہتری اور عوام الناس کو بہترین سفری سہولیات مہیا کرنے کے لئے پرائیویٹ آپریٹر کے ذریعے مختلف routes کو آپریشنل کیا گیا۔ تمام اربن ٹرانسپورٹ کمپنیوں کے نام، routesاور بسوں کی تعداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا مقصد ہی عوام الناس کو بہترین، سستی اور محفوظ ٹرانسپورٹ مہیا کرنا ہے۔ شہر میں بیشتر آلائنمنٹ پر ایک سے زیادہ routes عوام الناس کو بروقت سفری سہولیات مہیا کر رہے ہیں۔

مزید یہ کہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے مختلف فیڈر routes کا آغاز کر دیا ہے جس کے ذریعے عوام الناس کو آسان سفری سہولیات بہم پہنچائی جارہی ہیں۔

(د) یہ درست ہے کہ روٹ کی مناسبت سے ٹرانسپورٹ ماہرین کے بنائے ہوئے پیرامیٹرز کے مطابق بسوں کی تعداد کو متعین کیا جاتا ہے۔ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی آپریشنل routes پر مطلوبہ تعداد میں بسوں کی فراہمی کو یقینی بناتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا! میں نے اپنے سوال کے جز(د) میں پوچھا تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر فرنچائز بس سروس کے روٹ کے لئے بسوں کی تعداد بھی مقرر کی جاتی ہے اگر ہاں تو کیا لاہور میں ہر روٹ پر بسوں کی تعداد پوری ہے، اگر نہیں تو اس سلسلے میں حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟ انہوں نے جز(د) میں جواب دیا ہے کہ "یہ درست ہے کہ روٹ کی مناسبت سے ٹرانسپورٹ ماہرین کے بنائے ہوئے پیرامیٹرز کے مطابق بسوں کی تعداد کو متعین کیا جاتا ہے۔" کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ ان کے پیرامیٹرز کیا ہیں جس کے مطابق یہ بسوں کی تعداد مقرر کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: بسوں کی تعداد مقرر کرنے کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! ایک بات تو یہ ہے کہ محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ نے جو سوال کیا ہے اس میں انہوں نے فرنچائز بس سروس کے حوالے سے پوچھا ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ فرنچائز بس سروس 2005 میں ختم ہو چکی ہے اور اب mix financing

پر ملکی اور غیر ملکی بسیں چلا رہے ہیں، اس کی لسٹ بھی فراہم کر دی گئی ہے۔اس وقت لاہور میں 34 کمپنیاں کام کر رہی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا! محکمہ نے جواب جو دیا ہے میں نے اس کے مطابق ضمنی سوال کیا ہے، اس کے جواب میں کہیں یہ نہیں لکھا ہوا کہ فرنچائز بس سروس ختم ہو گئی ہے۔اگر میں غلط ہوں یا یہ جواب غلط ہے تو یہ مجھے بتا دیں؟

جناب سپیکر: میں تو دونوں کو ہی ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا! میرے پاس محکمہ کی طرف سے جواب جو آیا ہے میں نے تو اسی کے متعلق ہی ضمنی سوال کرنا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! فرما رہی ہیں کہ فرنچائز بس سروس تو ہم نے 2005 میں ختم کر دی ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا! جو محکمہ نے جواب دیا ہے میں تو اس کے مطابق ضمنی سوال کر رہی ہوں، اس کا مطلب تو یہ ہے کہ محکمہ نے غلط جواب دیا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے غلط جواب نہیں دیا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا! محکمہ کی طرف سے مجھے جواب جو دیا گیا ہے یہ اس کے اندر چھپا ہوا ہے آپ بے شک پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: کہیں غلطی ہو گئی ہو گی۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا! اتنی بڑی غلطی کیسے ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! clerical mistake ہو گئی ہو گی۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا! اتنی بڑی غلطی کیسے ہو سکتی ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحید الدین): جناب سپیکر! ایک تو یہ misprinting ہو گئی ہو گی، دوسری میری گزارش یہ ہے کہ 1999 میں فرنچائز بس سروس شروع ہوئی تھی لیکن 2000 میں سپریم کورٹ نے اسے human rights کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے اس سروس کو ختم کر دیا تھا اور اس وقت بسیں mix financing پر چل رہی ہیں۔اس کے علاوہ جہاں تک routes

کی پلاننگ کا تعلق ہے اس میں باقاعدہ روٹ کی لمبائی دیکھی جاتی ہے، سواریوں کی تعداد، سڑک کی چوڑائی، اوقات برائے سواری اور بسوں کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر کام کر رہے ہیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا! میں نے جو سوال پوچھا تھا محترمہ نے اس کا جزوی جواب دے دیا ہے لیکن جواب جو محکمے کی طرف سے دیا گیا ہے وہ بالکل مختلف ہے۔اب یہ بتانا پسند فرمائیں گی کہ How often is this survey carried on? کتنی دیر کے بعد یہ سروے کیا جاتا ہے اور کیسے پتا چلتا ہے، کیا یہ سروے سال بعد کیا جاتا ہے، چھ ماہ بعد کیا جاتا ہے؟ کیونکہ آبادی کے تناسب سے بسوں کی تعداد بڑھائی اور گھٹائی جاتی ہے۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحید الدین): جناب والا! باقاعدگی سے سالانہ سروے کیا جاتا ہے اور جس طرح عوام کی ڈیمانڈ ہوتی ہے اس کے مطابق ہم تعداد بڑھاتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میری یہ گزارش ہو گی کہ سیکرٹری صاحب کو اس بات کی اجازت دے دیں کہ وہ ایوان میں آکر جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جتنی تیزی کے ساتھ آفیشل گیلری سے چٹیں آ رہی ہیں، میری یہ گزارش ہے اور آپ ماشاءاللہ بااختیار بھی ہیں، سیکرٹری صاحب کو اجازت دے دیں کہ وہ ہی اس کا جواب دے دیا کریں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے؟ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: None is allowed to answer here. I rule it out. Thank you very much.

اگلا سوال فیضان خالد ورک صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: سوال نمبر 398 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شیخوپورہ شہر میں چلنے والی ٹرانسپورٹ کی تفصیلات

*398: **جناب فیضان خالد ورک:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شیخوپورہ شہر میں کس کس routes پر بسیں / ویگنیں چلائی جا رہی ہیں؟

(ب) ان routes پر کرایہ کا تعین کب کیا گیا تھا،اس وقت پر route پر کتنا کرایہ وصول کیا جارہا ہے کرایہ نامہ کا چارٹ فراہم کریں؟

(ج) کرایہ کا تعین کون کرتا ہے اور ان کی مشاورت کون کون کرتے ہیں؟

(د) یکم جنوری2011 سے آج تک ان routes پر کتنی دفعہ کرایہ بڑھایا گیا؟

(ہ) ہر دفعہ کرایہ کس شرح سے بڑھایا گیا کرایہ بڑھانے کا criteria کیا ہے کیا یہ ڈیزل اور سی این جی کی قیمتیں بڑھنے کے ساتھ بڑھایا جاتا ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) شیخوپورہ شہر اور اس کے مضافات تک آنے جانے کے لئے مندرجہ ذیل5 روٹوں پر بسیں اور ویگنیں چلائی جارہی ہیں جو عوام کے شہری سفری ضروریات پوری کر رہے ہیں:

1- شیخوپورہ تاجنڈیالہ شیر خان
2- شیخوپورہ تاہر دیپ
3- شیخوپورہ تاکوٹ پنڈی داس
4- شیخوپورہ تاالجنیاں والہ
5- نبی پور تاوار بٹن

(ب) محکمہ ٹرانسپورٹ نے پٹرولیم مصنوعات میں اضافہ کے بعد کرایوں کا تعین مورخہ 2.01.2013 کو کیا تھا جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کرایوں کا تعین محکمہ ٹرانسپورٹ ٹرانسپورٹرز حضرات کے ساتھ باہمی مشاورت کے ساتھ کرتا ہے۔

(د) صرف ایک بار مورخہ 2013-01-02 کو بڑھایا گیا۔

(ہ) محکمہ ٹرانسپورٹ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کو مد نظر رکھتے ہوئے ٹرانسپورٹر حضرات کی مشاورت سے کرایوں کا تعین کرتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب والا! میں جز (الف) کے بارے میں پوچھنا چاہوں گا کہ شیخوپورہ کے بارے میں انہوں نے جو routes بتائے ہیں اور اس میں انہوں نے جو کرایہ تعین کیا ہے، اس

بارے میں پوچھنا چاہوں گا کہ وہاں پر TOYOTA گاڑیاں اور بسیں علیحدہ علیحدہ کرایہ لے رہی ہیں، کیا TOYOTA گاڑیوں اور بسوں میں کوئی فرق ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: کرایوں کے فرق کے بارے میں ان کو بتادیں۔ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!آپ کدھر دیکھتے ہیں،آپ میری طرف دیکھا کریں،آپ کسی اور کی طرف نہ دیکھا کریں،آپ کی مہربانی ہے۔آپ کسی اور طرف دیکھتے ہیں تو یہ ٹھیک نہیں ہے۔(قہقہے)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا!میں کسی کی طرف نہیں دیکھ رہا۔

جناب سپیکر: آپ میری طرف دیکھیں،بس مہربانی۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحید الدین): جناب والا!ویگن اور بس کے کرایہ میں فرق ہے۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحید الدین): ویگن اور بس کے کرایہ میں فرق ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: اس کا تناسب بتادیں کہ mileage کے حساب سے ویگن اور بس کے کرائے میں کیا فرق ہے۔ان کو اس بات کی تسلی کرائیں۔چلو اگلا ضمنی سوال پوچھ لیتے ہیں۔جی،ورک صاحب!

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر!انہوں نے جواب کے جز(ب) میں کہا ہے کہ پٹرولیم مصنوعات کے اضافے سے۔۔۔(شوروغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز،آرڈر پلیز۔دیکھیں ان کے ضروری سوالات آ رہے ہیں اور منسٹر صاحبہ نے جوابات دینے ہیں۔آپ مہربانی کریں اگر گپ شپ لگانی ہے تو لابی آپ کے لئے حاضر ہے وہاں جا کر گپ شپ لگائیں لیکن یہاں پر آپ غور سے بات سنیں انہوں نے جواب دینا ہوتا ہے۔جی،ورک صاحب!

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر!جز(ب) میں ہے کہ محکمہ پٹرولیم کی مصنوعات کی قیمتوں کے اضافے سے کرائے کا تعین کیا جاتا ہے۔میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کرائے تو پٹرولیم کی مصنوعات کے ساتھ بڑھا لیتے ہیں لیکن واپسی کم ہی ہوتی ہے۔کیا محکمانہ طور پر کوئی action لیا جاتا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ!جب پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کم ہوں تو کیا کرائے بھی کم کئے جاتے ہیں یا نہیں؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):جناب سپیکر!فی لیٹر کم از کم پانچ روپے کا فرق آجائے تو پھر ریٹ میں تبدیلی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،اگلا سوال ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر:On his behalf سوال نمبر 434 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب ظہیر الدین خان علیزئی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ملتان شہر میں چلنے والی بسوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*434:جناب ظہیر الدین خان علیزئی:کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان شہر کے اندر کس کس کمپنی کی بسیں چل رہی ہیں، ان کے مالکان کے ناموں سے آگاہ کریں؟

(ب) ان بسوں کی تعداد کتنی ہے کیا یہ بسیں ملتان شہر کے لوگوں کے لئے کافی ہیں اگر نہیں تو حکومت مزید بسیں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا ملتان شہر میں خواتین کے لئے علیٰحدہ بس سروس کام کر رہی ہے اگر نہیں تو حکومت کب تک چلانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) اس ضمن میں سیکرٹری ڈی آر ٹی اے ملتان سے جواب طلب کیا گیا جو کہ مندرجہ ذیل ہے:
ملتان شہر میں اس وقت ابراہیم خان اینڈ کمپنی، خان برادرز کمپنی اور فیصل موورز ایکسپریس کی بسیں چل رہی ہیں اور ان کے مالکان کے نام بالترتیب یہ ہیں:-

(i) محمد ابراہیم خان (ii) امانت علی خان
(iii) خواجہ فرخ اکبر

(ب) ان بسوں کی تعداد 144 ہے جو کہ فی الحال ملتان شہر کے لوگوں کو سفری سہولیات مہیا کرنے کے لئے کافی ہیں۔

(ج) ملتان شہر میں خواتین کے لئے اس وقت کوئی علیحدہ بس سروس کام نہیں کر رہی ہے۔ حکومت پنجاب نے گزشتہ سالوں میں وقتاً فوقتاً مسافر خواتین کے لئے علیحدہ بس سروس کا

آغاز کیا تھا لیکن ان مخصوص بسوں میں خواتین مسافروں کی تعداد نشستوں کی تعداد کے لحاظ سے بہت کم تھی جو کہ مالی خسارے کا سبب بن رہی تھی جس کی وجہ سے اس سروس کو بند کر دیا گیا تھا۔ اربن بسوں میں نشستوں کی مقرر شدہ تعداد 39 ہے ان میں سے خواتین کے علیحدہ کمپارٹمنٹ میں خواتین مسافروں کے لئے 11 نشستیں مخصوص ہیں اور اتنی ہی تعداد میں مسافر خواتین کھڑی ہو کر بآسانی سفر کر سکتی ہیں لہذا خواتین کے لئے علیٰحدہ بس سروس کی ضرورت نہ ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ ملتان شہر کے لئے 144 بسیں چل رہی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کن کن routes پر کتنی کتنی بسیں چل رہی ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تمام questions کو fresh ہی کہہ دیتے ہیں پھر وہ بھی نقل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے نہ کریں۔ انہوں نے جو 144 بسیں چلائی ہوئی ہیں ضمنی سوال انہی کے بارے میں ہے۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ معزز ممبر اپنا سوال دہرا دیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ ملتان شہر میں 144 بسیں چل رہی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: وہ تمام routes پر ہی چل رہی ہیں اب چھوڑ دیں بات۔

سردار شہاب الدین خان: کن کن routes پر کتنی بسیں چل رہی ہیں یہ تعداد تو بتا دیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے 144 کہہ دیا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا سوال routes کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: Routes کو چھوڑیں اس کا تو لمبا جواب دینا پڑے گا۔ کوئی اور ضمنی سوال کر لیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ خواتین کے لئے۔۔۔

MR SPEAKER: Order please.

سردار شہاب الدین خان: جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ خواتین کے لئے علیحدہ بس سروس شروع کرنے کی کوئی ضرورت نہ ہے۔اس میں کہا گیا ہے کہ پچھلے سال بسیں چلائی گئی تھیں وہ خسارے میں گئی ہیں۔کیا محترمہ یہ بتا سکیں گی کہ اس پر کتنا بجٹ رکھا گیا تھا اور کتنے خسارے میں گئی ہیں؟

معزز ممبران: یہ fresh question بنتا ہے۔

SARDAR SHAHAB-UD-DIN KHAN: Mr Speaker! No fresh question.

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! ان کا جو پہلا سوال تھا اس سلسلے میں عرض ہے کہ ملتان شہر کے اندر۔۔۔

جناب سپیکر: اس کو چھوڑ دیں۔انہوں نے جو نیا ضمنی سوال کیا ہے اس کا جواب دیں۔اگر آپ کے پاس کوئی طریقہ ہے تو اس کے مطابق جواب دیں۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جی، ٹھیک ہے۔خواتین کے لئے علیحدہ بسوں کا سلسلہ شروع ہوا تھا لیکن وہ پروگرام شروع نہیں ہو سکا۔ جس طرح پہلے بھی بتایا ہے کہ 39 سیٹوں میں سے تقریباً 30 فیصد سیٹیں خواتین کے لئے رکھی جاتی ہیں۔اگر معزز ممبر سمجھتے ہیں کہ ملتان میں خواتین کے لئے علیحدہ بس کا سلسلہ شروع ہونا چاہئے تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: انہیں اس بات سے غرض نہیں ہے، وہ دوبارہ شروع نہیں کرانا چاہتے بلکہ وہ تو آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کون کون سا روٹ تھا اب اس کے بعد انہوں نے دوسرا سوال کر دیا ہے۔ سردار صاحب! محترمہ نے جواب دے دیا ہے اور آپ کو اس جواب سے مطمئن ہونا چاہئے۔ سردار صاحب! آپ اگلا ضمنی سوال کر لیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ ملتان میں اڈوں پر مسافروں کو مناسب سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان سہولیات کے بارے میں محترمہ بتا سکتی ہیں کہ کون کون سی سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں؟ چونکہ میرے علم میں آیا ہے کہ وہاں پانی اور بیٹھنے کی سہولیات نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ یہ ضمنی اسی سوال سے پوچھ رہے ہیں یا اگلے سوال سے؟

سردار شہاب الدین خان: میں اگلے سوال سے پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے اگلا سوال تو پکارا ہی نہیں ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 435 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب ظہیر الدین خان علیزئی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ملتان: محکمہ ٹرانسپورٹ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*435: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان میں محکمہ ٹرانسپورٹ کے کتنے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان دفاتر کو 12۔2011 اور 13۔2012 کے دوران حکومت نے کتنا بجٹ فراہم کیا؟

(ج) یہ دفاتر عوام کی فلاح اور سہولیات فراہم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہے ہیں؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحید الدین):

(الف) اس ضمن میں سیکرٹری ڈی آر ٹی اے ملتان سے جواب طلب کیا گیا جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

ملتان شہر میں محکمہ ٹرانسپورٹ کے دو دفاتر موجود ہیں

(i) ڈسٹرکٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا دفتر ضلع کونسل ملتان میں جبکہ

(ii) موٹر وہیکل ایگزامینر کا دفتر رضا ہال پولیس لائن روڈ پر واقع ہے۔

(ب) ان دفاتر کو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے 12-2011 میں مبلغ-/9156757 روپے اور 13-2012 میں مبلغ-/10,440,000 روپے بجٹ فراہم کیا گیا۔

(ج) یہ دفاتر عوام الناس کو ٹرانسپورٹ کی فراہمی، ٹرانسپورٹرز کو روٹ پرمٹ کا اجراء اور گاڑیوں کو فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کر کے گورنمنٹ کا مقرر کردہ ریونیو وصول کر رہے ہیں۔ مزید برآں اڈوں پر مسافروں کو مناسب سہولیات بھی فراہم کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحید الدین): جناب سپیکر! اگلا سوال 461 ہے اس میں تمام چیزیں آ جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحید الدین): جناب سپیکر! انہوں نے جو بس سٹینڈ کے حوالے سے سوال کیا ہے اس کی ساری تفصیل اگلے سوال نمبر 461 میں آ جائے گی۔ میرے خیال میں میری آواز نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر: پہلے جن کا سوال آیا ہے ان کو جواب دینا پڑے گا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ میں خود بھی آپ کی بات نہیں سن پایا تھا پھر میں نے سیکرٹری صاحب کو بلا کر پوچھا ہے تو پھر مجھے آپ کی بات کا پتا چلا ہے۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! ایک تو ہم بیٹھنے کے لئے سایہ دار جگہ بناتے ہیں shelter کا بندوبست کیا جاتا ہے اس کے علاوہ پینے کے پانی کا بندوبست ہے دیگر اشیاء کی فراہمی میں کنٹین وغیرہ بنائی گئی ہیں اس کے علاوہ بجلی اور پنکھے کی سہولت دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی شاہ صاحب! ضمنی سوال پر ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس کے جز (ج) میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ دفاتر گاڑیوں کو فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں۔ وزیر صاحبہ بتائیں کہ ملتان میں کتنے موٹر وہیکل ایگزامینر تعینات ہیں اور ہر موٹر وہیکل ایگزامینر روزانہ کتنی گاڑیوں کو فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! ملتان میں ایک ایگزامینر ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ وہ average روزانہ کتنی گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! یہ question fresh ہے میں اس کا جواب اگلے اجلاس میں بتادوں گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے اس میں صرف یہ عرض کرنی ہے کہ ملتان بہت بڑا شہر ہے یہاں پرائیویٹ اور گورنمنٹ سیکٹر میں بہت ساری پبلک سروس وہیکلز چلتی ہیں لیکن ایک موٹر وہیکلز ایگزامینر ہے۔ یعنی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کس طرح کام کرتا ہے اور اتنی گاڑیوں کو کیسے سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے اس لئے میں نے پوچھا ہے کہ average کتنے سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں؟ محترمہ کے پاس چٹ آگئی ہے لیکن وہ ابھی بتا نہیں سکتیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ تعداد کے مطابق بڑھا بھی سکتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ حکومت MVEs میں اضافہ کرے اسی وجہ سے proper fitness نہ ہوتے ہوئے بھی گاڑیاں چلتی رہتی ہیں اور حادثات ہوتے ہیں کیونکہ فٹنس

چیک کرنے کا proper انتظام نہیں ہے لہذا محکمہ اس بارے میں کوئی vision بنائے اپنا کوئی plan بنائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال 435 کے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔اب ہم سوال نمبر 435 پر سوال نہیں کریں گے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! وہی چل رہا ہے۔اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2012 اور 2013 میں کتنا ریونیو collect ہوا ہے۔یقیناً ہماری محترمہ وزیر صاحبہ کے پاس accurate figures ہونی چاہئے۔ میرا یہ بڑا simple question ہے؟

جناب سپیکر: کتنا ریونیو وصول ہوا؟ آپ کون سے سال کا پوچھ رہے ہیں؟

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں پوچھ رہا ہوں کہ سال 2012 اور 2013 میں ملتان سے کتنا ریونیو collect کیا ہے یقیناً اس کی figurer تو ہونی چاہئے؟

معزز ممبران: یہ question fresh بنتا ہے۔

جناب سپیکر: بات تو ٹھیک ہے۔سوال تو fresh ہی بنتا ہے۔ محترمہ! پتا کر کے انہیں بتا دیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! افسوس کا مقام ہے کہ ایک simple question کے بارے میں بھی اگر جواب نہیں آ پا رہا تو حکومت کو اپنی کارکردگی کا ذرا جائزہ لینا چاہئے۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! ہمارا target چالیس کروڑ روپیہ تھا لیکن پچاس کروڑ روپیہ حاصل کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر مراد راس صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال نمبر 461 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: بس سٹینڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*461: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کتنے بس سٹینڈز کہاں کہاں پر واقع ہیں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ ان بس سٹینڈز پر صفائی کانظام ابتر ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ ان بس سٹینڈز پر عوام کے لئے پینے کے پانی و دیگر سہولیات میسر نہ ہیں؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ اڈامالکان نے مذکورہ بس سٹینڈز پر اپنی کنٹین، مشروبات کی دکانیں بنا رکھی ہیں جس پر اپنی مرضی کے ریٹس لگائے ہوئے ہیں؟

(ہ) کیاحکومت پنجاب کوئی ایسی انسپکشن ٹیم بنانے کاارادہ رکھتی ہے جو ان بس سٹینڈز پر وزٹ کرے اور عوام کو سہولیات فراہم کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی لاہور شہر میں اربن ٹرانسپورٹ کو مربوط انداز میں ریگولیٹ کرنے کی ذمہ دار ہے۔ جہاں تک بس سٹینڈ کاذکر ہے تو لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کے زیر انتظام لاہور ریلوے سٹیشن میں واقع بس ٹرمینل ہے جو کہ اربن routes پر چلنے والی بسوں کے زیر استعمال ہیں۔

(ب) لاہور ریلوے سٹیشن ٹرمینل مسافروں کی نقل و حمل کے لئے ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی اس کی صفائی کا خاص خیال رکھے ہوئے ہے، نیز ٹرمینل کی تعمیر و مرمت کاکام بروقت کروایاجاتاہے۔

(ج) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی اپنے زیر انتظام ٹرمینل پر مسافروں کو تمام سہولیات بہم پہنچاتی ہے اور مزید بہتری کے لئے تمام تر کوششیں بروئے کارلائی جارہی ہیں۔

(د) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کے زیر انتظام ٹرمینل پرائیویٹ ملکی و غیر ملکی آپریٹرز کے زیر استعمال ہیں اور ماسوائے ریلوے سٹیشن کی جگہ پر کوئی دکان، کنٹین نہ ہے مزید یہ کہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی ریلوے سٹیشن ٹرمینل پر بھی ان تجاوزات کو ہٹانے کاانتظام کررہی ہے۔

(ہ) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے اپنے زیر انتظام ٹرمینل پر صفائی و دیگر معاملات کی نگرانی کے لئے سپیشل ٹیمیں تشکیل دی ہوئی ہیں جو مسافروں کی شکایات کے بروقت ازالہ کے لئے ہمہ تن گوش ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جز(الف) کے اندر جو سوال پوچھا گیا تھا اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ سوال یہ تھا کہ "ضلع لاہور میں کتنے بس سٹینڈز کہاں کہاں پر واقع ہیں؟" اس کے جواب میں لکھ دیا گیا ہے

کہ "لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی لاہور شہر میں اربن ٹرانسپورٹ کو مربوط انداز میں ریگولیٹ کرنے کی ذمہ دار ہے۔"تو اس کا پوچھے گئے سوال سے کیا تعلق ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):جناب سپیکر!انہوں نے اپنے سوال میں بس سٹینڈز کا ذکر کیا تھا جبکہ بس سٹاپ اور بس سٹینڈ میں فرق ہوتا ہے۔بس سٹاپ اور بس shelters کی تعداد ڈیڑھ سو ہے۔انہوں نے اپنے سوال میں بس سٹینڈز کا پوچھا ہے تو لاہور کارپوریشن کا ایک بس سٹینڈ ہے، ضلعی انتظامیہ کے زیر انتظام تین اور پرائیویٹ گیارہ بس سٹینڈ ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!لاہور ریلوے سٹیشن کے قریب واقع بس ٹرمینل کو بہتر کرنے کے لئے جو کام کیا گیا ہے اس پر کتنے اخراجات آئے اور اس کی کتنی دفعہ مرمت کروائی گئی ہے، مجھے اس کی ذرا تفصیل بتادی جائے کہ وہاں پر کیا کیا کام کروایا گیا ہے؟

جناب سپیکر:مراد راس صاحب!کیا آپ نے اس بس ٹرمینل کا visit کیا ہے؟

ڈاکٹر مراد راس:میں نے visit تو نہیں کیا لیکن جواب میں لکھا گیا ہے کہ "ٹرمینل کی تعمیر و مرمت کا کام کروایا گیا ہے۔"اس تعمیر و مرمت کے کام میں اخراجات تو ہوئے ہوں گے۔منسٹر صاحبہ مجھے اس کی تفصیل بتادیں؟

جناب سپیکر:آپ نے اپنے اصل سوال میں اخراجات کے بارے میں نہیں پوچھا اس لئے اسے چھوڑ دیں اور کوئی دوسرا ضمنی سوال کر لیں۔آپ کچھ خیال کریں اور اگلا ضمنی سوال پوچھ لیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جی، بہتر ہے۔میرا اگلا سوال جز(ہ) سے متعلقہ ہے۔جواب میں لکھا گیا ہے کہ "ریلوے سٹیشن بس ٹرمینل پر مسافروں کے بیٹھنے، پانی اور دوسری تمام سہولتوں کا انتظام کیا گیا ہے۔" مجھے بتادیں کہ منسٹر صاحبہ نے last time وہاں پر کب visit کیا ہے؟

جناب سپیکر:ان کا وہاں جانا یا visit کرنا ضروری نہیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میرے علم کے مطابق وہاں پر بیٹھنے اور پانی کا کوئی خاص انتظام نہیں تو اس بارے میں منسٹر صاحبہ کیا کہتی ہیں؟

جناب سپیکر:اگر وہاں کوئی کمی ہے تو اسے دُور کر دیا جائے۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):جناب سپیکر!ہر بس سٹینڈ پر پانی اور بیٹھنے کی سہولت موجود ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ریلوے سٹیشن پر جو بس سٹینڈ ہے میں اس کے بارے میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا وہاں پر مسافروں کے لئے تمام سہولتیں میسر ہیں؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! میرے علم کے مطابق وہاں پر تمام سہولتیں موجود ہیں بہر حال میں مزید تفصیل معلوم کر کے اگلے اجلاس میں بتادوں گی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں سارے لاہور کا نہیں بلکہ صرف لاہور ریلوے سٹیشن بس سٹینڈ کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! ریلوے سٹیشن بس ٹرمینل پر بیٹھنے اور پانی کا انتظام موجود ہے۔ اسے مزید بہتر کیا جا رہا ہے اور اس وقت بھی وہاں پر کام ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ منسٹر صاحبہ ذاتی طور پر یا ان کے محکمہ کا کوئی آفیسر اس بس ٹرمینل کا visit کرے تاکہ انہیں صحیح situation کا علم ہو سکے۔ میرے علم کے مطابق وہاں پر یہ انتظام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحبہ! اگر اس جواب کے حوالے سے محکمہ نے آپ کو misguide کیا ہے تو پھر اس کا notice لیں۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! میں ذاتی طور پر وہاں visit کر لوں گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جس دن آپ وہاں visit کے لئے جائیں تو اپنے ساتھ مراد راس صاحب کو بھی لے جائیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحبہ سے جز(ہ) کے بارے میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ جواب میں لکھا گیا ہے کہ "لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے اپنے زیر انتظام ٹرمینل پر صفائی اور دیگر معاملات کی نگرانی کے لئے خصوصی ٹیمیں تشکیل دی ہوئی ہیں جو مسافروں کی شکایات کے بروقت ازالہ کے لئے ہمہ تن گوش ہیں۔" کیا یہ خصوصی ٹیمیں چوبیس گھنٹے اس ٹرمینل پر موجود رہتی ہیں، کیا ان کا کوئی دفتر وہاں پر ہے اور کیا اس حوالے سے وہاں پر کوئی بورڈ آویزاں کیا گیا ہے کہ جس سے عوام کو علم ہو سکے کہ انہوں نے اپنی شکایات کے لئے کہاں جانا ہے مزید برآں شکایات کی per day average کتنی ہے؟

جناب سپیکر!میں خُدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ اس ٹرمینل کی adverse condition ہے۔آپ بے شک یہاں سے کسی معزز ممبر کو چیک کرنے کے لئے بھیج دیں۔یہ جواب جھوٹ کا پلندا ہے اور میں یہ بات اس ایوان میں on record کہہ رہا ہوں۔خدا کے لئے جھوٹ نہ بولیں اور اس کو ٹھیک کرنے کی کوشش کریں۔

جناب سپیکر:اگر محکمہ کی طرف سے غلط جواب دیا گیا ہے تو ہم اس کا پوری طرح سے notice لیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!غلط جواب دے کر اس پورے ایوان کی توہین کی گئی ہے۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحبہ!یہ بتائیں کہ کیا وہاں پر آپ کا complaint cell ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ(محترمہ حمیدہ وحیدالدین):جناب سپیکر!ریلوے سٹیشن بس ٹرمینل پر باقاعدہ complaint centre موجود ہے اور شکایت موصول ہونے پر ایکشن لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر:عارف عباسی صاحب نے بڑے زور سے یہ بات کہی ہے۔آپ اپنے محکمہ کے سیکرٹری سے کہیں کہ وہ فوری طور پر وہاں جا کر اس شکایت کا ازالہ کریں اور اگر Monday کو ہمارا اجلاس ہوا تو پھر آپ اس کا مکمل جواب معزز ممبر کو مہیا کریں گی؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ(محترمہ حمیدہ وحیدالدین):جی،ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال بھی ڈاکٹر مراد راس صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!سوال نمبر462 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کے قیام و دیگر تفصیلات

*462:ڈاکٹر مراد راس:کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا قیام کب عمل میں آیا اور کتنے ملازمین گریڈ وار اس ادارے سے منسلک ہیں؟

(ب) اس کمپنی کو قیام سے اب تک کتنے فنڈز فراہم کئے گئے،ان کی سال وار تفصیل سے آگاہ کریں اور فنڈز کہاں کہاں پر خرچ کئے گئے؟

(ج) مذکورہ کمپنی نے عوام کو سفری سہولیات فراہم کرنے کے لئے کون کون سے اقدامات اٹھائے اور کتنی بسیں چلائیں؟

(د) اس کمپنی نے شروع میں کتنی بسیں چلائیں اور اب تک اس میں مزید کتنی بسوں کا اضافہ کیا گیا؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا قیام مورخہ 24۔اپریل2009 کو پنجاب اسمبلی کے نوٹیفکیشن نمبر55/2009/(12)2-PAP-Legis سے عمل میں آیا اور باقاعدہ طور پر اختیارات کی منتقلی مورخہ 20۔مارچ2010 کے نوٹیفیکشن نمبر(LTC)2010/88-2(NTS)SO مطابق ہوئی۔

ادارہ سے منسلک ملازمین کی تفصیل ساتھ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گئی ہے۔

(ب) فنڈز اور اخراجات کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لاہور شہر میں پبلک ٹرانسپورٹ کی ابتر صورتحال کے پیش نظر لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ عوام الناس کی سفری سہولیات کو بہتر بنانے کے لئے جو اقدامات اُٹھائے گئے اُن کے تفصیل درج ذیل ہے۔

(i) لاہور شہر کے بیشتر اربن routes پر نئی (اے سی)، سی این جی (اے سی) بسوں کی فراہمی۔

(ii) عوام الناس کو بہتر سفری سہولیات کی فراہمی کے لئے خستہ حال بسوں کی تزین وآرائش۔

(iii) خواتین مسافروں کے لئے مخصوص routes پر پنک بس کی فراہمی۔

(iv) مسافروں کے لئے بس سٹاپس پر شیلٹرز کی تعمیر۔

(v) بزرگ اور معذور مسافروں کے لئے مفت سفری کارڈ۔

(vi) طلباء وطالبات کے لئے رعائتی سفری گرین کارڈ کا اجراء۔

(vii) ویب سائٹ پر عوام الناس کے لئے LTC کے زیر انتظام چلنے والے تمام routes کی معلومات۔

(viii) مسافروں کی شکایات کے ازالہ اور سفری سہولیات میں بہتری لانے کے لئے کمپلینٹ سیل کا آغاز۔

(ix) LTC کے زیر انتظام ٹرمینلز پر مسافروں کے لئے مناسب انتظامات۔

(x) مسافروں کے محفوظ سفر کے لئے ڈرائیور و دیگر عملہ کی تربیت۔

مزید یہ کہ 644اے سی ونان اے سی (سی این جی وڈیزل) بسوں کو شہر کے مختلف routes پر چلایا گیا ہے۔

(د) ایل ٹی سی نے اربن ٹرانسپورٹ میں سرمایہ کاری کے ناموافق حالات میں بھی ملکی وغیر ملکی ٹرانسپورٹ کمپنیوں کو لاہور شہر میں اربن ٹرانسپورٹ سیکٹر میں سرمایہ کاری کی طرف راغب کیا جس کے نتیجہ میں لاہور شہر اور گردونواح کی عوام کو بہترین اے سی بس سروس مہیا کی جارہی ہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے سال 1999 میں فرنچائز سکیم کے تحت 863 بسوں کا فلیٹ لاہور شہر کے اربن routes پر چلایا گیا لیکن جب سال 2010 میں LTC نے لاہو ر شہر میں اربن ٹرانسپورٹ کو ریگولیٹ کرنا شروع کیا تو اُس وقت ان بسوں میں چند ایک ہی چلنے کے قابل تھیں جو کہ انتہائی خستہ حال تھیں۔ ایل ٹی سی نے ریفریشمنٹ سکیم کے تحت 95 بسوں کو مرمت کے بعد شہر کے مختلف routes پر چلایا اور کل ملا کر 644 سی این جی وڈیزل (اے سی ونان اے سی) بسوں کو شہر کے مختلف routes پر چلایا گیا ہے۔

یہاں یہ بتانا ناگزیر ہے کہ بسوں کے ساتھ ساتھ 1457 ویگن ومزدا ٹرانسپورٹ بھی شہر کے مختلف routes پر عوام الناس کو سفری سہولیات مہیا کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جواب کے ساتھ جو فہرست دی گئی ہے اس کے مطابق انہوں نے 314 لوگ hire کئے ہوئے ہیں۔ کیا واقعی وہاں پر 314 لوگ کام کر رہے ہیں؟ میری رپورٹ کے مطابق وہاں پر 314 لوگ کام نہیں کر رہے۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! ملازمین کی تعداد 314 ہے اور وہ باقاعدہ کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر یہ ثابت ہو گیا کہ یہ 314 لوگ وہاں پر کام نہیں کر رہے تو پھر غلط جواب دینے والے افسر کے خلاف کارروئی کی جائے گی؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جی، انشاءاللہ اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: مراد راس صاحب! آپ ثبوت لائیں پھر میں اس بارے میں جواب طلبی کروں گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جی، ٹھیک ہے۔ کیا انہوں نے وہاں پر کبھی کوئی irregularities دیکھی ہیں، کیا کسی کے خلاف کبھی کوئی انکوائری ہوئی اور اگر ہوئی ہے تو ان کو کیا سزا دی گئی؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): شور کی وجہ سے میں سوال سُن نہیں سکی اس لئے معزز ممبر اپنا سوال دہرا دیں؟

ڈاکٹر مراد راس: میں نے یہ پوچھا ہے کہ ان 314 ملازمین کی طرف سے ابھی تک کوئی irregularities ہوئی ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: اگر کوئی irregularities ہوئی ہیں تو اس کا انہوں نے ضرور notice لیا ہو گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جب کوئی ضمنی سوال کرتے ہیں تو ہر دفعہ official gallery سے ایک کاغذ آ جاتا ہے اور یہ مناسب نہیں۔

جناب سپیکر: میں نے نہیں دیکھا۔ آپ نے دیکھا ہو گا لیکن میں ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ میری توجہ تو آپ کی طرف ہے۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! اگر کوئی irregularity ہوئی ہے تو معزز ممبر اس کی نشاندہی کر دیں۔ انشاء اللہ کارروائی کریں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس محکمہ کے financial setup کے کوئی آڈٹ وغیرہ ہوئے ہیں اور کیا اُن آڈٹ میں کوئی irregularities آئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! ہمارے محکمہ میں باقاعدہ آڈٹ کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! internal auditors ہیں یا outside auditors ہیں اور اُس کمپنی کا نام بتایا جائے جس نے internal or outside audit کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! اس information کے لئے ممبر موصوف question fresh کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! خواتین کے لئے لاہور میں pink bus چلائی گئی تھی تو دو چار تھوڑی سی بسوں پر اس کو کیوں روک دیا گیا اور پورے لاہور میں خواتین کے لئے ٹرانسپورٹ کی اتنی زیادہ ضرورت ہے تو ہم خواتین کو ٹرانسپورٹ کے حوالے سے priority کیوں نہیں دے رہے؟ سینئر لیڈر شپ نے عوام اور میڈیا کو دکھانے کے لئے ان بسوں میں travel بھی کیا اور یہ سب ڈرامہ کر کے تین چار بسوں میں تین routes پر محدود ہو گئے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس پر کیا plan بنایا جا رہا ہے کہ بسوں اور ان کے routes کی تعداد کو increase کیا جائے؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں اس کا جواب انہوں نے پہلے دے دیا ہے۔ جی، محترمہ شُنیلا رُوت؟

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں بزرگ اور معذور مسافروں کے لئے مفت سفری کارڈز کا ذکر کیا گیا ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ یہ مفت سفری کارڈز کہاں سے ملتے ہیں اور اس کی تشہیر بھی کرائی جائے تاکہ لوگوں کو حکومت پنجاب کی طرف سے دی گئی اس سہولت سے آگاہی ہو سکے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحبہ! یہ محترمہ آپ کے نوٹس میں کوئی چیز لاتی ہیں تو اُس پر ضرور غور کیجئے۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! Senior Citizens کے لئے ابھی تک 15 ہزار کارڈ جاری ہو چکے ہیں۔ اگر مزید awareness کی ضرورت ہے تو awareness میں اضافہ کیا جائے گا۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! یہ کارڈ کہاں سے ملیں گے؟

جناب سپیکر: محترمہ! ہم ان باتوں پر ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ آپ وزیر موصوفہ سے مل کر یہ بات پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: سردار وقاص حسن مؤکل صاحب!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 464 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے سردار وقاص حسن مؤکل کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قصور شہر میں چلنے والی بسوں، ویگنوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*464: سردار وقاص حسن مؤکل: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) قصور شہر میں کتنے routes پر ویگنیں اور کتنے routes پر بسیں چل رہی ہیں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ مذکورہ شہر میں چلنے والی بسیں اور ویگنیں آبادی کے لحاظ سے کم ہیں؟

(ج) کیاحکومت قصور شہر میں سی این جی بسیں چلانے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) روٹ A کلاس پر قصور سے ستائیس مختلف routes پر ویگنیں اور بسیں چل رہی ہیں۔ اسی طرح روٹ B کلاس پر 15 مختلف routes پر ویگنیں اور بسیں چل رہی ہیں۔یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ قصور شہر میں کوئی بھی روٹ بسوں یاویگنوں کے لئے علیٰحدہ سے مختص نہ ہے۔

(ب) مذکورہ شہر میں چلنے والی بسیں اور ویگنیں اہل علاقہ کو بہترین سفری سہولیات مہیا کر رہی ہیں۔ گورنمنٹ کی لبرل پالیسی کے مطابق ہر کوئی ٹرانسپورٹرز individual یا کمپنی روٹ حاصل کرنے میں آزاد ہے اور روٹ پرمٹ لینے پر کوئی پابندی نہ ہے لہذا جتنی ویگنیں اور بسیں چل رہی ہیں وہ آبادی کے لحاظ سے صحیح ہیں۔

(ج) حکومت نے لاہور تا قصور BUSCO, B-51 بس سروس CNG مورخہ 04-05-2012 سے چلا رکھی ہے اور مورخہ 14-01-2013 سے A-51 بسکو بس سروس CNG قصور تا الہ آباد چل رہی ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!انہوں نے اس سوال کے جواب میں قصور میں ویگنوں کے routes کی تعداد بتائی ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان routes پر جو ویگنیں اور بسیں چل رہی ہیں ان کی تعداد کیاہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر!یہ fresh question بنتا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!اس سوال کے جواب میں بسوں اور ویگنوں کے اکٹھے routes بتادیئے گئے ہیں یعنی ستائیس routes پر بسیں اور ویگنیں بتادی ہیں جبکہ سوال میں بسوں اور

ویگنوں کے علیحدہ علیحدہroutes کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ وزیر موصوفہ کہہ رہی ہیں کہ یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی،اب Question Hour کا ٹائم ختم ہوا۔

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! میں بقیہ سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

ضلع قصور: بیلو کیب سکیم کے تحت گاڑیوں کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*465: **سردار وقاص حسن مؤکل:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں بیلو کیب سکیم کے تحت جنوری2012 سے اب تک کتنے افراد کو گاڑیاں کس کس کمپنی کی مہیا کی گئیں، ان کے نام اور پتاجات سے آگاہ کریں؟

(ب) پی پی۔180 قصور سے کتنے افراد نے اس سکیم سے گاڑیاں حاصل کرنے کے لئے درخواستیں جمع کروائیں، کتنے افراد کو گاڑیاں مل چکی ہیں کتنی درخواستیں زیر کارروائی ہیں اور کتنے افراد کی درخواستیں مسترد کر دی گئیں؟

(ج) کیا حکومت 14۔2013 کے بجٹ میں بیلو کیب سکیم کو جاری رکھنے کے لئے فنڈز مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ترقی خواتین / ٹرانسپورٹ (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) اس ضمن میں سیکرٹری ڈی آر ٹی اے قصور سے جواب طلب کیا گیا جو کہ مندرجہ ذیل ہے:
ضلع قصور میں کل 609 افراد کو سوزوکی کمپنی کی گاڑیاں مہران اور بولان دی گئیں۔ ان افراد کے نام و پتاجات کی تفصیل DCO قصور سے متعلقہ ہے۔

(ب) درخواستیں بنک آف پنجاب نے جمع کی تھیں اور اس کا ریکارڈ بھی ان کے پاس ہے گورنمنٹ نے حلقہ وار کوٹا نہ دیا تھا بلکہ گاڑیوں کا کوٹا تحصیل وڈسٹرکٹ وار دیا گیا تھا۔ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ لاہور کی طرف سے جو کوٹا دیا گیا تھا اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

ضلع قصور	565
تحصیل چونیاں	138
تحصیل قصور	216
تحصیل پتوکی	151
تحصیل کوٹ رادھاکشن	60

بیلوکیب سکیم کے لئے ایک ڈسٹرکٹ District Verification Committee (DVC) بنائی گئی تھی جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اسی کمیٹی کے تحت تمام کارروائی بیلوکیب کی مکمل کی گئی۔

DVC کمیٹی کے ذریعے ضلع قصور میں گاڑیاں دینے کے لئے 631 افراد کو اہل قرار دیا گیا جبکہ اسی کمیٹی نے 392 افراد کو نااہل قرار دیا۔دفتر ہذا میں اب کوئی درخواست زیر کارروائی نہ ہے۔

(ج) فی الحال ایسا کوئی ارادہ نہ رکھتی ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!آج کی "خبریں" اخبار میں بہت ہی تلخ چیزیں لگی ہوئی ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ لاہور گرائمر سکول میں ساتویں کلاس۔۔۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب!یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔آپ نے یہ جو خبر پڑھی ہے آپ مہربانی فرمائیں اس کے لئے تحریک التوائے کار لکھ کر آج ہی میرے دفتر میں بھجوائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں اس حوالے سے آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ کل جب session adjourn ہو گیا تھا اور ہم سب یہاں سے رخصت ہو رہے تھے تو مال روڈ کی طرف پولیس کسی کو جانے نہیں دے رہی تھی۔ میں پیدل مال روڈ پر گیا تو وہاں فیصل آباد سے بڑی تعداد میں مرد و خواتین آئے ہوئے تھے اور وہ احتجاج کر رہے تھے۔ایک خاتون رو رہی تھی کہ میرا نوجوان بیٹا قتل کر دیا گیا ہے،مقامی پولیس ملزموں کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور ہماری کوئی شنوائی نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!آپ اس معاملے پر توجہ دلاؤ نوٹس دیں ہم اُس کا جواب لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے شادی بیاہ اور دوسری تقریبات پر ہوائی فائرنگ کے بارے میں ایک amendment پیش کی تھی کہ اس جرم کو non-bailable کیا جائے۔ آپ نے میری اُس amendment کو disallow کیا اور آپ نے اُس میں یہ فرمایا:

Section-4, of Ordinance 2nd of 2000 has not yet been adopted by the province of Punjab.

جناب سپیکر! لوگ تو مر رہے ہیں اور آپ کو بھی معلوم ہے کہ blind bullets کس طرح آتی ہیں۔ بچے، خواتین اور mostly دُلہا صاحب کو بھی گولی لگ جاتی ہے۔ میں نے جو amendment پیش کی تھی اور مجھے معلوم تھا کہ میں جہاں private amendment پیش کروں گا کیونکہ یہ میرا تیسرا tenure ہے میں سوائے Consumer Act کے کوئی amendment نہیں لا سکا۔ گورنمنٹ خود یہ amendment لے کر آئے ورنہ ایوان میں بیٹھا ہوا کوئی بھی معزز ممبر بتائے کہ کتنے لوگ ان blind bullets سے مرتے ہیں؟ یہ ایک ضروری چیز تھی فرض کیجئے کہ گورنمنٹ اگر نہیں چاہتی کہ کوئی member private amendment لے کر آئے تو گورنمنٹ خود amendment لے کر آئے۔

MR SPEAKER: My dear, you too are government. You should talk to your government. Why should I?

شیخ علاؤالدین: کہ

"خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا"

جناب سپیکر: یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ آپ اُن سے بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں تو آپ سے بات کروں گا۔ مجھے یہاں پر آپ سے ملنا ہے جو کچھ ملنا ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ان سے کہیں کہ amendment لائیں۔

جناب سپیکر: آپ میرے پاس جب آئیں گے، آپ کی پارٹی کا کوئی ساتھی جو اس میں کچھ کرا سکتا ہے اس کے ساتھ مل بیٹھ کر بات کریں گے تو میں سننے کے لئے تیار ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آج کا تاریخی فقرہ ہے کہ You too are authority آپ نے مجھے کہا ہے کہ You too are government یہ کمال فقرہ ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خرم وٹو صاحب!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی ضمنی الیکشن میں، میں پاکستان پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم سے منتخب ہو کر آیا ہوں۔ میرے مقابلے میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے امیدوار تھے، یہ سیٹ جنرل الیکشن میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کو ملی تھی اور اب میں یہ سیٹ ضمنی الیکشن میں جیت کر آیا ہوں۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں اور پنجاب حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ پنجاب میں امن و امان اور قانون کی حکمرانی ہے تو ہمیں میاں محمد شہباز شریف کا احترام ہے ہم ان کے vision کا احترام کرتے ہیں لیکن اس ضمنی الیکشن میں ایک بہت مایوس کن صورتحال دیکھنے میں آئی کہ الیکشن جس روز ختم ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کے خلاف الیکشن پٹیشن دائر کرنا چاہتے ہیں؟

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! نہیں بلکہ خواتین کے حوالے سے ایک مسئلہ ہے اسے بتانا چاہتا ہوں۔ اس روز میری ایک پولنگ ایجنٹ شاہین فاطمہ، محب علی پولنگ سٹیشن پر موجود تھی جیسے ہی وہ پولنگ سٹیشن سے باہر نکلی تو وہاں پر مسلح لوگوں نے اس کو گھیر لیا اور عورت کی وہ تذلیل کی گئی اس کو مارا گیا اور برہنہ کیا گیا۔ ہم نے احتجاج کیا تو مقدمہ درج ہو گیا لیکن آج تک پولیس ان ملزمان کو گرفتار کرنے کے لئے سنجیدہ نہیں ہے۔ میری آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ اگر ہم یہاں پر ایک point raise کریں تو حکومت اس پر attention دے۔

جناب سپیکر: آپ اس پر توجہ دلاؤ نوٹس دیں پھر دیکھیں گے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں اس پر ضرور توجہ دلاؤنوٹس دوں گا لیکن میری گزارش یہ ہے کہ پنجاب حکومت کیوں ڈی پی او اوکاڑہ کو نہیں کہتی کہ اس بے چاری مظلوم عورت کی حق رسی کی جائے اور اس کے ملزموں کو گرفتار کیا جائے؟

سرکاری کارروائی

بحث

گندم کی امدادی قیمت کی تجاویز پر عام بحث

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ۔ اب ہم گندم کی امدادی قیمت کی تجاویز پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔یہاں منسٹر صاحب بھی موجود ہیں۔اس بحث میں جو صاحبان حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔جی،وزیر خوراک!

MINISTER FOR FOOD (Mr Bilal Yaseen): Sir! I move for general discussion on proposals for wheat support price.

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، منسٹر صاحب!اگر آپ نے کوئی بات بتانی ہے تو بتادیں تاکہ ایوان اس کے مطابق آگے بڑھے۔

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر!جس طرح آپ جانتے ہیں کہ اس وقت گندم کی بوائی کے موسم کی آمد آمد ہے۔اس میں پنجاب تقریباًپورے پاکستان کو گندم فراہم کرتا ہے۔ پنجاب کا کاشتکار موسم کی شدت کے باوجود کہ گرمی، سردی اور برسات ہر طرح کے موسم کا سامنا کرتے ہوئے اپنی محنت کے ساتھ فصل اگاتا ہے۔ ہمارے محکمہ خوراک کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ کاشتکار کے معاوضے کا خیال رکھے اور ساتھ ساتھ محکمہ نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ consumer کو بھی مناسب قیمت پر معیاری آٹا فراہم ہو۔ اس سلسلہ میں گورنمنٹ سبسڈی بھی دیتی ہے اور کاشتکار کو حوصلے کے لئے support price بھی declare کرتی ہے۔ میں سمجھ سکتا ہوں کہ اس ایوان میں سبھی طرح کے لوگ موجود ہیں،یہاں کاشتکار اور consumers بھی موجود ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ ایوان کو open discussion کے لئے allow کریں تاکہ ہم اِن کے مفید مشوروں کو note کریں اور اِن کی روشنی میں آنے والے دنوں میں جو 15-2014 کی support price کی policy بنے گی اُس میں اِن کی آراء کو شامل کیا جاسکے۔

جناب سپیکر: جی، میں قائد حزب اختلاف کو بحث کے لئے دعوت دیتا ہوں۔آج جمعۃ المبارک ہے ہمارے پاس وقت تھوڑا ہے اس لئے تمام ممبران تھوڑے وقت میں اپنی بات کو مکمل کریں۔ بہت شکریہ۔جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آج کے حوالے سے یہ انتہائی اہم موضوع ہے۔صوبہ پنجاب جو ایک زرعی صوبہ ہے اور لوگ یہ توقع کرتے ہیں کہ یہ پورے ملک کوfeed کرے گا لیکن آج بد قسمتی سے پنجاب کے عوام سستی روٹی کے نوالے کو ترس رہے ہیں اور ان کی چیخیں نکل گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم موضوع ہے۔ ہم سب کو مل جل کر جو مہنگائی کا طوفان آرہا ہے اس حوالے سے اس ایوان کے اندر غور و فکر کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر!ہمارا گندم کی پیداوار کے حوالے سے 24.2 ملین ٹنnational target تھا جبکہ پچھلے سال گندم 22.8 ملین ٹن پیدا ہوئی۔ صوبہ پنجاب میں گندم کا ٹارگٹ 19.2 ملین ٹن تھا جبکہ یہاں پر جو گندم پیدا ہوئی وہ 17.5 ملین ٹن تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومتی اداروں اور زرعی شعبے کی یہ ایک بہت بڑی ناکامی ہے کہ پچھلے دو سال کے اندر پنجاب میں کوئی آفت تھی اور نہ ہی کوئی اس طرح کا سیلاب آیا تو پھر کیوں 19.2 ملین ٹن کےtarget کوachieve نہ کیا جا سکا جبکہ زراعت اور پیداوار میں اضافہ کے حوالے سے یہاں پر اربوں روپے ہر سال بجٹ میں رکھے جاتے ہیں۔ گندمtarget سے کہیں کم کیوں پیدا ہوئی؟ یہfood basket کا حال ہے جسے پنجاب کہتے ہیں۔آج گندم کی پیداوار کم ہونے اور دیگر عوامل کی وجہ سے صورتحال یہ ہے کہ آٹا42تا45 روپے فی کلو گرام فروخت ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر!میاں محمد شہباز شریف بڑے محترم ہیں۔انہوں نے جب 2008 میں حکومت سنبھالی تو آٹا 16 روپے فی کلو گرام تھا اور روٹی 3 روپے کی دستیاب تھی۔ آج روٹی 6 سے 8 روپے کی فروخت ہو رہی ہے اور نان 8تا10 روپے میں فروخت ہو رہا ہے۔اس مالی سال 14-2013 کے بجٹ میں 30۔ارب روپے اس مد کے لئے رکھے گئے ہیں جس سے یہ آٹے کی سبسڈی یا بہتری کے لئے کام کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج سستے آٹے اور سستی روٹی کی جتنی ضرورت ہے اتنی پہلے کبھی نہ تھی۔ آج عوام پریشان ہیں کہ وہ جو ان کے ذرائع آمدن ہیں ان سے دو وقت کی روٹی کا بندوبست کریں، بچوں کی فیسیں دیں یا علاج معالجے پر اخراجات کریں۔ پچھلے سالوں میں انہوں نے ایک انسٹیٹیوٹ Punjab Irrigated Agriculture Productivity Improvement Project بنایا تھا جس کے لئے 09-2008 میں 36۔ارب روپے رکھے گئے تھے اور اس ادارے کے مقاصد پانی کے

کھالوں کو پختہ کرنا، زراعت میں بہتری پیدا کرنا اور فی ایکڑ پیداوار کو بڑھانا تھے۔اب یہ 36۔ارب روپے کی رقم رکھنے کے باوجود ہم اپنی targeted گندم بھی حاصل نہیں کر پائے اور کئی ملین ٹن گندم کی کمی واقع ہو گئی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ "گندم کی امدادی قیمت" جو ہمارا آج کا موضوع ہے یہ بہت ہی complicated ہے۔اگر ہم گندم کی قیمت کو بڑھاتے ہیں تو لا محالہ نان اور روٹی کی قیمتیں بھی یکدم بڑھیں گی جس کے متعلق ابھی بات ہو رہی تھی۔نان اور روٹی کی قیمتیں پہلے ہی ایک عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہو چکی ہیں جبکہ آٹھ دس روپے کی روٹی یا نان جس کا آج سے چند برس پہلے تصور نہیں کیا جا سکتا تھا کہ یہ وقت بھی آئے گا کہ ہمیں آٹھ دس روپے کی روٹی اور نان خریدنا پڑے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو ہمیں بہت احتیاط کے ساتھ دیکھنا چاہئے۔گندم کی امدادی قیمت کو بڑھاتے چلے جانے کی بجائے اگر ہم کسانوں کو cheap input provide کریں جو کسان کی ضروریات کو پورا کرے جیسے کھادیں سستی دیں، بیج معیاری ہو اور پانی دینے کے حوالے سے واپڈا کا tariff کم کیا جائے یعنی فی یونٹ بجلی 22/23 روپے کی بجائے سستی دیں تو اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔ابھی پچھلے دنوں کسان اتحاد کا ایک وفد مجھ سے ملا اور محترم وزیر اعلیٰ کے ساتھ بھی اُن کی ملاقات ہوئی جن کا کہنا تھا کہ سپریم کورٹ تک جا کر انہوں نے یہ کیس جیتا ہے کہ اگر دوسرے صوبوں میں آٹھ روپے فی یونٹ بجلی کسانوں کو زرعی مقاصد کے لئے فراہم کی جا رہی ہے تو یہاں کیوں نہیں ہو سکتی جس پر انہوں نے طے کیا کہ ہم ساڑھے دس روپے فی یونٹ کے حساب سے بجلی فراہم کریں گے۔قیمت بڑھانے کی بجائے ہم cheap inputs پر توجہ دیں اور معیاری بیج دیں لیکن گندم کی سرکاری قیمت کو اگر بڑھانا بھی ہے تو ان چیزوں کو ہم ensure کریں کہ گندم کا ایک ایک دانہ حکومت خریدے گی۔ مسائل پیدا ہونے کی سب سے بڑی وجہ میں سمجھتا ہوں یہ ہے کہ پنجاب کے اندر پانچ ایکڑ یا اس سے کم ایکڑ والے زمینداروں کی تعداد 92 فیصد ہے اور پورے ملک میں 84 فیصد ہے۔اب پانچ ایکڑ سے کم رقبے والے زمیندار کو کسی طرح کی کوئی facilities گورنمنٹ کی سطح پر میسر نہیں ہیں اور جو قرضے وہ پرائیویٹ بنکوں سے لیتے ہیں وہ اُن سے 18 سے 20 فیصد تک mark up لیتے ہیں۔ہوتا یہ ہے کہ بے چارہ چھوٹا کسان لا محالہ ان بنکوں کے پاس جا کر پھنس جاتا ہے اور آڑھتیوں کے پاس اس کی فصل پیدا ہونے سے پہلے ہی بِک چکی ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس طرح کے چھوٹے کاشتکاروں اور زمینداروں کے لئے اس طرح کی facilities دیتے ہوئے کم سے کم mark up پر کوئی پروگرام بنانا چاہئے تاکہ وہ آڑھتیوں کے چنگل سے نکل سکیں۔

جناب سپیکر!ایک صحت مند آدمی کے لئے بائیس سے چوبیس سو food calories کی requirement ہے جبکہ یہ کتنی بد قسمتی کی بات ہے کہ ہمارے یہاں پنجاب کے اندر 2008 میں سولہ سے سترہ سو تک تھیں اور آج یہ caloriesایک ہزار سے گیارہ سو تک ہے۔یہ ایک لمحہ فکریہ ہے کہ ہم ایک بیمار قوم اور بیمار نوجوان پیدا کر رہے ہیں جو جسمانی اور ذہنی اعتبار سے بیمار ہیں۔اس کے لئے ہمیں سوچنا ہو گا کہ اتنے بڑے صوبے کے اندر جو کہ زرعی صوبہ ہے ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کی صحت کی کیا position ہو گی جس کو روکنے کے لئے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ Express of Tribune کے surveys کے مطابق محکمہ خوراک 10 سے 12۔ارب روپیہ سالانہ گندم کی خریداری کے لئے سود کی مد میں ادا کرتا ہے لیکن اس گندم کو محفوظ کرنے کے لئے storage capacity نہیں ہے۔اگر آج بھی باہر آپ دیہاتوں میں چلے جائیں تو آپ کو کھلے میدانوں میں پرائیویٹ زمین پر ترپالوں میں گندم پڑی ہوئی نظر آئے گی جس کے لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں کوئی پالیسی بنانی چاہئے۔یہاں سستی روٹی کا بہت ذکر ہوا جس پر آج سے دو تین سال پہلے اربوں روپیہ خرچ بھی کیا گیا اور دو روپے کی روٹی ensure کرنے کے لئے ایک خطیر رقم لگی جس پر بہت زیادہ پراپیگنڈا بھی ہوا جس کو achievement سمجھا گیا لیکن دوسرے لوگوں نے کہا کہ یہ ایک negative activity ہے۔یہ ہمارے لئے سوچنے کی بات ہے کہ یہاں پر دو روپے کی روٹی ensure کرنے کے لئے پچھلی حکومت نے کوشش کی جبکہ آج یہ آٹھ دس روپے کی روٹی ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اس بارے میں فوری طور پر کسانوں کو cheap inputs کے حوالے سے ایک پیکج کا یہاں اعلان کرے۔اس کے علاوہ باقی جتنی چیزیں ہیں خاص طور پر گندم کی خریداری کے حوالے سے محکمہ خوراک کے ساتھ مل کر جو تماشا ہوتا ہے کہ عام کسانوں کو باردانہ نہیں ملتا جو بعد میں آڑھتیوں کے پاس جا کر پھنس جاتے ہیں۔ایک غریب کسان کی کچھ گندم پڑی ہوئی ہوتی ہے جس کی کوشش ہوتی ہے کہ اگر گورنمنٹ کی امدادی قیمت گیارہ سو روپے ہے تو میں بیچ دوں لیکن باردانہ نہ ہونے کی وجہ سے مجبوراً آڑھتی ہی جا کر ان کی ساری گندم book کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ آٹھ ،نو یا ساڑھے نو سو روپے میں بیچ دیتے ہیں یعنی وہ آڑھتی ڈیڑھ دو سو روپیہ فی من کے حساب سے کم خرید کر کسانوں کو پابند کرتے ہیں جس کا اصل فائدہ امدادی قیمت بڑھانے کا عام کسانوں کو نہیں بلکہ ان آڑھتیوں کو ہوتا ہے جو ساز باز کر کے گندم کو اپنے پاس store کرتے ہیں اور پھر حکومت کی امدادی قیمت کے مطابق بیچتے ہیں جس سے وہ کروڑوں اربوں روپیہ کماتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس بارے میں خاص طور پر توجہ دی جائے جو بحران آئندہ پھر سر اٹھانے والا ہے۔روٹی کے حوالے سے

میں نے تحریک التوائے کار بھی کل جمع کروائی تھی کہ دس روپے کا نان اور آٹھ روپے کی روٹی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔یہاں وزیر خوراک بھی بیٹھے ہیں جو ماشاء اللہ بھاگ دوڑ بھی کرتے ہیں اور بڑی سنجیدگی کے ساتھ اپنے محکمے کے معاملات کو دیکھ بھی رہے ہوں گے لہذا میری گزارش ہو گی کہ خصوصی اقدامات کئے جائیں تاکہ آئندہ اس طرح کے بحران کا ہمیں سامنا نہ کرنا پڑے۔بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، چودھری محمد اقبال صاحب!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ کہ ایک sensitive topic پر آپ نے مجھے بات کرنے کی اجازت دی۔گزارش یہ ہے کہ دنیا میں آج تک ایسا کوئی فارمولا ایجاد نہیں ہوا جس میں گندم کی قیمت مہنگی ہو اور آٹا سستا ہو کیونکہ آٹے کی قیمت گندم کی قیمت کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔دونوں اطراف کو ساتھ لے کر چلیں گے تو کامیابی ہو گی لیکن اگر ایک چیز کا خیال رکھیں گے تو دوسری چیز suffer کرے گی جس کے نتائج بڑے غلط نکلیں گے۔نتائج غلط کس طرح نکلتے ہیں جب گندم کی support price بہت کم ہو کیونکہ ہمارے کاشتکار بھائی بھی اتنے سمجھدار ہو گئے ہیں جو دیکھتے ہیں کہ profitability کدھر ہے۔

کیا آپ میری بات سن رہے ہیں؟ یہ topic آپ سے بھی متعلقہ ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کی توجہ بھی رہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ سب کے متعلقہ ہے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر!میں عرض کر رہا تھا کہ جب تک اس crop میں profitability نہیں بڑھائیں گے تب تک یہ معاملہ آگے نہیں چل سکے گا۔کاشتکار بھی اب یہ سوچتا ہے کہ اگر میں چاہ یا کوئی اور فصل بیجوں تو وہ مجھے زیادہ profit دیتی ہے جبکہ گندم کم profit دیتی ہے لیکن محنت زیادہ ہے۔اس میں خرابی یہ ہے کہ جتنی بھی inputs ہیں جیسے کھاد، ڈیزل اور بجلی ہے وہ ساری دن بدن مہنگی ہوتی جا رہی ہیں لیکن اگر آپ گندم کی قیمت نہیں بڑھائیں گے تو balance نہیں رہے گا اور profit نہیں ہو گا جس کی وجہ سے زمیندار کسی اور فصل کی طرف چلا جاتا ہے۔جب وہ کسی اور فصل کی طرف رجوع کرتا ہے تو نتائج کیا نکلتے ہیں؟ اس کے نتائج یہ نکلتے ہیں کہ گندم کی پیداوار کم ہوتی ہے جس کی وجہ سے گندم import کرنی پڑتی ہے۔اپوزیشن لیڈر صاحب بڑے سمجھدار ہیں جو ان باتوں کو سمجھتے ہیں کہ گندم جب import کرنی پڑتی ہے تو کس بھاؤ پڑتی ہے جس کی میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا اور نہ وقت ضائع کرنا چاہتا ہوں۔گندم میں جو غذائی اجزاء ہوتے ہیں، جو گندم باہر سے درآمد ہوتی ہے وہ تو بڑی ہی ناقص گندم

ہوتی ہے جو پاکستان کو دیتے ہیں، جو ہماری گندم میں ملا کر پیس کر لوگوں کو دی جاتی ہے ورنہ وہ آٹا تو لوگ کھاتے ہی نہیں ہیں۔ اس طرح کی گندم ہمیں ملتی ہے اور اس کی قیمت بھی زیادہ ہوتی ہے جس پر زر مبادلہ بھی پاکستان کو دینا پڑتا ہے اور اس سے ملک کی کمر ٹوٹ جاتی ہے تو اس کو meet with کرنے کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ اس فصل کو profitable بنایا جائے اور اس کی support price بہتر کی جائے۔اس کے مقابلے میں جن کی طرف قائد حزب اختلاف نے اشارہ فرمایا ہے کہ ایک طبقہ وہ ہے جس کی آمدن بڑی کم ہے جو below the poverty line رہ رہا ہے،اس کے پاس وسائل نہیں ہیں اور اگر اس طبقہ کو روٹی اور آٹا مہنگا ملے گا تو وہ کس طریقے سے زندگی گزار سکے گا۔اس کا حل یہ ہے کہ ہمارے ہر ضلع میں عشر و زکوۃ کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں جہاں ایسے لوگوں کا پورا data موجود ہے کہ کون لوگ poverty line سے بھی نیچے رہ رہے ہیں اور ان کی آمدنی بہت کم ہے،ان کے پاس وسائل نہیں ہیں تو ایسے لوگوں کو subsidize کر کے آٹا دیا جائے تاکہ وہ بھی suffer نہ کریں اور وہ معیشت کے لئے بوجھ نہ بنیں۔ پھر جو چھوٹے سرکاری ملازمین یعنی گریڈ 17 سے بھی نیچے کے ہیں تو ان بے چاروں کی تنخواہ کیا ہے،وہ اگر سال کے لئے گندم خریدیں تو اس میں ان کی ساری تنخواہ لگ جائے گی تو انہیں بھی اس میں ڈالا جائے اور اس طبقے کو subsidize کیا جائے جو کہ suffer کر رہا ہے اور زمینداروں کو ان کا profit ضرور دیا جائے۔اگر دونوں کو balance کر کے رکھا جائے گا تو پھر یہ بات آگے بڑھے گی اس کے علاوہ اور کوئی طریق کار نہیں ہے۔

جناب سپیکر!دوسرا طریق کار یہ ہے کہ زرعی inputs کو subsidize کر دیا جائے، کھاد کو subsidize کیا جائے، بجلی کو subsidize کیا جائے،ڈیزل کو subsidize کیا جائے اور farmer کو دیا جائے پھر بے شک اسے قیمت کم دی جائے تو وہ برداشت کر لے گا۔اس کے علاوہ کوئی تیسرا طریقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر!میں ایک دو تجاویز وزیر خوراک کو پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ براہ مہربانی محکمہ زراعت سے cost price نکلوائیں کہ کھاد ڈال کر depreciation of the tractor جب ہم ٹریکٹر چلاتے ہیں، مونجی میں چلاتے ہیں تو اس کی قیمت کیا رہ جاتی ہے اور جب ہم گندم بوتے ہیں تو اس کا کتنا خرچہ آتا ہے depreciation ٹریکٹر کی کیا ہے،ڈیزل کا خرچہ کیا ہے، کھاد کا خرچہ کیا ہے اور پانی کا خرچہ کیا ہے تو یہ سارے اخراجات نکال کر یعنی جتنی دفعہ ہل چلایا اس کی cost of production

نکلوائیں اور پھر اس پر دس فیصد یا بیس فیصد منافع دیں تو پھر یہ بات آگے بڑھے گی اور اس سے دونوں طبقےsuffer نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: اگر اس سے منافع نہ آیا تو پھر کیا کریں گے ؟

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! اگر منافع نہیں آئے گا تو اس کاbalance رکھیں ناں۔اسے دس فیصد یا پانچ فیصد ہی دیں اور اگر نہیں دیں گے تو پھر وہ دوسری فصل کی طرف چلا جائے گا اور پھر آپ کو گندم درآمد کرنا پڑے گی۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات کے حوالے سے ایگریکلچر منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ مہربانی فرما کر ریسرچ پر بہت زیادہ زور دیں۔آپ کو یہ میری طرف سے اور اس ایوان کی طرف سے request ہے کہ ہمیں اس بات کو اہمیت دینی چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

دوسری بات یہ ہے کہ کسی پڑوسی ملک کے ساتھ جس کے ساتھ شاید آپ کا تعلق اچھا نہ ہو، وفاقی حکومت اور اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کی اجازت کے ساتھ وہاں کا دورہ ضرور کریں۔آج جو بات ہو رہی ہے شاید ان چیزوں میں آپ کو استفادہ ہو سکے۔یہ بہت ضروری ہے ایک ریسرچ اور دوسری بات جو میں نے کی ہے۔اگر آپ چاہیں تو وہ آپ کی مرضی ہے کیونکہ میں آپ کو پابند نہیں کر سکتا اور ہو سکتا ہے کہ آپ کو اجازت نہ ملے لیکن یہ بڑا ضروری ہے اور delegation بھی ساتھ لے جائیں تو مجھے اعتراض نہیں ہے۔یہ آپ کے لئے بھی اور جن کے پاس یہ محکمہ ہے ان کے لئے بھی بہت ضروری ہے۔شکریہ

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! آپ کی تجویز پر انشاء اللہ عمل کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! آپ نے عین وقت پر بڑا اچھا point out کیا ہے کہ ریسرچ کو بہتر کرنا ضروری ہے اور میرے بھائی وزیر زراعت اگر اس پر کام کریں گے تو انہیں پتا چلے گا کہ ریسرچ کے سارے پیسے ملازمین کی تنخواہوں کی مد میں چلے جاتے ہیں اور ریسرچ کے لئے بہت تھوڑے پیسے رہ جاتے ہیں۔آپ نے ذرا گول مول بات کی لیکن میں ذرا کھل کر بات کرتا ہوں۔ہمارا دل نہیں چاہتا کہ ہم تعریف کریں لیکن جو بات اچھی ہو وہ کرنی چاہئے۔ہمارا ہمسایہ ملک انڈیا جو کہ ہماری ہمسائیگی میں ہے اور major پنجاب کا حصہ ہمارے پاس ہے جبکہ ان کے پاس تھوڑا پنجاب ہے جس کے متعلق میرے بھائی نے food basket کہا تو وہ food basket دراصل ہمارے پاس ہے لیکن پھر بھی ہم گندم

برآمد کرنے کے قابل کیوں نہیں ہو رہے ؟اگر آپ ہماری فی ایکڑ پیداوار دیکھیں تو وہ پوری دنیا میں بہت ہی نچلے درجے کی ہے جبکہ انڈیا ہم سے آگے ہے۔انڈیا سے ہمیں آگے بڑھنا چاہئے اور آپ نے بڑا صحیح point out کیا ہے کہ ریسرچ کے ذریعے یہ ہو سکے گا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر!آپ کو لینا بھی نہیں چاہئے لیکن میں نے لے دیا ہے اور اس میں کوئی مسئلہ یا گھبراہٹ والی بات نہیں ہے۔دوسری گزارش میں نے وزیر خوراک سے کرنی ہے کہ ایک اور کمی پوری کرنے والی ہے اگر اس کی طرف توجہ دیں گے جس کی طرف قائد حزب اختلاف نے بھی اشارہ کیا ہے تو انشاء اللہ اس کے بڑے اچھے نتائج نکلیں گے کہ گندم کی storage capacity ہمارے ہاں ویسی نہیں ہے جیسی کہ ہونی چاہئے لہذا آپ بہترین طریقے کی storage capacity کو بڑھائیں بلکہ اس حوالے سے زمینداروں کو facilitate کریں اور storage بنانے کے لئے ان کے ساتھ share کر لیں یا share cost کر لیں تو زمیندار بھی اس پر خرچہ کر دے گا اور حکومت بھی کرے۔اگر storage capacity بہتر ہو گئی تو ہماری گندم save ہو سکے گی جسے ہم برآمد کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔جب تک پاکستان گندم برآمد نہیں کرے گا کیونکہ ہماری گندم کی دوسرے ممالک میں بڑی demand ہے اور ہماری گندم میں خوراک کے اعتبار سے جو اجزاء ہیں وہ ساری دنیا میں صرف ہماری گندم میں ہی پائے جاتے ہیں تو یہ گندم برآمد ہو سکتی ہے۔ہوتا یہ ہے کہ جب shortage ہوتی ہے تو ہم درآمد کرتے ہیں جس پر اخراجات بڑھ جاتے ہیں اور جب برآمد کرنے کی باری آتی ہے تو ہمارے پاس کوئی avenues کھلے نہیں ہیں کہ ہم نے کہاں برآمد کرنی ہے لہذا اس پر کوئی پالیسی مرتب کی جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: جناب سبطین صاحب!

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ۔جناب سپیکر!میں شروع تو اس بات سے کروں گا کہ گندم کی امدادی قیمت کے بارے میں جو بحث ہے تو اصول یہ کہتا تھا یا میرے ذہن میں یہ بات ہے کہ ایک دن پہلے ایجنڈا circulate ہونا چاہئے تھا۔۔۔

جناب سپیکر: بس آپ یہ بات چھوڑ دیں تو میرے خیال میں بہتر رہے گی۔

جناب محمد سبطین خان: ٹھیک ہے۔جناب سپیکر!ہماری economy کا 70 سے 80 فیصد That is agro-based economy گزارش یہ ہے کہ ہماری زراعت کے ساتھ مسائل کیا آ رہے ہیں؟

یہاں جب ہم بات کرتے ہیں تو تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ agricultural class کو اور دوسری class کی bifurcation کی جارہی ہے whereas ہمارا یہ مؤقف نہیں ہے بلکہ ہمارا یہ مؤقف ہے کہ جو کسان اپنی جنس پیدا کرتا ہے چاہے گندم ہو یا کوئی بھی concerning agricultural crop ہو تو میرا خیال ہے کہ یہ ہمارے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے کہ ہم اس کی price خود fix نہیں کرتے تو یہ دنیا کا واحد business ہے۔ گنے کو دیکھ لیں تو اس کی قیمتیں کوئی اور مقرر کرتا ہے، کپاس کو دیکھیں تو اس کی قیمتیں کوئی اور مقرر کرتا ہے، گندم کو دیکھ لیں تو اس کی قیمتیں کوئی اور مقرر کرتا ہے اور جو بھی فصل ہے مختصراً میں یہ عرض کروں گا کہ زمیندار کے بس میں کوئی بات بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ہم آگے چلتے ہیں کہ جب ہم گندم کی قیمت fix کرتے ہیں تو اس میں تقریباً کوئی محکمہ بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کی direct or indirect involvement اس میں نہ ہو۔ whether it is Agriculture Department; Irrigation Department; Food Department; or Revenue Department یہ اہم ہے تو پورا پنجاب base کرتا ہے یا پورا پاکستان base کرتا ہے اور اس کی economy agriculture کے ارد گرد گھومتی ہے۔

جناب سپیکر! اب ہم انصاف آپ پر چھوڑتے ہیں کہ الحمد للہ آپ کو ہمارے مسائل کا پورا احساس ہے اور ہم آپ کو منصف بنا کر، آپ ہمارے جج، آپ ہمارے منصف، آپ ہمارے سپیکر اور آپ ہمارے انصاف کرنے والے کہ آپ اس وقت inputs کی حالت دیکھیں کہ جو چیزیں ہمیں regarding agriculture چاہئے ہوتی ہیں چاہے وہ بجلی ہے، چاہے وہ ڈی اے پی کھاد ہے، چاہے وہ یوریا کھاد ہے، چاہے وہ ڈیزل ہے، چاہے وہ agricultural equipments ہیں یا manual labour ہے۔ یہ دیکھیں کہ کیا ان کی قیمتیں صرف سال کے سال بڑھ رہی ہیں؟ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ بجلی، ڈیزل ایگریکلچر میں کوئی input, output جو بھی اس کے regarding ہے اگر وہ صرف سال کے سال قیمتیں بڑھتی ہیں تو جناب! ہماری بھی سال کے سال قیمتیں بڑھا دیں۔ وہ تو ہر دو دو دن اور چار چار دن کے بعد قیمتیں بڑھ رہی ہیں، ہر ہفتے کے بعد قیمتیں بڑھ رہی ہیں اور ہر تین مہینے کے بعد قیمتیں بڑھ رہی ہیں۔ ہمارے agricultural crop کی قیمت وہ بھی گندم کی سال کے بعد بڑھتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے قیمت بڑھنی چاہئے اور اتنی بڑھنی چاہئے کہ اس کو آپ ایک profitable فصل بنا دیں۔ جو کسان ہے چاہے وہ بارہ ایکڑ کا ہے یا دو سو ایکڑ کا ہے، ایک لفظ بڑا common ہو گیا ہے وہ ہے feudal lords۔ اب یہ تو دیکھیں کہ جو land reforms نے ہمارا حشر

کر دیا ہے تو پھر کون سے feudal lords رہ گئے ہیں؟ بالخصوص I am talking about Punjab، پنجاب میں feudal lords کہاں سے آ گئے ہیں؟ اب تو جب ہم فارم پُر کرتے ہیں تو شرم کے مارے land lord نہیں لکھتے بلکہ ہم لوگ agriculturist لکھتے ہیں کیونکہ We are agriculturists and we are proud of that الحمدللہ ہم زمیندار ہیں۔ اب آگے آ جائیں کہ شہروں میں اس کا impact کیا آئے گا۔ یہ تو تصویر کا ایک رخ ہو گیا جو بڑا سیاہ اور ڈپریشن والا تھا جو زمیندار کے ساتھ سلوک ہو رہا ہے۔ اب شہر کے جو ہمارے دوست احباب ہیں، جو فلور ملوں کے مالکان ہیں وہ کہیں گے کہ جب گندم کی قیمت بڑھے گی تو آٹے کی قیمت بڑھے گی، جب آٹے کی قیمت بڑھے گی تو غریب آدمی کو روٹی اور نان مہنگا ملے گا۔ ہمیں ان کا بھی احساس ہے یہ وہ stage ہے کہ حکومت بے شک ہماری فصلوں کی قیمتیں نہ بڑھائے لیکن اس کے ساتھ inputs یعنی ہمارے ٹریکٹر، ڈیزل اور بجلی کی قیمتوں کو بھی تو نیچے لائے۔ جب ہم نئے نئے ایم پی اے بن کر آئے تھے تو میں نے آپ کو ہمسایہ ملک والی گزارش کی تھی اور آپ نے اس وقت کہا تھا کہ سبطین خان میں منسٹر صاحب کے ساتھ مل کر ایک کمیٹی بناؤں گا جس میں ہمارے اور گورنمنٹ کے معزز ممبران بھی شامل ہوں گے۔ میں گورنمنٹ پر خدانخواستہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا۔ ہمیں ایک delegation بنانا چاہئے میں آج پھر اسی بات پر insist کر رہا ہوں اور ہمیں خود اپنے خرچے پر جانا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

We don't want to be a burden on the government.

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ جتنے بھی ممبران کو delegation میں ساتھ لے کر جائیں گے وہ تمام اپنا خرچہ خود برداشت کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! بالکل صحیح ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم الیکشن لڑ کر آتے ہیں اور اتنا خرچہ کرتے ہیں تو اس میں تو ہمارے ملک کا فائدہ ہے، اس میں ہماری economy کا فائدہ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت پھر ہمارے ساتھ ایک اور زیادتی ہے کہ جو pesticide والے ہیں اس وقت وہ generic names کے ساتھ دو نمبر دوائیاں بنا رہے ہیں۔ جو ہماری expired دوائیاں ہیں، آپ یقین کریں کہ جو ہمارا چھوٹا کاشتکار ہے اور میں یہ بات برائے بات نہیں کر رہا ہوں۔ جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ آج کل کاٹن کا سیزن آنے والا ہے اور کاٹن کے سپرے ہو رہے ہیں۔ میں نے ایک زمیندار سے اپنی دیسی زبان جو میانوالی کی ہے اس میں پوچھا کہ "یار توں کیہڑا سپرے کرایا اے؟" وہ کہتا ہے کہ

"مینوں تے کسے گل دا پتا کوئی نہیں، میں تے فلانی دکان تے گیا تے اوس نے جیہڑا سپرے مینوں دتا میں اوہی کیتا"

جناب سپیکر! ہماری know how نہیں ہے، اس level پر ہماری وہ ٹریننگ اور ایجوکیشن نہیں ہے، جو Consumer Courts ہوتی ہیں ان کا لوگوں کو پتا ہی نہیں ہے۔ ہم کم از کم ان کو ریلیف دیں اور اس issue کو اسی بات میں خُورد بُرد نہ کر دیں کہ اگر گندم کی قیمت بڑھے گی تو شہروں میں روٹی مہنگی ہو جائے گی۔ میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ گندم کی قیمت کو بڑھانا گورنمنٹ کا فرض بنتا ہے اگر وہ نہ بڑھائے ان کی اپنی مرضی ہے لیکن گورنمنٹ پھر سبسڈی بھی دے تاکہ زمینداروں کو بھی اس کا حق ملے۔ شہری طبقہ کو بھی روٹی مہنگی نہ ملے بلکہ سستی ملے۔ سستی روٹی ملنی بھی چاہئے ہم خدانخواستہ یہ نہیں چاہتے کہ روٹی مہنگی ملے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب کو ایک گزارش ضرور کرنا چاہوں گا اور وہ یہ ہے کہ جس طرح آپ نے بھی فرمایا کہ ریسرچ ضرور ہو۔ ہماری deficiencies کو صرف ایک چیز پورا کر سکتی ہے اور that is research یہ جو ایگریکلچر یونیورسٹی ہے میں اس کا گلہ بالکل نہیں کروں گا کیونکہ وہ لوگ اچھا کام کر رہے ہیں، گندم کے اچھے بیج نکال رہے ہیں، کپاس کے اچھے بیج دے رہے ہیں لیکن ریسرچ کے علاوہ۔ میں محترم منسٹر صاحب سے آپ کی وساطت سے ایک commitment لینا چاہوں گا کہ جو جعلی اور expired دوائیاں ہیں جو pesticide کی شکل میں زمینداروں کے گلے تھوپی جا رہی ہیں کیا اس پر منسٹر صاحب ہماری یہ تسلی کروائیں گے کہ ان کی raid team ہو گی؟ یہ ٹیم جہاں بھی گندم کے علاقے ہیں، آم کے علاقے ہیں، کپاس کے علاقے ہیں وہاں جائے اور جو جعلی generic names والی ادویات ہیں یا expired ادویات ہیں ان پر raid کریں اور ان کو پکڑیں تاکہ ان کی discouragement ہو۔ جو proper دوائیاں ہیں، proper بیج ہے اور proper کھاد ہے وہ زمیندار کو ملنی چاہئے۔ اگر ان چیزوں پر آپ کنٹرول کر لیتے ہیں، آپ یوریا کی قیمت پر کنٹرول کر لیتے ہیں، DAP کی قیمت پر کنٹرول کر لیتے ہیں، ڈیزل کی قیمتوں پر کنٹرول کر لیتے ہیں، بجلی کے agricultural units پر کنٹرول کر لیتے ہیں اور مہنگائی کو روک لیتے ہیں تو پھر گندم کی قیمت نہ بھی بڑھائی جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ اگر ان کی قیمتیں ہر مہینے بعد، دو مہینے بعد بڑھیں گی تو پھر یہ زیادتی ہو گی۔

جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کروں گا کہ ہمارے مسکین غریب زمینداروں کا ایک زرعی ترقیاتی بنک ہے۔ وہ پچاس ہزار، ایک لاکھ اور دو لاکھ روپے کے قرضے دیتا ہے۔ اب تو وہ زرعی ترقیاتی

بنک limited ہو گئے ہیں۔اس دور میں جو زمیندار پچاس ہزار،ایک لاکھ،ڈیڑھ یا دو لاکھ روپے قرضہ لے گا تو یقیناً یہ ایک common sense کی بات ہے کہ وہ زمیندار غریب ہے ورنہ امیر آدمی تو لاکھوں اور کروڑوں میں قرضہ لیتے ہیں۔بزنس مین کو قرضہ ملتا ہے کروڑوں میں اور زمیندار کو قرضہ ملتا ہے دو لاکھ سے چار لاکھ روپے میں اور وہ بھی زرعی بنک والے جیپ میں بیٹھ کر زمیندار کے پیچھے پیچھے ہوتے ہیں کہ اس نے ہمارا پچاس ہزار یا دس ہزار دینا ہے۔میری آپ سے گزارش ہے کہ براہ مہربانی زمینداروں کی حالت پر رحم کیا جائے اور اس کی قیمت کو بڑھایا جائے۔میری یہ گزارش ہے کہ ابھی ہمارا جو بارہ سو روپے ریٹ چل رہا ہے اس کو کم از کم پندرہ سو روپیہ فی من کیا جائے۔

جناب سپیکر:اگر آپ کی یہ ساری باتیں مان لی جائیں تو پھر آپ یہ کیوں کہیں گے؟جو باتیں آپ نے کی ہیں اگر وہ پوری ہو جاتی ہیں تو پھر آپ کو قیمت بڑھوانے کی کیا ضرورت ہے؟

جناب محمد سبطین خان:جناب سپیکر!اگر وہ باتیں پوری ہوتی ہیں تو پھر ہم قیمت نہیں بڑھوائیں گے لیکن مجھے لگتا ہے کہ وہ پوری نہیں ہوں گی۔مہینے بعد بجلی پھر بڑھ جائے گی، جیسے DAP کا ریٹ آئے گا اس کی قیمت تین سو روپے پھر بڑھ جائے گی،یوریا اور ڈیزل پھر پندرہ دن کے بعد بڑھ جائے گا۔پھر ہماری کون سنے گا؟آپ اس میں مہربانی کر کے intervene کریں،آپ ہمارے اور گورنمنٹ کے درمیان bridge کا role play کریں اور زمینداروں کے حال پر رحم کیا جائے۔بہت مہربانی، شکریہ(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں،میں ترتیب وار آؤں گا،ایسے نہیں ہو گا۔آپ فکر نہ کریں اس کے لئے ہمارے پاس صرف 10 منٹ ہیں اور Monday کو بھی انشاء اللہ ہم اس پر بحث جاری رکھیں گے۔میں نے ساڑھے بارہ بجے اجلاس ختم کر دینا ہے۔

سید عبدالعلیم شاہ:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی،نہیں۔

سید عبدالعلیم شاہ:جناب سپیکر!انڈیا کے بارے میں جو آپ نے comparison کیا ہے،میں ابھی انڈیا کا visit کر کے آیا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

سید عبدالعلیم شاہ:جناب سپیکر!میں چھ مہینے پہلے انڈیا کا visit کر کے آیا ہوں ۔ ہم یہاں پر جو comparison کر رہے ہیں وہ غلط ہے۔ انڈیا میں فی ایکڑ کاشت کا موزانہ نہیں ہے ان کے پاس فی ہیکٹر ہے۔ان کے چار ڈسٹرکٹ میں، میں گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ سے پھر پوچھ لوں گا۔اب بحث کا ٹائم ہے،آپ مہربانی کریں۔رانا محمد ارشد!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔امجد علی جاوید صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں!آپ اپنی باری کے حساب سے چلیں،آپ تھوڑی سی مہربانی کریں۔ میں آپ کو ٹائم دوں گا۔Monday کو بھی آپ نے اس پر بحث کرنی ہے۔don't worry انشاءاللہ۔جی،آپ اپنی بات شروع کریں۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے نہایت ہی اہم موضوع پر مجھے بولنے کی اجازت دی ہے۔اس کے دو پہلو ہیں۔یہاں پر امدادی قیمت کی بات کی گئی ہے کہ ہر سال جب گندم کی قیمت fix کرنے کا وقت آتا ہے تو اس میں تاثر عموماً یہ جاتا ہے کہ ایک طرف کے حصے کے معاملات کو address کیا جاتا ہے اور آج اس ایوان کے اندر بڑی خوشی کی بات ہے کہ دونوں اطراف کے مؤقف پر بات کر رہے ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا کہ پنجاب میں جو پیداوار کا ہدف تھا اس ہدف سے کم پیداوار ہوئی ہے۔اس کی وجوہات دو ہیں اور اس کو دو حوالوں سے دیکھنا ہو گا کہ جب کاشتکار گندم پیدا کر لیتا ہے تو ایک طرف وہ دیکھتا ہے کہ اس کو کتنا معاوضہ ملتا ہے۔اس حوالے سے وہ فیصلہ کرتا ہے کہ اسے کون سی فصل کاشت کرنی ہے اور دوسری طرف ہمارا محکمہ خریف کے وقت ان کاشتکاروں کے ساتھ جو سلوک کرتا ہے وہ بھی ان کے فیصلے کو disturb کرتا ہے کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہر سال گندم۔۔۔

جناب سپیکر:آپ دوسرے مائیک پر ہو جائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!آپ نے نیا ایوان تو بنوانا نہیں ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ مائیک جو بہت پرانے ہو گئے ہیں اگر یہ مائیک نئے لگوالیں تو بہتر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: مجھے اور آپ کو کہیں دوسرے ممبران نہ کہیں کہ یہ پرانے ہیں اور ان کو یہاں سے نکالو۔(قہقہے)

MIAN MUHAMMAD RAFIQUE: Mr Speaker! Old is Gold.
MR SPEAKER: Thank you. Let him sit.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جیسا کہ یہاں بات کی گئی کہ گندم جو کاشتکار پیدا کرتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ اس کی input میں جو چیزیں اسے چاہئیں وہ کس قیمت پر مل رہی ہیں اور وہ اشیاء جو فروخت کرتا ہے اس کی کیا قیمت اسے مل رہی ہے، ایک تو یہ طریقہ ہے کہ قیمت کو بڑھا کر زمیندار کو اس طرف مائل کیا جا سکے کہ وہ زیادہ گندم پیدا کرے لیکن جب ہم اس کے دوسرے پہلو پر بات کرتے ہیں کہ وہ طبقہ جو اس سے متاثر ہوتا ہے اس کی تعداد کتنی ہے تو کیا ہم انہیں facilitate کر سکتے ہیں؟ ہمیں اس طرف بھی نگاہ رکھنی چاہئے کہ وہ لوگ جو شہروں میں رہتے ہیں جن کی تعداد اور غریب لوگوں کی تعداد اس آبادی کا 70 فیصد ہے ہم ان کو کس طرح address کر سکتے ہیں جیسے چودھری اقبال صاحب نے اس کی طرف توجہ دلائی ہے تو کیا جس طرح سے انہوں نے بات کی ہے اس پر عمل کر سکتے ہیں یا زکوٰۃ کے سسٹم کی طرف لگا کر قوم کو بھکاری بنانے کی طرف لے جائیں گے؟ کیوں نہ ہم ایسے طریقے اپنائیں کہ جن سے سسٹم کو بہتر طریقے سے adjust کیا جا سکتا ہے۔ اس میں فصلوں کی input جس میں بیج، کھاد اور ڈیزل کو سستا کر کے کاشتکار کو facilitate کیا جائے۔ پھر جب سستی روٹی جیسی سکیمیں آتی ہیں تو اس پر انگلیاں اٹھائی جاتی ہیں اس لئے بہتر ہو گا کہ اس کی قیمت بڑھانے کی بجائے اس کی inputs سستی کی جائیں تاکہ ہمارا کاشتکار بھی خوشحال اور مطمئن رہے اور ساتھ ہمارے شہروں میں رہنے والے غریب لوگ جو اس سے متاثر ہوتے ہیں وہ بھی متاثر نہ ہوں۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو ہمارے کاشتکار کو disturb کرتی ہے یا اس کو متبادل فصلوں کی طرف راغب کرتی ہے وہ محکمہ خوراک کا رویہ ہے۔ جب ہر سال کاشتکار پانچ چھ ماہ کے بعد اپنی فصل حاصل کرتا ہے اور اپنی فصل لے کر آتا ہے، ہم لوگ جو ایک سال کے لئے پالیسی بناتے ہیں اس کو flexible نہیں رکھتے۔ جب پچھلے سال گندم اتنی وافر مقدار میں ملک کے اندر موجود تھی تو پالیسی یہ تھی کہ حکومت کے پاس وہ ساری گندم خریدنے کے لئے وسائل نہیں تھے۔ اس وقت ایسی پالیسی adopt کی گئی ہے کہ کم ٹارگٹ دیئے گئے اور fix کر دیا گیا کہ محکمہ اتنی گندم خریدے گا لیکن اگلے سال جب وہ حالات بدل گئے اور ٹارگٹ سے کم گندم پیدا ہوئی، چاہئے تو یہ تھا کہ اس کے مطابق پالیسی تبدیل کی جاتی لیکن بد قسمتی ہے کہ جو لوگ پالیسی ساز ہیں اور پیچھے بیٹھ کر پالیسی بناتے ہیں انہوں نے پچھلے سال والی وہی پالیسی اس سال بھی جاری رکھی جس کا نتیجہ یہ بھگتنا پڑا کہ پہلے محکمہ زمینداروں کی تذلیل کرتا رہا اور آخر میں جب وقت کم رہ گیا اور ٹارگٹ پورے نہ ہوئے تو بجائے اس کے کہ محکمہ اپنی پالیسی review کرتا

تووہ پالیسی review کرنے کی بجائے اس پالیسی کو اسی طرح برقرار رکھا گیا لیکن اندرون خانہ پھر زمینداروں اور کاشتکاروں کے پاس محکمے کے لوگ جانا شروع ہو گئے کہ ہمارے پاس گندم لے آئیں اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ محکمہ کو خریف کی پالیسی بناتے وقت اس کو اس کی ضروریات کے مطابق flexible رکھیں اور ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح چودھری صاحب نے بھی بات کی ہے کہ جب ہم اپنے ہمسایہ ملک کے ساتھ compare کرتے ہیں کہ وہاں کے پنجاب کا تھوڑا حصہ ایک بہت بڑے ملک کی خوراک کی ضروریات پوری کرتا ہے اور ہمارا پنجاب جو اس سے کئی گنا زیادہ بڑا ہے تو ہم اپنے ملک کی خوراک کی ضرورت کیوں پوری نہیں کر پاتے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

جناب امجد علی جاوید: میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات ختم کروں گا۔

جناب سپیکر: ایک منٹ آپ کو ملے گا اس سے زیادہ نہیں، اس سے پہلے کہ آپ اپنی بات ختم کریں میں ایک اعلان کرنے لگا ہوں کہ ٹیوٹا (TEVTA) کے کچھ ملازمین باہر احتجاج کر رہے ہیں تو میں اس کے لئے ایک کمیٹی بناتا ہوں جن میں میاں مناظر حسین رانجھا صاحب، جناب محمد سبطین خان صاحب اور رانا محمد ارشد صاحب شامل ہوں گے۔ یہ تینوں صاحبان ان سے ملیں، ان کی بات سنیں پھر اس معاملے کو ذرا درست فرمائیں۔ اب مہربانی کریں، اپنی بات ختم کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ہم دیکھتے ہیں کہ پنجاب میں پچھلے پچیس اور تیس سال سے storage capacity میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، آج کے اجلاس کے ایجنڈا کا وقت ختم ہو گیا ہے انشاء اللہ سوموار کو اس پر بحث جاری رہے گی۔ اب اجلاس 2۔ ستمبر 2013 بروز سوموار سہ پہر 3 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

1101

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 2۔ ستمبر 2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ امورِ پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

"گندم کی امدادی قیمت کی تجاویز پر عام بحث جاری رہے گی"

1103

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

سوموار، 2۔ ستمبر 2013

(یوم الاثنین، 25۔ شوال المکرم 1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر ایک منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَ
اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ
الْعٰمِلِیْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ
یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِیْلَ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۵﴾

سورۃ الزُّمَر آیات 74تا75

وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے وعدہ کو ہم سے سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا ہم بہشت میں جس مکان میں چاہیں رہیں تو (اچھے) عمل کرنے والوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے (74) اور تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرد گھیرا باندھے ہوئے ہیں (اور) اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں۔ اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو سارے جہان کا مالک ہے (75)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

یہ ناز یہ انداز ہمارے نہیں ہوتے
جھولی میں اگر ٹکڑے تمہارے نہیں ہوتے
ملتی نہ اگر بھیک ہمیں آپ کے دَر سے
اس شان سے منگتوں کے گزارے نہیں ہوتے
بے دام ہی بِک جائیے بازارِ نبیؐ میں
اس شان کے سودے میں خسارے نہیں ہوتے
ہم جیسے نِکموں کو گلے کون لگاتا
سرکار اگر آپ ہمارے نہیں ہوتے

حلف

نو منتخب ممبران اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں اس معزز ایوان کے نو منتخب ممبران جو اس ایوان میں تشریف لائے ہیں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 65 اور 127 کے تحت پہلے آپ کا حلف ہونا ہے اور جن ممبران کے نام نوٹیفکیشن میں آئے ہیں وہ 12 ہیں۔ ان میں چودھری سرفراز افضل، جناب آزاد علی تبسم، چودھری اختر عباس بوسال، خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ، خواجہ سلمان رفیق، چودھری گلزار احمد گجر، رانا بابر حسین، جناب احمد علی خان دریشک، سردار علی رضا خان دریشک، جناب حماد نواز خان ٹیپو، رئیس محمد محبوب احمد اور مخدوم سید علی اکبر محمود شامل ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ وہ اپنی نشستوں کے سامنے کھڑے ہو جائیں اور حلف لیں۔ جو صاحبان یہاں موجود ہیں وہ اپنی اپنی نشستوں کے سامنے کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر مندرجہ ذیل آٹھ معزز ممبران نے حلف لیا اور حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
1۔	جناب آزاد علی تبسم	پی پی۔51 فیصل آباد 1
2۔	چودھری اختر عباس بوسال	پی پی۔118 منڈی بہاؤالدین 3
3۔	خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ	پی پی۔123 سیالکوٹ 3
4۔	خواجہ سلمان رفیق	پی پی۔142 لاہور 6
5۔	چودھری گلزار احمد گجر	پی پی۔161 لاہور 52
6۔	رانا بابر حسین	پی پی۔217 خانیوال 6
7۔	رئیس محمد محبوب احمد	پی پی۔289 رحیم یار خان 5
8۔	مخدوم سید علی اکبر محمود	پی پی۔292 رحیم یار خان 8

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ منتخب ممبران جو اس وقت ایوان میں تشریف فرما ہیں، میں ان سے گزارش کروں گا کہ اگر وہ دو چار منٹ کے لئے بات کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

Order please. Order in the House. Rana Babar Hussain Sahib!

رانا بابر حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔۔۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

رانا بابر حسین: جناب والا!میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے اس معزز ایوان کا دو دفعہ ممبر بننے کا موقع فراہم کیا۔اس کے بعد میں اپنی لیڈر شپ کا بھی انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھ پر اعتماد کیا اور مجھے پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ٹکٹ دیا، اس کے علاوہ میں اپنے حلقہ کے عوام کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے ضمنی انتخابات ہونے کے باوجود ،آپ جانتے ہیں کہ ضمنی انتخابات میں کوئی دَم خم نہیں ہوتا اور لوگ بالکل خاموشی سے بیٹھے رہتے ہیں جس کا مظاہرہ آپ نے بہت سے حلقوں میں دیکھا بھی ہوگا لیکن میں اپنے حلقہ کی عوام کا مشکور ہوں جنہوں نے اس الیکشن میں مجھے پاکستان میں سب سے زیادہ lead سے کامیاب کروایا، چونکہ وقت کم ہے، میں آخر میں یہ دعا بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ تمام کام کرنے کی توفیق دے جس کے لئے ہمارے حلقہ کی عوام نے ہم پر اعتماد کیا ہے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ خواجہ منشاء اللہ بٹ!

خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب سپیکر!سب سے پہلے میں خدائے بزرگ و برتر کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے آپؐ کے صدقے میں مجھے کامیابی عطا فرمائی اور میں اپنے حلقہ کے تمام احباب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری کامیابی میں ساتھ دیا اور 11۔ مئی کے بعد 22۔اگست کو میرے حلقہ انتخاب نے پہلے بھی میاں محمد نواز شریف کو ووٹ دیا اور اس کی قیادت پر اعتماد کیا اور 22۔اگست کو بھی انہوں نے میاں محمد نواز شریف کی قیادت پر اعتماد کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس ایوان اور پورے پنجاب میں تعمیر و ترقی کے سفر میں ساتھی بن کر آگے بڑھیں گے۔اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ میاں محمد شہباز شریف کی ولولہ انگیز قیادت میں اس ملک اور صوبے کے تمام مسائل حل کرنے کی کوشش کریں گے، لوگوں کی محرومیوں کو ختم کر کے ان کی خوشیوں میں اضافہ کرنے کی بھرپور انداز میں کوشش کریں گے اور ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھیں گے کہ ہم سب کو بھی اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر اپنا حساب دینا ہے اپنے نامہ اعمال کا حساب دینا ہے۔اگر اللہ تعالیٰ نے یہ مہربانی فرمائی ہے تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کریں اور اس ایوان میں ایسے قانون پاس کریں جن سے لوگوں کے لئے مزید آسانیاں پیدا ہوں

اوران کے لئے خوشیاں بکھیر سکیں۔اللہ تعالیٰ آپ کا، میرااوراس ایوان میں تمام احباب کا حامی وناصر ہو۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی،آزاد علی تبسم صاحب!

جناب آزاد علی تبسم: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر و معزز ممبران اسمبلی اسلام علیکم! میں سب سے پہلے اللہ رب العزت کی ذات کا انتہائی شکر گزار ہوں جس کی رحمتوں اور لطف وکرم سے آج مجھے یہ عزت نصیب ہوئی۔اس کے بعد میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف، مسلم لیگی قائدین خصوصاً ڈل ایسٹ کے صدر جناب نورالحسن تنویر اور چودھری الطاف صاحب کا انتہائی ممنون ہوں جنہوں نے مجھ جیسے ایک عام کارکن کو پارٹی ٹکٹ سے نوازا۔ میں اللہ رب العزت کے بعد اپنے حلقہ کی عوام کا انتہائی شکر گزار ہوں جنہوں نے میاں محمد نواز شریف سے انتہائی محبت اور پیار کا اظہار کرتے ہوئے مجھ جیسے ایک عام کارکن پر اعتماد کیا اور مجھے منتخب کر کے ایوان میں بھیجا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری کوشش ہو گی کہ میں اپنے حلقہ کے عوام اور اس ملک وقوم کی خدمت کے لئے جو مقاصد لے کر آیا ہوں اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے اپنی پارٹی کے منشور کے مطابق عوام کی خدمت کروں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔جی،رئیس محبوب احمد صاحب!

رئیس محمد محبوب احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔بہت شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے مجھے موقع دیا کہ میں حلقہ پی پی۔289 کی خدمت کر سکوں۔یہ حلقہ میرے گھر سے پچاس میل دور خانپور ضلع رحیم یار خان کا ہے انہوں نے ثابت کیا ہے کہ وہ میاں محمد نواز شریف سے پیار کرتے ہیں، میاں محمد شہباز شریف سے پیار کرتے ہیں اور انہوں نے مجھے وہاں سے منتخب کیا۔انشاء اللہ میں اس حلقے کی پوری طرح خدمت کرنے کی کوشش کروں گا۔آپ کا اور ایوان کے تمام ساتھیوں کا بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

سوالات

(محکمہ امورِ پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: آپ کا شکریہ۔ کوئی اور صاحب بات نہیں کرنا چاہتے۔۔۔اس دوران اگر کوئی نو منتخب ممبر صاحب آ جائیں تو مجھے اطلاع دی جائے تاکہ میں ان سے حلف لے سکوں۔اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں آج کے ایجنڈے پر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔جی،فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں جو حالیہ اضافہ ہوا ہے اس حوالے سے اپوزیشن کے تمام پارلیمانی لیڈروں نے ایک قرارداد جمع کرائی ہے،یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے عام آدمی بالکل دہل کر رہ گیا ہے۔آپ سے استدعا ہے کہ اس قرارداد کو out of turn لیا جائے اور وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ پٹرولیم مصنوعات میں یہ اضافہ واپس لیا جائے چونکہ اس سے غریب آدمی کی مشکلات میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے۔ٹرانسپورٹروں نے کئی گنا کرایہ بڑھا دیا ہے اور عام آدمی کے بس میں اب یہاں زندہ رہنا مشکل ہو گیا ہے۔میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ انتہائی اہم قرارداد ہے آپ اسے پہلے take up کر لیں ہم اسے منظور کروا کر وفاقی حکومت کو بھیجنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: میری گزارش ہے کہ آج لاء منسٹر صاحب یہاں نہیں ہیں،اسلام آباد میں جوڈیشل کمیشن کی کوئی important میٹنگ ہو رہی ہے اور وہ بتا کر گئے ہیں کہ میں آج نہیں آ پاؤں گا چونکہ میں سپریم کورٹ جا رہا ہوں۔میرے خیال میں وہ آ جائیں تو پھر اسے take up کر لیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!اسمبلی کا اجلاس چل رہا ہے اور آپ Chair کر رہے ہیں۔اگر لاء منسٹر کی کوئی مجبوری ہے تو ان کے behalf پر ان کی جگہ پر کسی نہ کسی کو تو یہاں موجود ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جو بات ان سے متعلقہ ہے وہ تو وہی کر سکتے ہیں اور تو کوئی نہیں کر سکتا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: ان کی جگہ کوئی اور منسٹر بات کر سکتا ہے، پارلیمانی سیکرٹری بھی کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تھوڑی بہت مجبوری سمجھ لیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ issue بھی تو بہت important ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ اب میں سوالات کا کیا کروں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوالات تھوڑے سے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس قرارداد پر کسی کو اختلاف نہیں ہو گا۔ اگر آپ پیش کر دیں گے اور یہ سب منظور کر لیں تو اس میں کوئی مشکل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگر اس پر کوئی adverse بات ہو گی تو پھر وہ اچھا لگے گا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے یہ بات کرنی ہے کہ میرے خیال میں آج ایوان پانچ بجے شروع ہوا ہے لیکن ہم تو تین بجے آ گئے تھے۔

جناب سپیکر: آپ کا یہ خادم ٹھیک دو بجے یہاں تھا۔ ہمیں اس کی اطلاع پہلے نہیں دی گئی تھی جب ہمارے پاس نوٹیفکیشن پہنچا تو پھر ہم نے سب کو اطلاع دی ہے۔ نوٹیفکیشن کے بعد ہم نے مکمل طور پر تمام حضرات سے رابطہ کرنے کے لئے دو طرف سے ٹیلیفون کرنے کا سلسلہ شروع کیا تھا لیکن ان میں دو صاحبان کے ہمارے پاس جو ٹیلی فون نمبرز تھے وہ بند ہیں ان سے ہمارا رابطہ نہیں ہو پایا باقی سب کو میرے دفتر نے اطلاع دی ہے اس وجہ سے ہمیں ان کا تھوڑا سا انتظار کرنا پڑا۔ آپ کو محسوس تو ہوا ہو گا I am sorry for that لیکن in future انشاء اللہ معاملات ٹھیک ہوں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری submission یہ ہے کہ آپ پورے ٹائم پر آ جائیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: میں ٹائم سے پہلے ٹھیک دو بجے اپنے چیمبر میں موجود تھا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میری درخواست ہے کہ آپ پورے ٹائم پر Chair پر تشریف لے آئیں گے تو اپوزیشن commitment دیتی ہے کہ کوئی کورم point out نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ وہ آپ کا حق ہے۔ میں ایسا compromise نہیں کروانا چاہتا اور کرنا بھی نہیں چاہتا۔ وہ آپ کو قانون، ضابطے اور رولز نے اختیار دیا ہوا ہے۔ میں آپ کو کیوں کہوں کہ ایسا نہیں ہو گا۔ وہ آپ کی مرضی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ مکرر درخواست ہے کہ آپ قرارداد پیش فرمادیں اور ایوان منظور کر لے گا۔

جناب سپیکر: اس طرح نہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ ابھی آپ کی قرارداد میرے پاس آئی ہی نہیں تھی۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر سید وسیم اختر قرارداد کی کاپی جناب سپیکر کو دینے کے لئے ڈائس کے پاس آئے)

آپ ایسے نہ کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہم نے جمع کرائی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ بی بی! You are not allowed now. You are not allowed now. Let him speak جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پٹرولیم مصنوعات کا اہم مسئلہ ہے۔ یہ اٹھارہ کروڑ عوام کا مسئلہ ہے۔ میرے خیال کے مطابق اگر یہاں لاء منسٹر موجود نہیں ہیں تو وزیر صحت بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ وزیر صحت اس میں کیا کریں گے؟ جن باتوں کا جواب لاء منسٹر نے دینا ہے وہ یہ نہیں دے سکتے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس قرارداد پر اس معزز ایوان کے کسی ممبر کو اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں! جہاں سے یہ معاملات چلتے ہیں وہاں آپ کی تمام پارٹیوں کے ممبران موجود ہیں وہ وہاں بات کر سکتے ہیں۔ اگر ایوان میں کوئی بات الٹ ہو گئی تو پھر وہ اچھی نہیں لگے گی۔ آپ کچھ کہیں گے اور وہ کچھ کہیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! الٹ ہو گئی کا مطلب یہ ہے کہ آپ حکومتی بنچوں سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس قرارداد کے خلاف ووٹ ڈالیں گے تو ہمیں منظور ہے۔

جناب سپیکر: یقیناً آپ کو منظور ہو گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم یہ چاہتے ہیں کہ آج پتا چلے کہ عوام کے حقوق کا نگہبان کون ہے؟ مہنگائی بڑا اہم مسئلہ ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر وزیر قانون نہیں ہیں تو ہم دس پندرہ منٹ انتظار کرتے ہیں۔آپ کسی on duty Minister سے پوچھیں،اُن سے گورنمنٹ کا مؤقف لے لیں۔یہ ایک genuine بات ہے۔اگر ہم پنجاب کے دس کروڑ عوام کے حقوق کی بات نہیں کرتے،اگر ہم ان کے مسائل کی بات نہیں کرتے اور اگر ہم کوئی جائز مسئلہ اسمبلی کے اندر نہیں اُٹھاتے تو پھر ہمیں یہاں بیٹھنے کا کوئی حق نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے لہذا اس حوالے سے ہماری قرار داد وفاقی حکومت کو بھجوائی جانی چاہئے۔ ہم چُپ کر کے یہ برداشت نہیں کریں گے کہ ہر مہینے mini-budget آ جائے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت نے پانچ سالوں میں وہ کچھ نہیں کیا جو کہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے نوے دن کے اندر کر دیا ہے۔پٹرولیم کی قیمتوں میں یہ تیسرا اضافہ ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ روش ٹھیک نہیں ہے۔ ہمیں یہاں پر اس حوالے سے بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔آپ اس قرار داد پر voting کرائیں۔ حکومتی ممبران کو اجازت ہے کہ وہ اس کے حق میں اپنی رائے نہ دیں۔آپ بے شک اس قرار داد کو مسترد کر دیں تاکہ یہ لوگ expose ہوں کہ عوام کے حقوق کی کون بات کرتا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ جو کہہ رہے ہیں میں ایسی بات نہیں کرنا چاہتا۔یہ وفاقی معاملہ ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! حزب اختلاف کا یہ قانونی حق ہے کہ وہ عوام کے حقوق کی بات کرے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس کام کے لئے حزب اختلاف کے ممبران اس ایوان میں آئے ہیں وہ کام ہمیں کرنے دیا جائے۔ معزز ممبران حزب اقتدار کو پورا حق ہے کہ وہ ہم سے اختلاف کریں اور اگر ہم غلط بات کہہ رہے ہیں تو اس کو مسترد کر دیں لیکن خُدا کے لئے ہم سے بولنے کا حق نہ چھینا جائے۔

جناب سپیکر: مجھے rules اس کی اجازت نہیں دیتے۔یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے۔جب مشترکہ بات ہو گی تو پھر اس کو take up کریں گے۔آپ تشریف رکھیں۔ میاں نصیر احمد کا سوال ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہمیں عوام کے حقوق کی بات نہیں کرنے دی جا رہی اس لئے ہم اجلاس کی کارروائی کا حصہ نہیں بن سکتے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!اس قرارداد پر رائے شماری کرائی جائے۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

میاں صاحب!تشریف رکھیں۔یہ مناسب نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!ہماری قرارداد کوtake up کیا جارہا ہےاور نہ ہی ہماری بات سنی جارہی ہےاس لئے ہم احتجاجاًwalkout کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!ایسانہ کریں۔یہ اچھانہیں لگے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاًایوان سےwalkout کر گئے)

میاں صاحب! صبح وزیر قانون صاحب آجائیں گے تو پھر اس پر بات ہو جائے گی۔میں نے آپ کو اجازت دی اور آپ نے اس پر مفصل بات بھی کر لی۔ایسے walkout کرنا مناسب نہیں ہے۔ہمیں یہ قراردادtake up کرنے کیrulesاجازت نہیں دیتےاس کے باوجود بھی آپwalkout کر گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن و ثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!یہ قانون کے خلاف dictate کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔میاں نصیر احمد کا سوال ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔ محترمہ!ایک منٹ تشریف رکھیں۔کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ اور خواجہ محمد منشاءاللہ بٹ صاحب جائیں اور حزب اختلاف کے معزز دوستوں کو ایوان میں واپس لے کر آئیں۔جی،عائشہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر!سوال نمبر339 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،ٹھیک ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے والے فارموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*339: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے کتنے فارم موجود ہیں ان کے نام اور مقامات کے حوالے سے تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا مذکورہ فارموں میں ریسرچ ورک بھی کیا جا رہا ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت پرائیویٹ فارموں کے قیام کے لئے پرائیویٹ لوگوں کو سہولیات بھی دیتی ہے اگر ہاں تو سہولیات کے متعلق ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) صوبہ پنجاب میں کل 22 لائیوسٹاک تجرباتی فارمز کام کر رہے ہیں جن میں سے 18 فارموں پر دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے جانور پالے جاتے ہیں۔ یہ فارمز درج ذیل مقامات پر واقع ہیں:۔

1۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم فاضل پور تحصیل راجن پور، ضلع راجن پور
2۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم رکھ غلاماں، تحصیل کلورکوٹ، ضلع بھکر
3۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم خوشاب تحصیل خوشاب ضلع خوشاب
4۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم، کلورکوٹ تحصیل کلورکوٹ ضلع بھکر
5۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم جگائیت پیر تحصیل خیرپور ٹامیوالی ضلع بہاولپور
6۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم شیر گڑھ تحصیل اوکاڑہ ضلع اوکاڑہ
7۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم بھونیکی تحصیل پتوکی ضلع قصور
8- لائیوسٹاک تجرباتی فارم چک کٹورہ تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور
9- لائیوسٹاک تجرباتی فارم ہارون آباد ضلع بہاولنگر
10۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم جہانگیر آباد ضلع خانیوال
11۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم خیری مورت ضلع اٹک
12- لائیوسٹاک تجرباتی فارم رکھ ڈیرہ چاہل ضلع لاہور
13۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم بہادر نگر ضلع اوکاڑہ
14۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم قادر آباد ضلع ساہیوال
15۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم رکھ ماہنی ضلع بھکر
16۔ لائیوسٹاک تجرباتی فارم اللہ داد ضلع خانیوال
17- لائیوسٹاک تجرباتی فارم رکھ خیریوالا ضلع لیہ
18- لائیوسٹاک تجرباتی فارم خضر آباد ضلع سرگودھا

(ب) ان فارموں پر کئے جانے والے ریسرچ ورک کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ جانوروں کی خالص علاقائی نسلوں کو محفوظ کرنا۔

2۔ اعلیٰ اوصاف کے حامل سانڈ بیل / بکرے اور چھترے پیدا کرنا۔
3۔ اچھی قسم کے نر اور مادہ جانور پیدا کرنا۔
4۔ پروجنی ٹیسٹنگ پروگرام کے لئے سازگار ماحول پیدا کرنا۔
5۔ لائیوسٹاک کی بہتری اور سبز چارہ کی فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لئے جدید طریقے اپنانا۔
6۔ حیوانات کی ادویات اور حیاتیاتی عوامل پر تحقیق کرنا۔
7۔ صوبہ بھر میں موجود تعلیمی اور تحقیقاتی اداروں کو تحقیق کے لئے سہولیات مہیا کرنا۔

(ج) پرائیویٹ فارموں کے قیام کے لئے صوبہ بھر کے ویٹرنری ہسپتالوں میں تعینات ویٹرنری ڈاکٹرز، سرکاری فارمز پر تعینات عملہ اور 16 کو پر روڈ پر قائم ہیلپ لائن ہمہ وقت لوگوں کو پرائیویٹ فارمز کے قیام سے متعلقہ ہر طرح کی معلومات مہیا کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی کے زیر اہتمام دو منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔Save The calf اور Feed Lot Fattening کے نام سے جاری ان منصوبوں کے تحت فارم کی تعمیر کے لئے ٹیکنیکل گائیڈ لائن، فارم کے جانوروں کی فری ٹیگنگ، فری ویکسینیشن کے علاوہ چھ ماہ کی عمر تک کامیابی سے پالے جانے والے کٹڑوں / بچھڑوں کی تعداد کے مطابق فی بچھڑا –/ 3200 روپے جبکہ چار ماہ کے عرصہ تک فیٹننگ کرنے پر فی جانور –/1500 روپے ادا کئے جاتے ہیں۔

لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ بورڈ کے زیر اہتمام فارمرز کو مصنوعی نسل کشی کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ مختلف اضلاع میں خواتین کو تربیت فراہم کی گئی ہے تاکہ وہ فارمرز کو ان کی دہلیز پر جانوروں کی صحت اور خوراک سے متعلق مشورے دے سکیں۔ فارمرز کو سائیلیج کے فوائد سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ سائیلیج تیار کر کے مناسب نرخوں پر فراہم کیا جاتا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں یہ کہا گیا ہے کہ "صوبہ پنجاب میں کل بائیس لائیوسٹاک تجرباتی فارم کام کر رہے ہیں۔" ان میں سے محکمہ نے صرف اٹھارہ تجرباتی فارموں کا ذکر کیا ہے اور ان کے حوالے دیئے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ باقی چار فارم کہاں ہیں اور وہ کس حوالے سے کام کر رہے ہیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کی وساطت سے نو منتخب ممبران کو مبارکباد دوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح دی اور وہ

اس ایوان کے ممبر بنے ہیں۔ میری معزز بہن نے جو ضمنی سوال پوچھا ہے اس حوالے سے عرض کروں گا کہ چار فارم lease out کر دیئے گئے تھے۔ یہ فارم آج lease out نہیں ہوئے بلکہ جب سے محکمہ لائیو سٹاک establish ہوا، غالباً 1973 سے یہ lease out ہوئے ہیں۔ یہ معاملہ litigation میں ہے اور محکمہ کی خواہش بھی یہی ہے کہ یہ فارم ہمیں واپس مل جائیں لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں۔

جناب سپیکر: یہ معاملہ litigation میں ہے۔ The matter is subjudice in the court.

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! جواب کے جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ "پرائیوٹ فارموں کے قیام کے لئے صوبہ بھر میں ویٹرنری ہسپتالوں میں تعینات ویٹرنری ڈاکٹر اور عملہ سہولیات فراہم کر رہا ہے" تو منسٹر صاحب بتانا پسند کریں گے کہ یہ کس صورت میں سہولیات فراہم کر رہا ہے، کیا ان پرائیویٹ فارموں کے لئے مفت ادویات فراہم کی جارہی ہیں یا ان سے payment لی جارہی ہے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ان پرائیویٹ فارموں کو جو بھی facility دی جاتی ہے وہ free of cost ہے۔ ہمارے جتنے بھی ویٹرنری سنٹرز، ڈسپنسریاں یا ہسپتال ہیں وہ سارے کے سارے انہیں free of cost information دیتے ہیں اس کے لئے ہم نے ایک helpline establish کی ہوئی ہے جو ہمہ وقت ان کو سہولت مہیا کرتی ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: کیا اس helpline کا نمبر مل سکتا ہے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): میں ان کو helpline کا نمبر فراہم کر دوں گا۔ یہ سنٹر 16۔ کوپر روڈ پر ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کیا حکومت Public Private Partnership کے تحت کچھ اراضی بھی فراہم کرتی ہے یا نہیں؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): محترمہ! مہربانی کر کے اپنا سوال دہرا دیں؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں نے آپ کی وساطت سے یہ عرض کیا ہے کہ کیا Public Private Partnership کے تحت حکومت کچھ اراضی بھی دے رہی ہے؟ پچھلے عرصہ میں ہماری

نظروں کے سامنے سے کچھ ایسے اشتہارات گزرے ہیں کہ حکومت لائیو سٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ کے اوپر کچھ زمینیں فراہم کرتی رہی تو میرا یہ سوال ہے کہ کیا حکومت اب بھی زمین دے رہی ہے یا نہیں ؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ہم نے جو زمین lease out کی ہوئی ہے اُس کے علاوہ مزید کوئی زمین lease out کرنے کے حوالے سے ہمارے زیر غور کوئی سکیم نہیں ہے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! ڈیرہ غازی خان میں range land بھی موجود ہے، یہاں پر river line belts بھی ہیں اور یہاں پر پاکستان کی topography کا ہر قسم کا ریجن اور علاقہ اس ایک ضلع کے اندر خوش قسمتی سے پایا جاتا ہے اور ڈیرہ غازی خان ڈسٹرکٹ اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر بھی ہے۔ بد قسمتی یہ ہے کہ آج تک یہاں پر کوئی ریسرچ سنٹر نہیں بنایا گیا اور یہ ایک بہترین جگہ ہے جہاں پر ریسرچ سنٹر بنایا جا سکتا ہے۔ کیا میں وزیر موصوف سے پوچھ سکتا ہوں کہ یہاں پر آج تک ریسرچ سنٹر کیوں نہیں بنایا گیا اور ڈیرہ غازی خان کو اس حوالہ سے consider کرنے کا حکومت کا کیا ارادہ ہے ؟

جناب سپیکر: جی، وزیر لائیو سٹاک!

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے اس سے پہلے پوچھے گئے سوال کے جواب میں ابھی گزارش کی تھی کہ ہمارے محکمہ کے پاس بائیس فارم موجود ہیں جنہیں ریسرچ سنٹرز کا نام بھی دیا جاتا ہے اُن میں سے چار فارم lease out ہیں اور اٹھارہ فارموں کی look after محکمہ لائیو سٹاک کر رہا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ابھی ہمارے پاس کوئی ایسی پالیسی موجود ہو جس کے تحت ہم فوری طور پر کوئی نیا فارم بنائیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں معزز ممبر کی بات اچھی ہے اس کو آپ نوٹ کر لیں اور محکمے کو ہدایت کر کے اس پر تھوڑی محنت کروائیں اگر آپ کے محکمے کے لئے یہ فائدہ مند ہو تو آپ اس کے لئے کوشش کریں۔

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ فارم کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو چند کنال یا چند سو کنال زمین پر بن جانا ہے ایسا فارم ہزاروں ایکڑ پر بنتا ہے۔ ہمیں اپنی پوزیشن ideal بنانے کے لئے ہر وقت improvement کی ضرورت ہے لیکن ابھی فوری طور پر ہمارے پاس pipeline میں کوئی ایسی سکیم موجود نہیں ہے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! میں اسی ضمن میں وزیر موصوف کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ڈیرہ غازی خان میں صوبائی حکومت کی ہزاروں ایکڑ اراضی موجود ہے اور وہاں پر لائیوسٹاک کے حوالے سے ریسرچ سنٹر بنانا انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں وہاں پر Suleman Mountain Range کا ایک بہت بڑا سلسلہ ہے، وہاں پر range land management ہے اور وہاں کے cattle دودھ اور گوشت کے لئے بہت ہی فائدہ مند ہیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ اس پر تحریک التوائے کار لائیں ہم حکومت سے اُس پر جواب لے لیں گے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! بہت شکریہ

محترمہ سائرہ افتخار: جناب سپیکر! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سائرہ افتخار: جناب سپیکر! دودھ کے اندر Aflatoxin ایک بہت بڑا issue ہے۔ یہ ایک highly cancerous bacteria ہوتا ہے جو پھپھوندی والی خوراک سے جانور میں منتقل ہوتا ہے اور اُس کے بعد اُس جانور کے دودھ کو آپ جتنا مرضی boil کریں وہ bacteria مرتا نہیں ہے۔ جیلوں اور ہاسٹلز سے جو باسی روٹیاں جاتی ہیں اور دودھ دینے والے جانوروں کو ڈالی جاتی ہیں تو یہ cattle کی health کو بھی damage کرتا ہے اور آپ اُس جانور کے دودھ کو اگر دو گھنٹے تک بھی boil کریں گے تو Aflatoxin will never die اور یہ cancer کو spread کرنے میں hundreds time multiple ہے۔ کیا کوئی ایسا Feed Act ہے کہ جس کے ذریعے monitor کیا جائے کہ جو companies, live stock feed supply کر رہی ہیں اُن کو کسی SOP کے تحت PCSIR or any official body of government, check کر رہی ہے۔ Secondly چھوٹا فارم جو باسی روٹیاں یا بنولا اُبال کر دیتا ہے اُس کے اوپر جو پھپھوندی آتی ہے again it is highly carcinomic because it carries Aflotoxin تو basic form practices پر ہم چھوٹے farmers کی ٹریننگ کے لئے کچھ کر رہے ہیں؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!فارم کی feed کو پورا پورا examine کیا جاتا ہے۔ محترمہ کا point بڑا valid ہے تو یہ fresh question دے دیں تو محکمے سے اس کا جواب لے لیں گے۔

قاضی عدنان فرید:جناب سپیکر!جس طرح وزیر موصوف فرمارہے ہیں کہ فارمز کے لئے ہزاروں ایکڑ رقبے کی ضرورت ہوتی ہے چند کنال یا چند ایکڑ پر فارم نہیں بنایا جا سکتا۔بہاولپور ڈویژن جو تین اضلاع پر مشتمل ہے اس پورے ڈویژن کے لاکھوں ایکڑ کی جو belt ہے وہاں پر پچھلے پانچ سال میں اس قسم کے فارمز بنانے کی ایک تجویز بھی تھی اور یقیناً اُس کے لئے کچھ funds designate کئے گئے تھے تو 18 فارمز کی اس پوری لسٹ کے اندر مجھے چولستان کے حوالے سے کوئی ایک نام بھی نظر نہیں آ رہا جبکہ وہاں پر dairy and meat کا بے تحاشا potential ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چولستان کے اندر ان فارمز کی کیا صورت ہے اور اگر وہاں پر ابھی تک کوئی فارم نہیں بنا تو اُس زمین کو اس مقصد کے لئے utilize کرنے کے حوالے سے ان کا کوئی plan ہے؟

جناب سپیکر:جی،وزیر لائیو سٹاک!

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!معزز ممبر اس لسٹ کو تھوڑا سا observe کر لیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہاں پر funding کے حوالے سے تھوڑی سی بات کی تو یہ میرے ساتھ وہ نوٹس exchange کر لیں کہ اس مقصد کے لئے کتنی funding اور کب کی گئی تھی تاکہ میں اُس کو follow کر کے جہاں پر یہ چاہ رہے ہیں وہاں پر بنواد یتے ہیں funding کا issue تو definite ہے۔

قاضی عدنان فرید:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال specific چولستان سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر:جی،وزیر لائیو سٹاک!

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!یہ میرے بھائی ہیں اگر یہ چاہتے ہیں کہ چولستان میں بھی فارمز بنیں تو میں نے پہلے بھی بنیادی طور پر یہ بات کی ہے کہ ہمیں funds چاہئیں تو چونکہ یہ ابھی funds کی availability کی بات کر رہے تھے تو یہ مجھے بتادیں تو میں خود محکمے کو ہدایات دوں گا کہ اگر funds available ہیں تو چولستان میں محکمہ فارمز کیوں نہیں بنائے گا؟

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔Next two Question Nos. 550 & 555جناب محمد عارف عباسی صاحب کے ہیں۔ وہ ابھی walkout کر کے گئے ہیں تو ان دونوں سوالات کو اُن کے آنے تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر636 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں گوشت کی پیداوار میں اضافہ کی تفصیلات

*636: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں حلال گوشت کی قلت روز بروز بڑھ رہی ہے جس کی وجہ سے حلال گوشت کی قیمتوں میں آئے روز اضافہ ہو رہا ہے؟

(ب) کیا حکومت حلال گوشت کی پیداوار میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ پنجاب میں حلال گوشت کی کوئی کمی ہے اور نہ ہی ان کی قیمتوں میں آئے روز اضافہ ہو رہا ہے۔

(ب) جی ہاں! محکمہ امور حیوانات حکومت پنجاب حلال گوشت کی پیداوار میں اضافہ کے لئے مختلف سکیموں کے تحت دن رات کوشاں ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) کے اندر محکمے نے جواب دیا ہے کہ پنجاب میں حلال گوشت کی کوئی کمی ہے، نہ ہی اس کی قیمتوں میں روز اضافہ ہوتا ہے۔ اگر یہ بات درست مان بھی لی جائے تو recently City District Government نے پورے لاہور شہر میں تمام جگہوں پر بینرز آویزاں کر رکھے ہیں کہ مردہ، ناقص اور غیر حلال قسم کا گوشت مارکیٹ میں فروخت ہو رہا ہے لہذا عوام اس سے ہوشیار رہیں۔ اُس میں پانی لگا ہوا گوشت بھی شامل ہے اور ہر گوشت بیچنے والا اپنی مرضی کی قیمت لگا کر بیٹھا ہے تو میں محکمے کے اس جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں۔ وزیر موصوف اس چیز کو خود check کریں کہ آیا لاہور کے اندر یہ بینرز آویزاں ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر! میری بہن کی observation بالکل ٹھیک ہے مگر میں اس ایوان کی معلومات کے لئے عرض کرتا ہوں کہ لائیو سٹاک الگ محکمہ ہے لیکن جب سے میں نے محکمہ خوراک کا charge سنبھالا ہے اُس وقت سے یہ ساری کی ساری exercise غالباً شروع ہوئی ہے۔اگر آپ ریکارڈ check کریں گے تو وہ dates سامنے آ جائیں گی۔یہاں جو ناقص گوشت فروخت ہوتا تھا تو میں خود ذاتی طور پر ہوٹلوں اور ریسٹورانٹس پر جاتا ہوں، میں اپنے محکمہ کے افسران و اہلکاران کو ساتھ لے کر جاتا ہوں اور موقع پر انہیں seal کرواتا ہوں۔ ہمیں اس کی بہت بڑی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔ میرے، آپ کے اور اس ایوان کے ممبران کے جاننے والے اپنے شہر کے لوگ ہیں جن کے کاروباری مراکز کو ہم اپنے ہاتھوں سے seal کروا رہے ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ صرف اور صرف اس وجہ سے کرواتے ہیں کہ اس شہر اور اس صوبہ میں بسنے والے لوگوں کو معیاری خوراک دستیاب ہو۔ ہم نے پہلے یہ کام چھوٹے علاقوں سے شروع کیا لیکن اس پر ہمیں بہت تنقید کا سامنا کرنا پڑا اور لوگوں نے کہا کہ جائیں اور posh علاقوں میں جا کر کارروائی کر کے دکھائیں۔ الحمد للہ ہم نے high profile جگہوں پر بڑی کامیابی سے raids کروائے اور روزانہ کی بنیاد پر یہ exercise چل رہی ہے۔ اس کارروائی کو میڈیا کے لوگ cover بھی کرتے ہیں۔ ہم نے اس کارروائی میں ابھی تک کسی ایک بندے یا جگہ کو بغیر سزا دیئے ہوئے re-open نہیں کیا۔

جناب سپیکر! میری بہن نے بینرز کی بات کی ہے تو یہ ان بینرز کے نیچے تھوڑا سا پڑھ لیں کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لکھا ہوا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ کے علم میں نہ ہو، گورنمنٹ نے ہی awareness campaign کے طور پر یہ بینرز لگوائے ہیں otherwise یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ کی مرضی کے بغیر بینرز لگ جائیں۔اس کے لئے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ حلال گوشت کی کمی ہے میں اس بات سے اپنی معزز بہن سے differ کروں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اپوزیشن واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر:Welcome۔ میرے خیال میں آپ کو اب ضمنی سوال کی ضرورت نہیں ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین:جناب سپیکر! جز(ب) پر میرا ضمنی سوال ہے۔

قاضی عدنان فرید:جناب سپیکر! میرا بھی ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ خود محنت کیا کریں، یہ بات تو ٹھیک نہیں ہے کہ دوسروں کے سوال ہیں اور آپ اس پر پورا زور لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ خود محنت کیوں نہیں کرتے؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میرا جواب مکمل نہیں ہوا میری بہن نے کہا ہے کہ میری سوال کے جواب سے تسلی نہیں ہوئی تو میں ان سے کہوں گا کہ ذرا غور سے سن لیں، اس سوال کے پہلے حصے کا جواب دینا چاہ رہا ہوں کہ جس میں انہوں نے کہا کہ حلال گوشت کی شاید کمی ہو گئی ہے تو اس کے لئے میں بتاتا چلوں کہ پاکستان غالباً دنیا میں milk and meat producing countries میں دسویں نمبر پر ہے۔ Punjab Agriculture and Meat Company (PAMCO) کچھ عرصہ پہلے establish ہوئی ہے۔ 2010 میں ہمارے چیف منسٹر صاحب نے اس کو establish کیا تھا اور اس کمپنی کا success rate یہ ہے کہ چار پانچ سال میں پاکستان میں meat and milk producing میں غالباً 50 فیصد کے قریب increase ہوئی ہے یہ بہت بڑی figure ہے۔ آپ اس چیز کو سمجھ سکتے ہیں۔ اس کمپنی کے بننے سے 50 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ یہ کمپنی کیا کر رہی ہے؟ یہ کس طرح farmer کو incentive دے رہی ہے اگر آپ مجھے اجازت دیں گے یا کوئی بھی بھائی یا ممبر سوال کرنا چاہیں گے تو میں اس میں detail بتانا چاہوں گا کہ اس کمپنی کی کیا performance ہے؟

جناب سپیکر: اس پر وقت زیادہ لگے گا۔ آپ مہربانی کریں اور ضمنی سوال کا ہی جواب دیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں یہ ضرور کہوں گا کہ حلال گوشت کی shortage والی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! انہوں نے بہت تفصیل سے بات بتائی ہے لیکن یہ حقیقت کے برعکس ہے جو یہ ایوان کو بتا رہے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ عام آدمی کی پہنچ سے بکرے اور گائے کا گوشت دور ہے۔ میں ضمنی سوال کے ذریعے منسٹر صاحب کے علم میں بات لے کر آئی ہوں کہ عوام کی آواز سنیں۔ اس سوال کے جز (ب) کا جواب دیا گیا ہے کہ حلال گوشت کی پیداوار میں اضافے کے لئے مختلف سکیموں کے لئے دن رات محنت کی جا رہی ہے۔ یہ چند ایک سکیموں کے نام ہی اس ایوان میں بتا دیں کہ گوشت کی پیداوار کے لئے کیا سکیمیں بنائی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: وہ تو بتانے لگے تھے لیکن ہم نے ہی روک دیا تھا۔ منسٹر صاحب! بتائیں۔

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے Punjab Agriculture and Meat Company بنائی ہے، اس نے بہت سے incentives دیئے ہیں۔ میں detail میں نہیں جاؤں گا briefly آپ کو بتا دیتا ہوں۔ ہماری پالیسی کے تحت farmer کے ہاں جب بچھڑے کی پیدائش ہوتی ہے تو پہلے یہ ہوتا تھا کہ ایک ماہ کا بچھڑا جو دس کلو گرام کا ہوتا تھا وہ اس کو قصائی کو دے دیتا تھا، اس کا گوشت حفظان صحت کے مطابق بھی نہیں ہوتا تھا جو ہم اور آپ سارا شہر کھا رہا ہوتا تھا۔ دو تین سال پہلے جو کمپنی بنی اس نے farmer کو incentive یہ دیا کہ safe the calf کے نام پر -/3200 روپے اس کو چھ ماہ کے بعد دیا جائے گا۔ اس نر جانور کے کان پر tagging کی جاتی ہے، اس کا کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ ہوتا ہے اس میں رزلٹ یہ آتا ہے کہ جو 10 کلو گرام کا مضر صحت گوشت بِک رہا تھا، چھ ماہ میں -/3200 روپے کے incentive پر وہ تقریباً سو سوا سو کلو گرام کا ایک جانور بن جاتا ہے، اس کے بعد ایک اور سکیم ہے جس کو feed lot fattening کہتے ہیں کہ چھ ماہ کے بعد چار مہینے کے لئے پھر government incentive دیتی ہے کہ وہ جو رجسٹرڈ کیا ہوا جانور ہے اس کے مالک کو -/1500 روپے گورنمنٹ پھر pay کرتی ہے۔ اس incentive کا رزلٹ یہ آیا ہے کہ جب سات آٹھ مہینے کا process ہو جاتا ہے تو جہاں ہمارا جانور 10 کلو گرام کا waste ہو رہا تھا وہ جانور 200 سے 250 کلو گرام کا تندرست جانور بن جاتا ہے۔ آج کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں کہ 200، 250 کلو گرام تندرست جانور کی کیا قیمت ہے۔ اگر وہ اسے نہیں بیچتا تو وہ farmer کا asset بن جاتا ہے۔ اگر بیچ دیتا ہے اور وہ مذبحہ خانے میں جاتا ہے تو وہ جانور healthy meat کی شکل میں ہمیں ملتا ہے۔ ہماری یہی incentive کی scheme تھی جس کی پذیرائی بین الاقوامی سطح پر کی جا رہی ہے اور امریکہ سمیت دوسرے کئی ممالک اس سکیم کو adopt کرنا چاہ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم پاکستان کے مختلف حصوں میں بھی اس کو replicate کریں گے۔ یہ پالیسی ہے جس کی وجہ سے ہم چار پانچ سالوں میں 50 فیصد کے قریب دودھ اور گوشت کی پیداوار میں اضافہ کر سکے ہیں۔ پاکستان کا Meat and Milk Producing Countries میں دسواں نمبر آتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ شکایت بہت سے مذبحہ خانوں کے متعلق آئی ہے کہ وہ جھٹکے کے ساتھ جانور کو ذبح کرتے ہیں جبکہ اسلامک طریقہ تو یہ ہے کہ

بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھا جاتا ہے اور اس کو تھوڑی دیر کے لئے چھوڑا جاتا ہے۔اس کے علاوہ مرے ہوئے جانور بھی رکھ دیئے جاتے ہیں، ان پر مہر لگادی جاتی ہے اور وہ گوشت فروخت ہو رہا ہے۔اس کے علاوہ گائے کو estrogen لگایا جاتا ہے جب وہ گوشت ہم کھاتے ہیں تو وہ estrogen ہمارے جسم میں جاتا ہے اس سے خواتین میں breast cancer and cacervix cause کرتا ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ گوشت کو چیک کرنے کے لئے وہاں فوڈ انسپکٹر بھیجے جائیں اور وہ دیکھیں کہ ان کا جانور ذبح کرنے کا طریق کار کیا ہے، یہ بہت ضروری ہے اور جب اُس گوشت پر مہر لگتی ہے تو کیا تازہ ذبح ہوئے جانوروں کو لگتی ہے یا جو باہر سے مختلف شہروں سے گوشت آتا ہے اُس پر لگادی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میری بہن نے جو بات کی ہے تو میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ مردہ، بیمار اور لاغر جانوروں کے گوشت کی خرید وفروخت کی روک تھام کے لئے پورے شہر میں اس وقت سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے awareness campaign launch کی ہوئی ہے جو ابھی یہاں discuss ہوئی ہے۔یہ چیز ہمارے علم میں ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا میں نے PAMCO کے نام سے جو کمپنی establish ہوئی ہے اس کا ذکر کیا تھا۔اس نے لاہور میں ایک جدید سلاٹر ہاؤس بنایا ہے اور وہ کافی اچھی خاصی investment کے ساتھ بنا ہے وہاں پر ایک تو جانور کو حلال طریقے سے ذبح کرنا لازم ہے جو ہمارے دین کا بھی اہم جُز ہے جس کے بغیر وہاں ذبح ہو ہی نہیں سکتے۔اس کے بعد انہوں نے لاغر اور مردہ جانوروں کی بات کی ہے تو ہم anti mortem کرتے ہیں جس طرح postmortem ہوتا ہے۔جب کوئی جاندار چیز دنیا سے چلی جاتی ہے تو اس کا postmortem کیا جاتا ہے لیکن زندہ چیز یعنی انسان یا جانور کا anti mortem ہوتا ہے۔میری بہن خود ڈاکٹر ہیں جن کو مجھ سے زیادہ پتا ہو گا۔سلاٹر ہاؤس میں پہلے anti mortem ہوتا ہے جس کو دیکھا جاتا ہے کہ کیا یہ جانور تندرست ہے یا اس میں کسی قسم کا کوئی وائرس تو نہیں ہے؟ اگر وہ ٹھیک نہیں ہوتا تو جس سے لیا جاتا ہے اسی کو واپس کر دیا جاتا ہے۔اس جانور کو حلال طریقے سے ذبح کیا جاتا ہے اور ذبح کرنے کے بعد بھی اس کا post mortem کیا جاتا ہے۔اگر اس میں دوبارہ سے کوئی ایسا germ نکل آئے یا کوئی serious disease نکل آئے تو جس نے جانور دیا ہوتا ہے اُس کو واپس نہیں

کیا جاتا بلکہ جلا دیا جاتا ہے اس لئے ہم پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا سلاٹر ہاؤس جو بنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ!آپ کو تو اس حوالے سے پتا ہی ہے۔ کیا آپ کو true active masses اور false active masses کا پتا ہے؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں تو بکر منڈی کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وہی بات ہو رہی ہے مگر آپ سن نہیں رہیں۔ آپ کے متعلقہ ہی بات ہو رہی ہے۔

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے لیکن شاید میں سمجھا نہیں سکا۔ میں ایک آدھ منٹ میں دوبارہ سمجھا دیتا ہوں کہ awareness campaign کے ذریعے ہم لوگوں کو aware کر رہے ہیں کہ خدارا آپ لاغر اور بیمار جانوروں کو نہ خریدیں اور ہمارے سلاٹر ہاؤس سے جو verified ہیں وہ خریدیں۔ جو جانور ہمیں سلاٹر ہاؤس سے issue ہو گا گورنمنٹ اس کو own کرے گی کہ یہ لاغر یا بیمار جانور نہیں ہے اور مردہ ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہماری campaign کے حوالے سے اتنی بڑی investment اور successful پروگرام ہے جسے ہم انشاء اللہ گورنمنٹ کی success story بنانے جا رہے ہیں۔ ہم نے پورے شہر میں اشتہار لگوائے ہیں کہ ہوشیار رہیں۔ ہم لاغر اور بیمار جانور کھا رہے ہیں اور یہاں لفظ مردہ استعمال کیا جاتا ہے جس کو میں کہتے ہوئے بھی کانپتا ہوں کہ مردہ جانور بھی کھلا دیئے جاتے ہیں جن کو ہم discourage کر رہے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

قاضی عدنان فرید: میرا ضمنی سوال ہے۔

سید عبدالعلیم: میں بھی ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ نگہت شیخ: میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اس پر ضمنی سوال کافی ہو گئے ہیں۔ معزز ممبران!ذرا ٹائم کا خیال کریں۔ کیا آپ کو میری بات اچھی نہیں لگی؟

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! بڑا ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر: جن کا سوال رہ گیا میں اُن کو کیا کہوں گا؟ جی، محترمہ!آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ گوشت کی قیمت کا تعین کون کرتا ہے اور کیا ان کے یا ان کے ڈیپارٹمنٹ کے علم میں ہے خصوصاً میں ضلع لاہور کی بات کروں گی کہ یہاں پر گوشت کی قیمت مختلف ہوتی ہے تو اس کو ڈیپارٹمنٹ کس طرح سے کنٹرول کر سکتا ہے یا اس کے سدباب کے لئے کوئی کوشش کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، کیا یہ اس سوال سے متعلقہ بات ہے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ایک سوال پر گیارہ گیارہ ضمنی سوال ہوئے ہیں بہر حال میں جواب دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ چھوڑ دیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! بکرے تے وچھڑے اُتے گل ہو رہی اے تے ککڑ دی گل کسے نئیں کیتی کہ مرغی دا جیہڑا گوشت اے ایتھے K&N کمپنی لکھاں دے حساب نال daily مرغیاں ذبح کر دی اے۔ وہ ایک لاکھ کے حساب سے روزانہ ذبح کرتے ہیں۔ ہمیں منسٹر صاحب اس چیز کا یقین دلائیں کہ جو بڑی بڑی کمپنیاں ہیں ان کو check کرنے کے حوالے سے کیا ان کے پاس کوئی پیمانہ ہے؟ دوسرا سلاٹر ہاؤس میں روزانہ کتنا جانور ذبح ہوتا ہے اور لاہور کے لئے کتنا ذبح ہوتا ہے، کیا ان کے پاس اس چیز کا ریکارڈ موجود ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ نہیں بتا سکیں گے کیونکہ یہ نیا سوال بنے گا۔ منسٹر صاحب! شاہ صاحب نے جو بات کی ہے کیا آپ اس کا جواب دیں گے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! پہلے جو سوال کیا گیا ہے اُس کا جواب دوں اس کے بعد شاہ صاحب کے سوال کا جواب دوں یعنی گیارہ گیارہ ضمنی سوال آپ کروا رہے ہیں۔ ویسے بھی تین ضمنی سوال allow ہوتے ہیں۔ ہمیں بھی اسمبلی میں بیٹھے عمر کا ایک حصہ ہو گیا ہے۔۔۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order Please. Order Please. Order in the House.

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ہماری بہن نے جو سوال کیا تھا اس حوالے سے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ prices لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی domain میں نہیں آتیں اور fix بھی نہیں کرتے۔ محترم شاہ صاحب نے جو

سوال کیا ہے میرے پاس اس وقت detail موجود نہیں ہے لیکن میں ابھیprovide کر دیتا ہوں کہ کتنے سلاٹر ہاؤس ہیں، ان میں کتنے جانور آتے ہیں اور لاہور کے لئے کتنے آتے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ کسی اور کمپنی کا پوچھ رہے ہیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! مجھے یہ بتائیں کہ K&N اور دوسری کمپنیاں جو روزانہ کے حساب چکن sale کر رہی ہیں کیا محکمہ کے پاس کوئی ریکارڈ یا check and balance ہے کہ وہ حلال کے نام پر ہمیں جھٹکے کا مال کھلا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جو آپ کہہ رہے ہیں ایسے نہیں ہو سکتا۔

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جن کمپنیوں کا یہ نام لے رہے ہیں ان کی products یہاں ایوان میں بیٹھے بہت سارے لوگ کھاتے ہیں۔ میں یہاں پر یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ آج وقفہ سوالات لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کا ہے جبکہ پولٹری کا کوئی الگ سے subject رکھ لیں تو میں اس پر بھی جواب دے دوں گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا بہت اہم ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی فرمالیں!

میاں محمد رفیق: بڑی مہربانی۔ جناب سپیکر! توجہ فرمائیے کہ ایک فطری اور قدرتی لیبارٹری مردہ گوشت کو ٹیسٹ کرنے کے لئے ہے اور وہ گدھ جانور ہے۔ سو سو میل سے بھی وہ جانور اس کی بُو سونگھ کر پہنچ جاتا ہے لیکن آج وہ گدھ جانور کہیں نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مردہ جانور اروڑیوں میں پھینکے نہیں جاتے بلکہ وہ کباب بن کر بکتے ہیں۔ اس پر وزیر صاحب فرمادیں کہ وہ مردہ جانور کہاں جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ کہتے ہیں کہ مردہ جانور کہاں جاتے ہیں کیونکہ پرانے گدھ اب نہیں ہیں؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ تو کوئی سوال نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد عارف عباسی کا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 550 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: ای ڈی او، لائیو سٹاک کی تعیناتی و دیگر تفصیلات

*550: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں موجودہ ای ڈی او لائیو سٹاک کب سے تعینات ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کی راولپنڈی میں تعیناتی پانچ سال سے زیادہ ہو چکی ہے؟

(ج) کیا مذکورہ ای ڈی او کا عرصہ تعیناتی حکومتی پالیسی اور قواعد و ضوابط کے مطابق ہے اگر نہیں تو کیا حکومت ان کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع راولپنڈی میں ای ڈی او لائیو سٹاک کی سیٹ نہ ہے۔

(ب) غیر متعلقہ

(ج) غیر متعلقہ

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر ضلع راولپنڈی میں ای ڈی او، لائیو سٹاک کی سیٹ نہیں ہے تو وہاں لائیو سٹاک کے معاملات کس طرح چلائے جا رہے ہیں اور کیا حکومت راولپنڈی میں ای ڈی او، لائیو سٹاک کی vacancy رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! اگر اس سوال نمبر 550 کو آپ بغور پڑھ لیں جس میں میرے بھائی عباسی صاحب نے پوچھا ہے کہ ای ڈی او، لائیو سٹاک کب سے تعینات ہیں جبکہ پورے ڈیپارٹمنٹ میں ای ڈی او، لائیو سٹاک کی سرے سے post ہی نہیں ہے تو میرے حساب سے یہ سوال بنتا ہی نہیں ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ اسی لئے سوال کیا تھا کہ راولپنڈی میں لائیو سٹاک کے معاملات کون دیکھتا ہے؟

جناب سپیکر: آپ پھر DLO کہتے۔ اس ڈیپارٹمنٹ میں ای ڈی او نہیں ہوتا لیکن DLO ہوتا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: ہو سکتا ہے کہ ٹائپنگ کی غلطی ہو گئی ہو۔

جناب سپیکر: چلیں، وہ بھی آئندہ احتیاط کریں گے۔ جو آپ چاہتے ہیں وہ بتائیں ہم منسٹر صاحب سے کہتے ہیں۔ کیا وہاں DLO کی post نہیں ہے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میرے بھائی کا سوال یہ تھا کہ ای ڈی او، لائیو سٹاک راولپنڈی میں کب سے تعینات ہیں تو میرے پاس information یہ ہے کہ پورے پنجاب میں ای ڈی او، لائیو سٹاک کی post ہی نہیں ہے۔ اگر یہ سرے سے post ہی نہیں ہے تو راولپنڈی میں تعیناتی کیسے ہو گی؟

جناب سپیکر: میں نے اُن کو پہلے بتا دیا ہے۔

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! آپ کے پاس یہ منسٹری رہی ہے جسے آپ خود بھی سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ان کو بتا دیا ہے کہ ای ڈی او نہیں ہوتا، DLO ہوتا ہے۔

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کے بارے میں انہیں کچھ تحفظات ہیں تو انہیں دور کر دیا جائے۔ اگلا سوال بھی عارف عباسی صاحب کا ہی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 555 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: پانچ سال سے زائد ایک جگہ پر تعینات آفیسر کی ٹرانسفر کا معاملہ

*555: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں ای ڈی او، زراعت کب سے تعینات ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کی تعیناتی پانچ سال سے زیادہ ہو چکی ہے؟

(ج) کیا مندرجہ بالا ای ڈی او کا عرصہ تعیناتی حکومتی پالیسی اور قواعد و ضوابط کے مطابق ہے، اگر نہیں تو کیا حکومت ان کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):
(الف) ضلع راولپنڈی میں ای ڈی او، زراعت مورخہ 17.11.2012 سے تعینات ہے۔
(ب) ضلع راولپنڈی میں ای ڈی او، زراعت کی تعیناتی پانچ سال سے کم ہے۔
(ج) مذکورہ بالا ای ڈی او، زراعت کا عرصہ تعیناتی ضلع راولپنڈی میں حکومتی پالیسی اور قواعد وضوابط کے مطابق ہے۔ فی الحال حکومت ان کو تبدیل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟
جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن ہوں۔
جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔
محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1096 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔
جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی کا قیام ودیگر تفصیلات

*1096: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی کب بنائی گئی ہے اور اس کو بنانے کی منظوری کس نے دی؟
(ب) اس کمپنی کا سال 13۔2012 اور 14۔2013 کا بجٹ کتنا ہے؟
(ج) اس کمپنی میں گریڈ 17 اور اوپر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، تفصیل گریڈ وار بتائیں؟
(د) اس کمپنی نے سال 13۔2012 کے دوران میٹ کی پیداوار میں اضافہ کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیلاً بیان کریں؟
(ہ) کیا یہ میٹ کمپنی لاہور کے شہریوں کو سستا اور معیاری گوشت فراہم کرنے میں کامیاب ہو رہی ہے؟

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):
(الف) پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی کا قیام 17۔ مارچ 2010 کو عمل میں آیا۔ اس کے قیام کی منظوری وزیر اعلیٰ پنجاب نے دی۔

(ب) اس کمپنی کا سال13۔2012اور14۔2013کا بجٹ درج ذیل ہے۔

سال	بجٹ
2012۔13	103.338ملین روپے
2013۔14	204.331ملین روپے

(ج) اس کمپنی میں سرکاری گریڈ نہیں ہوتے بلکہ کمپنی کے مرتب شدہ گریڈ ہیں جن کی تفصیل Annex-Aایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی نے سال13۔2012 کے دوران گوشت کی پیداوار میں اضافہ کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں۔

- کسانوں کی مفت فنی و تکنیکی تربیت
- کسانوں کے رجسٹرڈ جانوروں کی مفت ویکسینیشن
- کسانوں کے جانوروں کی مفت ٹیگنگ
- کسانوں کو مالی معاونت کی فراہمی۔اس ضمن میں کٹا بچاؤ پروگرام کے تحت چھ ماہ جانور پالنے پر -/3200روپے فی جانور جبکہ فیڈلاٹ فیٹننگ پروگرام کے تحت چار ماہ تک جانور پالنے پر -/1500روپے فی جانور ادا کئے گئے۔
- کٹا بچاؤ پروگرام کے تحت کمپنی نے 1153لائیوسٹاک فارمز رجسٹرڈ کئے جن میں جانوروں کی تعداد26170ہے۔جنہیں66.491ملین روپے کی امدادی رقوم تقسیم کی جاچکی ہیں۔
- اسی طرح فیڈلاٹ فیٹننگ پروگرام کے تحت اب تک پنجاب بھر میں1859لائیوسٹاک فارمز رجسٹرڈ کئے گئے ہیں۔ جن میں جانوروں کی تعداد 35,618 ہے اور 31,223 جانوروں کے عوض 1648 فارمز مالکان میں 52.98 ملین روپے امدادی رقوم ادا کی جاچکی ہیں جبکہ 211 جانور پال کسانوں کے 7.61 ملین روپے کی سبسڈی کے لئے دفتری کارروائی کی جارہی ہے۔

(ہ) گوشت کی قیمت کا تعین پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی کے دائرہ اختیار میں نہ ہے۔اس کمپنی کا مقصد تندرست اور صحت مند جانوروں کے گوشت کی پیداوار میں اضافہ کرنا اور جانوروں کو دور جدید کے تقاضوں کے مطابق حلال طریقہ سے ذبح کر کے فراہم کرنا ہے۔تاکہ بیمار اور مردہ جانوروں کے ذبح پر قابو پاکر گوشت کا معیار بہتر بنایا جائے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(د) سے متعلق ہے کہ 12-2011میں کتنے فیصد گوشت کی پیداوار میں اضافہ ہوا اور 12-2011کے دوران کتنے جانوروں کی ویکسینیشن کی گئی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ کمپنی مارچ2010 میں معرض وجود میں آئی اور 12-2011 میں اس نے کام کرنا شروع کیا۔ میں نے جو تفصیلات دی ہیں تو 13-2012 سے اسے funding شروع ہوئی یعنی جواب میں جو لکھا ہوا ہے کہ 13-2012 میں 130 ملین روپے کا فنڈ رکھا گیا۔ مارچ 2010 میں یہ کمپنی بنی، 2011 تک اس کے پاس funding ہی نہیں تھی تو اس نے باقاعدہ meat producing میں کیا کرنا تھا۔ بہر حال محکمہ میں جانوروں کی ویکسینیشن ہوتی تھی جو کہ ضرور ہوتی ہو گی لیکن میرے پاس اس کے figures نہیں ہیں کہ 2011 میں کتنے جانوروں کی ویکسینیشن ہوئی۔ اگر انہیں تفصیل چاہئے تو میں 2011 کی تفصیلات دے دوں گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اس میں 1153 لائیو سٹاک فارمز کو 66.491 ملین روپے کی امدادی رقوم تقسیم کی جا چکی ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ رقوم کن کن مدات میں دی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے اس سے پہلے کے سوالوں میں بتایا تھا کہ پنجاب ایگریکلچر اینڈ میٹ کمپنی نے ایک سکیم save the calf launch کی تھی جس کے تحت تقریباً بتائی گئی figures جو کہ 60 سے 70 لاکھ روپے کی رقم ہے، کے متعلق محترمہ بات کر رہی ہیں تو ہم نے جو فارم بھی رجسٹرڈ کیا ہے اس میں جتنے جانور تھے، اس فارم کے مالک کا فون نمبر، ایڈریس اور جتنی رقم دی گئی اس کا ہمارے پاس کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ موجود ہے اور میں نے -/3200 روپے بتایا تھا کہ save the calf کے نام سے دیا تھا اور اس کے بعد feed lot fattening کے نام پر -/1500 روپے دیا تھا جس کی figure wise مکمل تفصیلات کمپیوٹرائزڈ ہیں جسے کوئی بھی بندہ counter check کر سکتا ہے کہ کتنی رقم گئی ہے۔ میری بہن اگر اسے چیک کرنا چاہتی ہیں تو میں ابھی ڈیپارٹمنٹ کو ہدایت دیتا ہوں کہ انہیں پورے پنجاب میں دی گئی figures کی جو مکمل detail ہے وہ مل جائے گی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(ہ) سے متعلق ہے کہ منسٹر صاحب نے ابھی تھوڑی دیر پہلے سوالوں کے جواب میں کہا تھا کہ قیمتوں کا تعین کرنا محکمہ کا کام نہیں ہے تو میری آپ کے

توسط سے گزارش ہے کہ ہماری سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا بازاروں اور دکانوں پر کنٹرول ہمارے سامنے ہے توجب ایک اتنا اچھا ادارہ موجود ہے تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ادارے کی موجودگی میں گورنمنٹ کوئی ایسا فیصلہ کرے کہ گوشت کی قیمت کا تعین بھی سرکاری طور پر ہو سکے اور محکمہ کی طرف سے سرکاری rate آ جائے گا تو پھر تمام دکاندار اور مارکیٹ اس کے مطابق پابند ہو گی کہ سرکاری rate پر گوشت فروخت کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ان کا مشورہ بڑا مفید ہے جس پر کام کیا جا سکتا ہے۔ جیسے میں نے کہا کہ آج وقفہ سوالات لائیو سٹاک اور ڈیری ڈویلپمنٹ کا ہے جس کی domain یہ ہے کہ Dairy product اور ان چیزوں کو بڑھاوا دینا ہے اور انہیں improve کرنا ہے جبکہ price fixing سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے domain میں آتا ہے لیکن ان کا مشورہ مفید ہے جسے note کر کے انشاء اللہ تعالیٰ عملدرآمد کیا جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بہاولپور ڈویژن میں چولستان کا صحرا 66 لاکھ ایکڑ رقبے پر مشتمل ہے جہاں پر 12 لاکھ ایکڑ کے قریب لائیو سٹاک ہے جو پاکستان کے علاوہ روس کی مشرقی ریاستوں کو بھی سپلائی کرتا ہے۔ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ انہوں نے دو پروگرام "کٹا بچاؤ پروگرام" اور feed lot fattening کے حوالے سے لائیو سٹاک فارم رجسٹرڈ کئے ہوئے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چولستان میں ان دونوں پروگراموں کے حوالے سے کتنے فارمز رجسٹرڈ کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ہماری یہ دو سکیمیں جن کے متعلق ڈاکٹر صاحب پوچھنا چاہ رہے ہیں جن میں save the calf and feed lot fattening کے متعلق چولستان کا پوچھ رہے ہیں کہ کتنے فارمز رجسٹرڈ کروائے ہیں تو میں پنجاب کے تو الگ الگ بتا سکتا ہوں کہ پنجاب میں ہم نے save the calf کے حوالے سے 1153 فارمز رجسٹرڈ کئے ہیں اور اس میں جانوروں کی رجسٹریشن کی figure بھی موجود ہے جبکہ feed lot

fattening جو فارم ہم نے رجسٹرڈ کئے ہیں ان کی تعداد تقریباً 19/18 سو کے قریب ہے اور وہاں پر جتنے جانور رجسٹرڈ کئے گئے ہیں وہ تعداد بھی میرے پاس ہے لیکن خاص طور پر چولستان کا figure میرے پاس موجود نہیں ہے۔ البتہ پورے پنجاب کا میرے پاس ہے لیکن چولستان کا بھی دیا جا سکتا ہے جو کہ ریکارڈ پر موجود ہے۔

محترمہ سائرہ افتخار: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سائرہ افتخار: وزیر اعلیٰ صاحب ڈیری ڈویلپمنٹ کے حوالے سے بہت passionate ہیں اور اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے بجٹ 14-2013 میں خواتین کی poverty reduction کے لئے ایک handsome budget allocate کیا ہے اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم خواتین کو مویشی دیں گے تاکہ وہ ان کا دودھ فروخت کر کے اپنی poverty ختم کر سکیں تو کیا ڈیری لائیو سٹاک کا محکمہ ان خواتین کو کوئی basic good farm practices کے اوپر ٹریننگ دینے کا ارادہ رکھتا ہے کیونکہ initiative بہت اچھا ہے اور جب تک proper ٹریننگ نہیں ہو گی تو ان جانوروں کو دینے کا فائدہ کوئی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے جو سوال پڑھا ہے وہ 1096 ہے تو اس میں یہ ضمنی سوال کس طرح بنتا ہے مجھے ذرا سمجھا دیں بہر حال یہ بات سچ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اس معاملے میں بہت زیادہ interest show کرتے ہیں اور جو P.A.M.C.O کمپنی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اتنا بتا دیں کہ انہوں نے خواتین کے لئے جو بات کی تھی کہ مویشی انہیں دیں گے تاکہ وہ دودھ سے کچھ استفادہ کر سکیں کیا اس معاملے میں محکمہ کی طرف سے پیشرفت ہوئی ہے یا نہیں؟

وزیر خوراک/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! P.A.M.C.O کے چیئرمین وزیر اعلیٰ ہیں اور ان کی instructions ہیں کہ یہ جو انفارمیشن ہے اور اس میں facilitate کرنے کے لئے ہم نے جو ہیلپ لائن بنائی ہے اور جو ہمارا setup کام کر رہا ہے وہ سب کے لئے ہے۔ اس میں اس طرح کی کوئی قدغن نہیں ہے کہ وہ male پوچھ سکتا ہے female نہیں پوچھ

سکتا تو یہ ہیلپ لائن سب کے لئے ہے۔ ہماری خواتین بھی پوچھ سکتی ہیں اور مرد حضرات بھی پوچھ سکتے ہیں۔

محترمہ سائرہ افتخار: جناب سپیکر! میرا تجربہ بھی ہے اور میرا background rural area ہے تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارے گاؤں کی سطح پر بہت سی خواتین لائیو سٹاک کی مینجمنٹ کے ساتھ involve ہوتی ہیں۔ وہ جانوروں کو سنبھالتی بھی ہیں اور ان کا دودھ وغیرہ بھی نکالتی ہیں تو ایسی خواتین کو جب ہم جانور دیں گے تو کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ ان کو initially ایک یا دو دن کا کورس cluster میں کر کے کروایا جائے تاکہ ان کو پتا چل سکے۔

جناب سپیکر: یہ تجاویز ان کو علیحدہ دیں، یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ان کی رائے مفید ہے، اس کو note کر لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔

شمیم اختر المعروف شہزادی کبیر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، محترمہ! آپ بھی کر لیں۔

شمیم اختر المعروف شہزادی کبیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جانوروں کی خوراک میں توڑی بہت استعمال ہوتی ہے اور اینٹوں والے پہلے اینٹوں کو مصالحے سے پکاتے تھے لیکن اب وہ توڑی سے پکاتے ہیں جو غریب کسانوں کی پہنچ سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ وہ پہلے پانچ روپے کلو تھی لیکن اب بیس پچیس روپے کلو تک ہو گئی ہے۔ اس پر ban لگا ہوا تھا۔ میری گزارش ہے کہ جو لوگ توڑی کو اینٹوں کے بھٹوں میں استعمال کرتے ہیں ان کو سزا دینی چاہئے اور ان سے جرمانہ بھی لینا چاہئے۔ کیا وزیر صاحب اس پر کوئی ایکشن لینے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: یہ آپ کا علیحدہ سے سوال بنتا ہے۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ سوالات ختم ہو چکے ہیں۔

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں بقیہ سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

نشان زدہ سوال اور اُس کا جواب

(جوایوان کی میز پر رکھا گیا)

ضلع لاہور: ویٹرنری ہسپتالوں / مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*28: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں کل کتنے ویٹرنری ہسپتال / مراکز ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان اداروں میں تعینات عملہ کی تعداد علیٰحدہ علیٰحدہ مرکزوار کتنی ہے؟

(ج) ان اداروں میں روزانہ اوسطاً کتنے جانور علاج کے لئے لائے جاتے ہیں؟

وزیر خوراک / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع لاہور میں کل 23 سول ویٹرنری ہسپتال، 15 سول ڈسپنسریز اور 15 ویٹرنری مراکز ہیں۔ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان اداروں میں تعینات عملہ کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع لاہور کے تمام ہسپتالوں / اداروں میں روزانہ تقریباً 650 جانوروں کا علاج کیا جاتا ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہ Call Attention Notices ہیں۔ایک ڈاکٹر نوشین حامد اور دوسرا جناب شہزاد منشی کا ہے۔چونکہ لاء منسٹر صاحب نہیں ہیں لہذا ان کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بہت اہم ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے جو بات کرنے لگی ہوں یہ ہم سب کا مشترکہ issue ہے۔ میرا خیال ہے کہ میرے سارے ساتھی مجھے اس میں support کریں گے۔ 2008 میں پنجاب اسمبلی سے ایم پی ایز کو بلیو پاسپورٹ جاری کرنے کے حوالے سے ایک قرارداد پاس

ہوئی تھی۔ ہماری گزشتہ اسمبلی نے بھی قرارداد منظور کی کہ ایم پی ایز کو ایم این ایز کے برابر نیلا پاسپورٹ جاری کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہ قرارداد پاس ہونے کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کی وفاقی حکومت نے بلا تخصیص پنجاب اسمبلی کے ممبران چاہے وہ(ن)لیگ سے تھے، پیپلز پارٹی یا(ق)لیگ سے تھے جن بھی ممبران نے وفاقی حکومت سے رابطہ کیاان کو بلیو پاسپورٹ جاری کئے گئے۔ میں کچھ دن پہلے لاء منسٹر صاحب سے ملی تھی اور میں نے ان سے پوچھا تھا کہ جن کے پاسپورٹ expire ہو گئے ہوں اور نئے ممبران بلیو پاسپورٹ بنوانا چاہیں تو ان کے لئے آپ کی حکومت کی کیا پالیسی ہے، کیا پنجاب اسمبلی نے جو قرارداد پاس کی ہے اس کی روشنی میں آپ اس کو جاری رکھیں گے ؟انہوں نے مجھے بتایا کہ میں اس کا جواب دو دن کے بعد دوں گا۔آج ایک مہینہ گزرنے والا ہے لیکن ان کی طرف سے مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ میں نے اپنا پاسپورٹ renew کرانا ہے اور میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب اور گورنمنٹ سے یہ جاننا چاہتی ہوں کہ پنجاب اسمبلی کے استحقاق کا status کیا ہے اور ممبران کو مستقبل میں بلیو پاسپورٹ جاری ہوں گے یا نہیں ؟

جناب سپیکر: انشاء اللہ ہوں گے، بہتری کی امید رکھیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے امید دلائی لیکن میری گزارش یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران کی تعداد اس وقت نیشنل اسمبلی کے ممبران کی تعداد کے برابر ہے اور پنجاب اسمبلی تمام صوبائی اسمبلیوں میں سب سے بڑی اسمبلی مانی جاتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں یا تو rules کو amend کرنا چاہئے کہ اگر پنجاب اسمبلی کے اندر کوئی resolution پاس ہو تو اس کو صرف کاغذ یا ردی کی ٹوکری کا حصہ نہ بنایا جائے بلکہ اس کو قانون کی شکل ملنی چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

خیبر پختونخواہ جیسے چھوٹے صوبے میں اگر وہاں کی اسمبلی میں پیش کی گئی resolution کا درجہ قانون کا ہے تو پھر پنجاب اسمبلی میں پیش کی ہوئی resolution کو کیوں ردی کی ٹوکری میں ڈالا جاتا ہے، اس کا status قانون کا کیوں نہیں ہے ؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے سے اس کی اجازت کیوں لیتے ہیں؟اس پر legislation ہونی ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!اگر یہ ہمارا استحقاق ہے تو پھر ہونا چاہئے، یہ کوئی خیرات والی چیز تو ہے نہیں۔ اگر ہمارا استحقاق ہے تو ہونا چاہئے red book of Privileges میں entitlements میں بلیو پاسپورٹ کو حصہ ہونا چاہئے۔اگر ہمارا استحقاق نہیں ہے تو پھر as it is جیسا چل رہا ہے ویسے ہی ہوتا رہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چلیں، اس کو ابھی pending کرتے ہیں پھر اس کا فیصلہ کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 23۔ اگست دوران سیشن بھکر کے اندر بہت ہی افسوسناک واقعہ پیش آیا تھا۔ اس میں بارہ لوگ قتل ہو گئے، بیسیوں زخمی ہو گئے اور وہاں پر کرفیو لگانا پڑا۔ یہ اتنا اہم معاملہ تھا جو یہاں ایوان میں زیر بحث آنا چاہئے تھا۔ میں نے دو دفعہ توجہ دلاؤ نوٹس دیا ہے لیکن اس کا نمبر نہیں آیا اس لئے میں آپ سے استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اتنا اہم معاملہ ہے اس پر جو میں نے توجہ دلاؤ نوٹس دیا تھا اس کو accept کیا جائے۔ جس طرح آپ نے یہ دو نوٹس pending کئے ہیں اس کو بھی pending فرما دیں تاکہ یہ معاملہ ایوان کے اندر آ سکے اور اس کو آنا چاہئے۔ وہاں پر کتنا بڑا administrative lapse تھا، پانچ بندے اغواء ہو گئے بعد میں ان کی لاشیں ملیں، ڈی پی او، ڈی سی او سارے معاملے میں سوئے رہے اور ہماری انٹیلی جنس بھی سوئی رہی۔ یہ اتنا اہم معاملہ تھا جو ایوان کے اندر آنا چاہئے تھا۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ میں نے جو دو دفعہ توجہ دلاؤ نوٹس دیا ہے اس کو براہ کرم آپ خصوصی اختیارات کے تحت اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ وہ یہاں زیر بحث آ سکے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک استحقاق پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق نمبر 13/8 سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، ڈاکٹر محمد افضل، جناب احمد شاہ کھگہ، محترمہ باسمہ چودھری اور محترمہ جیدہ خالد خان کی طرف سے ہے۔ اس کو کون پیش کرے گا؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں اس کو پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: کھگہ صاحب! یہ آپ کی مرضی ہے میں نے آپ سے کچھ باتیں علیحدگی میں کی ہوئی ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو میرے خیال میں اس کو pending کر لیتے ہیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اس کو pending کیا جاتا ہے اور تحریک استحقاق نمبر 13/9 بھی pending ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

بحث

گندم کی امدادی قیمت کی تجاویز پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: یااللہ خیر۔ابھی میں اجازت نہیں دے رہاہوں۔اب ہم discussion کی طرف بڑھتے ہیں۔دس نام اپوزیشن کی طرف سے ہیں اور انیس نام حکومتی بنچوں کی طرف سے ہیں۔جناب احمد خان بھچر!

جناب احمد خان بھچر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!۔۔۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!جمعہ والے دن میں بات کر رہا تھا لیکن ایوان کا وقت ختم ہو گیا تھا لہذا مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،ہاں۔ بھچر صاحب!Sorry وہ اس دن بات کر رہے تھے لیکن ٹائم ختم ہو گیا تھا۔

جناب احمد خان بھچر: ٹھیک ہے،کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر: امجد علی جاوید صاحب!آپ کے پاس صرف تین منٹ ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔جناب سپیکر!میں گزارش کر رہا تھا کہ قیمت بڑھانے کی بجائے کسان کے لئے ایسے طریقے اختیار کئے جائیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار نمبر 514 ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی mover نہیں ہے۔اس کو بھی pending کر دیا جائے۔جی،جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!ایسے طریقے اختیار کئے جائیں کہ کاشتکار کو اس کی فصل کا صحیح معاوضہ مل سکے اور اسے بیج،کھاد اور سستا ڈیزل دے کر اس کو facilitate کر سکتے ہیں۔دوسری طرف

خرید کے وقت جو اس کا purchase centres پر استحصال ہوتا ہے، وہ کروڑوں روپے جو مڈل مین اور محکمہ خوراک کی جیب میں جاتے ہیں اگر ہم اس سسٹم میں بہتری لا کر وہ پیسے بچا کر کسان کی طرف منتقل کر سکیں تو اس سے بھی کسان کو بہت زیادہ ریلیف مل سکتا ہے۔ ایک بات جس کی وجہ سے کسان استحصال کا شکار ہوتا ہے وہ کسان کے پاس storage capacity کا نہ ہونا ہے جس کی وجہ سے وہ مجبور ہوتا ہے کہ جب اس کی فصل تیار ہوتی ہے تو وہ فصل کا پہلے سودا کر چکا ہوتا ہے یا اسے آڑھتی کو payment کرنی ہوتی ہے اس لئے وہ مجبور ہوتا ہے کہ اپنی فصل اونے پونے داموں بیچے۔ ہمارے ہمسایہ ملک نے اس کے اندر ایک سسٹم adopt کیا ہے جو پاکستان کے اندر بھی لانے کی کوشش کی گئی۔ وہاں پر زمینداروں اور کاشتکاروں کے لئے ہر گاؤں کی سطح پر ایک storage centres بنے ہوئے ہیں اور جب ایک کاشتکار کی فصل تیار ہو جاتی ہے۔۔۔

(اذانِ مغرب)

MR SPEAKER: carry on.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جب تک فصل ہمارے کاشتکار کے پاس رہتی ہے تو اس وقت تک اس فصل کی قیمت کم رہتی ہے، وہ منڈی میں اونے پونے داموں بیچ رہا ہوتا ہے اور جونہی فصل ذخیرہ اندوزوں کے گوداموں میں پہنچتی ہے تو اس کی قیمت boost کر جاتی ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے ہمارے پاس ایک مثال موجود ہے کہ ہمارے ہمسایہ ملک کے اندر cooperative کی بنیاد پر ہر گاؤں کے اندر بڑے بڑے سٹور بنا دیئے جاتے ہیں، کاشتکار اپنی فصل وہاں لا کر ذخیرہ کرتا ہے اور بنک اسے سٹور کی پرچی پر اس وقت کی قیمت کا 90 فیصد تک بغیر کسی سود کے ادا کر دیتا ہے۔ زمیندار کی فصل وہاں سٹور میں پڑی رہتی ہے جب وہ سال کے دوران محسوس کرتا ہے کہ اب فصل کی قیمت میری requirement کے مطابق ہے تو وہ اس کو فروخت کرنے کے لئے سٹور والوں کو کہتا ہے۔ اس قیمت پر فصل فروخت ہوتی ہے اور بنک اپنے پیسے کاٹ کر باقی پیسے اسے دے دیتا ہے۔ پاکستان کے اندر یہ ماڈل try کرنے کے لئے PC-1 بنا، سپیشل سیکرٹری مقرر کئے گئے، کروڑوں روپے اس پر لگے، گاڑیاں خریدی گئیں، فرنیچرز خریدے گئے اور دفتر بنائے گئے لیکن ہمارے ساتھ جو سالوں سے ہوتا رہا ہے کہ سیکرٹری بدلا، حکومت بدلی اور کروڑوں روپے جو اس منصوبے پر قوم کے لگے تھے وہ پتا نہیں کہاں گئے؟ یہ منصوبہ ایک کسان دوست منصوبہ تھا وہ کہیں فائلوں کی نذر ہو گیا۔ میں اس ایوان کی وساطت سے وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کسان دوست منصوبے کو revive کریں کیونکہ یہ مسئلے کا ایک بہت بڑا حل

ہے اور پنجاب کے اندر ایک تاریخ رقم ہو سکتی ہے۔ ہمارے پاس خوراک کی capacity storage نہ ہے جس کی وجہ سے ایک تو گندم خراب ہوتی ہے اور دوسری طرف کسانوں سے خریدی نہیں جاتی۔

جناب سپیکر! دوسری ایک اور اسی طرح کی سکیم تھی جو پنجاب کے اندر introduce کی گئی جس میں Private Public Partnership کے تحت ایک منصوبہ لایا گیا تھا کہ عام لوگوں کو حکومت facilitate کرے گی کہ وہ گودام بنائیں اور حکومت ان کے ساتھ ایک معاہدہ کرے گی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اپنی بات مکمل کرنے جا رہا ہوں اس میں صرف دو لائنیں ہیں کیونکہ اس معاہدے میں کمیشن نہیں ملنا تھا اور پرائیویٹ سیکٹر کا پراجیکٹ تھا اس لئے اس میں ایسی ایسی شرائط لگائی گئیں کہ آخر کار ایک بہتر منصوبہ فائلوں میں دفن ہو کر رہ گیا۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس کو revive کیا جائے اور یہ کسان کے لئے بہترین کسان دوست قدم ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، احمد خان بھچر صاحب! ٹائم کا ذرا خیال کرنا کیونکہ آپ کے دوسرے بھائیوں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا اور بات to the point کروں گا۔ میں سب سے پہلے منسٹر صاحب کو appreciate کرتا ہوں جنہوں نے بروقت بڑا اچھا قدم اٹھایا جب گندم کی بوائی شروع ہونے والی ہے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: گپ شپ کے لئے آپ کے پاس لابی موجود ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! گندم کی امدادی قیمت کے بارے میں کافی سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے۔ میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ بنیادی طور پر گندم کی پیداوار ہمارے صوبے اور ملک میں کہیں زیادہ کم مل رہی ہے جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دوسری منافع بخش فصلوں نے اس کی جگہ لے لی ہے۔ 2012-13 میں ایک کروڑ 68 لاکھ ایکڑ پر گندم propose ہوئی تھی جس میں سے چار لاکھ ایکڑ پر گندم کاشت بھی نہیں ہوئی۔ اُس میں ہماری کچھ مکئی کی فصل ہے خدانخواستہ میرے کہنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم مکئی کی فصل کو بالکل کاشت نہ کریں لیکن وہ زیادہ منافع بخش ہے۔ ہم زمیندار مکئی کی فصل کاشت کر کے اس سے بہتر طریقے سے آمدن بھی لے لیتے ہیں اور سال میں مکئی کی دو فصلیں ہوتی ہیں۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ on ground ہم -/3600 روپے میں ویسے ہی گندم خرید رہے ہیں۔ عام

routine میں جو گندم ادھر آرہی ہے یا زمیندار اپنی گندم 3ہزار روپے میں بیچ کر دوبارہ 37 سے 38 سو روپے میں 100 فی کلو گرام کے حساب سے خرید رہا ہے۔اس وقت جو ہماری sowing کی پوزیشن ہے یا ہمارے پانی کی پوزیشن ہے یا فاسفورس کی پوزیشن ہے یعنی جو فاسفورس کھادیں ہیں وہ ایک ہی دفعہ ڈالنی پڑتی ہیں ان کی قیمت اتنی بڑھ چکی ہے کہ وہ کھاد 4 سے ساڑھے چار ہزار روپے تک پہنچ چکی ہے۔ نائیٹروجن کھاد کو آپ خود دیکھ لیں کہ نائیٹروجن کھاد 1700 روپے میں بلنگ ہو رہی ہے۔ جس طرح ہمارے بزرگ ممبر صوبائی اسمبلی چودھری محمد اقبال صاحب نے پرسوں فرمایا تھا کہ آپ ایک estimation لگوالیں۔ ہم زمیندار تو ہر وقت یہی estimation لگاتے رہتے ہیں،ایک کمیٹی ہوتی ہے جو تھوڑی تھوڑی کر کے ڈالتے ہیں اور پھر اکٹھی اُسے کمیٹی کی شکل میں ملتی ہے۔اس وقت نائیٹروجن کھاد 1700 روپے فی بوری بلنگ پر مل رہی ہے اور ہمیں ویسے مارکیٹ میں 2000 روپے میں مل رہی ہے۔اس سال 13-2012 میں ہماری چار لاکھ ایکڑ sowing کم ہوئی ہے۔اگر اس میں irrigated land and un-irrigated land کی average ملائیں تو دونوں کی تقریباً 30 من فی ایکڑ بنتی ہے۔ اس میں سب سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ عوام پر direct burden پڑے۔ جس طرح زمینداروں کی فی ایکڑ پیداوار ہو رہی ہے اس طرح اگر 5 ہزار روپے فی من بوری بھی ہو جائے گی تو اس مسئلہ کا حل نہیں ہو گا۔ میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب کو صرف یہ عرض کروں گا کہ ان کو مرکز میں بھی اور صوبے میں بھی absolute majority ملی ہے۔ بڑے عرصہ بعد میرے خیال میں پاکستان بننے کے بعد شاید مسلم لیگ (ن) کو دوسری دفعہ اتنی absolute majority ملی ہے لہذا اب ان کو bold فیصلے کرنے چاہئیں۔ ٹیوب ویل، کھاد اور بجلی ان چیزوں پر یہ فوری فیصلے کریں،یہ cut لگائیں۔ دیکھیں 35 سے 40 ہزار روپے فی ایکڑ گندم کا خرچہ آتا ہے یہ اس کو 50 فیصد subsidize کریں، میں آپ کو گارنٹی سے کہتا ہوں کہ ہم پنجاب کی گندم انشاء اللہ تعالیٰ پورے ملک میں سپلائی کریں گے اور باہر بھی ہماری گندم ایکسپورٹ ہو گی۔آپ خود زمیندار ہیں، ہم سب زمیندار ہیں،اس وقت جو فلور ملیں ہیں،ایک فلور مل 15 سے 20 کروڑ روپے میں لگتی ہے ان کی بھی یکساں ہی problems ہیں ان کی بھی اسی طرح ہی problem ہے کہ ان کے پاس تین سے چار مہینے مل چلانے کے لئے ہوتے ہیں۔ گرمیوں میں بھی وہ کافی problems face کر کے آگے آتے ہیں۔اصل صورتحال یہ ہے کہ جب دو communities،ایک ہماری زمیندار کمیونٹی ہے اور ایک وہ جو اس خام مال کو refine کرتی ہے جس سے آٹا بنتا ہے وہ دونوں مشکلات کا شکار ہوتے ہیں تو ultimately

burden عوام پر پڑتا ہے۔ میرے فلور ملز مالکان بھائی موجود ہوں گے تو اس وقت 3600 سے 3700 روپے وہ open market سے خرید رہے ہیں ہم زمیندار اور چھوٹے زمیندار جن کی اس وقت گندم ختم ہو جاتی ہے وہ بھی اگر گندم واپس لے رہے ہیں تو اسی ریٹ پر لے رہے ہیں تو ایسا نہیں ہے کہ اس وقت گندم کی قیمت 3 ہزار روپے پر stand کی ہوئی ہے۔ میں پھر آپ سے گزارش کروں گا کہ باتیں تو میرے پاس کافی تھیں لیکن آپ کا حکم ہے کہ تھوڑا ٹائم لینا ہے تو میں آپ کے توسط سے ان کی حکومت کو یہ عرض کروں گا کہ ان کو absolute majority ملی ہے، یہ step لیں، یہ step اس صورت میں نہ لیں کہ سارا burden عام آدمی پر پڑ جائے، ہم یہ نہیں چاہتے کہ گندم کی ایک بوری کی قیمت 5 ہزار روپے ہو۔ میں آپ سے یہ حقیقت میں عرض کر رہا ہوں کہ اس وقت 4 ہزار روپے گندم کی بوری بھی زمیندار کو وارے میں نہیں ہے کہ وہ گندم کاشت کرے۔ میں خود ایک کاشتکار ہوں مجھے مکئی کی فصل میں موسمی اور بہاریہ مکئی کی دو فصلیں ملتی ہیں اور وہ منافع بخش کاشت ہوتی ہے تو گندم کاشت کے لئے میں اپنی ضرورت سے زیادہ گندم کاشت کرنے کی طرف نہیں دیکھوں گا۔ ایک دفعہ مشرف کے دور میں، خدانخواستہ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ مشرف کا دور اچھا دور تھا، وہ ڈکٹیٹر کا دور تھا لیکن غالباً 1999 میں مشرف نے ایک کام کیا تھا کہ اس نے بجلی کے بِلوں کو for six months extend کر دیا تھا اس میں یہ ہوا تھا کہ آپ کی اُس سال گندم کی bumper crop ہوئی تھی۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آج سے پانچ سال پہلے میں ہمسایہ ملک گیا تھا، ادھر اس وقت یہ تھا کہ quarterly اور half yearly یہ دو اِن کے tenures تھے زمیندار سے بجلی کے بل لینے کے لئے جو وہ تھوڑا بہت لیتے تھے۔ اس وقت ہمارے ملک میں یہ پوزیشن ہے کہ ہماری فصل کم از کم تین مہینے بعد آتی ہے اور بجلی کا بل ہم ہر مہینے دیتے ہیں۔ اس میں جب تک آپ کوئی فیصلہ نہیں کریں گے، جس طرح اس ایوان میں اتنی اچھی بحث کی گئی ہے، مجھ سے بہتر لوگ ادھر بیٹھے ہیں جو اتنی اچھی تجاویز دے چکے ہیں تو اس میں جب تک آپ فیصلے نہیں کریں گے، کھاد کی قیمتوں کو subsidize نہیں کروائیں گے، بجلی کو subsidize نہیں کروائیں گے اس وقت تک حالات بہتر نہیں ہوں گے۔ ایوان میں زمیندار بیٹھے ہیں انہیں پتا ہو گا کہ جو ٹیوب ویل کی زمین ہوتی ہے اس میں پوٹاش بھی ڈالی جاتی ہے، پوٹاش کی قیمت 4 سے 4½ ہزار روپے فی بوری ہے جو ہمارے اوپر اضافی خرچ پڑتا ہے تو اس وقت اگر آپ ہماری ظاہری نمود و نمائش دیکھ کر یہ سمجھیں کہ ان کے پاس بہت کچھ ہے، میرے خیال میں زمیندار reputation پر ہی چل رہا ہے اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ میری بات میں حقیقت ہے آپ بھی اس کی تائید کریں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایگریکلچر ڈویلپمنٹ بنک زندہ باد!(قہقہہ)

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! سبطین خان صاحب مجھے insist کر رہے ہیں کہ میں آپ کو ایک بات سُناؤں لیکن چونکہ وقت کم ہے، Rolls Royce کے بارے میں نظام حیدرآباد کا لطیفہ ہے۔اگر آپ مجھے اجازت دیں تو آپ کی اجازت سے عرض کر دوں؟

جناب سپیکر: نہیں، آپ وقت کا خیال کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ سُنا دیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! وہ میں آپ کو تھوڑا سا سُنا دیتا ہوں کہ نظام حیدرآباد نے Rolls Royce منگوائی اس میں انجن نہیں تھا اور وہ چل رہی تھی۔نظام حیدرآباد نے جرمنی پیغام بھیجا کہ آپ کی Rolls-Royce تو آ گئی ہے لیکن یہ بغیر انجن کے چل رہی ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم انجن رکھوا دیتے ہیں لیکن یہ reputation پر چل رہی ہے۔(قہقہہ)

میں آپ سے یہ حقیقت پر مبنی بات کر رہا ہوں کہ ہم زمیندار بھی صرف اپنی reputation پر چل رہے ہیں۔ ہمیں گندم کی قیمت بڑھانے کا کوئی شوق نہیں، جس طرح بروقت بحث کا آغاز کیا گیا ہے حکومت پنجاب اس میں کوئی اچھے اقدام اٹھائے انشاء اللہ تعالیٰ ہم ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری شمشاد احمد خان!

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میں بھی ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے wheat pills، جو گندم میں رکھنے والی گولیاں ہوتی ہیں یہ pesticides کی ایک قسم ہے، یہ ایک ایسا زہر ہے جس کا antidote یعنی تریاق نہیں ہے۔ یہ ہمارے دیہاتوں میں عام دُکانوں پر مل رہی ہیں وہ بچے، بچیاں اور لوگ جن میں خودکشی کا رجحان ہوتا ہے وہ جب اسے کھا لیتے ہیں تو وہ بالکل نہیں بچتے، اس میں 100 فیصد اموات ہو رہی ہیں۔ میں ڈاکٹر ہوں مجھے پتا ہے کہ ایسے مریضوں کا بلڈ پریشر آہستہ آہستہ down ہوتا ہے اور اگلے

چھ، سات گھنٹے میں وہ مر جاتے ہیں لہذا آپ سے درخواست ہے کہ اس پر پابندی لگائی جائے یا ان ادویات کی ڈلیوری کا سسٹم بہت ہی ذمہ دار لوگوں کو دیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، شمشاد احمد خان!

چودھری شمشاد احمد خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آج سب سے اہم issue پر بحث ہو رہی ہے اور اس ایوان میں بیٹھی اکثریت کا تعلق اسی issue کے ساتھ ہے۔ مجھ سے پہلے بے شمار دوستوں نے بہت اچھی تجاویز دی ہیں اس میں تو کوئی دو رائے نہیں کہ اس صوبہ کا کاشتکار جن حالات سے گزر رہا ہے اگر آپ چند سالوں کا سروے کروائیں تو گندم کی کاشت بتدریج کم ہو رہی ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ کاشتکار کو جن فصلوں کی کاشت پر زیادہ پیسے ملتے ہیں یقیناً وہی فصلیں کاشت کرتے ہیں ہمارا علاقہ چونکہ paddy اور گندم کا علاقہ ہے وہاں پر 99 فیصد گندم اور چاول کاشت کیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی فصلیں ہمارے علاقہ میں کاشت کی جاتی ہیں سب سے کم پیسے گندم کی فصل میں رہ گئے ہیں اس لئے لوگ اس کو چھوڑ کر دوسری فصلوں پر توجہ دے رہے ہیں۔ میں منسٹر صاحب کی seriousness پر، اگر یہ میری طرف تھوڑی سی توجہ دیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے بات کریں۔

چودھری شمشاد احمد خان: جناب سپیکر! بہت اہم گفتگو ہے اور انہوں نے یہ سب points note کرنے ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: وہ note کر رہے ہیں۔

چودھری شمشاد احمد خان: کوئی ضروری نہیں ہے کہ آپ نے ہر بات میں بولنا ہوتا ہے۔ایوان کا کوئی decorum بھی ہوتا ہے۔(قطع کلامیاں)

آپ توجہ سے سُنیں، میں نے آپ سے متعلق بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے بات کریں، اپنا ٹائم ضائع نہ کریں۔

چودھری شمشاد احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس کے دو تین طریقے ہیں یا تو گندم کا ریٹ بڑھا دیا جائے اور اس کے اوپر باقاعدہ ایک زمینداروں کی کمیٹی بنائی جائے جو یہ طے کرے کہ اس گندم کا ریٹ کیا ہو گا، کسان کو کس ریٹ پر گندم وارا کھائے گی اور کس ریٹ پر وہ کاشت کرے گا، اگر

گندم کا ریٹ نہیں بڑھایا جاتا تو اس کا دوسرا طریقہ بھی موجود ہے۔ ہمارے ہمسایہ ملک کی طرف اگر آپ دیکھیں تو وہاں اس وقت ڈی اے پی کھاد کا ریٹ 1200 روپے ، ڈیزل کا ریٹ 55 روپے، یوریا کا ریٹ 280 روپے اور ٹریکٹر کی قیمت 2 لاکھ سے 4 لاکھ کے درمیان ہے۔ اس کے علاوہ بھی اگر آپ اپنے ہمسایہ ملک کی طرف دیکھیں تو وہاں پر بہترین ریسرچ سنٹر موجود ہیں جو ہر سال نئے بیج کسانوں کو introduce کرواتے ہیں۔ جس طرح آج ہمارے ملک کی معیشت تنزلی کی طرف جا رہی ہے اگر آپ نے اس کی معیشت کو بہتر کرنا ہے، اگر اس ملک کا زرمبادلہ بڑھانا ہے تو پھر اس کا ایک ہی حل ہے کہ ایگریکلچر سیکٹر کو مضبوط کیا جائے، اس کی ریسرچ کو بہتر کیا جائے، اس کی زمینوں کی laser levelling کی جائے، اس کی لیبارٹریوں کو بہتر کیا جائے اور وہ کسان کو یہ بھی بتائے کہ آپ کی زمین کو کس کھاد کی ضرورت ہے، آپ کی زمین کو کس pesticide کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اگر دنیا کے اندر survive کرنا ہے تو پھر ایگریکلچر جس کے بارے میں ہمیشہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن اس ریڑھ کی ہڈی کو کبھی مضبوط نہیں کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ضرورت ہے کہ اس ریڑھ کی ہڈی کو مضبوط کیا جائے کیونکہ اگر ریڑھ کی ہڈی مضبوط ہو گی تو جسم مضبوط ہو گا اگر ریڑھ کی ہڈی کمزور ہو گی تو جسم کام نہیں کرے گا۔ اس سلسلے میں میری مختصر سی تجاویز ہیں کہ اگر آپ گندم کی average نکال کر دیکھیں، لکھا اور پڑھا تو یہ جاتا ہے کہ ہماری average اس وقت پینتیس سے چالیس من ہے لیکن اگر آپ عملی طور پر check کروائیں تو اس صوبے کی average پچیس سے اٹھائیس من سے زیادہ نہیں ہے۔ پچیس سے اٹھائیس من کی average اگر زمیندار لے گا اور اگر اس کے خرچے نکالے جائیں تو ایک منٹ میں سمجھ آ جائے گی کہ کیوں گندم کی فصل بتدریج تنزلی کی طرف جا رہی ہے۔ اگر ریٹ نہیں بڑھانا تو پھر سبسڈی دی جائے، کسان کو ٹریکٹر سستا مہیا کیا جائے، کسان کے بجلی کے بلوں کو کم کیا جائے بلکہ flat rate مقرر کئے جائیں اور اس کے علاوہ زرعی ادویات پر بھی سبسڈی دی جائے۔ کسان کو اپنی زمین level کرنے کے لئے آج بہت سی مشکلات ہیں، دفاتر کے اندر جانا پڑتا ہے، کچھ لوگ محسوس کریں گے کہ بار بار ہمارے ہمسایوں کا کیوں ذکر کیا جاتا ہے؟ میں یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے ایک system establish کر دیا ہے، میں وہاں پر دو تین دفعہ گیا ہوں، ہم بنگلور میں ایک بہت خوبصورت بلڈنگ کے پاس سے گزر رہے تھے تو میں نے پوچھا کہ یہ بلڈنگ کس محکمہ کی ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ لائیو سٹاک اور ایگریکلچر کا ریسرچ سنٹر ہے۔ اس طرح انہوں نے اپنی زراعت کو بہتر کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے لیکن اب سوچنے کا وقت

نہیں بلکہ فیصلے کا وقت ہے،اب کسان کو مضبوط کرنے کا وقت ہے،اب اس ملک کی معیشت کو بہتر کرنے کا وقت ہے اور اس ملک کی معیشت اس وقت بہتر ہو گی جب کسان مضبوط ہو گا، جب کسان کے بچوں کے پاس کھانے کے لئے کچھ ہو گا تو وہ اس ملک کے لئے بہتر ہی کرے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! چونکہ یہاں پر وزیر خوراک بھی تشریف فرما ہیں اس لئے میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہمارے پاس زیادہ گندم produce ہو جائے تو پھر بھی ہم مصیبت میں آ جاتے ہیں کیونکہ ہم اسے سنبھال بھی نہیں سکتے۔ ہمارے پاس storage کی بھی کمی ہے اگر ہمارے پاس گندم کم ہو جائے تو پھر پہلے ہی زر مبادلہ کی کمی ہے کیونکہ اس سے ہمارا زر مبادلہ ضائع ہوتا ہے لہذا ہمیں اس پر بھی توجہ کی ضرورت ہے کہ جب گندم produce ہو تو ہمارے پاس کوئی ایسا سسٹم موجود ہو جس سے ہمیں یہ اندازہ ہو سکے کہ اس سال گندم کی پیداوار کتنے لاکھ ٹن ہو گی، ہماری ضرورت کتنے لاکھ ٹن ہے، کتنی گندم اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے زائد آئے گی اور اس کا کیا بندوبست کرنا ہے۔ میں نے آپ کا وقت بہت زیادہ لیا ہے، میں ڈیپارٹمنٹ اور وزیر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت اہم issue پر debate شروع کروائی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے debate شروع نہیں کروائی جنہوں نے کروائی ہے آپ ان کا نام نہ لینا۔

حلف

نو منتخب ممبران اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: مجھے پتا چلا ہے کہ دو معزز ممبران جناب احمد علی خان دریشک اور سردار علی رضا خان دریشک elect ہو کر اس معزز ایوان میں آج تشریف لائے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں ان سے کہوں گا کہ وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان، آئین کے آرٹیکل 65 اور 127 کے تحت حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشستوں سے کھڑے ہو جائیں اور اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کریں۔

(اس مرحلہ پر مندرجہ ذیل دو معزز ممبران نے حلف لیا اور حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
1۔	جناب احمد علی خان دریشک	پی پی۔243 ڈیرہ غازی خان 4
2۔	سردار علی رضا خان دریشک	پی پی۔247 ڈیرہ غازی خان 8

آپ کو مبارک ہو،اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو دو منٹ کے لئے اپنی بات کر سکتے ہیں، میں معزز ممبران کو دو دو منٹ کے لئے floor دے رہا ہوں تاکہ یہ اپنی بات کر لیں لیکن میری آپ سے یہ بھی گزارش ہو گی کہ کسی کی دل آزاری نہیں ہونی چاہئے،اپنی بات اچھے طریقے سے کریں اور آپ میں سے جو بھی پہلے بات کرنا چاہے وہ کرے۔ مہربانی

جناب احمد علی خان دریشک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں سب سے پہلے تو پارٹی چیئرمین عمران خان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھ پر اعتماد کا اظہار کیا اور مجھے پی پی۔243 کے لئے select کیا اور پارٹی کی ٹکٹ دی۔اس کے بعد میں اپنے علاقے کی غریب عوام کا شکریہ ادا کروں گا کہ جنہوں نے مجھے بھاری اکثریت میں ووٹ ڈالے۔ میں اپنے علاقے کے حوالے سے بتاؤں گا کہ میرا حلقہ پی پی۔243 بہت ہی پسماندہ ضلع کا پسماندہ ترین علاقہ ہے۔وہاں سے سابقہ نمائندگان جو یہاں ایوانوں میں بیٹھے رہے وہ تھانوں سے منتھلیاں لیتے رہے،لوگوں پر ظلم اور زیادتیاں کرتے رہے،وہاں پر لٹریسی ریٹ بہت ہی کم ہے بلکہ بالکل ہی zero ہے۔ سکول لوگوں کے ڈیرے بن چکے ہیں۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آگے آپ کو بہت موقعے ملیں گے۔ابھی میرے خیال میں آپ کوئی شکریہ والی بات کر لیں۔اتنا ہی کافی ہے۔

جناب احمد علی خان دریشک: جی،بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی،سردار صاحب!

سردار علی رضا خان دریشک : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!وقت دینے کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں سب سے پہلے رب ذوالجلال کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھے یہ عزت دی۔اس کے بعد میں حلقے کی غیور عوام کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ نئے الیکشن کمیشن کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے free and fair الیکشن کی opportunity دی۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے بعد میں اپنے منتخب ہونے والے نئے ساتھیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہ امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ ایوان لوگوں کی توقعات پر پورا اترے گا۔ میں اجنبی ہوں اور نہ اس ایوان کے در و دیوار سے ناآشنا ہوں۔ ہم جمہوری لوگ ہیں اور جمہوریت پر ہی یقین رکھتے ہیں۔اس سے قبل میں general election contest کر چکا ہوں۔ ہم کیسے ہارے اس بات کا پتا ہم ہارنے والے سے زیادہ جیتنے والوں کو ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

"جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے"

جناب سپیکر!اگر جمہوریت کا مطلب عوام کے ذریعے حکومت ہے تو اس کا بہترین مقصد عوام کے لئے ہونا چاہئے۔ جمہوریت کا مقصد یہ ہر گز نہیں ہے کہ ہم منتخب ہو کر پانچ سال کے لئے عوام کو بھول جائیں اور خود کو اتنا اونچا کریں کہ عوام کی ہم تک رسائی نہ ہو۔ ایسے جمہوریت کش رویوں سے ہمیں اجتناب برتنا ہو گا تب جا کر ہم جمہوریت کے پیڑ کو تن آور درخت میں بدل سکیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ہم عوام کے نمائندے ہیں۔۔۔

جناب فیضان خالد ورک: معزز ممبر پہلے دن بول رہے ہیں لیکن لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: No. Order please.ان کو بات کرنے دیں۔ جی، علی رضا دریشک صاحب!

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر!ہم عوام کے نمائندے ہیں اور عوام کے دکھوں کا مداوا کرنا اور ان کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنا ہمارا فرض ہے۔ عوام جس حال میں ہے ہم میں سے کم ہی لوگوں کو معلوم ہو گا کہ عوام غربت، جہالت بیماری، بے روزگاری، لاقانونیت، توانائی کے بحران، فرقہ واریت کے عذاب اور مہنگائی کے جس عذاب میں مبتلا ہیں ہمیں شاید اس ٹھنڈے ایوان میں اس کا احساس نہ ہو لیکن آج وقت آگیا ہے کہ ہمیں اس کا ادراک کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر!میں آخر میں عمران خان اور پی ٹی آئی کے ایک ادنی کارکن کی حیثیت سے آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کے ہر اچھے کام کی تعریف کریں گے۔ گو حکومت کے پچھلے تین چار ماہ کی کارکردگی یہ بتاتی ہے کہ اس کی نوبت نہیں آئے گی۔ غلط کاموں اور عوام دشمن فیصلوں کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔

جناب سپیکر: اب مہربانی کریں۔ شکریہ

سردار علی رضا خان دریشک: مخالفت برائے مخالفت کی فرسودہ روایت کو دفن کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، ضرور کریں گے۔

سردار علی رضا خان دریشک: جمہوریت کے حسن کو سنواریں گے۔ محض لفظوں کے ذریعے نہیں بلکہ اپنے عمل سے ثابت کریں گے۔ یہ پی ٹی آئی کا وعدہ ہے اور یہ ہمارے قائد کا نعرہ ہے کہ تبدیلی ناگزیر ہے جو جلد یا بدیر آئے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، احسن ریاض فتیانہ صاحب! تشریف فرما ہیں؟

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! انہیں بولنے دیا کریں یہ new comer ہیں۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ اب ایجنڈے کی طرف آتے ہیں۔ جی، جناب محمد عارف عباسی صاحب!

گندم کی امدادی قیمت کی تجاویز پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! گندم کی قیمتوں کا جو مسئلہ ہے یہ ہمارے لئے اسی طرح ہے جس طرح آگے کنواں پیچھے کھائی۔ قیمتیں بڑھائیں پھر عذاب نہ بڑھائیں پھر عذاب اس لئے ہمیں اس مسئلے کو انتہائی سنجیدگی سے تمام معروضی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے دستیاب وسائل اور درپیش مسائل کو دیکھتے ہوئے اس طرح کی پالیسی بنانی چاہئے کہ ہم عوام پر بوجھ ڈالے بغیر کسان کی مشکلات کو کم کر سکیں۔ پاکستان کا کسان نہ محنت میں کسی سے کم ہے نہ اہلیت میں کسی سے کم ہے نہ ہماری زمینیں کسی اور کی زمنیوں سے کم زرخیز ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ زراعت ملک کی معیشت کی backbone ہے ریڑھ کی ہڈی ہے تو کیا وجہ ہے کہ زرعی ملک ہونے کے باوجود آٹا غریب عوام کی پہنچ سے باہر ہے اور کسان بدحال ہے۔ اس وقت پاکستان میں جس طبقے پر سب سے زیادہ تنقید ہوتی ہے وہ زمیندار طبقہ ہے۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس وقت جتنا مظلوم زمیندار طبقہ ہے، اسے جو مسائل درپیش ہیں شاید ہی وہ ہمارے معاشرے کے کسی اور طبقے کو درپیش ہوں۔ ہمارے کاشتکار گھرانوں کا وہ بچہ جو چلنے پھرنے کے قابل ہوتا ہے اور کھیتوں میں پہنچ سکتا ہے تو وہ کھیتوں میں پہنچتا ہے اور ہمارے وہ بزرگ جن میں چلنے پھرنے کی سکت ہوتی ہے وہ بھی کھیتوں میں ہوتے ہیں، وہاں کوئی سوشل ویلفیئر کی سہولیات ہیں، کوئی لیبر لاء ہیں اور نہ ہی کوئی چائلڈ پروٹیکشن ہے اس کے باوجود سب سے زیادہ تنقید اسی طبقے پر کی جاتی ہے۔ میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا صرف یہ چاہتا ہوں کہ ان مسائل کی طرف آپ کی توجہ

دلاؤں کہ ہماری جو پالیسیاں بنی ہوئی ہیں ان کے نفاذ اور ہمارے پاس جو وسائل ہیں جنہیں ضائع کر رہے ہیں ان کو استعمال کرتے ہوئے قیمت بڑھائے بغیر کسان کی مشکلات کو کم کیا جائے اور قیمت بڑھانے سے عام آدمی پر بوجھ بھی نہ پڑے۔ اس وقت کسان کے جو سب سے بڑے مسائل ہیں وہ بے ایمانی اور بد دیانتی کے ہیں، جب بیج کی ضرورت ہوتی ہے تو بیج کی قیمت بڑھ جاتی ہے، دوائی کی ضرورت ہوتی ہے تو مارکیٹ میں سات آٹھ درجے کی ادویات available ہوتی ہیں ایک نمبر، دو نمبر، تین نمبر، چار نمبر اور پانچ نمبر کھاد کی ضرورت ہوتی ہے تو کھاد کی قیمت اصل قیمت سے کئی فیصد زیادہ پر کسان کو خریدنی پڑتی ہے۔ باردانے کا وقت آتا ہے تو باردانے کی جو سرکاری قیمت ہوتی ہے اس سے کئی گنا زیادہ قیمت دے کر کسان باردانہ لیتا ہے۔ اس کے بعد کسان کی سب سے بڑی مجبوری یہ ہوتی ہے کہ وہ غریب قرض لے کر بیج لیتا ہے، ڈیزل بھی قرض پر لیا ہوتا ہے، کھاد بھی قرض پر لی ہوتی ہے۔ جب فصل تیار ہوتی ہے تو اس کی پہلی کوشش ہوتی ہے کہ میں اسے کسی طرح بیچ کر قرض خواہوں کے قرض کی رقم ادا کروں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ قیمت بڑھانے سے چھوٹے کاشتکار کو وہ فائدہ نہیں ملتا بلکہ یہ سارا فائدہ middleman اور investor اٹھا جاتا ہے۔ ہمیں ان مسائل کو دیکھنا ہو گا کہ ہم کس طرح شفاف طریقے سے کھاد کو مقررہ وقت پر سیزن کے دوران ضرورت کے وقت وافر مقدار میں مارکیٹ میں مہیا کریں اور سرکاری ریٹس پر وہ کھاد کسان کو ملے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد دوسری سب سے اہم چیز ادویات ہوتی ہیں۔ آپ زمیندار ہیں اور میں بھی چھوٹا موٹا کاشتکار ہوں میرا بھی تھوڑا بہت کاشتکاری سے تعلق ہے۔ ہمیں جس طرح سے دوائی ملتی ہے اور جس قیمت پر ملتی ہے پھر اس کی quality کا ہمیں پتا نہیں ہوتا کہ وہ ایک نمبر، دو نمبر یا چھ نمبر ہے۔ اگر پانچ سو روپے کی صحیح دوائی سے ہمارے کھیت کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے لیکن بعض اوقات چھ دفعہ بھی دوائی استعمال کریں تو ہماری فصل وائرس کے حملے سے محفوظ نہیں رہتی۔ ایک تو ہم وافر مقدار میں کھاد مہیا کریں دوسرا زرعی ادویات پر چور بازاری اور ناجائز منافع خوری کو ختم کر دیں۔ یہ لوگ اس معاشرے کا ناسور ہیں جو اپنے منافع کے لئے دو نمبری کرتے ہیں تو ان پر انتظامیہ کے ذریعے کنٹرول کیا جائے۔

جناب سپیکر! اسی طرح باردانہ چار، پانچ یا چھ گنا زیادہ قیمت پر کسان کو ملتا ہے۔ اگر یہ سرکاری نرخوں پر مہیا ہو جائے تو بیس یا تیس روپے فی بوری کے حساب سے کسان کو فائدہ ہو گا۔ میری یہ تجویز ہے کہ گندم کی قیمت بڑھانے کی بجائے کسان کو فی ایکڑ کے حساب سے incentive دیں۔ اگر اوسط

پیداوار تیس من فی ایکڑ ہے تو ہم گندم کی قیمت بڑھانے کی بجائے incentive دے دیں کہ جو کسان تیس من فی ایکڑ سے زیادہ جتنی گندم اگائے گا تو وہ اس سے زیادہ قیمت پر خریدی جائے گی۔ سب سے اہم مسئلہ middleman کا ہے کیونکہ کسان کا سارا منافع middleman لے جاتا ہے۔ ہم سب کو سر جوڑ کر بیٹھنا ہوگا تاکہ middleman کا کردار ختم کیا جا سکے۔ کسان کو تمام جائز سہولتیں اس طریقے سے میسر کی جائیں کہ جس سے حکومت کا پیسا نہ ڈوبے، کوئی ناجائز فائدہ نہ اُٹھائے اور کسان کے مسائل بھی حل ہو سکیں۔ مثال کے طور پر اگر ایک اکاؤنٹ سے کسان کو قرض دیا جاتا ہے اور جب اس کی گندم خریدی جائے تو اسے ادائیگی اسی اکاؤنٹ کے ذریعے سے کی جائے یعنی بنک اپنے پیسے کاٹ کر باقی ادائیگی کسان کو کر دے۔

جناب سپیکر! میں خطہ پوٹھوہار سے تعلق رکھتا ہوں۔ آج تک جتنی بھی زرعی پالیساں بنی ہیں ان میں خطہ پوٹھوہار کو یکسر نظر انداز کیا گیا۔ ہمارے علاقے کے معروضی حالات کے پیش نظر کسان کو سہولتیں مہیا کی جائیں۔ میری حکومت سے گزارش ہوگی کہ اب جب بھی کاشتکاروں کے لئے پالیسی بنائی جائے تو اس میں خطہ پوٹھوہار کے لوگوں کو بھی شامل کیا جائے اور ہمارے علاقے کے کسانوں کی ضروریات کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ ہمارے علاقے میں بنجر اور خالی زمینیں پڑی ہیں۔ ہمارے مخصوص حالات کے مطابق study کرنے کے بعد اگر وہاں کے کسانوں کو سہولتیں مہیا کی جائیں اور لوگوں کو aware کیا جائے تو میرا خیال ہے کہ یہ زمینیں بھی پنجاب کے غلے میں کچھ نہ کچھ contribute کر سکتی ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ رانا محمد ارشد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن و ثقافت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت عنایت کیا۔ ماشاءاللہ معزز ممبران نے بڑی اچھی discussion کی اور بہترین تجاویز دی ہیں۔ میں بھی اس میں تھوڑا سا endorse کرنا چاہتا ہوں۔ آج کا زمیندار بے شمار مشکلات میں مبتلا ہے۔ بجلی کا مہنگا پن، نہروں میں پانی کی کمی اور موسم کی شدت کے باوجود زمیندار دن رات محنت کرتا ہے۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ گندم کی قیمت میں اضافہ کیا جائے کیونکہ گندم کی قیمت میں اضافہ زمیندار کی مشکلات کا حل قطعاً نہیں ہے۔ ہمیں زمیندار کو facilitate کرنا ہوگا۔ ہمیں زمیندار کو کھاد، بیج اور باردانہ بروقت مہیا کرنے کا انتظام کرنا چاہئے۔ اگر گندم کی قیمت میں اضافہ کر دیا جائے تو عام شہری پر مہنگائی کا بوجھ پڑتا ہے۔ چھوٹے زمیندار کو سولر ٹیوب ویل مہیا کرنے کی

سکیم بہت اچھی ہے اس کے تحت زمیندار کو فائدہ ہو گا اور ultimatelyاس سے قیمتیں بھی کنٹرول ہو سکیں گی۔ پنجاب کا زمیندار دن رات محنت کر کے گندم اگاتا ہے اور جب اس کی فصل اچھی آتی ہے تو یہ گندم پورے پاکستان میں پہنچتی ہے۔اسی طرح جو گندم پاکستان سے باہر بھیجی جاتی ہے اس میں بھی پنجاب کے زمیندار کا کردار نمایاں ہوتا ہے۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ پچھلے سالوں میں گرین ٹریکٹر سکیم ہمارے زمینداروں کے لئے بڑی مؤثر رہی ہے۔یہ سکیم کسی ایک فرد واحد کے لئے نہیں بلکہ سب زمینداروں کے لئے تھی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ کسانوں کو مزید facilitate کرنا چاہئے اور middlemanکا کردارminimum کیا جائے تاکہ کسان کو direct فائدہ ہو سکے۔وہ دن رات محنت کرتا ہے اور اسے اپنی محنت کا پھل صحیح طریقے سے ملنا چاہئے۔اسی طرح زرعی ادویات کا check and balanceہونا چاہئے اور صرف اچھی زرعی ادویات ہی زمیندار کو مہیا کی جانی چاہئیں تاکہ وہ فصل کی بہتری میں معاون ثابت ہو سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز ممبران نے جتنی تجاویز دی ہیں وہ بہت اچھی ہیں ان پر عملدرآمد یقینی بنایا جائے۔

حلف

نو منتخب ممبر اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ میرے علم میں آیا ہے کہ ایک نو منتخب معزز ممبر چودھری سرفراز افضل ایوان میں موجود ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ وہ حلف لینے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں۔ آپ نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل۔65اور 127 کے تحت حلف اُٹھانا ہے۔ میں جب "میں" کہوں گا تو آپ اپنا نام لیں گے اور حلف اُٹھانے کے بعد آپ نے حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کرنے ہوں گے۔اس کے بعد پھر آپ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مبارکباد کے مستحق ہو جائیں گے۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب معزز ممبر اسمبلی چودھری سرفراز افضل پی پی۔6 نے حلف اُٹھایا)

آپ کو مبارک ہو۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب ممبر اسمبلی چودھری سرفراز افضل نے حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

چودھری صاحب! آپ کچھ بولنا چاہتے ہیں تو آپ دو منٹ کے لئے بات کر لیں۔

چودھری سرفراز افضل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!میں سب سے پہلے آپ کا انتہائی مشکور ہوں۔ اُس کے بعد اپنی قیادت میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور بالخصوص چودھری نثار علی خان کا انتہائی مشکور ہوں کہ جنہوں نے ایک دفعہ دوبارہ مجھ پر اعتماد کیا جس کی وجہ سے میں اس ایوان کا دوبارہ ممبر بنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور میرے حلقے کی عوام کا مجھ پر دوبارہ اعتماد کا اظہار ہے۔ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں اور میں نے پہلے بھی ہمیشہ یہ کوشش کی کہ اس ایوان کے قوانین کی پاسداری کروں۔ آئندہ بھی انشاء اللہ قوانین کی بھی پاسداری کروں گا اور آپ کو جہاں تک ہماری support کی ضرورت ہو گی اور بالخصوص میری ذات کی support کی ضرورت ہو گی میں اس ایوان کو شکایت کا کوئی موقع نہیں دوں گا۔

جناب سپیکر: جی،آپ کا بہت شکریہ۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ!

گندم کی امدادی قیمت کی تجاویز پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے اُن سب لوگوں کو مبارکباد دیتی ہوں جنہوں نے آج حلف اُٹھایا اور اس خواہش کا اظہار کرتی ہوں کہ ہم اس ایوان میں جس کام کے لئے آئے ہیں ہم مل کر ایسے فیصلے کر سکیں جو اس ایوان کے لئے اچھے ہوں اور ہم اُس کا حق ادا کر سکیں جو اللہ نے ہمیں عزت دی ہے۔

جناب سپیکر! میرے بھائیوں نے زراعت پر اتنی اچھی باتیں کی ہیں اور دونوں طرف سے بہت اچھے مشورے آئے ہیں۔ میں تنقید برائے تنقید کی قائل نہیں ہوں تو چونکہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور ہماری پہچان ہی زراعت ہے لیکن المیہ یہ رہا ہے کہ زراعت پر ہمارا اصل focus ہونا چاہئے تھا جبکہ ہمارا یہی شعبہ سب سے زیادہ ignore رہا ہے۔ یہ حکومت قومی اور صوبائی سطح پر بھی ایک اچھا mandate لے کر آئی ہے تو اگر ہم آج بھی اپنی زراعت کو مضبوط کر لیتے ہیں اور ایک زرعی ملک کے طور پر اپنی پہچان کروا لیتے ہیں تو یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہو گی۔ زراعت کا تعلق صرف ایک زمیندار سے نہیں ہے بلکہ ایک کسان، مزدور اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر شخص کی زندگی اور اچھی صحت کا انحصار زراعت پر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے مال مویشیوں کی زندگی کا انحصار بھی زراعت پر ہے۔ بدقسمتی سے زراعت میں جو ادویات استعمال ہو رہی ہیں اُن پر کوئی check and balance نہیں

ہے اور کوئی ایسا سسٹم نہیں ہے کہ ہم دیکھیں کہ کیا اچھی کوالٹی کی ادویات فصلوں میں ڈالی جارہی ہیں۔ ہمارے ملک میں پچھلے کچھ عرصے سے انہی مضرِ صحت ادویات کی وجہ سے کینسر کی شرح بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور میں نے ابھی پچھلے دنوں کسی ایک بات پر یہ بات کی تھی اور یہاں پر میرے ایک بھائی نے بھی بات کی کہ ہمیں ریسرچ سنٹرز قائم کرنے کی بہت ضرورت ہے جن میں ہم طے کر سکیں کہ کون سی ادویات مفید ہیں اور کون سی مفید نہیں ہیں۔ ہم بغیر ادویات کے بھی گندم اور دیگر فصلیں اگا سکتے ہیں۔ میں یہاں پر اپنی ایک دوست کا ذکر کرنا چاہوں گی کہ وہ امریکہ سے زراعت کے حوالے سے ایک زبردست کورس کر کے آئی ہے۔ وہ ہمیں بتاتی ہے کہ آپ اپنے گھر میں اپنا اناج کیسے اگا سکتے ہیں۔ اُس نے اپنے گھر کے لان میں ایک مرلہ زمین پر گملوں میں سبزیاں اور پورے پورے پیڑ اگائے ہوئے تھے، اُن سبزیوں کا ذائقہ اتنا لذیذ تھا کہ لگتا تھا کہ وہ سبزیاں یہاں کی نہیں ہیں۔ وہ امریکہ سے پڑھ کر آنے کے بعد یہاں پنجاب کے ایک محکمے میں شامل ہوئی لیکن اُس نے جو گزارشات دیں تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس مقصد کے لئے جو پیسا رکھا ہے ہمارا اس سے نقصان ہو گا تو انہوں نے اُس کو نوکری سے فارغ کر دیا کہ آپ کی ہمیں ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہمیں انسانی صحت کا خیال رکھنا چاہئے اور پوری دنیا میں انسانی جان کی بہت اہمیت ہے لیکن یہاں پر سب سے زیادہ انسانی جان اور صحت ignore ہوتی ہے۔ ان اجناس کو انسان کھاتے ہیں لیکن یہ بڑھتا ہوا کینسر، ہیپاٹائٹس اور دیگر موذی بیماریوں کی وجہ یہی ہے کہ ہم بغیر سوچے سمجھے ایسی مضر ادویات کا اپنی فصلوں پر چھڑکاؤ کرتے ہیں کہ جن سے ہماری فصل زیادہ ہو اور ہم اس حوالے سے کوئی بھی طریقہ اختیار کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں تو میری گزارش ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ ریسرچ سنٹرز کھولیں اور جو اچھی تجاویز آئی ہیں وہ خواہ اپوزیشن سے آئی ہیں یا کہیں سے بھی آئی ہیں آپ ان پر عملدرآمد کرنے کی کوشش کریں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، شاباش۔ جی، پی پی۔222، محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ)!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے دو دن پہلے بھی پی پی۔222 فرما کر مجھے مخاطب کیا تھا، وہ اخبارات میں جب شائع ہوا، میں دو دن حلقے میں رہ کر آیا تو میرے حلقے والے بڑے خوش تھے انہوں نے مجھے بڑا appreciate کیا کہ اس حلقے سے جو تیس سال ایم پی اے رہا اُس کے حوالے سے پی پی۔222 اسمبلی میں کبھی نہیں پکارا گیا اس لئے میں آپ کا بڑا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں پی پی۔222 ہی ٹھیک ہوں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ سارے معزز ممبران کی طرف سے بڑی اچھی تجاویز آئیں کہ ان سب دوستوں نے کہا ہے کہ ہمسایہ ممالک میں چوکر کی قیمت بہت کم ہے اور کھاد کی قیمت بھی بہت کم ہے تو انہوں نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ ہمارے ہمسایہ ممالک میں گندم کی قیمت بھی کم ہے۔ internationally ہمارے ہاں گندم کا ریٹ پہلے ہی زیادہ ہے۔ آج ہی یوکرائن سے گندم import ہوئی ہے اُن کو سارے incidental charges سمیت کوئی 3ہزار روپے فی بوری پاکستان میں مل رہی ہے جو import ہو کر یہاں پر آئی ہے۔ میرے خیال میں جب بھی آپ گندم کا ریٹ بڑھاتے ہیں وہ ریٹ زمیندار کو کبھی بھی پورا نہیں ملا۔ گندم پیدا کرنے والے کسان تک گندم کی پوری قیمت پہنچانے کے لئے middleman کے کردار کو کم از کم کیا جائے یا بالکل ختم کر دیا جائے تاکہ کسان کو اپنی گندم کی پوری قیمت مل سکے۔ میں نے آج اخبار میں پڑھا کہ انہوں نے گندم کا ریٹ -/1330 روپے فی من مقرر کیا ہے۔ آپ اب گندم کا جو ریٹ بڑھائیں گے اُس کا اثر روٹی کھانے والے پر تو پڑے گا لیکن اس بڑھے ہوئے ریٹ کا فائدہ کسان کو نہیں ہو گا۔ میری تجویز ہے کہ گندم کا ریٹ بڑھانے کی بجائے اس کے incidental charges کو کم کروایا جائے اور middleman کا کردار ختم ہو تاکہ کسان تک گندم کا صحیح ریٹ پہنچ سکے۔ یہاں پر bumper crop کا ذکر ہوا تو جب bumper crop ہوتی ہے تو محکمہ خوراک کے پاس گندم کو سنبھالنے کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہوتی اس لئے وزیر خوراک سے میری گزارش ہے کہ آج ہی سے اس حوالے سے initiatives لئے جائیں تاکہ اللہ کرے کہ ہمارے صوبے میں پھر bumper crop پیدا ہو اور ہم اُس کو سنبھالنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں اور ہمارا یہ ملک اس پوزیشن پر آ جائے کہ ہم کسی وقت میں گندم export کرتے تھے اور آج import کر رہے ہیں تو دوبارہ سے ہماری export والی پوزیشن ہو جائے اس لئے ہمیں گوداموں کی capacity بڑھانے کے لئے زیادہ سے زیادہ initiatives لینے چاہئیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب! وقت کا خیال رکھئے گا اور اختصار سے بات کیجئے گا کیونکہ منسٹر صاحب نے بھی جواب دینا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے احساس ہے پانچ بجے اجلاس شروع ہوا تھا دس بجے ختم کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ قانون پڑھ لیا کریں، مجھے پڑھائیں اور نہ سکھائیں۔ مجھے پڑھنا آتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!شکریہ۔ میں سب سے پہلے اس حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ حالیہ سیلاب کے نتیجے میں کسان کی کمر ٹوٹی ہے۔اس دفعہ کے سیلاب نے کافی تباہ کاریاں کی ہیں۔ میں خود بھی ذاتی طور پر بہت سے علاقوں میں گیا ہوں۔ میں نالہ ڈیک سے متاثرہ علاقہ میں گیا جہاں مجھے ایک ایسی بستی میں جانے کا اتفاق ہوا جو چاروں طرف سے پانی میں گھری ہوئی تھی۔ مجھے وہاں جانے کے لئے کمر تک تیزی سے بہتے ہوئے پانی میں سے گزرنا پڑا، ہم پانچ چھ دوست آپس میں ہاتھ پکڑ کر اکٹھے چلے کہ اگر کوئی پھسل جائے تو اسے گرنے سے بچا سکیں تو میں اس طرح اس بستی میں پہنچا۔ میں جب نارووال روڈ کے اوپر مڑا ہوں تو کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آئی جہاں سیلابی پانی موجود نہ ہو اور وہ سیلابی پانی مسلسل بہہ رہا تھا۔اس کے نتیجے میں کماد کی فصل بالکل تباہ و برباد ہو گئی تھی اور یہ لگتا تھا کہ یہ پانی کافی دن چلے گا۔اسی طرح باقی دریاؤں میں پانی آیا ہے،انڈیا نے بھی پانی چھوڑا اور کچھ بارشوں کے نتیجے میں پانی آیا ہے۔ ہماری بھی کم عقلی ہے کہ ہم بعض اوقات ٹیکنیکل چیزوں کو politicize کر دیتے ہیں جس طرح ہمارے ہاں کالا باغ ڈیم کا مسئلہ politicize ہوا ہے۔یہ منصوبہ technically بڑا sound ہے۔اگر اِس وقت کالا باغ ڈیم موجود ہوتا تو جو پانی down the stream گیا ہے یہ پانی سٹور ہو جاتا اور پھر off season میں یہ پانی آبپاشی کے لئے بھی دستیاب ہوتا اور اس کے نتیجے میں اِس وقت جو energy کا گھمبیر crisis ہے اِس کی شدت میں بھی کمی آتی۔

جناب والا!ایک ملین کیوبک فٹ پانی کی قیمت بین الاقوامی مارکیٹ میں ایک ارب ڈالر ہے۔ اس وقت کے جو اعداد و شمار ہیں ہم نو سے دس بلین ڈالر کا پانی اِسی سیلاب کے زمانے میں down the stream بھیج کر ضائع کر چکے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا نقصان ہوا ہے۔ میں نے پہلے بھی یہ بات یہاں ایوان کے سامنے رکھی تھی۔اب بھی یہ اچھا موقع ہے کہ اس پر ازسرنو کاوش کو شروع کریں اور تمام صوبوں کے اندر کالا باغ ڈیم کے منصوبے اور دیگر پانی کو سٹور کرنے کے منصوبوں پر consensus پیدا کریں تاکہ سیلاب کے پانی سے کم سے کم نقصان ہو۔اب جن علاقوں میں نقصان ہوا ہے،اس کے فوراً بعد جو فصل یہاں کاشت ہونی ہے وہ گندم کی فصل ہے۔اب کاشتکار سمجھتا ہے کہ گندم cash crop نہیں ہے۔اس پر وہ بڑی محنت کرتا ہے لیکن بمشکل اس کے اخراجات کو بعض اوقات پورا کر پاتا ہے اور کبھی اخراجات بھی پورے نہیں ہوتے۔ وہ گندم صرف اس لئے کاشت کرتا ہے کہ اس نے اسے کھانا ہے۔اس موقع پر وہ کوئی دوسری فصل لگا نہیں سکتا تو گندم کو لگاتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسان کی کمر اس سیلاب کی وجہ سے ٹوٹی ہے۔ میں نے اس حوالے سے ایک تحریک التوائے کار دی تھی اور

یہ درخواست بھی کی تھی کہ اسے out of turn لیا جائے تاکہ اس پر بھی بات ہو سکے لیکن وہ تو ممکن نہ ہو سکا۔

جناب سپیکر!آج میں اس موقع پر گندم کی قیمت کے حوالے سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس پورے علاقہ میں جہاں سیلاب آیا ہے وہاں حکومت پنجاب آبیانہ سمیت جتنے بھی صوبائی ٹیکس ہیں اُن کو یکسر معاف کرے اور صوبائی حکومت وفاقی حکومت کو بھی اِس بات کی درخواست کرے کہ جو وفاقی ٹیکس ہیں جن میں سب سے اوپر بجلی ہے جو زرعی مقاصد کے لئے کسانوں کے پاس ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں ان کے بجلی کے بلوں کے اندر صد فیصد چھوٹ عنایت کرے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ جس جس علاقے میں نقصانات ہوئے ہیں، میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ جن کا نقصان ہوا ہے اس کے ازالے کے حوالے سے انہیں نقد رقم دی جائے تاکہ وہ آئندہ اس ملک کی غذائی ضروریات کے حوالے سے انتہائی اہم فصل "گندم" کی بوائی اطمینان سے کر سکیں۔

جناب سپیکر!مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ پاکستان میں جو گندم پیدا ہوتی ہے یہ hard wheat ہے، یہ دنیا کی سب سے اچھی quality کی گندم ہے، western world میں جو گندم پیدا ہوتی ہے وہ soft wheat ہے۔ وفاقی حکومت نے کینیڈا سے گندم درآمد کی ہے اگر port پر جا کر وہ bags دیکھے جائیں تو اس پر soft wheat اور for animal use لکھا ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ وہاں پر bags تبدیل ہو جاتے ہیں اور وہ کم quality کی گندم جو وہاں وہ اپنے جانوروں کو کھلاتے ہیں وہ یہاں پاکستان میں ہم گندم کی کمی کی وجہ سے کھانے پر مجبور ہوتے ہیں، ایسا نہیں ہے کہ ہماری زمین اچھی نہیں یا ہمارا کسان اس پر محنت نہیں کرتا، یہاں کسان بھی محنت کرتا ہے اور زمین بھی اچھی ہے۔ ہمارے ریسرچ کے ادارے اب نام کے ہی ریسرچ کے ادارے رہ گئے ہیں۔ انہیں ہر سال ریسرچ کرتے ہوئے نئی سے نئی ورائٹی لانی چاہئے۔ رب کی طرف سے off and on بعض اوقات ایسی نشانیاں بھی آتی ہیں۔ میں مثال کے طور پر عرض کروں گا کہ میں بہاولپور سے منتخب ہوتا ہوں اور لودھراں میں میرا کلینک ہے۔1996 میں میرے ایک زمیندار دوست میرے پاس آئے میں نے ان سے پوچھا کہ بھائی آپ کی گندم جو اس دفعہ پیدا ہوئی ہے اس کی اوسط پیداوار کیا آئی ہے؟ اُن کی سواد و مربع زمین تھی اُنہوں نے مجھے کہا کہ ڈاکٹر صاحب میری اِس سیزن میں اوسط پیداوار 72 من فی ایکڑ آئی ہے۔ میں ان کی بات سن کر حیران ہو گیا۔ میں نے کہا کہ یہ تو unprecedented ہے، انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی شک

نہیں ہے کہ یہ بالکل unprecedented ہے لیکن یہ رب کی خاص مہربانی ہوئی ہے۔انہوں نے کہا کہ بیج بھی وہی تھا،ادویات بھی وہی تھیں، محنت بھی وہی تھی اور پانی بھی وہی تھا لیکن رب تعالیٰ نے کرم کیا کہ پہلے اوسط پیداوار 30 سے 35 من فی ایکڑ آتی تھی اس دفعہ 72 من فی ایکڑ آئی ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری زمین میں یہ capacity موجود ہے لیکن ہم اس capacity کو built نہیں کر پاتے۔اس پر سوچ بچار کرنے کی ضرورت ہے اور ہمیں اچھی اچھی ورائٹی متعارف کرانے کی بھی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ بھی عرض کروں کہ pesticides کے بے محابا استعمال کو بھی curtail کرنے کی ضرورت ہے۔Western world میں food stuff کے اوپر pesticides کا spray نہیں کرتے۔ میں خود میڈیکل ڈاکٹر ہوں اور کچھ نہ کچھ know how اس حوالے سے رکھتا ہوں۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ 90 فیصد pesticides جب کسی فصل پر لگتے ہیں، specially کھانے پینے کے حوالے سے یہ اس stuff کے اندر جا کر fix ہو جاتے ہیں اور وہ heat کی وجہ سے بھی علیحدہ نہیں ہوتے۔آپ اس کو جتنا چاہیں پکائیں وہ dissociate نہیں ہوتے،جب آدمی اسے کھاتا ہے اور وہ خوراک معدے میں جاتی ہے، معدے کے اندر جو juices, enzymes and acids ہوتے ہیں ان میں سے hydrochloric acid معدے میں موجود ہوتا ہے اس سے pesticides dissociate ہوتے ہیں،اس کے بعد وہ معدے سے آگے جاتا ہے تو absorb ہو جاتا ہے اور اُس نے جو کیڑے کو damage کرنا ہوتا ہے وہ انسان کو کرتا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ بات عرض کروں گا کہ یہ international level پر ریسرچ ہے کہ pesticides کے بے محابا استعمال کے نتیجے میں کینسر کا مرض بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے اور اِس وقت پاکستان میں بہت زیادہ کینسر پھیل رہا ہے۔اس حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ڈیپارٹمنٹ کو بھی دیکھنا چاہئے۔اس کے ساتھ ساتھ price کی fixation کے حوالے سے بات ہو رہی تھی جس کے متعلق ہمارے فاضل ممبران نے بالکل درست بات کی ہے کہ اگر اس کی price کو بڑھانے کے لئے آگے بڑھتے ہیں تو اس کے نتیجے میں بڑی تعداد میں غریب غرباء خصوصاً شہروں کے لوگ پستے ہیں۔دیہات کا غریب جس کو ہم کمی کمین کہتے ہیں وہ عزت میں ہمارے جیسا برابر ہوتا ہے لیکن وہ زمینداروں کے ہاں کام کرتا ہے تو فصل آنے پر سال کی گندم اکٹھی کر کے رکھ لیتا ہے جبکہ شہروں میں جو غریب،مزدور اور محنت کش لوگ بستے ہیں ان کے لئے بڑا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ جب آپ گندم کی support price بڑھاتے ہیں تو ساتھ آٹے کی price بھی بڑھ جاتی ہے اس لئے وہ بہت مشکل میں آ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ میں اس کو مکمل کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: اب ٹوٹل منٹ میرے پاس بیس ہیں تو میں کیا کروں گا کیونکہ ابھی wind up بھی ہونا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جس طرح ابھی بات ہو رہی تھی کہ ہم ہمسایہ ملک کی مثال دیتے ہیں۔ یہاں اس وقت ڈی اے پی کھاد کی قیمت فی بیگ چار ہزار روپے اور یوریا کھاد کی قیمت دو ہزار روپے پر پہنچی ہوئی ہے جبکہ انڈیا میں ڈی اے پی -/1400 روپے اور یوریا کھاد -/250 روپے میں مل رہی ہے لہذا اس کو check کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح وہاں ساڑھے بارہ ایکڑ رقبے کے مالک کو بجلی زرعی مقاصد کے لئے free دی جاتی ہے جس حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ ان چیزوں کو ہمیں دیکھنا چاہئے۔ میں یہ recommend کروں گا کہ inputs کو سستا کیا جائے، اگر یہ ممکن نہیں ہے اور کسان کو بھی آپ نے support کرنا ہے تو اس دفعہ گندم کی -/1400 روپے فی من support price مقرر کی جائے لیکن ایک mechanism ضرور develop کیا جائے کہ شہروں میں غریب مزدوروں کو اس سے effect نہ پڑے اور ان کی روٹی روزی چلتی رہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! بڑی مہربانی۔ جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ

جناب سپیکر: بہت short بات کرنی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ نے معزز ایوان میں اس بحث کا آغاز کروا کر ایک قوم کے سیوک کا کردار ادا کیا ہے جس کی میں آپ کو خصوصی طور پر مبارکباد دیتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میں آپ سب کو مبارکباد دیتا ہوں کیونکہ آپ نے ہی یہ کام کیا ہے۔ میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!

دِل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں

کاشتکار کا ایسا مظلوم طبقہ جس کو کہا جاتا ہے کہ یہ ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن 92 فیصد لوگ پانچ ایکڑ سے کم رقبے کے مالک ہیں جو آدھ سے لے کر پانچ ایکڑ تک کے ہیں۔ زمین کا یہ ٹکڑا 92 فیصد لوگوں کو زندہ رہنے

دیتا ہے اور نہ مرنے دیتا ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ قیمتیں جتنی مرضی بڑھاتے جاؤ کیونکہ حکومت ایک سیڑھی کے ذریعے سے امدادی قیمت بڑھاتی ہے اور اوپر ایک اژدھا بیٹھا ہے جو سب کچھ نگل جاتا ہے۔ جیسے سانپ اور سیڑھی کا کھیل ہے کہ مہنگائی کا مافیا اور مہنگائی کا اژدھا سب کچھ نگل جاتا ہے۔ یہ صورتحال ہماری زرعی اجناس کی ہے جس کے بہت سارے عوامل ہیں لیکن میں دو چار منٹ میں اس کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ میرے بہت سارے معزز ممبران نے بھارت کا بھی حوالہ دیا کہ وہاں پر کھادیں بھی سستی ہیں اور بہت ساری سہولیات میسر ہیں جبکہ ہمارے ہاں ایسی سہولیات نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ میں اس میں کچھ تجاویز آپ کو دینا چاہوں گا کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ ہماری گندم کی پیداوار ہدف سے بہت کم ہے جس کی وجہ یہی ہے کہ دو main ingredient زمین اور پانی ہیں کیونکہ زمین بھی کاشتکار کے پاس کم ہے اور پانی کا کوئی ذکر ہی نہیں کرتا۔ پانی کا ذکر میں خصوصی طور پر بہت دفعہ کر چکا ہوں۔ ہمارے سرائیکی شاعر نے ایک نوحہ اس پر پڑھا ہے جس نے لکھا ہے کہ:

میں تِسی میڈی روہی تسی، میکوں آکھ نہ پنج دریائی

یہ سرائیکی شاعر کا نوحہ ہے اور پنجابی بن کر یہ نوحہ میں پڑھ رہا ہوں کہ ہمارے حصے میں آئے ہوئے تین دریا جس میں چناب کو دریائے بیاس میں مکمل طور پر ڈالنے کی ہندوستان کی سازش تھی۔ ان کی ریاست کی ایک کورٹ اور اسمبلی میں بھی اسے پیش کیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تجویزدیں اور جلدی کریں۔ میں نے آگے بھی بڑھنا ہے کیونکہ صرف پندرہ منٹ رہ گئے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پانی کے بغیر آپ کاشتکاری یا گندم کو کیسے بڑھا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، کچھ نہیں ہو سکتا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس گندم کو پانی کے بغیر نہیں بڑھایا جا سکتا۔ کھادوں کی قیمتیں بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اس کے علاوہ میں research پر زور دینا چاہتا ہوں جس کے متعلق میں بے شمار مرتبہ یہ بات کر چکا ہوں کہ بیوروکریسی سے یہ research نکال کر زرعی یونیورسٹیوں کو سونپ دی جائے۔ آج ہندوستان کے اندر بھی لائل پور ماڈل کے نام سے زرعی یونیورسٹیاں اس research کو چلا رہی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہاں پر research بہتر ہے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ میرے خیال میں آپ کی ساری بات آ گئی ہے اور research میں ہی سب کچھ آ گیا ہے۔ابھی دوسروں کو بھی بولنے کا موقع دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ٹائم extend کر دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ایک دو منٹ آپ مجھے مزید دیں۔

جناب سپیکر: جی، time extend کرنے کی بات نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! Research میں سب کچھ نہیں ہے بلکہ ایگریکلچر کے structure کو بھی بہتر بنانا ہے کیونکہ ایگریکلچر میں ایک آفیسر سولہ، سترہ، اٹھارہ یا انیس سال سترہویں گریڈ میں ہی ریٹائر ہو جاتا ہے اس لئے brain drain کو ہم نے بچانا ہے۔ جب تک ہم research اور ایگریکلچر کے structure کو بہتر نہیں بنائیں گے تب تک ہم یہ خود کفالت حاصل نہیں کر سکتے۔ باقی قرضوں کی بات رہی تو میں آپ کو یہ بھی تقابلی جائزہ بتا دیتا ہوں کہ بھارت کے اندر اگر کاشتکار ایک لاکھ روپے قرض لیتا ہے تو واپس 75ہزار روپے کرتا ہے اور 25ہزار روپے کی اس کو معافی ہے جبکہ ہمارے ہاں قرضے کی منظوری تک عارضی قرضہ بنکوں کو دے دیتا ہے یعنی بنک مافیا اس سے وصول کرتا رہتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔جناب فیضان خالد ورک! میرے خیال میں آپ روزانہ بولتے رہتے ہیں لہذا کسی اور کو موقع دے دیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں کیونکہ میں نے 8:00 بجے wind up کر دینا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ بولوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب فیضان خالد ورک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! گندم کی فصل کی بات سب لوگ کر رہے ہیں لیکن ہماری دھان کی فصل بھی ہوتی ہے اور زمیندار اس میں بھی محنت کرتے ہیں۔آج کل کھاد اور ادویات کی جو position ہے اس حساب سے دیکھا جائے تو 2012 میں جب ہم لوگوں نے گندم کاشت کی تھی تو اس وقت ہمیں -/1700 سے -/1900 روپے تک یوریا کھاد ملی تھی اور ڈی اے پی -/3900 سے -/4100 روپے تک ملی تھی۔ ان دنوں single super phosphate جو تھی وہ -/900 سے -/1200 روپے تک تھی۔اسی طرح Isoproton اور باقی pesticides کی تمام چیزیں ملا

کر ٹوٹل 24ہزار300روپے فی ایکڑ ہم زمینداروں کے خرچ ہوتے تھے۔ جس طرح یہاں سب دوستوں نے زمیندار کی income کے حوالے سے بات کی ہے اس حساب سے average لگائیں تو تیس سے پینتیس من فی ایکڑ گندم بنتی ہے۔ اگر پچھلے سال والا ریٹ رہے تو میرا نہیں خیال کہ زمیندار کسی طریقے سے بھی خوشحال ہو سکے گا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب فیضان خالد ورک: میں چاہوں گا کہ آپ کھاد پر بھی بات کروائیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، سید عبدالعلیم صاحب بات کریں گے۔ ان کے بعد احمد خان صاحب اور رانجھا صاحب تیار رہیں۔ اس کے بعد میرے خیال میں کام ختم ہونے والا ہے۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! دو دن سے اس پر discussion ہو رہی ہے۔ ایگریکلچر شعبہ جس کو ہم اپنے ملک میں ریڑھ کی ہڈی قرار دیتے ہیں اس کے لئے میں نے 2002 میں بھی یہ قرارداد پیش کی تھی کہ جب تک ہم اس کو انڈسٹری declare نہیں کریں گے اُس وقت تک ایگریکلچر کے اندر کسی جگہ پر بھی بہتری محسوس نہیں کر سکیں گے۔ یہاں inputs and outputs پر بہت باتیں ہو چکی ہیں لیکن کسان کو گندم ہی نہیں بلکہ تمام فصلوں میں incentive ملنا چاہئے۔ میری submission یہ ہو گی کہ ایگریکلچر ڈویلپمنٹ بنک کو ہدایت کی جائے کہ وہ one window operation کے تحت چھ چھ مہینے کے لئے کسانوں کو جو قرض دیتا ہے اس کا interest ratio کم از کم 50 فیصد کم کیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ گندم کو سٹور کرنے کے لئے ابھی تک پنجاب میں کسی جگہ پر بھی ان کے گودام پورے نہیں ہیں۔ میں وزیر موصوف سے آپ کی توسط سے گزارش کروں گا کہ یہ پرائیویٹ سیکٹر کو اس میں شامل کریں اور پرائیویٹ سیکٹر کے ساتھ مل کر پورے پنجاب میں گودام بنائے جائیں کیونکہ لاکھوں اور کروڑوں من گندم عارضی فٹ پاتھ کی وجہ سے اور بارشوں کی وجہ سے ضائع ہو جاتی ہے تو محکمہ اپنی ratio بتادے کہ سالانہ کی بنیاد پر کتنی گندم ضائع کر رہے ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ یہاں پر انڈیا کا بہت ذکر کیا گیا۔ آخری بات ہے کیونکہ آپ گھڑی دیکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں بڑی دیر سے دیکھ رہا ہوں کیونکہ آپ کو میری مجبوری کا پتا نہیں ہے۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر!انڈیا کے بارے میں بات کی گئی ہے تو ان کا جو پکا بیگھ ہے وہ 23530 square feet کا ہوتا ہے جبکہ ہمارا تقریباً20ہزار square feet something کا ہوتا ہے۔چھ ہزار square feet کا ہمارا اور انڈیا کا ایک ایکڑ کے اندر فرق ہے یعنی جو کہ دو کنال کا فرق نکلتا ہے۔ہم جب انڈیا سے comparison کرتے ہیں کہ ہمارے کاشتکار کی فی ایکڑ پیداوار کم ہے،ہم ہمیشہ اپنے کاشتکار کو یہی کہتے ہیں۔میں بھی ایک کاشتکار ہوں اور میں نے فی ایکڑ72 من کی اوسط اپنے رقبے سے دی ہے،الحمدللہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ دوسروں کو بھی ٹی وی پر بیٹھ کر بتایا کریں ناں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر!آپ سے عرض یہ کرنا چاہوں گا کہ جب ہم انڈیا سے comparison کرتے ہیں تو آج اس کے کاشتکار کو ڈی اے پی کھاد کا تھیلا-/520روپے میں دیا جارہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔-/900روپے ہے۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر!-/520روپے ہے۔آج اگست2013کا rate میں بتارہا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، میں آپ کو interrupt نہیں کرتا۔

سید عبدالعلیم:-/45روپے ڈیزل ہے، یوریا کھاد کا دو ہزار something کا تھیلا ہے اور-/1300 روپے فی من گندم ہے۔اگر اسے پاکستانی کرنسی سے multiply کریں تو 1.85روپے کے حساب سے 2600/2400روپے فی من گندم تقریباً بنتی ہے۔اگر اس کا comparison کریں تو ہمارا کاشتکار انڈیا کے کاشتکار سے بہت اچھی کاشت دے رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کر سکتا ہے،آپ incentive دیں ناں۔بس ٹھیک ہے آپ اس بات کو چھوڑیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر!میں یہ بات اس لئے کر رہا ہوں کہ یہاں پر صحافی بھی بیٹھے ہیں تو کبھی بھی ہمیں depressing position میں اپنے کاشتکار کو نہیں لانا چاہئے۔ہمارا agriculturist نامساعد حالات کے باوجود انڈیا سے بہتر production دے رہا ہے۔شکریہ

جناب سپیکر: جناب محمد احمد خان صاحب!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر!ہماری طرف سے بھی کسی کو موقع دیں۔

جناب سپیکر: خواتین کا نام یہاں پر آخر میں ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں نے بھی اپنا نام دیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ کا نام نہیں ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں نے خود دیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ کا گیارہواں نمبر ہے اور اس تک میں شاید نہ پہنچ پاؤں۔آپ کی مہربانی کیونکہ آپ اکثر بات کرتی ہیں اس لئے آپ رہنے دیں۔

ملک محمد احمد خان: شکریہ۔جناب سپیکر! وقت بہت مختصر ہے اس لئے سیدھی بات پر آتے ہیں کہ یہ جو گندم کا جھگڑا ہے یہ "خوشہ گندم سبب آدم" کہ حضرت آدم کا دنیا پر آنے کا سبب بھی خوشہ گندم تھا، انقلاب فرانس بھی گندم کا جھگڑا ہے، روس کا زار کیک اور گندم کے جھگڑے میں، علامہ اقبال بھی دہقاں کے ہر خوشے کو جلانے پر تیار، گندم کا جھگڑا جیسے اتنے important issue پر بات کرنے کے لئے آپ نے مہربانی کی اور وقت دیا۔ میں نے تجاویز کی ایک لسٹ بنائی ہے جو مختلف ممبران نے دی وہ 17/18 کے قریب تجاویز ہیں۔incentives کے بغیر support price کے بغیر reduction ہو رہی ہے department ایک favour یہ کر دے اور یہ دیکھ لے کہ صوبہ پنجاب کے اندر کتنی reduction ہوئی ہے پچھلے دس سالوں کے اندر اور لوگ کتنے cash crops میں گئے؟ پہلے اس کی practical study سامنے آجائے۔

جناب سپیکر! اس کے inputs پر Incentives دینا اور اس کی قیمت کو بڑھانا یہ ایک علیحدہ بات ہے۔میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ اس general discussion کے نتائج جس کے precedents پہلے سے موجود ہیں تو کیا Rules آپ کو permit کریں گے general discussions کے principles اور سپیشل کمیٹی کی constitution کے لئے؟ اگر یہ معاملہ ایسے ہی رہے جیسے آج ہے تو جتنے ممبران نے یہ تجاویز دیں، آج یہ منسٹر صاحب اس پوزیشن میں نہیں ہوں گے کہ اپنے ہوم ورک کے ساتھ یہ بتا سکیں کہ پچھلے پانچ سال میں کتنا رقبہ growing میں سے reduce ہوا، کتنا increase ہوا اس کی inputs کے حوالے سے اور جو support price ہے وہ جس سال میں دی گئی کیا کوئی ایسی comparative study available ہے کہ جب support price دی گئی تو کیا اس کے بعد کوئی رکاوٹ آئی کہ لوگ گندم کی طرف سے کسی دوسری فصل کی طرف shift کر رہے ہیں؟ یہ چار بنیادی سوالات ہیں اب اگر آپ نے انڈیا کے ساتھ comparative study لینی ہے تو ان کا ایسا

organized mechanism available ہے کہ ہم ان کے نزدیک بھی نہیں ہیں۔ ریسرچ کی بات دور رہی، میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ جس rules کے تابع general discussion کو آپ allow کرتے ہیں۔ ہوتا کیا ہے یہ بحث و تکرار مفید ہے اور سود مند ہے جس کے نتائج نکلتے ہیں اور societies, communities and developments اسی communication کے نتیجے میں ہوتی ہیں۔ آپ اس rules کے اندر موجود ایک ایسا اختیار رکھتے ہیں جو کہ صرف جناب کا ہے اور میں میاں محمد رفیق صاحب کو endorse کرتا ہوں کہ this would be a right call for the saviour اور پنجاب کے سپیکر صاحب امید رکھتے ہیں، بہت سارے لوگ آپ کی طرف امیدیں لگا کر بیٹھے ہیں اور اس ایوان کا general consensus بھی ہو گا۔ جتنے لوگوں نے یہاں پر بات کی کہ یہاں پر ایک فضا ہے کہ آج گندم کی growth کے حوالے سے، گندم کی price کے حوالے سے اور جو گندم کے ساتھ باہر فیلڈ میں treatment ہو رہی ہے ایک sense of dissatisfaction ہے، جو پالیسیاں available ہیں تو آپ ایک کمیٹی constitute کر دیں جو professionals کے ساتھ، experts کے ساتھ تین چیزوں کا تعین کر دے۔ نمبر ایک کیسے روکیں گے کہ area further reduce نہ ہو، کیسے determine کریں گے کہ کون سی support price ہو جس سے کاشتکار بھی خوشحال ہو اور غریب عوام کے اوپر اس کا بوجھ بھی نہ پڑے اور کیسے آپ determine کریں گے کہ جو آپ agricultural research کو لے کر جانا چاہتے ہیں، کیا یونیورسٹیاں اس کی better field ہوں گی، کیا departments اپنے طور پر کچھ ایسے incentives لیں گے جن کے ذریعے وہ یہ تعین کر سکیں کہ agricultural research centres جو ہیں ضروری نہیں ہے کہ بہت بڑے حجم کے ساتھ ایک یونیورسٹی کا complex بنا کر آپ یہ agricultural research centre بنا سکتے ہیں؟ دنیا کے اندر اس کی مثالیں موجود ہیں۔ ارشاد احمد عارف صاحب کا میں آپ کے سامنے روزنامہ "جنگ" کا ایک کالم تاریخ مجھے یاد نہیں، رکھ دیتا ہوں اور میں منسٹر صاحب کو بھی دے دوں گا جو 1955 کے اندر ہمارا seed تھا اور جو ڈاکٹر صاحب نے آج بات کی کہ ہم hard گندم اگا رہے ہیں، پچھلے پچاس سال میں ہم اپنی گندم کی اس جنیاتی خاصیت سے دور جا چکے ہیں۔ آج پاکستان کی گندم کو وہ ratio and rating available نہیں ہے جو 1950 کی study میں تھی اور اس کے بعد آج تک کوئی study conduct نہیں کی گئی لیکن کچھ پرائیویٹ organizations یہ کام ضرور کر رہی ہیں۔ میری آپ سے

یہ استدعا ہو گی اور آپ سے یہ درخواست کرتے ہوئے ایک آدھ منٹ کے اندر اپنے آپ کو wind up کر دوں گا تاکہ reference to the context رہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں Rules خود پڑھ لوں گا آپ صرف نمبر بتا دیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں پورا پڑھ کر وقت ضائع نہیں کروں گا J-is the formation of Committees and Special Committee بنا سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ

ملک محمد احمد خان: اور general discussion کے نتیجے میں آپ کی اجازت کے ساتھ میں متعلقہ منسٹر کے سامنے یہ سوال رکھ سکتا ہوں کہ اگر یہ ممبران جو کہ اس ایوان کے اندر پورے پنجاب سے منتخب ہو کر آئے ہیں تو اگر آپ انہیں یہ موقع دیں کہ یہ department کو کوئی ایسی guidance دیں تو پھر اس بحث و تکرار کا کوئی فائدہ ہو۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، میاں مناظر حسین رانجھا صاحب!

میاں مناظر حسین رانجھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب وقت بھی بہت کم ہے اور منسٹر صاحب اسے wind up بھی کریں گے تو پانچ پانچ منٹ سے زیادہ آپ کو وقت نہیں ملے گا۔ اجلاس کا وقت 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی آپ کو داد دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے زمینداروں کے ایک اہم issue کو ذاتی طور پر توجہ دے کر اسمبلی کے فورم پر پیش کیا اور تین چار روز سے اس پر بحث چل رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کسان کے ساتھ ہمدردی، محبت اور پیار کا ایک گراں قدر نمونہ ہے جس پر میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

(اذانِ عشاء)

جناب سپیکر: جی، رانجھا صاحب!

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! آج جو عنوان یہاں زیر بحث ہے وہ گندم کی قیمت کے حوالے سے ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ گندم کی قیمت کو بڑھانا بہت ضروری ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آج کا زمیندار پرانے وقتوں کا زمیندار نہیں رہا۔ آج ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے، شعور کا زمانہ ہے، میڈیا کا

زمانہ ہے، پڑھے لکھے لوگ ہیں اور پڑھے لکھے زمینداروں نے زمیندارہ کو as profession adopt کر لیا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم وہ فصل کاشت کریں جس سے ہمیں فائدہ حاصل ہو ہم وہ فصل کاشت نہ کریں جس سے ہمیں نقصان ہو۔ گندم پر اٹھنے والے اخراجات کا کوئی بھی غیر جانبدار شخص تجزیہ کر لے وہ یہی کہے گا کہ اس کے بے پناہ اخراجات ہیں اور profit بہت ہی کم ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے پنجاب کے زمینداروں کا بہت بڑا کارنامہ ہے اور ان کا بہت بڑا جہاد ہے کہ وہ اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر پاکستان کے اٹھارہ کروڑ عوام کے لئے خوراک کا بندوبست کر رہے ہیں۔ اگر آج پاکستان کے لوگوں کو گندم باہر سے منگوانا پڑے تو وہ ہماری موجودہ قیمت سے ڈبل قیمت پر منگوانا پڑے گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ وہ سخت حالات میں رہ کر بھی پاکستان کے لوگوں کو خوراک مہیا کر رہے ہیں۔ الحمد للہ ان کسانوں کی محنت کا نتیجہ ہے کہ آج پاکستان گندم کے معاملے میں خود کفیل ہو چکا ہے۔ یہاں پر ہندوستان کا حوالہ دیا گیا اور ہندوستان کے پنجاب کا حوالہ دیا گیا۔ میں یہ مانتا ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن وہاں پر جمہوریت کا تسلسل رہا ہے جس کی وجہ سے وہاں کی حکومتوں نے زمیندار کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے، وہاں پر اچھی پالیسیاں بنائی ہیں اور زرعی امور میں ذاتی دلچسپی لی ہے جس کی وجہ سے ان کی پیداوار بہت زیادہ ہے۔ ہمارے پنجاب اور پاکستان کے کسان جن کو سہولتیں بھی اتنی مہیا نہیں کی گئیں اس کے باوجود ہمارا کسان ہندوستان کے کسان سے زیادہ محنتی ہے اور زیادہ پیداوار حاصل کر رہا ہے۔ اس نے بغیر سہولتوں کے اور اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر گندم کے معاملے میں پاکستان کو خود کفیل کرنے میں اپنا اہم کردار ادا کیا ہے۔ کل ہم گندم کے لئے کشکول لے کر باہر کے ملکوں میں جایا کرتے تھے لیکن اللہ کے فضل و کرم سے آج ہماری حکومتیں گندم کو export کر رہی ہیں اور فالتو گندم باہر کے ملکوں کو فروخت کر رہی ہیں۔ باہر سے جو گندم آتی ہے وہ ہمیں زیادہ قیمت میں پڑتی ہے اور گورنمنٹ کو سبسڈی دینا پڑتی ہے۔ اگر ہم اسی سبسڈی کا تھوڑا سا حصہ اپنے زمیندار کو دے دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ زمیندار خوشحال ہو سکتا ہے اور گندم کی پیداوار میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔ میں گندم کی خریداری کے حوالے سے کہنا چاہوں گا کہ گورنمنٹ گندم کا جو ریٹ مقرر کرتی ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کا ریٹ زمیندار کو ملتا ہے یا نہیں؟ ہم یہاں بیٹھ کر گندم کی قیمت بارہ سو روپے اور پندرہ سو روپے من مقرر کر دیتے ہیں لیکن اس کی کوئی تحقیق نہیں کرتا کہ ایک عام زمیندار کو جو چار، پانچ یا دس ایکڑ کا مالک ہے اس کو گندم کا ریٹ مل رہا ہے، نہیں مل رہا ہے یا اس کا فائدہ middleman اٹھا رہا ہے؟ ہمارے ہاں ایک سسٹم چلا ہوا ہے کہ جو purchasing centres بنے ہوئے ہیں وہاں پر ریونیو سٹاف کو ڈیوٹیاں

دی گئی ہیں۔ میں منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ اس سلسلے میں تھوڑا چیک فرمائیں کیونکہ آج ہمارے پٹواری صاحبان خود گندم کی خریداری کا کام کر رہے ہیں اور ایک middleman کی حیثیت سے لاکھوں کروڑوں روپے کا منافع کمار ہے ہیں۔آپ مہربانی فرما کر اس بات کو ensure کریں کہ آئندہ جو بھی Purchasing Centre ہو وہاں ریونیو سٹاف کے ساتھ ساتھ آپ کا جو لوکل ایم پی اے یا notable personality ہو اس کو بھی کمیٹی میں شامل کیا جائے۔Purchasing centres پر زمینداروں کی کمیٹیاں ضرور بنتی ہیں لیکن ان میں ان لوگوں کے نام شامل ہوتے ہیں جو زمیندار نہیں ہوتے اور جن کا گندم کی فروخت یا خریداری سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔آپ مہربانی فرما کر اس بات کو ensure کریں۔

جناب سپیکر! جو وہاں پر middleman ہوتا ہے وہ اصل منافع کمار ہا ہوتا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ گندم کا ریٹ اچھا مقرر کرتے ہیں، زمیندار گورنمنٹ کے سرکاری ریٹ پر خوش ہوتا ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو گورنمنٹ زمیندار کو فائدہ دیتی ہے کیا وہ اس کی دہلیز تک پہنچتا ہے؟ اگر وہ فائدہ درمیان کا بندہ اٹھا کر چلا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زمیندار کے ساتھ سراسر زیادتی ہے اور گورنمنٹ کو اس کا سدباب کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! میں آخری بات بیج کے حوالے سے کرنا چاہوں گا۔ خاص طور پر جو گندم کا بیج ہے، ہمارے وزیر زراعت یہاں بیٹھے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو ہمت دے، طاقت دے اور عزت دے۔ ہم بیج کے حوالے سے بہت پیچھے ہیں۔ گندم کے بیج کی کارکردگی زیادہ پیداوار دینے والی ہو۔ پاکستان کے اندر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ریسرچ کر کے وہ بیج پیدا کروائیں۔ شاید آپ کو یاد ہو گا اور ہمارے تمام بھائیوں کو بھی یاد ہو گا کہ کسی زمانے میں امریکہ سے ایک یکورا گندم کا بیج آیا تھا۔ اس کی اس وقت کی پیداوار پچاس ساٹھ من فی ایکڑ تھی۔اس زمانے میں جب وہ یکورا گندم آئی تھی پاکستان گندم کے معاملے میں خود کفیل ہو چکا تھا لیکن آج میری وزیر زراعت سے درخواست ہو گی کہ آپ مہربانی فرما کر ایگریکلچر یونیورسٹی فیصل آباد کو یہ کہیں کہ آپ ہر سال یا دو سال کے بعد کم از کم نیا بیج ضرور متعارف کروائیں جو ہماری مقامی آب و ہوا کے مطابق ہو تا کہ وہ بیماری سے بھی بچ سکے اور ہماری فصلیں بھی زیادہ ہو سکیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب رمیش سنگھ اروڑا!

جناب رمیش سنگھ اروڑا: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس پر بہت ساری باتیں ہو چکی ہیں۔ آج صبح آنے سے پہلے میں VC ایگریکلچر یونیورسٹی سے مل کر آیا ہوں۔ احمد خان صاحب نے ایک بات کی ہے کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی constitute کر دی جائے کیونکہ ممبران بہت ساری inputs دینا چاہ رہے ہیں۔ Particular research کے حوالے سے بھی بار بار ایگریکلچر یونیورسٹی کا ذکر آ رہا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ بہت ساری ریسرچ ہو چکی ہے لیکن issue کہاں پر ہے؟ issue ہے اس کی implementation پر۔ جب تک اس ریسرچ کی implementation نہیں ہوتی، کیونکہ ہو یہ رہا ہے کہ یونیورسٹی کے جتنے بھی graduates ہیں وہ بے چارے thesis صرف اس لئے لکھتے ہیں کہ وہ thesis for the sake of thesis ہے۔ جب تک ہم اس ریسرچ کو on the ground practically نہیں کرتے اور اس سے رزلٹ نہیں لیتے ہم further research نہیں کر سکتے۔ Otherwise ہم یہاں بیٹھ کر وہی conventional tradition outdated ٹیکنالوجی چلتی آ رہی ہے وہی کرتے رہیں گے۔ اس سے کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو گا۔ یہاں پر بار بار انڈیا کا ذکر کیا جا رہا ہے ہم اگر ایک ایکڑ سے 35 من کی production لے رہے ہیں تو انڈیا ایک ایکڑ سے 56 من production لے رہا ہے۔ وہ prove کر چکا ہے کہ وہ ایک ایکڑ سے 90 من سے زیادہ پیداوار بھی دے سکتا ہے اس لئے ہمیں اس پر کام کرنا چاہئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کون سی innovated technology ہے جب ہم particularly cultivation پر جاتے ہیں تو ہمیں دیکھنا ہے کہ کیا ہم نے چھٹے والے سسٹم پر جانا ہے یا drill کی طرف جانا ہے؟ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ ایک کمیٹی constitute کر دیجئے وہ آپ کر سکتے ہیں۔ اس کمیٹی میں ہم سب بیٹھ کر اپنی input دیں کہ ہم نے support price کیا رکھنی ہے اور کون سی ٹیکنالوجی کو introduce کرانا ہے؟ تاکہ جب دوبارہ اجلاس ہو تو آپ کے سامنے concrete working آ سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جن کا کام ہے انہی کے سپرد کرتے ہیں۔ جناب احمد شاہ کھگہ!

جناب احمد شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں گندم کے حوالے سے یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ ہماری زمین سونا اگلتی ہے۔ گندم ہماری زندگی کا اہم جز ہے۔ عام آدمی سے لے کر صدر پاکستان تک یہ برابر ہماری زندگی کا حصہ ہے۔ اگر کپاس میں کوئی اونچ نیچ ہو جائے مثلاً ایک سوٹ ساڑھے چار سو روپے کا ملتا ہے آدمی پہن لیتا ہے اور ایک آدمی دس ہزار روپے کا پہنتا ہے تو ان کا گزارہ ہو جاتا ہے۔ اسی

طرح چاول پچاس روپے فی کلو ملتے ہیں اور ڈیڑھ سو روپے فی کلو بھی قیمت ہے وہ بھی آدمی کھا کر گزارہ کر لیتا ہے۔ان میں اونچ نیچ ہو سکتی ہے لیکن گندم میں نہیں ہو سکتی یہ سب کے لئے اہم جُز ہے۔

جناب سپیکر!اس میں میری تجویز یہ ہے کہ آج سے 30/25 سال پہلے یہی زمین تھی اور یہی گندم تھی جب عام کسان اور زمیندار گندم کاشت کرتا تھا تو اس سے وہ اپنے گھر کے لئے سالانہ اناج سٹور کرتا تھا اور فصل کو کاٹنے والے مزدور بھی مٹی سے بڑولیاں بنا کر اپنا سالانہ اناج سٹور کرتے تھے۔اس وقت فی ایکڑ پیداوار کی ratio جو تھی 15 سے 20 من تھی لیکن اس وقت تحمل اور صبر تھا۔جب گاؤں میں کسی وقت کسی شخص کے پاس گندم ختم ہو جاتی تھی تو ہمسائے کے پاس جاتا تھا اور وہ اسے گندم دے دیتا تھا اور کہتا تھا کہ گندم لے لو جب تمھاری گندم آئے تو مجھے گندم دے دینا۔اسی طرح اس کے پاس stock موجود رہتا تھا۔اب ہم نے ترقی کی ہے اور ہماری فی ایکڑ پیداوار 15 سے 72 من تک پہنچ چکی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اس وقت وہ گندم وہاں اٹھ کر ہمارے گوداموں اور بڑولیوں میں آجاتی تھی۔آج ہم بے شک پیداوار 50 من فی ایکڑ گندم لے رہے ہیں لیکن وہ گندم باہر سے فروخت کر دیتے ہیں۔ہمارے گودام اور ہماری بڑولیاں آج رو رہی ہیں اور وہی مہنگائی ہے۔اس میں میری رائے یہ ہے کہ اس اہم جز کو ہمیں دیکھنا ہے کہ اس گندم پر لاگت کتنی ہے اور آمدن کتنی ہے؟اگر ہم گندم کا ریٹ –/2000 روپے بھی کر دیں تو اس سے گزارہ نہیں ہو گا۔ہم پٹرول 4 روپے بڑھاتے ہیں تو پورے ملک میں ہل چل مچ جاتی ہے۔اسی طرح گندم ایسی چیز ہے کہ جب بھی اس کا ریٹ بڑھائیں گے تو ملک میں بھونچال آجاتا ہے۔ میری اس میں رائے یہ ہے کہ گندم کی قیمت –/2000 روپے کی بجائے نیچے –/400 سے –/500 روپے فی من تک آنی چاہئے۔اس کا متبادل یہ ہے کہ جہاں بہت سارے اچھے کام ہو رہے ہیں تو کم از کم اس گندم کی input چیزیں جن میں بیج، کھاد، ڈیزل، بجلی، پانی اور سپرے وغیرہ کو صرف اس فصل کے لئے subsidies کیا جائے، ان کو اس آمدن کے مطابق لایا جائے جس کے تحت پورے ملک کے غریب اور امیر کو گندم –/400 یا –/500 روپے فی من تک ملے۔اس میں زمیندار کو صرف یہ فائدہ ہے کہ اس کی توڑی بچتی ہے اور اس کو اپنے گھر کے کھانے کے دانے ملتے ہیں۔اس وقت بھی یہی حال ہے اور اس میں profit نہیں ہے۔اگر ہمیں حکومت سبسڈی کے ذریعے یہی چیزیں فراہم کرے اور وہ ایریا جو گندم کا ہے صرف اس پر خرچہ برداشت کرے کیونکہ زمیندار کو وہی بچنا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دونوں کی بات کریں، گندم کے ساتھ چاول کی بھی بات کریں۔ایسے نہ کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!میں تو ایک مثال دے رہا ہوں۔ میں نے تو بتایا ہے کہ چاول 60 روپے سے بھی کھایا جا سکتا ہے لیکن گندم کا ریٹ وہی ہے جس نے بھی کھانی ہے۔ یہ زندگی کی بڑی اہم ضرورت ہے۔ اس میں میری رائے یہ ہو گی کہ جس علاقے میں گندم کاشت ہوتی ہے وہاں تمام زمینداروں کو گندم کی inputاشیاء پر رعایت دی جائے لیکن ان کی قیمت بڑھے گی تو گندم کی قیمت بھی بڑھ جائے گی جس کا تعلق عام مزدور، بھکاری سے لے کر صدر پاکستان تک ہے۔ بہت سارے ساتھیوں نے ابھی باتیں کرنی ہیں تو بہتر رائے یہ ہے کہ ایک کمیٹی بنائی جائے اور اس کا کوئی فوری حل نکالا جائے۔ جہاں پر میاں صاحب نے بہت سارے اچھے کام کئے ہیں وہاں پر یہ کریڈٹ بھی لینا چاہئے اور یہ کام رکنا نہیں چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر:بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ۔ جی،الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب!جلدی جلدی ایک منٹ میں آپ اپنی بات ختم کریں۔پندرہ منٹ وقت بڑھایا جاتا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!جب گندم کی قیمت بڑھتی ہے تو خریدار روتا ہے اور کم ہوتی ہے تو کاشتکار روتا ہے۔اصل مسئلہ یہ ہے کہ گندم جس چیز سے اگائی جاتی ہے اللہ نے پانی کو ساری چیزوں کے لئے بنیاد بنایا ہے، پانی کو سستا کیا جائے اور پانی کو سٹور کیا جائے۔ جیسے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ کالا باغ ڈیم بن جائے تو پانی بھی محفوظ ہو گا، بجلی بھی بنے گی اور جب بجلی سستی ہو گی تو ساری فصلیں سستی ہوں گی۔ ہمیں اس پر خوش نہیں ہونا چاہئے کہ -/1400روپے فی من گندم کر دیں۔۔۔

جناب سپیکر:آپ دونوں کو مل کر ایک دفعہ کراچی جانا چاہئے۔جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی:جناب سپیکر!میں تو بارہا تجویز دے چکا ہوں کہ ہمیں کراچی بھی بھیجیں اور ادھر KPK میں بھی بھیجیں۔ ہم علماء ان کو متفق کریں کہ کالا باغ ڈیم بنانے دو تو انشاء اللہ ساری بیماریاں ختم ہو جائیں گی۔بہت شکریہ

جناب سپیکر:جی،وزیر زراعت صاحبwind up کریں۔

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں کا آپ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ گندم جو کہ staple food ہے اس حوالے سے آپ نے بحث کروائی ہے اور آج دوسرا دن ہے۔یہاں پر ٹریژری اور اپوزیشن بنچوں سے بڑی کھل کر بحث ہوئی۔

جناب سپیکر: کچھ صاحبان رہ گئے ہیں میں آج ان سے معذرت خواہ ہوں۔ جن صاحبان کے نام نہیں آ سکے میں آئندہ آپ کا خیال رکھوں گا لیکن اب مہربانی فرمائیں کیونکہ ٹائم کافی ہو چکا ہے۔ میں نے منسٹر صاحب کو floor دے دیا ہے اور وہ wind up کریں گے۔ بہت شکریہ

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کر رہا تھا کہ یہ ایک unique موقع ہے۔ اس ایوان میں غالباً مجھے تو یاد نہیں آتا شاید پہلی دفعہ بحث ہوئی ہے اور آپ نے گندم پر اتنی کھل کر بات کروائی ہے۔ اس حوالے سے دھرتی کا ان داتا جو کسان ہے اس کے مسائل highlight ہوئے ہیں اور اس ایوان نے کسانوں کی نمائندگی کا آج ایک بھرپور طریقے سے حق ادا کیا ہے۔ اس کے لئے میں دونوں side کے معزز ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اللہ کرے کہ یہ سارے آپ کو مبارکباد دیں۔ آپ کوئی ایسا کام کر دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ۔ باقی آج اس پر بڑی سیر حاصل گفتگو ہوئی ہے، اس میں inputs کا ذکر بھی آیا، اس میں پانی کی کمی کا بھی ذکر آیا، بجلی کی قیمتوں کا بھی ذکر آیا، اس میں ٹیوب ویل کا بھی ذکر آیا اور گندم کے حوالے سے کسانوں کے مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں ریسرچ پر بڑی بات ہوئی ہے۔ آپ کو اچھی طرح یاد ہو گا کہ یہ 7 اور 8 من سے لے کر 30 من تک average ہوئی ہے تو یہ ہمارے ریسرچ سنٹروں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ہمارے seed کے نئے بیجوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان میں improvement کی گنجائش نہیں ہے ابھی improvement کی بہت گنجائش ہے لیکن انہی ریسرچ سنٹروں، انہی یونیورسٹیوں اور انہی اداروں کی وجہ سے آج ہم 30 من پیداوار تک لے رہے ہیں اور انشاء اللہ اس سے بھی آگے لے جائیں گے۔ یہاں پر laser level کی بات ہوئی اس پر ہمارا ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ 50 فیصد سبسڈی دے رہا ہے۔ ہم نے اس سال بھی 4.5۔ارب روپیہ اس سلسلے میں رکھا ہے جو کہ laser barb irrigation and levelling کے لئے دیا جائے گا۔ ٹیوب ویل کے فلیٹ ریٹ کی بات ہوئی ہے تو یہ ابھی بات premature ہے اور میں ایوان میں کر نہیں سکتا۔ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے کسانوں کے وفد کے ساتھ ملاقات کر کے باقاعدہ ہوم ورک کر کے اس پر ایک طریق کار طے کر لیا ہے، ابھی صرف announcement کی گنجائش ہے اور announcement ہونا باقی ہے۔ اس کے بعد یہ پنجاب کے کھیت اور یہ لہلہاتی ہوئی فصلیں میاں محمد شہباز شریف کو ہمیشہ کے لئے یاد رکھیں گی اور میرا دعویٰ ہے

کہ انشاءاللہ وہ ایک تاریخی اعلان ہوگااور جہاں تک آج کا موضوع ہے کہ گندم کی قیمت کے تعین کی بات ہے تو یہ آپ کے اچھی طرح علم میں ہے کہ یہ فوڈ سکیورٹی اور ریسرچ منسٹری فیڈرل گورنمنٹ کا ادارہ ہے یہ ادارہ سارے صوبوں سے proposals invite کرتا ہے اور سارے صوبوں نے اپنی proposals دینی ہوتی ہیں۔اس میں cost of production کو مدنظر رکھتے ہوئے،import parity price and export parity priceاوراس کے علاوہ ملک میںpresent stock کو مدنظر رکھتے ہوئے اور ساری تجاویز سامنے رکھ کر گندم کی سپورٹ پرائس وہاں طے کی جاتی ہے۔ اس ایوان میں دونوں side سے معزز ممبران نے جو تجاویز دی ہیں ہم نے ساری noteکی ہیں انشاءاللہ تعالیٰ ان کی ساری تجاویز شامل کر کے فیڈرل گورنمنٹ کو پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے ایک بھرپور قسم کی سفارش کی جائے گی اور پنجاب کے کسان کی بھرپور نمائندگی کی جائے گی۔یہاں پر میرے ایک دو معزز ممبران کی طرف سے جو کمیٹی بنانے کی تجویز آئی ہے میں اس کو بھیwelcome کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہ آپ پر منحصر ہے کہ اگر آپ بنانا چاہیں تو ایک کمیٹی بھی بنا سکتے ہیں جو کہ اپنی تجاویز دے گی اور ہم ان تجاویز کو بھی شامل کر کے فیڈرل گورنمنٹ کے آگے پنجاب حکومت کا مقدمہ اور پنجاب کے کسان کا مقدمہ انشاءاللہ بھرپور طریقے سے لڑیں گے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی،منسٹر صاحب!

وزیر خوراک /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر!بہت شکریہ۔سب سے پہلے میں آپ کو اور اس ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ یہاں پر ایکimportant issue پرopen debate ہوئی اور میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ support price کے حوالے سے شاید اس طرح پہلےopen debate House میں نہ ہوئی ہو۔آپ اور یہاں پر ہمارے جتنے فاضل ممبران ہیں وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔جتنی بھی یہاں پر discussion کی گئی،ہمارے قائد حزب اختلاف نے بھیFriday کو اس پر بات کی اور جتنے بھی ہمارے دوسرے پارلیمانی لیڈران ہیں انہوں نے بھی بات کی اور یہاں پر مختلف آراء آئی ہیں،جو ہمارے کاشتکار ہیں ان کی طرف سے بھی کہا گیا کہ ان کا بچہ جب چلنا سیکھتا ہے تو وہ سیدھا اپنے کھیتوں میں جاتا ہے اور اپنے حصہ کے کام کو نبھانے کی کوشش کرتا ہے،ان کا جو بزرگ ہے وہ عمر کے اس حصے میں ہوتا ہے جس میں اس کو آرام چاہئے ہوتا ہے مگر وہ بھی جب تک چل سکتا ہے کھیتوں میں جاتا ہے اور صرف پنجاب کے لئے نہیں پاکستان کے لئے

فصل کی بوائی کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ہمیں اُس عوام کا بھی خیال کرنا ہوتا ہے جو ہمارے کاشتکار بھائی موسم کی شدت کے باوجود محنت کرتے ہیں۔ گرمی، سردی، برسات کے باوجود ہمارے لئے فصل بوتے ہیں اور دوسری طرف ہمیں اُس عوام کا بھی خیال کرنا ہے جن پر اگر تھوڑی سی بھی wheat price بڑھے تو آٹے کا تھیلا بم بن کر گرتا ہے۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے parallel دونوں چیزوں کو دیکھنا ہوتا ہے۔ایک طرف انہوں نے wheat support price fix کرنی ہوتی ہے اور دوسری طرف اگر گندم کی wheat support price بڑھے گی تو ہمارے پاس اس کا کوئی دوسرا solution نہیں ہے کہ آٹے کی قیمت بھی بڑھے گی۔ ہمارے ایوان سے جو مختلف آراء آئی ہیں، جن پر ہمارے ممبران نے serious concern show کیا ہے اس کو ہم نے note کیا ہے جس طرح input کم کرنے کی بات کی گئی ہے اس کو بھی ہم seriously consider کریں گے۔یہاں پر بیج،ڈیزل، بجلی، کیڑے مار ادویات اور ٹریکٹر کی depreciation کی بات کی گئی ہے ان سب کو ہم نے consider کرنا ہے۔ جس طرح آپ نے کہا تھا کہ پڑوسی ملک کا visit کیا جائے اور وہاں پر ان کی جو expertise ہے اس کو بھی ہمیں consider کرنا ہے،اس کے علاوہ ہمارے ایوان میں یہاں پر بات ہوئی ہے کہ جو ہمارے کاشتکار بھائی ہیں ان کی سپیشل کمیٹی constitute کی جائے اس کو بھی ہم نے consider کرنا ہے اس کے علاوہ سبسڈی کی بات ہوئی ہے، middleman کا جو کردار ہے اس پر یہاں پر بہت زیادہ بات ہوئی ہے۔یہ ساری چیزیں ہم نے note کی ہیں تو میں آپ کو کم از کم یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ آنے والے سال میں جو ہماری support price بنے گی وہ اس ایوان کی discussion کے مطابق اور اس ایوان سے جو آراء آئیں گی ان کے عین مطابق بنے گی اور اس سے بھی ہمارا concern show ہوتا ہے۔ جس طرح میں پہلے بھی آپ کو کہہ چکا ہوں کہ اس ایوان میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ہم نے wheat support price پر open debate کروائی ہے تو کسی صورت یہ ہماری priority کو reflect کرتی ہے۔ ہمیں پتا ہے کہ ہم نے کاشتکار کو اور ساتھ ہی ساتھ دوسری طرف جو اس کا consumer ہے دونوں کا interest watch کرنا ہے اور گورنمنٹ جب اپنی support price declare کرے گی تو یہاں پر ایوان میں جو debate ہوئی ہے،اس ایوان سے جو قیمتی آراء آئی ہیں انشاء اللہ اس کی روشنی میں declare کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ میں اور دونوں منسٹر صاحبان ایک دو دن بعد بیٹھیں گے اور اس معاملہ کو دیکھ کر اس پر کمیٹی بنائیں گے۔آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(29)/2013/936. Dated: ***3rd September, 2013.*** The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Muhammad Sarwar,** Governor of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with effect from 02.09.2013 after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the
2nd September, 2013

MUHAMMAD SARWAR
GOVERNOR OF THE PUNJAB"
